هُوَ العَلِیُّ الکَبِیر

شیخ بو علی ابن سینا کی عظیم الشان مستند کتاب
قانون کے پہلے حصّہ (کلیات) کا سلیس ترجمہ اور شرح

ترجمہ و شرح

کُلّیاتِ قانون

حصّہ دُوُم

از

حکیم محمد کبیر الدین

مؤلف و پروفیسر طبیہ کالج دہلی و مدیر رسالہ المسیح

سنہ ۱۹۳۲ء
۱۳۵۰ھ

ملنے کا پتہ:- دفتر المسیح قرول باغ۔ دہلی

(مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی)

طبع اول تعداد دو ہزار

قیمت

[illegible]



شیخ الرئیس بو علی «ابن سینا»

البخاری

Jamia Press, DELHI.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم

الجملۃ الاولیٰ فی النبض — پہلا جملہ۔ مبحث نبض

وھی تسعۃ عشر فصلاً

فن ثانی کی تیسری تعلیم کے پہلے جملہ میں انیس فصلیں ہیں۔

الفصل الاول کلام کلی فی النبض — فصل (۱) نبض کا کُلی بیان

فنقول: النبض حرکۃ من اوعیۃ الروح مؤلفۃ من انبساط وانقباض لتدبیر الروح بالنسیم۔

نبض اَوْعِیَۂ روح (روح کے ظروف = قلب وشرائین) کی حرکت کا نام ہے، جو انبساط وانقباض سے مرکب ہوتی ہے؛ اور اس حرکت کا مقصد یہ ہے کہ نسیم کے ذریعہ روح کی تدبیر (اور اصلاح) حاصل ہو۔

اَوْعِیَۂ روح (روح کے ظروف) میں اگرچہ شرائین کے ساتھ قلب بھی شریک ہے، اور وریدوں میں بھی کچھ کے ساتھ روح حیوانی پائی جاتی ہے، مگر یہاں نبض سے محض شرائین کی حرکت مراد ہے۔ اور قلب خارج از مقصود ہے؛ اسلئے کہ نبض کے دلائل کی قسمیں قلب میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

نبض کی حرکت کس قسم کی ہے؟ اس سوال کے جواب کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حرکت کی قسمیں بتائی جائیں۔

حرکت چار مقولوں (اَیْن۔ وَضْع۔ کَمّ۔ اور کَیْف) میں واقع ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے حرکت کی چار قسمیں کی جاتی ہیں: حرکت اَیْنِیَہ۔ حرکت وضعیہ۔ حرکت کمیہ۔ اور حرکت کیفیہ۔

حرکت اَیْنِیَّہ سے مراد "حرکت مکانیہ" ہے؛ جس میں حرکت کے ساتھ جسم متحرک کا مکان اور اس کی جگہ بدلتی رہتی ہے۔ مثلاً چلنے پھرنے کی حرکت۔

حرکت وَضْعِیَّہ میں جسم متحرک اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے، مگر اس کی وضع بدلتی رہتی ہے۔ مثلاً چکی کے

گھومنے کی حرکت +

حرکت کمیہ میں جسم کی مقدار بدلتی رہتی ہے، جس کی پھر دو صورتیں ہیں: جسم کی مقدار بڑھے، یا وہ گھٹے۔ پھر جسم کی مقدار کے گھٹنے اور بڑھنے کی دو صورتیں ہیں: (۱) کوئی چیز اُس جسم میں اضافہ کے طور پر شامل ہو، اور اس جسم کے اضافہ کی وجہ سے وہ جسم بڑھے، تو اسے اصطلاحاً **نُمُوّ** (بالیدگی) کہا جاتا ہے۔ مثلاً نباتات کا بڑھنا۔ اور اگر وہ جسم بغیر کسی دوسرے جسم کے اضافہ کے بڑھے، تو اسے **تَخَلْخُل** کہا جاتا ہے۔ مثلاً گرمی کے پہونچنے کو پارہ اور پانی کے حجم کا پھیل جانا +

سی طرح کسی جسم کی مقدار کے گھٹنے کے بھی دو صورتیں ہیں: اُسکی مقدار کسی مادہ کے کم ہو جانے کی وجہ سے اگر کم ہو، تو اسے **ذُبول** کہا جاتا ہے، مثلاً دستوں کی وجہ سے بدن کا لاغر ہو جانا۔ اور اگر اُس کی مقدار اسکے بغیر کسی وجہ سے گھٹ جائے، تو اسے **تکاثف** کہا جاتا ہے۔ مثلاً ٹھنڈک پہونچنے سے پارہ یا پانی کا سکڑ کر حجم کا گھٹ جانا +

حرکت کیفیہ میں محض جسم کی کیفیت بدل جاتی ہے، مثلاً کسی چیز کا گرم ہو جانا، یا اسکا ٹھنڈا ہو جانا +

اب رہا یہ سؤال کہ نبض کی حرکت کس قسم کی ہے؟ اس میں تو سب کا اتفاق ہے کہ نبض کی حرکت "حرکت کیفیہ" کے قبیلے سے نہیں ہے۔ باقی تینوں حرکتوں میں اختلاف ہے۔

جمہور اطبا کا مذہب تو یہ ہے کہ نبض کی حرکت "حرکت اینیہ" (مکانیہ) ہے۔ لیکن شیخ اور اکثر شارحین قانون، مثلاً علامہ علاء الدین قرشی وغیرہ کی رائے ہے کہ نبض کی حرکت "حرکت وضعیہ" ہے۔ حرکت وضعیہ میں یہی ہوتا ہے کہ جسم متحرک کے اجزاء اور اُس کے مکان کے اجزاء کی نسبت میں اس طرح فرق آجاتا ہے کہ سارا جسم متحرک اپنے پورے مکان سے خارج نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی حصہ اپنے مکان کے اندر ضرور قائم رہتا ہے؛ یا یہ کہ یہ جسم بحیثیت مجموعی اپنے مکان میں باقی رہتا ہے۔ مثلاً جب کوئی گول جسم اپنے مرکز پر گردش کھاتا ہے، تو گو اس کے اجزاء اپنے مکان کے اجزاء کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں، مگر یہ سارا جسم پورے مکان سے باہر نکل نہیں آتا ہے، بلکہ اس گول جسم کے اجزاء کی نسبت مکان کے اجزاء کے لحاظات بدلتی رہتی ہے۔ غرض اس صورت میں حرکت کی وجہ سے جسم کی وضع بدلتی رہتی ہے۔ یہی حال چکّی کے گھومنے کا ہے: چکّی کی گردش کے وقت گو چکّی کے اجزاء کی نسبت مکان کے اجزاء کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے، مگر ساری چکّی اپنے پورے مکان سے باہر نہیں آجاتی ہے۔ اور وضع ایک ایسی چیز ہے کہ اس میں کمی، بیشی اور تبدیلی ہو سکتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص بیٹھا ہوا ہو، اور وہ اُسی جگہ قائم رہنے کے باوجود کھڑا ہو جائے؛ یا وہ کھڑا ہوا ہو، اور وہ جھک جائے، یا مڑ جائے؛ ان تمام صورتوں میں حرکت وضعیہ ہے۔ اگرچہ مکان کی ہیئت کھڑے ہو جانے، یا جھک جانے سے ضرور بدل

جاتی ہے۔ یہی حال شریانوں کے سکڑنے اور پھیلنے کا ہے۔ اس سے گو مکان چھوٹا اور بڑا ہو جاتا ہے؛ تاہم مجموعی شریان اپنے پورے مکان سے باہر نہیں آجاتی۔ اس کے برعکس حرکت اینیہ میں یہ ضروری ہے کہ جسم متحرک کے سارے اجزا اپنے سارے مکان سے باہر آجائیں۔ مثلاً چلنے پھرنے کی حرکت۔ اگر ایسی صورت نہ ہوگی، تو اُسے حرکت اینیہ نہ کہا جائیگا +

اس میں کوئی شک نہیں کہ "کھڑے ہو جانے" کی صورت میں کھڑے ہونے والے شخص کا کوئی نہ کوئی حصہ یقیناً مجموعۂ مکان کے کسی نہ کسی حصے کے ساتھ اسی طرح لازم وچسپاں رہتا ہے، جس طرح وہ کھڑے ہونے سے پہلے تھا۔ اسی طرح جو کُرہ یا گول جسم اپنے مرکز پر گھومتا ہے، وہ اپنے مکان میں قائم رہتا ہے؛ اگرچہ اُس کے اجزا مکان کے اجزا کے ساتھ اس طرح چسپاں نہیں رہتے، جس طرح وہ حرکت سے پہلے ہوتے ہیں۔ برعکس اس کے اگر ایسے گول جسم کا مرکز ذرا بھی حرکت کرجائے، تو اس صورت میں نہ اسکا کوئی جزء مکان کے کسی جزء میں قائم رہے گا، اور نہ مجموعی جسم مجموعی مکان میں قائم رہیگا۔ بلکہ پورا جسم پورے مکان سے باہر نکل آئیگا۔ اس لئے اس کی یہ حرکت "حرکت مکانیہ" ہوگی نہ کہ حرکت وضعیہ +

الغرض حرکت وضعیہ اور حرکت مکانیہ میں جو فرق ہے، اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ حرکت وضعیہ میں دو باتوں میں سے کسی ایک بات کا ہونا ضروری ہے: (۱) یا جسم متحرک اپنے اُس مکان کے اندر قائم رہے، جس مکان کے اندر وہ حرکت کر رہا ہے، جیسا کہ کرہ کے گردش کھانے میں، یا چکی کے گھومنے کی صورت میں ہوتا ہے؛ (۲) یا جسم متحرک کا کوئی حصہ مکان کے کسی حصہ کے ساتھ اسی طرح چسپاں اور وابستہ رہے؛ جس طرح وہ حصہ حرکت سے پہلے وابستہ تھا۔ مثلاً کھڑے ہونے کی صورت میں دونوں پیر اپنی جگہ پر اگر قائم رہیں؛ تو یہ حرکت وضعیہ ہوگی، ورنہ مکانیہ +

حرکتِ نبض کا محرک کون ہے؟ اس میں اگرچہ متقدمین مختلف الآراء ہیں۔ مگر صحیح مذہب علامہ علاء الدین قرشی کا ہے۔ قرشی کا قول ہے کہ قلب کے پھیلنے کے وقت شریانیں سکڑتی ہیں، اور قلب کے سکڑنے کے وقت شریانیں پھیلتی ہیں؛ اس قول کی توضیح یہ ہے کہ قلب جب سکڑتا ہے، تو روح اپنے خون شریانی کے ساتھ شریانوں کی طرف قہراً جبراً دفع ہوتی اور دھکیلی جاتی ہے، جس سے شریانیں پھیلنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ اور یہ خون اس ترتیب کے ساتھ آگے بڑھتا ہے کہ پہلے یہ بڑی شریانوں سے چھوٹی شریانوں میں، اور چھوٹی شریانوں سے عروق شعریہ میں روانہ ہوتا ہے؛ جس سے شریانیں پھر اپنے اصلی حجم پر آجاتی ہیں۔ خون اور روح کی اس روانگی میں قلب کے انقباض اور اس کے زور کے علاوہ یہ امر بھی اعانت کرتا ہے کہ شریانوں کی لچکدار نالیاں جب خون سے بھر جاتی ہیں، تو یہ نالیاں لچک کی وجہ سے سکڑتی ہیں، جس سے خون دب کر آگے روانہ ہونے پر مجبور ہوتا ہے۔ پھر جب قلب پھیلتا ہے، تو قلب

کی دوسری متصلہ شریانوں اور رگوں سے خون اور روح دوڑ کر قلب کی طرف آتا ہے، اور اس کے خلاء کو بھر دیتا ہے۔ یہ عمل پچکاری سے نہایت مشابہت رکھتا ہے۔ الغرض قلب کے پھیلنے کے وقت شریانیں سکڑتی ہیں، اور اس کے سکڑنے کے وقت شریانیں پھیلتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبض کی حرکت قلب کی حرکت کے تابع ہے۔ اس لئے نبض کی حرکت "حرکت قسریہ" کے قبیلے سے ہوئی ۔

لیکن قلب کی حرکت، اور اس کا انقباض وانبساط، تو یہ قلب کی ذاتی قوت سے وابستہ ہے، جس کو اطباء "قوت حیوانیہ" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کی یہ قوتِ محرکہ دیگر امور سے متأثر بھی ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ قلب اعصاب منفعلہ حساسہ سے خالی نہیں ہے۔ ان اعصاب کے ذریعہ قلب دیگر اعضاء کے تاثرات سے برابر متاثر ہوا کرتا ہے۔ مثلاً جب آنکھوں کے سامنے کوئی ڈراؤنی صورت آجاتی ہے، تو دماغ اور اعصاب کے توسط سے قلب متأثر ہوتا ہے، اور اس سے قلب کی حرکت میں ایک خاص تغیر آجاتا ہے۔ یہی حال دیگر انفعالات نفسانیہ کا ہے۔ اسی طرح آلات ہاضمہ کے امراض و اعراض سے اور دوسرے اعضاء کے درد دکھ سے بھی قلب کم وبیش متاثر ہوا کرتا ہے: اور چونکہ نبض کی حرکت قلب کی حرکت کے تابع ہوتی ہے، اس لئے ان تمام صورتوں میں قلب کے تأثرات کے تناسب سے نبض کی چال طبعی رفتار سے بدل جایا کرتی ہے۔

قلب کی چونکہ یہ حرکت نہ ارادی ہے، اور نہ تنفس کی طرح طبعی ارادی، کہ ارادہ سے قلب کی حرکت میں کوئی تغیر پیدا کیا جاسکے، اس لئے ظاہر ہے کہ نبض کی حرکت بھی نہ ارادی ہے۔ اور نہ طبعی ارادی ۔

لیکن اس مقام پر اس قدر اور جاننے کی ضرورت ہے کہ شریانوں کی اس قسری اور جبری حرکت کے علاوہ، ایک اور ذاتی قوت بھی پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے شریانیں اس امر پر قادر رہتی ہیں کہ حسب ضرورت اپنے قُطر کو وہ کم وبیش کرسکیں۔ چنانچہ چوٹ، ورم، اور درد کے مقامات پر شریانیں بمقابلہ دیگر مقامات کے، اور بمقابلہ سابقہ کیفیت کے زیادہ پھیل جایا کرتی ہیں، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہاں اس حالت میں خون اور روح زیادہ مقدار میں پہونچتی ہے، اور وہاں اجتماع خون کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے: علی ہذا القیاس، اس کے مقابل، دوسرے حالات میں شریانیں بہت زیادہ سکڑ جایا بھی کرتی ہیں، جس سے متعلقہ اعضاء میں خون اور روح کی سیرابی کم ہوجاتی ہے، اور اس کے اثرات ونتائج ظاہر ہوجاتے ہیں۔
شریانوں کی یہ ذاتی حرکت گاہے سارے بدن میں عام ہوتی ہے، مثلاً کسی وجہ سے بیک وقت سارے بدن کی شریانیں پہلے سے زیادہ پھیل جاتی، یا سکڑ جاتی ہیں، اور گاہے خاص خاص اعضاء میں مقامی طور پر، مثلاً کسی خاص حصۂ بدن کی شریانیں، وہاں کے درد، ورم، چوٹ وغیرہ کے باعث پھیل جائیں، یا مثلاً ٹھنڈک کی وجہ سے سکڑ جائیں ۔

ترکیب حرکات سے کیا مراد ہے؟

شیخ نے لکھا ہے کہ "نبض کی حرکت انقباض اور انبساط سے مرکب ہوتی ہے" اس ترکیب سے یہ مراد ہے کہ نبض دونوں حرکتوں کے مجموعہ کا نام ہے؛ نہ صرف انقباض کو نبض کہا جاتا ہے، اور نہ صرف انبساط کو۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ انقباض وانبساط دونوں بیک وقت جمع ہوتی ہیں، اور ان دونوں کی تالیف وترکیب سے کوئی تیسری صورت پیدا ہوجاتی ہے۔ کیونکہ یہ تو ناممکن ہے کہ یہ دونوں متضاد حرکتیں ایک وقت میں جمع ہوں۔ چہ جائیکہ ان کی ترکیب سے کوئی تیسری صورت پیدا ہو۔ یہ دونوں حرکتیں جب ظاہر ہونگی، تو یقیناً آگے پیچھے ہی آئیں گی؛ نہ کہ ساتھ اور تالیفی صورت میں +

والنظرُ فی النبض اما کلی واما جزئی بحسب مرض مرض

نبض کی بحث دو قسم کی ہے: (۱) بحث کلی (بحث عام، جس میں نبض کے عام اور کلی احکام کا تذکرہ کیا جاتا ہے، نہ کہ ہر مرض کی نبض کا)؛ (۲) بحث جزئی، ہر ہر مرض کے لحاظ سے۔

ونحن نتکلم ھٰھنا فی القوانین الکلیۃ من علم النبض ونؤخر الجزئیۃ الی الکلام فی الامراض الجزئیۃ

ہم اس مقام پر (پہلے) علم النبض کے قوانین کلیہ (کلی احکام) کا تذکرہ کرتے ہیں؛ رہے اس کے احکام جزئیہ، تو ان کو ہم امراض جزئیہ (حصۂ معالجات) میں بیان کرینگے۔

فنقول ان کل نبضۃ فھی مرکبۃ من حرکتین وسکونین لان کل نبض مرکب من انبساط وانقباض ثم لابد من تخلل السکون بین کل حرکتین متضادتین لاستحالۃ اتصال الحرکۃ مع حرکۃ اخری بعد ان یحصل لمسافتھا نھایۃ وطرف بالفعل وھذا مما یتبین فی العلم الطبیعی

ہم کہتے ہیں:- نبض کا ہر ایک نبضَہ (نبض کی ہر ایک ٹھوکر) دو حرکت اور دو سکون سے مرکب ہوا کرتا ہے؛ کیونکہ ہر ایک ٹھوکر ایک انبساط اور ایک انقباض سے مرکب ہوا کرتی ہے (ہر ایک ٹھوکر میں ایک انبساط اور ایک انقباض کا ہونا ضروری ہے)۔ پھر ہر دو متضاد حرکات کے درمیان ایک سکون کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی حرکت اپنی مسافت کو ختم کرکے اپنی انتہا کو پہونچ جائے، اور بالفعل اُسکا کنارہ یا سرا حاصل ہوجائے، اور اس کے بعد اس حرکت کے ساتھ کوئی دوسری حرکت (بیچ میں سکون کے حائل ہوئے بغیر) متصل ہوجائے۔ اس کے دلائل علم طبعی میں بیان کئے گئے ہیں +

(۱) وہ دلیل یہ ہے کہ کوئی حرکت اپنی انتہا کو کسی ایک "آن" میں پہونچتی ہے۔ اب جو دوسری حرکت شروع ہوگی، تو یقیناً دوسری "آن" میں شروع ہوگی۔ اور ہر دو آن کے درمیان زمانہ کا حائل ہونا ضروری ہے، جس میں سکون ہوگا۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ دو آن اس طرح اکٹھے ہوجائیں کہ بیچ میں زمانہ حائل نہ ہو؛ آن اصل میں

زمانہ کے سرے دو رکنا ہے کا نام ہے۔ اس لئے ہر دو متضاد حرکات کے درمیان ایک سکون کا ہونا ضروری ہے؛ خواہ یہ سکون کتنا ہی مختصر اور چھوٹا ہو۔

واذا کان کذلک لم یکن بد من ان یکون لکل نبضة الی ان یلحق الآخر اربعة اجزاء حرکتان وسکونان حرکة انبساط وسکون بینه وبین الانقباض وحرکة الانقباض وسکون بینه وبین الانبساط

جب یہ صورت ہے تو ہر نبضہ میں، دوسرے نبضہ کے آنے تک، چار اجزاء کا ہونا ضروری ہے: دو حرکت، اور دو سکون: (۱) حرکت انبساط؛ (۲) اس انبساط اور (آنیوالے) انقباض کے درمیان سکون؛ (۳) حرکت انقباض؛ (۴) اس انقباض اور (آنے والے) انبساط کے درمیان سکون؛

انبساط کے بعد والے سکون کو "سکون خارجی" یا "سکون محیطی" کہا جاتا ہے، اور انقباض کے بعد والے سکون کو "سکون داخلی" یا "سکون مرکزی"؛

وحرکة الانقباض عند کثیر من الاطباء غیر محسوسة اصلاً وعند بعضهم ان الانقباض قد یحس اما فی النبض القوی فلقوته واما فی العظیم فلاشرافه واما فی الصلب فلشدة مقاومته واما فی البطئ فلطول مدة حرکته

انقباضی حرکت بیشتر اطباء کا مذہب ہے کہ انقباضی حرکت قطعاً محسوس نہیں ہوا کرتی ہے؛ لیکن بعض اطباء کا خیال ہے کہ گاہے انقباضی حرکت محسوس ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ نبض قوی میں تو اس حرکت کا احساس قوت کی وجہ سے ہوا کرتا ہے؛ نبض عظیم میں بلندی کی وجہ سے، اور نبض صلب میں اس وجہ سے کہ وہ (سختی کی حالت میں) شدت کے ساتھ مقابلہ کرتی ہے (اور نبض انگلیوں کے نیچے آسانی سے دب نہیں جاتی ہے)؛ اور نبض بطی میں اس وجہ سے کہ (اس صورت میں) حرکت کی مدت لمبی ہوتی ہے۔

وقال جالینوس انی لم ازل غفلت عن حرکة الانقباض مدة ثم لم ازل اتعهد الجس حتی فطنت لشیء منه ثم بعد حین احکمته ثم انفتح علی ابواب من النبض ومن تعهد ذلک تعهدی ادرک ادراکی

جالینوس کا قول ہے کہ "میں ایک عرصہ تک نبض کی انقباضی حرکت سے غافل رہا (اور اس غفلت کی وجہ وہی بات تھی جو اساتذہ سے بطور ورثہ کے منتقل ہوتی چلی آرہی تھی)؛ پھر میں اس کی ٹوہ اور ٹٹول میں برابر لگا رہا (جس سے ٹٹولنا) حتی کہ مجھے کچھ تھوڑا سا اسکا علم ہوا، (یعنی نبض کی انقباضی حرکت کا کچھ تھوڑا سا پتہ چلا)؛ پھر کچھ عرصہ کے بعد انقباضی حرکت کے متعلق میرے معلومات مستحکم ہو گئے (اور پورے طور پر مجھے

اسکا پتہ چل گیا) ؛ پھر مجھ پر نبض کے بہت سے دروازے کُھل گئے، (اور اس بارہ میں مجھے ایک روشنی اور بصیرت حاصل ہوگئی)۔ جو شخص میری جیسی پابندی کریگا (یا جو شخص میرے برابر ٹوہ اور ٹٹول میں لگا رہیگا) تو جو کچھ مجھے علم حاصل ہوا ہے، اُسے بھی معلوم ہوجائیگا"۔

رازی نے اس قول کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ پابندیاں یہ ہیں کہ پوروؤں کو حرکت کے کاموں میں کم استعمال کیا جائے، تاکہ ان میں رگڑا اور حرکت سے سختی نہ آجائے؛ تیل اور گرم پانی بکثرت استعمال کیا جائے۔ تاکہ یہ نرم رہیں، اور انکی حس تیز ہوجائے +

فانه وان کان الامر علی مایقولون فالانقباض فی اکثر الاحوال غیر محسوس

لیکن خواہ بات وہی ہو، جیسا کہ بعض لوگ قائل ہیں (کہ حرکت انقباضی محسوس ہوسکتی ہے)، تاہم اکثر حالات میں انقباض کا پتہ چلا نہیں کرتا ہے۔

والسبب فی وقوع الاختیار علی جس عرق الساعد امور ثلثة سهولة تناوله وقلة المحاشاة عن کشفه واستقامة وضعه بحذاء القلب وقربه منه

نبض کے لئے کلائی کی شریان کیوں اختیار کی گئی ہے؟

نبض دیکھنے کے لئے کلائی کی شریان (شریان زندی اعلیٰ = شریان النبض) تین وجوہ سے اختیار کی گئی ہے: (۱) اس شریان تک رسائی آسان ہے؛ (۲) مریض کو اس کے کھولنے اور دکھانے میں کم عذر ہوسکتا ہے (اور شرم و حیا کم دامنگیر ہوسکتی ہے)؛ (۳) اس کی وضع قلب کی سیدھ میں واقع ہے، اور یہ (بمقابلہ دوسری بہت سی شریانوں کے) قلب سے قریب ہے +

وینبغی ان یکون الجس والید المجسوسة علی جنب فان الید المنکبّة تزید فی العرض والاشراف وتنقص من الطول خصوصًا فی المهازیل

نبض دیکھنے کے شرائط

مناسب یہ ہے کہ نبض دیکھتے وقت مریض کا ہاتھ پہلو پر ہو (مریض کا ہاتھ نہ چت ہو، اور نہ پٹ، بلکہ پہلو پر ہو: یعنی کھڑا ہو، اوپر کی طرف انگوٹھا ہوا اور نیچے کی طرف خنصر)؛ اس لئے کہ اس حالت میں اگر ہاتھ پٹ ہو تو اس[۱] سے

[۱] بعض نسخوں میں عبارت اس طرح ہے:۔ تو اس سے نبض کی چوڑائی بڑھ جاتی ہے، اور لمبائی اور بلندی گھٹ جاتی ہے +

والمستلقیة تزید فی الاشراف والطول وتنقص من العرض	نبض کی چوڑائی اور بلندی (عرض واشراف) بڑھ جاتی ہے، اور لمبائی گھٹ جاتی ہے؛ علی الخصوص لاغروں میں۔ اور اگر ہاتھ چت ہو، تو بلندی اور لمبائی بڑھ جاتی ہے، اور چوڑائی کم ہوجاتی ہے +

ہاتھ کے چت اور پٹ ہونے سے اِن اختلافات کا وقوع پذیر ہونا بہت ہی بعید از قیاس ہے۔ مترجم

ویجب ان یکون الجس فی وقتٍ یخلو فیه صاحب النبض عن الغضب والسرور والریاضة وجمیع الانفعالات وعن الشبع المثقل والجوع وعن حال ترك العادات واستحداث العادات	یہ بھی ضروری ہے کہ نبض ایسے وقت دیکھی جائے جبکہ صاحب نبض (مریض) غصہ، خوشی، ریاضت، اور تمام انفعالات نفسانیہ سے خالی ہو؛ اُس کا شکم نہ اتنا پُر ہو کہ بوجھل ہو رہا ہو، اور نہ بھوک کی حالت ہو (کہ وہ اس سے ناتوان ہو رہا ہو)؛ نیز وہ اپنی کسی عادت کو نہ چھوڑے ہوئے ہو، اور نہ اس نے کوئی نئی عادت پیدا کرلی ہو۔ (کیونکہ ان تمام امور سے خلاف مقتضائے مزاج نبض میں اختلاف عظیم پیدا ہوجائے گا) +
ویجب ان یکون الامتحان من نبض المعتدل الفاضل حتی یقاس به غیره	یہ امر بھی ضروری ہے کہ نبض دیکھتے وقت اسکا مقابلہ اور امتحان بہترین اور معتدل شخص کی نبض سے کیا جائے، تاکہ نبض معتدل اور غیر معتدل کا باہمی اندازہ قائم کیا جاسکے (یعنی نبض معتدل کو پیمانہ اور معیار قرار دیا جائے، اور اسکو ذہن میں رکھکر دوسری نبضوں کو اس پیمانہ پر جانچا جائے، اور اسی کے مطابق احکام جاری کئے جائیں) +

دوسرے لوگوں نے شرائط مذکورہ کے علاوہ اور شرائط بھی بڑھائے ہیں؛ مثلاً :-

(۱) مریض کے دائیں ہاتھ کی نبض دائیں ہاتھ سے دیکھی جائے، اور بائیں کی بائیں ہاتھ سے، اس طور پر کہ جب چاروں انگلیاں نبض پر رکھی جائیں، تو خنصر انگوٹھے کی طرف (قبضہ کی طرف) رہے، اور سبابہ اوپر کی طرف (کلائی کی طرف) جہاں شریان پر گوشت شروع ہوجاتا ہے +

(۲) دائیں ہاتھ سے دائیں نبض کو ذرا دیر تک دیکھا جائے، اس لئے کہ دائیں ہاتھ کی حس نسبۃً ذکی اور تیز ہے +

(۳) نبض دیکھتے وقت طبیب اپنے دوسرے خالی ہاتھ کو سہارہ کے لئے مریض کے اُس ہاتھ کے نیچے رکھ دے جسکی نبض دیکھی جارہی ہے؛ تاکہ مریض کا ہاتھ تھک نہ جائے۔ اسکا خیال خاص طور پر کمزور اور ناتواں مریضوں میں زیادہ کیا جائے ✦

(۴) چاروں انگلیاں مریض کی نبض پر رکھکر بہ اطمینان نبض کی ساری قسموں کو سوچے، (عجلت سے کام نہ لے) اور سب کو اپنے ذہن میں لاکر ایک ایک قسم پر غور کرے ✦

(۵) طبیب نبض دیکھتے وقت ایسے تمام عوارض بدنی و نفسانی سے خالی ہو، جو اس کی توجہ کو کم کرنے والے، اور دوسری طرف پھیرنے والے ہوں، مثلاً غصہ، خوشی، بھوک، پیاس، تکلیف دہ سیری شکم ✦

(۶) طبیب کی انگلیاں کھردرے کاموں کی وجہ سے کھردری نہ ہوں، بلکہ انکا بشرہ ملائم اور نازک ہو ✦

(۷) طبیب کے ذہن میں وہ تمام باتیں موجود ہوں، جن سے نبض میں تغیرات پیدا ہو سکتے ہیں، مثلاً اختلاف ممالک، مختلف ہوائیں، وغیرہ؛ تاکہ وہ سمجھ سکے کہ یہ تغیرات کہاں تک نفسِ مزاج کی وجہ سے ہیں اور کہاں تک دیگر امور کی وجہ سے ✦

(۸) نبض قوی کو زور سے دباکر دیکھا جائے، اور نبض ضعیف کو ہلکے سے ✦

(۹) نبض دکھاتے وقت مریض اپنے ہاتھ سے کوئی کام بھی نہ کر رہا ہو، نہ کسی چیز کو اس سے اٹھائے ہوئے ہو، اور نہ اس ہاتھ سے کسی چیز پر سہارا لگائے ہوئے ہو ✦

(۱۰) طبیب مریض کے پاس جاتے ہی، یا طبیب کے پاس مریض کے آتے ہی، نبض دیکھنی شروع نہ کردے؛ بلکہ پہلے اُس سے دیر تک حالات مرض کے متعلق سوالات کرے، اور باتوں میں لگا کر اُسے مانوس کردے؛ کیونکہ طبیب جب مریض کے پاس پہونچتا ہے تو اس میں ایک قسم کی ہیجانی کیفیت ہوتی ہے؛ اسی طرح مریض کے حالات و خیالات گاہے طبیب کے رعب و داب سے متغیر ہو جاتے ہیں ✦

(۱۱) مختلف حالات کے مطابق طبیب اپنے ہاتھ کو مریض کی نبض پر رکھے، جسکا اندازہ بعض لوگوں نے تیس نبضہ بتایا ہے، اور بعض لوگوں نے بارہ نبضہ؛ لیکن صحیح یہ ہے کہ تیس یا بارہ کی تعیین نہیں کی جاسکتی؛ اور نہ اس پر کوئی دلیل قائم کی جاسکتی ہے ✦

ثم نقول ان الاجناس التی منہا　　پھر ہم بیان کرتے ہیں: وہ جنسیں، جن سے نبض کے
یتعرف حال النبض علی حسب ما یضعہ　　حالات کا پتہ چلتا ہے، جیسا کہ اطباء نے مقرر کیا ہے، دس
الاطباء عشرۃ وان کان یجب علیہم　　ہیں؛ اگرچہ ضروری یہ تھا کہ اطباء ان جنسوں کو نو ہی
ان یجعلوھا تسعۃ　　شمار کرتے ✦

کیونکہ ان دس اجناس میں سے ایک جنس "انتظام اور عدم انتظام" ہے۔ یہ حقیقت میں جنس استواء واختلاف کے تحت میں داخل ہے؛ کیونکہ نبض مختلف کی دو قسمیں ہیں: اس کا اختلاف ایک مقررہ انتظام کے ساتھ ہوگا، یا نہ ہوگا۔ لیکن چونکہ نبض منتظم اور غیر منتظم کی قسمیں بہت ساری تھیں، اس لئے اسکو ایک مستقل جنس قرار دیدیا گیا۔

الجنس الماخوذ من مقدار الانبساط	(۱) وہ جنس، جو انبساط کی مقدار (طول، عرض، اور عمق) سے ماخوذ ہے۔
والجنس الماخوذ من کیفیة قرع الحرکة للاصابع	(۲) وہ جنس، جو اس لحاظ سے ماخوذ ہے کہ انگلیوں میں حرکتِ نبض کی ٹھوکر کس طرح پڑ رہی ہے (کیفیتِ قرع)۔
والجنس الماخوذ من زمان کل حرکة	(۳) وہ جنس، جو پوری حرکت کے زمانے کے لحاظ سے ماخوذ ہے (زمانِ حرکت)۔
والجنس الماخوذ من قوام الآلة	(۴) وہ جنس، جو قوامِ آلہ (سختی و نرمی شریان) سے ماخوذ ہے۔
والجنس الماخوذ من خلائه وامتلائه	(۵) وہ جنس، جو نبض (شریان) کی خلا اور امتلاء سے ماخوذ ہے۔
والجنس الماخوذ من حر الملمس وبرده	(۶) وہ جنس، جو لمسِ نبض کی گرمی اور سردی سے ماخوذ ہے۔
والجنس الماخوذ من زمان السکون	(۷) وہ جنس، جو زمانِ سکون سے ماخوذ ہے۔
والجنس الماخوذ من استواء النبض واختلافه	(۸) وہ جنس، جو نبض کے استواء اور اختلاف سے ماخوذ ہے (کہ آیا نبض ہموار ہے، یا مختلف)۔
والجنس الماخوذ من نظامه فی الاختلاف وترکه للنظام	(۹) وہ جنس، جو اس لحاظ سے ماخوذ ہے کہ نبض کا اختلاف کسی (مقررہ) نظام پر قائم ہے، یا نظام کو چھوڑ دیتی ہے۔
والجنس الماخوذ من الوزن	(۱۰) وہ جنس، جو وزنِ نبض کے لحاظ سے ماخوذ ہے۔

اما الجنس الماخوذ من مقدار النبض فیدل من مقادیر اقطاره الثلثة التی هی طوله وعرضه وعمقه

(۱) جنسِ مقدار چنانچہ وہ جنس، جو نبض کی مقدار (مقدارِ انبساط) سے ماخوذ ہے، تو اس میں نبض کے اقطار ثلاثہ — طول، عرض، اور عمق — کی مقدار سے رہبری

فیکون احوال النبض فیہ تسعۃ بسیطۃ ومرکبات	حاصل کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے نبض کے حالات (نبض کے اقسام) نو تو بسیط (یا مفرد) اور (بہت سے) مرکبات ہوتے ہیں ۔
فالتسعۃ البسیطۃ ھی الطویل والقصیر والمعتدل والعریض والضیق والمعتدل والمنخفض والمشرف والمعتدل	**نو بسیط** (یا مفرد) قسمیں یہ ہیں۔ طویل ــ قصیر ــ معتدل (بلحاظ طول وقصر کے) ــ عریض ــ ضیق ــ معتدل (بلحاظ چوڑائی اور تنگی کے) ــ منخفض ــ مشرف ــ معتدل (بلحاظ بلندی وپستی کے) ۔
فالطویل ھو الذی یحس اجزاؤہ فی الطول اکثر من المحسوس الطبیعی علی الاطلاق وھو المزاج المعتدل الحق او من الطبیعی الخاص بذالک الشخص وھو المعتدل الذی یخصّہ وقد عرفت الفرق بینہما قبل	چنانچہ **نبض طویل** وہ نبض ہے، جس کے اجزار بلحاظ طول کے اُس "طبعی مطلق" کی نبض سے زیادہ ہوں، جسکو فرضی طور پر محسوس مان لیا جائے؛ یعنی مزاج معتدل حقیقی کی (فرضی) نبض سے، سکا طول زیادہ ہو؛ یا اُسکے اجزار کی درازی اُس طبعی نبض سے زیادہ ہو، جو اس شخص کے لئے مخصوص ہے؛ یعنی اس شخص کی مخصوص معتدل نبض سے اسکا طول زیادہ ہو۔ اس سے پہلے تمہیں ان دونوں (معتدل حقیقی اور معتدل شخصی) کے درمیان فرق معلوم ہوچکا ہے ۔
والقصیر ضدہ وبینہما المعتدل وعلی ھذا القیاس فاحکم فی الستۃ الباقیۃ	اور **نبض قصیر** (چھوٹی نبض) نبض طویل کی ضد کا نام ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان (نبض طویل وقصیر کے درمیان) **نبض معتدل** ہے (جو بلحاظ درازی وکوتاہی کے اوسط درجہ پہ ہوتی ہے)۔ باقی چھ قسموں کو بھی اسی طور پر قیاس کرو ۔
واما المرکبات من ھذہ البسیطۃ فبعضہا لہ اسم وبعضہا لیس لہ اسم	رہی وہ نبضیں جو انہی مفرد اقسام سے مرکب ہوتی ہیں (مرکبات)، تو ان میں سے بعض کے نام تو مقرر ہیں، اور بعض کے لئے کوئی نام مقرر نہیں ہے ۔
فان الزائد طولاً وعرضاً	[نبض عظیم، صغیر، عریض، اور دقیق] چنانچہ جو نبض طول، عرض،

وارتفاعاً یسمی العظیم والناقص فی ثلثتہا یسمی الصغیر وبینہا المعتدل	اور بلندی (یا عمق) میں (مذکورہ بالا مقررہ پیمانہ سے) زیادہ ہوتی ہے، اُسے نبض عظیم کہا جاتا ہے؛ اور جو اِن تینوں اقطار (طول، عرض، اور عمق) میں (مقررہ پیمانہ سے) کم ہوتی ہے، اُسے نبض صغیر کہا جاتا ہے۔ اور جو اِن دونوں نبضوں کے درمیان ہوتی ہے، اُسے نبض معتدل ٭
والزائد عرضا وشہوقا یسمی الغلیظ والناقص فیہما یسمی الدقیق وبینہا المعتدل	اسی طرح جو نبض عرض اور شہوق (بلندی) میں (مقررہ معیار سے) زیادہ ہوتی ہے، اُسے غلیظ کہا جاتا ہے؛ اور جو ان دونوں قطروں میں (معیار مقررہ سے) کم ہوتی ہے، اُسے دقیق کہا جاتا ہے؛ اور جو ان دونوں نبضوں کے درمیان ہوتی ہے، اُسے معتدل ٭
واما الجنس الماخوذ من کیفیۃ قرع العرق للاصابع فانواعہ ثلثۃ القوی وھو الذی یقاوم الجس عند الانبساط والضعیف مقابلہ والمعتدل بینہما	(۲) جنس قرع وہ جنس، جو اس لحاظ سے ماخوذ ہے کہ انگلیوں میں شریان کی ٹھوکر کس طرح لگ رہی ہے، اس جنس کے لحاظ سے نبض کی تین قسمیں ہیں: قوی، ضعیف، اور معتدل۔ چنانچہ نبض قوی وہ ہے جو انبساط کے وقت نبّاض کی انگلیوں سے اچھی طرح مقابلہ کرتی ہے (زور سے ٹھوکر لگاتی ہے، اور دبانے سے دب کر غائب نہیں ہوجاتی ہے)؛ نبض ضعیف نبض قوی کی مقابل ہے، اور معتدل ان دونوں کے درمیان ٭
واما الجنس الماخوذ من زمان کل حرکۃ فانواعہ ثلثۃ السریع وھو الذی یتمم الحرکۃ فی مدۃ قصیرۃ والبطئ ضدہ ثم المعتدل بینہما	(۳) زمانۂ حرکت وہ جنس جو حرکت کے پورے زمانے کے لحاظ سے ماخوذ ہے، اس جنس کے لحاظ سے نبض کی تین قسمیں ہیں: سریع، بطی، اور معتدل۔ چنانچہ نبض سریع وہ نبض ہے جو (بمقابلہ مقررہ معیار کے) تھوڑی مدت میں اپنی حرکت ختم کرلیتی ہے؛ اور نبض بطی نبض سریع کی ضد اور اس کی مقابل ہے۔ اور ان دونوں نبضوں کے درمیان نبض معتدل

واما الجنس الماخوذ من قوام الآلة فاصنافه ثلثة اللين وهو القابل للاندفاع الى داخله عن الغامز بسهولة والصلب ضده ثم المعتدل	(۴) قوام آلہ (شریان کا قوام) وہ جنس جو قوام آلہ (شریان کی سختی و نرمی) کے لحاظ سے ماخوذ ہے، اس جنس کی نبضیں تین ہیں: لَیِّن، صُلب، اور معتدل۔ چنانچہ نبض لَیِّن (نرم نبض) وہ ہے جو دبانے سے بہ آسانی دب کر اندر کی طرف چلی جائے (یعنی بہ آسانی انگلیوں سے دب جائے۔ نبض صُلب (سخت نبض) نرم نبض کی ضد اور اسکی مقابل ہے؛ اور ان دونوں کے درمیان نبض معتدل +
واما الجنس الماخوذ من حال ما يحتوى عليه فاصنافه ثلثة الممتلى وهو الذى يحس كان فى تجويفه رطوبة مالية يعتد بها لا فراغ صرف والخالى ضده ثم المعتدل	(۵) جنس خلاء و امتلاء وہ جنس جو اس لحاظ سے ماخوذ ہے کہ شریان کے احتواء (امتلاء) کی کیا حالت ہے (یعنی خلاء و امتلاء کے لحاظ سے شریان کی کیا حالت ہے)، اس جنس کی نبضیں تین ہیں: نبض ممتلی، خالی، اور معتدل۔ چنانچہ نبض ممتلی وہ نبض ہے، جس میں اس طرح محسوس ہوتا ہے، گویا نبض کے اندر (شریان کے اندر) کافی رطوبت بھری ہوئی ہے، نہ یہ کہ وہ اندر سے قطعاً خالی ہے۔ نبض خالی نبض ممتلی کی ضد اور اس کی مقابل ہے (جس میں اس طرح محسوس ہوتا ہے، گویا رطوبت سے نبض بالکل خالی ہے)؛ اور نبض معتدل ان دونوں کے درمیان ہے +
واما الجنس الماخوذ من ملمسه فاصنافه ثلثة الحار والبارد والمعتدل	(۶) جنس لمس نبض جنس لمس کے لحاظ سے نبض کی تین قسمیں ہیں: حار، بارد، اور معتدل +
واما الجنس الماخوذ من زمان السكون فاصنافه ثلثة المتواتر وهو القصير الزمان المحسوس بين القرعتين ويقال له ايضا المتدارك والمتكاثف والمتفاوت ضده ويقال له	(۷) جنس زمانۂ سکون وہ جنس جو زمانۂ سکون کے لحاظ سے ماخوذ ہے، اس جنس کی نبضیں تین قسم کی ہیں: متواتر، متفاوت، اور معتدل۔ چنانچہ مُتَواتِر وہ نبض ہے جس میں دو قرعات (دو ٹھوکروں) کے درمیان کا زمانہ تھوڑا محسوس ہو۔ نبض متواتر کو مُتَدَارِک اور مُتَکَاثِف بھی کہا جاتا ہے۔ (اس کے برعکس) نبض مُتَفاوِت

ایضاً المتراخی والمتخلخل وبینہما المعتدل

اُس نبض کو کہا جاتا ہے، جو متواتر کی ضد اور مقابل ہو، (جس میں دو ٹھوکروں کے درمیان کا زمانہ لمبا محسوس ہو)۔[۴] ان دونوں کے درمیان نبض معتدل کہلاتی ہے ۔

ثم ھذا الزمان ھو بحسب ما یدرک من امر الانقباض فان کان لا یدرک الانقباض اصلاً کان ھو الزمان الواقع بین کل انبساطین وان ادرک کان باعتبار زمان الطرفین

پھر اس زمانہ (زمانۂ سکون) کا تعین اس لحاظ سے ہوگا کہ نبض کی حرکت انقباضی محسوس ہوتی ہے یا نہیں : اگر انقباضی حرکت بالکل محسوس نہیں ہوتی ہے، تو یہ زمانہ سکون وہ ہوگا، جو نبض کے ہر دو انبساط کے درمیان پایا جائیگا ؛ اور اگر انقباضی حرکت محسوس ہوتی ہے (جیسا کہ جالینوس کا تجربہ ہے)، تو یہ زمانۂ سکون وہ ہوگا جو انبساط و انقباض کے دونوں کناروں (ہر ایک کے خاتمہ پر) پایا جائیگا ۔

ایک وہ سکون جو انبساط کے خاتمہ پر، انقباض کے شروع ہونے سے پہلے پایا جائیگا، اور جس کو سکون محیطی کہا جاتا ہے ؛ اور دوسرا وہ سکون جو انقباض کے خاتمہ پر، انبساط کے شروع ہونے سے پہلے پایا جائیگا ؛ اور جسکو سکون مرکزی کہا جاتا ہے ۔

واما الجنس الماخوذ من الاستواء والاختلاف فھو اما مستو واما مختلف غیر مستو

(۸) جنس استواء و اختلاف وہ جنس، جو استواء اور اختلاف نبض سے ماخوذ ہے، اس جنس کی نبضیں دو ہیں: (۱) مستوی اور (۲) مختلف غیر مستوی ۔

وذلک باعتبار تشابہ نبضات او اجزاء نبضۃ او فی جزء واحد من النبضۃ فی امور خمسۃ العظم والصغر والقوۃ والضعف والسرعۃ والبطوء والتواتر والتفاوت والصلابۃ واللین حتی ان النبض الواحد یکون اٰخر انبساطہ اسرع لشدۃ الحاجۃ او اضعف للضعف

اس استواء اور اختلاف کا اعتبار مندرجۂ ذیل تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں کیا جاتا ہے: (۱) مختلف نبضات (۲) یا ایک ہی نبضہ کے مختلف اجزاء مندرجۂ ذیل پانچ امور میں باہم متشابہ یا متخالف ہوں ؛ (۳) یا نبضہ کے کسی ایک ہی جزء کے اندر ان امور (امور خمسہ) میں تشابُہ یا تخالُف ہو : حتی کہ (مثلاً) ایک ہی نبض میں انبساط کا آخری حصہ (بمقابلہ ابتدائی حصے کے) شدتِ حاجت کی وجہ سے (یا شدتِ حرارت کی وجہ سے) سریع ہوجائے، اور ضعفِ قوت کی وجہ سے ضعیف۔ وہ پانچ امور (امور خمسہ) یہ ہیں : (۱) عظم و صغر ـــــ

۴ یعنی متراخی اور متخلخل بھی کہا جاتا ہے ۔

(۲) قوت وضعف — (۳) سرعت وبطوء — (۴) تواتر وتفاوت — (۵) صلابت ولین —

نبض دیکھتے وقت مذکورہ بالا پانچوں امور میں تشابہ اور تخالف کا اعتبار تین طور پر کیا جاتا ہے، اور اس لحاظ سے اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) استواء اور اختلاف یا تشابہ اور تخالف کا اعتبار مختلف نبضات کے لحاظ سے کیا جائے؛ یعنی یہ دیکھا جائے کہ یہ نبضات باہم ان پانچوں امور میں سے کسی ایک میں، یا زیادہ میں متفق ومتحد ہیں، یا باہم مختلف؛ یعنی بعد کی ہر ٹھوکر امور مذکورہ میں پہلی ٹھوکر کے مانند ہے، یا اس سے مختلف؛ اگر پہلی صورت ہو گی، تو "نبض مستوی" ہے، ورنہ "مختلف" +

(۲) استواء اور اختلاف کا اعتبار مندرجہ بالا پانچوں امور میں ایک ہی نبضہ کے مختلف اجزاء کے لحاظ سے کیا جائے؛ مثلاً یہ دیکھا جائے کہ تمام انگلیوں کے نیچے نبض کے مختلف اجزاء ایک دوسرے سے باہم متشابہ ہیں یا مختلف. چنانچہ اگر پہلی صورت ہو گی، تو "نبض مستوی" ہے، ورنہ "مختلف" .

(۳) استواء اور اختلاف کا اعتبار نبضہ کے کسی ایک ہی جزء کے اندر کیا جائے؛ مثلاً ایک ہی انگلی کے نیچے نبض کا جو حصہ واقع ہے، وہ امور مذکورہ میں ہموار ہے یا مختلف. پہلی صورت میں "نبض مستوی" ہو گی، اور دوسری صورت میں "مختلف". اس تیسری صورت کے لحاظ سے نبض مختلف کی مثال شیخ نے اس طرح دی ہے: "حتی کہ (مثلاً) ایک ہی نبض کے انبساط کا آخری حصہ (بمقابلہ ابتدائی حصے کے) سریع اور ضعیف ہو". اس مثال سے ظاہر ہے کہ ایک ہی انگلی کے نیچے نبض کا جو حصہ واقع ہو گا، اسی کے اندر اختلاف کا تصور کیا جا سکیگا +

وان شئت بسطت القول	اگر چاہو تو تم اس بات کو زیادہ پھیلا سکتے ہو، اور
فاعتبرت فی الاستواء والاختلاف	ان تینوں مذکورہ اقسام میں امور خمسہ کے علاوہ باقی دوسری
فی الاقسام المذکورۃ الثلثۃ	جنسوں (یعنی نبض کی دس جنسوں میں سے باقی دوسری
سائر الاقسام الاخر	جنسوں، مثلاً جنس امتلاء وخلا اور جنس لمس نبض وغیرہ)
لکن ملاک الاعتبار مصروف	میں بھی استواء اور اختلاف کا اعتبار و لحاظ کر سکتے ہو .
الی ھذہ	(اور ان کا لحاظ کرنا کچھ زیادہ دشوار نہیں ہے . ہاں البتہ ان بقیہ میں سے جنس وزن کے استواء اور اختلاف کا دریافت کرنا بیشک دشوار ہے) . لیکن اطباء نے (استواء اور اختلاف میں) انہی پانچ امور کا اعتبار و لحاظ کیا ہے، اور انہی امور پر اس کا دارومدار رکھا ہے . (اس لئے کہ یہ پانچوں

امور زیادہ واضح ہیں، اور انہی امور کا نبض دیکھتے وقت لحاظ کرنا آسان ہے) +

نبض مستوی کی دو قسمیں ہیں: (۱) مطلقاً اور بلا قید مستوی جو پانچوں امور میں مستوی ہو (۲) نبض مستوی مقید، جو ان امور میں سے ایک یا دو تین میں مستوی ہو۔ چنانچہ شیخ کہتے ہیں:

والنبض المستوی علی الاطلاق هوالمستوی فی جمیع هذه

"نبض مستوی مطلق" وہ ہے، جو ان سارے امور میں (پانچوں مذکورہ امور میں) مستوی اور ہموار ہو +

یعنی جب مطلقاً اور بلا قید "نبض مستوی" کہا جاتا ہے، تو اس سے "مستوی کامل" مراد لیا جاتا ہے، بایں معنے کہ وہ پانچوں امور میں مستوی ہو، اور ان امور میں سے کسی ایک امر میں بھی اختلاف نہ ہو +

وان استوی فی شئ ما وحده فهو مستو فیه وحده کانك قلت مستو فی القوة او مستو فی السرعة

اور اگر نبض ان پانچوں امور میں سے محض کسی ایک چیز میں مستوی ہو (اور بقیہ چیزوں میں مستوی نہ ہو) تو ایسی نبض کو محض اسی چیز میں (مقید کرکے) "مستوی" کہا جائیگا (اسے مطلقاً اور بلا قید مستوی ہرگز نہ کہا جائیگا)؛ مثلاً (جو نبض محض قوت کے لحاظ سے مستوی ہے، یا محض سرعت کے لحاظ سے مستوی ہے، تو ایسی نبض کے بارہ میں) تم کہوگے کہ یہ "قوت میں" مستوی ہے، یا یہ "سرعت میں" مستوی ہے +

وکذلك المختلف وهو الذی لیس بمستو فهو اما علی الاطلاق واما فیما لیس فیه بمستو

اسی طرح نبض "مختلف" وہ ہے جو مستوی نہ ہو، خواہ وہ "مطلقاً مختلف" ہو (یعنی بلا قید مختلف ہو، اور پانچوں امور میں سے ہر ایک میں اختلاف ہو)؛ یا وہ (بلا قید مختلف نہ ہو، بلکہ اس کا اختلاف) محض اسی چیز میں ہو جس میں کہ وہ مستوی نہیں ہے (مثلاً اگر وہ "سرعت" میں مستوی نہیں ہے، تو وہ "سرعت" میں مختلف کہلائیگی)

جالینوس کا قول "نبض کبیر" میں اس طرح ہے: "نبض مستوی" وہ ہے، جسکے قرعات (ٹھوکریں) انگلیوں میں یکساں طور پر لگیں۔ اور "نبض مختلف" اس کے خلاف کا نام ہے۔ پھر ان دونوں میں سے ہر

ایک کی دو قسمیں ہیں؛ عام اور خاص۔ "نبض مستوی عام" وہ ہے جس کے قرعات انگلیوں میں تمام اصناف (امور خمسہ) کے لحاظ سے متشابہ ہوں۔ اور "نبض مختلف عام" وہ ہے جس کے قرعات امور خمسہ میں سے کسی چیز میں بھی متشابہ اور ہموار نہ ہوں۔ "نبض مستوی خاص" سے مراد یہ ہے کہ اُس کے قرعات کسی ایک چیز میں (مثلاً قوت یا سرعت میں) متساوی اور ہموار ہوں، اور باقی چیزوں میں مختلف ہوں۔ اسی طرح "نبض مختلف خاص" اس کے مقابلہ میں ہے؛ یعنی جس کے قرعات کسی ایک چیز میں (مثلاً قوت یا سرعت میں) مختلف ہوں، اور باقی چیزوں میں ہموار اور متساوی۔ (انتھٰی)

(۹) جنس نظام وعدم نظام

واما الجنس الماخوذ من النظام وغیر النظام فهو ذو نوعین مختلف منتظم ومختلف غیر منتظم والمنتظم هو الذی لاختلافه نظامٌ محفوظ يدور عليه

(یعنی وہ جنس، جو اس لحاظ سے ماخوذ ہے کہ نبض کا اختلاف کسی مقررہ نظام پر قائم ہے، یا وہ کسی مقررہ نظام پر قائم نہیں ہے) وہ جنس جو (اختلاف نبض کے) نظام اور غیر نظام سے ماخوذ ہے، اس کی دو قسمیں ہیں: مختلفؔ منتظم اور مختلفؔ غیر منتظم؛ چنانچہ نبض منتظم وہ ہے، جس کے اختلاف کے لئے ایک مقررہ نظام ہو، یعنی اسی نظام و ترتیب پر اُس کا اختلاف دورہ کیا کرتا ہو ٭

وهو على وجهين اما منتظم على الاطلاق وهو ان يكون للمتكرر منه خلاف واحد فقط واما منتظم يدور وهو ان يكون له دوران اختلافين فصاعداً مثل ان يكون هناك دورٌ ودورٌ اخر مخالف له الا انهما يعودان معاً على ولاءهما كدورٍ واحدٍ وغير المنتظم ضده

پھر اس کی دو صورتیں ہیں: منتظم[۱] مطلق اور منتظم[۳] دائر۔ "منتظم مطلق" سے مراد یہ ہے کہ محض ایک ہی خلاف کا تکرار و اعادہ ہو (مثلاً ہر تین نبضہ کے بعد ایک نبضہ تیز ہو جایا کرتا ہو)۔ اور منتظم دائر سے مراد یہ ہے کہ اُس میں دو یا زیادہ اختلافات (ایک مقررہ نظام پر) دورہ کرتے ہوں۔ مثلاً کسی نبض میں اختلاف کے دو دورے ہوں، اور دوسرا دورہ پہلے دورہ سے جداگانہ ہو۔ لیکن دونوں اختلافن کے دورے اپنی اپنی باری پر (ایک مقررہ نظام کے ساتھ) اس طرح لوٹیں، گویا یہ دونوں دورے ملکر ایک دورہ بناتے ہیں (مثلاً ایک نبض ہے جو دو قرعات کے بعد ایک قرعہ زور سے لگاتی ہے، پھر دو قرعات کے بعد

ایک طویل وقفہ کرتی ہے، اور پھر یہی چکر قائم ہوجاتا ہے)
اور نبض غیر منتظم نبض منتظم کی ضد اور عکس کا نام ہے
(جسکے اختلافات کسی نظام اور ترتیب کے ساتھ نہیں ہوتے
ہیں) +

واذا حققت وجدت هذا الجنس التاسع كالنوع من الجنس الثامن وداخلا تحت غير المستوى

جب تم تحقیق کروگے (اور بہ نظر انصاف سوچوگے) تو اس نویں جنس کو آٹھویں جنس کی ایک قسم پاؤگے، جو "غیر مستوی" (مختلف) کے تحت میں داخل ہوگی (کیونکہ یہ تقسیم تو دراصل مختلف ہی کی ہوسکتی ہے کہ اُسکا اختلاف بانظم وباترتیب ہو، یا بے نظم وبے ترتیب) +

قرعاتِ نبض نغمات موسیقی سے مشابہ ہیں

جنسِ نظام وعدم نظام کو بیان کرنیکے بعد شیخ اب بتانا چاہتے ہیں کہ نبض کے حرکات وسکونات اسی طرح ایک خاص ترتیب ونظام رکھتے ہیں، جس طرح گانے میں مختلف نغمات اور ان کے درمیان کے زمانے ایک خاص ترتیب ونظام رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرعاتِ نبض بہت سی باتوں میں نغماتِ موسیقیہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ چنانچہ علم موسیقی ایک ایسے علم کا نام ہے، جو نغمول (راگوں) کے احوال وکیفیات سے بحث کرتا ہے، کہ آیا وہ قوی ہیں یا ضعیف؛ اور آیا وہ حاد (تیز) ہیں، یا ثقیل (بھاری)۔ پھر یہ کہ یہ نغمات کیونکر جمع ہوکر کانوں کے لئے موجب لذت ثابت ہوتے ہیں، اور کیونکر موجب نفرت۔ نیز علم موسیقی اس سے بھی بحث کرتا ہے کہ مختلف نغمات کے درمیان کتنا زمانہ صرف ہونا چاہئے۔ الغرض علم موسیقی دو چیزوں سے بحث کرتا ہے: (۱) براہ راست نغموں کے حالات سے، (۲) اُن زمانوں اور وقفوں سے، جو مختلف نغمات کے درمیان ہونے چاہئیں۔ چنانچہ علم موسیقی کے پہلے حصہ کو علم تالیف کہا جاتا ہے؛ اور دوسرے حصے کو علم ایقاع +

اسی طرح مختلف باریک، تیز اور بھاری آوازوں، اور مختلف نغمات اور راگوں کے درمیان حدت وثقل وغیرہ کے لحاظ سے باہمی جو نسبت ہوتی ہے، اسے نسبت تالیفیہ کہا جاتا ہے، اور ان مختلف راگوں کے درمیان جو مختلف مدتیں خرچ ہوتی ہیں، اور ان مدتوں میں جو باہمی تناسب قائم ہوتا ہے، اس کو نسبت ایقاعیہ کہا جاتا ہے +

موسیقار اس آلہ کو کہتے ہیں، جس سے راگ نکالے جاتے ہیں، خواہ وہ قدرتی آلہ ہو، جیسے انسان کا حنجرہ، اور خواہ وہ مصنوعی ہو، جیسے ستار، سارنگی اور مختلف باجے +

نَقْرَہ اُس ضرب یا ٹھوکر کو کہتے ہیں، جس سے نغمہ (راگ) پیدا ہوتا ہے، مثلاً ستار کے تاروں پر انگلیوں کے مضراب سے ٹھوکر لگائی جاتی ہے، اور طبلہ پر ہاتھ سے +

نَغْمَۃ (راگ) اُس آواز کا نام ہے، جو کافی دیر تک قائم رہتی ہے۔ الغرض نغمہ (راگ) نقرہ سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی مثلاً جب طبلہ پر ہاتھ مارا جاتا ہے، تو اس سے ایک آواز پیدا ہوتی ہے، جو دیر تک گونجتی رہتی ہے۔ اس میں ہاتھ کی ٹھوکر نقرہ ہے، اور گونجتی ہوئی آواز نغمہ +

پھر نغمہ (سُر = راگ) کی دو قسمیں ہیں: (۱) نغمۂ حادّہ (باریک سُر)۔ (۲) نغمۂ ثقیلہ (بھاری سُر) +

نَغْمَۃٔ حادّہ (باریک سُر) میں بولنے والے تار یا جسم کے اندر اہتزازات وارتعاشات (لرزش کپکپی) بہت تیزی سے واقع ہوتے ہیں؛ اور یہ صورت اُس وقت ہوتی ہے، جبکہ ستار جیسے ساز میں تار یا تانت چھوٹا ہو، یا باریک ہو، یا خوب تنا ہوا ہو؛ اسی طرح طبلہ جیسے ڈھول میں چمڑہ چھوٹا ہو، باریک ہو، اور خوب تنا ہوا ہو؛ اور بانسری جیسے باجہ میں سوراخ باریک ہو اور پھونک سے قریب ہو +

نَغْمَۃٔ ثقیلہ نغمۂ حادہ کے مقابلہ میں ہے، جس کے اسباب نغمۂ حادہ کے اسباب کے مقابل ہوتے ہیں +

موسیقی میں حدت وثقل کے لحاظ سے مختلف سُر نکالے جاتے ہیں۔ اگر مختلف سُر نہ نکالے جائیں، بلکہ ایک ہی سر کو بار بار دہرایا جائے، تو اس سے کوئی خاص کیفیت سننے والے کو حاصل نہیں ہوتی ہے۔ چنانچہ جب دو سُر یا اس سے زیادہ مختلف حدت وثقل کے اس طور پر جمع ہوں، کہ اس سے سننے والے کو لطف و سرور حاصل ہو، تو ایسے نغمات کو "نغماتِ مُتَوَافِقَہ" (نغماتِ مُتَّفِقَہ) کہا جاتا ہے، جو موسیقی کی جان ہے؛ اور اگر مختلف حدت وثقل کے نغمات اس طرح جمع ہوں کہ سننے والے کو اس سے لطف وسرور کی بجائے نفرت حاصل ہو، تو ایسے نغمات کو "نغماتِ مُتَنَافِرَہ" کہا جاتا ہے، جو موسیقی کے دشمن ہیں +

ان اصطلاحات موسیقی کے بتانے کے بعد اب یہ واضح کیا جاتا ہے کہ نبض کے حرکات وقرعات موسیقی کے "نغمات" سے مشابہت رکھتے ہیں۔ چنانچہ جس طرح بعض نغمات تیز اور بعض بھاری ہوتے ہیں، (بعض آوازیں باریک اور بعض بھاری ہوتی ہیں) اسی طرح بعض نبضیں قوی اور بعض ضعیف ہوا کرتی ہیں۔ علاوہ فن موسیقی میں جس طرح نغمات کی باریکی اور ثقل سے بحث کی جاتی ہے، اور ان مختلف نغمات کے درمیان حدت وثقل کے لحاظ سے ایک تناسب ہوا کرتا ہے، اور اس تناسب کو "نسبت تالیفی" کے ذریعہ سمجھایا جاتا ہے، اسی طرح نبض کے قرعات میں بھی قوت وضعف سے بحث کی جاتی ہے، اور قوت وضعف کے لحاظ سے گویا نبض میں بھی ایک قسم کی "نسبت تالیفی" ہوتی ہے +

اور جس طرح موسیقی کے مختلف نغمات چھوٹے بڑے ہوا کرتے ہیں، ہر نغمہ ایک محدود

زمانہ اور وقت لیتا ہے، اور کم وبیش وقفہ سے مثلاً طبلہ پر چوٹ ماری جاتی ہے، یا ستار کے تاروں پر مضراب لگایا جاتا ہے، الغرض مختلف نغمات اور مختلف راگ کے لئے جو چوٹ ماری جاتی ہے، (نَقَرات) ان چوٹوں کے درمیان کم وبیش مختلف وقفے ہوتے ہیں، جن کی باریاں اور دورے فن موسیقی کے لحاظ سے مقرر ہیں، اور ہر گانے میں ان وقفوں کے درمیان ایک خاص تناسب ہوتا ہے، جس کو **نسبت ایقاعیہ** کہا جاتا ہے، اسی طرح نبض کے حرکات وسکونات کے بھی متعین اوقات ہوتے ہیں. نغمات کی طرح حرکات نبض بھی لحاظ مدت کے چھوٹے بڑے ہو سکتے ہیں، جسکو سُرعت، بطوء، اور تواتُر وتفاوت سے بیان کیا جاتا ہے. الغرض نبض کے حرکات وسکونات کے درمیان بلحاظ زمانہ کے ایک خاص تناسب ہوتا ہے، جس سے علم نبض میں بحث کی جاتی ہے، اور یہ وہی تناسب ہے جسکو فن موسیقی میں "نسبت ایقاعیہ" کہا جاتا ہے، جو مختلف نغمات اور ان نغمات کے نقرات (ضربات۔ چوٹوں) کے درمیان ہوتی ہے +

اسی بات کو موسیقی کی پیچیدگیوں میں اُلجھا کر شیخ اس طرح بیان کرتے ہیں، جس میں علمی طور پر کچھ زیادہ فائدہ نہیں ہے:

وینبغی ان یعلم اَنَّ فی النبض طبیعۃً موسیقاریۃً موجودۃً فکما ان صناعۃ الموسیقی یتم بتالیف النغم علٰی نسبۃ بینہا فی الحدۃ والثقل وبادوار ایقاع مقدار الازمنۃ التی تتخلل بین نقراتہا کذلك حال النبض فان نسبۃ ازمنتہ فی السرعۃ والتواتر نسبۃٌ ایقاعیۃ ونسبۃ احوالہ فی القوۃ والضعف وفی المقدار نسبۃٌ کالتالیفیۃ	یہ معلوم ہونا چاہیے کہ نبض میں بھی ایک طبیعت موسیقاریہ (موسیقی کی سی نوعیت وخصوصیت) پائی جاتی ہے، چنانچہ جس طرح صناعتِ موسیقی (علم موسیقی) میں دو چیزوں سے بحث کی جاتی ہے: (۱) مختلف نغمات کی "تالیف" سے، کہ ان میں حِدت وثقل کے لحاظ سے کس قسم کی نسبت پائی جاتی ہے ؛ (۲) ان نغمات کے "ایقاعی دوروں" سے، کہ مختلف نغمات کی ٹھوکروں (نَقَرات) کے درمیان جو مختلف مقدار کی مدتیں صرف ہوتی ہیں، کس اندازہ سے اس کے دورے ہونے چاہئیں: **اسی طرح** نبض کا بھی حال ہے ؛ کیونکہ (۱) نبض کے اندر (مختلف قرعات کے درمیان) سرعت وتواتر کے لحاظ سے جو ایک "زمانی نسبت" پائی جاتی ہے، یہ (موسیقی کی) **نسبت ایقاعیہ** ہے، (اور اس سے کسی امر میں اختلاف نہیں رکھتی) ؛ اسی طرح (۲) نبض کے مختلف حالات کے

درمیان، مثلاً قوت وضعف کے درمیان، اور نبض کی مختلف مقدار (طول وقصر) کے درمیان جو تناسب ہوا کرتا ہے، یہ گویا (موسیقی کی) "نسبت تالیفیہ" ہے +

اس کے بعد شیخ اس ال کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ اور اس امر کو زیادہ واضح طریقہ سے سمجھانا چاہتے ہیں کہ موسیقی کی طرح نبض میں بھی تالیف اور ایقاع کی نوعیتیں پائی جاتی ہیں! اگرچہ شیخ کا یہ قول بظاہر نبض وموسیقی کی ایک دوسری تشبیہ ہے:

وکما ان ازمنة الایقاع ومقادیر النغم قد یکون متفقة وقد یکون غیر متفقة کذلک الاختلافات فی النبض قد تکون منتظمة وقد تکون غیر منتظمة

[نسبت ایقاعیہ] اور جس طرح ایقاع کے زمانے (یعنی مثلاً مختلف ٹھیکوں اور مضراب کی چوٹوں کے درمیانی وقفے) اور نغمہ کی مقداریں (بلحاظ طول وقصر اور بلحاظ حدّت وثقل کے) گاہے "متفق" ہوتی ہیں، اور گاہے "غیر متفق" (یعنی گاہے نغمات کی نسبت ایقاعیہ اور ان کی ترتیب وتالیف اور نوعیت باعث لذت وفرحت ہوتی ہے، اور گاہے باعث نفرت وکدورت)؛ اسی طرح[1] نبض کے "اختلافات" (بلحاظ سرعت وبطوء وغیرہ) گاہے "منتظم" ہوتے ہیں، اور گاہے "غیر منتظم" +

وایضاً النسبة احوال النبض فی الضعف والقوة والمقدار قد یکون متفقة وقد یکون غیر متفقة بل مختلفة

[نسبت تالیفیہ] علےٰ ہذا نبض کے مختلف حالات کے درمیان جو باہمی تناسب ہوا کرتا ہے، مثلاً قوت وضعف کے درمیان، اور نبض کی مختلف مقدار (طول وقصر) کے درمیان جو ایک نسبت ہوا کرتی ہے۔ یہ بھی (موسیقی کے مختلف نوعیت کے نغمات کی طرح) گاہے "متفق" (مستوی) ہوا کرتی ہے، اور

[1] یعنی جس طرح موسیقی کے اندر نسبت ایقاعیہ اور تالیفیہ کی دونوں قسمیں، متفق اور غیر متفق، پائی جاتی ہیں اسی طرح نبض کے اندر بھی نسبت ایقاعیہ اور تالیفیہ کی دونوں قسمیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ سرعت وبطوء کے لحاظ سے نبض کے اختلاف کا منتظم یا غیر منتظم ہونا نسبت ایقاعیہ کی دونوں قسموں کی طرف اشارہ ہے؛ اور قوت وضعف کے لحاظ سے نبض کا مستوی یا مختلف ہونا نسبت تالیفیہ کی دونوں قسموں کی طرف اشارہ ہے۔

گا ہے "غیر متفق" یعنی مختلف +

وهذا خارج عن جنس اعتبار النظام

لیکن (جب یہ صورت ہوگی، یعنی جب نبض کے مختلف حالات کے درمیان کی نسبت متفق (ہموار) اور "غیر متفق" (نا ہموار) ہوگی، جسکو بالفاظ دیگر مستوی اور مختلف کہا جاتا ہے، تو) اسکا شمار جنس نظام سے نہو سکیگا (کیونکہ جنس نظام میں بہرصورت اختلاف کا ہونا ضروری ہے، اس کے اندر کوئی ایک بھی صورت ایسی نکل ہی نہیں سکتی، کہ اُس میں "اتفاق" ہو، اور اُس کے لحاظ سے کوئی نبض متفق ہو؛ بلکہ یہ صورت جنس اختلاف و استواء میں داخل ہو جائیگی) +

نغمات موسیقی کے درمیان مختلف نسبتیں ہوا کرتی ہیں

یہ تمکو معلوم ہو چکا ہے کہ موسیقی کے نغمات حدت و ثقل کے لحاظ سے مختلف تناسب رکھتے ہیں، شلاً بعض سُر بھاری ہوتے ہیں، اور بعض سُر اس سے دو چند یا سہ چند باریک ہوتے ہیں. اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان مختلف نسبتوں کے مختلف نام ہیں، اور بقول جالینوس ان میں سے چند نسبتیں نبض میں بھی محسوس ہو سکتی ہیں؛ بایں معنے کہ شلاً ایک قرعہ ضعیف ہے تو دوسرا قرعہ اس سے کتنا قوی ہے، دو چند، یا سہ چند، یا ڈیوڑھا، یا سوایا، وعلے ہذا القیاس. چنانچہ نغمات موسیقی کی پانچ نسبتوں کے نام درج ذیل ہیں:-

(۱) جب دو نغمے اس قسم کے ہوں کہ ان دونوں کے درمیان حدت و ثقل کے لحاظ سے دو چند کی نسبت ہو، شلاً ایک کا درجہ "دو" ہو، اور دوسرے کا "چار"؛ تو اس قسم کی نسبت کو "نِسْبَة بِالْكُلّ" (یا نسبة ذِی الْكُلّ) کہا جاتا ہے.

(۲) جب دو نغمات کے درمیان دو اور تین کی نسبت ہو، یعنی ڈیوڑھے کی نسبت ہو تو اسے نسبة بالخمسة کہا جاتا ہے +

(۳) جب دو نغمات کے درمیان تین اور چار کی نسبت ہو؛ یعنی دوسرا نغمہ پہلے نغمہ سے صرف اُس کی تہائی کے برابر زائد ہو. تو ایسی نسبت کو نسبة بالاربع کہتے ہیں +

(۴) جب دو نغمات کے درمیان چار اور پانچ کی نسبت ہو، یعنی دوسرا نغمہ پہلے کے مقابلہ میں سوایا ہو؛ تو اسے نِسْبَة الزَّائِد رُبعاً کہا جاتا ہے +

(۵) جب دو نغمات کے درمیان دو اور چھ کی نسبت ہو، یعنی دوسرا پہلے کے مقابلہ میں سہ چند ہو؛

تو اسے نِسْبَةُ الْکُلِّ وَالْخَمْسَةُ کہتے ہیں۔ اس نسبت کو اس مرکب نام سے یاد کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حقیقت میں "نسبۃ بالکل" (دوگنے کی نسبت) اور "نسبۃ بالخمسۃ" (ڈیوڑھے کی نسبت) سے مرکب ہوا کرتی ہے؛ کیونکہ دوگنے کی نسبت میں دو اور چار کی نسبت ہوتی ہے (۲ : ۴)، اور ڈیوڑھے کی نسبت میں دو اور تین کی (۲ : ۳)؛ پھر ان دونوں نسبتوں میں سے دونوں بڑے عددوں کو (۳ × ۴) کو ایک دوسرے میں ضرب دیا جائے، تو حاصل ضرب بارہ حاصل ہوگا؛ اور دونوں چھوٹے عددوں (۲ × ۲) کو یعنی دو کو دو میں ضرب دیا جائے، تو چار حاصل ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ بارہ اور چار (۱۲ × ۴) کے درمیان تگنے کی نسبت ہے۔ اسی لئے اسکو دونوں مذکورہ نسبتوں سے مرکب کہا جاتا ہے +

ان کے علاوہ موسیقی میں اور بہت سی نسبتیں پائی جاتی ہیں، جنکا شمار کرنا اس وقت غیر ضروری ہے، مثلاً دوسرا نغمہ پہلے نغمہ سے چھٹے حصے کے برابر زائد ہو، ساتویں حصے کے برابر زائد ہو، آٹھویں حصے کے برابر زائد ہو، وعلی ہذا مثلاً بیسویں اور تیسویں حصے کے برابر زائد ہو +

وجالینوس یری ان القدر المحسوس من مناسبات الوزن ما یکون علی حدی هذه النسب الموسیقاریة المذکورة اما علی نسبة الکل والخمسة وهو علی نسبة ثلثة اضعاف اذ هو نسبة الضعف مؤلفة بنسبة الزائد نصفا وهو الزائد الذی یقال له النسبة التی بالخمسة

جالینوس کی رائے ہے کہ (مختلف نبض کے) وزن کی نسبتیں جس قدر محسوس ہوسکتی ہیں، وہ موسیقی کی مندرجہ ذیل پانچ نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت ہوتی ہے:

(۱) نبض کا وزن "نسبۃ الکل والخمسۃ" پہ ہو؛ اور یہ تگنے کی نسبت ہے (یعنی ایک قرعہ مثلاً بلحاظ قوت کے ایک درجہ رکھتا ہو، تو دوسرا قرعہ اس سے تگنا قوی ہو، یا بالفاظ دیگر دونوں میں دو اور چھ کی نسبت ہو) + (اس نسبت کا نام "نسبۃ الکل والخمسۃ" رکھا گیا ہے) اس لئے کہ یہ دو نسبتوں سے مرکب ہوتا ہے: (الف) دوگنے کی نسبت سے، (جسکو "نسبۃ الکل" کہا جاتا ہے،) اور (ب) ڈیوڑھے کی نسبت سے جسکو "نسبۃ بالخمسۃ" کہا جاتا ہے +

واما علی النسبة التی بالکل وهو الضعف

(۲) نبض کا وزن "نسبۃ الکل" پہ ہو، اور یہ دگنے کی نسبت ہو؛ مثلاً نبض کا ایک قرعہ دو درجہ قوی ہو، تو دوسرا قرعہ چار درجے) +

وعلی النسبة التی بالخمسة وهو الزائد نصفا

(۳) نبض کا وزن "نسبۃ بالخمسۃ" کے مطابق ہو؛ اور یہ ڈیوڑھے کی نسبت ہے، (یعنی نبض کا مثلاً ایک قرعہ دو درجہ قوی ہو، تو دوسرا قرعہ تین درجہ) +

وعلی النسبۃ التی بالاربعۃ وھو الزائد ثلثا	(۴) نبض کا وزن "نسبتہ بالاربعۃ" کے مطابق ہو۔ اس نسبتہ میں ایک تہائی کی زیادتی ہوا کرتی ہے (مثلاً نبض کا ایک قرعہ تین درجہ قوی ہو، اور دوسرا قرعہ چار درجہ) +
وعلی نسبۃ الزائد ربعًا	(۵) نبض کا وزن "نسبتہ الزائد ربعاً" کے مطابق ہو، یعنی دو قرعات میں سوائے کا فرق ہو؛ مثلاً ایک قرعہ اگر چار درجہ قوی ہو، تو دوسرا پانچ درجہ) +
ثم لا یحس	اس کے بعد (دوسری نسبتیں) محسوس نہیں ہوا کرتی ہیں (کیونکہ نبض کے مختلف قرعات میں تگنے سے زیادہ اختلاف کا ظاہر ہونا ایک امر بعید ہے؛ اور "سوائے" سے کم کو انگلیوں سے معلوم کرنا مشکل ہے) +

جالینوس کا قول ہے کہ "ان پانچوں نسبتوں میں سب سے بڑی نسبت "تگنے" کی ہے، اور سب سے چھوٹی نسبت "سوائے" کی، جس میں دوسرا قرعہ بمقابلہ پہلے کے ایک چوتھائی زائد ہو۔ نبض میں اس سے بڑی نسبت مثلاً "چوگنے" کی نسبت کا پایا جانا بہت ہی بعید ہے، مثلاً ایک قرعہ بلحاظ قوت یا صلابت کے ایک درجہ رکھتا ہو، تو دوسرا قرعہ اس سے چوگنا ہو۔ اسی طرح سب سے چھوٹی نسبت "سوائے" کی ہے، جس سے کم کا وقوع اگرچہ ممکن ہے، مگر انگلیوں سے ایسے باریک اختلاف کا معلوم کرنا محال ہے۔ رہی موسیقی کی نسبتیں تو وہ کانوں سے دریافت کی جاتی ہیں، اور قوت سامعہ بمقابلہ قوت لامسہ کے بہت ہی لطیف و نازک ہے۔ حتیٰ کہ دو سُروں میں اگر بتیسویں حصے کے برابر بھی اختلاف ہو، تو قوت سامعہ اس فرق کر لیتی ہے؛ لیکن قوت لامسہ جیسی کثیف قوت سے یہ ناممکن ہے" (گیلانی) +

پانچوں نسبتوں کی مثالوں میں "قوت" کا ذکر کسی خصوصیت کی وجہ سے نہیں کیا گیا ہے، بلکہ محض کسی مثال کا دینا ضروری تھا۔ ورنہ یہ نسبتیں اور ایسے اختلافات جس طرح قوت وضعف میں ہو سکتے ہیں، اسی طرح صلابت ولیونت وغیرہ میں بھی ہو سکتے ہیں +

فانا استعظم ضبط ھذہ النسب بالجس واستھلہ علی من اعتاد درج الایقاع وتناسب النغم بالصناعۃ ثم کان لہ قدرۃ	نبض کی ان (پانچوں) نسبتوں کو ٹٹول کر معلوم کر لینا (ان لوگوں کے لئے) میں اس چیز کو ایک بڑی بات سمجھتا ہوں (جو نغموں اور سروں کے تناسب سے اور ان سروں کے دتفوں، یعنی ایقاعی درجات، سے بخوبی واقف اور مانوس

علی ان یعرف الموسیقی فیقیس المصنوع بالمعلوم فھذا الانسان اذا صرف تاملہ الی النبض امکن ان یفھم ھذہ النسب بالجس	نہ ہوں)۔ اور اُن لوگوں کے لئے اسکو آسان سمجھتا ہوں جو علم موسیقی کی وجہ سے ایقاع کے درجات اور نغموں کے تناسب سے مانوس اور اس کے عادی ہوں؛ پھر اس کے بعد انہیں اس امر کی بھی قدرت حاصل ہو کہ وہ موسیقی کے جاننے کے بعد ذہنی چیزوں کو علمی چیزوں پر قیاس کر سکیں (اور معلومات ذہنیہ کو مصنوعات عملیہ پر تطبیق دے سکیں)۔ (موسیقی کے) ایسے ماہر لوگ جب اپنی توجہ و فکر کو نبض کی طرف منعطف کرینگے، تو ممکن ہے کہ وہ ٹٹول کر ان نسبتوں کو معلوم کرلیں +
واما الجنس الماخوذ من الوزن فھو بمقایستہ مقادیر نسب الازمنۃ الاربعۃ التی للحرکتین والوقوفین	(۱۰) جنسِ وزن وزن سے مراد یہ ہے کہ نبض کی دونوں (انقباضی وانبساطی) حرکتوں، اور دونوں (مرکزی ومحیطی) سکونوں کے چاروں زمانوں کے تناسب کا باہمی مقابلہ و موازنہ کیا جائے +

اجناس عشرہ میں اس جنس کے داخل کرنے سے یہ جاننا مقصود ہے کہ آیا اس شخص کی نبض مثلاً اُس عمر کی نبض کے مناسب اور مطابق بھی ہے، یا نہیں۔ مثلاً کسی بچہ کی نبض بچپن کے مطابق ہے یا نہیں، جوان کی نبض، یا بوڑھے کی نبض ان کی عمروں کے مطابق ہے، یا نہیں +

یہ ظاہر ہے کہ شیخ نے وزن کی تعریف میں چاروں زمانے کا ذکر کیا ہے، دو زمانے انقباض وانبساط کے، اور دو زمانے سکون مرکزی ومحیطی کے۔ اور یہ اُسی وقت صحیح ہوگا جبکہ نبض میں حرکت انقباضیہ بھی محسوس ہو سکتی ہو۔ لیکن اگر انقباض غیر محسوس ہو، اور صرف حرکت انبساطیہ ہی محسوس ہو؛ تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ حرکت انبساطیہ کے زمانے کا مقابلہ اُس زمانے سے کیا جائیگا جو اس کے بعد شروع ہوگا، اور جو اگلے انبساط پر ختم ہوگا۔ یہ زمانہ اگرچہ بظاہر "سکون" کا زمانہ ہوگا، مگر حقیقت میں اس کے اندر سکون محیطی، حرکت انقباضی، اور سکون مرکزی، تینوں کے زمانے شامل ہونگے۔ چنانچہ شیخ فرماتے ہیں:

وان قصر الحس عن ضبط ذلک کلہ فبمقایستہ مقادیر نسب ازمنۃ الانبساط الی الزمان	اور اگر قوت حاسہ ان ساری چیزوں (دونوں حرکتوں اور دونوں سکونوں) کے ضبط واحساس سے عاجز ہو (یعنی حرکت انقباضیہ غیر محسوس ہو)؛ تو اس صورت میں

الذی بین الانبساطین

وزن سے مراد یہ ہوگا کہ انبساط کا مقابلہ اُس زمانہ سے کیا جائے جو دو انبساطوں کے درمیان ہوگا (جس زمانہ میں تین چیزیں شامل ہونگی، (۱) سکون محیطی کا زمانہ، جو ہر انبساط کے بعد ضروری ہے؛ (۲) انقباض کا زمانہ، اور (۳) سکون مرکزی کا زمانہ، جو ہر انقباض کے بعد ضروری ہے) +

وبالجملة الزمان الذی فیه الحرکة الی الزمان الذی فیه السکون

خلاصہ یہ ہے کہ (وزن میں) حرکت کے زمانہ کا مقابلہ سکون کے زمانہ سے کیا جاتا ہے۔ (اس سے بحث نہیں کہ حرکت انقباضیہ محسوس ہوتی ہے، یا نہیں۔ اگر وہ محسوس ہوتی ہے، تو اسکا زمانہ ضرور مقابلۃً دیکھا جائیگا) +

والذین یدخلون فی هذا الباب مقایسة زمان الحرکة بزمان الحرکة وزمان السکون بزمان السکون فهم یدخلون بابًا فی باب

رہے وہ لوگ جو وزن کے بارہ میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ حرکت کے زمانہ کا مقابلہ حرکت کے زمانہ سے کیا جائے، اور سکون کے زمانہ کا مقابلہ سکون کے زمانہ سے کیا جائے، تو دراصل یہ لوگ ایک باب میں دوسرے باب کو داخل کررہے ہیں (یعنی بابِ وزن میں ایسے باب کو داخل کررہے ہیں، جو دراصل بابِ وزن سے نہیں ہے، بلکہ "باب استواء و اختلاف" سے ہے) +

جنس وزن میں اطبا محض حرکت کا توازن سکون سے کرتے ہیں، اور اس امر میں اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ایک حرکت کو دوسری حرکت سے کیا نسبت ہے؛ کیونکہ اس کا تذکرہ تو باب استواء و اختلاف میں آچکا ہے۔ مثلاً اگر ایک حرکت کا زمانہ دوسری حرکت کے مقابلہ میں اگر چھوٹا ہوا، تو یہ نبض سرعت کے لحاظ سے مختلف کہلائیگی۔ الغرض اس قسم کے مباحث استواء اور اختلاف سے وابستہ رہینگے، نہ کہ وزن سے +

علی ان ذلك الادخال جائز ایضًا غیر محال الا انه غیر جید

اگرچہ اس قسم کا ادخال جائز اور ممکن ہے، محال اور ناجائز نہیں ہے۔ لیکن یہ بات اچھی نہیں ہے +

کتاب نبض صغیر میں جالینوس کا قول ہے: وزن کے معنے نبض میں یہ ہیں کہ یا حرکت کا مقابلہ حرکت سے کیا جائے، مثلاً انقباض کا مقابلہ انبساط سے کیا جائے؛ یا سکون کا مقابلہ سکون سے کیا جائے مثلاً سکون خارج (سکون محیطی) کا مقابلہ سکون داخل (سکون مرکزی) سے کیا جائے؛ یا ایک حرکت کا دوسرے سکون سے مقابلہ کیا جائے"۔

جالینوس کے اس قول سے معلوم ہوا کہ اس مخصوص مقابلہ و توازن کا نام جالینوس کی اصطلاح میں "وزن" ہے، جو بقیہ دوسرے اجناس میں موجود نہیں ہے۔

والوزن هو الذی یقع فیه النسب الموسیقاریة	(نبض میں) جنس وزن وہ چیز ہے جس میں (مذکورہ بالا) تناسبات موسیقاریہ واقع ہوا کرتے ہیں۔

یعنی جس طرح وزن میں حرکت کے زمانہ کا مقابلہ سکون کے زمانہ سے کیا جاتا ہے، اور ان دونوں کے مقابلہ سے کوئی نہ کوئی نسبت قائم ہو جاتی ہے، اسی طرح موسیقی میں بھی سکون کے زمانہ کا مقابلہ حرکت کے زمانہ سے کیا جاتا ہے۔

لیکن اس قول کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ موسیقی کی تمام نسبتیں جنس وزن ہی کے اندر پائی جاتی ہیں؛ کیونکہ تمکو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ بعض نسبتیں جنس استوار و اختلاف سے وابستہ ہیں، مثلاً مختلف قرعات نبض کی قوت و ضعف کے اختلافات اور ان کی نسبتیں جنس اختلاف و استوار سے متعلق ہوں گی، نہ کہ جنس وزن سے۔

ونقول ان النبض اما ان یکون جید الوزن واما ان یکون ردی الوزن	(پھر) ہم کہتے ہیں کہ: (وزن کے لحاظ سے) نبض کی دو قسمیں ہیں: جَیِّدُ الوزن، اور رَدِیُّ الوزن۔ (چنانچہ جید الوزن وہ نبض ہے جس میں حرکت و سکون کے زمانے طبعی اور اعتدالی تناسب پر ہوں۔ اور ردی الوزن وہ ہے جو اس کے خلاف ہو)۔
وردی الوزن انواعه ثلثة	نبض ردی الوزن کی تین قسمیں ہیں:
احدها المتغیر الوزن ومجاوز الوزن وهو الذی یکون وزنه وزن سن یلی سنّ صاحبه کما یکون للصبیان مثل وزن نبض الشبان	(۱) مُتَغَیِّرُ الوَزْن، جسکو مُجَاوِزُ الوزن بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ نبض ہے جسکا وزن کسی ایسی عمر کے وزن کے برابر ہو جائے، جو اس شخص کی عمر سے ملی ہوئی ہے: مثلاً بچوں کی نبض کا وزن جوانوں کی نبض کے وزن کے مطابق ہو جائے (بچوں کی عمر جوانوں کی عمر سے ملی ہوئی ہے)،

بایں معنے کہ بچپن کے ختم ہوتے ہی جوانی آجاتی ہے ۔ اس کے برعکس بچپن اور بڑھاپے کی عمریں باہم ملی ہوئی نہیں ہیں ، بلکہ بیچ میں جوانی کی عمر حائل ہے) ۔

والثانی مبائن الوزن کما یکون للصبیان مثل وزن نبض الشیوخ

(۲) مُبَائِنُ الْوَزْنِ وہ نبض ہے جس میں کسی شخص کی نبض کا وزن ایسی عمر کی نبض کے وزن کے مطابق ہو جائے ، جو اس سے ملی ہوئی نہیں ہے ، مثلاً بچوں کی نبض کا وزن بڈھوں کی نبض کے وزن کے مانند ہو جائے ۔

والثالث الخارج عن الوزن وهو الذی لایشبه فی وزنه نبضاً من نبض الانسان وخروج النبض عن الوزن کثیراً یدل علی تغیر حال عظیم

(۳) خَارِجُ الْوَزْنِ وہ نبض ہے جسکا وزن اس حد تک بدل جائے کہ) کسی عمر کی نبض کے وزن کے مانند نہ رہے ۔ نبض کا اپنے وزن سے بہت زیادہ خارج ہونا اس امر کی علامت ہے کہ بدنی حالات میں تغیر عظیم واقع ہو گیا ہے (اور اعتدال سے بہت زیادہ خروج ہو گیا ہے) ۔

الفصل الثانی فی شرح خاص النبض المستوی والمختلف فصل (۲) نبض مستوی اور مختلف کی خصوصی شرح و تفصیل

(۱) چونکہ جنس استواء واختلاف کی نسلیں اور شاخیں بکثرت تھیں ، اس لئے شیخ نے اس کے لئے علحدہ دو مستقل فصلیں قائم کیں ۔ چنانچہ اس فصل میں نبض مستوی اور مختلف کی ایک کلی اور اجمالی شرح ہے ، اور اس کے بعد آنے والی فصل میں نبض مختلف مرکب کی قسموں کی توضیح کی گئی ہے ، جن کے مخصوص نام مقرر ہیں ۔

(۲) اس فصل میں جن امور کا تذکرہ کیا گیا ہے ، چونکہ انکا ادراک کرنا اور قوت لامسہ سے معلوم کرنا مشکل ہے ، اور چونکہ شیخ ان میں سے بعض باتوں کو بیجا تکلف اور تطویل لاطائل سمجھتے ہیں ، اور دل سے انکو پسند نہیں کرتے ، اس لئے اس قول کو اطباء کی طرف منسوب کر کے اس طرح شروع کرتے ہیں :۔

یقولون ان النبض المختلف اما ان یکون اختلافه فی نبضات کثیرة او فی نبضة واحدة

اطباء کہتے ہیں کہ "نبض مختلف" میں اختلاف کا ہے متعدد نبضات میں ہوتا ہے اور کا ہے ایک ہی نبضہ میں (جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے) ۔

والمختلف فی نبضة واحدة اما ان یختلف فی اجزاء کثیرة ای فی

پھر جس نبض مختلف میں ایک ہی نبضہ کے اندر اختلاف ظاہر ہوتا ہے ، اس کی دو صورتیں ہیں : (۱) یہ اختلاف

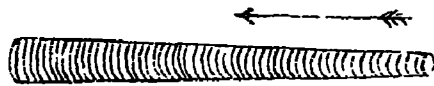
مواقع اصابع متباينة او فى جزء واحد اى فى موقع اصبع واحدة

نبض کے مختلف اجزاء میں ہو. یعنی مختلف انگلیوں کے نیچے اختلاف ہو ؛ (۲) یہ اختلاف نبض کے ایک ہی جزء میں ہو یعنی ایک ہی انگلی کے نیچے اختلاف ہو ÷

والمختلف فى نبضات كثيرة منه المختلف المتدرج الجارى على الاستواء وهو ان ياخذ من نبضة فينتقل الى الزيد منها او النقص ويستمر على ذلك النهج حتى يوافى غاية فى النقصان او غاية فى الزيادة بتدريج متشابه فينقطع عائدًا الى العظم الاول او مترا جعًا الى صغره

اور جو نبض متعدد نبضات کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے، اس میں سے ایک قسم وہ نبض مختلف ہے، جس میں اختلاف بتدریج نمودار ہو، اور ہموار طور پر (ایک چال کے ساتھ) جاری رہے (مُتَدَرِّج جَارِی عَلَی الْاِسْتِوَاء) بایں طور کہ نبض کسی ٹھوکر سے شروع ہو کر زیادتی کی طرف منتقل ہو یا کمی کی طرف ؛ اور پھر وہ اسی طریقہ پر بتدریج اور یکساں طور پر آگے بڑھتی ہوئی چلی جائے، حتی کہ وہ کمی یا زیادتی کی انتہا کو پہونچکر رک جائے (یعنی اگر وہ شروع ہو کر زیادتی کی طرف منتقل ہو رہی ہے، تو وہ آخر میں زیادتی کی انتہا تک پہونچکر رک جائے. اور اگر وہ کمی کی طرف ہو رہی ہے، تو وہ کمی کی انتہا تک پہونچکر رک جائے (ایسی نبض کو نبض ذَنَبُ الفار کہتے ہیں.) پھر وہ لوٹ کر اپنی ابتدائی زیادتی

شکل نبض ذنب الفار



کمی سے زیادتی کی طرف نبض موٹی ہو رہی ہے



زیادتی سے کمی کی طرف شریان کا حجم پتلا ہو رہا ہے

(عظم اول) تک یا وہ اپنی ابتدائی کمی (صغر اول) تک پہونچ جائے (یعنی اگر وہ زیادتی سے کمی کی طرف گئی ہے، تو انتہائی کمی تک پہونچنے کے بعد اپنی سابقہ زیادتی کی طرف لوٹ جائے،

اور اگر وہ کمی سے زیادتی کی طرف گئی ہے، تو انتہائی زیادتی تک پہونچنے کے بعد اپنی سابقہ کمی کی طرف لوٹ جائے) +

تراجعاً متشابهاً في الحالين جميعاً للمأخذ الأول او مخالفاً بعد ان يكون متوجهاً من ابتداء بهذه الصفة الى انتهاء بهذه الصفة

یہ بازگشت دونوں صورتوں میں (کمی سے زیادتی کی طرف لوٹنے میں، اور زیادتی سے کمی کی طرف بازگشت کرنے میں) گاہے پہلی رفتار کے مطابق ہوتی ہے (یعنی بازگشت میں وہی تدریجی اور یکساں رفتار ہوتی ہے، جو پہلی روانگی میں تھی)؛ اور گاہے یہ بازگشت (پہلی رفتار کے مطابق ہونے کی بجائے اس سے) مخالف ہوتی ہے (یعنی بازگشت کی رفتار پہلی چال سے مختلف ہوتی ہے) لیکن یہ ضروری ہے کہ ابتدا سے انتہا کی طرف اس کا رُخ اسی طریقہ پر ہو (یعنی بازگشت میں بھی یہ ضروری ہے کہ وہ اسی طریقہ پر کمی سے زیادتی کی طرف، یا زیادتی سے کمی کی طرف روانہ ہو۔ خواہ اُس کی چال میں پہلی چال سے تیزی یا سُستی ہو، خواہ یہ اپنی انتہا تک پہونچ سکے، یا نہ پہونچ سکے، اور خواہ اس سے بھی آگے بڑھ جائے؛ لیکن ان تمام صورتوں میں یہ ضروری ہے کہ روانگی کی چال سے بازگشت کی چال مختلف ہو۔ چنانچہ شیخ فرماتے ہیں:)

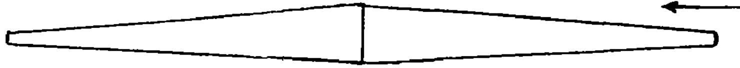
وربما وصل الى الغاية وربما انقطع دونها وربما جاوزها

(بازگشت کے بعد) گاہے یہ اپنی انتہا تک پہونچ جاتی ہے، اور گاہے اُس سے پہلے ہی رُک جاتی ہے؛ اور گاہے اس سے بھی آگے تجاوز کر جاتی ہے +

وحين ينقطع فربما ينقطع في وسطه بفترة وقد يفعل خلاف الانقطاع وهو ان يقع في وسطه حركة

اور جب (یہ صورت ہوتی ہے کہ وہ انتہا سے پہلے ہی) رُک جاتی ہے، تو گاہے اس کے رُکنے (انقطاع) کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اس کے بیچ میں سکون اور وقفہ (فترہ) آجاتا ہے (یعنی جس موقعہ پر حرکت کی توقع ہوتی ہے، اُس موقعہ پر حرکت

نبض مسلی کی صورت



کمی سے زیادتی کی طرف روانہ ہوئی، اور پھر بازگشت کرکے زیادتی سے کمی پر جاکر ختم ہوگئی ہے۔



زیادتی سے کمی کی طرف روانہ ہوئی، اور پھر کمی سے زیادتی کی طرف بازگشت کیا۔



یہاں آکر رک گئی

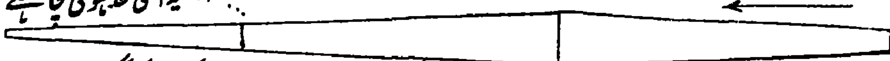
کمی سے زیادتی کی طرف روانہ ہوئی اور بازگشت کے وقت اپنی انتہا سے پہلے رک گئی



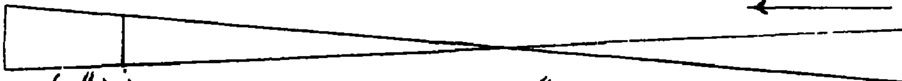
یہاں آکر رک گئی

زیادتی سے کمی کی طرف روانہ ہوئی، اور بازگشت کے وقت اپنی انتہا سے پہلے رک گئی

یہ اسکی حد ہونی چاہئے تھی



کمی سے زیادتی کی طرف روانہ ہوئی، اور پھر زیادتی سے بازگشت کے وقت اپنی انتہا سے آگے تجاوز کرگئی



زیادتی سے کمی کی طرف روانہ ہوئی، اور پھر کمی سے بازگشت کے وقت اپنی انتہا سے آگے تجاوز کرگئی

کی بجائے سکون ہوجاتا ہے)؛ اور گاہے انقطاع کے خلاف ظاہر ہوتا ہے، یعنی بیچ میں (سکون کی توقع ہوتی ہے، اور وہاں سکون کی بجائے) حرکت واقع ہوجاتی ہے ٭

وذوالفترة من النبض هو المختلف نبض ذُوالفَتْرَة نبض مختلف کی وہ قسم ہے، جس میں

الذی حیث یتوقع فیہ حرکۃ حرکت کی جہاں توقع اور امید ہوتی ہے، وہاں (خلافِ امید) یکون سکون سکون نمودار ہوجاتا ہے +

یعنی حرکت اپنی مسافت کے بیچ میں رُک جاتی ہے، اور ایک نیا سکون حاصل ہوجاتا ہے، جو نہ سکون مرکزی ہوتا ہے، اور نہ سکون محیطی۔ بلکہ وہ مسافتِ حرکت کے بیچ میں کسی غیر طبعی سبب سے پیدا ہوجاتا ہے۔ (فَتْرَۃٌ = سکون، وقفہ) +

والواقع فی الوسط ھو المختلف الذی اور نبض واقع فی الوسط وہ نبضِ مختلف ہے جس میں سکون حیث یتوقع فیہ سکون یکون کی جہاں توقع اور امید ہوتی ہے، وہاں (خلافِ توقع) حرکت حرکۃ نمودار ہوجاتی ہے +

اسکا نام "واقع فی الوسط" (بیچ والی نبض) اس لئے رکھا گیا ہے کہ طبعی حالت میں دونوں حرکتوں (حرکت انقباضی وانبساطی) کے درمیان کچھ دیر تک سکون ہوا کرتا ہے۔ لیکن اس قسم میں یہاں نبض اتنی دیر تک سکون کرنے سے پہلے ہی حرکت کرجاتی ہے۔ الغرض اس نبض میں ایک نئی حرکت دونوں حرکتوں کے بیچ میں خلافِ توقع پیدا ہوجاتی ہے +

ذَنَبُ الفار | نبض ذَنَبُ الفار (چوہے کی دُم کی سی نبض) کے نام سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں شریان ایک طرف سے موٹی اور دوسری طرف سے باریک ہوا کرتی ہے جیسا کہ چوہے کی دُم کے تصور سے خیال ہوتا ہے۔ یعنی بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبض مختلف کی یہ قسم محض مقدار و حجم کے لحاظ سے ہے، اور بقیہ اجناس[۱] خمسہ سے اسکو کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ حالانکہ یہ خیال صحیح نہیں ہے، بلکہ گاہے ذنب الفار میں بقیہ دوسری جنسوں کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے، مثلاً اگر ایک نبض ایک طرف سے قوی ہو، اور دوسری طرف بتدریج ضعیف ہوتی چلی جائے، تو اسے بھی ذنب الفار کہا جاتا ہے؛ خواہ حجم کے لحاظ سے اس میں کوئی فرق نہ ہو، اور شریان کے دونوں سرے مقدار کے لحاظ سے برابر ہوں، اور کسی انگلی کے نیچے شریان کی موٹائی میں اختلاف نہ ہو +

اسی طرح اگر شریان ایک طرف سخت ہو، اور دوسری طرف بتدریج نرم ہوتی چلی جائے؛ یا اگر ایکطرف سرعت اور دوسری طرف بطوء ہو۔ یا ایک طرف تواتر، اور دوسری طرف تفاوت ہو، تو ان سب صورتوں میں اس نبض کو ذنب الفار کہا جائیگا، بشرطیکہ ان سب صورتوں میں اختلاف وانقلاب تدریجی ہو اور ایک خاص نظم و ترتیب کے ساتھ ایک سرے سے دوسرے سرے کی طرف اختلاف بڑھتا چلا جائے +

---

[۱] اجناس خمسہ = (۱) عظم و صغر (۲) سرعت و بطوء (۳) تواتر و تفاوت (۴) صلابت ولین، اور (۵) قوت و ضعف انہی پانچ امور میں اختلاف نمودار ہوا کرتا ہے +

چونکہ چوہے کی دُم ایک طرف سے موٹی اور دوسری طرف سے باریک ہوا کرتی ہے، اسی طرح ان تمام صورتوں میں ایک طرف مثلاً قوت قوی اور دوسری طرف ضعیف ہوتی ہے، اور مثلاً ایک طرف سختی زیادہ اور دوسری طرف کم ہوتی ہے، اس لئے ان تمام باتوں کی اس تدریجی کمی وزیادتی کو چوہے کی دُم سے تشبیہ دیگئی ہے۔

پھر ذنب الفار کی تین قسمیں کی گئی ہیں: (۱) ذنب منقضی (۲) ذنب ثابت (۳) ذنب عائد +

(۱) ذنب منقضی (ساقط) ذنب الفار کی وہ قسم ہے کہ مثلاً اگر وہ ایک طرف سے عظیم ہے، تو دوسری طرف صغر کے کسی معین حد پر جاکر ختم نہ ہو، یا اگر وہ ایک طرف سے قوی ہے، تو دوسری طرف ضعف کے کسی مقررہ حد پر جاکر نہ ٹھہرے، یا اگر وہ ایک طرف سے صُلب ہے، تو دوسری طرف لیونت کی کسی معین حد پر جاکر منتہی نہ ہو +

(۲) ذنب ثابت (واقف) نبض ذنب الفار کی وہ قسم ہے، جو کسی معین حد پر جاکر ختم ہو، اور اُسی حد پر قائم ہو جائے؛ مثلاً اگر وہ ذنب الفار بلحاظ مقدار شریان کے ہے، یا بالفاظ دیگر، بلحاظ عظم وصغر کے ہے اور مثلاً وہ عظم سے شروع ہو کر صغر کی طرف جارہی ہے، تو صغر کے کسی حدّ معین پر جاکر ختم ہو جائے، اور وہاں سے وہ پہلے عظم کی طرف نہ لوٹے، جہاں سے وہ شروع ہوئی تھی +

(۳) ذنب عائد (راجع) ذنب الفار کی وہ قسم ہے، جو کسی حدّ معین پر جاکر ختم ہو، اور پھر وہاں سے لوٹ کر پہلی جگہ پر آجائے؛ مثلاً اگر وہ عظم سے شروع ہوئی ہے، تو صغر کے کسی معین حد پر پہونچکر پہلے عظم تک واپس آجائے۔ وعلے ہذا قوت وضعف اور صلابت ولین وغیرہ میں بھی اسی طرح قیاس کیا جاسکتا ہے +

واما اختلاف النبض فی اجزاء کثیرة من نبضة واحدة فاما فی وضع اجزائها او فی حرکة اجزائها	لیکن جب نبض کا اختلاف ایک ہی نبضہ کے مختلف اجزاء میں ہوتا ہے، تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) گاہے یہ اختلاف مختلف اجزاء کی وضع میں ہوتا ہے؛ اور (۲) گاہے مختلف اجزاء کی حرکت میں۔

چنانچہ نبض منشاری میں اختلاف کی یہ دونوں قسمیں پائی جاتی ہیں: (۱) شریان کے مختلف اجزاء کی وضع میں بھی اختلاف ہوتا ہے؛ یعنی بعض اجزاء آرہ کے دندانوں کی طرح بلند، اور بعض پست ہوتے ہیں؛ (۲) مختلف اجزاء کی حرکت میں بھی اختلاف ہوتا ہے یعنی بعض اجزاء پہلے حرکت کرتے ہیں، اور بعض پیچھے +

اما الاختلاف فی وضع الاجزاء فهو اختلاف فی نسبة اجزاء العرق	چنانچہ اجزاء کی وضع میں اختلاف ہونے کے معنے یہ ہیں کہ شریان کے اجزاء میں مختلف جہات کے لحاظ سے جو نسبتیں

الی الجہات ولان الجہات ست فکذلک ما یقع فیہا من الاختلاف

پائی جاتی ہیں، ان نسبتوں میں اختلاف نمودار ہو جائے۔ اور چونکہ جِہَتیں چھ ہیں (: اوپر ۔ نیچے ۔ آگے ۔ پیچھے ۔ دائیں ۔ بائیں) اس لئے یہ اختلافات بھی انہی چھ جہات میں واقع ہونگے (یعنی مثلاً شریان النبض کے اجزار طبعی حالت میں بلندی و پستی کے لحاظ سے اگر ہموار ہوتے ہیں، تو وہ مختلف ہوکر ہموار نہ رہیں؛ یا بالفاظ دیگر، ان اجزار کے تناسب میں فرق آجائے) +

واما الاختلاف فی الحرکۃ فاما فی السرعۃ والابطاء واما فی التقدم والتأخر اعنی ان یتحرک جزء قبل وقت حرکتہ او بعد وقتہا واما فی القوۃ والضعف و اما فی العظم والصغر

اور اجزار کی حرکت میں اختلاف ہونے کے معنے یہ ہیں کہ شریان کے اجزار کی حرکت (۱) تیزی اور سستی کے لحاظ سے مختلف ہو، (۲) یا تَقَدُّم وتَأَخُّر (یعنی تواتر وتفاوت) کے لحاظ سے مختلف ہو، یعنی بعض اجزار اپنے وقت سے پہلے حرکت کریں، اور بعض اجزار اپنے وقت کے بعد؛ (۳) یا شریان کے اجزار کی حرکت قوت وضعف کے لحاظ سے مختلف ہو (یعنی بعض اجزار کی حرکت قوی ہو، اور بعض کی ضعیف)؛ (۴) یا شریان کے اجزار کی حرکت عظم وصغر کے لحاظ سے مختلف ہو (یعنی بعض اجزار عظیم ہوں، اور بعض اجزار صغیر) +

وذلک کلہ اما جار علی ترتیب مستوٍ او ترتیب مختلف بالتزید والتنقص

ان تمام امور میں جو اختلاف ہوا کرتا ہے، اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں: (۱) یہ اختلاف ایک ہموار ترتیب پر (نظام خاص کے ساتھ) جاری ہو؛ (۲) یہ اختلاف ایک ہموار ترتیب پر جاری نہ ہو، بلکہ زیادتی اور کمی کے لحاظ سے مختلف ہو +

ہموار ترتیب (ترتیب مستوی) سے مراد یہ ہے کہ مثلاً شریان کا جو حصہ سبابہ کے نیچے واقع ہے، وہ عظم یا قوت یا کسی اور چیز میں اُس حصے سے سوائے (۱/۲) کے برابر ہو جو بیچ کی انگلی کے نیچے واقع ہے، اور جو حصہ بیچ کی انگلی کے نیچے واقع ہے، وہ اسی چیز میں اُس حصے سے سوائے کے برابر ہو،

جو بنصر کے نیچے واقع ہے، علیٰ ہٰذا ابنصر والا حصہ خنصر والے حصے سے اسی چیز میں سوائے کے برابر ہو، یعنی ایک چوتھائی زائد ہو۔ اس کے مقابلہ میں مختلف ترتیب کا سمجھنا زیادہ مشکل نہیں ہے +

وذلك اما فی جزئین او ثلثة او اربعة اعنی مواقع الاصابع　　پھر مذکورہ بالا اختلاف نبض کے دو اجزاء میں بھی ہوسکتا ہے، تین اجزاء میں بھی، اور چار اجزاء میں بھی۔ ان اجزاء سے میری مراد نبض کے وہ مقامات (یا وہ اجزاء) ہیں، جہاں انگلیاں پڑتی ہیں (چنانچہ انگلیاں چار ہیں، اور نبض دیکھتے وقت شریان پر چاروں انگلیاں رکھی جاتی ہیں، اس لئے نبض کے اجزاء بھی چار ہی ہوتے ہیں) +

وعلیك الترکیب والتالیف　　اس کے بعد ان سب اختلافی صورتوں کو جوڑنا اور اکٹھا کرنا تمہارا کام ہے +

یعنی انگلیوں کے لحاظ سے نبض کے اجزاء چار ہیں، اور ان چاروں میں اختلاف کی تین صورتیں ہیں :

(۱) اختلاف ثُنائی یعنی دو اجزاء میں اختلاف ہو، اور دو میں اختلاف نہ ہو۔

(۲) اختلاف ثُلاثی یعنی تین اجزاء میں اختلاف ہو، اور ایک میں نہ ہو۔

(۳) اختلاف رُباعی یعنی چاروں اجزاء میں اختلاف ہو۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ نبض کے مختلف اجزاء کا اختلاف کا ہے ان کی وضع میں ہوتا ہے، اور کا ہے ان کی حرکت میں۔ چنانچہ وضع کے اختلاف کی صورتیں جہاتِ ستّہ کی وجہ سے چھ ہیں۔ اسی طرح حرکت کے اختلاف میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ چار امور (۱) سرعت و بطوء (۲) تقدم و تأخر (۳) قوت و ضعف (۴، عظم و صغر) میں ہوسکتا ہے؛ بایں معنے کہ ان چاروں میں سے ایک میں اختلاف ہو، یا دو میں یا تین، یا چاروں میں ہو +

الغرض ان سب صورتوں کو اگر جوڑا جائے، اور حساب لگا کر سب کو جمع کیا جائے، تو ان کی تعداد کئی لاکھ تک پہونچتی ہے، جسے میں تطویل لاطائل سمجھکر چھوڑتا ہوں +

واما اختلاف النبض فی جزء واحد فمنه المنقطع ومنه العائد ومنه المتصل　　لیکن جب نبض کا اختلاف شریان کے ایک ہی جزو میں ہو (یعنی ایک ہی انگلی کے نیچے اختلاف ہو، اور یہ اختلاف مختلف نبضات کے لحاظ سے نہ ہو، بلکہ ایک ہی

نبضہ کے لحاظ سے ہو) تو اس کی تین صورتیں ہیں : (۱) منقطع (۲) عائد (۳) متصل .

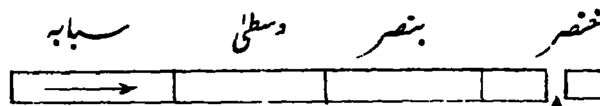
والمنقطع هو الذی ینفصل فی جزء واحد بفترة خفیفة

چنانچہ (الف) نبض مُنقَطِع اُسے کہتے ہیں جسکے کسی ایک جزء میں (مثلاً خنصر کے نیچے) ایک ہلکا سا وقفہ اس طرح لاحق ہو کہ نبض کی حرکت وہاں آکر (بیچ میں سے) کٹ جائے (اور اس سے آگے پھر حرکت کا سلسلہ قائم ہو جائے) .

والجزء الواحد المفصول منه بالفترة قد یختلف طرفاه بالسرعة والبطوء والتشابه

پھر جس حصہ کی حرکت بیچ کے وقفہ کی وجہ سے کٹ گئی ہے، گاہے اس کے دونوں سرے سرعت و بطوء کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں، اور گاہے متشابہ +

نبض منقطع کا خاکہ



یعنی جب چاروں انگلیاں نبض پر رکھی جاتی ہیں، تو اس لحاظ سے نبض کے یا شریان کے چار حصے ہو جاتے ہیں. پھر اگر کسی ایک انگلی کے نیچے اس طرح محسوس ہو کہ وہاں آکر حرکت بند ہو گئی، اور پھر چل پڑی، تو اسے نبض منقطع کہینگے (منقطع = کٹی ہوئی) . اس کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ جس سرے پہ آکر حرکت بند ہوئی، اور دوسرے سرے پر جہاں سے حرکت شروع ہوئی ہے . آیا ان دونوں سروں پہ حرکت اپنی تیزی کے لحاظ سے مختلف ہے، یا مستوی +

واما العائد فان یکون نبض عظیم یرجع صغیرًا فی جزء واحد ثم عاد عودة لطیفة

(ب) نبض عائد (عائد = لوٹنے والی) سے مراد یہ ہے کہ کوئی نبض عظیم ہو، اور پھر وہ کسی حصے میں آکر صغیر ہو جائے، اور اس کے بعد پھر کسی قدر لوٹ جائے (یعنی صغیر سے پھر کسی قدر عظیم ہو جائے) .

نبض عائد کا خاکہ



بنصر کے نیچے نبض آکر باریک ہوگئی، اور پھر لوٹ کر بدستور سابق موٹی ہوگئی (عائد= لوٹنے والی یعنی اپنے سابقہ حجم پر آجانے والی)

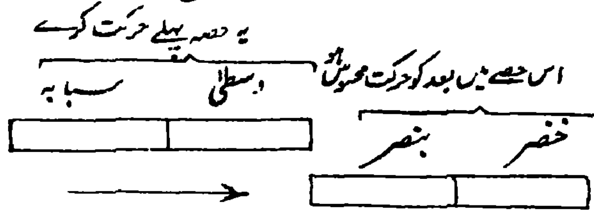
ومن هذا النوع النبض المتداخل وهو ان يكون نبضة كنبضتين بسبب الاختلاف او نبضتان كنبضة لتداخلهما على حسب رأى المختلفين فى ذلك

نبض متداخل بھی اسی قبیلے سے ہے (یعنی نبض عائد کے قبیلے سے ہے)۔ "نبض متداخل" ایسی نبض کو کہتے ہیں، جس میں ایک نبضہ، اختلاف کی وجہ سے دو نبضے معلوم ہوتے ہیں، یا جس میں دو نبضے، تداخل کی وجہ سے، ایک نبضہ معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ اس بارہ میں مختلف لوگوں کی رائیں مختلف ہیں۔

"نبض متداخل" کی دو صورتیں ہیں: (۱) ایک صورت تو یہ ہے کہ نبض کا جو حصہ کسی ایک انگلی کے نیچے واقع ہے، وہ دوسرے حصوں کے بعد حرکت کرے۔ ایسی صورت جب ہوتی ہے، تو اس میں دو نبضے محسوس ہوتے ہیں؛ کیونکہ انگلیوں میں دو مرتبہ ٹھوکریں لگتی ہیں۔ (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے نبضہ میں شریان کے بعض اجزاء حرکت میں آئیں، اور دوسرے نبضہ میں باقی اجزاء حرکت میں آئیں، جو پہلے نبضہ میں ساکن رہے تھے۔

پہلی صورت میں نبضہ ایک ہی تھا، جو دو محسوس ہوا، اور دوسری صورت میں دراصل دو نبضات تھے، جو ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے، یا ایک دوسرے میں داخل ہوگئے۔ اسی وجہ سے نبض متداخل میں اختلاف ہوگیا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ دراصل ایک ہی نبضہ یا ایک ہی قرعہ ہوتا ہے، جو اختلاف اجزاء، اور اختلاف زمانہ کی وجہ سے دو نظر آتے ہیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ دراصل نبض متداخل میں دو نبضے ہوتے ہیں، اور پہلا نبضہ جس حصے پر آکر ختم ہوتا ہے، دوسرا نبضہ آکر اُسی حصے سے مل جاتا ہے۔ یہی معنے "تداخل" کے ہیں۔

نبض متداخل کا خاکہ

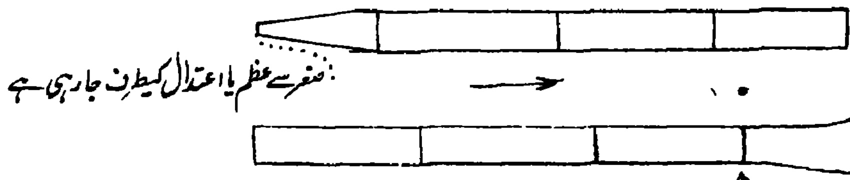


واما المتصل فهو الذی یکون اختلافه متدرجاً علی اتصال غیر محسوس الفصل فیما یتغایر الیه من سرعة الی بطوء او بالعکس او الی الاعتدال او من اعتدال فیهما او من عظم او من صغر او من اعتدال فیهما الی شئ مما ینتقل الیه

(ج) **نبض متصل** سے مراد یہ ہے کہ اُسکا اختلاف (کسی ایک حصہ میں) اس طرح ملا ہوا اور مسلسل تدریجی طور پر آگے بڑھے کہ اس اختلاف و تغیر کے بیچ میں فصل محسوس نہ ہو اور اُس کا سلسلہ نہ ٹوٹے۔ مثلاً (کوئی نبض اپنے کسی ایک جزء میں) سرعت سے بطوء کی طرف بڑھے؛ یا اس کے برعکس بطوء سے سرعت کی طرف، یا (سرعت یا بطوء سے) اعتدال کی طرف بڑھے؛ یا اعتدال سے سرعت کی طرف، یا بطوء کی طرف بڑھے؛ یا عظم سے۔ یا صغر سے، یا اعتدال سے اُس چیز کیطرف بڑھے جدھر ان کا انتقال ہو سکتا ہے (یعنی عظم سے صغر کی طرف، یا صغر سے عظم کی طرف، یا عظم و صغر سے اعتدال کی طرف، یا اعتدال سے عظم و صغر کی طرف)۔

مگر ہر صورت میں اختلاف و تغیر کی رفتار تدریجی ہونی چاہئے، جیسا کہ اوپر کے بیان میں مشروط ہے۔

نبض متصل کی بعض مثالوں کا خاکہ

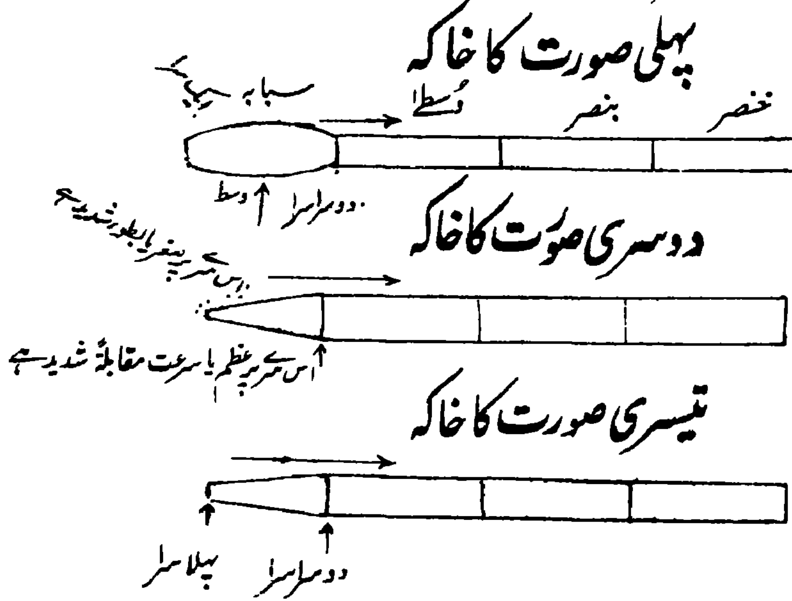


اسی طرح باقی مثالوں کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے، اور سرعت و بطوء کی عظم و صغر پر تطبیق دی جا سکتی ہے۔

وھذا قد یستمر علی التشابہ وقد یتفق ان یکون مع اتصالہ فی بعض الاجزاء اشد اختلافا وفی بعضہا اقل

پھر نبض متصل کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱) گاہے یہ اُسی شکل پر آگے بڑھتی ہے (جس شکل سے اسکی ابتدا ہوئی تھی)، مثلاً کوئی نبض اپنے کسی ایک حصے میں صغر سے شروع ہوکر عظم کی طرف بتدریج بڑھے، اور پھر اس حصے کے وسط سے اسکا عظم بتدریج کم ہونا شروع ہو، اور اس حصے کے آخر میں وہی صغر آجائے، جس صغر سے اس کی ابتدا ہوئی تھی)۔ (۲) گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ باوجود تسلسل اور اتصال کے اس (جزء) کے اجزاء میں شدید اختلاف ہوا کرتا ہے، اور (۳) گاہے یہ اختلاف کم ہوتا ہے +

مثلاً کوئی نبض ایسی ہو کہ اس کے کسی حصے کے ایک کنارہ پر کافی سرعت یا عظم ہو، اور اسی حصے کے دوسرے سرے پر باوجود تسلسل و اختلاف کے کافی بطوء یا صغر ہو۔ یہ دوسری صورت کی مثال ہے، جس میں اختلاف شدید ہوتا ہے۔ اور مثلاً کوئی نبض ایسی ہو کہ اس کے کسی حصے کے ایک کنارہ پر معمولی سرعت یا عظم ہو، اور اسی حصے کے دوسرے سرے پر معمولی بطوء یا صغر ہو۔ یہ تیسری صورت کی مثال ہے۔ چنانچہ جو کچھ شیخ کے قول سے سمجھا جاتا ہے، اسکو سہولت کی غرض سے خاکوں کی شکل میں واضح کیا جاتا ہے:



اسکے دونوں سروں پر اختلاف ضرور ہے، مگر دوسری صورت کے مقابلہ میں اختلاف بہت کم ہے

الفصل الثالث فی اصناف النبض المركب نصل (۳) نبض مرکب کی قسمیں، جنکے خاص خاص المخصوص باسماء على حدة اور الگ الگ نام ہیں

نبض مرکب سے یہاں وہ نبض مختلف مراد ہے، جو دو یا زیادہ جنسوں میں مختلف ہو +

اس فصل میں ایسی چودہ نبضوں کا ذکر کیا گیا ہے: (۱) غزالی (۲) موجی (۳) دودی (۴) نملی (۵) منشاری (۶) ذنب الفار (۷) مسلی (۸) ذو القرعتین (۹) ذو الفترہ (۱۰) واقع فی الوسط (۱۱) متشنج (۱۲) مرتعش (۱۳) ملتوی (۱۴) متواتر +

فمنه الغزالی وهو من المختلف فی جزء واحد اذا كان بطيأ ثم ينقطع فيسرع

(۱) **نبض غزالی**: یہ اُس نبض کی قسم ہے جو ایک جزء میں (ایک انگلی کے نیچے) مختلف ہوا کرتی ہے۔ نبض غزالی سے مراد وہ نبض ہے جسکا کوئی حصہ شروع میں سُست ہو، پھر اس کی سستی ختم ہو جائے، اور اس کے بعد پھر وہ (اسی حصے کے اخیر میں) تیز ہو جائے۔

اس نبض کو غزال (ہرن) سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ ہرن جب جست کرتا ہے تو ایسا خیال ہوتا ہے کہ گویا اوپر کی طرف سستی سے جاتا ہے، اور ہوا میں کچھ ٹھہر جاتا ہے، پھر وہ تیزی سے نیچے گرتا ہے۔ اسی طرح نبض غزالی بھی پہلے سُست ہوتی ہے، اس کے بعد وہ اپنی پہلی حرکت کو بدل کر تیز ہو جاتی ہے۔ نبض غزالی میں سرعت و بطوء کے علاوہ ضعف و قوت کے لحاظ سے بھی اختلاف ہوتا ہے؛ اگرچہ ضعف و قوت کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے +

ومنه الموجی وهو المختلف فی عظم اجزاء العرق وصغرها وفی شهوقها وفی العرض وفی التقدم والتاخر فی مبتدأ حركة الاجزاء مع لين فيه وليس بصغير جداً وله عرض ما وكانه امواج يتلو بعضها بعضاً على الاستقامة مع اختلاف بينها

(۲) **نبض مَوجی** اُس نبض کا نام ہے جو اجزاء شریان کے عظم و صغر میں، اور بلندی میں اور چوڑائی میں مختلف ہوا کرتی ہے (یعنی اس نبض میں کچھ اجزاء عظیم اور کچھ صغیر ہوتے ہیں، کچھ اجزاء بلند اور کچھ پست ہوتے ہیں، کچھ اجزاء عریض اور کچھ ضیق یعنی تنگ ہوتے ہیں) اسی طرح اس نبض میں حرکتِ نبض کی ابتداء (یعنی انبساط کی ابتداء) بھی آگے پیچھے ہوا کرتی ہے (یعنی کچھ اجزاء پہلے حرکت کرتے ہیں، اور کچھ پیچھے۔ بالفاظ دیگر: اس نبض میں تواتر اور

فی الشهوق والانخفاض والسرعة والبطوء تفاوت کے لحاظ سے بھی اختلاف ہوا کرتا ہے)۔ نیز اس نبض میں لیونت ہوتی ہے؛ اور یہ (نبض نملی کی طرح) بہت زیادہ صغیر نہیں ہوتی، اور اس میں کچھ نہ کچھ عرض ضرور ہوتا ہے (یہ نہیں ہے کہ یہ اتنی صغیر ہو کہ عرض کا پتہ ہی نہ چلے، جیسا کہ نملی میں ہوتا ہے)۔ گویا یہ دریا کی لہریں یا موجیں ہیں، جو ایک دوسرے کے پیچھے سیدھی جا رہی ہیں، جن میں بلندی و پستی اور سرعت و بطوء کے لحاظ سے اختلاف ہوتا ہے (یعنی بعض موجیں بلند ہوتی ہیں، اور بعض پست۔ اور بعض موجیں تیز چلتی ہیں، اور بعض سست) +

گیلانی کہتے ہیں کہ نبض موجی کو دریا کی اُن موجوں یا لہروں سے تشبیہ دی گئی ہے جو ہوا کے جھونکوں سے اس میں پیدا ہوتی ہیں، نہ کہ اُن لہروں سے جو اس میں پتھر وغیرہ کے ڈالنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ کیونکہ اگر نبض ایسی لہروں سے مشابہ ہوگی، تو یہ ایک قسم کی نبض ذنب الفار ہوگی +

ومنه الدودی وهو شبیه به الا انه صغیر شدید التواتر یوهم تواتره سرعة ولیس بسریع

(۳) نبض دودی نبض موجی سے مشابہ ہوتی ہے، لیکن ان میں باہمی فرق یہ ہے کہ نبض دودی بہت ہی صغیر اور بہت ہی متواتر ہوتی ہے، حتی کہ اس کی شدتِ تواتر سے سرعت کا دھوکا ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سریع نہیں ہوتی ہے +

شدتِ تواتر سے سرعت کا دھوکا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ سکون کا زمانہ جس قدر کم ہوا کرتا ہے، اسی قدر نبضات یعنی شریان کی ضرب انگلیوں میں جلد جلد لگتی ہے۔ اس لئے دھوکا ہو جاتا ہے کہ شائد نبض کی حرکت کا زمانہ بھی تھوڑا ہی ہے؛ حالانکہ نبض دودی غایتِ ضعف کے وقت نمودار ہوتی ہے اور ضعف کی حالت میں نبض کے اندر سرعت کسی طرح نہیں ہو سکتی؛ بلکہ سرعت ہمیشہ اُسی وقت ہو سکتی ہے، جبکہ قلبی قوت اچھی ہو +

گیلانی کہتے ہیں کہ نبض دودی کو اُس کیڑے سے تشبیہ دی گئی ہے، جسکی ٹانگیں بکثرت ہوتی ہیں۔ اور جسکو دَخَّالَةُ الْاُذُنْ (کان میں گھسنے والا) کہتے ہیں؛ میرا خیال ہے کہ یہ کیڑا شاید کنکھجورا یا اُس سلائی ہے۔ (دُود = کیڑا) +

والنملی اصغر جداً واشد

(۴) نبض نَمْلی نبض دودی سے بھی زیادہ

تواترًا

صغیر اور متواتر ہوتی ہے +

والدودی والنملی اختلافهما فی الشهوق وفی التقدم والتاخر اشد ظهورا فی الحس من اختلافهما فی العرض بل عسی ذلك ان لا یظهر

نبض دودی اور نملی کے اندر عرض میں اتنا اختلاف نمودار نہیں ہوتا ہے، جتنا کہ بلندی (اور پستی) میں، اور تقدم وتأخر میں ہوا کرتا ہے؛ بلکہ عرض کا اختلاف تو ان دونوں میں تقریبًا ناپید ہی سا ہوتا ہے. (نملہ = چیونٹی)

ومنه المنشاری وهو شبیه بالموجی فی اختلاف الاجزاء فی الشهوق والعرض وفی التقدم والتاخر الا انه اصلب ومع صلابته مختلف الاجزاء فی صلابته

(۵) **نبض مِنشاری** اس لحاظ سے نبض موجی سے مشابہ ہے کہ اس میں بھی (موجی کی طرح) شریان کے اجزاء بلندی اور چوڑائی میں (بلندی وپستی میں اور چوڑائی اور تنگی میں) نیز تقدم وتأخر میں مختلف ہوا کرتے ہیں. لیکن (ان دونوں میں باہمی اختلاف اسقدر ہے کہ) نبض منشاری میں صلابت ہوتی ہے، اور باوجود صلابت کے، اس کے اجزاء صلابت میں مختلف (کم وبیش) ہوتے ہیں +

فالمنشاری نبض سریع متواتر صلب مختلف الاجزاء فی عظم الانبساط والصلابة واللین

الغرض "نبض منشاری" ایک ایسی نبض کا نام ہے جو سریع، متواتر، اور صُلب ہوتی ہے، اس کے اجزاء انبساط کے عِظَم کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں: (بعض اجزاء میں انبساط نسبتًا زیادہ ہوتا ہے، اور وہاں پر نبض زیادہ پھولی ہوتی ہے، اور بعض اجزاء میں انبساط کم ہوتا ہے، یعنی وہاں صِغر ہوتا ہے)؛ نیز اس کے اجزاء بلحاظ صلابت ولیونت کے بھی مختلف ہوتے ہیں (یعنی اس نبض میں بعض اجزاء سخت ہوتے ہیں اور بعض اجزاء نرم). (مِنشار = آرہ) +

ومنه ذنب الفارة وهو الذی یتدرج فی الاختلاف اخذا من نقصان الی زیادة او من زیادة الی نقصان

(۶) **نبض ذَنَبُ الفار** وہ نبض ہے جس میں اختلاف تدریجًا کمی سے زیادتی کی طرف بڑھتا، یا زیادتی سے کمی کی طرف گھٹتا ہے (خواہ یہ اختلاف قوت وضعف کے لحاظ سے ہو، یا عظم وصغر کے لحاظ سے، یا سرعت وبطوء

وغیرہ کے لحاظ سے) +

وذنب الفارة قد یکون فی نبضات کثیرة وقد یکون فی نبضة واحدة فی اجزاء کثیرة او فی جزء واحد — پھر یہ اختلاف گاہے چند نبضات میں ہوتا ہے (جیسا کہ پچھلے بیانات میں اس کی تفصیل گذر چکی ہے) اور گاہے ایک ہی نبضہ کے متعدد اجزا ر میں، یا ایک ہی نبضہ کے ایک ہی جزر میں +

چنانچہ مثلاً نبض کا جو حصہ سبابہ کے نیچے واقع ہے، اس میں جسقدر عظم ہو، اس سے کم وُسطے کے نیچے ہو، اور اس سے کم بنصر کے نیچے، اور اس سے کم خنصر کے نیچے ۔ یہ مثال تو اُس اختلاف کی ہے جو ایک ہی نبضہ کے متعدد اجزار میں ہوتا ہے ۔

اور اگر یہ صورت ہو کہ نبض کا جو حصہ مثلاً سبابہ کے نیچے واقع ہے، اس کا ابتدائی حصہ عظیم ہو، اور آخری حصہ کی طرف نبض تبدریج صغیر ہوتی چلی گئی ہو، تو یہ اُس اختلاف کی مثال بنیگی، جو ایک ہی نبضہ کے ایک ہی جزر کے اندر واقع ہو +

واختلافه الاخص هو الذی یتعلق بالعظم — نبض ذنب الفار کے ساتھ جو اختلاف زیادہ خصوصیت رکھتا ہے، وہ عظم و صغر کے ساتھ وابستہ ہے (جس میں نبض چوہے کی دُم کی طرح ایک طرف سے عظیم یا موٹی ہوتی ہے، اور دوسری طرف سے بتدریج صغیر یا باریک) +

وقد یکون باعتبار البطوء والسرعة والقوة والضعف — اگرچہ نبض ذنب الفار گاہے سرعت و بطور اور قوت وضعف کے لحاظ سے بھی ہوا کرتی ہے +

یعنی اگر نبض میں ایک طرف مثلاً سرعت ہو، اور دوسری طرف تدریجاً بطور، یا اس کے برعکس؛ یا ایک طرف قوت ہو، اور دوسری طرف تدریجاً ضعف، یا اس کے برعکس، تو ایسی نبض کو بھی اصطلاحاً نبض ذنب الفار ہی کہا جاتا ہے، مگر ایسی صورت میں چوہے کی دُم کے ساتھ ویسی کچھ مشابہت نہیں پائی جاتی ہے، جیسی کہ عظم و صغر کی صورت میں پائی جاتی ہے ۔

ومنه المسلی وهو الذی یأخذ من نقصان الی حد فی الزیادة ثم ینتکس علی الولاء الی — (۷) نبض مِسَلّی (مِسَلّه = سکلہ) وہ نبض ہے جو کمی کی کسی حد سے شروع ہو کر زیادتی کی کسی حد پر جا کر تمام ہو جاتی ہے، پھر وہاں سے اُسی ترتیب پر (یعنی زیادتی

ان یبلغ الحد الاول فی النقصان فیکون لکن بنی فارۃ یتصلان عند الطرف الاعظم

سے کمی طرف) لوٹ جاتی ہے، اور کمی کی پہلی حد تک پہونچ جاتی ہے۔ گویا چوہے کی دو "دُمیں" ہیں جو موٹے سرے کے پاس ایک دوسرے سے مل گئی ہیں +

مثلاً ایک نبض اس قسم کی ہو کہ سبابہ کی ابتدا سے وُسطیٰ کے آخری حصے تک کمی سے زیادتی کی طرف جائے، یعنی باریکی سے موٹائی کی طرف بڑھے؛ پھر وُسطیٰ کے اُسی مقام سے خنصر کے آخری حصے تک موٹائی سے باریکی کی طرف لوٹ جائے۔

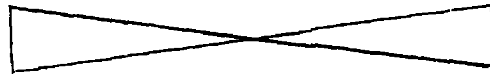
یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کی نبض بیچ سے موٹی ہوتی ہے، اور سروں پر باریک، جو تکلہ کی شکل ہے۔ چنانچہ اگر چوہے کی دو دُموں کو ان کے موٹے سروں کے پاس جوڑ دیا جائے، تو تکلہ کی ہی شکل پیدا ہو جائیگی۔ ایسی نبض کو "مائل الوسط" اور "مغزلی" کہتے ہیں +

نبض مائل الوسط کا خاکہ



اور اگر اس کے برعکس نبض درمیان سے باریک اور سروں پر دبیز ہو، تو اسے "نبض عمیق" "مُنحنی"، اور "مائل الطرفین" کہتے ہیں +

نبض مائل الطرفین کا خاکہ



ومنہ ذوالقرعتین والاطباء مختلفون فیہ فمنہم من یجعلہ نبضۃ واحدۃ مختلفۃ فی التقدم والتاخر ومنہم من یقول انہا نبضتان متلاحقتان

(۸) نبض ذُو الْقَرْعَتَیْن (دو ٹھوکر والی نبض):
(اسی کو نبض مِطْرَقِیّ اور مُتَدَلِّ (خلل بھی کہا جاتا ہے)
اس کے بارہ میں اطباء کا باہم اختلاف ہے: بعض اطباء تو اسے ایک نبضہ قرار دیتے ہیں، جس میں تقدم و تأخر کے لحاظ سے اختلاف ہوتا ہے (یعنی نبضہ تو ایک ہی ہے مگر اس کے بعض اجزاء پہلے حرکت کرتے ہیں، اور بعض پیچھے)۔ اور بعض اطباء اسے دو نبضہ قرار دیتے ہیں، جو ایکدوسرے

کے ساتھ لگے ہوئے (پیاپے) وارد ہوتے ہیں +

وبالجملة ليس الزمان بينهما بحيث يسع لانقباض ثم انبساط

خلاصہ یہ ہے کہ (اس نبض کے اندر) دونوں نبضات کے درمیان میں جو زمانہ ہوتا ہے اس میں اتنی گنجائش نہیں ہوتی ہے کہ حرکت انقباضی واقع ہو، اور پھر اس کے بعد حرکت انبساطی نمودار ہو +

شیخ کے اس قول کا مدعا یہ ہے کہ نبض ذوالقرعتین میں، جسکو نبض متداخل بھی کہا جاتا ہے۔ اگرچہ دو ٹھوکریں محسوس ہوتی ہیں، مگر یہ دو ٹھوکریں دراصل دو نبضات نہیں ہیں؛ کیونکہ دونوں ٹھوکروں کے درمیان میں جو زمانہ ہوتا ہے، وہ اتنا تھوڑا ہوتا ہے کہ اتنی تھوڑی مدت میں حرکت انقباضی، اور حرکت انقباضی کے بعد حرکت انبساطی واقع نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ دو نبضات کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک ٹھوکر کے ختم ہونے کے بعد شریان میں انقباض واقع ہو، اور اس کے بعد پھر دوسرا انبساط نمودار ہو۔ اور ان دونوں متضاد حرکات کے درمیان — انقباض و انبساط کے درمیان — ایک سکون ہو۔ بلکہ یہاں اتنا تھوڑا زمانہ ہوتا ہے کہ اس میں محض دو قرعات پیدا ہو جاتے ہیں؛ اور بس۔ (خلاصہ قول آملی و گیلانی) +

اس کے بعد شیخ ان کے استدلال کی مزید تردید اس طرح کرتے ہیں کہ: "اگر دو نبضات کے لئے محض یہی کافی ہے کہ دو ٹھوکروں کا احساس ہو، تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ نبض منقطع عائد میں بھی دو نبضات ہوں۔ کیونکہ اس میں حرکت انبساطی درمیان میں کٹ جاتی ہے، اور پھر خفیف وقفہ دیکر نمودار ہوتی ہے: الغرض انقطاع انبساط کی وجہ سے یقیناً دو قرعے محسوس ہوا کرتے ہیں۔ حالانکہ اس پر سارے اطبا متفق ہیں کہ اس میں نبضہ ایک ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ شیخ فرماتے ہیں:

وليس كل ما يحس منه قرعتان يجب ان يكون نبضتين والا لكان المنقطع الانبساط العائد نبضتين

اور یہ کوئی ضروری امر نہیں ہے کہ جب کبھی قرعات دو محسوس ہوں، تو نبضات بھی دو ہی ہوں۔ ورنہ جس نبض کا انبساط بیچ میں سے کٹ جاتا، اور کٹنے کے بعد پھر اعادہ کرتا ہے (جسکو "نبض منقطع" کہا جاتا ہے، جیسا کہ پچھلے بیانات میں اس کی وضاحت گذر چکی ہے)، اسکے اندر دو نبضات ماننے پڑیں (حالانکہ سب لوگ اسے ایک ہی نبضہ قرار دیتے ہیں)۔

وانما يجب ان يعد نبضتين اذا

ہاں دو نبضات اسی وقت شمار کئے جا سکتے ہیں جبکہ

ابتدأ وانبسط ثم عاد الی العمق منقبضًا ثم صار مرۃ اخری منبسطا — ایک انبساط پہلے ہو، اس کے بعد انقباضی حرکت کے ساتھ وہ گہرائی کی طرف لوٹے، اور اس کے بعد پھر اس میں دوسرا انبساط لاحق ہو +

بعض لوگ کہتے ہیں کہ "اس بارہ میں محض لفظی نزاع ہے؛ کیونکہ اگر نبضہ کے لئے یہ ضروری ہو کہ اس کا انبساط کامل ہو، تو اس نبض میں دو نبضے نہ ہونگے، کیونکہ وہ پورے انبساط نہیں ہوتے ہیں؛ اور اگر اس میں انبساط کے کامل ہونے کی شرط نہ لگائیں، تو یہ دو نبضے ہونگے"

جالینوس کا قول کتاب "نبض کبیر" میں ہے: "اس مسئلہ کے اختلاف کا مدار اس امر پہ ہے کہ آیا انقباض محسوس ہوتا ہے، یا نہیں۔ چنانچہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ انقباض محسوس نہیں ہوا کرتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ دو نبضات ہیں؛ اس لئے کہ نبضہ ان کے نزدیک دو چیزوں سے مرکب ہے: ایک ٹھوکر، اور ایک سکون سے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ پہلی ٹھوکر کے بعد نبض مطرقی میں ایک خفیف سا سکون لازمی طور پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے بعد ایک نمایاں ٹھوکر لگتی ہے۔ اور جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ انقباض محسوس ہوا کرتا ہے، وہ اسے ایک نبضہ قرار دیتے ہیں"

پھر بتایا ہے کہ نبض مطرقی میں دو ٹھوکریں اس طرح لگتی ہیں، جس طرح سندان (اہرن) پر ہتھوڑی کے مارنے سے ایک دوسری ٹھوکر خود بخود لگا کرتی ہے، حالانکہ مارنے والے کا ارادہ اس میں دخیل نہیں ہوتا ہے۔

ومنہ ذوالفترۃ والواقع فی الوسط المذکوران — (۱۰-۹) **ذوالفترہ** اور **واقع فی الوسط**، جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے +

پہلی نبض ضعیف اور متفاوت ہوتی ہے، اور دوسری قوی اور متواتر۔ نبض ذوالفترہ میں چونکہ قوت ضعیف ہوتی ہے، اس لئے سکون کے ساتھ دوسرا سکون اور بھی مل جاتا ہے، اس وجہ سے جب حرکت کی توقع ہوتی ہے، تو وہاں سکون ہوتا ہے۔ اور واقع فی الوسط میں اس کے برعکس چونکہ قوت قوی ہوتی ہے، اس لئے جب سکون کی توقع ہوتی ہے، تو وہاں قبل از وقت حرکت نمودار ہو جاتی ہے +

والفرق بین الواقع فی الوسط وبین الغزالی ان الغزالی یلحق فیہ الثانیۃ قبل انقضاء الاولی واما الواقع فی الوسط — **واقع فی الوسط اور غزالی کا فرق** — نبض واقع فی الوسط اور نبض غزالی میں فرق یہ ہے کہ نبض غزالی میں دوسرا قرعہ پہلے قرعہ کے ختم ہونے سے پہلے واقع ہوتا ہے، اور واقع فی الوسط میں دوسری حرکت کا قرعہ جو واقع ہوتا ہے، وہ سکون

فيكون النبضة الطارئة فيه في زمان السكون وانقضاء القرعة الاولى

کے زمانہ میں، اور پہلے قرعہ کے ختم ہونے کے بعد لاحق ہوا کرتا ہے +

اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ نبض غزالی میں ایک ہی انبساط کے اجزاء بلحاظ سرعت اور بطوء کے مختلف ہوتے ہیں۔ یعنی ایک ہی انبساط کا پہلا حصہ بطی ہوتا ہے، اور اس کے بعد، قبل اس کے کہ وہ پورے طور پر ختم ہولے، اسی انبساط کا دوسرا حصہ سریع ہوجاتا ہے۔ الغرض اس نبض میں ایک ہی انبساط کے دو اجزاء بلحاظ سرعت و بطوء کے مختلف ہوتے ہیں۔ برعکس اسکے نبض واقع فی الوسط میں دو ٹھوکریں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ دوسری ٹھوکر پہلی ٹھوکر کے پورے طور پر ختم ہونیکے بعد سکون کے زمانہ میں لاحق ہوتی ہے، جبکہ پہلی حرکت پورے طور پر تمام ہوچکی ہوتی ہے۔ گیلانی +

ومن هذه الابواب النبض المتشنج والمرتعش والملتوى الذى كانه خيط يلتوى وينفتل

(۱۱-۱۲-۱۳) انہی اقسام میں سے (یعنی نبض کی ان مرکب اقسام میں سے، جن کے مخصوص نام مقرر ہیں) **نبض مُتَشَنِّج** (جھٹکے دار)، **نبض مُرتَعِش** (کانپنے والی نبض) اور **نبض مُلتَوِی** (بل کھانے والی) ہیں۔ نبض ملتوی اُس ڈورے کے مانند ہوتی ہے، جو بل کھا رہا ہو اور بٹا جا رہا ہو +

"نبض متشنج" کو تشنجی حرکات سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی اس نبض میں تشنجی حرکات کی طرح بار بار جھٹکے سے محسوس ہوتے ہیں۔ اور "نبض مرتعش" کو ارتعاشی حرکات سے تشبیہ دیگئی ہے۔ یعنی اس نبض میں ایک قسم کی کپکپی سی محسوس ہوتی ہے +

وهي من باب الاختلاف في التقدم والتاخر والوضع والعرض

نبض کی ان تینوں قسموں میں تقدم و تأخر کا اختلاف، وضع کا اختلاف، اور عرض کا اختلاف پایا جاتا ہے +

یعنی ان میں بعض اجزاء پہلے حرکت کرتے ہیں، اور بعض پیچھے؛ بعض اجزاء بلحاظ وضع کے بلند ہوتے ہیں اور بعض پست، وعلیٰ ہذا اختلاف وضع کی اور بہت سی صورتیں نکل سکتی ہیں؛ اسی طرح بلحاظ عرض کے بعض اجزاء چوڑے ہوتے ہیں، اور بعض تنگ +

والمتوتر جنس من جملة الملتوى يشبه المرتعد الا ان الانبساط في المتوتر اخفى و لكن ذلك الخروج عن الاستواء

(۱۴) **نبض مُتَوَتِّر** نبض ملتوی کے اقسام میں سے ایک قسم ہے، جو نبض مرتعد (نبض مرتعش) کے مشابہ ہوتی ہے۔ یعنی نبض متوتر انگلیوں کے نیچے اُس ڈورے کے مانند محسوس ہوتی ہے، جیسے ایک طرف سے کھینچ لیا جائے؛ اور

الوضع فی الشھوق فی المتو تر اخفی واما التمدد فھو فی المتو تر واضح وربما کان المیل فیہ الی جانب واحد فقط	ڈورا اس کھنچاوٹ سے کھنچکر تن جائے)۔ لیکن فرق اسقدر ہے کہ نبض متوتر میں (بمقابلہ ملتوی کے) حرکت انبساطی ذرا کم نمایاں ہوتی ہے! اسی طرح (نبض ملتوی میں بلندی و پستی کے لحاظ سے وضع کی ناہمواری اگر زیادہ نمایاں ہوتی ہے، تو) نبض متوتر میں وضع کی ناہمواری مقابلۃً کم نمایاں ہوتی ہے۔ رہا تناؤ یا کھنچاوٹ، تو وہ نبض متوتر میں واضح اور نمایاں ہوتی ہے (اسی وجہ سے اسکا نام "مُتَوَتِّر" رکھا گیا ہے۔ توتر۔ تن جانا)۔ نبض متوتر میں (تناؤ یا کھنچاؤ کا) میلان گاہے محض ایک ہی جانب ہوتا ہے (اور گاہے دونوں جانب)۔

خلاصہ یہ ہے کہ چاروں انگلیاں جب نبض پر رکھی جاتی ہیں، تو نبض کے متوتر ہونے کی صورت میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شریان ایک طرف سے، یا دونوں طرف سے کھنچ رہی ہے، جس طرح کسی ڈورے کو پکڑ کر ایک طرف سے کھینچ لیا جائے، جس سے وہ تن جائے +

واکثر ما یعرض امثال المتوتر والملتوی والمائل الی جانب واحد انما یعرض فی الامراض الیابستہ	متوتر اور ملتوی جیسی نبضیں اور جو نبض ایک طرف سے کھنچ جایا کرتی ہے (جو دراصل متوتر کی ایک قسم ہے) محض امراض یابسہ میں لاحق ہوا کرتی ہیں (کیونکہ یبوست سے اسی قسم کی چیزیں پیدا ہوسکتی ہیں) +
ومن مرکبات النبض اصناف تکاد لاتتناھی ولا اسماء لھا	نبض مرکب کی اور بھی تقریبًا غیر محدود قسمیں ہیں، جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا، اور نہ اُن کے لئے نام مقرر ہیں +

الفصل الرابع فی الطبیعی من اصناف النبض　فصل (۴) نبض کی قسموں میں سے طبعی نبض کون سی ہے ؟

کل واحد من الاجناس المذکورة التی تقتضی تفاوتا فی زیادة ونقصان فالطبیعی منھا ھو المعتدل الا القوی، فان الطبیعی فیہ	نبض کی اجناس مذکورہ (اجناس عشرہ) میں سے جن جنسوں میں کمی وزیادتی کے لحاظ سے اختلاف نکل سکتا ہے (اور وہ محض سات جنسیں ہیں) ان جنسوں میں طبعی نبض وہی ہوگی، جو ان میں معتدل ہوگی۔ اس حکم سے محض نبض قوی

هوالزائد — مستثنیٰ ہے، کیونکہ اس لحاظ سے طبعی نبض وہی ہوگی جس میں قوت زائد ہو (نہ کہ ضعف و قوت کے لحاظ سے جو معتدل ہو)۔

اجناس عشرہ میں سے صرف تین جنسوں میں زیادتی و کمی کے لحاظ سے بیچ کا درجہ نہیں نکل سکتا ہے: جنس استوار و اختلاف، جنس نظام و عدم نظام، اور جنس وزن۔ باقی سات جنسوں میں بیچ کا درجہ، یعنے درجۂ اعتدال نکل سکتا ہے۔ چنانچہ ان ساتوں جنسوں میں نبض معتدل ہی "طبعی" کہلائیگی۔ ہاں جنس قرع کے لحاظ سے قوت و ضعف کے درمیان میں جو بیچ کا درجہ نکلتا ہے، اسے نبض طبعی نہیں کہا جا سکتا، بلکہ نبض میں قوت جسقدر زیادہ ہوگی، اسی کو "طبعی" کہا جائیگا۔

مگر جالینوس اس بارہ میں اختلاف رائے رکھتا ہے، وہ اس جنس کے اعتبار سے بھی درمیانی حالت کو "طبعی نبض" شمار کرتا ہے، چنانچہ غصہ، شدتِ درد، اور بخار وغیرہ کی حالت میں نبض یقیناً بہت زیادہ قوی ہو جایا کرتی ہے، اور یہ سب غیر طبعی صورتیں ہیں۔ اس لئے ایسی نبض کو طبعی کسی طرح نہیں کہا جا سکتا۔

اگرچہ علامۂ گیلانی نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے کہ "یہ باتیں عوارض کے قبیلے سے ہیں، جن سے قطع نظر کرنی چاہیئے"، حالانکہ یہ جواب قابل غور ہے۔

وان کان شئ من الاصناف الاخری انما ازداد تابعًا للزیادة فی القوة فصار اعظم مثلاً فهو طبیعی لاجل القوی

اور اگر ان (ساتوں) اصناف میں سے بعض قسمیں ایسی ہوں کہ اُن میں زیادتی قوت کی زیادتی کی وجہ سے آیا کرتی ہو، مثلاً نبض عظیم (جس میں عظم محض قوت ہی کی زیادتی سے ممکن ہے)، تو وہ بھی قوی ہونے کی وجہ سے "طبعی" کہلائیگی (نہ کہ زیادتی کی وجہ سے اسے غیر طبعی کہا جائیگا، جیسا کہ مذکورہ بالا بیان کا مفہوم تھا)۔

واما الاجناس التی لا تحتمل الازدیاد ولا النقص فان الطبیعی منها هوالمستوی والمنتظم وجید الوزن

رہیں اجناس (عشرہ) میں سے وہ جنسیں، جن میں زیادتی اور کمی کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا (اور اس لئے ان میں بیچ کا درجہ نکل ہی نہیں سکتا) ان جنسوں میں طبعی نبضیں یہ تینوں ہیں: مستوی، منتظم، اور جید الوزن۔

جنس استوار و اختلاف میں ظاہر ہے کہ نبض مستوی ہی طبعی کہلا سکتی ہے؛ اسی طرح جنس وزن میں بمقابلہ ردی الوزن کے جید الوزن ہی طبعی کہلا سکتی ہے۔ مگر نبض منتظم کے بارہ میں یہ جھگڑا ہے کہ جب یہ نبض مختلف کی ایک قسم ہے، تو اسے طبعی کیسے کہا جا سکتا ہے؟ مگر اسکا جواب شارحین نے یہ دیا ہے کہ "طبعی"

سے مراد یہ ہے کہ اس جنس میں اس سے بہتر دوسری نبض نہ ہو؛ اور یہ ظاہر ہے کہ جنس نظام میں اگر مقابلۃً دیکھا جائے، تو نبض غیر منتظم سے بہتر نبض منتظم ہوگی؛ کیونکہ اختلاف پیدا کرنے والا اسباب نبض غیر منتظم میں زیادہ قوی ہوتا ہے +

الفصل الخامس فی اسباب انواع النبض المذکورۃ فصل (۵) نبض کے مذکورہ اقسام کے اسباب

نبض کی جتنی قسمیں ابتک بیان کی گئی ہیں، اس فصل میں ان کے کلیاتِ اسباب بتائے جائینگے کہ کون سی کس وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ الغرض گزشتہ فصلوں میں اگر نبض کی قسمیں بیان کی گئی ہیں، تو اس فصل میں ان قسموں کے اسباب بیان کئے گئے ہیں +

اسباب النبض منہا اسباب عامۃ ضروریۃ ذاتیۃ داخلۃ فی تقویم النبض وتسمی الماسکۃ

نبض کے اسباب دو قسم کے ہیں: (۱) بعض اسباب تو ایسے عام، ضروری اور ذاتی ہیں۔ جو تقویم نبض میں (نبض کے بنانے میں) داخل ہیں (یعنے یہ اسباب وہ ہیں کہ کوئی نبض ان سے جدا نہیں ہو سکتی، اور نہ کوئی نبض ان کے بدون پیدا ہو سکتی ہے)۔ ان اسباب کو نبض کے لئے **اسباب ماسکہ** کہا جاتا ہے (کیونکہ یہ اسباب نبض کے وجود کو روکے تھامے رہتے ہیں۔ "امساک" روکنا، تھامنا)۔

ومنہا اسباب غیر داخلۃ فی تقویم النبض

(۲) بعض اسباب (ان کے برعکس) وہ ہیں جو تقویم نبض میں (نبض کے بنانے میں) داخل نہیں ہیں (یعنی یہ اسباب نہ ضروری ہیں، نہ عام ہیں، اور نہ ذاتی ہیں، کہ ان کا وجود نبض سے جدا نہ ہو سکے؛ بلکہ یہ اسباب وہ ہیں جو نبض میں تغیرات کے موجب ہوتے ہیں۔ انکو اسباب **غیر مُقَوِّمَہ** کہا جاتا ہے) +

فمنہا لازمۃ مغیرۃ بتغیرہا لاحکام النبض وتسمی الاسباب اللازمۃ

پھر ان اسباب (غیر مقومہ) کی دو قسمیں ہیں: (۱) بعض اسباب تو ایسے لازم اور ضروری ہیں۔ جو اپنے تغیرات سے نبض کے احکام میں تغیرات پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ ان کو **اسباب لازمہ** کہا جاتا ہے۔

ومنہا اسباب غیر لازمۃ وتسمی المغیرۃ علی الاطلاق	(۳) بعض اسباب ایسے لازم اور ضروری نہیں ہیں، ان کو بلا قید، محض اسباب مُغَیِّرَہ کہا جاتا ہے +

اسباب لازمہ کی مثال ستہ ضروریہ، مثلاً کھانا، پینا، ہوا، حرکت بدنی ونفسانی، نیند وبیداری وغیرہ اور مثلاً وہ چیزیں جو زندگی سے وابستہ ہیں، مثلاً حمام، غسل، ریاضت وغیرہ، اور اسباب مغیرہ کی مثال امراض اور غیر طبعی کیفیات ہیں +

والاسباب الماسکۃ ثلثۃ القوۃ الحیوانیۃ المحرکۃ للنبض التی فی القلب وقد عرفتہا فی باب القوی الحیوانیۃ	چنانچہ **نبض کے اسباب ماسکہ** (جنپر نبض کا وجود موقوف ہے) تین ہیں: (۱) قلب کی قوت حیوانیہ جو تحریک نبض کی باعث ہے۔ اس کا علم تمہیں "قوائے حیوانیہ" کے باب میں ہوچکا ہے +
والثانی الآلۃ وھی العرق النابض وقد عرفتہ فی ذکر الاعضاء	(۲) آلہ نبض، یعنی تڑپنے والی رگ (جسکو شریان کہا جاتا ہے)۔ اس کا علم تمہیں اعضاء کے ذکر میں حاصل ہوچکا ہے +
والثالث الحاجۃ الی التطفیۃ وھو المستدعی لمقدار معلوم من التطفیۃ ویتحدد باز اء حال الحرارۃ فی اشتعالھا اوطفوئھا او اعتدالھا	(۳) حاجت تَطْفِئَہ (بدنی حرارت کو بجھانے، یعنے کم کرنے کی ضرورت۔ نیز علاوہ حاجتِ تطفئہ کے تمام وہ حاجتیں، جو حرکتِ قلب اور تحریک شرائین سے وابستہ ہیں)۔ یہی تیسری چیز ہے، جو تطفئہ وتعدیل کا ایک اندازہ مقرر کرتی ہے (یعنی مختلف حالات کے لحاظ سے، اور مختلف اوقات میں تطفئہ اور تعدیل کی مقدار حاجت کم وبیش ہوا کرتی ہے)، اور یہ اندازہ حرارت کے اندازہ کے مطابق ہوتا ہے (یا یا حرارت میں اشتعال ہے، یا وہ بجھی ہوئی ہے (اعتدال سے کم ہے) یا وہ اوسط درجہ پر ہے +
وھذہ الاسباب الماسکۃ تتغیر افعالھا بحسب مایقترن بھا من الاسباب اللازمۃ او المغیرۃ علی الاطلاق	یہ جاننا چاہئے کہ ان تینوں کے افعال میں اُس وقت تک کوئی تغیر اور تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ جب تک ان کے ساتھ "اسباب لازمہ" میں سے یا "اسباب مغیرہ مطلقہ" میں سے کوئی سبب ان کے ساتھ شریک نہ ہوجائے +

یعنی مذکورہ بالا تینوں اسباب اُس وقت تک اپنی طبعی رفتار پر جاری رہتے ہیں، جب تک

ان کے ساتھ اسباب مغیرہ میں سے کوئی سبب مغیر شریک ہو کر ان میں کسی قسم کا تغیر نہ پیدا کر دے ؛ خواہ یہ اسباب مغیرہ لازمہ کے قبیلے سے ہوں ، یا غیر لازمہ کے قبیلے سے ، جنکو "بلا قید مغیرہ" کہا جاتا ہے +

الفصل السادس فی موجبات الاسباب الماسکۃ وحدہا فصل (۶) محض اسباب ماسکہ کے احکام و آثار

اس فصل میں نبض کے اسباب ماسکہ ذاتیہ کے احکام بتائے گئے ہیں۔ رہے اسباب لازمہ اور مغیرہ کے احکام ، انکا ذکر دوسری فصلوں میں آنے والا ہے۔

اذا کانت الآلۃ مطاوعۃ بلینہا والقوۃ قویۃ والحاجۃ الی التطفیۃ شدیدۃ کان النبض عظیماً

جب آلۂ نبض نرم ہونے کی وجہ سے (پھیلنے سکڑنے کے لئے) تابع فرمان ہوتا ہے ، قوتِ قلب قوی ہوتی ہے ، اور حاجتِ تطفیہ و تعدیل شدید ہوتی ہے ، تو ایسی حالت میں نبض عظیم ہو جاتی ہے +

والحاجۃ اعون الثلثۃ علی ذلک

ان تینوں اسباب میں سے عظمِ نبض کے لئے سب سے زیادہ اہمیت حاجت کو ہے +

کیونکہ اگر حاجت شدید نہ ہو ، تو خواہ قوت قوی ہو ، اور آلۂ نبض نرم ہو ، طبیعت ، جو کہ نبض کے لئے حقیقی علت و سبب ہے ، ہرگز تعظیمِ نبض کی طرف متوجہ نہ ہوگی۔ اور جب حاجت شدید ہوتی ہے ، تو طبیعت بہ امداد قوت و آلہ تعظیم نبض کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ الغرض نبض کی حقیقی باعث اور فاعل قوت یا آلہ نہیں ہے بلکہ طبیعت ہے ، اور طبیعت کو اس طرف متوجہ کرنے والی چیز "حاجت" ہے۔ اس لئے تعظیم نبض میں سب سے زیادہ اہمیت اسی کو حاصل ہوئی۔ گیلانی +

فان کانت القوۃ ضعیفۃ یتبعہا صغر النبض لا محالۃ فان کانت الآلۃ صلبۃ مع ذلک والحاجۃ یسیرۃ کان اصغر

لیکن اگر قوت ضعیف ہوتی ہے ، تو نبض لازمی طور پر صغیر ہو جاتی ہے۔ اور اگر باوجود ضعفِ قوت کے آلہ سخت ہوتا ہے ، اور حاجت قلیل ہوتی ہے ، تو نبض اور بھی زیادہ صغیر ہو جاتی ہے +

والصلابۃ قد تفعل الصغر ایضاً الا ان الصغر الذی سببہ الصلابۃ ینفصل عن الصغر الذی سببہ الضعف بانہ یکون صلباً ولا

آلہ کی صلابت بھی اگرچہ نبض میں صغر پیدا کر دیتی ہے لیکن اس صغر میں ، جو صلابت آلہ کی وجہ سے ہے۔ اور اس صغر میں ، جو ضعفِ قوت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ، یہ فرق ہے کہ صلابت کی صورت میں نبض سخت ہوا کرتی ہے ، اور ضعیف

یکون ضعیفا فلا یکون فی القصر والانخفاض مفرطا کما یکون عند ضعف القوۃ

نہیں ہوتی، اور نہ بہت زیادہ قصیر اور دبی ہوئی ہوتی ہے، جیسا کہ ضعفِ قوت کے وقت ہوا کرتا ہے۔

یعنی ضعفِ قوت کے وقت نبض صغیر میں سختی نہیں ہوتی، ضعف ہوتا ہے، اور نسبتہً زیادہ قصیر اور اور منخفض ہوتی ہے۔

وقلة الحاجة ایضا تفعل الصغر ولکن لا یکون هناک ضعف

علیٰ ہذا قلتِ حاجت کی وجہ سے (جبکہ قوت اور آلہ اعتدالی حالت پر ہوں) نبض میں صغر پیدا ہوا کرتا ہے؛ لیکن ایسی صورت میں نبض کے اندر ضعف نہیں ہوتا ہے۔

ولا شیء من هذه الثلثة یوجب الصغر بمبلغ ایجاب الضعف

لیکن ان تینوں چیزوں میں سے جتنا اثر صغر پیدا کرنے میں ضعف کو حاصل ہے، اُتنا کسی کو حاصل نہیں ہے۔

وصغر الصلابة مع القوة ازید من صغر عدم الحاجة مع القوة لان القوة مع عدم الحاجة لا تنقص من المعتدل شیئا کثیرا اذ لا مانع له عن البسط وانما یمیل الی ترک زیادة علی الاعتدال کثیرة لا حاجة الیها

جب شریان میں صلابت ہو، اور اس کے ساتھ قوت بھی قوی ہو، تو اس حالت میں نبض کے اندر جو صغر پیدا ہوگا وہ اُس صغر سے زیادہ ہوگا، جو کہ قلتِ حاجت کے ساتھ قوت کے قوی ہونے کی صورت میں پیدا ہوگا؛ کیونکہ قلبی قوت جب قوی ہوتی ہے، تو باوجود کمی حاجت کے تحریک نبض میں (شریان کے پھیلانے میں) اعتدال سے بہت زیادہ کمی نہیں کیا کرتی ہے (بمقابلہ اعتدالی حالت کے بہت زیادہ کوتاہی نہیں کرتی ہے)، اس لئے کہ اس وقت کوئی ایسی چیز تو ہوتی نہیں جو شریان کو پھیلانے سے روک دے (اسکے برعکس جب صلابت موجود ہوتی ہے، تو وہ شریان کو پھیلانے سے باز رکھتی ہے)۔ ہاں البتہ ایسی صورت میں بلا ضرورت تحریک نبض میں بہت زیادہ افراط سے بھی کام نہیں لیتی ہے۔

فان کانت الحاجة شدیدة والقوة قویة والآلة غیر مطاوعة لصلابتها للعظم فلا بد من ان یصیر سریعا

لیکن جب حاجت شدید ہوتی ہے، قوت قوی ہوتی ہے، اور آلہ یعنی شریان اپنی صلابت کی وجہ سے عظیم ہونے کے قابل نہیں ہوتی، تو اس صورت میں نبض چارو ناچار سریع

لیتدارك بالسرعة ما یفوت من العظم

ہو جاتی ہے، تاکہ عظم کی کمی ونقدان کا تدارک سرعت کے ذریعہ ہوجائے +

وان کانت القوة ضعیفة فلم یتأت لا تعظیم النبض ولا احداث السرعة فیه فلا بد من ان یصیر متواترًا لیتدارك بالتواتر ما فات من العظم والسرعة فیقوم المرار الکثیرة مقام مرة واحدة کانیة عظیمة او مرتین سریعتین

لیکن جب قوت ضعیف ہوتی ہے، تو نہ نبض میں عظم ہی پیدا ہو سکتا ہے، اور نہ سرعت ہی۔ ایسی صورت میں اسے چارونا چار "متواتر" ہونا پڑتا ہے؛ تاکہ عظم اور سرعت کے نقدان کا تدارک تواتر کے ذریعہ ہوجائے؛ اور ایک بھرپور اور بڑی باری (نبضۂ عظیمہ کافیہ) کے قائم مقام یا دو تیز رفتار باریوں (نبضات سریعہ) کے قائم مقام چند باریاں ہو جائیں (جو نہ بھرپور ہوں، اور نہ تیز رفتار ہوں، بلکہ ان کے درمیان وقفے کم ہوں، جو تواتر کے معنے ہیں) +

یعنی جب قوت ضعیف ہوا کرتی ہے، تو وہ نبض میں عظم اور چال میں سرعت پیدا کرنے سے عاجز ہوتی ہے، ایسی صورت میں نبض متواتر ہو جاتی ہے، یعنی قرعات کے درمیان سکون کے زمانہ کو کم کر دیتی ہے۔ تاکہ متعدد قرعات ایک بڑی ٹھوکر کے قائم مقام ہو سکیں، یا دو تیز ٹھوکروں کے قائم مقام چند ٹھوکریں ہو سکیں۔ کیونکہ جب قوت ناکافی ہے، اور وہ نبض کی حرکت میں تیزی نہیں پیدا کر سکتی، درانحالیکہ کام کسی نہ کسی طرح پورا کرنا ہے، تو طبیعت پہلے جتنا وقفہ کیا کرتی تھی، اب مجبورًا وقفہ چھوڑ دیگی، تاکہ تیزی کے کھو جانے سے کام میں جو کمی آئی ہے، اس کا کسی حد تک وقفہ کم کرنے سے تدارک ہوجائے +

وقد یشبه هذا حال المحتاج الی حمل شیء ثقیل فانه ان کان یقوی علی حمله جملة فعل والا قسمه بنصفین واستعجل والا قسمه اقساما کثیرة فیحمل کل قسم کما یقدر علیه بتؤدة او عجلة ثم لا یریث بین کل نقلتین وان کان بطیئًا فیهما اللهم الا

ضعف اور مجبوری کی یہ صورت اُس شخص کی حالت کے مانند ہے، جسے کوئی بھاری بوجھ لیجانا ہے۔ چنانچہ اگر وہ سارے بوجھ کے ایک ہی مرتبہ اُٹھا کر لیجانے پر قادر ہوتا ہے، تو وہ اسی طرح کرتا ہے (اور سارے بوجھ کو ایک ہی مرتبہ اُٹھا کر بلا خیال عجلت لیجاتا ہے)؛ ورنہ وہ اس بوجھ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا، اور منزل مقصود تک پہونچانے میں عجلت کرتا ہے (تاکہ قریب قریب اُسی وقت میں وہ دو کھیپ ڈھو سکے، جتنے وقت میں وہ اطمینان کے ساتھ ایک

ان يكون فی غاية الضعف فلريث وينقل بكلا وليعود ببطوء	بھاری کھیپ لیجاتا)؛ اور اگر وہ ناتوانی سے اسپر بھی قادر نہیں ہوتا، تو وہ اس بوجھ کو متعدد حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے اور ہر کھیپ کو اپنی قدرت کے مطابق سُستی کے ساتھ یا چستی کے ساتھ ڈھوتا ہے۔ اور ہر دو کھیپ کے درمیانی زمانہ میں زیادہ وقفہ نہیں کرتا ہے، خواہ اس کی نقل وحرکت کی چال (ضعف کی وجہ سے) سُست ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں اگر اُسکی ناتوانی غایت درجہ کو پہونچ چکی ہو، تو وہ غریب زیادہ وقفہ کرنے پر بھی مجبور رہوگا۔ بوجھ بھی بڑی کاوش سے ڈھوئیگا، اور اسکی واپسی بھی بعجلت نہ ہوسکیگی ۔
فان كانت القوة قوية والآلة مطاوعة لكن الحاجة شديدة اكثر من الشدة المعتدلة فان القوة تزيد مع العظم سرعة وان كانت الحاجة اشد فعلت مع العظم والسرعة التواتر	جب قوت قوی ہوتی ہے، اور آلہ (اپنی نرمی کی وجہ سے) تابع فرمان ہوتا ہے، اور حاجت معمولی شدید ہونے کی بجائے بہت زیادہ شدید ہوتی ہے، تو عظم کے ساتھ قلبی قوت سرعت کا بھی اضافہ کر دیتی ہے (یعنی ایسی صورت میں نبض کے اندر باوجود عظم کے سرعت بھی پیدا ہو جاتی ہے) اور جب حاجت اس سے بھی شدید تر ہوتی ہے، تو عظم اور سرعت کے علاوہ نبض میں تواتر بھی پیدا ہو جاتا ہے ۔
والطول يفعله اما بالحقيقة فاسباب العظم اذا منع مانع عن الاستعراض والشهوق كصلابة الآلة مثلاً المانعة عن الاستعراض وكثافة اللحم والجلد المانعة عن الشهوق	طول نبض (طول نبض کے اسباب دو قسم کے ہیں: حقیقی اور غیر حقیقی یا کاذب) (۱) جو اسباب حقیقت میں طول پیدا کر سکتے ہیں، وہ اسباب بعینہ وہی ہیں جو نبض میں عظم کے باعث ہوتے ہیں، بشرطیکہ جب کوئی بات اس قسم کی پیدا ہو جاتی ہے جو نبض کو عریض اور بلند ہونے سے باز رکھتی ہے، شلاً شریان میں صلابت کا ہونا، جو نبض کو عریض ہونے نہیں دیتا، اور مثلاً گوشت اور جلد کا کثیف ہونا، جو نبض کو بلند ہونے سے باز رکھتا ہے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب حاجت شدید ہوتی ہے، قوت قوی ہوتی ہے، اور آلہ نرم ہوتا ہے، تو نبض عظیم

ہو جایا کرتی ہے، یعنی شریان کے تینوں اقطار بڑھ جاتے ہیں، لیکن جب آلہ نرم ہو، اور باقی ساری باتیں بدستور رہیں، تو چونکہ نبض کی چوڑائی اور بلندی نہ بڑھ سکیگی، اس لئے اسکا اثر طول پر پڑیگا، اور نبض پہلے سے زیادہ طویل ہو جائیگی۔ کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کسی نالی میں پچکاری سے کوئی سیال زور سے بھرا جاتا ہے، تو وہ زیادہ دراز ہو جاتی اور پھیل جاتی ہے۔ پھر اگر کوئی امر مانع ہو، اور وہ نالی عرض میں نہ پھیل سکے، تو اسکا اثر لازماً اسکے طول پر پڑیگا، اور وہ پہلے سے زیادہ لمبی ہو جائیگی؛ جیساکہ ربر کے نابیب میں اس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے +

واَمّا بالعرض فقد یعین علیہ الھزال

اور جو اسباب بالعرض (غیر حقیقی طور پر) طول میں اثر کرتے ہیں، تو ان کی ایک مثال لاغری ہے (لاغری کی وجہ سے شریان انگلیوں کے نیچے دور تک محسوس ہوا کرتی ہے۔ حقیقت میں لاغری کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو شریان کے طول میں اضافہ کردے) +

والعرض یفعلہ اما خلاء العروق فیمیل الطبقۃ العالیۃ علی السافلۃ فیستعرض اوشدۃ لین الاٰلۃ

عرض نبض نبض کے عرض بڑھانے میں دو باتیں مؤثر ہیں: (۱) رگوں کا خالی ہونا (ان کے اندر خون کا کم بھرا ہونا)، جس سے شریان کا بالائی طبقہ زیرین طبقہ پر پڑ جاتا ہے، اور چوڑی ہو جاتی ہے (بالائی طبقہ جب زیرین طبقہ پر پڑ جاتا ہے، تو شریان گول ہونے کی بجائے چپٹی اور چوڑی ہو جایا کرتی ہے؛ بشرطیکہ شریانوں کی قوت انقباضیہ بھی کمزور ہو (۲) شریان کا بہت زیادہ نرم ہونا جو عام طور پر اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ شریانوں کی قوت انقباضیہ بہت ہی زیادہ کمزور ہو جاتی ہے) +

والتواتر سببہ ضعف اوکثرۃ حاجۃ لحرارۃ

تواتر اور تفاوت تواتر نبض کے اسباب دو ہیں۔ (۱) ضعف (قوت قلبی کی کمزوری)، یا (۲) حرارت کی زیادتی کی وجہ سے حاجت ترویح کی زیادتی +

والتفاوت سببہ قوۃ قد بلغت الحاجۃ فی العظم او نبرد

تفاوت کے اسباب متعدد ہیں: (۱) قوت کا استقدر کافی ہونا کہ وہ نبض میں عظم پیدا کرکے حاجت ترویح کو

شدید قلل من الحاجة او غایة من سقوط القوة و مشارفة علی الهلاك

پورا کرے (اور اطمینان و استراحت اور سکون و وقفہ سے کام کرے۔ یہی معنے تفاوت کے ہیں)۔ (۲) برودت کا اسقدر شدید ہونا کہ وہ ترویح کی حاجت ہی کو کم کر دے۔ (ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ وقفہ زیادہ ہوگا)۔ (۳) قوت کا بنہایت نڈھال ہونا۔ اور موت کا قریب ہونا (جس میں قوت غایتِ ناتوانی کی وجہ سے ٹھہر ٹھہر کر حرکت کرنے پر قادر ہوتی ہے) +

واسباب ضعف النبض من المغیرات الهمّ والارق و الاستفراغ والنحول والخلط الردی والریاضة المفرطة وحرکات الاخلاط وملاقاتها لاعضاء شدیدة الحس او مجاورة للقلب وجمیع ما یحلل

ضعفِ نبض مغیراتِ نبض میں سے جو اسباب نبض کے اندر ضعف پیدا کر سکتے ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔ (۱) فکر کی زیادتی (ہموم وغموم کی کثرت)۔ (۲) بیداری کی زیادتی۔ (۳) استفراغ (خواہ مواد فاسدہ خارج ہوں خواہ مواد صالحہ)۔ (۴) لاغری بدن (کیونکہ بدن اسی وقت لاغر ہوتا ہے، جبکہ تغذیہ کم ہو جاتا ہے، جس سے ارواح کم ہو جاتے، اور قُویٰ ضعیف ہو جاتے ہیں)۔ (۵) اخلاط ردیہ (جو قوائے بدنیہ کو ضعیف کر دیتے ہیں)۔ (۶) ریاضت کی کثرت (جو انجام کار قوتِ قلبیہ کو کمزور کر دیتی ہے)۔ (۷) اخلاط کا حرکت و ہیجان میں آنا، اور شدید الحس اعضاء سے، یا قلب کے آس پاس کے اعضاء سے انکا ملاقی ہونا۔ (۸) تمام وہ چیزیں جو محلل ہیں (جو تحلیل مواد کے ساتھ بدن اور ارواح کو تحلیل کر دیتی ہیں) +

واسباب صلابة النبض یبس جرم العرق او شدة تمدد له او شدة برد مجمد

صلابت نبض نبض میں صلابت پیدا ہونے کے اسباب متعدد ہیں: (۱) جرم شریان کا خشک ہونا (جو ایک بدیہی بات ہے، جیسا کہ بعض امراض میں طبقات شریانیہ سخت ہو جاتے ہیں، اور ان کے اندر اجزاء ارضیہ جمع ہو جاتے ہیں)۔ (۲) شریان میں تناؤ کا شدید ہونا (جیسا کہ

بعض اوقات شریان کی قوت انقباضیہ شدید ہو جاتی، اور شریانیں منقبض ہو کر خوب تن جاتی ہیں، اس لئے خون کا دباؤ سخت ہو جاتا ہے، اور نبض انگلیوں کے نیچے دبانے سے بہ آسانی دبتی نہیں ؛ بلکہ بہت ہی زیادہ سخت محسوس ہوتی ہے)۔ (۳) برودت مجمدہ کی شدت (کیونکہ حرارت سے اعضاء ریفیہ عضلیہ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، اور برودت سے ان میں جمود و صلابت پیدا ہو جاتی ہے) +

وقد يصلب النبض فی البحارين لشدة المجاهدة وتمدد الاعضاء بها نحو جهة دفع الطبيعة

(۴) بعض اوقات بحرانوں میں طبیعت کی شدید جنگ ومجاہدہ کی وجہ سے، اور اس وجہ سے نبض سخت ہو جایا کرتی ہے کہ بحران میں طبیعت جس طرف مادہ کو دفع کرنا چاہتی ہے، شدتِ جنگ کی وجہ سے اعضا اس طرف کھنچ جاتے ہیں (اور اس تمدد اور تناوٹ سے شریان میں ایک قسم کی سختی آجاتی ہے) +

چنانچہ جب مثلاً بحران بذریعہ اسہال کے ہونے والا ہوتا ہے، تو اعضا، اور اعضاء کے الیاف آنتوں کی طرف کھنچکر تن جاتے ہیں، اس لئے نبض میں صلابت آجاتی ہے، کیونکہ شریان کے الیاف بھی اس تناؤ میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ اُس قول کی ترجمانی ہے، جو اطباء اس موقعہ پر پیش کیا کرتے ہیں +

آملی کہتے کہ بعض اوقات بحرانوں میں نبض موجی ہو جاتی ہے، اور نبض موجی نرم ہوتی ہے، نہ کہ سخت ؛ اس لئے کیسے کہا جا سکتا ہے کہ بحرانوں میں نبض صُلب ہو جایا کرتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بحران عرقی میں نبض موجی ہوا کرتی ہے، اور بحران اسہالی، بحران رعافی، اور قئے کے بحران میں نبض کے اندر صلابت آجایا کرتی ہے +

واسبابُ لينهٖ الاسبابُ المرطبةُ الطبيعيۃ کالغذاء والمرطبةُ المرضيۃ کالاستسقاء وليثرغس والسلتی ليست بطبيعية ولا

لیونت نبض نبض کی نرمی کے اسباب وہ ہیں، جو طبعاً بدن میں رطوبت پیدا کرتے ہیں (مرطبات طبعیہ)، مثلاً غذاء، یا جو مرضاً رطوبت پیدا کرتے ہیں (مرطبات مرضیہ)، مثلاً مرض استسقاء، اور لیثرغس (سرسام بلغمی)۔ اسی طرح

مرضية كالاستحمام	اس میں وہ اسباب بھی داخل ہیں۔ جنکو نہ طبعًا مرطب کہا جاسکتا ہے، اور نہ مرضًا، مثلاً حمام کرنا +
وسبب اختلاف النبض مع ثبات القوة ثقل مادة من طعام او خلط ومع ضعف القوة مجاهدة القوة والمرض	اختلافِ نبض: نبض میں اگر قوت کے قوی ہونے کے باوجود اختلاف ہو، تو اس کی وجہ مادّہ کی گرانی ہوا کرتی ہے۔ خواہ وہ مادہ از قسم غذا ہو، یا از قسم خلط؛ اور اگر نبض کے اختلاف کے ساتھ قوت ضعیف ہو، تو اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ قوت اور مرض میں باہمی جنگ ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ جنگ کے وقت میں طبیعت باقاعدہ تحریک پر قادر نہیں رہتی ہے) +
ومن اسباب الاختلاف امتلاء العروق من الدم ومثل هذا يُزيله الفصد	اختلاف نبض کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ رگیں خون سے (اور اُن چیزوں سے، جو خون کے اندر ملکر دورہ کرتی رہتی ہیں) بھری ہوئی ہوں (اس کثرت کی گرانی کی وجہ سے طبیعت باقاعدہ تحریک پر قادر نہیں رہتی ہے)۔ اس قسم کا اختلاف فصد سے زائل ہوجاتا ہے +
واشد مايوجب الاختلاف ان يكون الدم لزجًا خانقا للروح المتحرك في الشرائين وخصوصًا اذا كان هذا التراكم بالقرب من القلب	اختلاف پیدا کرنے والے اسباب میں سے سخت مؤثر چیز یہ ہے کہ خون لیسدار ہوجائے، اور شریانوں کے اندر چلنے پھرنے والی روح کو نفوذ وجریان سے روک دے؛ علی الخصوص جبکہ یہ اجتماع و امتلاء قلب کے آس پاس ہو +
ومن اسبابه التي توجبه في مدة قصيرة امتلاء المعدة والغم والفكر في شئ	اور اُن اسباب میں سے جو تھوڑی ہی مدت میں (بہت جلد) نبض کے اندر اختلاف پیدا کردیا کرتے ہیں، معدہ کا امتلاء، اور غم وفکر میں مبتلا ہونا ہے +
واما اذا كان في المعدة خلط ردى لايزال دائم الاختلاف وربما ادى الى الخفقان فصار النبض	لیکن جب معدہ میں کوئی خلط فاسد ہوتی ہے، تو (جب تک یہ خلط رہتی ہے) نبض میں اختلاف برابر قائم رہتا ہے؛ اور گاہے اس سے نتیجۃً خفقان قلب پیدا

خفقانیا — ہوجاتا ہے، جس سے نبض بھی خفقانی ہوجاتی ہے +

"نبض خفقانی" وہ نبض ہے جو عظم وصغر، سرعت وبطوء، تواتر وتفاوت میں کثیر الاختلاف ہوتی ہے۔

وسبب المنشاری اختلاف المصبوب فی جرم العرق فی عفنہ ونجاجتہ ونضجہ — **نبض منشاری** نبض کے منشاری ہونے کے اسباب تین ہیں: (۱) جوہر شریان میں ایسے مادہ کا انصباب ہو، جو بلحاظ عفونت، نجاجت، اور نضج کے مختلف ہو۔

یعنی ایسا مادہ جوہر شریان کے اندر نفوذ کرجائے، جو کہیں پر متعفن ہو، کہیں پر خام ہو، اور کہیں پر نضج یافتہ۔ مادہ کے ان اختلافات سے چونکہ شریان کے جوہر پر اثر پڑتا ہے۔ اس لئے شریان کہیں سے سخت ہوجائیگی، اور کہیں سے نرم، اور منشاریت کی صورت پیدا ہوجائیگی +

واختلاف احوال العرق فی صلابتہ ولینہ وورم فی الاعضاء العصبانیۃ — (۲) شرائین کے حالات بلحاظ صلابت ولیونت کے مختلف ہوں (یعنی شریان کے اجزا سختی اور نرمی کے لحاظ سے مختلف ہوں)۔ (۳) اعضائے عصبانیہ (مثلاً غشیۂ صدر وجنب) میں ورم ہو۔

علامہ گیلانی وآملی وغیرہ اعضائے عصبانیہ کے ورم میں نبض کے منشاری ہونے کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ شرائین کی جھلیوں یا ان کے طبقات میں دو قسم کے الیاف داخل ہیں: الیاف عصبیہ اور الیاف رباطیہ۔ پھر ان الیاف عصبیہ ورباطیہ کا لگاؤ اور تعلق اغشیۂ صدر وغیرہ سے ہے؛ اس لئے جب مثلاً ذات الجنب کی صورت میں ان جھلیوں کے اندر ورم ہوتا ہے، تو ان کے الیاف میں تمدد اور تناؤ لاحق ہوتا ہے، اور اس تناؤ اور کھنچاوٹ کا اثر اغشیۂ صدر وغیرہ سے شرائین کے طبقات تک پہونچتا ہے، یعنی طبقات شرائین کے وہ الیاف مختلف مقامات سے کھنچ جاتے ہیں، جن کا تعلق سینہ کی جھلیوں کے الیاف سے ہوتا ہے۔ اس لئے شریانوں کے طبقات میں ان الیاف کے تمدد کے مطابق پھیلنے اور سکڑنے کی قابلیت کم و بیش ہوجاتی ہے؛ چنانچہ جن مقامات اور جن اجزاء میں کھنچاوٹ کا اثر ہوتا ہے، وہاں نبض پست، صغیر اور بطی ہوتی ہے، اور جو اجزاء اس کھنچاوٹ سے محفوظ ہوتے ہیں، وہاں نبض بلند، عظیم، اور سریع ہوتی ہے۔ یہ شارحین کے اقوال کی ترجمانی ہے، جو بہت حد تک مزید غور کا محتاج ہے۔ چنانچہ صاحب "حواشی عراقیہ" نے اس سے اختلاف ظاہر کیا ہے؛ اگرچہ انھوں نے منشاریت کی جو وجہ اپنی طرف سے بیان کی ہے، وہ بھی اسی طرح توجہ کا محتاج ہے۔ اسی طرح "مسیحی" شارح قانون کا قول ہے کہ شیخ نے منشاریت نبض کے جو اسباب بتائے ہیں، یہ محض بے معنی ہیں +

جالینوس نے "نبض کبیر" میں منشاریت نبض کی جو صورت بتائی ہے، وہ مذکورہ بالا تعلیل سے بالکل ملتی جلتی ہے۔ اسلئے وہ اس بارہ میں قول فیصل بننے کے قابل نہیں +

وذوالقرعتین سببہ شدۃ القوۃ والحاجۃ وصلابۃ الآلۃ فلا تطاوع لما تکلفہا القوۃ من الانبساط دفعۃً واحدۃً کمن یرید ان یقطع شیئاً بضربۃ واحدۃ فلا تطاوع فیلحقہا باُخری وخصوصاً اذا تزیدت الحاجۃ دفعۃً

ذوالقرعتین (جسکو "نبض مطرقی" بھی کہا جاتا ہے) نبض ذوالقرعتین کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ قوت بھی قوی ہوتی ہے اور حاجت بھی شدید ہوتی ہے، لیکن شریان میں چونکہ صلابت ہوتی ہے۔ اس لئے قوت جس تکلف کے ساتھ شریان کو پھیلانا چاہتی ہے، وہ اپنی صلابت کی وجہ سے یک لخت پورے طور پر پھیل نہیں سکتی (اس لئے ایک ٹھوکر اور لگاتی ہے تاکہ پچھلی کمی کا تدارک ہوجائے)؛ جس طرح اگر کوئی شخص کسی چیز کو (مثلاً کلہاڑی سے) ایک ہی ضرب سے کاٹنا چاہتا ہے، اور وہ کاٹ نہیں سکتا، تو وہ پہلی ناتمام ضرب کے بعد لگے ہاتھ دوسری ضرب لگاتا ہے۔ نبض مذکور کی یہ صورت علی الخصوص اُس وقت واقع ہوتی ہے، جبکہ (کسی وجہ سے) حاجت یک لخت شدید ہوجائے (اور طبیعت کو اسقدر مجبور کردے کہ وہ ایک ٹھوکر کی بجائے دو ٹھوکریں لگائے) +

مگر بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نبض مطرقی کی صورت میں قوت کمزور ہوا کرتی ہے، اور طبقات شرائین ڈھیلے ہوتے ہیں۔ چنانچہ قلب کی پچکاری سے جو خون شریانوں میں روانہ ہوتا ہے۔ وہ شرائین کی لچک کی وجہ سے پھر واپس آنا چاہتا ہے، مگر شریان اعظم کی کواڑیوں کی وجہ سے وہ قلب تک واپس نہیں آنے پاتا، اس لئے خون میں ایک دوسرا جھٹکا لگتا ہے۔ اگر طبقات شرائین قوی ہوتے ہیں۔ تو اس دوسرے جھٹکے سے کم متاثر ہوتے ہیں؛ اور جب وہ ڈھیلے اور کمزور ہوتے ہیں، تو زیادہ متاثر ہوتے ہیں؛ حتی کہ نبض کی اصلی ٹھوکر کے بعد ایک دوسری ٹھوکر محسوس ہوا کرتی ہے، جو دراصل اسی جھٹکے کا نتیجہ ہوتی ہے۔

وسبب النبض انفاری ان تکون القوۃ ضعیفۃ فتاخذ عن اجتہاد الی استراحۃ یتدرج ومن استراحۃ الی اجتہاد

نبض فاری نبض ذنب الفار کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ چونکہ قوت ضعیف ہوتی ہے۔ اس لئے وہ سعی وکوشش کے بعد بتدریج آرام لیتی ہے۔ اور گاہے وہ آرام واستراحت کے بعد بتدریج اپنی کوشش کو بڑھاتی ہے +

پہلی صورت میں نبض عظم سے شروع ہو کر صغر کی طرف جائے گی، اور دوسری صورت میں صغر سے شروع ہو کر عظم کی طرف روانہ ہو گی۔ یعنی جب جد و جہد کے بعد بتدریج آرام کی طرف متوجہ ہو گی، تو ظاہر ہے کہ نبض عظیم سے بتدریج صغیر ہونی شروع ہو جائے گی؛ اور جب آرام و استراحت کے بعد بتدریج قوت بیدار ہو گی، تو نبض صغیر، جو قوت کی کمزوری اور ناتوانی سے پیدا ہوا کرتی ہے، بتدریج موٹی ہونی شروع ہو جائے گی۔

عظم و صغر کے علاوہ جن جن چیزوں کے لحاظ سے نبض ذنب الفار ہو سکتی ہے، سب کو اسی مثال پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

والثابت علی حالة واحدة ادل علی ضعف القوة وذنب الفار ومایشبهه ادل علی قوة ما وعلی ان الضعف لیس فی الغایة

اور جو نبض[1] (ضعف قوت کے باوجود) ایک حالت پر قائم رہتی ہے (اور جس میں جد و جہد اور آرام و استراحت کے لحاظ سے قوت کی بیداری میں فرق نہیں آتا ہے) وہ ضعف کو زیادہ بتاتی ہے (کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قوت اتنی کمزور ہے کہ وہ جد و جہد کے لئے بیدار ہی نہیں ہو سکتی؛ اس کے برعکس) نبض ذنب الفار، اور اس کے مانند دوسری نبضیں (جو ضعف کی ایک حالت پر قائم نہیں رہا کرتی ہیں) کچھ نہ کچھ قوت کا پتہ ضرور دیتی ہیں، اور اس امر کو بتاتی ہیں کہ ضعف انتہائی درجہ کا نہیں ہے (ورنہ طبیعت اور قوت کسی وقت بھی بیدار نہ ہوتی، اور نبض میں اس قسم کا کوئی اختلاف نمودار نہ ہوتا؛ چنانچہ نبض دودی اور نملی میں ضعف یقیناً زیادہ ہوا کرتا ہے):

واردأه الذنب المنقضی ثم الثابت ثم الذنب الراجع

ذنب الفار کی قسموں کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے، تو سب سے زیادہ ردی "ذنب منقضی" ہے، اس کے بعد "ذنب ثابت" اور اس کے بعد "ذنب راجع"، (سب سے

[1] علامہ گیلانی نے قول شیخ کا اس موقعہ پر جو مفہوم سمجھا ہے، میں نے ترجمہ میں اس سے اختلاف کیا ہے، ورنہ قول شیخ میں اسی مقام پر تناقض پیدا ہو جائے۔ گیلانی نے اس نبض کو جو ایک حالت پر قائم رہتی ہے۔ ذنب الفار کی ایک قسم قرار دیا ہے اور شیخ نے اس موقعہ پر بتایا ہے کہ یہ ضعف پر زیادہ دلالت کرتی ہے۔ حالانکہ آگے چل کر شیخ خود کہتا ہے کہ سب سے ردی ذنب منقضی ہے۔

کم ہو دی ہے) ÷

ان تمام کی تعریف اور سبب کا مفصل بیان پچھلے صفحات میں گذر چکا ہے ÷

وسبب ذات الفترة اعياء القوة واستراحتها وعارض مغافص يتصرف اليه النفس والطبيعة دفعة

[نبض ذوالفترہ] نبض ذوالفترہ کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ قوت چونکہ (کسی وجہ سے) تھک جاتی ہے، اس لئے وہ آرام لینا چاہتی ہے (اور بیچ میں تحریک سے ہاتھ موڑ لیتی ہے. اسلئے خلافِ توقع نبض میں وقفہ ہو جاتا ہے). یا اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اچانک کوئی عارض لاحق ہو جاتا ہے (اور ناگہانی کوئی واقعہ اندرونِ اعضاء میں پیش آ جاتا ہے) جسکی طرف یک لخت نفس اور طبیعت کو متوجہ ہونا پڑتا ہے (اس لئے بیچ میں تحریکِ نبض سے غفلت ہو جاتی ہے، اور خلافِ امید سکون لاحق ہو جاتا ہے) ÷

وسبب النبض المتشنج حركات غير طبيعية في القوة ورداءة في قوام الآلة

[نبض متشنج] نبض متشنج کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ قوت سے بیقاعدہ حرکات (تشنجی حرکات) سرزد ہوتے ہیں، اور آلہ یعنی شرائین کا قوام بھی فاسد ہوتا ہے ÷

گیلانی کہتے ہیں کہ نبض متشنج کے سبب کا تعلق دو چیزوں سے ہے: قوت اور آلہ. قوت تو بے ترتیب اور بے قاعدہ حرکات پیدا کرتی ہے. رہا آلہ، تو اسکا قوام درست نہیں ہوتا ؛ یعنی اس کی ساخت کی طبعی حالت بگڑی ہوئی ہوتی ہے ÷

والنبض المرتعد ينبعث من قوة قوية ومن آلة صلبة ومن حاجة شديدة ومن دون ذلك لا يجب ارتعاده

[نبض مُرتَعِد] نبض مرتعد (مرتعش) اُس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ قوت قوی ہوتی ہے، آلہ میں صلابت ہوتی ہے، اور حاجت شدید ہوتی ہے. ان کے بغیر نبض میں ارتعاد (لرزش) کا پیدا ہونا ضروری نہیں ہے.

گیلانی کہتے ہیں کہ "بعض اوقات ضعفِ قوت کی وجہ سے بھی نبض میں لرزش پیدا ہو جاتی ہے. مگر یہ نادر الوقوع ہے" اس لئے شیخ نے اسکو ترک فرمایا ÷

اسی طرح آملی کہتے ہیں کہ نبض مرتعد اُس وقت بھی ہو سکتی ہے ، جبکہ آلہ نرم ہو، اور قوت ضعیف ہو ÷

والموجي قد يكون سببه ضعف

[نبض موجی] نبض موجی کی وجہ بیشتر اوقات یہ ہوتی ہے کہ

القوۃ فی الاکثر فلا یتمکن ان یتبسط الا شیئاً بعد شئ

چونکہ قوت ضعیف ہوتی ہے، اس لئے وہ شریان کو یک لخت پھیلانے پر قادر نہیں ہوتی ہے، بلکہ وہ تھوڑا تھوڑا انبساط، آگے پیچھے (موج دریا کی طرح) پیدا کرتی ہے۔

ولین الآلۃ قد یکون سببا لہ وان لم تکن القوۃ شدیدۃ الضعف لان الآلۃ الرطبۃ اللینۃ لا تقبل الھز والتحریک النافذ فی جزء جزء قبول الیابس الصلب فان الیبوسۃ تھیئ للھز والارعاد

گاہے شریان کی نرمی بھی نبض کی موجیت کا سبب بن جاتی ہے، خواہ قوت بہت زیادہ ضعیف نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر نرم اور تر چیز میں تحریک پیدا کی جائے اور اُسے ہلایا جائے، تو اُس کے ہر ہر جزء میں یہ تحریک اس طرح سرایت نہ کر جائیگی، جس طرح ایک خشک اور سخت چیز میں سرایت کر جاتی ہے (یا سخت اور خشک چیز کے تمام اجزاء جس طرح تحریک کو قبول کر لیتے ہیں، اس طرح نرم اور تر چیز کے تمام اجزاء قبول نہیں کیا کرتے)، کیونکہ یبوست کی وجہ سے اجسام میں حرکت اور لرزش کی استعداد و قابلیت پیدا ہو جایا کرتی ہے۔

والصلب الیابس یتحرک اخرہ من تحریک اولہ واما الرطب اللین فقد یجوز ان یتحرک منہ جزء ولا ینفعل عن حرکتہ جزء آخر لسرعۃ قبولہ للانفصال والانثناء والخلاف فی الھیئۃ

چنانچہ اگر کسی سخت اور خشک جسم کے ابتدائی حصے میں تحریک پیدا کی جائے، تو اس تحریک سے اُسکا آخری حصہ بھی حرکت میں آجاتا ہے۔ اس کے برعکس تر اور نرم جسم میں یہ ممکن ہے کہ اُس کے ایک حصہ میں تحریک پیدا کی جائے، اور دوسرا حصہ اس تحریک سے متاثر نہ ہو؛ اس لئے کہ نرم اور تر چیزیں بہ آسانی انفعال کو قبول کر سکتی ہیں (انکے اجزاء موثرات کے آثار سے بہ آسانی علیحدہ ہو سکتے ہیں)، بہ آسانی مُڑ سکتی ہیں، اور بہ آسانی ان کے اجزاء میں اختلافِ ہیئت واقع ہو سکتا ہے۔

وسبب النبض الدودی والنملی شدۃ الضعف حتی یجتمع البطاءُ والتواتر واختلاف فی اجزاء النبض

نبض دودی و نملی نبض دودی اور نملی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ضعف اتنی شدت کا ہوتا ہے کہ بطوء، تواتر، اور نبض کے اجزاء میں اختلاف (اختلاف غیر تام)، یہ ساری باتیں اکٹھی

لان القوة لاتستطيع بسط الآلة دفعة واحدة بل شيئًا بعد شئ	ہوجاتی ہیں ؛ اس لئے کہ قوت (اپنی ناتوانی کی وجہ سے) اس بات سے عاجز ہوتی ہے کہ شریان میں یک لخت انبساط پیدا کرسکے ، بلکہ وہ نبض کے اجزا میں ، تھوڑا تھوڑا انبساط پیدا کرسکتی ہے (اس لئے نبض میں کیڑے کی سی چال ، یا چیونٹی کی سی چال پیدا ہوجاتی ہے) ۔
وسبب النبض الردی الوزن اما ان کان النقص فی احوال زمان السکون فهو زیادة الحاجة واما ان کان فی احوال زمان الحرکة فهو زیادة الضعف او عدم الحاجة	نبض ردی الوزن (نبض ردی الوزن کی دو صورتیں ہیں : اگر تو اس کے زمانۂ سکون میں کمی آجاتی ہے ۔ اور اگر تو زمانۂ حرکت میں ؛ چنانچہ) اگر زمانہ سکون میں کمی آگئی ہے (اور اس کمی کی وجہ سے نبض کا وزن بگڑ گیا ہے) تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ (کسی وجہ سے) حاجت زیادہ ہوگئی ہے (اور حاجت کی زیادتی کی وجہ سے نبض نے اپنے زمانۂ سکون کو کم کردیا ہے) ۔ اور اگر زمانۂ حرکت میں کمی آگئی ہے ، تو ایسی نبض ردی الوزن کی وجہ یہ ہے کہ ضعف بڑھ گیا ہے ، یا حاجت مفقود ہے (حاجت کی قلت ہے) ۔
واما نقص زمان الحرکة بسبب سرعة الانبساط فهو غیر هذا	رہا یہ امر کہ اگر انبساط کے سریع ہوجانے کی وجہ سے نبض کے زمانۂ حرکت میں جو کمی آجاتی ہے ، وہ دوسری چیز ہے (یعنی وہ ردی نہیں ہے ، بلکہ محمود ہے) ۔
وسبب الممتلی والخالی والحار والبارد والشاهق والمنخفض ظاهر	نبض ممتلی ، خالی ، حار ، بارد ، شاہق ، اور منخفض نبض ممتلی ، خالی ، حار ، بارد ، شاہق اور منخفض کے اسباب ظاہر ہیں (اسلئے ان کے بیان کی حاجت نہیں) ۔

الفصل السابع فی نبض الاسنان والذکور والاناث فصل (۷) مختلف عمروں کی ، مردوں اور عورتوں کی نبض

اب یہاں سے نبض کے اسباب مغیرہ کا تذکرہ شروع ہوگیا ہے ۔ اور اس سے پہلے اس فصل تک اسباب ماسکہ کا تذکرہ تھا ۔

نبض الذکران لشدة قوتهم	مردوں کی نبض چونکہ مردوں کے قویٰ (عورتوں کے مقابلہ

وحاجتهم اعظم واقوى كثيرا (میں) زبردست ہوتے ہیں، اور ان میں حاجت تروبح

ولان حاجتهم تتم بالعظم شدید ہوتی ہے، اس لئے مردوں کی نبض (عورتوں کی نبض

فنبضهم ابطأ من نبض النساء کے مقابلہ میں) زیادہ عظیم اور قوی ہوا کرتی ہے۔ اور چونکہ

واشد تفاوتا فى الامر الاكثر مردوں میں نبض کے عظیم ہونے کی وجہ سے حاجت پوری ہوجاتی ہے، اس لئے ان کی نبض بسا اوقات عورتوں کی نبض کے مقابلہ میں زیادہ سست اور زیادہ متفاوت ہوتی ہے۔

یعنی چونکہ مردوں میں نبض عظیم ہوتی ہے، اور عظیم ہونے کی وجہ سے کام چل جاتا ہے، اسلئے ان میں سرعت اور تواتر کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس کے برعکس عورتوں میں چونکہ نبض عظیم نہیں ہوتی ہے، اس لئے اس کمی کا تدارک سرعت اور تواتر سے پورا کیا جاتا ہے۔ الغرض مردوں کی نبض میں سرعت اس لئے نہیں ہوتی ہے کہ عظم کی وجہ سے حاجت پوری ہوجاتی ہے، اور تواتر اس لئے نہیں ہوتا کہ اگر بالفرض اس میں تواتر مان لیا جائے، تو اس کے ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑیگا کہ وہ نبض سریع بھی ہے، کیونکہ قوت کے قیام کے باوجود تواتر اُس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا، جب تک اس سے پہلے سرعت پیدا نہ ہولے۔ چنانچہ شیخ فرماتے ہیں:

وكل نبض يثبت فيه القوة جس نبض میں قوت کے قیام کے باوجود تواتر ہو، تو

ويتواتر فيجب ان يسرع لامحالة یاد رکرنا چاہئے کہ وہ یقیناً سریع بھی ہے؛ کیونکہ تواتر

لان السرعة قبل التواتر کا درجہ تو سرعت کے بعد ہے۔

یہ ناممکن ہے کہ قوت کے قیام کے باوجود کوئی نبض متواتر ہوجائے، اور وہ سریع نہ ہو۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ قوت جب قائم ہوتی ہے، اور حاجت پوری نہیں ہوتی، تو نبض سریع ہوجاتی ہے، اور جب سرعت سے بھی کام نہیں چلتا ہے، تو نبض میں سرعت کے باوجود تواتر بھی آجاتا ہے۔

فلذلك كما ان نبض الرجال یہی وجہ ہے کہ مردوں کی نبض جس طرح (عورتوں کے

ابطأ فكذلك هو اشد تفاوتا مقابلہ میں) زیادہ بطی ہوتی ہے، اسی طرح ان کی نبض زیادہ متفاوت بھی ہوا کرتی ہے (ورنہ اگر یہ متواتر ہوتی، تو یہ بھی ماننا پڑتا کہ یہ سریع بھی ہے؛ حالانکہ مردوں کی نبض عورتوں کے مقابلہ میں بطی ہوا کرتی ہے)۔

ونبض الصبيان الين للرطوبة **بچوں کی نبض** بچوں کی نبض رطوبت کی وجہ سے نسبتاً

واضعف واشد تواتراً لان الحرارة قویة والقوة لیست بقویة فانھم غیر مستکملین بعدُ

نرم، ضعیف، اور متواتر ہوتی ہے؛ اسلئے کہ بچوں میں حرارت قوی ہوتی ہے (اور جب حرارت قوی ہے، تو یقیناً حاجت بھی شدید ہوگی)، لیکن ان میں قوت قوی نہیں ہوتی ہے، اسلئے کہ اب تک ان کے نشو ونما کی تکمیل نہیں ہوئی ہے (اور جوانی سے پہلے یہ ناقص الخلقت ہیں) +

جب یہ معلوم ہوگیا کہ بچوں میں حاجت کے شدید ہونے کے باوجود قوت قوی نہیں ہوتی ہے، تو اب ظاہر ہے کہ ان کی نبض عظیم نہ ہوسکے گی، بلکہ ان کی نبض سریع اور متواتر ہوگی؛ تاکہ عظم کی کمی کا تدارک سرعت وتواتر سے ہوجائے۔ رہا یہ کہ شیخ نے اس موقعہ پر تواتر کے ساتھ سرعت کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس کے ذکر کرنے کی چنداں ضرورت اس وجہ سے نہیں ہے کہ سرعت تواتر سے پہلے ہوا کرتی ہے +

ونبض الصبیان علی قیاس مقادیر اجسادھم عظیم لان آلتھم شدیدة اللین وحاجتھم شدیدة ولیست قوتھم بالنسبة الی مقادیرابدانھم ضعیفةً لان ابدانھم صغیرة المقدار لا ان نبضھم بالقیاس الی نبض المستکملین لیس بعظیم

بچوں کی نبض مقدارِ اعضاء کے تناسب کے لحاظ سے عظیم ہوتی ہے؛ اس لئے کہ بچوں میں شریاں بہت ہی نرم اور ان میں حاجت بہت شدید ہوتی ہے۔ اور ان کے اجسام کے مقدار کے لحاظ سے اگر قوت کا موازنہ کیا جائے، تو وہ زیادہ ضعیف بھی نہیں ہوتی ہے؛ کیونکہ بچوں کے اعضاء چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں (اسلئے نبض میں عظم پیدا ہوجاتا ہے، کیونکہ عظم پیدا ہونے کے لئے جن اسباب کی ضرورت ہے، وہی مذکورہ بالا اسباب ہیں: شدتِ حاجت، نرمیِ آلہ، اور قوت کا قوی ہونا)۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ بچوں کی نبض بالغوں کے مقابلہ میں عظیم نہیں ہوتی ہے (بلکہ ان کے مقابلہ میں صغیر ہوتی ہے) +

ولکنہ اسرع واشد تواتراً للحاجة فان الصبیان یکثر فیھم اجتماع البخار الدخانی لکثرة ھضمھم وتواترہ فیھم ویکثر لذلک حاجتھم الی اخراجہ والی

پھر یہ بھی جاننا چاہئے کہ بچوں کی نبض باوجود عظیم ہونے کے، شدتِ حاجت کی وجہ سے زیادہ سریع اور متواتر بھی ہوتی ہے (یہ نہیں ہے کہ جوانوں کی طرح عظیم ہونے کے ساتھ بطی اور متفاوت ہو)۔ اور حاجت کے شدید ہونے کی وجہ یہ ہے کہ (بچے چونکہ بار بار کھاتے ہیں، اسلئے) ان میں

ترویح حار ھم الغریزی	ہضم کی کثرت اور ہضم کا تواتر ہوتا ہے، اس لئے ان (کے بدن) میں بخارات دخانیہ بکثرت جمع ہوجا کرتے ہیں، اور ان بخارات کے خارج کرنے کی، اور حار غریزی کی ترویح کی ضرورت ان میں زیادہ ہوتی ہے (اسلئے بچوں کی نبض میں نسبتاً سرعت اور تواتر زیادہ ہوتے ہیں) ÷
واما نبض الشبان فزائد فی العظم ولیس بزائد فی السرعة بل ھو ناقص فیھما جدًا وفی التواتر وذاھب الی التفاوت	**جوانوں کی نبض** رہی جوانوں کی نبض، تو عظم اس میں زیادہ ہوتا ہے، مگر سرعت اس میں زیادہ نہیں ہوتی ہے ؛ بلکہ سرعت اور تواتر میں تو بہت ہی کمی ہوتی ہے، اور حد ود تفاوت میں داخل ہوتی ہے ÷
لکن نبض الذین ھم فی اول الشباب اعظم ونبض الذین ھم فی وسط الشباب اقوی	پھر جو لوگ عنفوانِ شباب (جوانی کے ابتدائی دور) میں ہوتے ہیں، ان کی نبض نسبتاً زیادہ عظیم ہوتی ہے، اور جو لوگ شباب کے درمیانی دور میں ہوتے ہیں، ان کی نبض نسبتاً زیادہ قوی ہوتی ہے ÷
وقد کنا بیّنّا ان الحرارة فی الصبیان والشبان قریبة من المتساویة فیکون الحاجة فیھما متقاربة لکن القوة فی الشبان زائدة فتبلغ بالعظم ما یغنی عن السرعة والتواتر وملاك الامر فی ایجاب العظم ھو القوة واما الحاجة فداعیة واما الالة فمعینة	اور یہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ بچوں اور جوانوں میں حرارت تقریبًا برابر ہی سی ہوتی ہے، اس لئے ان دونوں میں حاجتِ ترویح بھی قریب قریب برابر ہی ہوتی ہے ؛ لیکن جوانوں میں چونکہ قوت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے ان میں نبض کے اندر اتنا عظم پیدا ہوجاتا ہے، جو سرعت اور تواتر سے بے نیاز کردیتا ہے۔ اور یہ تمکو معلوم ہی ہے کہ عظم پیدا کرنے کا اصلی ذریعہ "قوت" ہے۔ رہی حاجت، تو وہ قوت کو متوجہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اور رہا آلہ (شریان)، تو وہ ایک امر معاون کی حیثیت رکھتا ہے (اسلئے گو بچوں میں حاجت شدید ہوتی ہے، اور شریان بھی نرم ہوتی ہے، مگر چونکہ ان میں بمقابلہ جوانوں کے قوت زیادہ قوی نہیں ہوتی ہے، اسلئے ان میں اتنا عظم بھی نہیں پیدا ہوتا، کہ سرعت اور تواتر سے

بے نیازی ہو جائے) ۔

ونبض الكهول اصغر وذلك للضعف واقل سرعة لذلك ايضا ولعدم الحاجة وهو لذلك اشد تفاوتا	**نبض کہول** ادھیڑ عمر والوں کی نبض ضعفِ قویٰ کی وجہ سے نسبتاً صغیر ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کی نبض میں سرعت بھی کم ہوا کرتی ہے۔ نیز سرعت کے کم ہونے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ان میں حاجت بھی کم ہی ہوتی ہے؛ اسی وجہ سے ان کی نبض میں تفاوت زیادہ ہوتا ہے ۔
ونبض الشيوخ الممعنين فى السن صغير متفاوت بطى وربما كان لينا بسبب الرطوبات الغريبة لا الغريزية	**نبض شیوخ** زیادہ سن رسیدہ بڈھوں کی نبض صغیر، متفاوت اور بطی ہوا کرتی ہے۔ اور بسا اوقات رطوبات غریبہ کی وجہ سے ـــــ نہ کہ رطوبات اصلیہ کی وجہ سے ـــــ انکی نبض نرم بھی ہوا کرتی ہے ۔

الفصل الثامن فى نبض الامزجة — فصل (۸) مختلف مزاجوں کی نبض

المزاج الحار اشد حاجة فان ساعدت القوة والاٰلة كان النبض عظيما وان خالف احدهما كان على ما فصل فيما سلف	گرم مزاج والوں میں (تدریج کی) حاجت زیادہ ہوا کرتی ہے (خواہ مزاج کی گرمی طبعی ہو، یا عارضی؛ اور خواہ یہ مزاج اچھا ہو، یا بُرا؛ اور خواہ یہ حرارت کسی طور پر حاصل ہوئی ہو)۔ چنانچہ اگر قوت اور آلہ بھی (شدتِ حاجت کا) ساتھ دیں (یعنی شدت حاجت کے ساتھ اگر قوت بھی قوی ہو، اور شریان بھی نرم ہو) تو نبض عظیم ہوا کرتی ہے۔ لیکن اگر ان دونوں چیزوں میں سے کوئی ایک چیز بھی مخالف ہو (اور وہ ساتھ نہ دے) تو اس صورت میں وہی ہوگا، جسکی تفصیل گذشتہ بیانات میں ہو چکی ہے (یعنی ایسی صورت میں نبض عظیم نہ ہوگی)۔

مزاج کی حرارت گاہے طبعی ہوتی ہے، اور گاہے سوء مزاج کی وجہ سے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ سوء مزاج کی صورت میں قوت ضعیف ہوتی ہے، اور پہلی صورت میں قوی۔ چنانچہ اسی فرق کو شیخ ذیل میں بیان کرتے ہیں، کیونکہ اس سے نبض کے احکام پر اثر پڑتا ہے:

وان کان الحار لیس سوء مزاج بل طبیعیًا کان المزاج قویًا صحیحًا والقوۃ قویۃ جداً ولا تظنن ان الحرارۃ الغریزیۃ توجب تزیدھا نقصانًا فی القوۃ بالغۃ ما بلغت بل توجب القوۃ فی جوھر الروح والشہامۃ فی النفس	جب مزاج میں گرمی سوء مزاج کی وجہ سے نہیں پیدا ہوتی، بلکہ وہ طبعی ہوتی ہے، تو مزاج قوی اور صحیح ہوتا ہے اور قوت بہت قوی ہوتی ہے (اسلئے ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں نبض یقینًا عظیم ہوگی)۔ اور یہ گمان ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ حرارت غریزیہ کی زیادتی بدن میں جس حد تک بڑھتی جاتی ہے، اُسی قدر قوت میں کمی آتی جاتی ہے: بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حرارت غریزیہ کی زیادتی سے جوہر روح میں قوت حاصل ہوا کرتی ہے، اور نفس میں شجاعت وشہامت ÷
والحرارۃ التابعۃ لسوء المزاج کلما ازدادت شدۃ ازدادت القوۃ ضعفًا	اور جو حرارت سوء مزاج کی وجہ سے بدن میں پیدا ہوتی ہے، اُس کی شدت جتنی بڑھتی چلی جاتی ہے، اُسی قدر قوت ضعیف ہوتی چلی جاتی ہے ÷
واما المزاج البارد فیمیل النبض الی جہات النقصان مثل الصغر خصوصًا والبطوء والتفاوت	**بارد المزاج والوں کی نبض کا میلان نقصان کے** پہلوؤں ــــ صغر، بطوء، اور تفاوت ــــ کی طرف ہوتا ہے، جن میں سے زیادہ خصوصیت صغر کو ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ برودت کی وجہ سے ترویح کی حاجت کم ہوجاتی ہے، اور قوت بھی ضعیف ہوجاتی ہے؛ خواہ یہ برودت حرارت کی طرح خلقی ہو، یا عارضی) ÷
فان کانت الآلۃ لینۃ کان عرضہ زائدًا ولکن لذلک بطوءہ وتفاوتہ وان کانت صلبۃ کان دون ذلک	پھر اگر برودت کے ساتھ شریان میں بھی نرمی ہو، تو نبض کا عرض زیادہ ہوجائیگا (نبض زیادہ چوڑی ہوجائیگی) اور اسی طرح اس کا بطوء اور تفاوت بھی بڑھ جائیگا۔ لیکن اسکے برعکس اگر شریان میں سختی ہو، تو ان سب چیزوں میں کمی آجائیگی (یعنی عرض، بطوء اور تفاوت کم ہوجائیگا)۔

حرارت کی زیادتی جس طرح ضعف پیدا کرتی ہے، اسی طرح برودت کی زیادتی بھی، مگر ان دونوں میں فرق ہے: برودت میں ضعف پیدا کرنے کی جتنی قابلیت ہے، اتنی حرارت میں نہیں۔ اسی مقصود کو اب شیخ بیان کرنا چاہتے ہیں:

والضعف الذی یورثه سوء المزاج البارد اکثر من الذی یورثه سوء المزاج الحار لان الحار اشد موافقةً للغریزیة

سوءِ مزاج حار سے جتنا ضعف پیدا ہوا کرتا ہے، اس سے زیادہ سوءِ مزاج بارد سے ہوتا ہے؛ کیونکہ بمقابلہ برودت کے حرارت کو طبیعت سے زیادہ موافقت ومناسبت ہے (چنانچہ بحث مزاج میں اس کی پوری تفصیل گذر چکی ہے)۔

واما المزاج الرطب فیتبعه الموجیة والاستعراض

مرطوب المزاج والوں کی نبض میں موجیت ہوتی ہے، اور ان کی نبض میں عرض زیادہ ہوتا ہے (چوڑی زیادہ ہوتی ہے) +

والیابس یتبعه الضیقُ والصلابةُ ثم ان کانت القوة قویة والحاجة شدیدة حدث ذوالقرعتین والمتشنج والمرتعش

اور **یابس المزاج** والوں کی نبض میں تنگی اور سختی ہوتی ہے۔ پھر اگر (یبوست کے باوجود) قوت بھی قوی ہو، اور حاجت بھی شدید ہو، تو نبض ذوالقرعتین متشنج اور مرتعش پیدا ہو جاتی ہے +

ثم الیك ان ترکب علی حفظ منك للاصول

(جب مزاج مفرد کے لحاظ سے نبض کے احکام تمھیں معلوم ہوگئے، تو) اب یہ تمھارا کام ہے کہ اصول کی حفاظت کرتے ہوئے تم ان کو ترکیب دے لو (چنانچہ مثلاً اگر کسی شخص کا مزاج حار رطب ہو، تو اس کی نبض کی حالت مزاج حار اور مزاج رطب کی حالت سے مرکب ہو گی) +

وقد یعرض لانسان واحد ان یختلف مزاج احد شقیه فیکون احد شقیه باردًا والاخر حارًا فیعرض له ان یکون نبضا شقیه مختلفین الاختلاف الذی توجبه الحرارة والبرودة فیکون الجانب الحار نبضه نبض المزاج الحار والجانب البارد نبضه نبض المزاج البارد

بعض مرتبہ اتفاقاً ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ ایک ہی شخص کے دونوں جانب (دائیں اور بائیں شق) کا مزاج ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، ایک پہلو اگر سرد ہوتا ہے، تو دوسرا پہلو گرم؛ اس لئے دونوں شق کی نبض بہ تقاضائے حرارت وبرودت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے: چنانچہ گرم جانب کی نبض وہی ہوتی ہے جو مزاج کی گرمی سے (گرم مزاج والوں میں) پیدا ہوتی ہے (جسکو پہلے بتایا جا چکا ہے)، اور سرد جانب کی نبض اُس قسم کی ہوتی ہے جو مزاج بارد سے (بارد المزاج والوں میں) پیدا

ہوتی ہے +

ومن هذا يعلم ان النبض فے انبساطه وانقباضه ليس على سبيل مد و جزر من القلب بل على سبيل انبساط وانقباض من جرم الشريان نفسه

اس سے معلوم ہوگیا کہ (دونوں جانب کی) نبض کا انبساط وانقباض (اور ان میں باہمی اختلاف) قلب کے مد وجزر سے وابستہ نہیں ہے (قلب کے جوار بھاٹے سے متعلق نہیں ہے، کہ قلب ایک جانب خون زیادہ روانہ کرتا ہے، اور دوسری جانب کم) بلکہ خود جرم شریان کے انبساط وانقباض سے وابستہ ہے (یعنی ایک جانب کی شریان حرارت کی وجہ سے پھیل جاتی ہے، اور دوسری جانب کی شریان برودت کی وجہ سے سکڑ جاتی ہے)۔

شیخ کے اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض صورتوں میں ایسی مثال ملتی ہے کہ ایک جانب کی نبض مثلاً حرارت کی وجہ سے قوی اور عظیم ہو جاتی ہے، اور دوسرے ہاتھ کی نبض برودت کی وجہ سے ضعیف وصغیر ہو جاتی ہے، تو اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک جانب کی شریان بذات خاص متعلقہ اسباب سے مثلاً حرارت سے پھیل جاتی ہے، اور اس کا انبساط قوی اور بڑا ہو جاتا ہے، اس لئے اس حار جانب کی نبض عظیم وقوی ہو جاتی ہے۔ اور دوسری جانب کی شریان برودت کے اثر سے سکڑ جاتی ہے، اور متعلقہ اسباب سے اسکا انبساط ضعیف اور چھوٹا ہو جاتا ہے۔ اس لئے بارد جانب کی نبض صغیر اور ضعیف ہو جاتی ہے +

اس کے برعکس اگر یہ کہا جائے کہ نبض کا انبساط وانقباض بذات خاص جرم شریان کے سکڑنے اور پھیلنے سے وابستہ نہیں ہے، بلکہ قلب کے جوار بھاٹے اور مد وجزر پر موقوف ہے۔ یعنی جب قلب سے خون کا سیلاب ایک جانب قوت کے ساتھ شریانوں میں روانہ ہوتا ہے، جسکو قلب کا مد یا "جوار" کہنا چاہئے، تو نبض عظیم اور قوی ہوتی ہے، اور جب اسکا سیلاب دوسری جانب کمی کے ساتھ شریانوں میں روانہ ہوتا ہے، جسکو قلب کا جزر (بھاٹا) کہنا چاہئے، تو نبض ضعیف اور صغیر ہوتی ہے +

تو یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ قلب سے تو ایک مقدار میں خون دونوں جانبوں کی طرف روانہ ہوتا ہے، اور قلب کی قوت دونوں جانبوں کے لئے برابر کام کرتی ہے، حالانکہ مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ کا ہے ایک ہی شخص کی دونوں، دائیں اور بائیں نبضیں، برودت وحرارت کے اثر سے کم وبیش ہو جایا کرتی ہیں؛

پھر اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ نبض کا انقباض وانبساط نفس شریان کے انقباض وانبساط کے ساتھ وابستہ ہے۔ جس طرف کی شریان براہ راست کسی وجہ سے زیادہ پھیلیگی، اُس جانب کی نبض عظیم وقوی ہوجائیگی۔ چنانچہ صورت مذکورہ میں عمل حرارت سے ایک طرف کی شریان چونکہ پھیل جاتی ہے اسلئے اس طرف کی نبض عظیم ہوجایا کرتی ہے، اور دوسری جانب کی شریان عمل برودت سے چونکہ سکڑ جایا کرتی ہے، اس لئے اس جانب کی نبض صغیر ہوجاتی ہے۔ اس پہلوی اور جانبی حرارت وبرودت کا اثر قلب پر نہیں پڑتا ہے، اور نہ اس اختلافِ نبض میں قلب کے فعل کو دخل ہے۔ وہ تو برابر دونوں طرف کی شریانوں میں ایک جیسی قوت سے، اور ایک مقدار پر خون روانہ کرتا ہے۔ لیکن جدھر کی شریان زیادہ پھیلی ہوئی ہوتی ہے، وہ زیادہ خون کو لے لیتی ہے، اور جس طرف کی شریان تنگ ہوتی ہے، اُس میں خون کم جاتا ہے۔

یہ تمکو پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ نبض کی حرکت کا دار و مدار اور علت فاعلی قلب کی قوت حیوانیہ ہے، جسکو اسباب ماسکہ میں سب سے پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قلب کی یہ قوت دونوں جانبوں کے لئے برابر کام کرتی ہے، اور قلب ہی کے انقباض وانبساط پر تمام بدن کی شریانوں کی حرکت موقوف ہے۔ لیکن چونکہ شریانوں کے اندر مخصوص الیاف عصبیہ وعضلیہ کی وجہ سے اس امر کی قابلیت پائی جاتی ہے کہ انکا قطر دیگر اثرات سے (مثلاً حرارت وبرودت سے) چھوٹا بڑا ہو سکتا ہے، جیسا کہ ورم حار اور چوٹ کے آس پاس کی شریانیں زیادہ پھیل جایا کرتی ہیں، اس لئے یہ ممکن ہے کہ ایک جانب کی شریان اُس جانب کی حرارت کی وجہ سے پھیل جائے، اور دوسری جانب کی شریان برودت کے اثر سے تنگ ہوجائے۔ الغرض قلب کی تحریک اور اسکا عمل مشترک اور عام ہوا کرتا ہے، اور اس قسم کے مقامی اختلافات مقامی اثرات سے شریانوں میں حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس قسم کے مقامی اختلاف کا تعلق قلب سے وابستہ نہ ہو سکیگا۔

الفصل التاسع فی نبض الفصول — فصل (۹) مختلف موسموں کی نبض

امّا الربیع فیکون النبض فیہ معتدلاً فی کل شئ وزائداً فی القوۃ — **موسم ربیع کی نبض** ہر چیز میں (تمام مذکورہ اجناس میں) معتدل ہوتی ہے، لیکن قوت میں زائد ہوتی ہے۔

وفی الصیف یکون سریعاً متواتراً للحاجۃ صغیراً ضعیفاً لانحلال — **موسم گرما کی نبض** شدتِ حاجت کی وجہ سے سریع اور متواتر ہوتی ہے، اور موسم گرما کی بیرونی شدید اور

القوة بتحلل الروح للحرارة الخارجة المستولية المفرطة

غالب حرارت کی وجہ سے چونکہ روح تحلیل ہو جاتی ہے، اور روح کے تحلیل ہوجانے سے قوت تحلیل ہو جاتی ہے؛ اس لئے گرما کی نبض صغیر، اور ضعیف بھی ہوتی ہے +

واما فی الشتاء فیکون اشدّ تفاوتاً وابطأ وضعیفا مع انه صغیر لان القوة تضعف

موسم سرما کی نبض میں مقابلۃً تفاوت، بطوء، اور ضعف زیادہ ہوتا ہے، اور ان باتوں کے ساتھ وہ صغیر بھی ہوتی ہے، اسلئے کہ سرما میں قوت (قوت قلبیہ) ضعیف[1] ہو جاتی ہے (بشرطیکہ وہ ممالک بہت ہی ٹھنڈے ہوں، اور انسان کا مزاج بھی بارد اور ضعیف ہو، کہ وہ شدتِ برودت کا متحمل نہ ہوسکے۔ ورنہ اس کے برعکس وہی صورت پیدا ہوگی، جسے شیخ نے ذیل میں بیان کیا ہے:)

وفی بعض الابدان یتفق ان تحتقن الحرارة فی الغور فتجتمع وتقوی القوة وذلك اذا كان المزاج الحار غالباً مقاوماً للبرد لا ینفعل عنه فلا یعمق البرد

بعض لوگوں میں گاہے یہ ہوتا ہے کہ (برودتِ موسم کی وجہ سے) حرارت بدنی اندر گہرائی کی طرف جا کر اکٹھی ہو جاتی ہے، جس [illegible]ت (بجائے ضعیف ہونے کے) قوی ہوجاتی ہے۔ لیکن ایسا اُس وقت وقوع پذیر ہوتا ہے، جبکہ اُس شخص کے مزاج میں حرارت کا غلبہ ہو، جو برودت سے مقابلہ کرتی ہے، اور اُس سے متأثر (اور مغلوب) نہیں ہوتی۔ اس لئے ایسے گرم مزاج شخص کے بدن میں سردی گھسنے نہیں پاتی (کہ اندر جا کر قوت کو کمزور و برباد کر دے) +

واما فی الخریف فیکون النبض مختلفاً والی الضعف ما هو امّا

موسم خریف کی نبض مختلف ہوتی ہے، اور ضعف کی طرف اسکا خاص میلان ہوتا ہے۔ چنانچہ اس

[1] اگر بجائے اس کے یہ کہا جاتا، تو بہتر ہوتا کہ "موسم سرما میں حاجت ترویح کم ہو جاتی ہے"؛ کیونکہ یہ غلط ہے کہ سرما میں قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر وہ شرائط بڑھائے جائیں، تو یہ حکم صحیح ہو سکے گا +

اختلافہ فبسبب کثرۃ استحالۃ المزاج العرضی فی الخریف تارۃً الی حر و تارۃ الی برد واما ضعفہ فلذلک ایضًا فان المزاج المختلف کل وقت اشد نکایۃ من المتشابہ المستوی وان کان ردیا

موسم کی نبض میں "اختلاف" تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ موسم خریف کے (طبعی مزاج میں اگرچہ اعتدال ہے، مگر اسکے) عارضی مزاج میں (دن رات اور صبح وشام ہوا کی لطافت کی وجہ سے) بہت زیادہ تغیرات واستحالات ہوا کرتے ہیں، گاہے گرمی کا غلبہ ہو جاتا ہے (جیسا کہ دوپہر کے وقت) اور گاہے سردی کا (جیسا کہ صبح وشام اور رات کے وقت۔ الغرض حالات کے بار بار بدلنے اور بدن پر توارد واضداد واقع ہونے کی وجہ سے قوت ضعیف ہو جاتی ہے، اور ضعفِ قوت کی وجہ سے نبض میں اختلاف رونما ہو جاتا ہے)۔ علی ہذا اس موسم کی نبض میں "ضعف" بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے، کیونکہ جس مزاج میں ہر وقت تغیر واختلاف ہوا کرتا ہے وہ اُس مزاج کے مقابلہ میں زیادہ ایذا پہونچاتا (اور ضعف کا باعث بنتا ہے) جو ہموار اور مستوی ہو؛ خواہ یہ ہموار مزاج ردی اور فاسد ہی کیوں نہ ہو (بشرطیکہ فساد ورداءت دونوں میں مشترک ہو۔ اب ظاہر ہے کہ جو مزاج فاسد ہونے کے باوجود مختلف الاحوال ہو، اور ہر وقت اس کی وجہ سے بدن پر توارد اضداد ہو رہا ہو، وہ یقیناً ضعف زیادہ پیدا کریگا)۔

ولان الخریف زمان مناقض لطبیعۃ الحیوۃ لان الحر فیہ یضعف والیبس یشتد

دوسرے، خریف کی نبض میں ضعف اس وجہ سے بھی لاحق ہوتا ہے کہ خریف کا موسم طبیعتِ حیات (مقتضائے حیات) کے خلاف ہے؛ کیونکہ خریف کے موسم میں حرارت تو ضعیف ہوتی ہے، اور یبوست شدید (حالانکہ طبیعتِ حیات کے لئے حرارت ورطوبت کی ضرورت شدید ہے، اور ان ہی دونوں چیزوں سے زندگی کے سارے کام چل رہے ہیں)۔

واما نبض الفصول التی بین الفصول فانہ یناسب الفصول التی تکتنفها

رہی اُن موسموں کی نبض جو مختلف موسموں کے درمیان میں ہوتے ہیں (مختلف موسموں کے درمیانی اوقات کی نبض، جبکہ ایک موسم دوسرے موسم میں داخل ہوتا ہے، اور جسکو "زمانۂ تداخل" کہا جاتا ہے)، توان کے احکام متصلہ اور متواصلہ فصول کے احکام کے مطابق ہوتے ہیں ٭

یعنی مذکورہ بالا احکام تو وہ تھے جو ہر موسم کے درمیانی زمانے میں رونما ہوتے ہیں، جبکہ وہ موسم اپنی پوری تیزی پر ہوتا ہے، اور جبکہ اُس موسم کا پورا مزاج اور پوری طبیعت بلا کسی تغیر کے پائی جاتی ہے؛ رہے وہ احکام جو اُس زمانہ سے وابستہ ہیں؛ جو ان موسموں کے درمیان ہوتا ہے، مثلاً ربیع کا ابتدائی زمانہ اور موسم سرما کے اختتام کا زمانہ، تو ان موسموں کے احکام برودت، حرارت کی کمی و بیشی کے لحاظ سے وہی ہونگے جو ان کے زمانہ کے آس پاس موسم گذرے ہیں۔ مثلاً مثال مذکور میں سرما کا اختتام ہے اور ربیع کی ابتداء، تو اس زمانہ کی نبض میں دونوں متصلہ موسموں کا اثر ہوگا ٭

الفصل العاشر فی نبض البلدان

فصل (۱۰) مختلف ممالک کی نبض

من البلدان معتدلۃ ربیعیۃ ومنها حارۃ صیفیۃ ومنها باردۃ شتویۃ ومنها یابسۃ خریفیۃ فیکون احکام النبض فیها علی قیاس ما عرفت من نبض الفصول

بعض ممالک (آب و ہوا کے لحاظ سے، معتدل ہوتے ہیں، اور ان کی حالت موسم ربیع کی سی ہوتی ہے؛ بعض ممالک گرم ہوتے ہیں، اور ان کی حالت موسم گرما کی سی ہوتی ہے؛ بعض ممالک سرد ہوتے ہیں، اور انکی حالت موسم سرما کی سی ہوتی ہے؛ بعض ممالک خشک ہوتے ہیں، اور ان کی حالت موسم خریف کی سی ہوتی ہے؛ اس لئے ان ممالک کے نبض کے احکام انہی موسموں کی نبض پر قیاس کرنا چاہیئے، جو تمھیں معلوم ہو چکی ہے ٭

الفصل الحادی عشر فی النبض الذی یوجبہ المتناولات	فصل (۱۱) وہ نبض جو مختلف چیزوں کے کھانے پینے سے پیدا ہوتی ہے
المتناول یغیر حال النبض بکیفیتہ وکمیتہ	مُتَنَاوَلات (کھانے پینے کی چیزیں. خواہ دوار ہوں، یا غذار، یا پانی وغیرہ) نبض میں اپنی کیفیت کے ذریعہ بھی تغیر پیدا کرتے ہیں، اور اپنی کمیت (مقدار کے ذریعہ بھی) +
اما من کیفیتہ فبان یمیل الے التسخین اوالی التبرید فیغیرہ بمقتضے ذلک	چنانچہ کیفیت کے ذریعہ تغیر پیدا کرنے کی صورت یہ ہے کہ شئے تناول (یعنی ماکول یا مشروب) جب گرمی یا سردی کی طرف مائل ہوتی ہے (یعنی اس میں گرمی یا سردی اعتدال سے زیادہ ہوتی ہے) تو یہ اپنے میلان کے تقاضے کے مطابق نبض میں تغیر پیدا کر دیتی ہے +
واما من کمیتہ فان کان معتدلا صار النبض زائدا فی العظم والسرعۃ والتواتر لزیادۃ القوۃ والحرارۃ ویلبث ھذا التاثیر مدۃ	اور کمیت کے ذریعہ تغیر پیدا کرنے کی صورت یہ ہے کہ جب شئے تناول (ماکول ومشروب) کمیت کے لحاظ سے معتدل ہوتی ہے، تو نبض میں عظم، سرعت، اور تواتر اس لئے بڑھ جاتا ہے کہ (ایسی معتدل المقدار غذار سے) بدن میں قوت اور حرارت بڑھ جاتی ہے، اور یہ اثر ایک عرصہ تک قائم رہتا ہے (یعنی نبض میں یہ اثر اُس وقت تک قائم رہتا ہے، جب تک اُس غذار معتدل المقدار کا اثر بدن میں بلحاظ قوت وحرارت کے قائم رہتا ہے) ÷
وان کان کثیر المقدار جداً صار النبض مختلفاً بلا نظام لثقل الطعام علے القوۃ	اور جب غذار مقدار کے لحاظ سے زیادہ کھائی جاتی ہے، تو چونکہ غذار کے بوجھ سے قوت دب جاتی ہے، اس لئے اس وقت نبض مختلف چلتی ہے، اور اس اختلاف میں نظام بھی نہیں رہتا ہے ÷

گیلانی کا قول ہے: بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ غذار کھاتے ہی، قبل اس کے کہ اس سے اخلاط وغیرہ بنیں. اور بعض اوقات صرف غذا کی مرغوب بو کے پہونچنے سے نبض میں قوت اور عظم پیدا

ہو جاتا ہے"۔

اس میں اثر زیادہ تر نفس کے تاثرات اور خیالات کا ہے، جس سے انفعال تغذیہ اور انفعال تولید حرارت میں تحریک پہونچ جایا کرتی ہے، جس سے قلب و دماغ کے انفعال بہت جلد تیز یا سست ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کسی خبر مفرح کے سننے سے قلب کی حرکت تیز ہو جایا کرتی ہے۔ اسی طرح اور بھی دیگر موثرات ہیں، جو قلب کے فعل میں تغیر و اختلاف پیدا کر دیتے ہیں +

وکل ثقل یوجب اختلاف النبض

اور ثقل خواہ کسی قسم کا ہو (یعنی غذار کا بوجھ خواہ کسی درجہ کا ہو) نبض میں اختلاف پیدا ہی کر دیا کرتا ہے +

گیلانی نے ثقل غذار کے تین مدارج بیان کئے ہیں: (۱) غذار کی کثرت درجۂ افراط کی ہو؛ (۲) غذار کی کثرت حد افراط سے کم ہو؛ (۳) غذار کی کثرت درجۂ اعتدال سے بھی کم ہو، لیکن بہرحال کثرت ضرور ہو +

وزعم ارکاغانیس ان سرعتہ یکون اشد من تواترہ وھذا التغیر لا یثبت لان السبب ثابت وان کان فی الکثرۃ دون ھذا کان الاختلاف منتظما وان کان قلیل المقدار کان النبض اقل اختلافا وعظما وسرعۃ ولا یثبت تغیرہ کثیرا لان المادۃ قلیلۃ تنھضم سریعا

لیکن ارکاغانیس (یا بہ نسخۂ دیگر ــــ ارجیجانس) کا گمان ہے کہ اس وقت (ثقل غذار کے وقت، جبکہ غذار کی کثرت حد افراط تک کی گئی ہو) نبض کے تواتر میں اتنی شدت نہیں ہوتی، جتنی کہ اسکی سرعت میں ہوتی ہے۔ اس وقت نبض کا یہ تغیر دیر تک اس لئے قائم رہتا ہے کہ سبب تغیر (یعنی ثقل غذار) بھی دیر تک باقی رہتا ہے۔ پھر اگر غذار کی کثرت اس سے کم ہو، تو نبض کے اختلاف میں انتظام بھی ہوگا۔ اور اگر ثقل تھوڑا ہو، (اور غذار کی کثرت کمی کے ساتھ ہو) تو نبض میں اختلاف بھی کم ہوگا، عظم بھی کم ہوگا، سرعت بھی کم ہوگی۔ پھر نبض کا یہ تغیر (اس صورت میں) بہت زیادہ دیر تک باقی بھی نہیں رہیگا، اس لئے کہ اس وقت میں مادہ (مادۂ غذائیہ) چونکہ تھوڑا ہے، وہ جلد ہضم ہو جائیگا (اور ثقل جلد ہی دور ہو جائیگا)

ثم ان خارت القوۃ وضعفت من الامتلاء والاقلال ایھما کان

پھر اگر غذار کی (بیقاعدہ) زیادتی سے قوت نڈھال و ناتواں ہو جائے، یا غذار کی کمی سے، ان دونوں صورتوں

تضاهی النبضان فی الصغر والتفاوت اخر الامر — میں سے کوئی بھی صورت ہو، انجام کار دونوں حالتوں میں یکساں طور پر نبض کے اندر صغر اور تفاوت پیدا ہوجائیگا۔

یعنی بار بار غذا کی بیقاعدہ زیادتی کرنے سے بھی انجام کار قوت ضعیف ہوجاتی ہے، اور غذا کی کمی سے بھی، اسلئے انجام کار دونوں صورتوں میں ضعف کے آثار نمودار ہونے کے بعد نبض صغیر اور متفاوت ہوجائیگی۔

وان قویت الطبیعة علی الهضم والاحالة عاد النبض معتدلا — پھر جب طبیعت (ضعف کے بعد قوی ہوکر) ہضم و احالہ پر قادر ہوجاتی ہے، تو پھر از سر نو نبض معتدل ہوجاتی ہے۔

کیونکہ غذا میں زیادتی کرنے سے نبض میں تغیر تو اس وجہ سے لاحق ہوجاتا ہے کہ فساد ہضم کے باعث اخلاط صالحہ کی بدن میں کمی ہوجاتی ہے، اور غیر منہضم رطوبات فاسدہ کی کثرت۔ پھر جب از سر نو قوت پیدا ہوگی، تو اچھے اخلاط زیادہ بننے لگیں گے، اور یہ رطوبات ہضم و استحالہ کے بعد اچھی رطوبات میں تحلیل ہوجائیں گی۔ اور غذا میں کمی کرنے سے نبض میں تغیر اس وجہ سے لاحق ہوتا ہے کہ اس سے اخلاط صالحہ کی بدن میں کمی ہوجاتی ہے۔ پھر جب از سر نو قوت پیدا ہوگی، تو اب غذائیں بہ آسانی ہضم ہوںگی اور اخلاط صالحہ کی کمی نہ رہے گی؛ اسلئے اب نبض طبعی حالت پر لوٹ آئیگی۔

شراب کے اثرات نبض میں

وللشراب خصوصیة وهو ان الکثیر منه وان کان یوجب الاختلاف فلا یوجب منه قدرا یعتد به وقدرا یقتضی ایجابه نظیره من الاغذیة وذلک لتخلخل جوهره ولطافته ورقته وخفته — لیکن شراب میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ اسکی کثرت اگرچہ نبض میں اختلافات پیدا کرتی ہے، مگر اس سے معتدبہ اور کافی اختلاف پیدا نہیں ہوتا، جتنا کہ اسکے برابر کی دوسری اغذیہ سے ہوا کرتا ہے۔ شراب سے اختلاف کم نمودار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شراب کا جوہر (دوسری غذاؤں کے مقابلہ میں) متخلخل، لطیف، رقیق، اور خفیف ہوتا ہے۔

غذاؤں میں جب زیادتی کی جائیگی، اس سے نبض میں اختلاف ضرور پیدا ہوگا؛ مگر ان میں باہم اختلاف ہے: یعنی لطیف غذائیں نسبتاً کم اختلاف پیدا کرتی ہیں، اور غلیظ غذائیں زیادہ؛ لیکن شراب مذکورہ بالا وجہ سے لطیف غذاؤں سے بھی کمتر اختلاف پیدا کرتی ہے۔ گیلانی

واما اذا کان الشراب باردا بالفعل فیوجب ما یوجبه البارد — لیکن شراب جب بالفعل بارد ہوتی ہے، تو دوسری ٹھنڈی چیزوں (برف وغیرہ) کی طرح نبض میں صغر، تفاوت

من التصغیر وایجاب التفاوت وابطوء ایجابا بسرعة لسرعة نفوذه ثم اذا سخن فی البدن اوشك ان یزول ما یوجبه

اور بطور پیدا کرتی ہے، اور یہ باتیں تیزی سے اس لئے پیدا کرتی ہے، کہ شراب میں تیزی سے نفوذ کر جانے کی قوت پائی جاتی ہے۔ پھر جب بدن کے اندر داخل ہوکر شراب گرم ہو جاتی ہے (اور بدن کی حرارت سے اس کی عارضی برودت ٹوٹ جاتی ہے) تو تقریبًا وہ باتیں زائل ہو جاتی ہیں جو شراب (کی بالفعل برودت) سے پیدا ہوئی تھیں (اور پہلی باتیں لوٹ آتی ہیں)۔

شیخ نے اس موقعہ پر "تقریبًا" اس لئے کہا ہے کہ جب ٹھنڈی شراب بدن کے اندر داخل ہوکر گرم ہوتی ہے، تو ممکن ہے کہ نبض کی سابقہ طبعی حالت پورے طور پر نہ لوٹے، بلکہ اس میں کم و بیش اختلاف و تغیر باقی رہ جائے۔ اور یہ بہت ممکن ہے۔

والشراب اذا نفذ فی البدن وهو حار لم یکن بعیدا جدا عن الغریزة وكان یعرض تحلل سریع

جب گرم ہونے کی حالت میں شراب بدن کے اندر داخل ہوتی ہے (یعنی جبکہ شراب پینے کے وقت بارد بالفعل نہیں ہوتی ہے) تو یہ طبیعت سے زیادہ دور نہیں ہوتی ہے (اس لئے اس سے اس وقت بدن میں ایسے زیادہ تغیرات پیدا نہیں ہوتے، جو نبض میں زیادہ اختلاف و تغیر پیدا کریں؛ اس کے برعکس جب ٹھنڈی شراب پی جاتی ہے تو تمھیں معلوم ہوچکا ہے کہ اس سے کیا کیا تغیرات نبض میں رونما ہوتے ہیں)۔ اور اس کی یہ عارضی حرارت جلد ہی تحلیل بھی ہو جاتی ہے (یعنی اول تو گرم شراب کے پینے سے بدن میں کچھ زیادہ تغیرات رونما نہیں ہوتے، اور اگر اس کی عارضی گرمی سے بدن میں کچھ گرمی پیدا بھی ہو جاتی ہے، تو شراب کی یہ عارضی حرارت "عارضی" ہونے کی وجہ سے جلد ہی تحلیل بھی ہو جاتی ہے)۔

وان نفذ باردا بلغ فی النکایة ما لا یبلغه غیره من البارادات

اور جب سرد ہونے کی حالت میں بدن کے اندر داخل ہوتی ہے، تو یہ اسقدر بدن میں ایذا دہ ہو جاتی

لا نها تتأخر الى ان يسخن و لا
ينفذ بسرعة نفوذه و هذا
البارد الى النفوذ قبل ان يستوى
تسخينه وضرر ذلك عظيم
خصوصا بالابدان المستعدة
للتضرر به وليس كتضرر تسخينه
اذا نفذ سخينا فانه لا يبلغ
تسخينه فی اول الملاقات ان ينكی
نكاية بالغة بل الطبيعة
تتلقاه بالتوزيع والتفريق والتحليل
واما البارد فربما اقعد الطبيعة
واخمد قوتها قبل ان تنهض
للتوزيع والتفريق والتحليل

ہے کہ اسکے برابر کوئی دوسری ٹھنڈی چیز ایذا رنہیں پہنچا سکتی
کیونکہ یہ چیزیں گرم ہونے تک رکی رہتی ہیں، اور شراب
کی طرح تیزی کے ساتھ بدن میں نفوذ نہیں کرتیں۔ رہی
شراب، تو یہ (بدنی حرارت کے ذریعہ) گرم ہونے سے
پہلے ہی (عروق میں) نفوذ کرجاتی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں
کے بدن میں ٹھنڈی چیزوں سے ضرر پانے کی استعداد
وقابلیت ہوا کرتی ہے، وہ ٹھنڈی شراب سے بہت زیادہ
ضرر پایا کرتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر شراب گرم ہونے کی
حالت میں بدن کے اندر داخل ہوجائے، تو اس کی گرمی کا
ضرر اس کی سردی کے برابر نہیں ہوتا؛ کیونکہ شراب جب
گرم ہوتی ہے، تو وہ بدن سے ملاقی ہوتے ہی بہت زیادہ
ایذا رنہیں پہونچاتی ہے، بلکہ طبیعت اس گرم شراب سے
ملاقی ہونے کے بعد اسے اعضاء میں تقسیم کرتی۔ پھیلاتی۔
اور تحلیل کرتی ہے۔ رہی ٹھنڈی شراب (جو کہ سرد ہونے
کی حالت میں پی گئی ہو)، تو قبل اس کے کہ طبیعت اُسے
اعضاء میں تقسیم کرنے۔ پھیلانے، اور اسے تحلیل کرنے
کے لئے کھڑی ہو، بسا اوقات یہ طبیعت کو بٹھا دیتی اور طبعی
قوتوں کو بجھا دیتی ہے (اسلئے کہ **برودت** قوتوں کو بارزالنے والی
اور زندگی کی دشمن ہے اور **حرارت** طبیعت اور حیات کے
لئے مناسب اور اسکے افعال کے لئے آلہ ہے)۔

فهذا ما يوجبه الشراب بكثرة
المقدار وبالحرارة وبالبرودة
واما اذا اعتبر من جهة
تقويته فله احكام اخرى لانه
بذاته مقوّ للاصحاء وناعش

شراب کی صورت نوعیہ کے خواص

یہ سب تو شراب کے وہ اثرات تھے، جو شراب کی مقدار کی زیادتی سے، اور اس کی (بیرونی) گرمی سے اور سردی سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن جب اس امر کا لحاظ کیا جائے کہ شراب ایک مقوی چیز ہے، تو اس وقت اس کے دوسرے احکام ہونگے؛

للقوة بما يزيد في جوهر الروح بالسرعة

کیونکہ شراب اپنی ذات خاص سے تندرستوں کے لئے مقوی اور قوت کی بھڑکانے والی چیز ہے، اس لئے کہ یہ نہایت تیزی کے ساتھ جوہر روح میں اضافہ کر دیتی ہے +

اما التبريد والتسخين الكائن منه وان كان ضارًّا بالقياس الى اكثر الابدان فكل واحد منهما قد يوافق مزاجًا وقد لا يوافقه فان الاشياء الباردة قد تقوي الذين بهم سوء مزاج حار كما ذكر جالينوس ان ماء الرمان يقوي المحرورين دائمًا وماء العسل يقوي المبرودين دائمًا فالشراب من طريق ما هو حار بالطبع او بارد بالطبع قد يقوي طائفة ويضعف اخرى وليس كلامنا في هذا الآن

رہی وہ تبرید و تسخین، جو شراب (کے کم و بیش حار یا بارد ہونے کی وجہ) سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جو اگرچہ اکثر لوگوں کے مقابلہ میں مضر اور نقصان رساں ہے؛ مگر یہ بعض مزاجوں کے لئے موافق اور بعض مزاجوں کے لئے غیر موافق ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں میں سوء مزاج حار ہوتا ہے، اُن میں ٹھنڈی چیزیں "مقوی" ثابت ہوتی ہیں (اسی طرح شراب کی بعض قسموں سے اگر تبرید حاصل ہوگی، تو یہ بعض مزاجوں کے لئے موافق ہوگی، اور بعض کے لئے مخالف، یہی حال شراب کی بعض دوسری گرم قسموں کا ہے)۔ چنانچہ جالینوس نے ذکر کیا ہے کہ آب انار گرم مزاج والوں کے لئے ہمیشہ باعث تقویت ہوتا ہے (حالانکہ یہ بارد ہے)۔ اسی طرح آب شہد یعنے ماء العسل سرد مزاج لوگوں کے لئے ہمیشہ مقوی ثابت ہوتا ہے۔ **الغرض** شراب، اس لحاظ سے کہ یہ بالطبع گرم ہے، یا بالطبع سرد ہے، ایک گروہ کے لئے اگر مقوی ثابت ہوتی ہے، تو دوسرے لوگوں کے لئے مضعف۔ لیکن اس وقت ہماری گفتگو اس میں نہیں ہے +

یعنی اس وقت ہماری گفتگو شراب کی کیفیت کے بارہ میں نہیں ہے، اور نہ ہماری گفتگو کا تعلق اس سے ہے کہ شراب کی بعض قسموں سے بدن میں تبرید حاصل ہوتی ہے، اور بعض قسموں سے تسخین، اور یہ کہ بعض قسمیں دوسری قسموں کے مقابلہ میں بارد ہیں، یا حار ہیں +

بل في قوته التي بها يستحيل سريعًا الى الروح فان ذلك

بلکہ اس وقت ہماری گفتگو شراب کی قوت (یعنی شراب کی صورت نوعیہ اور اس کے خواص) میں ہے،

بذاته مقوٍّ دائماً

جس کی وجہ سے شراب روح میں تیزی کے ساتھ تبدیل ہو جایا کرتی ہے۔ اس لحاظ سے شراب کی ذات خاص ہمیشہ (اور ہر شخص میں، خواہ وہ گرم مزاج رکھتا ہو، اور خواہ سرد) باعث تقویت ہوتی ہے (اور نبض میں اس تقویت کے مطابق احکام پیدا کر دیتی ہے) +

فان اعانه احد هذين في بدن ازدادت تقويته وان خالفه انتقصت تقويته بحسب ذلك فيكون تغيره للنبض بحسب ذلك وان قوى زاد النبض قوة وان سخن زاد في الحاجة وان برد نقص من مقدار الحاجة وفي اكثر الامر يزيد في القوة وليس في كل حال يزيد في الحاجة حتى يزيد في السرعة

پھر اگر کسی بدن میں شراب کی ذاتی خاصیت کی امداد اس کی تبرید و تسخین سے بھی ہو جاتی ہے، تو شراب کی یہ تقویت اس امداد کے مطابق اس شخص میں بڑھ جاتی ہے اور اگر کسی بدن میں شراب کی یہ تبرید و تسخین (بجائے معاون ثابت ہونے کے) مخالف ہوتی ہے، تو شراب کی ذاتی تقویت اس شخص میں اس مخالفت کے مطابق گھٹ جاتی ہے اور انہی امور کے مطابق نبض میں تغیرات لاحق ہوتے ہیں (اور اس کے احکام قائم ہوتے ہیں)۔ چنانچہ جب شراب باعثِ تقویت ہوتی ہے (روح اور قویٰ میں اضافہ کر دیتی ہے) تو نبض میں بھی قوت بڑھ جاتی ہے؛ اور جب بدن میں (اپنی طبعی یا عارضی حرارت سے) سخونت پہونچاتی ہے، تو حاجتِ ترویح کو بڑھا دیتی ہے۔ اور اس کے برعکس جب شراب (اپنی طبعی یا عارضی برودت سے) بدن میں تبرید پیدا کرتی ہے، تو حاجتِ ترویح کو کم کر دیتی ہے۔ لیکن بیشتر اوقات شراب قوت ہی کو بڑھا دیا کرتی ہے، اور حاجت میں اضافہ ہمیشہ نہیں کیا کرتی ہے جس سے کہ نبض میں سرعت بڑھ جایا کرے +

مذکورہ بالا تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ شراب بالذات ہر شخص کے لئے مقوی ہے، اس لئے اس سے ہر مزاج میں اور ہر شخص میں قوت ضرور پیدا ہوگی۔ مگر چونکہ بعض لوگ گرم ہوتے ہیں، جنکے لئے ٹھنڈی شراب موافق ہوتی ہے، اور بعض لوگوں کا مزاج بارد ہوتا ہے، جس کے لئے گرم شراب موافق

ہوتی ہے، اسلئے ایسے مختلف المزاج لوگوں میں شراب کی ذاتی تقویت یکساں اور برابر نہ پیدا ہوگی، بلکہ کم وبیش، مثلاً جو لوگ مزاجاً بارد ہیں، اُن میں ٹھنڈی شراب مخالفت مزاجی کی وجہ سے شراب کی ذاتی تقویت کو کم کردیگی۔ اور گرم شراب ان میں شراب کی ذاتی تقویت کی معاون ثابت ہوگی۔ اسی طرح گرم مزاج والوں کا حال قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اور اسی کے مطابق نبض کے احکام جاری ہونگے +

پانی کا اثر نبض میں

وأما الماء فهو بما ينفذ الغذاء يقوى ويفعل شبيهاً بفعل الخمر ولانه لا يسخن بل يبرد فليس يبلغ مبلغ الخمر في زيادة الحاجة

پانی چونکہ غذا کے نفوذ کرانے کا ذریعہ ہے (اور قوت غذا ہی سے حاصل ہوتی ہے) اس لئے پانی بھی "مقوی" ہے، اور یہ وہی کام کرتا ہے، جو شراب کرتی ہے۔ لیکن چونکہ پانی بدن میں حرارت کا اضافہ نہیں کرتا ہے، بلکہ ٹھنڈک پہونچاتا ہے؛ اسلئے حاجتِ ترویح شراب کی وجہ سے جس قدر بڑھ جایا کرتی ہے، پانی سے حاجتِ ترویح بڑھا نہیں کرتی (بلکہ پانی کی وجہ سے تو حاجتِ ترویح اور بھی گھٹ جایا کرتی ہے؛ پانی اگر کچھ کرتا ہے، تو بالعرض تقویت پہونچاتا، اور بالعرض حرارت غریزیہ کو قوی کرتا ہے) +

الفصل الثاني عشر في موجبات النوم واليقظة في النبض — فصل (۱۲) نیند اور بیداری کے اثرات نبض میں

اما النبض في النوم فيختلف احكامه بحسب الوقت من النوم وبحسب حال الهضم

نیند کی نبض کے احکام، نیند کے وقت کے لحاظ سے، اور ہضم کی حالت کے لحاظ سے، مختلف ہوا کرتے ہیں

فالنبض في اول النوم صغير ضعيف لان الحرارة الغريزية حركتها في ذلك الوقت الى الانقباض والغور لا الى الانبساط والظهور لانها في ذلك الوقت تتوجه بكليتها بتحريك النفس لها الى الباطن لهضم الغذاء وانضاج

چنانچہ نیند کی ابتداء میں نبض صغیر اور ضعیف ہوا کرتی ہے؛ اسلئے کہ اس وقت حرارت غریزیہ کی حرکت اور اس کا میلان سکڑنے اور اندرون بدن کی طرف گھسنے کا ہوتا ہے، نہ کہ پھیلنے اور باہر آنیکا۔ کیونکہ اس وقت حرارت غریزیہ کی پوری توجہ (بیشتر توجہ) نفس کی تحریک (اور اس کے حکم کی تعمیل سے) اندرونِ بدن کی طرف ہوتی ہے، تاکہ او دھر متوجہ ہوکر غذا کو ہضم کرے، اور فضلات میں نضج دے۔ اسلئے

الفضول فتکون کالمقهورة المحصورة لا محالة

لازمی طور پر حرارت غریزیہ اس وقت گویا دبی ہوئی، مغلوب اور گھری ہوئی سی (سمٹی ہوئی سی) ہوتی ہے +

ویکون ایضاً اشد بطوءً وتفاوتاً فان الحرارة وان حدث فیها تزید بحسب الاحتقان والاجتماع فقد عدمت التزید الذی یکون لها فی حال الیقظة بحسب الحرکة المسخنة

نیز اس وقت (بمقابلہ سابقہ بیداری کے) نبض میں نسبتاً بطوء اور تفاوت ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ سمٹنے اور اکٹھے ہونے سے گو حرارت غریزیہ میں ایک قسم کی زیادتی پیدا ہو جاتی ہے، لیکن نیند کی حالت میں وہ زیادتی مفقود ہو جایا کرتی ہے جو بیداری کی حالت میں حرکت مسخنہ سے حرارت غریزیہ میں حاصل ہوا کرتی تھی +

اب شیخ ذیل میں یہ بتانا چاہتا ہے کہ "نیند" میں روح سمٹ کر اور اکٹھی ہو کر زیادہ گرم ہو جاتی ہے، اور حاجت ترویح کو بڑھا دیتی ہے؛ اور "بیداری" میں بھی حرکت مسخنہ کی وجہ سے روح کے اندر حرارت پیدا ہو جاتی ہے، یہ دونوں چیزیں اگرچہ روح کی حرارت کو بڑھا دیتی ہیں، مگر یہ دونوں برابر نہیں ہیں، بلکہ حرکت کا درجہ بلند ہے، اسی لئے بیداری میں بمقابلہ نیند کے نبض نسبتاً سریع اور متواتر ہوا کرتی ہے:

والحرکۃ اشد انهاباً وامالۃ الی جهة سوء المزاج والاجتماع والاحتقان المعتدل ان اقل الهاباً واحوج الی الحرارة الی القلق

(ان دونوں چیزوں کو اگر مقابلۃً دیکھا جائے، اور دونوں چیزوں کی تولید حرارت کا تناسب قائم کیا جائے، تو) "حرکت" مقابلۃً روح میں زیادہ حرارت پیدا کرتی (روح کو زیادہ بھڑکاتی) اور روح کو سوء مزاج کی طرف مائل کرنے کی زیادہ قوت رکھتی ہے، اس کے برعکس روح کا اندرونِ بدن کی طرف اعتدال کے ساتھ سمٹنا اور اکٹھا ہونا (جیسا کہ روزمرہ کی نیند میں ہوا کرتا ہے) مقابلۃً روح میں گرمی کم پیدا کرتا، اور حرارت میں کرب و بے چینی کم پیدا کرتا ہے (جس سے طبیعت تنفس و ترویح کے لئے زیادہ زور سے بے چین ہو جائے) +

وانت تعرف هذا من ان نفس المتعب وتلقه اکثر کثیراً من نفس المحتقن حرارته وقلقه

اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ جو شخص ریاضت کر کے تھک گیا ہو (یعنی جس نے ریاضت خوب حد کی ہو) اُس کا تنفس اور اُسکے تنفس کی بیقراری بمقابلہ اُس شخص کے سانس

بسبب شبيهٍ بالنوم مثاله المنغمس في ماء معتدل البرد وهو يقظان فانه وان احتقنت حرارته وتقوّت من ذلك لم تبلغ من تعظيمها النفسَ ما يبلغه التعب والرياضة القريبة منه واذا تأملت لم تجد شيئا اشبّ للحرارة من الحركة	کے بہت زیادہ ہوتی ہے، جس کی حرارت نیند جیسی کسی چیز سے اندرون بدن کی طرف سمٹ گئی ہو؛ مثلاً اُس شخص کو اوسط درجہ کے ٹھنڈے پانی میں بحالت بیداری غوطہ دیا گیا ہو. اس طرح غوطہ دینے اور پانی میں ڈبونے سے گو اس شخص کی حرارت اندرونِ بدن کی طرف سمٹ جائیگی، اور اس سے وہ قوی بھی ہو جائیگی، مگر اس سے اُس شخص کا سانس اتنا نہ بڑھ سکے گا، جتنا کہ تکان (تھکا دینے والی ریاضت) سے، اور اُس ریاضت سے بڑھ جایا کرتا ہے، جو (اپنی شدت وکثرت سے) تقریباً تھکا دینے والی ہو. جب تم اس پر غور کروگے، تو اس نتیجہ پر پہونچوگے کہ حرکت کے مقابلہ میں کوئی دوسری چیز (اسباب ستہ ضروریہ طبعیہ میں سے) حرارت بدنیہ کی بھڑکانے والی نہیں ہے (یعنی حرارت بدنی میں جتنا اشتعال حرکت سے پیدا ہوتا ہے، اتنا کسی اور سبب سے پیدا نہیں ہوتا، جو ستہ ضروریہ میں داخل ہو).

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ "نیند اور بیداری، دونوں اس لحاظ سے برابر ہیں کہ بدنی حرکت نہ نیند کی ذات میں داخل ہے، اور نہ بیداری کی ذات میں. یہ تو ایک الگ چیز ہے". تو اس اعتراض کا جواب شیخ اس طرح دے رہا ہے:

وليست اليقظة توجب التسخين بحركة البدن حتى اذا سكن البدن لم توجب ذلك بل انما توجب التسخين بانبعاث الروح الى خارج وحركته اليه على اتصال من تولده هذا	بیداری اگر موجب حرارت وتسخین ہے تو اس وجہ سے نہیں کہ بیداری کی حالت میں بدنی حرکت ہوا کرتی ہے، بایں معنے کہ اگر بدن ساکن ہو جائے، تو حرارت نہ پیدا ہو. بلکہ بیداری اس وجہ سے موجبِ حرارت ہے کہ بیداری کی حالت میں روح جب سے پیدا ہوتی ہے، برابر اور مسلسل باہر کی طرف پھیلتی اور حرکت کرتی رہتی ہے (یعنی بیداری کی حالت میں جسمانی حرکت نہ سہی، مگر روحانی حرکت برابر قائم رہتی ہے، جس سے بدن میں سخونت پیدا ہوتی رہتی ہے). —

اسے یاد رکھو — (اور دوسری باتوں کی طرف دھیان نکرو: مثلاً محمد ابن زکریا کی رائے ہے کہ نیند اور بیداری دونوں، میں نفس کی ایک حالت ہوتی ہے، اس لئے دونوں کا تقاضا اور اثر بھی ایک ہی ہے) +

فاذا استمرئ الطعام فی النوم عاد النبض یقوی لتزید القوة بالغذاء وانصراف ما کان اتجه الی الغور لتدبیر الغذاء الی خارج والی مبدأه ولذلك یعظم النبض ح ایضًا ولان المزاج یزداد بالغذاء تسخینا کما قلنا والآلة ایضًا تزداد بما ینفذ الیها من الغذاء لینًا ولکن لا یزداد کثیر سرعة و تواتر اذ لیس ذلك مما یزید فی الحاجة ولا ایضًا یکون هناك عن استیفاء المحتاج الیه بالعظم وحده مانع

پھر جب نیند کی حالت میں غذاء ہضم ہو چکتی ہے، تو نبض میں قوت پھر لوٹ آتی ہے، اس لئے کہ غذاء کی وجہ سے قوت بھی بڑھ جاتی ہے؛ نیز اس وجہ سے بھی کہ حرارت غریزیہ کی توجہ، جو پہلے تدبیر غذاء کی غرض سے اندر کی طرف ہو گئی تھی، اب پھر باہر کی طرف، اور اپنے مبدأ کی طرف (بیرونی اعضاء کی طرف، جہاں سے ابتداءً وہ اندر گئی تھی) ہو جاتی ہے (اس لئے اب قوت لوٹ آتی ہے)۔ اسی وجہ سے (قوت بڑھ جانے کی وجہ سے) اس وقت نبض عظیم بھی ہو جاتی ہے؛ نیز نبض میں عظم کے بڑھ جانے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ غذاء (کے ہضم ہو جانے) کی وجہ سے مزاج میں حرارت بھی زیادہ ہو جاتی ہے، جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں؛ اور غذاء کے نفوذ کرنے کی وجہ سے شریانوں میں نرمی بھی بڑھ جاتی ہے۔ لیکن نبض میں سرعت اور تواتر زیادہ نہیں بڑھتا ہے؛ اس لئے کہ اس سے (ہضم غذاء کی وجہ سے) حاجت ترویح کچھ زیادہ نہیں بڑھ جاتی ہے (کہ عظم نبض سے بھی کام نہ چلے، اور تواتر و سرعت کی ضرورت نہ پڑے)؛ اور نہ یہاں کوئی ایسی رکاوٹ ہوتی ہے، جو بقدر ضرورت عظم نہ حاصل ہونے دے۔ (ہاں اگر ایسی کوئی رکاوٹ ہوتی کہ بقدر ضرورت نبض میں عظم نہ حاصل ہو سکتا، تو اس کمی کا تدارک ''سرعت اور تواتر'' سے کیا جاتا) +

ثم اذا تمادی بالنائم

پھر جب سونے والا دیر تک سوتا رہتا ہے، تو نبض

النوم عاد النبض ضعيفا لاختناق الحرارة الغريزية وانضغاط القوة تحت الفضول التى حقها ان تستفرغ بانواع الاستفراغ الذى يكون باليقظة التى منها الرياضة والاستفراغات المحسوسة والاستفراغات التى لاتحس هذا	پھر ضعیف ہوجاتی ہے ؛ کیونکہ (نیند کی درازی کی صورت میں) حرارت غریزیہ اور قوت اُن نضلات کے نیچے دب جاتی ہے، جو بیداری کی حالت میں مختلف استفراغات کے ذریعہ بدن سے خارج ہوجایا کرتے ہیں۔ چنانچہ بیداری کے استفراغات کے اقسام میں سے ایک تو ریاضت ہے، دویم استفراغات محسوسہ (مثلاً بول وبراز، تھوک، رینٹھ وغیرہ) اور سویم استفراغات غیر محسوسہ (مثلاً بخارات کے ذریعہ مواد کا تحلیل ہونا)۔ —— اسے یاد رکھو ——

الغرض جب نیند جاری رہے گی، تو نہ ریاضت ہوگی، اور نہ استفراغات محسوسہ وغیر محسوسہ ہوسکینگے اس لئے بدن میں رطوبات وفضلات بکثرت جمع ہوکر حرارت غریزیہ اور قوت کو دبا دیں گے، اور نبض میں ضعف لاحق ہوجائیگا +

واما اذا صادف النوم من اول الوقت خلاءً ولم يجد ما يقبل عليه فيهضمه فانه يميل المزاج الى جنبة البرد فيدوم الصغر والبطوء والتفاوت فی النبض ولا يزال يزداد	لیکن جب نیند شروع ہی سے خلاء معدہ کو پاتی ہے (یعنی کوئی شخص خلاء معدہ کی صورت میں سو رہے) اور نہ وہ کسی ایسی چیز کو (ایسی خلط کو) پاتی ہے کہ اُس کی طرف توجہ کرکے اُسے ہضم کر ڈالے، تو ایسی نیند مزاج کو برودت کی طرف مائل کر دیتی ہے، جس سے نبض میں صغر، بطوء، اور تفاوت کا سلسلہ جاری ہوجاتا ہے، اور یہ برابر (اُس وقت تک) بڑھتا چلا جاتا ہے (جب تک نیند کا سلسلہ قائم رہتا ہے)؛
ولليقظة ايضًا احكام متفاوتة فانه اذا استيقظ النائم بالطبع مال النبض الى العظم والسرعة ميلاً متدرجًا ورجع الى حاله الطبيعى	**بیداری کے احکام نبض کے بارہ میں** بیداری کے احکام بھی (نیند کی طرح نبض میں) مختلف ہیں: چنانچہ جب سونے والا (نیند پوری کرکے) اپنے آپ بیدار ہوتا ہے، تو بتدریج نبض میں عظم اور سرعت حاصل ہوجاتی ہے، اور نبض اپنی طبعی حالت کی طرف (جو بیداری میں پہلے تھی) لوٹ آتی ہے +
واما المستيقظ دفعة بسبب مفاجی فانه يعرض له ان يفتر	لیکن جب کوئی شخص اچانک کسی ناگہانی حادثہ سے بیدار ہوتا ہے، تو اس کے بیدار ہوتے ہی (اور نیند سے

منه النبض كما يتحرك عن منامه لانهزام القوة عن وجه المفاجئ ثم يعود له نبض عظيم سريع متواتر مختلف الى الارتعاش لان هذه الحركة شبيهة بالقسرية فهي تلهب ايضا

اُٹھتے ہی) پہلے تو نبض (ذرا دیر کے لئے) ساکن ہو جاتی ہے۔ (یا نبض میں فتور لاحق ہو جاتا ہے) اسلئے کہ اس ناگہانی حادثہ سے قوت شکست کھا کر اندر کی طرف دوڑ جاتی ہے (اور قوت حیوانیہ تھوڑی دیر کے لئے تحریک سے رُک جاتی ہے) پھر نبض عظیم، سریع، متواتر، اور مختلف مائل بہ ارتعاش ہو جاتی ہے؛ اس لئے کہ یہ حرکت (طبیعت کی بیداری) "حرکت قسریہ" سے مشابہ ہوتی ہے (یعنی طبیعت بالجبر مقابلہ کے لئے مجبور ہوتی ہے، اس لئے اسے زیادہ قوت اور زور سے کام کرنا پڑتا ہے) جس سے بدنی حرارت بھڑک اُٹھتی ہے (جو نبض کو عظیم، سریع اور متواتر کر دیتی ہے) ٭

ولان القوة تتحرك بغتة الى دفع ماعرض طبعاً وتحدث حركات مختلفة فيرتعش النبض لكنه لا يبقى على ذلك زماناً طويلاً بل يسرع الى الاعتدال لان سببه وان كان كالقوي فثباته قليل والشعور ببطلانه سريع

اور (نبض کے مختلف مائل بہ ارتعاش ہونے کی وجہ یہ ہے کہ) چونکہ قوت طبعاً اس پیش آنے والے ناگہانی حادثہ کی دفعیہ کی غرض سے اچانک حرکت کرتی ہے، اس وجہ سے مختلف حرکات پیدا ہوتی ہیں (یعنی طبیعت گاہے تحریک نبض کی طرف طبعاً توجہ کرتی ہے، اور گاہے اس حادثہ کے دفعیہ کی طرف، اسلئے اس کی حرکتیں متخالف سرزد ہوتی ہیں) جس سے نبض میں طبعاً ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے. لیکن یہ ارتعاش کچھ زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہتا ہے، بلکہ جلد ہی اعتدال کی طرف لوٹ آتا ہے؛ اس لئے کہ اس ارتعاش کا سبب اگرچہ قوی اور مستحکم سا ہے، مگر اس کا قیام دیرپا نہیں ہے، اور اس سبب کے زوال وبطلان کا احساس (قوائے مدرکہ حساسہ) کو جلد ہی ہو جاتا ہے (اس لئے نبض بھی جلد ہی طبعی حالت کی طرف لوٹ آتی ہے) ٭

الفصل الثاني عشر في احكام نبض الرياضة — فصل (۱۲) ریاضت کی نبض کے احکام

اما في ابتداء الرياضة ومادامت معتدلة فان النبض يعظم ويقوى وذلك لتزيد الحرارة الغريزية وتقويته وايضا يسرع ويتواتر جدا لافراط الحاجة التي وجبتها الحركة

ریاضت کے ابتدائی زمانہ میں، اور جب تک ریاضت درمیانی درجہ کی (ریاضت معتدلہ) رہتی ہے، نبض عظیم اور قوی ہوتی ہے؛ کیونکہ ان حالات میں حرارت غریزیہ بڑھتی جاتی اور قوی ہوتی چلی جاتی ہے۔ نیز ان حالات میں نبض نہایت سریع اور متواتر ہوجاتی ہے؛ کیونکہ ان حالات میں حرکت کی تاثیر سے حاجت (حاجت نبض و نفس) بہت بڑھ جاتی ہے +

ریاضت کی تعریف اسی کتاب میں آنے والی ہے کہ ریاضت اوس ارادی حرکت کا نام ہے جس میں نفس عظیم کی اور متواتر کی ضرورت پڑتی ہے۔ پھر ریاضت معتدلہ اُسے کہتے ہیں جس میں بشرہ سُرخ ہوجاتا اور پھول جاتا ہے۔ اور پسینہ کی آمد شروع ہوجاتی ہے۔ لیکن جب بشرہ زرد اور لاغر ہوجاتا ہے، اور پسینہ بکثرت بہنے لگتا ہے تو یہ ریاضت مُفرَطہ ہے، جو نبض کو ضعیف کردیتی ہے۔

فان دامت وطالت او كانت وان قصرت شديدة جدا ابطل ما يوجبه القوة فضعف النبض وصغر لانحلال الحار الغريزي لكنه يسرع ويتواتر لامرين احدهما اشتداد الحاجة والثاني قصور القوة عن ان تفي بالتعظيم

لیکن جب ریاضت دیر تک قائم رہتی ہے، یا جبکہ ریاضت نہایت ہی شدید ہوتی ہے، خواہ بلحاظ مدت کے زیادہ لمبی نہ ہو تو اس حالت میں جو باتیں قوت کی وجہ سے پیدا ہوا کرتی تھیں، وہ مفقود ہوجائیں گی (یعنی نبض قوی اور عظیم نہ ہوسکے گی) چنانچہ اس حالت میں حرارت غریزیہ کے تحلیل ہوجانے کی وجہ سے نبض ضعیف و صغیر ہوجائے گی؛ لیکن سرعت و تواتر دو وجوہ سے قائم رہیں گے: ایک تو اس وجہ سے کہ اس حالت میں نبض کی حاجت شدید ہوتی ہے؛ دوسرے اس وجہ سے کہ اس حالت میں قوت اتنی کافی نہیں ہوتی ہے کہ نبض میں عظم پیدا کرسکے +

ثم لا يزال السرعة تنقص والتواتر يزيد على مقدار ما يضعف من القوة ثم اخر

اس کے بعد قوت جس قدر ضعیف ہوتی چلی جاتی ہے، اسی قدر سرعت برابر کم ہوتی چلی جاتی ہے؛ اور تواتر برابر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پھر انجام کار اگر اسی طرح

الا ان دامت الرياضة واُنهكت عاد النبض نمليًا للضعف ولشدة التواتر

ریاضت کا سلسلہ قائم رہے، جس سے بدنی قوتیں ضعیف ہو جائیں، تو ضعف اور شدتِ تواتر کی وجہ سے نبض نملی ہو جاتی ہے +

فان افرطت وكادت تقارب العطب فعلت جميع ما تفعله الانحلالات فتصير النبض الى الدودية ثم تميله الى التفاوت والبطوء مع الضعف والصغر

پھر اگر ریاضت میں اس سے بھی زیادہ افراط کی جائے حتیٰ کہ ہلاکت قریب آجائے، تو اس کے عمل سے تمام وہی باتیں پیدا ہوں گی، جو انحلالات (انحلال قوت) سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ اس حالت میں نبض کا میلان دودی کی طرف ہوتا ہے۔ پھر آخر میں وہ ضعف و صغر کے ساتھ متفاوت اور بطی ہو جاتی ہے +

الفصل الرابع عشر في احكام نبض المستحمين

فصل (۱۴) حمام کرنے والوں کی نبض کے احکام

الاستحمام اما ان يكون بالماء الحار واما ان يكون بالماء البارد والكائن بالماء الحار فانه في اوله يوجب احكام القوة والحاجة فاذا حلل بافراط اضعف النبض

حمام گاہے گرم پانی سے کیا جاتا ہے، اور گاہے ٹھنڈے پانی سے۔ چنانچہ جب حمام گرم پانی سے کیا جاتا ہے، تو اس سے ابتداءً وہی باتیں پیدا ہوتی ہیں، جو قوت و حاجت (شدتِ قوت اور شدتِ حاجت) کے اثر سے نمودار ہوا کرتی ہیں (یعنی نبض عظیم ہو جایا کرتی ہے)؛ لیکن جب حمام کی وجہ سے قوتیں بہت زیادہ تحلیل ہو جایا کرتی ہیں، تو نبض میں ضعف آجایا کرتا ہے +

قال جالينوس فيكون ح صغيرًا بطيئًا متفاوتا

جالینوس کہتا ہے کہ "اس وقت میں (یعنی ضعفِ نبض کے وقت میں) نبض صغیر، بطی، اور متفاوت ہوا کرتی ہے" +

اس موقعہ پر چونکہ جالینوس نے اپنے کلام کی زیادہ وضاحت نہیں کی ہے، اس لئے بظاہر اس کے کلام سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ اس حالت میں نبض ضعیف، صغیر، بطی اور متفاوت ہی ہوا کرتی ہے: اور اس میں کوئی خاص قید اور کوئی خاص شرط نہیں ہے؛ حالانکہ ایسا نہیں ہے؛ بلکہ بعض اوقات بجائے بطوء اور تفاوت کے سرعت اور تواتر بھی ہوا کرتا ہے؛ اسلئے شیخ نے اپنے کلام سے اس کی اس طرح

تفصیل کی ہے :

فنقول اما الضعف وتصغر النبض فمما يكون لا محالة لكن الماء الحار اذا فعل في باطن البدن تسخينا بحرارته العرضية فربما لم يلبث بل غلب عليه مقتضى طبعه وهو التبريد وربما لبث وتشبث

اسکے بعد ہم کہتے ہیں کہ (اس حالت میں) نبض کے اندر ضُعف اور صغر کا ہونا تو یہ ایک ایسی بات ہے کہ یہ لامحالہ ہوا ہی کرتی ہے (یہ تو ایک دائمی اور لازمی چیز ہے۔ رہے بطوء اور تفاوت، تو ان میں مختلف حالات اور آثار کے اختلاف سے فرق ہے ۔ چنانچہ شیخ فرماتے ہیں :) لیکن گرم پانی جب اپنی عارضی حرارت کے ذریعہ سے اندرونی اعضاء میں تسخین پیدا کرتا ہے، تو اسکی دو صورتیں ہیں: (۱) گاہے یہ تسخین دیرپا اور قائم نہیں رہتی ہے، بلکہ اسپر اس کے طبعی تقاضے کا، یعنی برودت کا غلبہ ہو جاتا ہے؛ اور (۲) گاہے وہ تسخین قائم ہو جاتی ہے، اور اُسکی گرمی اعضاء کے ساتھ چپٹ جاتی ہے +

فان غلب حكم الكيفية العرضية صار النبض سريعا متواترا وان غلب عليه مقتضى الطبيعة صار بطيئا متفاوتا

چنانچہ جب عارضی کیفیت کا حکم غالب ہوتا ہے (یعنی جبکہ بدن کے اندر گرم پانی کی گرمی قائم ہوتی ہے) تو نبض سریع اور متواتر چلتی ہے ؛ اور جب طبعی تقاضے کا غلبہ ہوتا ہے (یعنی اعضاء میں برودت غالب ہوتی ہے) تو نبض بطی اور متفاوت ہو جاتی ہے +

واذا بلغ التسخين العرضي منه فرط تحليل من القوة حتى يقارب الغشي صار النبض ايضا بطيئا متفاوتا

علے ہذا جب (گرم پانی کی) اس عارضی تسخین سے بدنی قوتیں اسقدر زیادہ تحلیل ہو جاتی ہیں کہ غشی قریب آجاتی ہے، تو اس حالت میں بھی نبض بطی اور متفاوت ہی ہوا کرتی ہے +

اس کلام کا خلاصہ یہ ہوا کہ گرم پانی سے حمام کرنے کی صورت میں جب تحلل کی زیادتی ہو جاتی ہے تو نبض کے اندر ضعف و صغر کا ہونا ایک دائمی امر ہے۔ رہے بطوء اور تفاوت، تو آخر میں یہ دونوں چیزیں بھی ہمیشہ ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ لیکن درمیانی زمانہ میں ان دونوں کے احکام گرم پانی کی کیفیت ذاتیہ اور کیفیت عرضیہ کی وجہ سے مختلف ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس درمیانی زمانہ میں گاہے نبض کے اندر

سرعت و تواتر نمودار ہوتے ہیں، جو انجام کار فرط تحلیل کی وجہ سے بطوء اور تفاوت میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ گیلانی۔

واما الاستحمام الكائن بالماء البارد فان غاص برده اضعف النبض وصغره واحدث تفاوتا وابطأ وان لم يغص بل جمع الحرارة زادت القوة فعظم النبض يسيرا ونقصت السرعة والتواتر

جب ٹھنڈے پانی سے حمام کیا جاتا ہے، تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر ٹھنڈے پانی کی برودت بدن کے اندر گھس جاتی ہے، تو یہ نبض کو ضعیف اور صغیر کر دیتی ہے؛ اور اس کے اندر تفاوت اور بطوء پیدا کر دیتی ہے؛ اور (۲) جب اس کی برودت بدن کے اندر داخل ہونے کی بجائے (مسامات کو بند کر کے) بدنی حرارت کو سمیٹ لیتی ہے، تو بدنی قوت میں اضافہ کر کے نبض میں کسیقدر عظم پیدا کر دیتی، اور سرعت و تواتر کو کم کر دیتی ہے +

واما المياه التي تكون في الحمات فالمجففات منها تزيد النبض صلابة وتنقص عن عظمه والمسخنات تزيد النبض سرعة الا ان تحلل القوة فيكون ما فرغنا من ذكره

رہے گرم چشموں کے پانی، تو ان میں سے جو مجفف ہیں (مثلاً میاہ شبیہ اور زاجیہ) وہ نبض میں صلابت بڑھا دیتے اور عظم گھٹا دیتے ہیں۔ اور ان میں سے جو مسخن ہیں (جن میں گندھک کا اثر غالب ہے، جن کو "میاہ کبریتیہ" کہا جاتا ہے) یہ نبض میں سرعت بڑھا دیتے ہیں۔ لیکن اگر ایسے میاہ مسخنہ قوتوں کو تحلیل کر دیں، تو اس وقت ان کے وہی احکام ہونگے، جن کے بیان سے ہم ابھی فارغ ہوچکے ہیں (یعنی اس وقت ایسے پانی کا وہی حکم ہوگا جو گرم پانی سے حمام کرنے کا حکم ہے، جبکہ اس سے قوتیں بہت زیادہ تحلیل ہوجائیں) +

الفصل الخامس عشر في النبض الخاص بالنساء وهو نبض الحبالى — فصل (۱۵) عورتوں کی مخصوص نبض یعنی حاملہ کی نبض

اما الحاجة فيهن فتشتد بسبب مشاركة الولد في النسيم المستنشق لكانها تستنشق لحاجتين

حاملہ عورتوں میں اگر حاجت نبض کو دیکھا جائے، تو وہ ان میں یقیناً شدید ہوتی ہے؛ کیونکہ بچہ بھی اُسی نسیم میں شریک ہوتا ہے، جو ماں اپنے سانس کے ذریعہ اندر کھینچتی

ولنفسین	ہے۔ گویا ماں کے سانس کے ساتھ دو حاجتیں دو جان کے لئے، وابستہ ہیں؛
واما القوۃ فلا تزداد ولا محالۃ ولا ایضاً تنقص کثیراً انتقاص الا بمقدار مایوجبہ لیسیر اعیاء لحمل الثقل	اور اگر (حاملہ عورتوں میں) قوت کو دیکھا جائے، تو ان میں (حمل کی وجہ سے) وہ نہ بڑھ ہی جاتی ہے، اور نہ بہت زیادہ گھٹ ہی جاتی ہے؛ ہاں اگر ان میں قوت کسیقدر گھٹ جاتی ہے، تو وہ محض خفیف طور پر صرف اس قدر، جو ایک بوجھ کے اٹھانے کا تکانی اثر ہو سکتا ہے؛
فلذلک تغلب احکام القوۃ المتوسطۃ والحاجۃ الشدیدۃ فیعظم النبض ویسرع ویتواتر	ان وجوہ سے حاملہ عورتوں کے نبض کے احکام وہی ہونگے، جو اوسط درجہ کی قوت اور شدتِ حاجت کے وقت ہوا کرتے ہیں، یعنی نبض عظیم، سریع اور متواتر ہوگی +

یہ ظاہر ہے کہ بچہ جب تک رحم مادر کے اندر قیام رکھتا ہے، اس کے ہر قسم کے سامانِ غذائی و ہوائی کی کفیل ماں ہوتی ہے۔ اسلئے ماں جو غذا کھاتی ہے، اور جو ہوا سانس کے ذریعہ اندر کھینچتی ہے اس سے جس طرح ماں کے اعضاء کو حصہ ملتا ہے، اسی طرح بچہ کے اعضاء بھی اس میں شریک ہوتے ہیں۔ الغرض، ماں کی غذا کی طرح اس کے سانس کے ساتھ دو حاجتیں وابستہ ہوتی ہیں: ایک حاجت کا تعلق ماں کی ذات سے ہے، اور دوسری کا تعلق جنین سے۔ اس طرح ماں گویا دو ہستیوں کے لئے دو سانس لیتی ہے +

بچہ شکم مادر کے اندر کیونکر سانس لیتا ہے؟ اس کو علامہ گیلانی نے اجمالاً اس طرح بتایا ہے کہ "بچہ ناف کی راہ اون شریانوں کے ذریعہ سے سانس لیتا ہے، جو تغذیہ روحی کے لئے وہاں پیدا کی گئی ہیں"

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جنین کے اندرونی اعضاء سے چند رگیں ناف کی راہ باہر نکلتی ہیں، جو رحم مادر سے بذریعہ مشیمہ کے تعلق پیدا کر لیتی ہیں۔ انہیں رگوں کے ذریعہ سامانِ غذا و ہوا، خون شریانی کی صورت میں مشیمہ سے، یا بالفاظ دیگر خون مادر سے بچہ کے اندرونی اعضاء تک پہونچتے ہیں۔ اور ان ہی میں سے بعض رگیں بدنِ جنین کے فضلاتِ غذائیہ و تنفسیہ کو وریدی خون کی صورت میں مشیمہ تک پہونچانے کی خدمت انجام دیتی ہیں۔ جن رگوں میں شریانی خون ہوتا ہے، اور جن کی راہ رحم مادر سے سامانِ غذا و سامانِ روح بدنِ جنین تک پہونچتا ہے، ان کو اطباء اپنی اصطلاح کے مطابق "شرائین" کہتے ہیں، حالانکہ ان میں نہ تڑپ ہوتی ہے، اور نہ ان کا تعلق قلب کے بائیں بطن سے ہوتا

ہے، جیسا کہ پھیپھڑے کی شرائین وریدیہ کی وجہ تسمیہ میں بتایا جاتا ہے ؛ اور جن رگوں میں وریدی خون ہوتا ہے اور جن کی راہ بدن جنین کے مذکورہ فضلات وریدی خون کی صورت میں تبادلہ وتنسیم کے لئے مشیمہ تک واپس جاتے ہیں، ان کو ہمارے اطبار ورید شریانی کے اصطلاح کے مطابق "اوردہ" کہتے ہیں، حالانکہ ان میں دوسری شریانوں کی طرح ضربان بھی ہوتی ہے۔ اور ان کا تعلق بدن جنین میں شریانوں سے ہوتا ہے، جس طرح ناف کی مذکورہ بالا شریانوں کا تعلق اجوف سے، اور اجوف کے ذریعہ قلب جنین کے وائیں اذن سے قائم ہوتا ہے +

الفصل السادس عشر فی نبض الاوجاع

فصل (۱۶) دردوں کی نبض

الوجع یغیر النبض اما لشدتہ واما لکونہ فی عضو رئیس واما لطول مدتہ

درد نبض میں بچند وجوہ تغیر پیدا کرتا ہے : (۱) گاہے درد اپنی شدت کی وجہ سے نبض کی حالت بدل دیتا ہے۔ (۲) گاہے نبض کی چال میں اس وجہ سے تغیر حاصل ہو جاتا ہے کہ درد کسی عضو رئیس (یا کسی عضو شریف) میں لاحق ہے۔ (۳) گاہے نبض کی چال اس وجہ سے متغیر ہو جاتی ہے کہ درد ایک عرصہ دراز سے قائم ہے (اور مدت مدید سے قوتوں کو تحلیل کر رہا ہے۔) +

والوجع اذا کان فی اولہ ھیج القوۃ فحرکھا الی المقاومۃ والدفاع والھب الحرارۃ فیکون النبض عظیماً سریعاً واشد تفاوتاً لان الوطر یقضی بالعظم والسرعۃ

چنانچہ درد جب اپنے ابتدائی زمانہ میں ہوتا ہے (یعنی جب درد شروع شروع نمودار ہوتا ہے) تو درد کی وجہ سے قوتِ مدافعت و مقابلہ میں ہیجان و تحریک پیدا ہوتی ہے، اور بدنی حرارت مشتعل ہو جاتی ہے اسلئے نبض ایسے وقت میں عظیم وسریع اور نہایت درجہ متفاوت ہو جاتی ہے ؛ متفاوت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عظم وسرعت کے ذریعہ سے حاجت (حاجت ترویح) پوری ہو جاتی ہے (اور تواتر کی ضرورت پیش نہیں آتی) +

فاذا بلغ الوجع النکایۃ فی القوۃ لما ذکرنا من الوجوہ اخذ ینتاکس

لیکن جب درد مذکورہ بالا وجوہ سے (شدت درد سے، عضو رئیس میں ہونے سے، یا طول مدت کی وجہ سے)

ويتنـاقص حتى يفقد العظم والسرعة ويخلفهما اولاً شدة التواتر ثم الصغر ثم الدودية والنملية فان زاد ادى الى التفاوت والى الهلاك

بدنی قوت کو کمزور کر دیتا ہے) تو نبض کے مذکورہ بالا احکام الٹ جاتے ہیں اور نبض (نقصان قوت کی وجہ سے) ناقص ہوجاتی ہے، یعنی عظم وسرعت کھوجاتے ہیں۔ اور ان کے بجائے ابتداءً شدت تواتر لاحق ہوتی ہے، اس کے بعد صغر اور اس کے بعد دودیت ونملیت۔ پھر اگر درد میں اور بھی اضافہ ہوجائے (یا قوتیں اور بھی زیادہ تحلیل ہوجائیں) تو نبض میں انجام کار تفاوت لاحق ہوگا۔ اور اس کے بعد موت۔

الفصل السابع عشر في نبض الاورام

فصل (۱۷) نبض اورام

الاورام منها محدثة للحمى وذلك لعظمها او لشرف عضوها فهي تغير النبض في البدن كله التغير الذي يخص الحمى وسنوضحه في موضعه

بعض اورام، اس وجہ سے بخار کے باعث بنتے ہیں کہ وہ بڑے ہوتے ہیں، یا اس وجہ سے کہ وہ جس عضو میں واقع ہیں، وہ شریف ہے۔ اسلئے ایسے اورام سارے بدن کی نبض میں تغیر پیدا کردیا کرتے ہیں (کیونکہ بخار کی وجہ سے بدن کی حرارت غریبہ مشتعل ہوجاتی ہے، اور اس کے اثر سے تمام بدن کے شرائین کی حرکت نبضیہ بدل جاتی ہے) اس تغیر سے ہماری مراد وہ مخصوص تغیر ہے جو بخار کی وجہ سے نبض میں پیدا ہوا کرتا ہے۔ جس کو ہم عنقریب اسکے اصلی مقام میں واضح کریں گے (یعنی ہم حمیات کے باب میں بتائیں گے کہ حمیات اورام کی نبض عظیم، سریع اور متواتر ہوا کرتی ہے)۔

ومنها ما لا يحدث الحمى فتغير النبض الخاص بالعضو الذي هو فيه بالذات وربما غيره من سائر البدن بالعرض لا بما هو ورم بل بما

ان کے برعکس بعض اورام بخار کے باعث نہیں بنتے ایسے اورام بالذات (براہ راست) انہیں اعضاء کی مخصوص نبضوں میں تغیر پیدا کرتے ہیں، جن میں یہ اورام واقع ہوتے ہیں، اور گاہے بالعرض (بالواسطہ: درد کے توسط سے) سارے بدن کی نبض میں بھی تغیر پیدا کردیتے ہیں۔

یوجع	نہ اس وجہ سے کہ وہ ورم ہیں، بلکہ اس وجہ سے کہ وہ درد انگیز ہوتے ہیں (اور درد ہی اس تغیر کا اصلی ذریعہ ہوتا ہے؛ نفس ورم سارے بدن کی نبض کے تغیر کا ذریعہ نہیں ہوتا)۔

یعنی جو اورام باعثِ بخار نہیں ہوتے، وہ گاہے نبض میں بالذات، یعنی کسی دوسری چیز کے توسط کے بغیر نبض میں تغیر پیدا کرتے ہیں۔ اس قسم کا تغیر نبض کے اندر محض عضو متورم تک ہی محدود رہتا ہے، اور گاہے ایسے اورام اپنے عضو متورم کی نبض میں تغیر پیدا کرنے کے باوجود بالعرض، یعنی درد کے توسط سے سارے بدن کی نبض میں تغیر پیدا کیا کرتے ہیں۔

والورم المغیر للنبض اما ان یغیرہ بنوعہ واما ان یغیرہ بوقتہ واما ان یغیرہ بمقدارہ واما ان یغیرہ للعضو الذی ھو فیہ واما ان یغیرہ بالعرض الذی یتبعہ ویلزمہ	پھر ورم سے نبض میں جو تغیرات نمودار ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض تغیرات ورم کی نوعیت کے تابع ہوتے ہیں، بعض تغیرات اوقات ورم کے تابع ہوتے ہیں، بعض تغیرات مقدار ورم کے تابع ہوتے ہیں، بعض تغیرات اس عضو کے تابع ہوتے ہیں، جن میں یہ لاحق ہوتے ہیں، اور بعض تغیرات ان اورام کے عوارض لازمہ کے تابع ہوا کرتے ہیں۔
اما تغیرہ بنوعہ فمثل الورم الحار فانہ یوجب بنوعہ تغیر النبض الی المنشاریۃ والارتعاد والارتعاش والسرعۃ والتواتر ان لم یعارضہ سبب مرطب فیبطل المنشاریۃ ویخلفہا اذن الموجیۃ واما الارتعاد والسرعۃ والارتعاش والتواتر فلازم لہ دائما	چنانچہ جو تغیرات نوعیت ورم کے تابع ہوا کرتے ہیں، اس لحاظ سے (ابتداءً) ورم حار کی مثال پر غور کیا جائے۔ ورم کی اس نوعیت سے (نوعیت حارہ سے) نبض میں منشاریت ارتعاد وارتعاش (کپکپی) اور سرعت و تواتر لاحق ہو جاتے ہیں؛ بشرطیکہ کوئی رطوبت پیدا کرنے والا سبب اس میں رکاوٹ نہ ڈالے، ورنہ نبض سے منشاریت باطل ہو جائیگی، اور اس کی جگہ موجیت آ جائیگی۔ (مثلاً یہ کہ مادۂ ورم میں باوجود حرارت کے رطوبت بھی ہو، یا علاجاً مرخی اور مرطب دوائیں استعمال کی جائیں، یا ورم کسی مرطوب عضو میں ہو، یا یہ کہ ورم میں پیپ پڑ گئی ہو۔ ان تمام صورتوں میں نبض سے منشاریت مفقود ہو جائیگی، اور منشاریت کی بجائے نبض موجی

ہوجائیگی)۔ رہے ارتعاد، سرعت، ارتعاش اور تواتر، تو یہ لازمی طور پر ہر صورت میں پائے جاتے ہیں، (خواہ کوئی سبب مرطب موجود ہو یا نہ ہو) +

وكما ان من الاسباب ما يمنع منشاريته كذلك منها ما يزيد منشاريته ويظهرها

اور جس طرح بعض اسباب نبض سے منشاریت کو روک دیتے (یا کم کر دیتے) ہیں، اسی طرح بعض اسباب اس قسم کے بھی ہوا کرتے ہیں جو نبض میں منشاریت کو بڑھا دیتے اور نمایاں کر دیتے ہیں +

والورم اللين يجعل النبض موجيا وان كان باردا جدا جعله بطيئا متفاوتا

ورم لین (نرم ورم۔ یعنی وہ ورم جس کے مادہ میں رطوبت کا غلبہ ہوتا ہے، بشرطیکہ اس میں حرارت یا برودت کی کثرت نہ ہو) نبض کو موجی بنا دیتا ہے۔ لیکن اگر ایسے ورم میں برودت کی افراط ہوتی ہے، تو اس میں (باوجود موجیت کے) نبض بطی اور متفاوت ہوجاتی ہے +

والصلب يزيد في منشاريته

ورم صُلب (یعنی جس ورم میں صلابت ہوتی ہے، وہ) نبض میں منشاریت کو بڑھا دیتا ہے +

واما الخراج اذا جمع فانه يصرف النبض من المنشارية الى الموجية للترطيب والتليين الذي يتبعه ويزيد في الاختلاف لثقله واما السرعة والتواتر فكثيرا ما يخف بسكون الحرارة العارضة بسبب النضج

رہا ورم جبکہ خراج (پھوڑے) میں تبدیل ہوجاتا ہے (یعنی جبکہ ورم حار میں پیپ پڑ جاتی ہے) تو رطوبت و لینت کی وجہ سے، جو تقیح سے پیدا ہوجاتی ہیں، نبض کی منشاریت موجیت میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ اور خراج کے ثقل کی وجہ سے نبض میں اختلاف بھی زیادہ ہوجاتا ہے۔ رہے سرعت و تواتر، تو چونکہ ورم کے پک جانے کے بعد حرارت عرضیہ میں سکون آجاتا ہے۔ اس لئے سرعت و تواتر میں بھی بسا اوقات کمی آجاتی ہے +

واما تغيره بحسب اوقاته فانه ما دام الورم الحار في التزيد كانت المنشارية

رہے وہ تغیرات، جو اوقات ورم کے تابع ہوا کرتے ہیں، تو ان کی تفصیل یہ ہے کہ ورم حار جب تک اپنے زمانہ تزید میں ہوتا ہے، اس وقت تک نبض کے اندر منشاریت

وسائر ما ذکرناہ الی التزید ويزداد ذلك في الصلابة للتمدد الزائد وفي الارتعاد للوجع

اور دوسری تمام مذکورہ باتیں (یعنی سرعت و تواتر وغیرہ) بڑھتی چلی جاتی ہیں، اور ورم کے بڑھتے ہوئے تناؤ کی وجہ سے برابر صلابت ہیں، اور درد کی وجہ سے نبض کے ارتعاد میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے +

واذا قارب المنتهى ازدادت الاعراض كلها الا ما يتبع القوة فانه يضعف في النبض فيزداد التواتر والسرعة ثم ان طال بطلت السرعة وعاد نمليا

پھر جب ورم انتہا کے قریب پہونچ جاتا ہے، تو (نبض کے) تمام عوارض، باستثناء اُن عوارض کے جو قوت سے وابستہ ہوتے ہیں، بڑھ جایا کرتے ہیں، چنانچہ نبض کا تواتر اور اسکی سرعت بڑھ جایا کرتی ہے، اور وہ باتیں کمزور ہو جایا کرتی ہیں جو قوت سے پیدا ہوتی ہیں (مثلاً عظم)، پھر جب ورم کا زمانہ دراز ہو جاتا ہے، تو نبض سے سرعت باطل ہو جاتی ہے، اور وہ نملی بن جاتی ہے +

فاذا انحط فتحلل او انفجر قوي النبض بما وضع عن القوة من الثقل وخف ارتعاده بما ينقص من الوجع الممدد

اسکے بعد جب ورم اپنے زمانہ انحطاط کو طے کرتا ہوا تحلیل ہونے لگتا یا پھوٹ پڑتا ہے، تو نبض اس وجہ سے قوی ہو جاتی ہے کہ قوت کے کندھے سے ورم کا بوجھ ہٹ جاتا ہے، اور نبض کے ارتعاد میں تخفیف اس لئے ہو جاتی ہے کہ ورم کے تناؤ کا درد (وجع ممدد) اس وقت گھٹ جاتا ہے +

واما من جهة مقداره فان العظيم يوجب ان تكون هذه الاحوال اعظم وازيد والصغير يوجب ان تكون اقل واصغر

رہے وہ تغیرات جو مقدار ورم کے تابع ہوتے ہیں، تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ ورم جتنا بڑا ہوتا ہے اُسی قدر نبض کے مذکورہ عوارض (یعنی منشاریت وغیرہ) بڑے اور زیادہ ہوتے ہیں؛ اور جس قدر ورم چھوٹا ہوتا ہے، اُسی قدر وہ عوارض کم اور چھوٹے ہوتے ہیں +

واما من جهة عضوه فان الاعضاء العصبانية توجب زيادة في صلابة النبض ومنشاريته والعروقية توجب زيادة

رہے وہ تغیرات جو متورم اعضاء کے لحاظ سے نبض میں پیدا ہوتے ہیں، تو ان کی تفصیل یہ ہے کہ جب ورم اعضائے عصبانیہ میں لاحق ہوتا ہے، تو نبض کی صلابت و منشاریت بڑھ جاتی ہے؛ اور جب ورم اعضائے عروقیہ میں لاحق ہوتا ہے

عِظَمٍ وشدۃ اختلافٍ لا سیما ان کان الغالب فیھا ھو الشریانات کما فی الطحال والریۃ ولا یثبت ھذا العظم الا ما یثبت القوۃ والاعضاء الرطبۃ اللینۃ تجعلہ موجیا کالدماغ والریۃ

(جن میں عروق بکثرت ہوتے ہیں مثلاً جگر، طحال، شُش) تو نبض میں عظم زیادہ اور اختلاف شدید نمایاں ہوتا ہے، علی الخصوص جبکہ ان اعضاء میں شریانیں زیادہ ہوں، مثلاً طحال و شش۔ پھر یہ بھی یاد رکھو کہ یہ عظم نبض میں اسی وقت تک قائم رہتا ہے، جب تک قوت قائم رہتی ہے۔ اور جب ورم دماغ و شش جیسے مرطوب اور نرم اعضاء میں لاحق ہوتا ہے، تو نبض موجی ہو جاتی ہے۔

واما تغیر الورم النبض بواسطۃ العرض فمثل ان ورم الریۃ یجعل النبض خناقیا وورم الکبد ذبولیا وورم الکلیۃ حُصَرِیًّا وورم العضو القوی الحس کالمعدۃ والحجاب تشنجیا غشیا

رہے وہ تغیرات جو ورم کے (بعض) عوارض کے تابع ہوا کرتے ہیں، انکی تفصیل یہ ہے کہ مثلاً ورم ریہ میں نبض خناقی چلتی ہے (یعنی چونکہ شش کے متورم ہونے کی صورت میں قلب تک ہوا ر نسیم بہت کم پہونچتی ہے، اس لئے اس حالت میں مرض خناق کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، اور اس وقت نبض ویسی ہی چلتی ہے جیسی کہ مرض خناق کے وقت چلا کرتی ہے)؛ ورم جگر کی حالت میں "نبض ذبولی" ہو جاتی ہے (جیسی ذبول اعضاء کی صورت میں چلا کرتی ہے)؛ گردوں کے ورم کے وقت "نبض حُصری" ہو جاتی ہے (یعنی احتباس بول کے وقت جیسی نبض چلا کرتی ہے، ویسی ہی گردوں کے ورم کے وقت بھی ہو جاتی ہے)؛ اور جب معدہ اور حجاب حاجز جیسے قوی الحس اعضاء میں ورم ہوتا ہے، تو "نبض تشنجی غشی" ہو جاتی ہے (کیونکہ ان اعضاء کے ورم کی وجہ سے تشنج اور غشی بطور عوارض کے پیدا ہو جاتے ہیں، اس لئے اس وقت نبض کی چال میں بھی ان عوارض کے مطابق اثر اور تغیر لاحق ہو جاتا ہے)۔

الفصل الثانی عشر فی احکام النبض من العوارض النفسانیۃ

فصل (۱۸) نبض کے احکام عوارض نفسانیہ کے لحاظ سے

اما الغضب فانہ بما یثیر

غضب (غصہ) چونکہ قوت میں یک سخت ہیجان و

من القوة ويبسط من الروح دفعة يجعل النبض عظيما شاهقا جداً سريعاً متواتراً ولا يجب ان يقع فيه اختلاف لان الانفعال متشابه الا ان يخالطه خوف فتارة يغلب ذلك وتارة هذا

جوش پیدا کر دیتا، اور روح کو دفعۃً (قلب سے بیرونی اعضاء کی طرف) پھیلا دیتا ہے، اس لئے یہ نبض کو عظیم، بہت شاہق (بلند)، سریع اور متواتر بنا دیتا ہے۔ اور یہ کوئی ضروری امر نہیں ہے کہ اس حالت میں نبض کے اندر اختلاف بھی پیدا ہو جائے؛ کیونکہ غصہ کی حالت میں نفسانی انفعال وتأثر ایک جیسا ہوتا ہے (شرمندگی کی طرح سے نفس میں متضاد اثرات کا ہجوم نہیں ہوتا، جس سے روح اور خون کی حرکت گاہے باہر کی طرف ہو، اور گاہے اندر کی طرف، اور نبض میں اختلاف پیدا ہو جائے)۔ ہاں اگر غصہ کے ساتھ ڈر اور خوف بھی مخلوط ہو جائے، (جیسا کہ بعض اوقات ہوا کرتا ہے) جس سے ایک وقت میں اگر غصہ کا غلبہ ہو، تو دوسرے وقت میں خوف کا (تو اس صورت میں ان مختلف تأثرات کے غلبہ کے لحاظ سے نبض میں اختلاف پیدا ہو جائیگا) +

وكذلك ان خالطه خجل او منازعة من العقل ويكلف الامساك عن تهيجه وتحريكه الى الايقاع بالمغضوب عليه

اسی طرح جب غصہ کے ساتھ شرمندگی بھی مخلوط ہو جاتی ہے (اور خالص غصہ باقی نہیں رہتا ہے)، یا جب (جذبۂ انتقام اور) عقل کی کشمکش شروع ہو جاتی ہے، اور عقل غضبناک انسان کو تہور اس امر سے روکنے کی کوشش کرتی ہے کہ وہ مشتعل ہو کر مخالف اور مغضوب علیہ سے بھڑ نہ جائے (تو ایسی صورت میں ان مختلف جذبات کی وجہ سے نبض کے اندر اختلاف نمودار ہو جاتا ہے) +

واما اللذة فانها تحرك الروح الى خارج برفق فليس يبلغ مبلغ الغضب في ايجابه السرعة ولا في ايجابه التواتر بل ربما كفى عظم الحاجة اليه فكان

لَذّت سے چونکہ روح اور قوت باہر کی طرف بتدریج حرکت کرتے ہیں (غصہ کی طرح دفعۃً حرکت نہیں کرتے)۔ اسلئے یہ نبض میں اسقدر سرعت اور تواتر نہیں پیدا کرتی، جس قدر کہ غضب پیدا کرتا ہے؛ بلکہ بسا اوقات لذت کی صورت میں حاجتِ ترویح نبض کے عظم ہی سے پوری ہو جاتی ہے (اور

بطیأ متفاوتا — سرعت وتواتر کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی)، اس لئے نبض بطی اور متفاوت ہو جایا کرتی ہے +

وکذلك نبض السرور فانہ قد یعظم فی الاکثر مع لین ویکون الی الابطاء وتفاوت — یہی حال "فرحت وسرور" کی نبض کا بھی ہے، جس میں نبض بیشتر اوقات کسی قدر لیونت کے ساتھ "عظیم" ہوا کرتی ہے، اور اس میں کسی قدر بطوء اور تفاوت کی طرف میلان ہوا کرتا ہے +

مذکورہ بالا احکام بیان کرنے کے بعد شیخ نے "ھَمّ" اور "خجل" (شرمندگی) کا ذکر مستقل طور پر الگ نہیں کیا؛ اس لئے کہ ان دونوں کیفیات نفسانیہ میں روح کی حرکت گاہے اندر کی طرف اور گاہے باہر کی طرف ہوا کرتی ہے، جس کے احکام اوپر کے بیان سے معلوم ہو گئے۔ گیلانی +

واما الغم فان الحرارة تختنق فیہ وتغور والقوۃ تضعف فیجب ان یصیر النبض صغیرا ضعیفا متفاوتا بطیئا — غمّ کی صورت میں چونکہ حرارت گھٹ جاتی، اور اندر چلی جاتی ہے، اور قوت ضعیف ہو جاتی ہے، اس لئے نبض غم کی حالت میں صغیر، ضعیف، متفاوت، اور بطی ہو جایا کرتی ہے۔

واما الفزع فالمفاجی منہ یجعل النبض سریعا مرتعدا مختلفا غیر منتظم والممتد منہ والمتدرج یغیر النبض تغیر الغم واللہ اعلم — فزع (ڈر) اگر اچانک لاحق ہو، تو نبض سریع، مرتعد (مرتعش) اور مختلف غیر منتظم ہو جاتی ہے۔ اور جب خوف کی حالت دراز ہو جاتی ہے، یا جب خوف وہراس کی کیفیت تدریجاً لاحق ہوتی ہے (نہ کہ اچانک)، تو نبض میں اُسی قسم کے تغیرات لاحق ہوا کرتے ہیں، جیسے غم کے وقت طاری ہوتے ہیں +

الفصل التاسع عشر فی جملۃ تغیر الامور المضادۃ للطبیعۃ — فصل (۱۹) اُن امور کے چند تغیرات جو طبیعت کے مضاد ہیں

بعض امور بدن انسان کے لئے "ضروری" ہیں، مثلاً ستۂ ضروریہ، بعض امور "نہ ضروری ہیں، اور نہ مضاد" مثلاً ریاضت، حمام، غیر معتاد ماکولات ومشروبات، اور بعض امور "مضادِ طبیعت" ہوتے ہیں، جنکا اس وقت تذکرہ ہے اور ان سے نبض میں جو کچھ تغیرات پیدا ہوتے ہیں:

ھیئۃ النبض تغیرھا انما یحدث منھا من سوء مزاج وقد عرفت نبض کل سوء مزاج — نبض کی ہیئت اور کیفیت میں تغیر (۱) گاہے اس وجہ سے لاحق ہو جاتا ہے کہ بدن میں کسی قسم کا سوءِ مزاج لاحق ہو جاتا ہے؛ چنانچہ ہر ایک سوءِ مزاج کی نبض کا حال تمہیں (آٹھویں

فصل میں) معلوم ہو چکا ہے +

واما بان یضغط القوۃ فیصیر النبض مختلفا وان کان الضغط شدیدًا جدًا کان بلا نظام ولا وزن

(۲) گاہے نبض کی ہیئت میں تغیر اس وجہ سے لاحق ہوتا ہے کہ قوت دب جاتی ہے، جس سے نبض مختلف ہو جاتی ہے۔ پھر اگر دباؤ بہت شدید ہوتا ہے تو نبض کا نظام بھی جاتا رہتا ہے، اور وزن بھی غائب ہو جاتا ہے +

والضاغط ھو کل کثرۃ مادیۃ کانت ورمًا اوغیر ورم

دباؤ ڈالنے والی چیز (ضاغط) کیا ہے؟ وہ مادہ کی کثرت ہے، خواہ یہ کثرت کسی قسم کی ہو (مگر یہ ضروری ہے کہ مادہ کی یہ کثرت غیر طبعی ہو)۔ اور خواہ یہ کثرتِ مادہ ورم کی صورت میں ہو، یا ورم کی صورت میں نہ ہو +

واما بان یحلل القوۃ فیصیر النبض ضعیفا وھذا کالوجع الشدید والآلام النفسانیۃ القویۃ التحلیل

(۳) گاہے نبض میں تغیر اس وجہ سے لاحق ہوتا ہے کہ قوت تحلیل ہو جاتی ہے، جس سے نبض ضعیف ہو جایا کرتی ہے۔ اس کی مثال درد کی شدت ہے، اور وہ آلام نفسانیہ (روحانی کلفتیں) جو قوت کو بہ شدت تحلیل کر دیتے ہیں (جس سے نبض میں تغیر لاحق ہو جاتا ہے)۔

الجملۃ الثانیۃ من التعلیم الثالث — دوسرا جملہ مبحث بول و براز

من الفن الثانی فی البول والبراز وھی ثلثۃ عشر فصلا

فن ثانی کی تیسری تعلیم کے دوسرے جملہ میں تیرہ فصلیں ہیں

الفصل الاول قول کلی فی البول — فصل (۱) قارورہ کا عمومی تذکرہ

لا ینبغی ان یوثق بطرق الاستدلال من احوال البول الا بعد مراعاۃ شرائط

ضروری شرائط جب تک مندرجۂ ذیل شرائط کا لحاظ نہ کیا جائیگا اُس وقت تک قارورے کے علامات پر وثوق کے ساتھ اعتماد نہیں کیا جاسکتا:

یجب ان یکون البول اول بول صبح علیہ ولم یبدا فعہ الی زمان طویل

(۱) پیشاب صبح کے وقت کیا گیا ہو +

(۲) پیشاب کو مثانہ میں دیر تک روکا بھی نہ گیا ہو +

ویثبت من اللیل

(۳) پیشاب مثانہ میں رات بھر جمع ہوا ہو، یعنی ساری رات کا پیشاب ہو +

ولم یکن صاحبه شرب ماءً ولا اکل طعامًا

(۴) پیشاب کرنے سے پہلے مریض نے نہ پانی پیا ہو، اور نہ کوئی غذا کھائی ہو +

ولم یکن تناول صابغًا من ماکول او مشروب کالزعفران والخیار شنبر فانهما یصبغان الی الصفرة والحمرة وکالبقول فانها تصبغ الی الخضرة وکالمری فانه یصبغ الی السواد والشراب المسکر فانه یغیر البول الی لونه

(۵) مریض نے کوئی ایسی چیز نہ کھائی پی ہو، جو پیشاب کو رنگ دے، مثلاً زعفران اور خیار شنبر (املتاس)؛ یہ دونوں چیزیں قارورہ کو زرد اور سرخ بنادیتی ہیں؛ اور مثلاً سبزیاں (ساگ پات) جو قارورہ کو سبز کردیتی ہیں؛ اور مثلاً مری (کانجی) جو قارورہ کو سیاہ کردیتی ہے؛ اور مثلاً شراب جس نے بدمست اور مدہوش کردیا ہو؛ اس سے قارورہ کا رنگ شراب کے مانند رنگین ہوجاتا ہے +

ولا قت بشرته صابغًا کالحناء فان المختضب به ربما انصبغ بوله منه

(۶) جلد اور بشرہ پر کوئی ایسی چیز بھی نہ لگائی گئی ہو، جس سے قارورہ رنگین ہوجائے۔ مثلاً حنا (یعنی مہندی) کے لگانے سے بعض اوقات قارورہ بھی رنگین ہوجاتا ہے +

ولا یکون تناول ما یدر خلطًا کما یدر الصفراء والبلغم

(۷) اس نے کوئی ایسی دوا مدر بھی نہ کھائی ہو جس میں کسی خاص مادہ کے ادرار کرنے کی قوت ہو۔ مثلاً مدرات صفرا و بلغم +

ولم یکن تعاطی من الحرکات والاعمال ومن الاحوال الخارجة عن المجری الطبیعی ما یغیر الماء لونًا مثل الصوم والسهر والتعب والجوع والغضب فان هذه کلها یصبغ الماء الی الصفرة والحمرة والجماع فانه یدسم الماء تدسیمًا شدیدًا ومثل القیء والاستفراغ فانها ایضًا یبدل (لان) الواجب من لون الماء وقوامه

(۸) اس نے اس قسم کی ریاضت، حرکت، اور کوئی ایسا غیر طبعی اور خلاف معتاد کام نہ کیا ہو، اور کوئی ایسی غیر طبعی حالت عارض نہ ہوئی ہو، جس سے قارورہ کا رنگ بدل جائے؛ مثلاً روزہ وفاقہ، کثرتِ بیداری، تکان، بھوک اور شدتِ غیظ وغضب؛ یہ سب چیزیں قارورہ کو زرد یا سرخ بنادیتی ہیں؛ اور مثلاً حرکات جماع سے کہ اس سے قارورہ میں چکنائی (دسومت) پیدا ہوجاتی ہے۔ اسی طرح قے اور اسہال واستفراغ پیشاب کے اصلی رنگ اور قوام کو بدل دیتے ہیں +

ولكن لك اتيان ساعات عليه و لذلك قيل يجب ان لا ينظر في البول بعد ست ساعات لان دلائله تضعف ولونه يتغير و ثفله يذوب ويتغير او يكثف اشد على انى اقول ولا بعد ساعة

اسی طرح قارورہ اگر چند گھنٹے تک رکھا رہے تو اس سے بھی اس کی اصلی حالت بدل جاتی ہے۔ اسی وجہ سے یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ قارورہ کو چھ گھنٹے کے بعد نہ دیکھنا چاہیئے (بلکہ اس سے پہلے ہی اس کا امتحان کر لینا چاہیئے) کیونکہ اس کے بعد قارورہ کی علامات کمزور ہو جاتی ہیں، اس کا رنگ بدل جاتا ہے، اسکا رسوب گھل کر اور حل ہو کر متغیر ہو جاتا ہے، یا پہلے سے زیادہ کثیف وغلیظ ہو جاتا ہے۔ (یہ تو دوسروں کی ہدایت ہے) بلکہ میرا قول تو یہ ہے کہ قارورہ کو ایک گھنٹے کے بعد بھی نہ دیکھنا چاہیئے (بلکہ اس سے پہلے ہی معائنہ کرنا چاہیئے)۔

وينبغي ان يوخذ البول بتمامه في قارورة واسعة لا يصب منه شي

(۹) مناسب یہ ہے کہ مریض کا سارا پیشاب (جو وہ ایک مرتبہ صبح کے وقت کریگا) کسی کشادہ قارورہ (شیشہ) میں اس طرح لیا جائے کہ باہر بالکل نہ گرے۔

ويعتبر حاله كما يبال بل بعد ان يهدأ في القارورة بحيث لا يصيبه شمس ولا ريح فيثوره او يجمده حتى يتميز الرسوب فيتم الاستدلال فليس كما يبال يرسب ولا في تمام النضج جدا

(۱۰) پیشاب کرتے ہی اُسے نہ دیکھا جائے، بلکہ جب پیشاب ظرفِ قارورہ میں ٹھہر کر ساکن ہو جائے۔ (اس اثنار میں) (۱۱) پیشاب ایسی جگہ نہ رکھا ہوا ہو کہ اس میں دھوپ یا ہوا کے جھونکے لگ رہے ہوں، ورنہ ممکن ہے کہ دھوپ سے اس میں جوش وغلیان پیدا ہو جائے، یا ہوا کی سردی سے وہ اس طرح منجمد ہو جائے کہ رسوب جدا ہو کر تہ نشین بھی نہ ہو سکے؛ کیونکہ پیشاب خواہ کسی قدر نضج یافتہ اور پوری طرح پختہ ہو، مگر رسوب فوراً تہ نشین نہیں ہوا کرتا ہے؛ بلکہ اسکے تہ نشین ہونے میں کچھ مدّت صرف ہوا کرتی ہے۔

ولا يبال في قارورة لم تغسل بعد البول الاول

(۱۲) پیشاب ایسے قارورہ میں نہ کیا جائے۔ جسے پہلے پیشاب کے بعد دھویا نہ گیا ہو۔

اس کے بعد علامہ آملی نے چند شرائط کا اور بھی اضافہ کیا ہے:

(۱۳) پیشاب کو ایک ظرف سے دوسرے ظرف میں منتقل نہ کیا جائے، کیونکہ اکثر رسوب کے بعض اجزاء

پہلے ظرف میں رہ جاتے ہیں +

(۱۴) قارورہ کو دور دراز تک لیجانے سے بھی اِس میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے ؛ کیونکہ اس سے اول تو حرکت ہوتی رہے گی ؛ دوم یہ کہ اگر سرد مقام سے گرم مقام میں، یا گرم مقام سے سرد مقام میں قارورہ منتقل کیا جائیگا، تو خواہ حرکت نہ بھی ہو جب بھی اُس میں تغیر پیدا ہو سکتا ہے +

(۱۵) پیشاب کے سرد ہونے کے بعد اُسے گرم نہ کیا جائے +

آملی کی یہ شرط کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتی ہے (مترجم) +

(۱۶) مریض کو پہلے سے تخمہ یا بدہضمی نہ ہوئی ہو ؛ کیونکہ ان سے بھی قارورہ کے رنگ و قوام میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے +

یہ شرط بھی کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے ۔ اگر مریض واقعی پہلے سے تخمہ اور بدہضمی میں مبتلا ہوگا، اور اس سے اس کے قارورہ کے رنگ و قوام میں تغیر پیدا ہوگا، تو اس سے طبیب کو استدلال میں مدد ملے گی۔ یہی حال تمام حیات و عوارض کا ہے ۔ یہ سب چیزیں قارورہ کے اصلی رنگ و قوام کو بدل دیتی ہیں ؛ اور یہی اختلاف و تغیر دیکھنا مدنظر ہوا کرتا ہے ؛ اس لئے یہ شرط بالکل بے معنی ہے ۔ (مترجم) +

(۱۷) عورت ایام حیض میں نہ ہو ۔ کیونکہ ان ایام میں قارورہ کا حال متغیر ہو جاتا ہے +

یہ شرط بھی کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتی ہے (مترجم) +

وابوال الصبیان قلیلة الدلائل وخصوصًا ابوال الاطفال للبنیتها ولان المادة الصابغة فیهم ساکنة مغمورة وفی طبائعهم من الضعف ومن استعمال النوم الکثیر ما یمیت دلائل النضج

بچوں کے پیشاب میں علامتیں کم نمودار ہوا کرتی ہیں علی الخصوص شیر خوار اور کم عمر بچوں میں ؛ کیونکہ ان کے قارورہ میں لبنیت یعنی دودھ کا اثر ہوتا ہے ۔ جو پیشاب کے رنگ و قوام کو چھپا لیتا ہے ؛ اور اس لئے کہ بچوں میں مادہ صابغہ یعنی رنگنے والا مادہ رطوبتِ مزاج کی وجہ سے ساکن اور پوشیدہ ہوتا ۔ اور پیشاب میں اچھی طرح خارج نہیں ہوتا ہے ۔ نیز بچوں کی طبیعتیں، جوانوں کے مقابلہ میں ضعیف ہوتی ہیں ۔ نیز بچے چونکہ بہت سویا کرتے ہیں ۔ اس لئے پیشاب کے دلائل و علامات باطل ہو جاتے ہیں (نیز بچے کھانے پینے میں چونکہ بہت زیادہ بے احتیاطی اور بدپرہیزی کرتے ہیں ؛ اس لئے ان کے قارورہ پر وثوق کے ساتھ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ۔ گیلانی)

وآلة اخذ البول هو الجسم الشفاف النقی الجوهر کالزجاج الصافی والبلور | پیشاب کا ظرف | پیشاب کا ظرف یعنی قارورہ شفاف بے رنگ شیشہ کا یا بلور کا ہونا چاہیئے (تاکہ پیشاب کی ہر قسم کی رنگتیں اور کدورتیں ظاہر ہوسکیں) +

واعلم ان البول کلما قربته منك ازداد غلظا وکلما بعدته ازداد صفاء وبها یفارق سائر الغش مما یعرض علی الاطباء للامتحان | قارورہ کا معائنہ | واضح ہو کہ پیشاب کو جسقدر قریب لاکر دیکھا جائے اُسی قدر وہ غلیظ معلوم ہوا کرتا ہے، اور جس قدر دور کرکے دیکھا جائے اُسی قدر وہ صاف نظر آتا ہے۔ چنانچہ اطباء کے سامنے امتحان آزمائش کیلئے جو دوسری چیزیں پیش کیجاتی ہیں ان سب کو کی چیزوں میں اور اصلی قارورہ میں یہی امتیازی فرق ہے +

اگرچہ اِس قول کی تاویل و توجیہ میں بہت کچھ چہ میگوئیاں کی گئی ہیں؛ مگر علامہ گیلانی اس قسم کے ردو قدح اور علل و اسباب کو بیکار محض سمجھتے ہیں، اور نہایت اختصار و ایجاز سے وہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ امر تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہے، جس پر کسی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں ہے +

واذا اخذ البول فی القارورة فیجب ان یصان عن تغیر البرد والشمس والریح ایاه وان ینظر الیه فی الضوء من غیر ان یقع علیه شعاع بل یستر عن الشعاع | جب پیشاب قارورہ کے اندر رکھا جائے تو اُسے سردی، گرمی، اور ہوا کے تغیرات سے بچایا جائے، اور قارورہ پوری روشنی میں دیکھنا جائے؛ مگر اس طرح کہ کوئی شعاع قارورہ پر نہ پڑے، ورنہ قارورہ کا دیکھنا دشوار ہوگا؛ بلکہ قارورہ کو شعاع سے الگ رکھنا چاہیئے +

اور اگر چراغ یا سورج کی شعاع میں دیکھنے کی ضرورت پیش آئے تو اس طرح دیکھنا چاہیئے کہ ایک طرف تم ہو، اور دوسری طرف چراغ یا سورج، اور درمیان میں قارورہ۔ آملی +

فحینئذ یحکم علیه من الاعراض التی تدری فیه | ان شرائط کو لحاظ کرنیکے بعد ہی اُن علامات و عوارض پر حکم لگایا جاسکیگا جو قارورہ میں نظر آتے ہیں

ولیعلم ان الدلالة الاولیة للبول هی علی حال الکبد ومسالك المائیة وعلی احوال العروق وبتوسطها یدل علی امراض اخری | یہ واضح ہو کہ قارورہ سے براہِ راست جگر کے حالات، اعضائے بول کے حالات اور عروق کے حالات معلوم ہوا کرتے ہیں، اور ان کے توسط سے دوسرے اعضاء کے احوال و امراض کا پتہ چلتا ہے

یہ خیال اِس قدیم نظریہ پر مبنی ہے کہ خلاصۂ غذا تمام اعضا رہضم میں پکنے کے بعد جگر میں چلا جاتا ہے، اور تمام اخلاط جگر میں بنتے ہیں، اور پھر جگر ہی سے گردوں کی طرف خون اور مائیت بول روانہ ہوتی ہے؛ مگر جبکہ دوران خون محقق ہوگیا ہے، اور اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، تو اب یہ خیال صحیح نہیں ہو سکتا کہ پیشاب براہِ راست جگر کے احوال

بتاتا ہے۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ پیشاب براہِ راست خون کی حالت اور اس کے اجزاء کو بتاتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے اعضاء کے امراض سمجھے جاتے ہیں (مترجم) +

واصحّ دلائلہ ما یدل بہ علی الکبد — قارورہ کے صحیح ترین دلائل و علامات وہی ہیں، جو

وخصوصًا علی احوال حدبتہ — جگر کے حالات اور علی الخصوص محدب جگر کے حالات بتاتے ہیں +

یہ خیال بھی اسی وقت صحیح ہو سکتا تھا جبکہ مائیت بول براہِ راست جگر سے گردوں کی طرف آتی؛ حالانکہ دوران خون کے تسلیم کرلینے کے بعد یہ اظہر من الشمس ہے کہ شریان اعظم کی شاخوں کے ذریعہ خون گردوں میں پہنچتا ہے، جہاں مائیت وغیرہ سے وہ صاف ہو کر وریدوں کے ذریعہ واپس ہوتا ہے، اور اجوف میں داخل ہو کر سیدھا قلب میں پہنچتا ہے (مترجم)

والدلائل الماخوذۃ من البول منتزعۃ من — **دلائل بول** پیشاب میں مندرجۂ ذیل سات چیزیں دیکھی جاتی ہیں:

اجناس سبعۃ جنس اللون وجنس القوام — رنگ — قوام — صفائی و کدورت — رسوب — مقدار

وجنس الصفاء والکدورۃ وجنس الرسوب وجنس المقدار فی القلۃ — بلحاظ قلت و کثرت — بُو — اور کف یعنی جھاگ۔ اور بعض

والکثرۃ وجنس الرائحۃ وجنس الزبد ومن الناس من یدخل فی — لوگوں نے ان میں لمس یعنی چھو کر معلوم کرنے اور مزہ کو بھی شامل

ھذہ الاجناس جنس اللمس وجنس الطعم ونحن قد اسقطناھا — کر دیا ہے، مگر میں نے ان دونوں باتوں کو خارج کر دیا ہے +

اسی کے ذیل میں علامہ علی گیلانی فرماتے ہیں کہ ایسا کرنے سے اطباء کو گندگی سے بچایا گیا ہے، اور ان کے حال پر شفقت کی گئی ہے +

مگر آجکل پیشاب کے مزہ کا دریافت کرنا نہایت آسان ہو گیا ہے، اور اس امر کے لئے پیشاب کے چکھنے اور منہ میں رکھنے کی ضرورت نہیں پیش آتی ہے؛ بلکہ اس مقصد کے لئے خاص قسم کے کاغذ بنائے گئے ہیں، جو قارورہ کے اندر ڈالے جاتے ہیں، تو قارورہ کی ترشی یا شوریت سے متاثر ہو کر اپنا رنگ بدل لیتے ہیں (مترجم)

ونعنی بقولنا جنس اللون ما یحس بالبصر من — چنانچہ رنگ سے ہماری مراد وہ رنگتیں ہیں جو آنکھوں سے

الالوان اعنی السواد والبیاض وما بینھما — نظر آتی ہیں، جیسے سفیدی اور سیاہی اور ان کے درمیان کے

ونعنی بجنس القوام حالہ فی الغلظ والرقۃ — رنگ؛ اور قوام سے ہماری مراد غلظت اور رقت ہے؛

ونعنی بجنس الصفاء والکدورۃ حالہ فی سھولۃ — اور **صفائی اور کدورت** سے ہماری مراد وہ حالت ہے جس میں

نفوذ البصر فیہ وعسرہ والفرق بین ھذا الجنس — نور بصر بآسانی یا بدقت نفوذ کر سکے۔ چنانچہ غلظت و رقت اور

وجنس القوام انہ قد یکون غلیظ القوام — صفائی و کدورت میں فرق یہ ہے کہ کبھی پیشاب غلیظ (گاڑھا)

صافیا مثل بیاض البیض ومثل غراء السمک — ہونے کے باوجود صاف ہوتا ہے؛ جیسے سفیدی بیضہ اور جیسے

المذاب ومثل الزیت وقد یکون — گھلایا ہوا غری السمک (سریشم ماہی) اور جیسے روغن زیتون،

رقیق القوام کدرًا کالماء الکدر فانه ارق کثیرًا من بیاض البیض

اور گاہے قارورہ رقیق ہونے کے باوجود مکدر (گدلا) ہوتا ہے، جیسے گدلا پانی، جو سفیدی بیضہ کے مقابلہ میں یقیناً نہایت رقیق ہوتا ہے +

وسبب الکدورة مخالطة اجزاء غریبة اللون کدکن او ملونة بلون اخر غیر محسوس التمایز تمنع الاشفاف ولا تحس هی بانفرادها

قارورہ کے مکدر ہونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ قارورہ کی مائیت کے ساتھ غیر معمولی رنگ کے اجزاء، مثلاً سیاہی مائل یا کسی اور رنگ کے ذرات قارورہ میں اِس طرح شامل ہو جاتے ہیں کہ متمیز طور پر مائیت سے الگ محسوس نہیں ہوتے ہیں، اور قارورہ کی صفائی کو کدورت سے بدل دیتے ہیں +

وتفارق الرسوب بان الرسوب قد یمیزه الحس وتفارق اللون بان اللون فاش فی جوهر الرطوبة واشد مخالطة منه

کدورت اور رسوب میں فرق یہ ہے کہ رسوب مائیت سے ممتاز نظر آتا ہے۔ اور کدورت میں تمام ذرات سارے قارورہ میں مخلوط طور پر پراگندہ اور پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح کدورت اور رنگ میں فرق یہ ہے کہ رنگ تمام مائیت میں اچھی طرح پھیلا ہوا اور پورے طور پر مخلوط ہوتا ہے۔ اور کدورت میں مکدر اجزاء اس طرح مائیت کے ساتھ مخلوط اور منحل نہیں ہوتے ہیں +

الفصل الثانی فی دلائل الوان البول

فصل (۲) پیشاب کے رنگ کے دلائل

پیشاب میں پانچ قسم کے رنگ پائے جاتے ہیں: زردی۔ سرخی۔ سبزی۔ سیاہی اور سفیدی۔ رہے ان الوان کے مرکبات اور ان اقسام کی ذیلی اقسام، تو وہ بے شمار ہیں، مگر سب کے سب انہی پانچ طبقات مذکورہ بالا کے تحت میں شمار کئے جاتے ہیں + حکیم علی گیلانی +

من الوان البول طبقات الصفرة

قارورہ کی زردی اور اسکے درجات قارورہ کی زردی مندرجۂ ذیل مدارج میں منقسم ہے:

کالتبنی

۱۔ **بول تبنی** (تبن = بھوسہ) (تبنی قارورہ کا رنگ اُس پانی کے مشابہ ہوتا ہے، جس میں بھوسہ بھگو یا گیا ہو۔ اِس میں ہلکی سی زردی ہوتی ہے۔ اور طبعی قارورہ سے کم

حرارت پائی جاتی ہے) +

ثم الاترجی

۲۔ بول اُتْرُجّی (اُتْرُجّ = ترنج) (بول اترجی کا رنگ پوست ترنج کے مانند زرد ہوتا ہے۔ اس میں زردی تبنی سے زیادہ ہوتی ہے، یہ رنگ **طبعی قارورہ** میں زیادہ تر ہوا کرتا ہے)

ثم الاشقر

۳۔ بول اَشْقَر (اس میں زردی کسی قدر سرخی کے ساتھ ہوتی ہے (شُقرت = زردی کسی قدر سرخی آمیز) طبعی قارورہ سے اس میں کسی قدر حرارت زیادہ ہوتی ہے) +

ثم الاصفر النارنجی

۴۔ بول اصفر نارنجی (نارنجی = نارنگی) (اس کا رنگ نارنگی کے پوست کے مانند زرد سرخی آمیز ہوتا ہے؛ اس میں بول اشقر سے سرخی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس سے حرارت بھی زیادہ سمجھی جاتی ہے) +

ثم الناری الذی یشبہ صبغ الزعفران وھو الاصفر المشبع

۵۔ بول ناری (نار = آگ) اس کا رنگ زعفران کے رنگ سے مشابہ ہوتا ہے (یعنی اس پانی کے رنگ سے مشابہ ہوتا ہے، جس میں زعفران گھول لیا گیا ہو۔ اس میں چونکہ روشنی پڑنے پر آگ کے مانند شعاع چمکتی ہے، اسلئے اس کا نام ناری رکھا گیا ہے۔ اس میں حرارت نارنجی سے زیادہ ہوتی ہے) اسکو اصفر مُشْبَع بھی کہا جاتا ہے۔

ثم الزعفرانی الذی یشبہ شعرہ وھذا ھو الذی یقال لہ الاحمر الناصع

۶۔ بول زعفرانی: اس کا رنگ زعفران کے ریشوں کے مانند ہوتا ہے، جسکو احمر ناصع (شوخ سرخ) کہا جاتا ہے (اس میں باقی تمام قسموں سے سرخی اور گرمی زیادہ ہوتی ہے) +

واما بعد الاترجی فکلہ یدل علی الحرارۃ ویختلف بحسب درجاتھا وقد یوجبہا الحرکات الشدیدۃ والاوجاع والجوع وانقطاع مادۃ الماء المشروب

اترجی کے بعد تمام قسمیں حرارت پر دلالت کرتی ہیں، جن میں درجات کے لحاظ سے اختلاف ہے (یعنی جیسکے درجات ترتیب وار بڑھتے گئے ہیں۔ چنانچہ اترجی اعتدال کی علامت ہے، بول تبنی برودت پر دلالت کرتا ہے۔ اور باقی تمام قسمیں حرارت کی دلیل ہیں) جو گاہے شدید ریاضت، درد، بھوک، اور (بدن کے اندر) پانی کے کم ہو جانے سے پیدا

ہوتی ہیں (یعنی ان اسباب سے قارورہ میں رنگت تیز تر ہو جاتی ہے) +

وبعد هذه الطبقات المذكورة طبقات الحمرة

سرخی کے درجات (حرارت کے لحاظ سے) زردی کے بعد سرخی کا درجہ ہے، جس کی چار قسمیں ہیں:

كالاصهب

۱- **اَصْهَب** (اصہب پیازی) (یہ زرد سرخی آمیز ہوتا ہے) +

والوردی

۲- **وَرْدِیّ** (گلابی) (گلاب کے مانند سرخ ہوتا ہے) +

والاحمر القانی

۳- **احمر قانی** (یعنی نہایت سرخ) +

والاحمر الاقتم

۴- **اَحْمَر اَقْتَم** (یعنی سرخ غبار آلود یا سرخ سیاہی مائل) +

وكلها يدل على غلبة الدم

یہ سب قسمیں غلبۂ خون پر (علی العموم) دلالت کرتی ہیں +

وكلما ضربت الى الزعفرانية فان الاغلب هو المرة وكلما ضربت الى القتمة فالدم اغلب

قارورہ میں جس قدر زعفرانیت (شوخ زردی) کا غلبہ ہوگا، اُسی قدر صفرار کی زیادتی سمجھی جائے گی۔ اور جس قدر قتمت (کالی اور میلی سرخی) زیادہ ہوگی، اُسی قدر خون کا غلبہ سمجھا جائیگا +

والنارية ادل على الحرارة من الاحمر والاقتم لان المرة في نفسها اسخن من الدم

بول ناری یعنی آتشی رنگ کا قارورہ بمقابلہ احمر اقتم کے حرارت پر زیادہ دلالت کرتا ہے (کیونکہ اول الذکر صفرا سے حاصل ہوتا ہے، اور آخر الذکر خون سے) اور صفرا بمقابلہ خون کے زیادہ گرم ہے +

ويكون لون الماء في الامراض الحادة المحرقة ضاربا الى الزعفرانية والنارية فان كانت هناك رقة دلت على حال من النضج وانه ابتدأ ولم يظهر في القوام

نہایت گرم اور محرقہ امراض (وحمیات) میں قارورہ کے اندر زعفرانیت اور ناریت ہوا کرتی ہے، اگر اس کے ساتھ قارورہ میں رقت بھی ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ قارورہ میں کچھ نہ کچھ نضج موجود ہے، اور یہ کہ (رنگ میں) نضج شروع ہو گیا ہے، مگر ابھی قوام میں نضج نہیں آیا ہے +

یعنی چونکہ گرم امراض میں ان کے مواد نہایت رقیق ہوتے ہیں، اِس لئے اوائل مرض میں نضج مادہ سے پہلے قارورہ میں رقت ہوتی ہے۔ اسکے بعد مادہ جسقدر نضج پاتا جاتا ہے، اُسی قدر قارورہ غلیظ ہوتا جاتا ہے؛ کیونکہ نضج کے معنی ہی یہ ہیں کہ مادۂ مرض اگر رقیق ہے تو وہ طبیعت کے فعل سے غلیظ ہو جائے، اور اگر غلیظ ہے، تو وہ رقیق ہو جائے،

اور اگر وہ لیسدار ہے تو اس کا لیس جاتا رہے ، جس سے فائدہ یہ پہنچتا ہے کہ مادہ آسانی سے خارج ہونے کے لائق ہو جاتا ہے ۔ الغرض قدیم اصول کے مطابق امراض حارہ میں قارورہ کا غلیظ ہونا ہی نضج مادہ کی علامت ہو سکتا ہے (مترجم)

واذا اشتدت الصفرة الی حد النارية والی النهاية فيه فالحرارة قد اعنت فی الازدياد وذلك هو الحمرة الناصعة فان ازدادت صفاء فالحرارة فی النقصان

اگر قارورہ کی زردی شدید ہو کر بالکل ناری بن جائے تو سمجھنا چاہیئے کہ حرارت شدید تر ہو گئی ہے ۔ اسی قسم کے قارورہ کو احمر ناصع (شوخ سرخ) کہا جاتا ہے ۔ پھر اگر ناری بننے کے بعد قارورہ میں صفائی آنے لگے (یعنی پہلے سے تکدر کم ہونے لگے) تو سمجھنا چاہیئے کہ حرارت کم ہونے لگی ہے (اور بدن میں اعتدال آ رہا ہے) +

وقد يبال فی الامراض الحارة الدموية بول كالدم نفسه من غير ان يكون هناك انفتاح عرق فيدل علی امتلاء مفرط دموی

گاہے گرم اور دموی امراض میں کسی رگ کے پھٹنے کے بغیر بالکل خون کے مانند پیشاب آتا ہے ۔ جو کسی بات میں خون سے مختلف نہیں ہوتا ۔ اگر ایسا ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ کہیں سخت اجتماع خون تھا +

بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیخ موصوف کا یہ خیال کہ کسی رگ کے انشقاق کے بغیر خون خارج ہو سکتا ہے ، ناقابل تسلیم ہے ۔ یہ کسی طرح باور نہیں کیا جا سکتا کہ خون اپنے ظرف (عروق) سے انشقاق و انفتاح کے بغیر باہر آ جائے ۔ بلکہ یہ ماننا پڑیگا کہ امتلاء دموی سے کسی رگ میں یقیناً تفرق اتصال واقع ہوا ہے ، مگر یہ ہر حالت میں ضروری نہیں ہے ۔ کیونکہ بعض اوقات خون کے اجزاء عروق کی دیواروں سے انشقاق کے بغیر نفوذ کر کے باہر چلے آتے ہیں ۔ مترجم +

واذا بيل قليلاً قليلاً وكان معه نتن فهو دليل خطر يخشی منه انصباب الدم الی المخانق وازداد ارقة علی لونه وحاله ونتنه واذا بيل غزيراً فربما كان دليل خير فی الحميات الحادة والمختلطة لانه كثيرا ما يكون دليل بحران وافراق الا ان برق فی الاول دفعة قبل وقت البحران فيكون دليل

اگر اس قسم کا بول الدم مذکورہ قسم کے امراض میں تھوڑا تھوڑا آئے ، اور اس کے ساتھ ہی قارورہ میں تعفن بھی ہو تو یہ خطرہ کی علامت ہے ۔ اس میں یہ خوف ہے کہ کہیں مخانق (قلب و دماغ) میں خون کا غیر معمولی اجتماع و ازدحام نہ ہو جائے (اور مریض اس سے تلف نہ ہو جائے) ۔ اگر ان باتوں کے ساتھ ہی قارورہ نہایت رقیق ہو ، اور اس کا رنگ اور اس کی بو بدستور سابق قائم رہے ، تو یہ اور بھی زیادہ ردی علامت ہے ۔ لیکن اگر اس قسم کا پیشاب کثیر مقدار میں خارج ہو ، تو علی العموم تیز بخاروں (حمیات حادہ) اور بے قاعدہ

تکسیں	بحرانوں (حمیات مختلطہ) میں علامتِ خیر سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اس قسم کا قارورہ وقوع بحران اور زوال مرض کی علامت ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس قسم کا پیشاب با وجود زیادہ آنے کے غلیظ نہ ہو، بلکہ بحران کے وقت سے پہلے (مثلاً حمیات حادہ میں ساتویں روز سے پہلے) یکایک وہ رقیق ہوجائے۔ تو اس وقت یہ علامت خیر ہونے کی بجائے اعادۂ مرض کی دلیل ہوگا ۔
وکذلک اذا لم یتدرج الی الرقۃ بعد البحران	اسی طرح اگر بحران کے بعد یہ دموی قارورہ بتدریج رقیق ہونے کی بجائے یکایک رقیق ہوجائے تو بھی یہ اعادہ مرض پر دلالت کرتا ہے ۔
واما فی الیرقان فکلما کان البول اشد حمرۃ حتی یضرب الی السواد ویصبغ الثوب صبغاً غیر منسلخ وکلما کان کثیراً فھو اسلم	مرض یرقان میں قارورہ جس قدر زیادہ سُرخ ہو، حتیٰ کہ اسکی سُرخی شدت کی وجہ سے سیاہی مائل ہوجائے، اور کپڑے اس سے اس طرح رنگ جائیں، کہ انکا رنگ نہ چھوٹ سکے، اور جس قدر مقدار میں زیادہ ہو، اُتنی قدر بہتر اور اچھا ہے ۔

کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مادۂ مرض بکثرت خارج ہو رہا ہے، اور بدن اس موذی مادہ سے جلد پاک ہورہا ہے ۔ آملی

فانہ اذا کان البول فیہ ابیض او کان احمر قلیل الحمرۃ والیرقان بحالہ خیف الاستسقاء	کیونکہ اگر مرض یرقان میں قارورہ سفید ہو۔ یا اس میں سُرخی کم ہو، لیکن یرقان بدستور اپنے حال پر قائم ہو، تو استسقا کے پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے ۔
والجوع مما یکثر صبغ البول ویحدہ جدا	بھوک سے قارورہ کا رنگ گہرا اور تیز تر ہوجاتا ہے ۔
ثم طبقات الخضرۃ	**سبزی کے درجات** (سبزی کے پانچ درجات ہیں):۔
مثل البول الذی یضرب الی الفستقیۃ	۱۔ **فستقی** (پستئی رنگ کا) (پستئی رنگ سے مراد وہ زردی ہے جس میں کسی قدر سیاہی آمیز ہو) ۔
ثم الزنجاری	۲۔ **زنجاری** (زنگاری) (اس میں سبزی سفیدی مائل ہوتی ہے) ۔
والاسمانجونی	۳۔ **آسمانجونی** (آسمانی) (اس میں سیاہی کے ساتھ

سفیدی ہوتی ہے)+

والنیلجی ۴۔ نیلجی (نیلے رنگ کا) (اس میں سیاہی کے ساتھ سفیدی آسمانجونی سے کم ہوتی ہے)+

ثم الکراثی ۵۔ کراثی (کراث یعنی گندنے کے رنگ کا) (اس میں سبزی غالب ہوتی ہے)+

فاما الفستقی فانه یدل علی برد وکذلك ما فیه خضرة الا الزنجاری والکراثی فانهما یدلان علی احتراق شدید والکراثی اسلم من الزنجاری والزنجاری بعد التعب یدل علی تشنج

بول فستقی برودت کی علامت ہے۔ اسی طرح وہ قارورہ بھی برودت پر دال ہوگا، جس میں سبزی ہو+ لیکن اس حکم سے صرف زنجاری اور کراثی الگ ہیں، کیونکہ یہ دونوں شدید احتراق (احتراق مادہ) پر دلالت کرتے ہیں۔ لیکن کراثی بمقابلہ زنجاری کے کم خطرناک ہے۔ تکان یعنی سخت ورزش کے بعد قارورہ کا زنجاری ہونا تشنج کی علامت ہے+

والصبیان یدل البول الاخضر منهم علی تشنج

اسی طرح بچوں میں قارورہ کا سبز ہونا بھی تشنج کی علامت ہے+

واما الاسمانجونی فانه یدل علی البرد الشدید فی اکثر الامر ویتقدمه بول اخضر وقد قیل انه یدل علی شرب السم فان کان معه رسوب رجی ان یعیش والا خیف علی صاحبه

اور آسمانی رنگ کا قارورہ (اور نیلجی قارورہ) علی العموم شدید برودت پر دلالت کرتا ہے۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ یہ زہر کھانے کی دلیل ہے۔ چنانچہ اگر اس کے ساتھ قارورہ میں رسوب بھی ہو تو مریض کے زندہ رہنے کی اُمید کیجاسکتی ہے، ورنہ موت کا اندیشہ غالب ہے+

والزنجاری شدید الدلالة علی العطب

بول زنجاری بہت زیادہ خطرناک ہے+

بعض لوگوں نے سبزی کے درجات میں بول زیتی (روغنی قارورہ) کو بھی داخل کیا ہے جو دراصل بدن کی چکنائی اور روغن کے پگھلنے سے حاصل ہوتا ہے+ آملی

واما طبقات البول الاسود -- **سیاہی کے درجات** (سیاہ قارورہ کے تین درجات ہیں):

فمنه اسود سالك الى السواد من طريق الزعفرانية كما في اليرقان ويدل على تكاثف الصفراء او احتراقها بل على السوداء الحادثة من الصفراء وعلى اليرقان

۱- وہ سیاہی جو زعفرانیت یعنی زردی کے بعد حاصل ہوئی ہو، جیسا کہ یرقان میں ہوا کرتا ہے۔ یہ اس امر کو بتاتا ہے کہ صفراء جل کر کثیف ہوگیا ہے۔ نہیں۔ بلکہ صفراء جل کر سوداء بنگیا ہے۔ اور اگر یرقان کے نمودار ہونے سے پہلے ایسا قارورہ ظاہر ہو تو یرقان کے نمودار ہونے کی خبر دے گا +

ومنه اسود اخذ من القتمة ويدل على السوداء الدموية

۲- وہ سیاہی جو قتمت کے بعد حاصل ہوئی ہو۔ یہ سوداء دموی کی خبر دیتا ہے (کیونکہ خون جب جل جاتا ہے، تو وہ سیاہ ہو جاتا ہے) +

واسود آخر آخذ من الخضرة والنيلجية ويدل على السوداء الصرف

۳- وہ سیاہی جو سبزی یا نیلجیت (نیلاپن) کے بعد پیدا ہوئی ہو۔ یہ خالص سوداء کی علامت ہے +

والبول الاسود في الجملة يدل اما على شدة احتراق واما على شدة برد واما على موت من الحرارة الغريزية وانطفاء واما على بحران ودفع من الطبيعة للفضول السوداوية

بہرصورت بول سیاہ چند امور پر دلالت کرتا ہے: یا شدت احتراق (اخلاط کے جل جانے) پر، یا شدت برودت پر، یا حرارت غریزیہ (حرارت بدنیہ) کی موت اور اسکی شکست پر، یا اس امر پر کہ بحران واقع ہوا ہے، اور طبیعت نے اپنی ذاتی کوشش سے فضلات سوداویہ کو (جو رنگ میں سیاہ ہوتے ہیں) خارج کردیا ہے +

گاہ بول سیاہ اس امر پر بھی دلالت کرتا ہے کہ کوئی ایسی رنگین شے کھائی گئی ہے، جس نے پیشاب کو رنگ کر سیاہ کردیا ہو+ آملی

ويستدل على الكائن من الاحتراق بان يكون هناك احتراق شديد ويكون قد تقدمه بول اصفر واحمر ويكون الثفل فيه متشتتا قليل الاستواء ليس بذلك المجتمع المكتنز ولا يكون شديد السواد بل يضرب الى

علامت احتراق اگر پیشاب میں سیاہی احتراق مواد کی وجہ سے حاصل ہوئی ہو تو اس پر یہ باتیں شاہد ہوتی ہیں:-

۱- بدن میں احتراق شدید اور حرارت کی نشانیاں پائی جائینگی (یعنی بدن میں سوزش وجلن پائی جائے گی) +

۲- اس سے پہلے پیشاب کا رنگ زرد یا سرخ ہوگا (کیونکہ زردی اور سرخی حرارت ہی سے پیدا ہوتی ہے) +

۳- قارورہ کے رسوبی اجزاء بالکل برابر اور اکٹھے نہیں ہوتے ہیں، بلکہ غیر مستوی طور پر پراگندہ اور پھیلے ہوئے ہوتے ہیں +

۴- قارورہ میں زیادہ سیاہی نہ ہوگی، بلکہ اس میں زعفرانیت، زردی

زعفرانية وصفرة او قتمة فان كان يضرب الى الصفرة كثيرًا دل على اليرقان

یا سُرخی بھی آمیز ہوگی۔ اگر اس میں زردی زیادہ ہوگی تو وہ علی العموم یرقان پر دلالت کریگا (یعنی یہ کہ مرض یرقان عنقریب پیدا ہونیوالا ہے) +

ويستدل على الكائن من البرد

علامت برودت اسی طرح اگر قارورہ میں سیاہی غلبۂ برودت سے حاصل ہوئی ہو تو اس پر بھی چند باتیں شہادت دیتی ہیں :-

بان يكون قد تقدمه بول الى الخضرة والكمدة

۱- اس سے پہلے پیشاب کی رنگت میں سبزی یا کمودت (نیلاپن) ہوگی +

ويكون الثفل قليلاً مجتمعًا كاسنه جاف

۲- قارورہ میں رسوب مقدار میں تھوڑا، اور غلیظ و منجمد ہوگا +

ويكون السواد فيه اخلص

۳- اس میں سیاہی خالص ہوگی (یعنی زردی وغیرہ کے ساتھ مخلوط نہ ہوگی) +

وقد يفرق بين المزاجين انه اذا كان مع البول الاسود شدة قوة من الرائحة كان دالاً على الحرارة وان كان معه عدم الرائحة او ضعف من قوتها كان دالاً على البرودة فانه اذا انهزمت الطبيعة جدًا لم يكن له رائحة

علاوہ ازیں حرارت و برودت میں فرق یہ بھی ہے کہ اگر سیاہ قارورہ کے ساتھ بو بھی تیز ہو تو وہ حرارت کی علامت ہے، اور اگر اس کے ساتھ قارورہ میں کسی قسم کی بُو نہ ہو تو یہ برودت کی نشانی ہے۔ کیونکہ طبیعت جب غلبۂ برودت سے مغلوب و مقہور ہو جاتی ہے تو قارورہ میں کسی قسم کی بو نہیں پیدا ہوتی (کیونکہ طبیعت کے تعطل سے اِس قسم کے مواد پیشاب کی راہ خارج ہی نہیں ہوتے جو مائیت بول کی بو کو متغیر کر سکیں) +

ويستدل على الحادث لسقوط الغريزة بما يعقبه من سقوط القوة الغريزية وانحلالها

سواد سقوط قوت اگر قارورہ میں سیاہی حرارت غریزیہ (بدنی حرارت) کے ساقط ہونے کی وجہ سے عارض ہوگی، تو اس کی شہادت قوتوں کے ڈھال ہونے سے ملیگی +

ويستدل على الكائن على سبيل التنقية والبحران كما يكون في اواخر الربع وانحلال علل الطحال واوجاع الظهر والرحم والحميات السوداوية والنهارية والليلية

سواد بحرانی گا ہے قارورہ میں سیاہی بحران کی وجہ سے اور اس وجہ سے حاصل ہوتی ہے کہ طبیعت بدن کو پاک کرنے کی غرض سے سیاہ مواد کو پیشاب کی راہ خارج کر دیتی ہے: جیسا کہ حمی ربع (چوتھیا بخار) کے اواخر میں، امراض طحال کے زوال کے وقت، پشت اور رحم کے امراض اور حمیات سوداویہ نہاریہ، اور

لیلیہ کے زوال کے وقت (رگا ہے) سیاہ قارورہ آیا کرتا ہے۔

والآفات العارضة عن احتباس الطمث واحتباس المعتاد و سيلانه من المقعدة وخصوصاً اذا اعانت الطبيعة والصناعة بالادرار وكما يصيب النساء اللواتی قد احتبس طمثهن فلم تقبل الطبيعة فضلة الدم

اسی طرح پیشاب (رگا ہے) اُس وقت بھی سیاہ آتا ہے جبکہ احتباس حیض اور احتباس خون بواسیر وغیرہ کے امراض و آفات زائل ہونے لگتے ہیں (کیونکہ ان حالات میں بدن کے اندر سیاہ مواد جمع ہو جاتے ہیں، جسکو طبیعت پیشاب کی راہ خارج کرنا چاہتی ہے) علی الخصوص اگر طبیعت کی امداد دوسری مدر بول ادویہ سے بھی کی جائے۔ اسی طرح (رگا ہے) اُن عورتوں کا بھی پیشاب سیاہ ہو جاتا ہے۔ جن کا خون حیض بند ہو، کیونکہ اس حالت میں خون کے فضلات (جو رحم کی طرف سے بصورت خون حیض خارج ہوا کرتے تھے انہیں) طبیعت قبول نہیں کرتی ہے (بلکہ وہ پیشاب کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، اور اس کے ساتھ خارج ہونے لگتے ہیں)۔

بان يكون قد تقدمه بول غير نضيج مائی

اس حالت میں (جبکہ قارورہ میں سیاہی بحران اور تنقیہ کے طور پر پیدا ہوتی ہے) چند باتیں شاہد ہوتی ہیں:

(۱) اس سے پہلے (یعنی پیشاب میں سیاہی نمودار ہونے سے پہلے) پیشاب بغیر نضج کے پانی جیسا آتا ہوگا۔

ويصادف البدن عقيبه خفا

(۲) سیاہ پیشاب کے بعد مریض کو اپنے مرض میں خفت و سکون محسوس ہوگا۔

ويكون كثير المقدار غزيراً

(۳) پیشاب مقدار میں زیادہ آئیگا۔

واما ان لم يكن هكذا فان البول الاسود علامة ردية وخصوصاً فی الامراض الحادة ولاسيما اذا كان مقداره قليلاً فيعلم من قلته ان الرطوبة قد افناها الاحتراق

لیکن اگر پیشاب میں سیاہی بحران کی وجہ سے نہ ہو (اور نہ کوئی ایسی رنگین چیز کھائی گئی ہو) تو یہ ایک بُری علامت ہے، خصوصاً اگر ایسا واقعہ حاد امراض میں ہو (کیونکہ ان امراض میں پیشاب بذاتہ رقیق ہوا کرتا ہے، اس لئے ان میں شدید احتراق کے بغیر سیاہی پیدا ہی نہیں ہو سکتی) علی الخصوص اُس صورت میں اور بھی زیادہ بُرا ہے جبکہ قارورہ تھوڑی

تھوڑی مقدار میں آرہا ہو ؛ کیونکہ اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ بدنی رطوبات کو حرارت نے اس درجہ فنا کر دیا ہے کہ پیشاب کی مقدار بھی گھٹ گئی ہے +

وکلما کان اغلظ کان اردأ وکلما کان ارق فھو اقل ردأۃ

ایسا قارورہ جسقدر زیادہ غلیظ ہوگا، اُسی قدر زیادہ بُرا ہوگا ؛ اور جس قدر زیادہ رقیق ہوگا، اُسی قدر اُس میں ردائت کم ہوگی +

وقد یعرض ان یبال بول اسود او احمر قانی لسبب شراب بھذہ الصفۃ لم تعمل فیہ الطبیعۃ اصلاً فیخرج بحالہ فھذا لا خطر فیہ

گاہے سیاہ یا سیاہی مائل سرخ (احمر قانی) شراب پینے سے قارورہ اسی رنگ سے رنگین ہوجاتا ہے (اور شراب کے رنگ پر سیاہ یا احمر قانی خارج ہوتا ہے) یعنی شراب جس طرح بدن میں داخل ہوتی ہے، بغیر تغیر و تبدل کے اُسی طرح خارج ہوجاتی ہے۔ اس حالت میں قارورہ کی سیاہی سے ڈرنا نہ چاہئے +

وربما کان دلیل بحران صالح فی الامراض الحادۃ ایضاً

گاہے امراض حادہ میں بھی سیاہ قارورہ بحران صالح (اچھے بحران) کی علامت سمجھا جاتا ہے (چنانچہ یرقان اصفر میں گاہے پیشاب زرد ہونے کی بجائے سیاہ ہوجاتا ہے، حالانکہ صفرار میں احتراق بھی لاحق نہیں ہوتا۔ بلکہ صفرار میں ایک قسم کا تکاثف عارض ہوجاتا ہے) +

والبول الذی یبولہ المریض رقیقاً وفیہ تعلق فی نواحٍ مختلفۃ فانہ کثیراً ما یدل علی صداع وسھر وصمم واختلاط عقل لاسیما اذا بیل قلیلاً قلیلاً وفی زمان طویل وکان حاد الرائحۃ وکان فی الحمیات فانہ شدید الدلالۃ علی الصداع والاختلاط فی العقل

اگر سیاہ قارورہ باوجود رقیق ہونے کے اس میں رسوبی اجزار متفرق طور پر ہر طرف معلق اور منتشر ہوں، تو یہ عام طور پر دردسر، بیداری، ثقل سماعت، اور اختلاط عقل پر دلالت کرتا ہے۔ علی الخصوص اگر رقت بول کے ساتھ پیشاب تھوڑا تھوڑا اور دیر کے بعد آتا ہو، اور بو بھی اس کی تیز ہو اور مریض بخار کی حالت میں مبتلا ہو تو یہ دردسر اور اختلاط عقل (بے عقلی) پر زیادہ دلالت کرے گا +

واذا کان ھناک سھر وصمم واختلاط عقل وصداع دل علی رعاف

اور اگر قارورہ کی سیاہی کے ساتھ بیداری، بہرا پن، اختلاط عقل (بے عقلی) اور دردسر موجود ہو تو سمجھنا چاہئے

یکون	کہ نکسیر پھوٹنے والی ہے +
ویمکن ان یکون سببا للحصاة فی الکلیة	گا۔ سیاہ اور رقیق قارورہ گردہ کی پتھری کا سبب ہوا کرتا ہے +
قال روفس ان البول الاسود یستحب مطلقا فی علل الکلی والمثانة والعلل لهالجة من الاخلاط الغلیظة وهو دلیل مهلك فی الامراض الحادة	روفس کا قول ہے کہ "امراض گردہ و مثانہ میں اور غلیظ اخلاط کے امراض میں قارورہ کا سیاہ ہونا بلا قید ہر حالت میں اچھا ہے (اچھی علامت ہے)، اور اسکا امراض حادہ میں ظاہر ہونا خطرناک علامت ہے +
ونقول قد یکون البول الاسود ایضا ردیا فی علل الکلی والمثانة اذا کان هناك احتراق شدید فتامل سائر العلامات	لیکن ہم کہتے ہیں کہ "گردہ اور مثانہ کے امراض میں بھی گا ہے سیاہ قارورہ بُرا ہوا کرتا ہے، بشرطیکہ وہاں شدید احتراق اور غلبۂ حرارت موجود ہو۔ اس لئے (بلا تامل اسکو اچھا نہ کہدینا چاہیے، بلکہ) تمام علامات پر ایک نظر ڈال لینی چاہیے (تاکہ غلطی واقع نہ ہو)" +
والبول الاسود فی المشائخ لیس بصالح لهم مما یعلم ولا هو واقع الا لفساد عظیم وکذلك فی النساء	اور بوڑھوں اور عمر رسیدہ لوگوں میں (جن میں قدرتاً حرارت بدنیہ ضعیف ہوا کرتی ہے) سیاہ قارورہ کا آنا اچھا نہیں ہے، کیونکہ ان میں فساد عظیم کے بغیر ایسا ہو ہی نہیں سکتا، اور یہی حال عورتوں کا بھی ہے +
والبول الاسود بعد التعب یدل علی تشنج	سیاہ پیشاب تکان و ریاضت کے بعد تشنج کی علامت ہے +
وبالجملة البول الاسود فی ابتداء الحمیات قتال وکذلك الذی فی انتهائها اذا لم یصحبه خفة ولم یکن دلیلا علی بحران	حمیات یعنی بخاروں کے شروع میں قارورہ کا سیاہ ہونا خطرناک ہے (کیونکہ ابتداء مرض میں نہ بحران واقع ہو سکتا ہے، اور نہ بحران کا پیغام اور یوم انذار، اس لئے اوائل مرض میں قارورہ کا سیاہ ہونا محض شدت حرارت اور قوتِ احراق ہی کی علامت بن سکتا ہے، جس کا خطرہ ظاہر ہے)۔ اسی طرح بخاروں کے انتہا کے وقت بھی سیاہ قارورہ کا برآمد ہونا خطرناک علامت ہے۔ بشرطیکہ اس کے ساتھ مرض میں تخفیف ظاہر نہ ہو۔ اور بشرطیکہ بحران کی دلیل

وعلامت نہ ہو (ورنہ انتہا کے وقت اگر بحران کی وجہ سے سیاہ قارورہ خارج ہو، تو یقیناً یہ علامت خیر ہے) +

(۲) بول الابیض فقد یفہم منہ معنیان | بول ابیض (سفید پیشاب) | بول سفید (اَبْیَض) کے دو معنے لئے جاتے ہیں:

حقیقی اور مجازی، "بیاض حقیقی" یا اصلی سفیدی دودھ اور چونہ میں پائی جاتی ہے۔ اور "بیاض مجازی" شفاف چیز مثلاً شفاف شیشہ اور صاف پانی میں پایا جاتا ہے، جیسا کہ ذیل کے بیان سے واضح ہے:

احدھما ان یکون رقیقاً مُشِفّاً فان الناس قد یسمون المشف ابیض کما یسمون الزجاج الصافی والبلور الصافی ابیض | اول یہ کہ قارورہ رقیق وشفاف ہو (جس میں شعاعیں نفوذ کر جائیں، اور اس سے پیچھے کی چیز دکھائی دے سکے)۔ شفاف چیز کو بھی لوگ سفید (ابیض) کہہ دیا کرتے ہیں، جیسا کہ اگر شیشہ صاف ہو، یا اگر بلور صاف ہو، تو انھیں عوام میں سفید ہی کہا جاتا ہے (حالانکہ یہ حقیقت میں سفید نہیں ہیں)۔ +

والثانی الابیض بالحقیقۃ وھو الذی لہ لون مفرق للبصر مثل اللبن والکاغذ وھذا لا یکون مُشِفّاً ینفذ فیہ البصر لان الاشفاف فی الحقیقۃ ھو عدم الالوان کلھا | دوم ابیض حقیقی (سچا سفید) جسکا رنگ مفرق بصر ہو (یعنی جسکا رنگ اس قدر گاڑھا ہو کہ اس میں بینائی اور شعاعیں نفوذ نہ کر سکیں، بلکہ شعاعیں پھیل جائیں)، مثلاً دودھ اور کاغذ کا رنگ۔ ایسا قارورہ شفاف نہیں ہوتا ہے جس میں بینائی (بصر) گھس سکے، کیونکہ شفاف ہونے (اشفاف) کے اصلی معنے تو یہ ہیں کہ اس میں کوئی رنگ نہ ہو +

اس لئے ایسے بے رنگ کو سفید کہنا، جس کے پیچھے کی چیزیں نظر آسکیں، حقیقتاً درست نہیں، اور اگر عوام میں ایسا استعمال مروج ہے، تو اس میں شک نہیں کہ یہ استعمال مجازی ہے +

فالابیض بمعنے المشف دال علی البرد جملۃً وموئس عن النضج | شفاف | چنانچہ سفید بمعنے شفاف قارورہ اجمالاً برودت پر دلالت کرتا ہے اور نضج (نضج مواد اور ہضم غذا) کی مایوسی کو بتاتا ہے +

شفاف قارورہ گا ہے رقیق ہوتا ہے، جس میں صاف مائیت ہوتی ہے، اور گاہے غلیظ ہوتا ہے جس میں بلغم کی آمیزش ہوتی ہے۔ لیکن یہ دونوں صورتیں برودت پر دال ہیں، خواہ برودت سادہ (بلا مادہ) ہو، اور خواہ مادہ کے ساتھ (گیلانی)۔

فان کان مع غلظ دل علی البلغم پھر اگر شفاف قارورہ میں غلظت ہو تو یہ بلغم (کی موجودگی) کو بتاتا ہے +

ایک اہم انتباہ : مذکورہ بالا شفاف قارورہ، جس میں غلظت بھی ہو، جدید اصطلاح میں بول زلالی، بول ماحی، اور بول بیضی کہلاتا ہے۔ اس قارورہ میں بالفاظ طب جدید رطوبت بیضیہ[۵۱] ہوتی ہے، جو دراصل طب قدیم کی اصطلاح میں ایک قسم کا بلغم ہے۔ ایسے شفاف قارورہ کو جب گرم کیا جاتا ہے، تو اس کی صفائی تکدر سے بدل جاتی ہے۔ کیونکہ انڈے کی سفیدی کی خاصیت بھی یہی ہے کہ وہ گرمی سے جم جاتی ہے۔ اسی طرح رطوبت بیضیہ جو قارورہ میں گھلی ہوئی ہوتی ہے، وہ حرارت پا کر جم جاتی ہے، جس طرح بلغم کے متعلق قدماء فن نے لکھا ہے کہ وہ خون میں ملا ہوا پایا جاتا ہے، اور جب خون کو گرم پانی میں گرایا جاتا ہے، تو بلغم جم کر پانی کی سطح پر نمودار ہو جاتا ہے[۵۳] +

---

۵۱ البومی نوریا + ۵۲ البومن +

۵۳ اذا اُخِذَ دَمُ الفَصدِ فِی المَاءِ الحَارِّ ظَهَرَ جِسمَانِ آخَرَانِ، جِسمٌ اَبیَضُ مِثلُ بَیَاضِ البَیضِ وَجِسمٌ غَلِیظٌ اَسوَدُ رَاسِبٌ کَالمِدَادِ (گیلانی شرح قانون) +

ترجمہ "خون فصد جب گرم پانی میں لیا جاتا ہے، تو (خون کے جھاگ یا رغوہ کے علاوہ) دو دوسرے جسم نمودار ہوتے ہیں: ایک سفید جسم انڈے کی سفیدی کے مانند (جو بلغم ہے) اور دوسرا سیاہ غلیظ جسم سیاہی (مداد) کے مانند جو تہ میں بیٹھ جاتا ہے (جو سودا ہے)" +

ہمیں اس موقع پر گیلانی کے قول سے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ فصد کا خون جب گرم پانی میں ڈالا جاتا ہے۔ تو پانی کی گرمی سے جو ایک سفید چیز جم کر نمودار ہو جاتی ہے، وہ متقدمین کے نزدیک بلغم ہے۔ اور یہی چیز متاخرین کی اصطلاح میں ماحیا رطوبت بیضیہ کہلاتی ہے۔ اور جب یہی رطوبت خون سے قارورہ میں خارج ہوتی ہے، تو قارورہ شفاف و غلیظ ہوتا ہے، جو گرم کرنے سے مکدر ہو جاتا ہے۔ رہی وہ چیز جو تہ میں سیاہی کے مانند بیٹھ جاتی ہے، وہ سودا ہے، یا کوئی اور چیز؟ یہ اسوقت میری بحث سے خارج ہے +

یہاں مجھے اسقدر اور بھی بتانا ہے کہ جب ایسے بلغمی قارورہ کے ساتھ کوئی رنگین مادہ مل جائیگا، تو یہ رنگین ہو جائیگا لیکن گرم کرنے سے رطوبت بیضیہ کا وجود متحقق ہو سکے گا؛ کیونکہ گرم کرنے سے اس کی شفافیت جاتی رہتی ہے؛ خواہ وہ مثلاً رنگ میں زرد شفاف ہی کیوں نہ ہو +

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ آجکل جس قارورہ کو بول زلالی یا بول ماحی (البومن یوریا) کہا جاتا ہے، وہ طب قدیم میں مذکور رہی۔ اگرچہ اُس وقت اسکا کوئی خاص نام نہیں رکھا گیا تھا؛ بلکہ صرف اس طرح بیان کیا گیا کہ ایسا قارورہ بلغم کی وجہ سے ہوتا ہے، جو ایک حقیقت واقعیہ ہے۔ ہم رطوبت بیضیہ کو بلغم کی ایک قسم ضرور کہہ سکتے ہیں +

واما الابیض الحقیقی فلا یکون الا مع غلظ | حقیقی سفید | جس قارورہ میں بیاض حقیقی (اصلی سفیدی) ہوتا ہے، وہ غلظت سے خالی نہیں ہوتا ہے +

کیونکہ پانی یا مائیت کا اتنا سفید ہو جانا کہ اس میں بینائی نفوذ نہ کر سکے، اُسی وقت ممکن ہے، جبکہ اسکے ساتھ کوئی غلیظ مادہ مل جائے جس سے قارورہ اگر سفید ہو جائے گا، تو اس کے ساتھ ہی اس میں غلظت بھی پیدا ہو جائے گی۔ (گیلانی)

فمن ذلک ما یکون بیاضہ بیاضاً مخاطیاً ویدل علی کثرۃ بلغم وخام | سفید قارورہ کی قسمیں | (اس قسم کے سفید قارورہ کی سات قسمیں ہیں) ۱۔ قارورہ کی سفیدی مخاطی (بلغمی) ہو (بلغم کے رنگ پر ہو) جو بلغم اور خام کی کثرت پر دلالت کرتا ہے +

خام لیسدار بلغم کا نام ہے، جسکا قوام غلیظ ہو۔ بلغم کی وجہ سے قارورہ کی سفیدی کثیرالوقوع ہے، اگرچہ بلغم مخاطی کی وجہ سے بھی گاہے قارورہ میں سفیدی حاصل ہوا کرتی ہے + (آملی)

یہاں خام سے عام معنے مراد ہیں، جس میں بلغم مخاطی بھی شامل ہے (گیلانی) +

ومنہ ما بیاضہ بیاض دسمی ویدل علی ذوبان الشحم ۲۔ قارورہ کی سفیدی چکنائی جیسی ہو (بیاض دسمی ہو) جو چربی کے گھلنے پر دلالت کرتی ہے +

ومنہ ما بیاضہ بیاض اھالی ویدل علی بلغم وعلی ذوب وا قعراوسیقع ۳۔ قارورہ میں گھی[1] جیسی سفیدی (بیاض اہالی) ہو، جو بلغم پر دلالت کرتا ہے، اور مادہ کے ذوبان (پگھلنے) کو بتاتا ہے، جو ہو چکا ہو، یا قریب ہی ہونے والا ہو (اور کچھ ہو بھی چکا ہو) +

اہالہ = گوشت کی چکنائی (گیلانی) +

بیاض اہالی اور بیاض دسمی میں فرق یہ ہے کہ بیاض اہالی کا قارورہ باوجود دسومت یعنی چکنائی کے کسی قدر غلیظ ہوتا ہے۔ آملی

ومنہ ما بیاضہ بیاض فقاعی مع رقۃ وملاسۃ ویدل علی قروح متقیحۃ فی الات البول وان لم ۴۔ قارورہ کی سفیدی فقاعی ہو (فقاع نامی شراب جیسی ہو) اور اس کے ساتھ ہی رقیق ہو، اور پیپ[2] بھی ہمراہ ہو۔ یہ قارورہ آلات بول (اعضائے بول) کے قروح پر

---

[1] التشبیہ بالسمن المتخذ من الزبد بالذوب ۱۲۔ آملی +

یکن معہ مدۃ فلغلبۃ المادۃ الکثیرۃ الخامۃ الفجۃ وربما کان معہ حصاۃ المثانۃ	دلالت کرتا ہے، جن میں پیپ پڑ چکی ہو (قروح متقیحہ) اور اگر پیپ ساتھ نہ ہو۔ تو ایسا قارورہ اس امر کو بتاتا ہے کہ کچے اور خام مادہ اور بلغم خام (غلیظ بلغم) کی کثرت اور اس کا غلبہ ہے۔ اور گاہے ایسا قارورہ اُس وقت آتا ہے، جبکہ مثانہ میں پتھری ہو +

یعنی پتھری جس مادہ سے بنتی ہے، وہ سیلانی صورت میں قارورہ کے ساتھ خارج ہو رہا ہے +

ومنہ ما یشبہ المنی فربما کان بحرانا للاورام بلغمیۃ وترھل فی الاحشاء وامراض تعرض من البلغم الزجاجی	۵۔ قارورہ کی سفیدی منی جیسی[1] ہو (بیاض منوی)۔ ایسا قارورہ گاہے بحرانی ہوتا ہے، یعنی احشار کے ترہّل اور اورام بلغمیہ کا بحران ہوتا ہے، یا ایسے امراض کا بحران ہوتا ہے، جو (مثلاً) بلغم زجاجی سے پیدا ہوتے ہیں +

ان امراض کے مواد جب بصورت بحران بول کی طرف دفع ہونگے، تو ایسا قارورہ رونما ہوگا +

ترہّل سے مراد ڈھیلے بلغمی اورام ہیں، جن میں بلغمی مواد کی کثرت ہوتی ہے۔ اس کی مثال میں گیلانی نے استسقاء اور تہبج کو پیش کیا ہے، جو ضعف جگر سے پیدا ہوا ہو +

بلغم زجاجی یہاں بطور مثال کے لکھا گیا ہے، ورنہ دوسرے بلغموں سے بھی ایسا قارورہ ہوسکتا ہے۔ گیلانی +

واما اذا کان البول شبیھا بالمنی ولیس علی سبیل البحران وللاورام بلغمیۃ بل انما وقع ابتداءً فانہ ینذر بسکتۃ او فالج	اگر قارورہ منی کے مشابہ ہو، اور وہ اورام بلغمیہ کے بحران کے طور پر نہ ہو، بلکہ وہ ابتداءً یعنی بحران کے بغیر نمودار ہوا ہو، تو ایسا قارورہ سکتہ یا فالج کا منذر ہوگا (یعنی یہ کہ سکتہ یا فالج پیدا ہونے والا ہے) +
واذا کان البول ابیض فی جمیع اوقات الحمی اوشک ان ینتقل الی الربع	اگر بخار کے پورے اوقات میں (ابتداء سے اخیر تک) قارورہ سفید خارج ہو، تو قرینہ غالب ہے کہ یہ بخار حمی ربع (چوتھیا) کی طرف منتقل ہوجائیگا +
والبول الرصاصی بلارسوب ردئ جدا	۶۔ بول رصاصی[2] (یعنی وہ قارورہ جس کی سفیدی مائل بہ سبزی ہو) کے ساتھ اگر کوئی رسوب نہ ہو، تو یہ بہت ردی سمجھا جاتا ہے +

[1] قوام اور رنگ کے لحاظ سے۔ گیلانی + [2] رصاص = رانگ، قلعی +

بول رصاصی کے پیدا ہونے کی کئی صورتیں ہیں: ایک یہ کہ بلغم میں کسی قدر کدورت (نیلاہٹ) آگئی ہو اور ایسا بلغم قارورہ میں شامل ہو جائے، دوسرے یہ کہ قارورہ کے ساتھ کسی قدر سودا ملگیا ہو (آملی)۔

واللبنی ایضاً فی الامراض الحادۃ مھلك ۷۔ **بول لبنی** (دودھ جیسا قارورہ) بھی امراض حادہ (تیز بخاروں) میں ردی اور مُہلک ہے۔

امراض حادہ سے یہاں مراد حمیات حادہ یعنی شدید بخار ہیں۔ گیلانی۔

وبیاض البول فی الحمیات الحادۃ کیفما کان البیاض بعد ان یعدم الصبغ یدل علی ان الصفراء مالت الی عضو یتورم او الی اسہال والاکثر یدل علی انہ مالت الی ناحیۃ الراس حمیات حادّہ (تیز بخاروں) میں پہلی رنگت کے زائل ہونے کے بعد قارورہ کا سفید ہو جانا، خواہ یہ سفیدی کسی قسم کی ہو، اس امر کو بتلاتا ہے کہ صفراء رنگینی کی طرف چلا گیا ہے، جو (عنقریب) متورم ہوگا؛ یا دستوں کی طرف چلا گیا ہے (اور پائخانہ کے ساتھ خارج ہوگا)؛ مگر زیادہ تر یہ قارورہ اِس امر پر دلالت کرتا ہے کہ صفراء نواح سر (ناحیۂ راس) کی طرف مائل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حمیات حادہ میں قارورہ کا سفید ہو جانا، درانحالیکہ پہلے وہ رنگین تھا، اِس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مادہ کسی دوسری جانب متوجہ ہو گیا ہے۔ اور جس عضو میں ورم پیدا ہونے والا ہے، اُدھر مادہ درد کی وجہ سے جاتا ہے (یعنی طبیعت ایسا سامان کرتی ہے کہ وہاں مادہ زیادہ پہونچتا ہے)۔ اور کسی مادہ کا سر کی طرف متوجہ ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سر تک پہونچ ہی جائے، چہ جائیکہ مادہ کی توجہ محض سر کے نواح کیطرف ہی ہو۔ گیلانی

وکذلك اذا کان البول رقیقاً فی الحمیات ثم ابیض دفعۃ دل علی اختلاط عقل یکون اسی طرح سے اگر بخاروں میں قارورہ پہلے رقیق ہو، پھر یکلخت سفید ہو جائے، تو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اختلاط عقل ہونے والا ہے۔

یعنی دماغ میں ورم ہونے والا ہے، اور یہاں مواد کا اجتماع ہو رہا ہے؛ اس لئے وہ اب قارورہ میں خارج نہیں ہو رہا ہے۔

واذا دام البول فی حالۃ الصحۃ علی لون البیاض دل علی عدم النضج اگر صحت کی حالت میں قارورہ ایک عرصہ تک سفیدی پر قائم رہے۔ تو یہ عدم نضج پر دلالت کرتا ہے۔

حالتِ صحت کے ساتھ اسکو مخصوص کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی، کیونکہ قارورہ کا سفید یعنی بے رنگ ہونا ہر حال عدم نضج پر دلالت کریگا (قرشی) مگر گیلانی نے لکھا ہے کہ "حالتِ صحت" کی قید بیکار نہیں ہے۔ کیونکہ امراض کی صورت میں قارورہ کی سفیدی محض عدم نضج ہی کو نہیں بتاتی ہے؛ بلکہ اس سے مذکورہ عوارض سمجھے جاتے ہیں، مثلاً مادہ کا

دوسری جانب متوجہ ہو جانا +

ولا هالى الشبيه بالزيت فى الحميات الحادة ينذر بموت او بدق

بول اہالی جو روغن زیتون سے مشابہ ہوا کرتا ہے ، یہ حمیات حادہ میں موت کی خبر دیتا ہے ، یا دق کا پیغام سُناتا ہے +

اس کے بعد شیخ نے جو کچھ بیان کیا ہے، اس سے مقصود یہ ہے کہ قارورہ کی سفیدی سے مختلف باتیں سمجھی جاتی ہیں : اور سب کے ساتھ جدا جدا قرائن ہوتے ہیں ۔ اسی طرح سُرخی کا بھی حال ہے ۔ یہ نہیں ہے کہ ساری سفیدی برودت ہی پر دال ہو ، اور ساری سُرخی حرارت ہی کو بتلاتی ہو ، چنانچہ وہ کہتا ہے :- (گیلانی)

واعلم انه قد يكون بول ابيض والمزاج حار صفراوى وبول احمر والمزاج بارد بلغمى فان الصفراء اذا مالت عن مسلك البول فلم يختلط بالبول بقى البول ابيض

تمھارے علم میں یہ بات بھی آنی چاہئے کہ گاہے قارورہ سفید ہوتا ہے ، درانحالیکہ مریض کا مزاج گرم اور صفراوی ہوتا ہے ؛ اور گاہے قارورہ سُرخ ہوتا ہے ، درانحالیکہ مریض کا مزاج سرد اور بلغمی ہوتا ہے ؛ کیونکہ صفراء جب پیشاب کے راستے (مسلک بول ۔ گردہ وغیرہ) سے رُخ پھیر کر کسی دوسری جانب چلا جاتا ہے ، تو وہ پیشاب کے ساتھ نہیں ملتا ، اس لئے قارورہ سفید رہتا ہے +

فيجب ان يتامل البول الابيض فان كان لونه مشرقا وثفله غزيرا غليظا وقوامه مع هذا الى الغلظ فاعلم ان البياض من برد وبلغم واما ان كان اللون ليس بالمشرق ولا الثفل بالغزير ولا بالمصقول ولا البياض الى كمودة فاعلم انه لكمون الصفراء

اس لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ سفید قارورہ میں غور و تامل سے کام لیا جائے ۔ چنانچہ اگر قارورہ کا رنگ روشن ہو (مُشرق ہو) ، اسکا ثُفل (رسوب) مقدار میں زیادہ اور غلیظ ہو ، اور ان باتوں کے ساتھ قارورہ کا قوام غلظت کی طرف مائل ہو ، تو سمجھنا چاہئے کہ قارورہ کی سفیدی برودت اور بلغم کی وجہ سے ہے ۔ اور اگر قارورہ کا رنگ روشن نہ ہو ، اور نہ ثُفل (رسوب) مقدار میں زیادہ ہو ، اور نہ ثُفل کے اجزاء اکٹھے ہوں ، اور نہ سفیدی مائل بہ کموُدت (نیلاہٹ) ہو ، تو سمجھنا چاہئے کہ قارورہ میں سفیدی صفراء کے پوشیدہ ہو جانے (کسی دوسری طرف چلے جانے) سے آئی ہے +

شیخ کے مذکورہ بالا قول سے دونوں قسم کی سفیدیوں میں فرق کرنا مقصود ہے ۔ یعنی اگر سفیدی برودت کی وجہ سے آئیگی ، تو تینوں باتیں پائی جائینگی : (۱) قارورہ کے رنگ کا روشن ہونا (۲) ثُفل کا زیادہ اور غلیظ ہونا ،

اور (۳) قارورہ کے قوام کا غلظت کی طرف مائل ہونا۔ اور اگر قارورہ کی سفیدی صفراء کی پوشیدگی کی وجہ سے ہوگی، تو ان تین باتوں میں سے ایک، یا دو، یا تینوں غائب ہونگی! کیونکہ یہ ممکنات سے ہے کہ مزاج گرم ہو، مرض صفراوی ہو، اور با وجود ان تمام باتوں کے صفراء کہیں پوشیدہ ہو (اور پیشاب کے ساتھ خارج نہ ہو رہا ہو)+ گیلانی

واذا كان البول في المرض الحاد ابيض	اگر مرض حاد (شدید مرض) میں قارورہ سفید ہو، اور
وكان هناك دلائل لسلامة لا يخاف	با وجود اس کے یہاں اچھی علامتیں ایسی موجود ہوں کہ ان کے
معها السرسام ونحوه فاعلم ان المادة	ہوتے ہوئے سرسام وغیرہ کا خطرہ نہ ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ
الحادة مالت الى المجرى الاخر والامعاء	مادۂ حادہ (تیز مادّہ) دوسرے راستہ کی طرف چلا گیا ہے، اور
يعرض لها الانسحاج	قریب ہے کہ آنتوں میں سحج (خراش) عارض ہو +

آنتوں میں خراش اسوقت ہوگا جبکہ مادہ آنتوں کی طرف آئے، جس کا احتمال زیادہ ہے۔ (گیلانی)

واما العلة في كون البول في الامراض	سرد امراض میں قارورہ کے سُرخ ہونے کی وجہ مندرجۂ
الباردة احمر اللون فسببه احد امور:	ذیل امور میں سے کوئی ایک امر ہوا کرتا ہے:
اما شدة الوجع وتحليله الصفراء	۱- درد کی شدت جو صفراء کو حل کر دیتی ہے (صفراء کو
مثل ما يعرض في القولنج البارد	ہیجان میں لے آتی ہے جس سے وہ قارورہ کے ساتھ ملجاتا ہے)
	جیسا کہ قولنج بارد میں عارض ہوتا ہے +
واما سدة وقعت من غلبة البلغم	۲- کوئی سدہ ہو، جو غلبۂ بلغم سے اُس راستہ میں
في المجرى الذي بين المرارة والامعاء	پیدا ہو جائے، جو مرارہ (پتّہ) اور آنتوں کے درمیان ہوتا ہے
فليس ينصب المرار الى الامعاء	(مجرائے صفراوی مشترک)۔ اس سدہ کی وجہ سے صفراء
الانصباب الطبيعي المعتاد بل يضطر	آنتوں پر عادت اور طبیعت کے مطابق نہیں گرتا ہے، بلکہ
الى مرافقة البول والخروج معه كما	پیشاب کے ساتھ چلنے اور اس کے ساتھ نکلنے پر مجبور ہو جاتا
يعرض ايضاً في القولنج البارد	ہے، چنانچہ یہ بھی قولنج بارد ہی میں ہوتا ہے +

جب سدہ کی وجہ سے صفراء آنتوں پر نہ گر سکے گا، تو وہ خون کے ساتھ ملکر تمام بدن میں چلا جائیگا، اور گردوں میں بھی پہونچے گا۔ گردے اِسکو پیشاب کے ساتھ خارج کرکے مثانہ کی طرف روانہ کردینگے + (مترجم)

واما الضعف الكبد وتصور قوته عن	۳- جگر ضعیف ہو، اور اس کی قوت اس سے قاصر
التمييز بين المائية والدم كما يكون	(عاجز) ہو کہ مائیت اور خون میں تمیز کر سکے، جیسا کہ استسقاء
في الاستسقاء البارد	بارد میں ہوتا ہے +

استسقاء بارد سے مراد بیماں وہ ہے جس کے ساتھ بخار نہ ہو (گیلانی)۔

وفی امراض ضعف الکبد فی الاکثر یکون البول شبیہا بغسالۃ اللحم الطری	ضعف جگر کے امراض میں اکثر اوقات قارورہ تازہ گوشت کے دھوون (غسالہ) کے مانند آتا ہے۔
واما للاحتقان الذی یوجب السدد فیغیر لون البلغم فی العروق لعفونۃ ما یلحقہ وعلامتہ ان یکون مائیۃ البول وثفلہ علی الوجہ المذکور	۴۔ گاہے احتقان (یعنی مواد کا کہیں اکٹھا ہو جانا) سدوں کا موجب ہوتا ہے، جو بلغم کے رنگ کو عفونت کے لاحق ہونے کی وجہ سے رگوں میں متغیر کر دیتا ہے۔ اسکی علامت (یعنی عفونت بلغم سے قارورہ کے سُرخ ہونے کی علامت) یہ ہے کہ مائیت بول اور اسکا ثفل (رسوب) مذکورہ بالا شکل میں ہوگا۔

یعنی بول کا قوام غلیظ ہوگا، اور رسوب کی کثرت وغلظت ہوگی (گیلانی)۔

ثم یکون صبغہ صبغاً ضعیفاً غیر مشرق فان الصفراوی یکون صبغہ مشرقا	نیز اس کا رنگ کمزور ہوگا اور روشن نہ ہوگا، برعکس اس کے صفراوی قارورہ کا رنگ روشن ہوا کرتا ہے۔

بعض لوگوں نے اس امر کو دشوار اور مشکل سمجھا ہے کہ بلغم باوجود سفید ہونے کے عفونت کی وجہ سے سُرخ کیونکر ہو سکتا ہے، اور صفراء باوجود زرد ہونے کے اس کی زردی میں کمی کیونکر آسکتی ہے۔ اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ عفونت اور احتراق کی وجہ سے اخلاط اور رطوبات کی رنگتوں میں کئی قسم کی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، مثلاً ان میں تغیرات کے بعد سیاہی آجاتی ہے، اور بعض اوقات ان میں سُرخی یا زردی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

وکثیراً ما یکون البول فی اول الامر ابیض ثم یسود وینتن کما یعرض فی الیرقان	بسا اوقات قارورہ پہلے (نسبتاً) سفید ہوتا ہے، پھر (بتدریج) سیاہ اور بدبودار ہو جاتا ہے، جیسا کہ یرقان میں ہوتا ہے۔
والبول بعد الطعام یبیض ولا یزال کذلک حتی یاخذ فی الھضم فیاخذ فی الصبغ ولذلک ما یکون بول اصحاب السھر ابیض ویعین علیہ تحلل الحار الغریزی لکنہ	**کھانے کے بعد قارورہ کا رنگ** قارورہ کھانے کے بعد (پانی کے زیادہ منجذب ہونے سے) سفید ہو جایا کرتا ہے، اور یہ اس وقت تک اسی حالت میں رہتا ہے، جب تک کہ ہضم (کبدی) شروع ہو جاتا ہے، چنانچہ اسوقت قارورہ بھی رنگین ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح سے قارورہ جاگنے والوں کا کمی ہضم کی وجہ

۵ؔلہ قول گیلانی مع تغیر۔

غیر مشرق بل الی کدورة لعدم النضج

سے سفید ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ کمی ہضم کے علاوہ حرارت غریزی کا تحلل بھی اس پر (رنگ کی کمی پر) معین ہوتا ہے۔ لیکن بیداری کا قارورہ روشن نہیں ہوتا، بلکہ عدم نضج (ہضم کے نہ ہونے) سے میلا سا (مائل بہ کدورت) ہوتا ہے +

والصبغ الاحمر فی الامراض الحادة افضل من المائی

امراض حادہ میں سرخی کا ہونا اس سے اچھا ہے کہ قارورہ پانی جیسا (مائی) ہو +

والابیض لقوامه ایضا خیر من المائی

سفید قارورہ وہ قارورہ جو اپنے قوام کی وجہ سے سفید ہو (یعنی اس وجہ سے سفید ہو کہ اُس میں سفید مادہ بھکر آیا ہو) وہ اُس سفید قارورہ سے بہتر ہے، جو پانی کی طرح (شفاف) ہو +

والاحمر الدموی اکثر امانا من الاحمر الصفراوی والاحمر الصفراوی ایضا لیس بذلك المخوف ان کان الصفراء ساکنا ومخوف ان کان متحرکا

سرخ قارورہ احمر دموی (خونی سرخ قارورہ) بمقابلہ احمر صفراوی (صفراوی سرخ قارورہ) کے بے خطر ہے، اور سرخ صفراوی قارورہ بھی ایسا زیادہ خطرناک اور ڈراؤنا نہیں ہے، بشرطیکہ صفراء ساکن ہو، اور خطرناک اُس وقت ہے جبکہ صفراء متحرک اور جوش میں ہو +

والبول الاحمر فی امراض الکلیة ردی فانه یدل فی الاکثر علی ورم حار

امراض گردہ میں قارورہ کا سرخ ہونا ردی علامت ہے کیونکہ ایسا قارورہ علی العموم گردہ کے ورم حار پر دلالت کیا کرتا ہے +

وفی اوجاع الراس ینذر بالاختلاط

اور سرخ قارورہ اوجاع الراس (سر کے دکھ درد) میں اختلاط (اختلاط عقل- بدہوشی) کی خبر دیتا ہے (پیشینگوئی کرتا ہے) +

یعنی ایسی حالت میں خون کی کثرت سے دماغ میں بسا اوقات ورم پیدا ہو جایا کرتا ہے +

واذا ابتداء البول فی الامراض الحادة بالاحمر وبقی کذلك ولم یرسب خفیف منه الاهلاك ویدل علی ورم الکلی

اگر امراض حادہ میں قارورہ ابتداءً سرخ ہو، اور اسی طرح وہ قائم رہے، اور اس میں کوئی رسوب نہ بیٹھے، تو ہلاکت کا خطرہ ہے، اور ورم گردہ کی موجودگی کی خبر دیتا ہے +

وان کان کدرا مع الحمرة وبقی کذلك دل علی ورم فی الکبد وضعف الحار الغریزی

اور اگر قارورہ سرخی کے ساتھ مکدر ہو، اور اسی طرح وہ قائم رہے، تو یہ ورم جگر اور حرارت غریزی کے ضعف کو بتاتا ہے +

ومن الوان البول الوان مرکبۃ **الوان مرکبہ (مرکب رنگ)** قارورہ کے رنگوں میں سے چند مرکب رنگ بھی ہیں +

یعنی قارورہ کا رنگ گاہے مذکورہ بالا الوان سے مرکب بھی ہوجاتا ہے (گیلانی) +

من ذلک اللون الشبیہ بغسالۃ اللحم الطری ویشبہ دمًا دیف فی الماء **بول غُسالی** ان مرکب اَلوان میں سے ایک وہ رنگ ہے جو تازہ گوشت کے دھوون (غُسالہ) سے مشابہ ہوتا ہے، یا اُس خون سے مشابہ ہوتا ہے، جو پانی میں بھگو یا گیا ہو +

ایسے قارورہ کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اجزاء دمویہ (خون کے اجزاء) اُس مائیت کے ساتھ مل جاتے ہیں، جو مثانہ کی طرف گردوں سے جاتی ہے۔ (آملی) +

وقد یکون من ضعف الکبد وقد یکون من کثرۃ الدم واکثرہ من ضعف الکبد من اتی سوء مزاج غلب ویدل علیہ ضعف الھضم وانحلال القوۃ فان کانت القوۃ قویۃ فلیس الامن کثرۃ الدم وزیادتہ علی المبلغ الذی تفی القوۃ الممیزۃ بتمیزہ بکمالہ ایسا قارورہ گاہے ضعفِ جگر کی وجہ سے ہوتا ہے، اور گاہے خون کی کثرت سے، لیکن یہ زیادہ تر ضعفِ جگر ہی کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔ خواہ ضعفِ جگر کسی سوءِ مزاج کے غلبہ کی وجہ سے ہو، چنانچہ ایسا قارورہ جب ضعفِ جگر کی وجہ سے ہوتاہے، تو ہضم خراب ہوتا ہے، اور قوت منحل ہوتی ہے (کمزور ہوتی ہے) لیکن اگر قوت کمزور نہ ہو، بلکہ قوی ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ ضعفِ جگر کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ خون کی کثرت کی وجہ سے ہے۔ اور خون اتنا زیادہ ہے کہ قوت ممیزہ پورے طور پر اس کی تمیز سے قاصر وعاجز ہے (اس لئے خون کے اجزاء پانی کے ساتھ ملے ہوئے چلے جاتے ہیں، اور وہ جدا ہو کر وہیں رہ نہیں سکتے) +

ومن ذلک اللون الزیتی وھو صفرۃ یخالطھا سلقیۃ ویشبہ لون الزیت للزوجۃ فیہ واشفاف مع بریق دسمی وقوام مع التسف الی الغلظ ما ھو وفی اکثر الاحوال یدل علی الشر ولایدل علی الخیر والنضج **لون زیتی** **بول زیتی** الوان مرکبہ میں سے دوسرا "لون زیتی" ہے (جو روغن زیتون سے مشابہ ہوتا ہے)۔ ایسے رنگ میں زردی ہوتی ہے، جس کے ساتھ سلقیت (روغنیت) ملی ہوئی ہوتی ہے۔ ایسا قارورہ روغن زیتون سے اس وجہ سے مشابہ ہوتا ہے کہ اس میں لزوجت (لیس) ہوتی ہے، صفائی (اشفاف) کے ساتھ روغنی چمک ہوتی ہے، اور اس کے قوام میں رقت کے ساتھ غلظت ہوتی ہے (یعنی اس کا قوام نہ زیادہ غلیظ اور گاڑھا ہوتا ہے، اور نہ

والصلاح	زیادہ رقیق)۔ ایسا قارورہ علی العموم شر (بُرائی) پر دلالت کرتا ہے۔ خیر، نضج (پختگی مواد)، اور صلاح (بھلائی) کی نشانی نہیں ہے +
وربما دل فی النادر علی استفراغ مواد دموية دسمة علی سبيل البحران وهذه انما تكون اذا تعقبه راحة	اور گاہے شاذونادر طور پر اس امر کو بھی بتاتا ہے کہ خون کے روغنی مواد بحران کے طور پر (قارورہ کے ساتھ) خارج ہو رہے ہیں۔ ایسے (بحرانی) قارورہ کی نشانی یہ ہے کہ اسکے بعد مریض کو راحت وصحت نصیب ہو گی +
والمهلك منه ما كان مع دسومته منتناً وخصوصاً البول منه قليلاً قليلاً	گاہے بول زیتی مہلک بھی ہوتا ہے؛ بشرطیکہ اسکے اندر دسومت (چکنائی) کے ساتھ بدبو بھی ہو، اور خصوصاً جبکہ پیشاب تھوڑا تھوڑا آرہا ہو +
واذا خالطه شئ كغسالة اللحم الطری فهو ارد أ وهذا اكثره فی الاستسقاء والسل والقولنج الردی	جب اس کے ساتھ تازہ گوشت کے دھووَن کی سی کوئی چیز ملی ہوئی ہو تو وہ اور بھی زیادہ ردی ہوتا ہے۔ ایسا قارورہ اکثر اوقات استسقا، سل، اور بُرے قولنج (سخت قولنج) میں ظاہر ہوا کرتا ہے +
وربما يعقب الزيتی بولا اسود متقدماً فكان علامة صلاح	گاہے بول زیتی سیاہ قارورہ کے بعد آتا ہے، جو بھلائی کی علامت ہے +
وكثيرا ما دل البول الزيتی فی الرابع علی ان المريض سيموت فی السابع اعنی فی الامراض الحادة	بول زیتی (مرض کے) چوتھے روز اکثر اوقات اس امر کو بتاتا ہے کہ مریض ساتویں روز مرجائیگا۔ میری مراد یہ ہے کہ ایسی صورت امراض حادہ میں واقع ہوا کرتی ہے +
وبالجملة فان البول الزيتی ثلثة اصناف فانه اما ان يكون كله دسما ويكون اسفله فقط او يكون اعلاه دسما فقط	**بول زیتی کی اجمالی تقسیم** اس لحاظ سے کہ قارورہ کا کون سا حصہ زیتی ہے، بول زیتی کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) سارا قارورہ دسم (چکنا) ہو؛ (۲) اس کا زیرین حصہ فقط روغنی ہو؛ (۳) اس کا محض بالائی حصہ روغنی ہو +

— شیخ کا یہ قول بقراط کی کتاب ابیذیمیا سے ماخوذ ہے۔ لیکن جالینوس نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ

کوئی ایسا قارورہ نہیں پایا جاتا ہے، جسکا زیرین حصہ روغنی ہو؛ کیونکہ روغن ہمیشہ قارورہ کے اوپر تیرا کرتا ہے۔ (گیلانی)

وایضا فانہ اما ان یکون رسوبیا فی لونہ فقط کما فی السل و خصوصا فی اولہ اوفی قوامہ فقط او فیہما جمیعا کما فی علل الکلی وفی کمال السل واخرہ

پھر قارورہ گاہے محض رنگ کے لحاظ سے زیتی ہوتا ہے، جیسا کہ سل میں اور خصوصاً اوائل سل میں دیکھا جاتا ہے؛ اور گاہے محض قوام کے لحاظ سے؛ اور گاہے دونوں کے لحاظ سے؛ جیسا کہ گردہ کے امراض میں، اور سل کے درجۂ کمال اور اسکے اواخر میں دیکھا جاتا ہے۔

ومن ذلک الارجوانی وھورد ی قتال لانہ یدل علی احتراق المرتین

بول ارجوانی — الوان مرکبہ میں سے "لون ارجوانی" (ارغوانی رنگ) بھی ہے، جو ردی اور قتال (مہلک) ہوا کرتا ہے؛ کیونکہ ایسا قارورہ اس امر کو بتاتا ہے کہ دونوں مرہ (صفرا، سودا) جل گئے ہیں۔

ارغوانی رنگ سرخی اور سبزی سے مرکب ہوتا ہے، جس کے ساتھ کسی قدر سیاہی بھی آمیز ہوتی ہے۔ (گیلانی)

وقد یکون لون احمر جمری فیہ سواد فیدل علی الحمیات المرکبۃ والحمیات التی من الاخلاط الغلیظۃ فان کان اللون اصفی وکان السواد میل الی راسہ دل علی ذات الجنب

بول جمری (انگارہ کی مانند) — (الوان مرکبہ کی چوتھی قسم "لون جمری" ہے جو انگارہ کے رنگ سے مشابہ ہوتا ہے چنانچہ ذیل میں اسی کو بیان کیا گیا ہے): گاہے قارورہ سرخ ہوتا ہے جس کے اندر سیاہی بھی ہوتی ہے۔ ایسا قارورہ حمیات مرکبہ پر دلالت کرتا ہے، اور اُن بخاروں پر دلالت کرتا ہے جو اخلاط غلیظہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اگر قارورہ کا رنگ اور سیاہی قارورہ کے سرے (اوپر) کیطرف مائل ہو، تو ایسا قارورہ ذات الجنب پر دلالت کریگا۔

الفصل الثالث فی قوام البول وصفاؤہ وکدورتہ — فصل (۳) قارورہ کا قوام، صفائی، اور کدورت

قوام البول اما ان یکون رقیقا واما ان یکون غلیظا واما ان یکون معتدلا

قارورہ کا قوام گاہے رقیق ہوتا ہے، گاہے غلیظ اور گاہے معتدل (اوسط درجہ کا)۔

والرقیق جدا یدل علی عدم النضج

رقیق قارورہ — چنانچہ اگر قارورہ نہایت رقیق ہو، تو وہ ہر حالت

فی کل حال

میں اس امر کو بتاتا ہے کہ (مواد میں) نضج نہیں ہوا ہے +

"ہر حالت میں" اس سے مراد یہ ہے کہ مرض خواہ ابتدأ میں ہو، یا تزید وغیرہ میں ۔ (گیلانی) +

او علی السدد فی العروق او علی ضعف الکلیۃ ومجاری البول فلا یجذب الا الرقیق او یجذب فلا یدفع الا الرقیق المطیع للدفع

گا ہے نہایت رقیق قارورہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ رگوں میں سُدّے ہیں، یا گردوں میں، اور مجاری بول (پیشاب کے راستوں) میں ضعف ہے، اور ضعف کی وجہ سے یہ اعضا محض رقیق اجزاء ہی کو جذب کرتے ہیں؛ یا یہ کہ یہ تو (سب کو) جذب کرنا چاہتے ہیں، مگر غلیظ اجزاء جذب و دفع ہی نہیں ہوتے صرف رقیق اجزاء آسانی سے جذب ہو کر (مثانہ کی طرف) مندفع ہو جاتے ہیں +

یہاں "رگوں" سے مراد دونوں برزخ (بَرْبَخَیْن) اور دونوں حالب ہیں۔ بربخین وہ دو رگیں ہیں، جن کی راہ مائیت بولیہ خون کے ساتھ مل کر گردوں تک پہونچتی ہے، اور حالبَیْن وہ دو نالیاں ہیں جنکی راہ پیشاب گردوں میں بنکر مثانہ تک روانہ ہوتا ہے۔ (گیلانی)

او علی کثرۃ شرب الماء او علی المزاج الشدید البرد مع یبس

نہایت رقیق قارورہ گا ہے اس امر کو بتاتا ہے کہ پانی بکثرت پیا گیا ہے، اور گا ہے اس امر کو بتاتا ہے کہ اُس آدمی کا مزاج نہایت بارد ہے، اور اس کے ساتھ کسی قدر یبوست بھی ہے +

ایسے شخص کی علامت یہ ہے کہ اس کے قارورہ میں کسی قدر کمودت (نیلاہٹ) ہوگی، اور خود وہ شخص لاغر ونحیف ہوگا ۔ (گیلانی) +

ویدل فی الامراض الحادۃ علی ضعف القوۃ الھاضمۃ وعدم النضج

امراض حادہ میں (نہایت رقیق قارورہ) قوت ہاضمہ کے ضعف اور عدم نُضج پر دلالت کرتا ہے +

اور ایسا قارورہ نہ صرف امراض حادہ ہی میں قوت ہاضمہ کے ضعف اور عدم نضج پر دلالت کرتا ہے، بلکہ امراض مزمنہ میں بھی اس کی یہی حالت ہے ۔ (آملی) +

وربما دل علی ضعف سائر القوی حتی لا ینصرف فی الماء التبدیل یزلق کما یدخل

اور گا ہے ایسا قارورہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تمام قوتیں کمزور ہیں، اس لئے وہ مائیت میں بالکل تغیر پیدا نہیں کرسکتیں، اور مائیت جیسی اندر داخل ہوئی تھی، ویسی ہی

باہر آجاتی ہے +

یہاں "تمام قوتوں" سے وہ قوتیں مراد ہیں، جو مائیت میں تغیر پیدا کرتی ہیں۔ (گیلانی)

والبول الرقیق علی ھذہ الصفۃ ھو فی الصبیان اردأ منہ فی الشبان لان الصبیان بولھم بالطبع اغلظ من بول الشبان لانھم ارطب لان ابدانھم للرطوبات اجذب لانھا تحتاج الی فضل مادۃ بسبب الاستنماء فاذا رق بولھم فی الحمیات الحادۃ جداً کانوا قد بعدوا عن حالتھم الطبیعیۃ جداً

اس قسم کا رقیق (نہایت رقیق) قارورہ بچوں میں بمقابلہ جوانوں کے ردی ہے؛ اس لئے کہ بچوں کا طبعی قارورہ جوانوں کے قارورہ سے نسبتاً غلیظ ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ بچے زیادہ مرطوب ہوتے ہیں، اور چونکہ نمو وافزایش کے لئے بچوں میں زیادہ مادہ کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے بچوں کے بدن رطوبات کو زیادہ جذب کرتے ہیں۔ پس جب ان کا قارورہ حمیات حادہ (شدید بخاروں) میں بہت زیادہ رقیق ہوگا، تو یہ سمجھا جائیگا کہ یہ اپنی طبعی حالت سے بہت دور ہوگئے ہیں +

واستمرار ذلک بھم یدل علی العطب فانہ اذا دام دل علی الھلاک الا ان یرافقہ علامات صالحۃ وثبات قوۃ فح یدل علی خراج یحدث وخصوصاً تحت ناحیۃ الکبد

چنانچہ اگر ایسا رقیق قارورہ بچوں میں مسلسل قائم رہے تو یہ ہلاکت پر دلالت کریگا؛ کیونکہ حمیات حادہ میں قارورہ کی رقت اگر یوں ہی قائم رہے، تو یہ موت کی خبر دیتا ہے (چہ جائیکہ بچوں میں ایسا ہو)۔ ہاں اگر اچھی علامتیں اس کے ساتھ ہوں، اور قوت بھی قائم رہے تو ایسا قارورہ اس امر پر دلالت کریگا کہ کوئی پھوڑا (خراج) کہیں، اور علی الخصوص ناحیۂ جگر (زوائد کبد) کے نیچے، پیدا ہونے والا ہے +

وکذلک اذا دام ھذا بالاصحاء بحیث لا یستحیل عنھم فانہ یدل علی ورم یحدث حیث یحسون فیہ بالوجع وفی الاکثر یعرض لھم ان یحسوا مع ذلک وجعاً فی القطن وفی الکلی فیدل علی استعداد لورم

اسی طرح اگر یہ قارورہ تندرستوں میں مسلسل اس طرح قائم رہے کہ اس میں تغیر نہ آئے، تو یہ اس امر کی اطلاع دیگا کہ جس مقام پر درد کا احساس ہو رہا ہے، وہاں ورم پیدا ہوجائیگا؛ ایسے لوگوں میں علی العموم کمر یا گردوں میں درد کا احساس ہوا کرتا ہے، جو اس امر کو بتاتا ہے کہ یہ (کمر اور گردے) متورم ہونے کے لئے تیار ہیں +

ورد خواہ کسی مقام میں ہو، اس کی اطلاع دیتا ہے کہ وہ ورم کے لئے مستعد (آمادہ) ہے۔ (گیلانی)

فان لم یختص بذلک الوجع

اگر درد اور وجع کا احساس کسی مخصوص مقام کے

والثقل ناحیتہ بل عم دل علی بثور	ساتھ وابستہ نہو، بلکہ اس کا احساس عام بدن میں ہو، تو
وجدری واورام تعم البدن	یہ اس بات کی خبر دیگا کہ عام بدن میں بثور (دانے) چیچک (جدری) اور اورام پیدا ہونے والے ہیں ÷
ورقۃ البول عند البحران بلاتدریج ینذر بالنکس	بحران کے وقت قارورہ کا یک لخت (بلا تدریج) رقیق ہو جانا، نکس (عود مرض) کی خبر دیتا ہے ÷
واما البول الغلیظ جدا فانہ یدل فی اکثر الاحوال علی عدم النضج وفی اقلھا علی نضج اخلاط غلیظۃ القوام ویکون فی منتھی حمیات خلطیۃ او انفجار اورام	**غلیظ قارورہ** نہایت غلیظ قارورہ اکثر اوقات تو عدم نضج (خامی مواد) پر دلالت کرتا ہے، اور بعض اوقات اس امر کو بتاتا ہے کہ غلیظ قوام کے اخلاط نضج پاکر خارج ہو رہے ہیں، جیساکہ حمیات خلطیہ کی انتہار میں ہوا کرتا ہے؛ یا اس امر کو بتاتا ہے کہ اورام (پختہ اورام) پھوٹے ہیں ÷

غلیظ مواد کے اورام جب پھوٹتے ہیں، تو قارورہ کے قوام کو غلیظ کر دیتے ہیں، بشرطیکہ ان کے مواد پھوٹ کر قارورہ کی طرف روانہ ہوں ۔ (گیلانی) ÷

واکثر دلالتہ فی الامراض الحادۃ ھو علی الشر لکن دوام الرقۃ علی الشر ادل فان الغلیظ یدل علی الھضم ما ھو الذی یفید القوام	ایسا غلیظ قارورہ امراض حادہ (شدید امراض) میں زیادہ تر شر و فساد کو بتایا کرتا ہے۔ لیکن قارورہ کا رقت پر قائم و دائم رہنا اور بھی زیادہ شر و فساد پر دلالت کرتا ہے؛ کیونکہ غلیظ قارورہ کا ہے ہضم کی بھی خبر دیا کرتا ہے، جو ہضم قارورہ میں قوام پیدا کر دیتا ہے ÷
فبما یدل علی ھضم واستقلال من القوۃ بالدفع یرجی وبما یدل علی فساد المادۃ وکثرتھا وامتناعھا عن النضج الممیز المرسب یدل علی الشر	چنانچہ اس وجہ سے کہ یہ (غلیظ قارورہ) ہضم کی علامت ہے اور اس امر کی علامت ہے کہ قوتیں مواد کے دفع کرنے پر قادر ہیں، یہ (بھلائی کی) امید پیدا کر دیتا ہے؛ اور اس وجہ سے کہ یہ (غلیظ قارورہ) مادہ کے فساد اور اس کی کثرت پر دلالت کرتا ہے، اور اس امر کی علامت ہے کہ مادہ میں ایسا نضج نہیں پیدا ہوا ہے کہ وہ (مادہ) متمیز ہو کر قارورہ کی تہ میں بشکل رسوب بیٹھ جائے، یہ (غلیظ قارورہ) شر و فساد پر دلالت کرتا ہے ÷

ویستدل علی الغالب من الامرین بما یتعقبه من الراحة او بتعقبه من زیادة الضعف

رہا یہ امر کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی چیز غالب ہے؟ (شر و فساد غالب ہے۔ یا بھلائی کی اُمید غالب؟) اس کا پتہ بعد کے حالات سے چلتا ہے، کہ آیا انجام کار راحت وآرام کی صورت نمایاں ہوتی ہے، یا انجام کار ضعف میں زیادتی پیدا ہو جاتی ہے +

والاسلم من البول الغلیظ فی الحمیات ما یستفرغ منه شئ کثیر دفعة واما الذی یستفرغ قلیلاً قلیلاً فهو دلیل علی کثرة اخلاط وضعف قوة

بخاروں میں اگر قارورہ غلیظ ہو، تو بہتر یہی ہے کہ یک لخت وہ بکثرت خارج ہو۔ رہا وہ غلیظ قارورہ جو تھوڑا تھوڑا نکلا کرتا ہے، وہ اِس بات کی نشانی ہے کہ اخلاط کی کثرت ہے، اور قوت کمزور ہے +

یہ دونوں علامتیں ہر غلیظ قارورہ کی ہیں۔ اس میں بخاروں کی کوئی تخصیص نہیں ہے، مگر شیخ نے یہاں بخاروں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ غلیظ قارورہ بخاروں ہی میں زیادہ تر ہوا کرتا ہے + گیلانی +

والنافع منه یعقبه بول معتدل مقارن للراحة

نفع بخشنے والے غلیظ قارورہ (کی علامت یہ ہے کہ اس) کے بعد معتدل (قوام کا) قارورہ آنے لگتا ہے، اور راحت وسکون اس کے ساتھ ہوتے ہیں +

واذا استحال الرقیق الی الغلظ فی الامراض الحادة ولم یعقب راحة دل علی الذوبان

جب رقیق قارورہ امراض حادہ میں بدل کر غلیظ ہو جاتا ہے، اور اس کے ساتھ راحت کی صورت نہیں پیدا ہوتی، تو یہ مواد کے گھلنے پر دلالت کرتا ہے +

والصحیح اذا دام به البول الغلیظ وکان یحس بوجع فی نواحی الرأس وانکسار فهو منذر له بالحمی

اگر کسی تندرست شخص کو (جو اس وقت بظاہر تندرست ہے) برابر غلیظ قارورہ آتا رہے، اور وہ سر کے نواحی میں (سر کے جانب) کوئی درد محسوس کرے، اور اعضا شکنی بھی ساتھ ہو، تو یہ بخار کی خبر دیتا ہے (یعنی یہ کہ وہ عنقریب ہی بخار میں مبتلا ہوگا) +

اعضا شکنی (انکسار) کی وجہ وہ مواد ہوتے ہیں، جو عضلات کے اندر جمع ہو جاتے ہیں۔ (گیلانی)

وربما کان ذلك به من فضل اندفع او انفجار او ورام او قرحة

گا ہے ایسا قارورہ (جو پہلے رقیق ہو، اور پھر غلیظ بن گیا ہو) کسی فضلہ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے، جو (بحران کے

بنواحی مسالك البول	طور پر) دفع ہوا ہو، یا مسالک بول (آلات بول) کے نواحی کے اورام یا زخموں کے پھوٹنے کی وجہ سے ہوتا ہے +
وانما کانت الرقة والغلظة تدلان علی عدم النضج لان النضج یتبعه اعتدال القوام فالغلیظ نضجه ان ینهضم الی الرقة والرقیق نضجه ان ینطبخ الی الثخونة	رہا یہ امر کہ قارورہ کی رقت وغلظت دونوں عدم نضج پر دلالت کرتی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ نضج کے بعد قوام معتدل ہو جایا کرتا ہے، اس لئے غلیظ مادہ کا نضج یہ ہے کہ وہ ہضم ہو کر رقت حاصل کرے، اور رقیق مادہ کا نضج یہ ہے کہ وہ پک کر غلظت حاصل کرے +
والبول الغلیظ کما قلناه فیما سلف قد یکون صافیا مشفا وقد یکون کدرا والفرق بین الغلیظ المشف وبین الرقیق ان الغلیظ المشف اذا موج بالتحریك لم یصغر اجزاؤه المتموجة بل حدثت فیه امواج کبار وکان حرکتها بطیئة واذا زبد کان زبده کبیر النفاخات بطیٔ الانفقاء	**غلیظ شفاف قارورہ کا فرق رقیق سے** گذشتہ بیانات میں ہم بتا چکے ہیں کہ غلیظ قارورہ کا ہے صاف شفاف ہوا کرتا ہے، اور گا ہے مکدر اور میلا؛ چنانچہ اگر قارورہ غلیظ اور شفاف ہو تو اس میں اور رقیق قارورہ میں یہ فرق ہے کہ غلیظ شفاف قارورہ میں جب تحریک سے (ہلانے سے) موجیں پیدا کی جاتی ہیں، تو اس کے موج مارنے والے اجزاء چھوٹے چھوٹے نہیں ہوتے بلکہ اس میں بڑی بڑی موجیں (لہریں) پیدا ہوتی ہیں، اور ان موجوں (لہروں) کی حرکت سست ہوتی ہے (لیکن دونوں جگہ تحریک کی قوت مساوی ہونی چاہیئے)، اور جب اس میں (غلیظ شفاف میں) جھاگ اٹھایا جائیگا، تو اس کے بلبلے بڑے بڑے ہونگے، اور دیر میں ٹوٹیں گے +
وتولّد مثل هذا هو عن بلغم جید الانهضام او صفراء محیة ان کان له صبغ الی الصفرة واذا لم یکن صبغ دل علی انحلال بلغم زجاجی وهذا کثیرا ما یکون فی ابوال المصروعین	ایسے غلیظ شفاف قارورہ کی پیدائش اُس بلغم سے ہوا کرتی ہے، جو اچھی طرح پختہ ہو چکا ہو، یا صفراء محیہ سے، بشرطیکہ قارورہ کی رنگت زردی کی طرف مائل ہو + لیکن اگر قارورہ میں زردی نہ ہو تو اس وقت یہ سمجھا جائیگا کہ بلغم زجاجی حل ہو گیا ہے اور قارورہ میں شامل ہو کر اسکو غلیظ بنا دیا ہے + اور یہ (اخیر قسم جو بلغم زجاجی سے پیدا ہوتی ہے) بسا اوقات مصروعین (مرگی والوں) کے قارورہ میں پائی جاتی ہے +

والرقیق الذی یکثر فیہ الصبغ یعلم ان صبغہ لیس عن نضج و لا تفعل النضج فیہ القوام او لا لکنہ من اختلاط المرۃ بہ فان اول فعل الانضاج التقویم ثم الصبغ	جس رقیق قارورہ میں رنگت زیادہ ہو، تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس کی رنگت نضج (نضج حقیقی) کی وجہ سے ہے (جیسا کہ جالینوس کا خیال بتایا جاتا ہے)۔ اگر نضج کی وجہ سے رنگت ہوتی، تو اس میں (نضج کی وجہ سے) قوام بھی یقیناً شروع ہی سے موجود ہوتا۔ بلکہ رقیق قارورہ میں یہ رنگت صفرا کے ملجانے کی وجہ سے حاصل ہوا کرتی ہے؛ کیونکہ انضاج کا پہلا کام قوام بنانا ہے، اور دوسرا کام رنگت بخشنا +

یعنی نضج کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ قارورہ کو معتدل القوام بنائے، اسکے بعد اسکے رنگ کو زرد کرے + (گیلانی)

والنضج فی القوام اصلح منہ فی اللون فلذلک البول الرقیق الاصفر اذا دام فی مدۃ المرض الحاد دل علی شر و علی فتور القوۃ الھاضمۃ	چنانچہ اگر قوام میں نضج حاصل ہو (اور رنگ زیادہ نہ ہو) تو یہ بمقابلہ اس کے زیادہ خوب ہے کہ رنگ میں نضج حاصل ہو (اور قوام معتدل نہو)۔ یہی وجہ ہے کہ اگر مرض حاد میں رقیق اور زرد قارورہ ایک عرصہ تک قائم رہے، تو یہ شر و فساد اور قوت ہاضمہ کی سستی کو بتاتا ہے +

اس قول سے اِس خیال کی تردید مدنظر ہے کہ رنگت نضج پر زیادہ دلالت کرتی ہے، جیسا کہ جالینوس سے منقول ہے (گیلانی) ؛

واذا رأیت بولا رقیقا وھناک اختلاف اجزاء من الحمرۃ والصفرۃ فاحدس تعبا ملھبا	اگر کسی رقیق قارورہ کے اندر مختلف اجزاء، سُرخ، زرد، نظر آئیں، تو سمجھنا چاہیے کہ اس کی وجہ تعب شدید (سخت تکان) ہے +

تعب مُلہِب : سوزش پیدا کرنے والی تکان، اس سے مراد شدید تکان ہے +

وان کان رقیقا فیہ اشیاء کالنخالۃ من غیر علۃ فی المثانۃ فذلک لاحتراق البلغم	اور اگر رقیق قارورہ میں بھوسی (نُخالہ) جیسی چیزیں پائی جائیں، اور مثانہ میں کوئی مرض نہ ہو، تو سمجھنا چاہیے کہ اس کی وجہ بلغم کا احتراق ہے +
والبول الغلیظ فی الامراض الحادۃ یدل بالجملۃ علی کثرۃ الاخلاط وربما دل علی الذوبان وھو الذی	غلیظ قارورہ امراض حادہ میں (یعنی تیز بخاروں میں) علی العموم اخلاط کی کثرت پر دلالت کیا کرتا ہے، اور کبھی ذوبان (اعضاء کے گھلنے) کی خبر دیتا ہے۔ چنانچہ وہ قارورہ

اذا بقي ساعة جمد فغلظ

(جو ذوبان کی وجہ سے ہوتا ہے) جب کچھ دیر تک چھوڑ دیا جاتا ہے، تو جم کر غلیظ ہوجاتا ہے +

وبالجملة كدورة البول لارضية مع ريح يخالطا المائية فاذا اختلطت هذه كانت كدورة وفي انفصال بعضها من بعض يتم الصفاء ثم يجب ان ينظر الى احوال ثلثة

صفاء وکدورت خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کدورت (بول کے مکدر ہونے) کی وجہ اجزاء ارضیہ ہوتے ہیں، اور ان اجزاء کے ساتھ ریح ہوتی ہے، جو کہ مائیت (مائیت بولیہ) کے ساتھ مل جاتی ہے؛ اور جب یہ تینوں مل جاتے ہیں، تو قارورہ میں کدورت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور ان اجزاء کے انفصال اور علیحدگی سے قارورہ میں صفائی آجاتی ہے (یعنی جب آمیزش کے بعد یہ اجزاء ایک دوسرے سے علیحدہ ہوجاتے ہیں، تو قارورہ صاف ہوجاتا ہے)۔ پھر تین باتوں کی طرف نظر رکھنی چاہیئے:-

(۱) رقیق قوام کا غلیظ ہوجانا۔ (۲) غلیظ کا رقیق ہوجانا۔ (۳) قوام کا اپنے حال پر قائم رہنا۔ (گیلانی)

لانه اما ان يبال رقيقا ثم يغلظ فيدل على ان الطبيعة مجاهدة هو ذا تنضج لكن المادة بعد لم تطع من كل وجه وهي متأثرة وربما دل على ذوبان الاعضاء

۱- کیونکہ یا یہ صورت ہوگی کہ جب قارورہ خارج ہوگا، تو پہلے رقیق ہوگا اور اس کے بعد ٹھہر کر وہ غلیظ ہوجائیگا، اگر یہ صورت ہوئی تو یہ اس امر کی علامت ہوگی کہ طبیعت تنضیج کے لئے کوشاں ہے، وہ عنقریب مادہ کو پکا دے گی۔ لیکن ابتک مادہ پورے طور پر طبیعت کی فرمانبرداری میں نہیں ہے (ورنہ قارورہ میں بشکل رسوب تہ میں بیٹھ جاتا)، اگرچہ وہ طبیعت کے فعل سے متاثر ہوچکا ہے (ورنہ یہ صورت نہ ہوتی کہ نکلنے کے بعد وہ گاڑھا ہوجائے)۔ اور گاہے یہ صورت اعضاء کے گھلنے پر دلالت کرتی ہے +

واما ان يبال غليظا ثم يصفو ويتميز منه الغليظ راسبا فيدل على ان الطبيعة قد قهرت المادة وانضجتها وكلما كان

۲- یا یہ صورت ہوگی کہ پیشاب کے وقت تو وہ غلیظ ہوگا، مگر پھر وہ ٹھہر کر صاف ہوجائے گا، اور اس کے غلیظ اجزاء تہ نشین ہوجائیں گے۔ یہ صورت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ طبیعت مادہ پر غلبہ پاچکی ہے، اور اسے

الصفاء اکثروالرسوب اوفر و اسرع فهو علی النضج ادل	نضج دے چکی ہے۔ اس صورت میں (یہ بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ) جس قدر قارورہ میں صفائی زیادہ ہوگی، رسوب جس قدر زیادہ ہوگا، اور جس قدر جلد تہ میں چلا جائیگا اُسی قدر وہ نضج پر زیادہ دلالت کریگا ÷
والحالة المتوسطة بین الاول والاخر:-	۳- تیسری صورت پہلی اور دوسری صورت کے درمیان ہے (یعنے جس صورت میں قارورہ خارج ہونے کے بعد اپنے حال پر قائم رہے، خواہ وہ غلیظ ہو، یا رقیق) اگر یہ صورت ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں:-
ان دامت وکانت الطبیعة قویة والقوة ثابتة حدس انه سیبلغ منه الانضاج التام	اگر وہ اسی طرح (اسی حال پر) قائم رہے (اور اُس میں کوئی تبدیلی نہ واقع ہو) اور طبیعت بھی قوی ہو، اور قوت بھی قائم ہو، تو سمجھنا چاہیے کہ عنقریب پورا نضج ہوجائے گا ÷
وان لم تکن القوة ثابتة خیف ان یسبق الهلاك النضج	اور اگر قوت اپنے حال پر قائم نہ رہے (بلکہ وہ روز بروز ضعیف ہوتی چلی جائے) تو نضج کے حاصل ہونے سے پہلے مریض کے ہلاک ہوجانے کا خطرہ ہے ÷
واذا طال ولم تکن علامة مخیفة انذر بصداع لانه یدل علی ثوران وعلی ریاح بخاریة	اور اگر وہ اسی حالت پر قائم رہے (اور قارورہ کے قوام میں کوئی تبدیلی نہ ہو، خواہ قوام غلیظ ہو، یا رقیق[1]) اور کوئی خوفناک علامت موجود نہ ہو، تو یہ درد سر کی خبر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ بتلاتا ہے کہ مادہ میں ثوران (جوش) ہے، اور ریاح بخاریہ موجود ہیں ÷

ریاح بخاریہ:- وہ ریاح جس میں رطوبت ہو، اور اس سے حرارت پورے پر جدا ہوئی ہو۔ (گیلانی) ÷

والذی یاخذ من الرقة الی الخثورة ویستمر خیر من الواقف علی الخثورة فی کثیر من الاوقات	جو رقیق قارورہ خارج ہونے کے بعد غلیظ ہوجایا کرتا ہے، اور اسی حالت پر مسلسل قائم رہتا ہے، یہ اُس قارورہ کی نسبت اکثر اوقات بہتر ہوتا ہے جو اپنی غلظت پر باقی رہے ÷

یعنی جو قارورہ خارج ہوتے وقت غلیظ ہو، اور اپنی غلظت پر برابر قائم رہے، وہ اُس قارورہ سے

[1] گرآملی نے لکھا ہے کہ اس صورت میں قارورہ کا غلیظ ہونا شرط ہے۔ یعنی قارورہ ایک حال پر قائم رہے۔ اور وہ غلیظ ہو ÷

رہی ہے، جو خروج کے وقت رقیق ہو، اور پھر ٹھہر کر غلیظ ہو جایا کرتا ہو۔ (گیلانی)

وکثیرا ما یغلظ البول ویکدر لسقوط القوۃ لا لدفع الطبیعۃ

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ قوت کے ساقط ہو جانے (ضعفِ قوت) کی وجہ سے قارورہ غلیظ اور مکدر ہو جاتا ہے، نہ اس لئے کہ طبیعت (مادہ کو) دفع کرتی ہے (جیسا کہ غشی میں دیکھا جاتا ہے)۔

واما البول الذی یبال مائیا ویبقی مائیا فھو دلیل علی عدام النضج البتۃ

اگر قارورہ پیشاب کرتے وقت مائی (رقیق) ہو، اور وہ اسی طرح مائی رہے، تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ بالکل نضج نہیں ہوا ہے۔

والبول الغلیظ احمدہ ما کان سہل الخروج کثیرہ لا انفصال معا ومثل ھذا یبرئ الفالج وما یجری مجراہ

غلیظ قارورہ (خواہ وہ کیسا ہی غلیظ ہو۔ اس) میں بہتر وہ ہے جو آسانی سے خارج ہو، اور یک لخت بہت سا خارج ہو۔ اس قسم کا قارورہ فالج جیسے امراض (مثلاً تشنج، رعشہ) کو اچھا کر دیتا ہے۔

واذا کانت الابوال غلیظۃ ثم اخذت ترق علی التدریج مع غزارۃ فذلک محمود

جب ایک شخص کے چند قارورے (کئی روز تک) غلیظ رہے ہوں، پھر وہ بتدریج رقیق ہونے لگیں، اور اسکے ساتھ ہی وہ مقدار میں زیادہ ہو، تو یہ اچھی علامت ہے۔

لیکن اگر وہ یک لخت رقیق ہو جائے تو یہ سدہ کی علامت ہے۔ (گیلانی)

وربما کان تَعَقُّبُ الغلیظِ الکدر الکثیرِ لغلیظَ القلیلَ دلیلَ خیر وذلک اذا انفجر لغلیظ الکدر الذی کان یبال قلیلا قلیلا قبیل دفعۃ واحدۃ بولا کثیرا بسھولۃ فان مثل ھذا کثیرا ما یحلل بہ العلۃ سواء کانت العلۃ شیئا من الحمیات الحادۃ او غیرھا من الامراض الامتلائیۃ او کان امتلاء لم یعرض بعد منہ مرض ظاھر

بول غلیظ قلیل المقدار کے بعد بول کا غلیظ، مکدر اور زیادہ آنا، بسا اوقات بھلائی کی علامت ہوا کرتا ہے (یعنے پہلے قارورہ غلیظ ہو، اور تھوڑی تھوڑی مقدار میں آتا ہو، اور پھر اس کے بعد غلیظ قارورہ مکدر ہو جائے، اور زیادہ مقدار میں آنے لگے، تو یہ اکثر اوقات خیر و صلاح کی علامت ہوا کرتا ہے)۔ اور ایسا اُس وقت ہوتا ہے جبکہ غلیظ و مکدر قارورہ، جو پہلے تھوڑا تھوڑا آرہا ہو، وہ یک لخت بڑی مقدار میں سہولت سے خارج ہونے لگے۔ چنانچہ اس قسم کے قارورہ سے بسا اوقات بیماری دور ہو جایا کرتی ہے۔ خواہ وہ کوئی تیز بخار ہو، یا کوئی مرض امتلائی ہو، یا محض امتلاء ہو، جس سے

ابتک کوئی نمایاں مرض لاحق نہ ہوا ہو +

وهذا ضرب من البول نادر

قارورہ کی یہ قسم شاذ و نادر قسموں میں سے ہے (یعنی وہ غلیظ، مکدر، اور کثیر المقدار قارورہ جو غلیظ و قلیل المقدار کے بعد آتا ہے، اور ایسے امتلاء کی وجہ سے ہوتا ہے، جس سے ابتک کوئی نمایاں مرض پیدا نہ ہوا ہو شاذ و نادر قسموں میں سے ہے) +

والبول الطبيعي اللون اذا افرط في الغلظ دل احيانا على جودة نفض لمواد كثيرة ويصحبه سهولة الخروج وقد يدل احيانا على التلف لدلالته على كثرة الاخلاط وضعف القوة ويدل عليه عسر الخروج وقلة ما يخرج

طبعی رنگ کا قارورہ (بول اُترجی) جب بہت غلیظ ہوتا ہے، تو گاہے اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ بہت سے مواد کے دفع کرنے پر طبیعت قادر ہے + اس دلیل کی صحت اس سے حاصل ہوگی کہ قارورہ بآسانی خارج ہوگا (یعنی آسانی کے ساتھ بکثرت خارج ہوگا، نہ کہ تھوڑا تھوڑا)۔ اور گاہے ایسا قارورہ ہلاکت کی دلیل بنتا ہے، اسلئے کہ یہ اخلاط کی کثرت پر اور قوت کے کمزور ہوجانے پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ اسکی نشانی یہ ہے کہ قارورہ بمشکل سے اور تھوڑی مقدار میں خارج ہوگا +

والبول الغليظ الجيد الذي هو بحران لامراض الطحال والحميات المختلطة لا يتوقع فيه الاستواء فان الطبيعة تعمل في الدفع

وہ غلیظ اور جیّد (اچھا) قارورہ جو طحال کی بیماریوں، اور حمیات مختلطہ (بے قاعدہ بخاروں) کا بحران ہو (یعنی ان امراض کے مواد بحران کے روز قارورہ کی راہ خارج ہوئے ہوں) اس میں اس امر کی توقع نہ کرنی چاہئے کہ اسکا قوام مستوی (ہموار) ہوگا، کیونکہ طبیعت ان حالات میں (بلا انتظار) دفع مواد کے درپے ہوتی ہے +

والبول المتثور في الجملة يدل على كثرة الاخلاط مع اشتغال من الطبيعة بها وبانضاجها

جوش مارنے والا (متثور) قارورہ عموماً اس امر کو بتاتا ہے کہ اخلاط کی کثرت ہے، اور باوجود کثرت کے طبیعت ان مواد میں مشغول ہے، اور انہیں نضج دے رہی ہے +

"جوش مارنیوالے قارورہ" سے مراد وہ پیشاب ہے، جو شیشہ کے اندر جوش مارے (گیلانی) +

والبول الغليظ الذي له ثفل زيتي يدل على حصاة

وہ غلیظ پیشاب جسکا ثفل (رسوب) زیتی ہو (یعنی رنگ اور قوام میں روغن زیتون جیسا ہو) وہ پتھری پر دلالت کرتا ہے +

یہاں پتھری سے صرف گردہ کی پتھری مراد نہیں ہے، جیساکہ آملی نے کہا ہے، بلکہ یہاں عام معنے مراد ہیں، جس میں مثانہ کی پتھری بھی شامل ہے۔ اور یہ ضروری نہیں ہے کہ مثانہ کی پتھری سفید ہی ہو، جیساکہ [illegible] اپنے

لکھا ہے، بلکہ مثانہ کی پتھری سُرخ اور اتم (سیاہی مائل سُرخ) بھی ہوا کرتی ہے، جیسا کہ مشاہدہ میں آیا ہے + (گیلانی)

والبول الغليظ الدال على انفجار الاورام يستدل عليه بما يخالطه وبما قد سبقه | وہ بول غلیظ جو (پختہ) ورموں کے پھوٹنے پر دلالت کرتا ہے، اس کی صحیح رہنمائی دو باتوں سے ہوتی ہے: اوّل اُن چیزوں سے جو پیشاب کے ساتھ مخلوط ہوتی ہیں۔ دوم سابقہ اور گذشتہ حالات سے +

اَمّا بما يخالطه فكالمدة ويدل عليها الرائحة المنتنة | ۱- چنانچہ جو چیزیں مخلوط ہوا کرتی ہیں، اُن میں سے ایک چیز تو مِدّہ (پیپ) ہے، جس کی علامت بدبو کا ہونا ہے +

پیپ گاہے نمایاں ہوتی ہے، اور گاہے قارورہ میں نمایاں نہیں ہوتی ہے، بلکہ نظروں سے پوشیدہ ہوتی ہے۔ جب پیپ نظروں سے پوشیدہ ہوتی ہے، تو اس کی موجودگی کا بدبو سے پتہ چلتا ہے۔ (گیلانی) +

والجرادات المنفصلة معه كصفائح بيض او حمر او كنخالة او غير ذلك مما سنذكره بعد | دوسری چیز وہ جُرادات (چھلکے) ہیں، جو (مقام ورم سے) جُدا ہو کر آتے اور قارورہ کے ساتھ ملکر خارج ہوتے ہیں۔ یہ گاہے سفید، یا سُرخ صفائح (طبقات) کی شکل میں ہوتے ہیں، اور گاہے نخالہ (سبوس، بھوسی) وغیرہ کے مانند، جن کو ہم عنقریب (بحث رسوب میں) بتائیں گے +

مثانہ کے قرحوں میں چھلکوں کا سفید ہونا، اور گردہ کے قرحوں میں سُرخ ہونا اکثری ہے، دائمی نہیں ہے (گیلانی)

واَمّا بما يسبقه فان يكون قد كان فيما سلف علامة لورم او قرحة بالمثانة او الكلية او الكبد او نواحي الصدر فيدل ذلك على الانفجار من الورم | ۲- رہے سابقہ اور گذشتہ حالات، اس سے مراد ہے کہ گذشتہ اوقات میں مثانہ، گردہ، جگر، یا سینہ کے نواحی (حصوں) میں ورم یا قرحہ کے ہونے کی علامتیں پائی گئی ہونگی، جو ورم کے پھوٹنے کی نشانی بنیں گی +

وان كان قبله بول يشبه غسالة اللحم الطري فهو من حدبة الكبد او براز كذلك فالورم في تقعيره | چنانچہ اگر اس سے قبل تازہ گوشت کے دھوون (غُسالہ) جیسا پیشاب آیا ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ یہ جگر کے حُدبہ (جگر کی محدب سطح) سے آرہا ہے، اور اگر اسی قسم کا (غُسالی) براز آیا ہو تو سمجھنا چاہئے کہ ورم جگر کی تقعیر (مقعر سطح) میں ہے +

وان كان سبق ضيق النفس وسعال يابس ووجع في اعضاء الصدر | اور اگر ایسے قارورہ سے پہلے تنگی تنفس (ضیق نفس) خشک کھانسی اور سینہ کے اعضاء میں چُبھنے والا درد (وجع ناخس)

تاخس فهوذات جنب انفجر و ره چکا ہو، تو سمجھنا چاہیے کہ یہ ذات الجنب تھا جو ایک کر اپھوٹ
انه فعرمن ناحیۃ الشریان العظیم گیا ہے، اور شریان عظیم کے راستہ سے اس کا مادہ دفع ہو رہا ہے
پیپ کا شریان عظیم کے اندر داخل ہو کر پیشاب کی راہ خارج ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے، کہ اسے مشکل سے
ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ شارحین نے اس پر بہت زور لگایا ہے۔ مترجم +

واذا کان فی ذلك الذی هو المدة نضج کان محمودًا
اگر اس پیپ میں جو قارورہ سے ملکر خارج ہوتی ہے، نضج ہو (یعنی یہ پیپ سفید، چکنی، ہموار اور ایک قوام ہو) تو یہ محمود ہے (یعنی ایسی پیپ کا خارج ہونا اچھا ہے) +

وربما بال الصحیح المتدع التارك للریاضة بولًا کالمدة والصدید فینتقی بدنه ویزول ترهله الذی به لترك الریاضة
گاہے تندرست آدمی جو آرام پسند ہو، اور ریاضت کو چھوڑے ہوئے ہو، وہ مِدّہ اور صدید جیسا پیشاب کرتا ہے، جس سے اس کا بدن پاک صاف ہو جاتا ہے، اور اس کے بدن کا وہ ترہّل (ڈھیلا پن) زائل ہو جاتا ہے، جو اس کو ترکِ ریاضت کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے +

مِدّہ: پیپ + قیح: سفید پیپ، جس کے ساتھ خون ملا ہوا نہ ہو +
صدید: رقیق اور پتلی پیپ + (گیلانی) +
ترہّل سے یہاں مراد تکان ہے، نہ کہ ڈھیلا گوشت۔ (گیلانی)

وایضا اذا کان فی الکبد وما یلیه سدد فربما کان غلظ البول تابعًا لانفتاحها وانه فاع مادتها ولا یکون هذا الغلظ قیحیا والذی عن الانفجار یکون قیحیا
نیز اگر جگر میں، یا اس کے آس پاس سُدے ہوں، تو گاہے بول کی غلظت ان سدوں کے کھُلنے کی وجہ سے ہوتی ہے جسکا مادہ (بول میں ملکر) خارج ہوتا ہے۔ لیکن یہ غلظت قیحی (پیپ کی) نہیں ہوتی ہے۔ برعکس اس کے جو غلظت اورام کے پھوٹنے سے حاصل ہوتی ہے، یہ قیحی (ریم دار) ہوتی ہے +

وان کان ذلك البول مع الغلظ الی السواد وکان معه وجع فی ناحیة الیسار فهو من ناحیة الطحال
اگر اس غلیظ قارورہ میں (جو سدوں کے کھُلنے سے ہوتا ہے) غلظت کیساتھ سیاہی مائل بھی ہو، اور ساتھ ہی بائیں طرف کچھ درد بھی ہو تو سمجھنا چاہیے کہ یہ ناحیۂ طحال (تلی کیطرف) سے آ رہا ہے +

وعلی هذا القیاس ان کان فوق السرة
وعلی ہذا القیاس اگر ناف کے اوپر اور شکم کے بالائی

واعلی البطن فهو من ناحیة المعدة	حصے میں درد ہو، تو سمجھنا چاہیے کہ یہ معدہ کی طرف سے آرہا ہے
واکثر ذلك یکون من الکبد ومجاری	یہ غلیظ قارورہ (جو سدوں کے کھلنے سے ہوتا ہے)
البول	اکثر اوقات جگر اور مجاری بول (پیشاب کے راستوں) ہی سے آیا کرتا ہے +

بلکہ عام قارورہ بھی اکثر اوقات جگر اور مجاری بول ہی کے حالات بتایا کرتا ہے۔ (گیلانی) +

والبول الکدر کثیرا ما یدل علی سقوط	بول گدر (مکدر اور میلا قارورہ) اکثر اوقات قوت
القوة واذا سقطت القوة استولی	کے ڈھال ہونے کی خبر دیتا ہے، اور قوت جب ڈھال ہوجاتی
البرد فکان کالبرد الخارج	ہے، تو برودت کا غلبہ ہوجاتا ہے، اور اس برودت کی حالت خارجی برودت کے مانند ہوتی ہے +

یعنی جس طرح خارجی برودت جب پانی میں اثر کرتی ہے، تو اسے گاڑھا اور غلیظ کر دیتی ہے، یہی حال بدنی برودت کا ہے، جو قوت کے سقوط کے وقت پیدا ہو جاتی ہے (آملی) +

والبول الکدر الشبیه بلون الشراب	مکدر قارورہ جو بُری شراب کے، یا چنے کے پانی کے رنگ
الردی او ماء الحمص یکون للحبالی واصحاب	کا ہو، یہ حاملہ عورتوں میں ہوا کرتا ہے، یا اُن لوگوں میں ہوا
اورام حارة مزمنة فی الاحشاء	کرتا ہے جنکے احشاء میں گرم اور مزمن اورام ہوں +
والبول الذی یشبه ابوال الحمیر	جو قارورہ گدھوں کے پیشاب سے، یا چوپایوں کے
وابوال الدواب وکانه مخض بشدة	پیشاب سے مشابہ ہو، اور جوش کی شدت سے ایسا ہو کہ گویا
تثور ه یدل علی فساد اخلاط البدن	اُسے ہلا ہلا کر پھینٹ دیا گیا ہے، یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے
واکثره علی خام عملت فیه حرارة	کہ بدن کے اخلاط فاسد ہو گئے ہیں، اور زیادہ تر یہ اس امر کو
ما فثورت ریحا غلیظة ولذلك	بتاتا ہے کہ بلغم خام میں کسی حرارت نے عمل کیا ہے، جس سے
قد یدل علی الصداع الکائن او	اس میں غلیظ ریح پیدا ہو گئی ہے۔ اسی وجہ سے ایسا قارورہ
المطل وقد یدل اذا دام علی	گاہے اس امر کو بتاتا ہے کہ درد سر ہونے والا ہے، یا موجود
لیشرغس	ہے۔ اور جب یہ سلسلہ قائم رہتا ہے، تو گاہے یہ لیشرغس (سرسام بارد) پر دلالت کرتا ہے +
والبول الذی یشبه لون عضو ما فان	جو قارورہ کسی عضو کے رنگ سے مشابہ ہوتا ہے، اگر
دوام به یدل علی علة بذلك العضو	وہ اسی رنگ پر قائم رہے تو یہ اس عضو کے کسی مرض کو بتاتا ہے

عربی	اردو
قال بعضهم انه اذا كان في اسفل البول شبيه بغيم او دخان طال المرض	بعض اطباء کا قول ہے کہ جب قارورہ (شیشہ) کے زیریں حصے میں ابر (غیم) کی سی کوئی چیز، یا دھوئیں کی سی کوئی چیز ہو تو سمجھنا چاہیے کہ مرض دراز ہوگا۔
وان كان في جميع المرض انذر بموت	اور اگر یہ صورت مرض کی پوری مدت میں ہو، تو یہ موت کی خبر دیتا ہے۔

بعض نسخوں میں عبارت اس طرح ہے:- "اور اگر یہ صورت سارے قارورہ میں ہو، تو یہ موت کی خبر دیتا ہے"۔

عربی	اردو
والخام يفارق المدة بالنتن	اور خام (بلغم) اور پیپ میں فرق بدبو کے لحاظ سے ہے (پیپ میں بدبو ہوتی ہے۔ اور بلغم میں بدبو نہیں ہوتی)۔
والبول المختلف الاجزاء كلما كان الاجزاء الكبار فيه اكثر دل على ان عمل الطبيعة فيه انفذ والطبيعة اقدر والمسام اشد انفتاحا	جس قارورہ کے اجزاء (چھوٹے بڑے) مختلف ہوں، اس میں بڑے اجزاء جس قدر زیادہ ہونگے، اسی قدر وہ اس امر کو بتائیگا کہ طبیعت کا عمل (مواد غلیظ وکثیرہ میں) کافی ہوچکا ہے، اور وہ بہت قادر ہے (عاجز نہیں ہے) اور مسامات خوب کھلے ہوئے ہیں۔
والبول الذي يرى فيه كالخيوط المختلط بعضها ببعض يدل على انه بيل اثر الجماع	وہ قارورہ جس میں دھاگے سے نظر آتے ہیں، جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں، وہ اس امر کو بتاتا ہے کہ جماع کے بعد پیشاب کیا گیا ہے۔

اور جماع کے بعد کچھ منی مجرائے بول میں مذی کے ساتھ ملی ہوئی رہ گئی ہے، جو پیشاب کے ساتھ خارج ہوئی ہے۔ (گیلانی)

الفصل الرابع في دلائل رائحة البول — فصل (۴) بوئے قارورہ کے دلائل

عربی	اردو
قالوا لم ير بول مريض قط يوافق رائحته رائحة بول الاصحاء	اطباء کا قول ہے کہ کبھی کسی مریض کا قارورہ ایسا نہیں دیکھا گیا ہے جس کی بو تندرستوں کے قارورہ کے مانند ہو۔
ونقول ان كان البول لا رائحة له البتة دل على برد مزاج وفجاجة مفرطة وربما دل في الامراض الحادة على موت الغريزة	ہم کہتے ہیں کہ اگر قارورہ میں کسی قسم کی کوئی بو نہ ہو، تو یہ مزاج کی برودت اور فجاجت (مادہ کی خامی) کی کثرت پر دلالت کرتا ہے، اور بعض اوقات یہ قارورہ امراض حادہ میں غریزیہ (حرارت غریزیہ) کی موت پر دلالت کرتا ہے۔

فان کانت له رائحة منكرة فان — اگر قارورہ میں بُری بو ہو (بدبو ہو) تو اس کی چند
كان هناك دلائل النضج كان سببه — صورتیں ہیں) اگر نضج مادہ کی علامتیں موجود ہوں تو ایسے قارورہ
جرباً وقروحاً في آلات البول — کا سبب آلات بول کا جرب اور قروح ہوتے ہیں، اور اس کی
ويستدل عليه بعلامات ذلك — دلیل یہ ہوگی کہ ان امراض کی علامتیں پائی جائینگی +

یعنی نخالہ (بھوسی)، جرادات (چھلکے) قشور، اور صفائح (طبقات) قارورہ میں برآمد ہونگے۔ (گیلانی)

وان لم يكن له نضج جاز ان يكون — اور اگر قارورہ میں نضج مادہ کی علامتیں نہ ہوں، تو ممکن
من ذلك وجاز ان يكون للعفونة — ہے کہ قارورہ کی بدبو اسی سبب (سبب مذکور) سے ہو، اور
ممکن ہے کہ عفونت کی وجہ سے ہو +

واذا كان ذلك في الحميات الحادة — جب یہ صورت (یعنی قارورہ کی گندگی) حمیات حادہ میں
ولم يكن بسبب اعضاء البول فهو — واقع ہوتی ہے، اور اعضائے بول کی وجہ سے نہیں ہوتی، تو یہ
دليل ردی — بُری علامت (دلیل ردی) ہے +

کیونکہ یہ عفونت کی کثرت پر اور اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ عفونت تمام بدن میں عام ہے، مرض بھی حاد ہے اور وہ نضج سے محروم ہے۔ گیلانی +

وان كان الى الحموضة دل على — اگر قارورہ کی گندگی، ترشی کی طرف مائل ہو تو یہ اس
ان العفونة في اخلاط باردة — امر کو بتاتا ہے کہ عفونت ٹھنڈے اخلاط (اخلاط باردة الجوہر)
الجوهر استولى عليها حرارة غريبة — میں ہے، جن میں حرارت غریبہ کا غلبہ ہوگیا ہے +
واما ان كانت العلة حادة فهو — اور اگر مرض حاد ہو، تو یہ (گندگی و ترشی قارورہ)
دليل الموت لانه يدل على موت — موت کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ اس امر کو بتاتا ہے کہ حرارت
الحرارة الغريزية واستيلاء برد — غریزیہ مرچکی ہے، اور طبیعت میں برودت کا غلبہ ہوگیا ہے
في الطبع مع حر غريب — اور اس کے ساتھ ہی حرارت غریبہ کا بھی تسلط ہے +
والرائحة الضاربة الى الحلاوة — قارورہ کی بو جو مٹھاس (حلاوت) کی طرف مائل ہو،
تدل غلبة الدم — خون کے غلبہ پر دلالت کرتی ہے +
والمنتنة شديداً صفراوية والمنتنة — قارورہ میں سخت بدبو کا ہونا صفراء (غلبہ صفرا) کی دلیل
الى الحموضة سوداوية — ہے، اور بدبو کے ساتھ ترشی کا پایا جانا سودا کی +
والبول المنتن الرائحة اذا دام — بدبودار قارورہ کا تندرستوں میں مرحلہ تک آنا اُن

متن	ترجمہ
بالاصحاء دل علی حمیات تحدث	بخاروں پر دلالت کرتا ہے جو عفونت سے پیدا ہوتے ہیں ؛
من العفن او علی انتقاص عفونة	یا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جو عفونت ان کے بدن میں بند
محتبسة فیھم ویدل علیه وجود	تھی (دبی ہوئی تھی) وہ خارج ہورہی ہے، اور اسکی علامت
الخفة اثرہ	یہ ہے کہ اس کے بعد خفت نمودار ہوگی +
وفی الامراض الحادة اذا فارق البول	اگر امراض حادہ میں قارورہ سے بدبو دور ہوجائے
نتن کان یلزمه فیھا وزال عنه وکان	جو پہلے سے ہو، اور یک لخت دور ہوجائے، اور اس کے
ذلك الزوال دفعة ولم یعقب راحة فھو	بعد راحت بھی نمودار نہ ہو، تو یہ قوئی کے ساقط ہونے اور غلبۂ
علامة سقوط القوی واستیلاء الضعف	ضعف کی علامت ہے +
الفصل الخامس فی الدلائل الماخوذة عن الزبد	**فصل (۵) وہ علامات جو قارورہ کے زبد (جھاگ) سے ماخوذ ہیں**
الزبد یحدث عن الرطوبة و	جھاگ کی پیدائش رطوبت سے، اور اس ریح (ہوا)
من الریح المنزرقة فی القارورة	سے ہوا کرتی ہے، جو پیشاب کے خروج کے ساتھ (مثانہ سے)
مع زرق البول	قارورہ میں (شیشہ میں) خارج ہوتی ہے +
وللریح الخارجة مع البول فی جوھر	علیٰ ہٰذا اُس ریح کو بھی یقیناً جھاگ کی پیدائش میں دخل
البول معونة لامحالة و خصوصًا	ہے، جو پیشاب کے ساتھ پیشاب کے جوہر میں خارج ہوتی ہے
اذا کانت الریح غالبة فی البدن	علی الخصوص اُس وقت جبکہ ریح بدن میں غالب ہو، (بکثرت
کما یعرض فی بول اصحاب التمدد	ہو) جیسا کہ تمدد والوں کے قارورہ میں بڑے بڑے بلبلے (نفاخات)
من النفاخات الکثیرة	پیدا ہوجاتے ہیں +
والزبد قد یدل بلونه کما	گاہے جھاگ کی رنگت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔
یدل بسوادہ وشقرته علی الیرقان	جیسا کہ اگر جھاگ سیاہ یا اشقر (سُرخ وزرد کے درمیان) ہو تو
	یہ یرقان کو بتاتا ہے +

یرقان سیاہ میں جھاگ کا رنگ سیاہی مائل ہوا کرتا ہے، اور یرقان زرد میں شقرت (سرخی وزردی کے درمیان) کی طرف + گیلانی

متن	ترجمہ
وقد یدل بصغرہ وکبرہ فان کبرہ	گاہے جھاگ کے چھوٹے بڑے ہونے سے بھی استدلال

یدل علے اللزوجۃ

کیا جاتا ہے ، چنانچہ جھاگ کا بڑا ہونا مادہ کی لزوجت (لیسدار ہونے) کو ظاہر کرتا ہے +

واما بقلتہ وکثرتہ فان کثرتہ تدل علے لزوجۃ وریاح کثیرۃ

گاہے جھاگ کی کمی وزیادتی سے بھی استدلال کیا جاتا ہے ؛ چنانچہ جھاگ کی زیادتی مادہ کی لزوجت اور ریاح کی کثرت پر دلالت کرتی ہے +

واما بانفقائہ بطیأ وبانفقائہ سریعا فان انفقائہ بطیا یدل علے اللزوجۃ

گاہے جھاگ کے بدیر یا بسرعت ٹوٹنے سے بھی استدلال کیا جاتا ہے ، چنانچہ اگر جھاگ دیر میں ٹوٹیں تو مادہ کے لیسدار ہونے کی علامت ہے +

والقُبَبُ الباقیۃ فی علل الکلی تدل علے طول المرض لدلالتہ علے الریاح واللزوجۃ وبالجملۃ فان الخلط اللزج فی علل الکلی ردی ویدل علی اخلاط ردیۃ وبرد

امراض گردہ میں جھاگ کے قُبَب (بلبلے) اگر زیادہ دیر تک قائم رہیں تو یہ طول مرض کی علامت ہیں ؛ کیونکہ یہ ریاح اور لزوجتِ مادہ پر دلالت کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ امراض گردہ میں خلط کا لیسدار ہونا خراب علامت ہے ، اور یہ ردی اخلاط (اخلاط سوداویہ وبلغمیہ) پر دلالت کرتے ہیں ، یا برودت پر (یا گردہ کے سوء مزاج بارد پر) +

الفصل السادس فی دلائل انواع الرسوب

فصل (۶) رسوب کی قسموں کے علامات

نقول اولا ان اصطلاح الاطباء فی استعمال لفظۃ الرسوب والثفل قد زال عن المجری المتعارف وذلک لانھم یقولون رسوب وثفل لا لما یرسب فقط بل لکل جوھر اغلظ قواما من المائیۃ متمیز عنہا وان تعلق و طفا

رسوب کی اقسام کو بیان کرنے سے پیشتر ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اصطلاح اطباء میں "رسوب" اور "ثفل" کا لفظ مشہور معنی (مجری متعارف) سے ہٹا ہوا ہے۔ اس لیے کہ اطباء "رسوب" اور "ثفل" کا لفظ فقط ان اشیاء پر استعمال نہیں کرتے جو قارورہ میں تہ نشین ہو جائیں (تہ میں بیٹھ جائیں) ، بلکہ ہر اس جوہر پر استعمال کرتے ہیں ، جس کا قوام پانی سے زیادہ غلیظ ہو ، اور اس سے ممتاز نظر آئے ، خواہ وہ جوہر قارورہ کے درمیان میں معلق ہو ، یا قارورہ کی سطح پر تیر رہا ہو +

فنقول ان الرسوب قد یستدل

اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ رسوب حالاتِ بدن پر چند

منہ من وجوہ من جوہرہ ومن — طریقوں سے دلالت کرتا ہے: اپنے جوہر سے — اپنی مقدار
کمیتہ ومن کیفیتہ ومن وضع — سے — اپنی کیفیت سے — اپنے اجزا کی وضع سے —
اجزائہ ومن مکانہ ومن زمانہ — اپنے مکان ومحل سے — اپنے زمانہ (زمانۂ قیام) سے —
ومن کیفیۃ مخالطتہ — اور اپنے اختلاط سے (ملنے کی کیفیت سے) +

اما دلالتہ من جوہرہ فھو انہ — چنانچہ جوہر کے اعتبار سے رسوب کے دلالت کرنیکی صورت
اما ان یکون رسوبا طبیعیا — یہ ہے کہ (مثلاً) وہ رسوب طبعی ومحمود ہو، جو طبعی ہضم اور طبعی
محمودًا دالًّا علی الھضم والنضج — نضج (پختگی) پر دلالت کرتا ہے۔ طبعی رسوب کی رنگت سفید
الطبیعیین وھو ابیض راسب — ہوتی ہے، قارورہ کے زیرین حصہ میں تہ نشین (راسب)
متصل الاجزاء متشابھا مستویھا — ہوتا ہے، اس کے اجزاء آپس میں ملے ہوئے (متصل الاجزاء) متشابہ
اور مستوی (ہموار) ہوتے ہیں +

ویجب ان یکون مستدیر الشکل — رسوب محمود کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی شکل گول
املس مستویا لطیفا شبیھًا — ہو، وہ چکنا ہو، مستوی (ہموار) اور لطیف ہو، اور عرق گلاب
برسوب ماء الورد — کے رسوب (وردی) سے مشابہ ہو +

رسوب محمود کے لئے یہ آخری صفتیں اسوقت پائی جاتی ہیں جبکہ رسوب محمود بہترین حالت میں ہو +

ونسبتہ دلالتہ علی نضج المادۃ فی — جس طرح سفید، چکنی، اور متشابہ القوام (ایک قوام کی)
البدن کلہ کنسبتہ دلالۃ المدۃ — پیپ ورم کی پختگی پر دلالت کرتی ہے، اسی طرح رسوب (طبعی
البیضاء الملساء المتشابھۃ القوام — محمود) سارے بدن کے مادہ کے نضج پر دلالت کرتا ہے (دونوں کی
علی نضج الورم لکن المدۃ کثیفۃ — نسبت اس بارہ میں ایک جیسی ہے)۔ مگر آپس میں دونوں کے
وھذہ لطیفۃ والرسوب الثفل — اندر فرق یہ ہے کہ پیپ کثیف ہوتی ہے۔ اور یہ (رسوب کے
دلیل جید وان فات الصبغ — اجزاء) لطیف ہوتے ہیں۔ قارورہ میں رسوب وثفل کی موجودگی
ایک اچھی علامت ہے۔ اگرچہ اُسکے اندر رنگ معدوم ہو +

ذیل میں اس اختلاف کا ذکر کیا جاتا ہے کہ قارورہ کا رنگین ہونا مادہ کے نضج پر زیادہ دلالت کرتا ہے، یا
قارورہ کا قوام + مترجم

والاستواء ادل عند الاقدمین — استواء قوام (رسوب کے قوام کا ہموار ہونا) اطباء
علی النضج فان المستوی الذی — قدیم (اقدمین) کے نزدیک نضج مادہ پر بمقابلہ سفیدی کے زیادہ

ليس بذلك الابيض بل هو احمر اصلح من الابيض الخشن واكثر الرسوب على لون البول

دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کا مستوی اور ہموار قوام کا رسوب جس کے اندر ایسی اچھی سفیدی نہ ہو، بلکہ وہ سُرخی لئے ہوئے ہو، اس سفید رسوب سے بہتر ہے، جو کہ کُھردرا (خشن) ہو. علاوہ ازیں رسوب کا رنگ زیادہ تر قارورہ کے رنگ ہی پر ہوا کرتا ہے (یعنی جیسا رنگ پیشاب کا ہوتا ہے، علی العموم رسوب کا رنگ بھی وہی ہوتا ہے) +

واجود ما خالف الابيض هو الاحمر ثم الاصفر ثم الزرنيخي

(پھر یہ بھی ہے کہ سُرخ رنگ کا درجہ سفید سے بہت زیادہ گھٹا ہوا بھی نہیں ہے؛ بلکہ) سفید رنگ کے خلاف جو رنگ ہیں ان میں سب سے بہتر سُرخ (سُرخ رنگ کا رسوب) ہے، اسکے بعد زرد، اس کے بعد زرنیخی (ہڑتال کے رنگ کا یا سُرخ مائل بہ زردی) +

ويبتدئ الشر من العدسى

(یہ سب رنگ تو اچھے تھے،) اب عدسی رسوب (مسور کے رنگ کے رسوب یا سیاہی مائل سُرخ) سے برائی شروع ہو جاتی ہے +

ولا يلتفت الى ما يقوله الآخرون فان البياض قد يكون لا للنضج والاستواء ليس الا للنضج و من البياض ما يكون عن مخالطة رياح مخالطة شديدة

اطبار متاخرین (مثلاً ذکریا) کے اس قول کیطرف (کہ رنگ نضج پر قوام سے زیادہ دلالت کرتا ہے) قطعی توجہ نہ کرنی چاہئے؛ کیونکہ گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ قارورہ کے اندر سفیدی ہوتی ہے، مگر اس کی وجہ نضج نہیں ہوتی. مگر قوام کا استواء (ہمواری) نضج کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا. چنانچہ سفیدی (سفید رسوب) کی ایک قسم وہ بھی ہے جو کہ ریاح کے شدید اختلاط کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے (جو یقیناً نضج سے خالی ہوتی ہے) +

واما الرسوب الردی المذموم فتشتته خير من استوائه

ردی و مذموم قسم کا رسوب اگر ہو تو اس کا پراگندہ ہونا اسکے مستوی اور ہموار ہونے سے بہتر ہے +

والرسوب الردی هو الذی تعرفه عن قريب واما الرسوب

ردی رسوب وہ ہیں جنکو تم عنقریب جان لوگے - لیکن رسوب جیّد (اچھا رسوب) جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں، یہ بعض

الجيد الذي كلامنا فيه فقد يشبه المدة والخام الرقيقين ولكن المدة تخالفه بالنتن والخام يخالفه باندماج اجزائه وهو يخالفهما كليهما باللطافة والخفة

اوقات رقیق پیپ اور رقیق بلغم خام سے مشابہ ہوتا ہے۔ لیکن پیپ اور رسوب جید میں یہ فرق ہے کہ وہ (پیپ) میں بدبو ہوتی ہے اور رسوب میں بو نہیں ہوتی۔ اور بلغم خام اور رسوب جید میں فرق یہ ہے کہ بلغم خام کے اجزاء کثیف ہوتے ہیں؛ (چنانچہ قارورہ کو اگر ہلایا جائے تو بلغم کے اجزاء جلدی منتشر نہ ہونگے اور رسوب جید کے اجزاء تمام قارورہ میں بہت جلد پھیل جاتے ہیں)۔ اور رسوب جید ان دونوں (پیپ اور بلغم) سے لطافت وخفت کے ذریعہ اختلاف رکھتا ہے (یعنی رسوب جید خفیف ولطیف ہوتا ہے، اور پیپ اور بلغم دونوں ثقیل ہوتے ہیں)۔

وهذا الرسوب انما يطلب في الامراض ولا يطلب في حال الصحة وذلك لان المريض لا يشك في احتباس مواد ردية في بدنه وفي عروقه فاذا لم تنضج دل على الفساد واما الصحيح فليس يجب دائما ان يكون في عروقه خلط ينتفض بل الاولى ان يدل ذلك منهم على فضول تفضل فيهم عن الغذاء على يمتر الهضم ثم تفضل فضل يرسب في البول نضيجا او غير نضيج

یہ رسوب (طبعی محمود اور افضل، جس میں ہم اس وقت کلام کر رہے ہیں) تندرستی کی حالت میں اس کی تلاش نہ کرنی چاہئے بلکہ اس کا انتظار امراض (مادیہ خلطیہ) میں کرنا چاہیے، کیونکہ اس میں شک نہیں کہ مریض کے بدن اور اس کی رگوں میں مواد ردیہ بند ہوتے ہیں، اور یہ مواد ردیہ اگر نضج نہ پائیں تو فساد پر دلالت کریں گے۔ رہا تندرست شخص تو اس میں یہ ضروری نہیں ہے کہ ہمیشہ اس کی رگوں میں کوئی ایسی خلط موجود رہتی ہو، جو (قارورہ کے ساتھ بشکل رسوب) خارج ہوتی رہے، بلکہ اگر یہ رسوب حالت صحت میں پایا جائے تو یہ اس امر پر دلالت کریگا کہ کچھ فضلات غذا، عدم ہضم کی وجہ سے بچ رہے ہیں؛ اور وہ پھر قارورہ میں جاکر تہ نشین ہو گئے ہیں؛ خواہ ان فضلات میں نضج موجود ہو یا نہ ہو۔

والقضاف يقل فيهم الثفل الراسب في حال الصحة وخصوصا المزاولون للرياضات واصحاب الصنائع المتعبة وانما يكثر هذا الرسوب

لاغر ونحیف لوگوں میں صحت کے اندر نیچے بیٹھے ہوئے رسوب (رسوب تہ نشین) کی مقدار کم ہوتی ہے، خصوصاً ان لوگوں میں جو کہ ہمیشہ ورزش کرتے رہیں، یا سخت محنت کے پیشے والے ہوں (جیسے لوہار اور بڑھئی) اس کے برعکس فربہ و

فی ابوال السمان المتدعین	آرام پسند لوگوں کے قارورہ میں اس رسوب کی مقدار بہت زیادہ ہوا کرتی ہے +
وکذلک ایضا لا یجب ان یتوقع فی ابوال المرضی القضاف من الرسوب ما یتوقع فی ابوال المرضی السمان فان اولئک کثیرا ما یقلع امراضهم ولم یرسبوا شیئا وکثیرا مالا یبلغ الرسوب فی ابوالهم الی ان یتسفل بل ربما کان منه شئ یسیر طاف او متعلق	اسی طرح سے لاغر مریضوں کے قارورہ میں رسوب کی کم امید رکھنی چاہیئے ، اور فربہ مریضوں کے قارورہ میں زیادہ توقع رکھنی چاہیئے ؛ کیونکہ لاغر مریضوں میں بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اُن کے امراض بھی دفع ہو جاتے ہیں، لیکن ان کے قارورہ میں کوئی چیز از قسم رسوب نظر نہیں آتی ، اور اکثر اُن کے قارورہ کا رسوب اس حد تک پہونچتا ہی نہیں ، جو کہ زیریں حصہ میں بیٹھ جائے . بلکہ کچھ ہوتا بھی ہے ، تو یا اوپر تیرتا ہوا نظر آتا ہے ، یا درمیان میں معلق ہوتا ہے +
ولیس کما یقال کل بول فانه یرسب ولا البول النضیج جدا بل یجب ان یصابر علیه قلیلا	یہ قول بھی صحیح نہیں ہے کہ ہر قارورہ میں پیشاب کرتے ہی رسوب بنجاتا ہے ، اور نہ نہایت پختہ اور نضج یافتہ قارورہ کا یہ حال ہے . بلکہ رسوب بننے کے لئے تھوڑی دیر تک قارورہ کو رکھ دینا چاہیئے (بعدازاں اس کو دیکھا جائے) +
واما الرسوب الغیر الطبیع فمنه خراطی نخالی او کرسنی او دشیشی اوشبیه بالزرنیخ الاحمر والمشبع صفرة	**غیر طبعی رسوب** رسوب غیر طبعی کے اقسام حسب ذیل ہیں:- "خراطی" (خراد کے چھلکے کے مانند) . پھر خراطی کی کئی قسمیں ہیں: (۱) "نخالی" (بھوسی کے مانند) (۲) "کرسنی" (مٹر کے مانند جسکا رنگ زردی مائل خاکی ہوتا ہے) (۳) "دشیشی" (ستو کے مانند) (جسکو سویقی بھی کہتے ہیں)(۴،۵) سُرخ اور گہرے زرد ہڑتال کے مانند + (یہ پانچوں قسمیں خراطی کی ہیں . باقی نو قسمیں یہ ہیں):
ومنه لحمی ومنه دسمی ومنه مدی ومنه مخاطی ومنه شبیه بقطع الخمیر المنقوع ومنه دموی علقی ومنه شعری ومنه رملی حصوی	لحمی (گوشت کے مانند) دسمی (روغن کے مانند) مدی (پیپ والا) مخاطی (مخاط یا بلغم والا رسوب) خمیر کے بھیگے ہوئے ٹکڑوں کے مانند (خمیری) . دموی علقی (خون کے بستہ ٹکڑوں کے مانند) شعری (بال کے مانند)

[1] صفائحی کا ذکر شیخ نے گو اس موقع پر نہیں کیا ہے مگر وہ بھی خراطی کے اقسام میں داخل ہے ، جیسا کہ آگے چل کر شیخ نے خود بتایا ہے (مترجم)

ومنہ رمادی

رملی حصوی (ریت پتھری کے رسوب) اور رمادی (راکھ کے مانند) +

والخراطی القشوری منہ صفائحی کبار الاجزاء بیض وحمر تدل فی اکثر الامر علی انفصالہا من اعضاء قریبۃ من منفصل البول وھی اعضاء البول والابیض یدل علی انہ من المثانۃ لقروح فیہا او جرب او تاکل والاحمر اللحمی یدل علی انہ من الکلیۃ

چنانچہ رسوب خراطی قشوری[1] (جو چھلکوں کے مانند ہو) اس کی ایک قسم صفائحی ہے، جس کے اجزاء بڑے بڑے ہوتے ہیں (پھیلی ہوئی سطح یا طبقات کے مانند جو بڑے بڑے ہوتے ہیں)، خواہ سفید ہوں یا سرخ۔ یہ رسوب اکثر اوقات اس امر کی علامت ہوتا ہے کہ یہ اعضاء بول کے قریب ترین اجزاء سے (مثلاً مثانہ و گردہ سے) علیحدہ ہوکر آرہا ہے۔ چنانچہ یہ رسوب اگر سفید ہو تو اس امر کی دلیل ہے کہ یہ مثانہ کے زخم (قروح) کی وجہ سے، یا مثانہ کے جرب و تاکل کی وجہ سے علیحدہ ہوکر آرہا ہے۔ اور اگر یہ گوشت جیسا سرخ ہو، تو سمجھا جائیگا کہ یہ گردہ سے علیحدہ ہوکر آرہا ہے +

یہ ظاہر ہے کہ مثانہ سے سفید رسوب کا آنا اور گردہ سے سرخ رسوب کا برآمد ہونا اکثری ہے، دائمی اور کلی نہیں ہے۔ (گیلانی) +

وقد یکون من الصفائحی ما ھو کمد اللون ادکن وشبیہ بفلوس السمک

رسوب صفائحی (چپٹی قسم کا رسوب) بعض دفعہ نیلے رنگ کا ہوتا ہے، بعض دفعہ ادکن (سیاہی مائل)، اور بعض دفعہ مچھلی کے چھلکوں کے مشابہ ہوتا ہے (یعنی چمک میں، رنگ میں، یا شکل میں بھی مچھلی کے چھلکوں کے مانند ہوتا ہے) +

وھذا اردی جداً اردأ من جمیع اصناف الرسوب الذی نذکرہ ویدل علی انجراد صفائح الاعضاء الاصلیۃ

اس قسم کے رسوب (جو مچھلی کے چھلکوں کے مانند ہوں) ان تمام اقسام سے زیادہ خراب ہوتے ہیں، جن کو ہم بیان کرینگے۔ اور اصلی اعضاء کے صفحات (طبقات یا جھلیوں) کے چھلنے پر دلالت کرتے ہیں +

واما الجنسان الاولان فکثیرا ما لایضران البتۃ بل ربما نقیا

رہیں پہلی دونوں قسمیں (رسوب صفائحی سرخ و سفید) تو وہ اکثر اوقات بالکل نقصان نہیں پہونچاتی ہیں، بلکہ بعض

[1] خراطی، اور قشوری، دونوں مترادف بولے گئے ہیں +

المثانة

اوقات مثانہ کو(اور گردہ کو) صاف کر دیتی ہیں +

وقد حکی بعضہم ان رجلا سقی الذراریح فبال قشورا ابیضا کالغرقی فکانت اذا حلت فی المائیة انحلت وصبغت صبغا احمر فبرأ وعاش

بعض اطبا نے (محمد بن ذکریا نے) حکایت بیان کی ہے کہ ایک شخص نے ذراریح (تیلنی مکھی) کھالی تھی۔ اس کے بعد اُس نے پیشاب کیا، جس میں سفید رنگ کے بہت سے چھلکے غرقی (پوست اندرونی بیضہ) کے مانند تھے۔ جب ان قشور (چھلکوں) کو پانی میں حل کر دیا جاتا تھا تو وہ حل ہو جاتے تھے، اور قارورہ کو سُرخ رنگ میں تبدیل کر دیتے تھے۔ اس قسم کا قارورہ آنے کے بعد مریض کو نجات ہوگئی، اور صحت پاگیا

ومن الخراطی ما یکون اقل عرضا من المذکورین واثخن قواما فان کان احمر سمی کرسنیا وان لم یکن احمر سمی نخالیا

گاہے رسوب خراطی کی چوڑائی مذکورہ بالا دونوں اقسام (رسوب صفائحی سُرخ وسفید) سے بہت کم ہوتی ہے مگر دبازت میں زیادہ (قوام میں زیادہ غلیظ ہوتی ہے)۔ چنانچہ اگر ایسے رسوب کا رنگ سُرخ ہو تو اس کو "کرسنی" کہتے ہیں، اور اگر سُرخ نہ ہو تو اس کو "نخالی" کہتے ہیں +

والکرسنی ان کان احمر فقد یکون اجزاء من الکبد محترقة وقد یکون دما محترقا فیہا وقد یکون من الکلیة لکن الکائن من الکلیة اشد اتصالا لحمیا والاخر ان اشبہ بمالیس بلحمی واقبل للتفتیت

پھر رسوب کرسنی اگر سُرخ رنگ کے ہیں، تو وہ گاہے جگر کے اجزائے محترقہ (جلے ہوئے) ہوتے ہیں، اور گاہے جگر کا جلا ہوا خون (دمِ محترق)، اور گاہے وہ گردہ سے آتے ہیں۔ (انمیں باہمی فرق یہ ہے کہ گردہ کا جوہر چونکہ زیادہ ٹھوس ہے، اس لئے گردہ سے جب اس قسم کے رسوب خارج ہوتے ہیں، تو اس میں گوشت کا سا اتصال ہوتا ہے۔ اور باقی دونوں قسموں میں گوشت جیسا اتصال نہیں ہوتا (بلکہ منجمد خون کا سا اتصال ہوتا ہے، یعنی گردہ کا رسوب گوشت کے مانند ہوتا ہے اور خون وجگر کا رسوب منجمد خون کے مانند)۔ نیز یہ دونوں قسمیں بآسانی متفتت (ریزہ ریزہ) ہوجاتی ہیں +

وان کان شدید الضرب الی الصفرة فہو عن الکلیة لا

اگر مذکورہ بالا رسوب زردی کی طرف مائل ہوں تو سمجھنا چاہیئے کہ یقیناً وہ گردہ سے آرہے ہیں، کیونکہ جگر سے جب

محالة فان الذی عن الکبد یضرب الی القتمة وقد یشارکه فی هذا احیانا الذی عن الکلیة

اس قسم کے رسوب خارج ہوتے ہیں تو وہ سیاہی کی طرف (قتمت کی طرف) مائل ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس میں (قتمت میں) بعض اوقات گردہ کا رسوب بھی شریک ہو جاتا ہے (یعنی بعض اوقات گردہ کا رسوب بھی سیاہی مائل خارج ہو جایا کرتا ہے) +

واما النخالی فقد یکون من جرب المثانة وقد یکون من ذوبان الاعضاء والفرق بینهما انه اذا کان هناك حكة فی اصل القضیب ونتن فهو من المثانة وخصوصًا اذا سبقه بول مِدّیّ وخصوصًا اذا دل سائر الدلائل علی نضج البول فیکون العروق المائیة صحیحة المزاج لا تَعلّقَ بها بل بالمثانة

رسوب نخالی گاہے جرب مثانہ کی وجہ سے آتے ہیں، اور گاہے اعضاء کے ذوبان (پگھلنے) کی وجہ سے آتے ہیں، مگر ان دونوں کے اندر یہ فرق ہے کہ جب رسوب کی آمد کے وقت تضیب (عضو تناسل) کی جڑ میں خارش ہو، اور قارورہ میں بدبو ہو تو سمجھنا چاہئے کہ وہ مثانہ سے آرہے ہیں، خصوصاً جبکہ اس رسوب کی آمد سے پیشتر مِدّی (پیپ دار) قارورہ آچکا ہو، اور خصوصاً جبکہ نضج بول کی دوسری علامتیں موجود ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ (مثانہ سے) اوپر کی رگیں صحیح المزاج ہیں، ان میں کوئی تغیر نہیں ہے (یہی وجہ ہے کہ بول میں نضج کی علامتیں پائی جاتی ہیں)۔ بلکہ مثانہ ہی سے اس رسوب کا تعلق ہے +

واما ان کان مع التهاب وضعف قوة وسلامة اعضاء البول وکان اللون الی الکمودة فهو من ذوبان الاخلاط

اگر اس رسوب (رسوب نخالی) کے ساتھ قارورہ میں سوزش ہو، قوت ضعیف ہو، اعضاء بول درست ہوں، اور قارورہ کا رنگ سیاہی مائل ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ یہ اخلاط کے پگھلنے کی وجہ سے آرہا ہے +

واما السویقی والدشیشی فاکثره من احتراق الدم وهو الی الحمرة وقد یکون کثیرا من ذوبان الاعضاء وانجرادها ان کان الی البیاض وقد یکون ایضا من المثانة الجربة فی الاقل

رسوب سویقی و دشیشی زیادہ تر احتراق خون کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، بشرطیکہ سُرخی مائل ہوں، اور کبھی اعضاء کے پگھلنے اور چھلنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، بشرطیکہ ان کا رنگ سفید ہو۔ اور بہت ہی کم یہ جرب مثانہ کی وجہ سے بھی آجاتے ہیں +

وانت یمکنك ان تتعرف وجہ الفرق بینهما بما قد علمت	اگر تم ان دونوں کے درمیان فرق معلوم کرنا چاہو، تو اسی طریقہ سے فرق معلوم کرسکتے ہو جو اوپر بتایا جاچکا ہے (یعنی قضیب میں خارش کا محسوس ہونا اور قارورہ میں بدبو کا پایا جانا) +
واما ان کان الی السواد فهو من احتراق الدم خصوصا فی الطحال	اگر اس رسوب کا رنگ سیاہی مائل ہو تو سمجھنا چاہئے کہ وہ احتراق خون کی وجہ سے آرہے ہیں، خصوصاً امراض طحال میں +
وجمیع الرسوب الصفائحی الذی لا یکون عن سبب فی المثانة والکلیة ومجاری البول فانه فی الامراض الحادة ردی مهلك	جملہ اقسام کے صفائحی رسوب، جنکا سبب نہ مثانہ میں موجود ہو، اور نہ گردہ ومجاری بول میں ہی پایا جائے، تو وہ امراض حادہ میں خراب ومہلک ہوتے ہیں +
وقد عرفت من هذه الجملة حال اللحمی وان اکثره یکون من الکلیة وانه متی لا یکون من الکلیة	ان تمام مباحث سے (جو خراطی کے بارہ میں لکھے گئے ہیں) رسوب لحمی کا حال بھی معلوم ہوگیا (یعنے دونوں کے احکام ایک جیسے ہیں) اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ اکثر گردہ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ کب وہ (رسوب لحمی) گردہ سے نہیں ہوتا +
وانما یکون عن الکلیة اذا کان اللحم صحیح اللحمیة ولا ذوبان فی الابدان	اس رسوب لحمی کا گردہ سے ہونا اُسی وقت سمجھا جائیگا، جبکہ رسوب لحمی کی لحمیتؔ صحیح ہو، اور بدن میں ذوبان نہ ہو +

اور اعضاء میں ذوبان نہ ہونے کی علامت شیخ نے اپنے طرز سے ذیل میں بیان کی ہے +

والبول النضیج یدل علی صحة الاوردة فان علل الکلیة لا تمنع نضج البول لان ذلك فوقها	پختہ قارورہ اَوْرِدَہ کی صحت پر دلالت کرتا ہے (اور یہ کہ وریدوں میں ذوبان کی آفت لاحق نہیں ہے) کیونکہ امراض گردہ قارورہ کے نضج کو نہیں روکتے، اس لئے کہ نضج گردہ سے بالائی اعضاء میں ہوتا ہے +
واما الرسوب الدسمی فیدل علی ذوبان الشحم والسمین واللحم ایضا وابلغه الشبیه بماء الذهب	رسوب دَسَمی (چکنا رسوب) شحم وسمین کے پگھلنے (ذوبان) اور گوشت کے ذوبان پر بھی دلالت کرتا ہے، اور خصوصاً وہ جو کہ سونے کے پانی سے مشابہ ہو +

لہ کیونکہ گردہ کے لحم کا اتصال مستحکم اور مضبوط ہوا کرتا ہے +

ویستدل علی مبدئه من القلة والکثرة ومن المخالطة والمفارقة فانه اذا کان کثیرا متمیزاً فاحدس انه من ناحیة الکلیة لذوبان شحمها وان کان اقل وشدید المخالطة فهو من مکان ابعد

یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ رسوب کہاں سے آ رہا ہے (اس کا مبدأ کیا ہے)؟ اس کا پتہ اس کی کمی اور زیادتی سے، اور اس کی آمیزش اور عدم آمیزش (مفارقت) سے چلتا ہے. چنانچہ اگر اس رسوب کی مقدار زیادہ ہو، اور وہ قارورہ سے ممتاز بھی ہو (یعنی مائیت کے ساتھ ملا ہوا اور اس میں پھیلا ہوا نہ ہو) تو سمجھنا چاہئے کہ گردہ کی طرف (نواحی کلیہ) سے آ رہا ہے اور یہ کہ گردہ کی چربی پگھل رہی ہے. اور اگر اس کی مقدار قلیل ہو اور وہ قارورہ میں شدت کے ساتھ ملا ہوا ہو تو خیال کر لینا چاہئے کہ یہ رسوب کسی بعید مقام سے آ رہا ہے +

واذا رأیت فی البول قطعة بیضاء مثل حب الرمان فذلك من شحم الکلیة

اگر قارورہ میں انار کے دانے کے برابر سفید رنگ کا ٹکڑا نظر آئے تو سمجھنا چاہئے کہ یہ گردہ کی چربی سے بنا ہے +

واما المِدّیُّ فیدل علی قرحة منفجرة وخصوصاً فی اعضاء البول ولا سیما اذا کان هناك ثفل محمود راسب

رسوب مِدّی (پیپ دار) اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی زخم بہ رہا ہے (قرحہ منفجرہ)، خصوصاً اگر یہ قرحہ اعضاء بول میں ہو. اگر قارورہ کی تہ میں ثفل محمود (رسوب محمود) بھی ہو، تو اس کی دلالت قرحہ پر زیادہ مکمل ہوگی +

والمُخَاطِیُّ یدل علی خلط غلیظ خام اما کثیر فی البدن او مدفوع عن آلات البول او بحران عرق النسا ووجع المفاصل ویستدل علیه بالخفة تعقبه

رسوب مُخَاطی (بلغمی رسوب) خلط غلیظ و خام پر دلالت کرتا ہے، خواہ وہ (خام) بدن میں زیادتی کے ساتھ موجود ہو، یا بدن میں تو زیادتی کے ساتھ نہ ہو، لیکن آلات بول کے ذریعہ دفع ہو رہی ہو، یا یہ کہ عرق النسا اور وجع مفاصل کا بحران ہو (جس سے ان امراض کے مواد یعنی بلغمی اخلاط خارج ہو رہے ہوں) لیکن بحرانی ہونے کی صورت میں رسوب کے خارج ہونے کے بعد خفت (تخفیف مرض) پیدا ہوگی +

وربما لطف ورق فظن راسبا محموداً فلذلك یجب ان لا یغتر فی

گاہے اس قسم کے رسوب لطیف و رقیق ہو جاتے ہیں تو ان پر رسوب محمود کا گمان گزرتا ہے. اسی وجہ سے طبیب

للامراض بما يرى فيه من هيئة الرسوب المحمود اذا لم يكن وقت النضج ولا دلائله حاضرة	کے لئے واجب ہے کہ ان امراض میں جب رسوب محمود کی صورت (ہیئت) ایسے وقت میں پائے، جبکہ نضج کا وقت نہ ہو اور نہ اس کی کوئی علامت موجود ہو، تو اس سے وہ دھوکہ نہ کھا جائے +
وقد يدل على شدة برد من مزاج الكلية	رسوب مخاطی گاہے اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ گردہ کے مزاج میں برودت کا غلبہ ہو گیا ہے +
والفرق بين المدى والخام ان المدى يكون منتن وتقدم دليل ورم ويسهل اجتماع اجزائه وتفرقها ويكون منه ما يخالطه المائية جيداً ومنه ما يتميز واما الخام فانه كدر غليظ لا يجتمع بسهولة ولا يتشتت بسهولة	رسوب مدی اور خام (رسوب مخاطی بلغمی) میں یہ فرق ہے کہ رسوب مدی میں بدبو موجود ہوتی ہے، اور پیشتر سے ورم کی کوئی علامت بھی پائی جاتی ہے۔ نیز اس کے اجزاء قارورہ میں بآسانی پھیل بھی جاتے ہیں، اور بآسانی مجتمع بھی ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعض اجزاء تو قارورہ میں اچھی طرح ملے ہوئے ہوتے ہیں، اور بعض اجزاء مائیت سے الگ ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے رسوب خام مکدر و غلیظ ہوتا ہے اس کے اجزاء قارورہ میں نہ آسانی سے اکٹھے ہوتے ہیں اور نہ آسانی کے ساتھ پراگندہ ہوتے ہیں +
والبول الذى فيه رسوب مخاطى كثير اذا كان غزيرا وكان في آخر النقرس واوجاع المفاصل دل على خير	اگر قارورہ میں رسوب مخاطی کثرت سے آئے، اور قارورہ کی مقدار بھی بہت زیادہ ہو، نیز یہ علامت نقرس و وجع مفاصل کے آخر میں ظاہر ہو، تو یہ بھلائی پر دلالت کرتا ہے (یعنی مریض کی صحت یابی پر دلالت کرتا ہے) +
واما الرسوب الشعرى فهو لانعقاد رطوبة مستطيلة من حرارة فاعلة فيها وربما كان ابيض وربما كان احمر ويكون انعقاده في الكلية وقيل انه ربما كان اشبارا في طوله	رسوب شَعْرِی (بال کے مانند) اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ کسی حرارت فاعلہ (موثرہ) کی وجہ سے کوئی لمبوتری رطوبت (رطوبت مستطیلہ) بستہ ہو جاتی ہے (اور بال کی صورت پیدا ہو جاتی ہے)۔ رسوب شعری کا رنگ گاہے سفید ہوتا ہے، اور گاہے سرخ، اور یہ (زیادہ تر) گردہ میں بنا کرتا ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ رسوب بعض اوقات

کئی بالشت تک طویل ہوتا ہے +

واما الشبیہ بقطع الخمیر المنقوع فیدل علی ضعف المعدۃ والامعاء وسوء الھضم فیھما وربما کان سببہ تناول اللبن والجبن	رسوب خمیری یعنی وہ رسوب جو بھیگے ہوئے خمیر کے ٹکڑے کے مانند ہوتا ہے، وہ ضعف معدہ وامعاء اور ان کے سوء ہضم پر دلالت کرتا ہے۔ گاہے ایسے رسوب کا سبب دودھ اور پنیر کا استعمال ہوتا ہے +
واما الرملی فیدل دائما علی حصاۃ منعقدۃ اوفی الانعقاد اوالی الانحلال والاحمر منہ من الکلیۃ والذی لیس باحمر ھو من المثانۃ	رسوب رملی (ریت کے مانند) ہمیشہ اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ پتھری بن چکی ہے، یا بن رہی ہے، یا پتھری تحلیل ہو رہی ہے۔ پھر سُرخ رنگ کا رسوب (رسوب رملی سُرخ) گردہ سے آتا ہے۔ اور اس کے خلاف مثانہ سے آتا ہے +

گیلانی کہتے ہیں کہ رنگت کے لحاظ سے یہ حکم اکثری ہے، کیونکہ گاہے مثانہ سے بھی سُرخ رنگ کی پتھری حتی کہ دم الاخوین جیسی لال پتھری برآمد ہوتی ہے +

واما الرمادی فاکثرہ دلالتہ علی بلغم اومدۃ عرض لھا لطول اللبث تغیرلون وتقطع اجزاء وقد یکون لاحتراق عارض لھا	رسوب رمادی (خاکستری) اکثر بلغم یا مدہ (پیپ) پر دلالت کرتا ہے، جس میں طول قیام کی وجہ سے رنگ کا تغیر پیدا ہو گیا ہو، اور اس کے اجزاء ٹوٹ گئے ہوں (جس سے خاکستری صورت پیدا ہو گئی ہو)۔ گاہے یہ احتراق کی وجہ سے بھی ہوتا ہے جو ان میں (بلغم اور پیپ میں) لاحق ہو گیا ہو +
واما الرسوب العلقی فان کان شدید الممازجۃ دل علی ضعف فی الکبد او دون ذلک دل علی جراحۃ مجاری البول وتفرق اتصال فیھا	رسوب عَلَقی (خون کے لوتھڑے جیسا) اگر قارورہ میں شدت کے ساتھ ملا ہوا ہو تو ضعف جگر پر دلالت کرتا ہے؛ اور اگر اس سے کم انسلاط و آمیزش ہو تو مجاری بول میں زخم (جراحت) یا تفرق اتصال کے پیدا ہونے کو ظاہر کرتا ہے +

بقراط کا قول ہے:۔ اگر بغیر کسی سبب معلوم کے خون کا پیشاب آئے تو سمجھنا چاہیئے کہ مریض کے گردہ کی کوئی رگ پھٹ گئی ہے۔ گیلانی +

وان کان ممیزا فاکثرہ من المثانۃ	اگر قارورہ کے اندر رسوب علقی بالکل ممتاز اور الگ سا

والقضیب وسنستقصی ھذا فی الامراض الجزئیۃ فی باب بول الدم

ہو تو یہ اکثر مثانہ اور عضو تناسل سے آتا ہے۔ اور اس کو ہم "امراض جزئیۃ" میں بول الدم (خون کا پیشاب) کے اندر زیادہ تفصیل سے بیان کرینگے +

واذا کان فی البول مثل علق احمر والمریض مطحول ذبل طحالہ

جب قارورہ کے اندر سُرخ رنگ کے لوتھڑے آئیں، اور مریض مطحول ہو، (مرض طحال میں مبتلا ہو) تو اس کے بعد مریض کی طحال چھوٹی پڑ جائے گی (ورم طحال اس سے دور ہو جائے گا) +

واعلم انہ لایخرج فی علل المثانۃ دم کثیر لان عروقہا مخالطۃ مندسۃ فی جرمہا ضیقۃ قلیلۃ

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ امراض مثانہ میں خون زیادہ مقدار میں خارج نہیں ہوتا، کیونکہ مثانہ کے عروق جسم مثانہ کے اندر بہت زیادہ گھسے ہوئے ہوتے ہیں۔ نیز وہ مقابلۃً تنگ اور قلیل ہوتے ہیں +

واما دلالۃ الرسوب من کمیتہ فامامن کثرتہ وقلتہ ویدل علی کثرۃ السبب الفاعل لہ وقلتہ

رسوب کی کمیت (مقدار) رسوب کی کمیت سے چند طور پر استدلال کیا جاتا ہے:- (۱) رسوب کی کثرت اور قلت سے، چنانچہ رسوب کی کثرت سبب فاعل (سبب مؤثر) کی کثرت پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس کی قلت سبب مذکور کی کمی پر +

واما من مقدارہ فی صغرہ وکبرہ کما ذکرناہ فی الرسوب الخراطی

(۲) رسوب کی مقدار، یعنی اس کے چھوٹے بڑے ہونے سے، جیسا کہ ہم رسوب خراطی میں تحریر کر چکے ہیں +

واما دلالتہ من کیفیتہ فامامن لونہ فان الاسود منہ دلیل ردی علی الاقسام التی ذکرناھا واسلم ما کان الرسوب اسود والمائیۃ لیست بسوداء

رسوب کی کیفیت رسوب کی کیفیت سے بھی کئی طور پر استدلال کیا جاتا ہے:- (۱) رنگ سے، چنانچہ سیاہ رسوب کی وہ قسمیں ردی ہیں، جنکو ہم پہلے (سیاہ رنگ کے ضمن میں) بتا چکے ہیں (اور یہ کہہ چکے ہیں کہ سیاہ قارورہ یا احتراق کی شدت پر دلالت کرتا ہے، یا برودت کی شدت پر، یا حرارت غریزی کی موت پر)۔ البتہ سیاہ رسوب میں سے بہترین وہ ہے جس کا رسوب تو سیاہ ہو مگر مائیت سیاہ نہو +

والاحمر یدل علی الدموية وعلی التخم والاصفر علی شدة الحرارة وخبث العلة والابيض منه محمود علی ما قلناه ومنه مذموم مخاطی ومدّی وغروی مضاد للنضج والاخضر ايضا طريق الی الاسود

اور سُرخ رنگ کے رسوب خون وبدہضمی (تخمہ) پر دلالت کرتے ہیں۔ زرد رنگ کے رسوب شدت حرارت وخباثت مرض کی علامت ہیں۔ سفید رسوب کی دو قسمیں ہیں: اول رسوب محمود جسکو ہم اوپر بیان کرچکے ہیں۔ دوم رسوب غیر محمود (مذموم)، اس میں مخاطی، مدّی اور غروی (سریش کے مانند) قسم کے رسوب شامل ہیں۔ یہ سب رسوب نضج کے مخالف (مضاد) ہوتے ہیں۔ اور سبز رنگ کا رسوب دراصل سیاہ رسوب کی ایک منزل ہے (یعنی عنقریب وہ سیاہ ہونے والا ہے)+

واما من رائحته فعلی ما سلف

رسوب کی بو سے جو استدلال کیا جاتا ہے، اس کا ذکر پہلے ہوچکا+

واما من وضعه فمن ملاسته وتشتته فان الملاسة والاستواء فی الرسوب المحمود احمد وفی المذموم ارداء والتشتت يدل علی رياح وعلی ضعف هضم

رسوب کی وضع سے جو استدلال کیا جاتا ہے، اس میں اس کی ملاست (چکناپن) اور تَشَتُّت (پراگندگی) داخل ہے: چنانچہ ملاست واستواء (ہمواری) رسوب محمود میں تو بہتر علامت ہے، اور رسوب غیر محمود میں خراب علامت+ اور رسوب کا تَشَتُّت (اس کا پراگندہ ہونا) ریاح وضعف ہضم پر دلالت کرتا ہے+

واما دلالته من مكانه فهو اما ان يكون طافيا ويسمى غماما واما متعلقا وهو الواقف فی الوسط وهو اكثر نضجا من الاول وخير المتعلق ما مال خمله وهدبه الی اسفل

رسوب کا مقام گاہے رسوب کے مقام سے استدلال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ رسوب گاہے اوپر (سطح قارورہ پر) تیرتا ہے جسکو غمام (ابر) بھی کہتے ہیں۔ گاہے (قارورہ کے درمیان میں) معلق ہوتا ہے، یعنی درمیانی حصہ میں ٹھہرا ہوا ہوتا ہے۔ یہ قسم پہلی قسم کی نسبت زیادہ پختہ (نضج یافتہ) ہوتی ہے۔ معلق رسوب میں سے بہترین وہ ہے جس کے خمل (جھنٹ) اور اہداب (روئیں) زیریں جانب مائل ہوں+

واما راسبا الی الاسفل وهو

گاہے رسوب قارورہ کی تہ میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے

احسن نضجا

(راسب)۔ یہ بہت ہی پختہ (نضج یافتہ) ہوتا ہے +

هذا فی الرسوب المحمود واما المذموم فاخفه اصلحه مثل الاسود

مذکورہ بالا تمام احکام رسوب محمود کے لئے ہیں۔ لیکن رسوب مذموم میں وہی بہتر اور اچھا ہے، جو کہ زیادہ ہلکا ہو (اور نیچے کیطرف مائل ہونے کی بجائے اوپر کی طرف میلان رکھتا ہو)؛ مثلاً رسوب سیاہ وہی بہتر ہوتا ہے جو زیادہ ہلکا ہو +

وذلك فی الحمیات الحادة

رسوب سیاہ کا یہ حکم (کہ جو ہلکا ہوتا ہے وہی بہتر ہوتا ہے) حمیات حادہ کے ساتھ مخصوص ہے +

کیونکہ حمیات حادہ میں رسوب کا سیاہ ہونا برا ہے۔ پھر اگر یہ سیاہ رسوب راسب ہو، یعنی قارورہ کی تہ میں بیٹھا ہوا ہو تو یہ اور بھی برا ہے۔ آملی +

وکذلك اذا کان الخلط بلغمیا او سوداویا فالسحاب خیر من الراسب فانه یدل علی تلطیفه الا ان یکون سبب الطفو الریح الکثیر جدا فاذا لم یکن کذلك فان الطافی منه اسلم ثم المتعلق وشره الراسب

اسی طرح سے جب خلط (مادۂ مرض یا بخار کا مادہ) بلغمی یا سوداوی ہو تو اس وقت بھی اوپر تیرتا ہوا رسوب (سحاب۔ ابر) بہ نسبت نیچے بیٹھے ہوئے (راسب) کے بہتر ہوتا ہے؛ کیونکہ یہ علامت اس کی لطافت پر دلالت کرتی ہے۔ ہاں اگر اس کے تیرنے کا سبب کثرت ریاح ہو تو اس وقت اوپر تیرنے والا رسوب ردی شمار کیا جائیگا۔ اور اگر اس کا سبب یہ نہ ہو تو اوپر تیرنے والا رسوب (طافی) نہایت بہتر ہوگا۔ اس کے بعد درجہ متعلق کا ہے (جو درمیان میں لٹکا ہوا ہو)، اور سب سے برا رسوب راسب ہے (جو قارورہ کی تہ میں بیٹھا ہوا ہو) +

وسبب الطفو حرارة مصعدة[1] اوریح

اوپر کی طرف رسوب کے تیرنے کا سبب گاہے حرارت مصعّدہ (اوپر چڑھانیوالی) ہوا کرتی ہے، اور گاہے ریاح ہوتے ہیں +

والرسوب المتمیز یطفو فی الغلیظ وخصوصا اذا خف ویرسب

جو رسوب کہ قارورہ کے اندر ممتاز ہوتے ہیں، وہ غلیظ پیشاب کے اندر اوپر تیرنے لگتے ہیں؛ خصوصاً اس وقت جبکہ اس

---

[1] حرارت مُصَعِّدَہ: حرارت کا کام تصعید اس طرح ہے کہ حرارت کی وجہ سے اجسام میں لطافت پیدا ہوجاتی ہے؛ جسکی وجہ سے انکا میلان اوپر کی طرف ہوجاتا ہے۔ شلاً پانی میں حرارت جب عمل کرتی ہے، تو حرارت کی تلطیف سے پانی ہلکا ہوجاتا ہے، اور جب مزید تلطیف پہونچتی ہے، تو پانی بخارات کی شکل میں تبدیل ہو کر اڑ جاتا ہے۔

فی الرقیق وخصوصاً اذا ثقل

رسوب میں ہلکا پن ہو، اور رقیق قارورہ میں نیچے بیٹھ جاتے ہیں، خصوصاً جبکہ وہ بھاری ہوں +

واذا ظهر المتعلق والطافی فی اول المرض ثم دام دل علی ان البحران یکون بالخراج لکن النحفاء قد ینقضی مرضهم برسوب محمود طافٍ اومتعلق کما ذکرناه فیما سلف

جب کسی مرض کے شروع میں معلق یا طافی قسم کے رسوب نمایاں ہوں، اور اسی حالت پر قائم رہیں، تو یہ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ بحران خراج (پھوڑا) کے ذریعہ ہوگا۔ لیکن لاغر مریضوں کا مرض گاہے اسی طرح ختم ہوجاتا ہے کہ قارورہ میں رسوب محمود طافی (تیرنے والا) یا معلق خارج ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پیشتر بیان کردیا ہے (کہ بسا اوقات ایسے لوگوں کا رسوب اس حد تک نہیں پہونچتا کہ وہ تہ نشین ہوجائے) +

والطافی والمتعلق الدسومی اذا کان شبیهاً بنسج العنکبوت اوتراکم الزلابی فهو علامة ردیة

دسمی قسم کا رسوب، خواہ اوپر تیرنے والا ہو یا معلق ہو، اگر مکڑی کے جالے کے مانند (نسج عنکبوت) نظر آئے، یا اس طرح نظر آئے جس طرح جلیبیاں (زلابی) اوپر تلے ہوتی ہیں، تو یہ علامت ردی خیال کی جاتی ہے +

زلابی (جلیبی) مشہور مٹھائی ہے۔ (گیلانی)

وکثیرامایظهر ثفلٌ طافٍ غیر جیدٍ فیخاف منه لکنه یکون ذلك ابتداءً للنضج ویحول الی الجودة ثم یتعلق ثم یرسب فیکون دلیلاغیرردی واما اذا تعقبه رسوبات ردیة فالخوف الذی وقع منه فی اول الامر واجب

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ خراب قسم کا رسوب قارورہ کے اوپر تیرتا ہوا نظر آتا ہے، جس سے خطرہ ہوجاتا ہے، مگر یہ (دراصل) نضج کی ابتداء ہوتی ہے اور جلدی بھلائی (جودت) کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ اور (کچھ عرصہ بعد) وہ معلق ہوجاتا ہے، پھر راسب بن جاتا ہے۔ چنانچہ یہ خراب علامت نہیں ہے۔ لیکن اگر اسکے بعد خراب قسم کے رسوبات آنے لگیں (اور مذکورہ بالا قسم کی تبدیلی نہ واقع ہو) تو جو خوف کہ شروع میں اس قسم کے رسوب سے پیدا ہوا تھا، وہ خوف اب پختہ ہوجائیگا +

واما دلالة الرسوب من زمانه

زمانہ کے اعتبار سے رسوب اس طریقہ سے علامت بنتا ہے

فانه اذا بیل فاسرع الرسوب فهو علامة جیدة فی النضج واذا ابطأ ولم

کہ جب کسی مریض نے پیشاب کیا، اگر اس میں رسوب بہت جلد نیچے بیٹھ گیا، تو نضج مادہ کے لئے یہ ایک اچھی علامت ہے۔ اور

یرسب فهو دلیل عدم النضج بقدر حاله	اگر رسوب دیر میں بنے، یا بالکل نہ بنے، تو وہ اس رسوب کی حالت کے مطابق عدم نضج کی علامت ہوگا +
واما الدلالة من هیئة مخالطتة فکما ذکرنا فی ذکر بول الدم والدسم	**رسوب کی آمیزش** (مخالطت) کی کیفیت سے بھی رسوب کی حالت علامت بنتی ہے، جیسا کہ ہم نے بول الدم اور بول دسم میں بیان کیا ہے +

وہ بیان یہ ہے کہ جو خون پیشاب کے ساتھ خارج ہوتا ہے، اور اسی طرح جو چکنائی خارج ہوتی ہے، وہ اگر آلات بول، گردہ یا مثانہ، سے خارج ہوتی ہے، تو وہ مائیت سے ممتاز رہتی ہے؛ اور اگر دوسرے اعضاء سے آتی ہے، جو ان سے اوپر واقع ہیں تو وہ مائیت کے ساتھ ملی ہوئی برآمد ہوتی ہے (گیلانی) +

الفصل السابع فی دلائل کثرة البول و قلتہ — فصل (۷) قارورہ کی کثرت و قلت کے دلائل

البول القلیل المقدار یدل علی ضعف القوة والذی یقل عن المشروب یدل علی تحلل کثیر او استطلاق بطن او استعداد للاستسقاء	قارورہ کی کمی قوت (قوت جاذبہ یا دافعہ وغیرہ) کے ضعف کو بتاتی ہے؛ اور اگر قارورہ اس پانی کے لحاظ سے کم خارج ہوا ہو، جو پیا گیا ہے، تو یہ اس امر کو بتائیگا کہ تحلل زیادہ ہوا ہے (مثلاً پسینہ زیادہ آیا ہے)، یا دست آرہے ہیں، یا استسقاء کی تیاری ہے (استسقا بن رہا ہے) +
وکثیر المقدار قد یدل علی ذوبان وعلی استفراغ فضول ذائبة فی البدن	کثرت قارورہ گاہے ذوبان کی علامت ہوتی ہے (جیسا کہ حمیات محرقہ میں ہوا کرتا ہے) اور گاہے ان گھلے ہوئے فضول (ذائبہ) کے استفراغ کی، (جنکو طبیعت بحران کے وقت ادرار کے ذریعہ سے خارج کرتی ہے، جیسا کہ عرق النسا اور وجع مفاصل وغیرہ میں ہوا کرتا ہے) +
ویستدل علی اصابة الفرق بینهما بحال القوة	ان دونوں صورتوں میں فرق محض قوت کی حالت کو دیکھنے پر کیا جا سکتا ہے (چنانچہ اگر اس کے بعد ضعف طاری ہو جائے، تو سمجھنا چاہیئے کہ اعضاء میں ذوبان ہو رہا ہے؛ اور اگر اس کے بعد قوت قائم رہے، تو سمجھنا چاہیئے کہ فضلات بذریعہ بحران کے نکل رہے تھے) +

متن	ترجمہ
البول الردی اللون الدال علی الشر کلما کان اغزر کان اسلم واذا کان منقطعاً دل علی الشر اکثر کالاسود والغلیظ	وہ قارورہ جو رنگ کے لحاظ سے ردی ہو، اور شر و فساد کی علامت ہو، وہ جسقدر زیادہ مقدار میں خارج ہوگا، اسی قدر اچھا ہے، اور اگر وہ رک رک کر آئے (کم کم آئے) تو یہ برائی کی علامت ہے، مثلاً سیاہ اور غلیظ قارورہ +
والبول المختلف الاحوال الذی یبال تارۃ کثیرا وتارۃ یبال قلیلا وتارۃ یحتبس فهو دلیل جهاد متعب من الغریزۃ وهو دلیل ردی	وہ قارورہ جس کی حالت مختلف ہو، یعنی کبھی زیادہ مقدار میں آجائے، اور کبھی کمی کے ساتھ، اور کبھی بند ہوجائے، تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ طبیعت کے ساتھ مرض کا اس سختی کیساتھ جہاد ہورہا ہے کہ وہ تھک تھک جاتی ہے۔ یہ ایک خراب علامت ہے +
والبول الغزیر فی الامراض الحادۃ اذا لم یعقب راحۃ فهو دلیل دق او تشنج من التهاب	امراض حادہ میں اگر قارورہ زیادہ مقدار میں آئے، اور اس کے بعد بھی کسی قسم کا آرام نہ پیدا ہو، تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ التہاب (سوزش) کی وجہ سے دق یا تشنج پیدا ہوجائے گا +
وکذلك حکم العرق	اسی طرح سے پسینہ کا بھی حکم ہے (یعنی جو قارورہ کا حکم ہے، یہی حکم پسینہ کا بھی ہے۔ امراض حادہ میں اگر پسینہ بکثرت آئے، اور اس کے بعد مرض میں کسی قسم کی تخفیف نمودار نہ ہو تو اس وقت بھی دق یا تشنج کا اندیشہ کرنا چاہیے) +
والبول الذی یقطر فی الامراض الحادۃ قطراً قطراً من غیر ارادۃ یدل علی آفۃ فی الدماغ تأدت الی العصب والعضل فان کانت الحمی ساکنۃ وهناك دلائل السلامۃ انذر برعاف والا دل علی اختلاط العقل والفساد	اگر امراض حادہ میں قارورہ بغیر ارادہ کے قطرہ قطرہ خارج ہو، تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ دماغ میں کوئی آفت ہے، جو دماغ سے اعصاب و عضلات تک پہونچ گئی ہے۔ پھر ایسی حالت میں اگر بخار میں سکون ہو، اور سلامتی کی علامتیں رونما ہوں، تو (اسوقت اس قسم کا قارورہ) رعاف کی خبر دیتا ہے، ورنہ اختلاط عقل اور فساد پر دلالت کرتا ہے +
واذا قل بول الصحیح ورق ودام ذلك واحس بثقل ووجع فی القطن دل	اگر کسی تندرست کا قارورہ کمی کے ساتھ آنے لگے، اور رقیق ہو، اور اسی صورت پر وہ قائم رہے، اور کمر میں بوجھ اور

على ورم صلب بنواحی الکلیة

اور درد بھی محسوس کرے، تو یہ گردہ کے قرب و جوار میں ورم صلب کی موجودگی کو ظاہر کرتا ہے +

واذا غزر البول فی علة القولنج فربما بشر باقبال من الطبیعة خاصة اذا کان ابیض سهل الخروج

جب مرض قولنج میں قارورہ کی مقدار زیادہ ہو جائے، تو وہ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ طبیعت مرض کی طرف متوجہ ہو گئی ہے، خصوصاً جبکہ قارورہ کا رنگ سفید ہو، اور اخراج میں بھی آسانی موجود ہو +

الفصل الثامن حالة قول فی البول النضیج الصحیح الفاضل

فصل (۸) صحت کا، نضج یافتہ بہترین قارورہ کیسا ہوتا ہے؟

هو معتدل القوام لطیف الصبغ الی الاترجیة محمود الرسوب ان کان فیه علی الصفة المذکورة من البیاض والملاسة والخفة والاستواء والاستدارة الشکل وتکون الرائحة معتدلة لا منتنة ولا خامدة

اس قسم کا قارورہ معتدل القوام ہوتا ہے، رنگ ہلکا ہوتا ہے، اور اترج (ترنج) کے رنگ کی طرف یہ مائل ہوتا ہے (یعنی ہلکی زردی ہوتی ہے)، رسوب اگر اس میں موجود ہو تو وہ مذکورہ بالا صورت پر محمود ہوتا ہے، یعنی رسوب سفید، چکنا، ہلکا، مستوی (ہموار) اور گول ہوتا ہے۔ اس کی بو معتدل ہوتی ہے، نہ اس میں بدبو ہی پائی جاتی ہے، اور نہ بو سراسر معدوم ہوتی ہے +

ومثل هذا البول اذا رؤی فی مرض فی غایة الحدة دفعة دل علی فراق یکون فی الیوم الثانی

اس قسم کا قارورہ اگر مرض کی غایت شدت میں دفعتاً ظہور پذیر ہو جائے، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دوسرے دن مرض دور ہو جائیگا +

الفصل التاسع فی ابوال الاسنان

فصل (۹) مختلف عمروں کے قارورے

الاطفال ابوالهم تضرب الی اللبنیة من جهة غذائهم ورطوبة مزاجهم ویکون امیل الی البیاض

اطفال، یعنی بچوں کا قارورہ (جنکی عمر چار سال تک کی ہو) انکی غذاء و رطوبت مزاج کی وجہ سے دودھ جیسا (سفیدی مائل گاڑھا) ہوا کرتا ہے، اور سفیدی کی طرف مائل ہوتا ہے +

والصبیان بولهم اغلظ واثخن من بول الشبان واکثر تثورا وقد ذکرنا

صبیان (لڑکوں) کا قارورہ (جن کی عمریں چار سال سے زیادہ کی ہوں، مگر ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں) بہ نسبت

هذا من قبل

جوانوں کے زیادہ غلیظ اور گاڑھا ہوتا اور اس میں جوش وثوران زیادہ ہوتا ہے۔ اس کو ہم پیشتر بھی بیان کر چکے ہیں۔

وبول الشبان الی النارية واعتدال القوام

جوانوں کا قارورہ ناریت (زردی) کیطرف مائل ہوتا اور معتدل القوام ہوتا ہے۔

وبول الکهول الی البیاض والرقة وربما کان غلیظا بحسب فضول فیهم یکثر استفراغها

کہول (ادھیڑ) کا قارورہ سفیدی ورقت کیطرف مائل ہوتا ہے، اور گاہے فضول کی کثرت استفراغ کی وجہ سے غلیظ بھی ہوجاتا ہے۔

وبول المشائخ اشد رقة وبیاضا ولیعرض لهم الغلظ المذکور نادرة واذا کان بولهم شدید الغلظ کانوا معرضین لحدوث الحصاة فیهم

مشائخ (بوڑھے) کا قارورہ نہایت رقیق وسفید ہوتا ہے، اور ان کے قارورہ میں مذکورہ بالا غلظت بہت کم لاحق ہوتی ہے۔ لیکن جب انکا قارورہ بہت زیادہ غلیظ ہوجائے تو سمجھنا چاہئے کہ ان میں پتھری (حصات) پیدا ہونے والی ہے۔

الفصل العاشر فی ابوال النساء والرجال

فصل (۱۰) مردوں اور عورتوں کے قارورے

بول النساء علی کل حال اغلظ واشد بیاضا واقل رونقا من بول الرجال وذلك لکثرة فضولهن وضعف هضمهن وسعة منافذ ما یندفع عنهن ولما یتحلل الی الآت ابوالهن من ارحامهن

عورتوں کا قارورہ ہر حالت میں مردوں سے زیادہ غلیظ، زیادہ سفید، اور کم رونق ہوتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ عورتوں میں فضلات کی کثرت ہوتی ہے، حرارت کی کمی کی وجہ سے انکے ہضم ضعیف ہوتے ہیں، نیز ان کے منافذ کشادہ ہوتے ہیں۔ علیٰ ہذا ان کے رحم سے اعضاء بول کی طرف کچھ فضلات چلے جایا کرتے ہیں (جو پیشاب کی رونق کو کم کر دیتے ہیں)۔

وبول الرجال اذا حرکته تکدر ومال کدره الی فوق وهو فی الاکثر یکدر وبول النساء لا یکدره التحریك لقلة تمیزه ویکون

مردوں کا قارورہ جب ہلایا جاتا ہے، تو گدلا (مکدر) ہوجاتا ہے، اور اس کی یہ کدورت اوپر کی جانب مائل ہوتی ہے۔ مردوں کا قارورہ اکثر وبیشتر تحریک سے گدلا ہی ہوجاتا ہے۔ مگر عورتوں کے قارورے میں حرکت دینے سے

فی الاکثر علی رأسه زبد مستدیر وان تکون کان قلیل الکدر

کدورت پیدا نہیں ہوتی؛ کیونکہ عورتوں کے قارورے میں اجزاء کدرہ کم متمیز اور جدا ہوتے ہیں۔ نیز عورتوں کے قارورے کے بالائی حصہ میں گول قسم کا جھاگ موجود ہوتا ہے (یعنی جھاگ کے سارے بلبلے اس طرح اکٹھے ہوتے ہیں کہ سب کے ملنے سے بیچ میں بلندی اور گولائی پیدا ہوجاتی ہے)، اور عورتوں کا قارورہ اگر گدلا بھی ہوتا ہے تو وہ بہت کم ۔

وبول الرجل علی اثر جماع فیه خیوط منتسج بعضها من بعض

جماع کے بعد مردوں کے قارورے میں خیوط (دھاگے) ہوتے ہیں، جو کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بُنے ہوئے (منتسج) ہوتے ہیں +

وبول الحبالی صاف علیه ضباب فی رأسه وربما کان علی لون ماء الحمص وماء الاکارع اصفر فیه زرقة وعلی رأسه ضباب وکیف کان فیری فی وسطه کقطن منفوش وکثیرا ما یکون مثل الحب ینزل ویصعد

حاملہ عورتوں کا قارورہ بالکل صاف ہوتا ہے، اور اس کے بالائی حصہ میں ضباب (ہلکا ابر) ہوتا ہے۔ گاہے (یعنی شاذونادر) ان کے قارورہ کا رنگ آب نخود یا آب اکارع (سری پائے کے پانی) کے مانند ہوتا ہے، جسکے اندر قدرے نیلاہٹ کیساتھ زردی ہوتی ہے، اور اس کے بالائی حصہ میں ضباب (ہلکا ابر) ہوتا ہے۔ حاملہ کا قارورہ خواہ ان میں سے کسی صورت میں ہو، قارورہ کے وسط میں ایسا معلوم ہوگا گویا کہ دھنی ہوئی روئی (قطن منفوش) کا ٹکڑا اس کے اندر تیر رہا ہے، اور اکثر اوقات دانہ کے مانند ایک چیز قارورہ میں نظر آتی ہے، جو نفخ کیوجہ سے اوپر تلے حرکت کرتی رہتی ہے +

واذا کانت الزرقة شدیدة الظهور فهو اول الحمل وان کان بدلها حمرة فهو آخره وخصوصا اذا کان یتکدر بالتحریك

اگر قارورہ میں زُرقت (نیلاہٹ) زیادہ ظاہر ہو تو سمجھنا چاہئے کہ حمل کا ابتدائی زمانہ ہے؛ اور اگر نیلے ہونے کے بجائے اس میں سُرخی آجائے، تو سمجھنا چاہئے کہ حمل کا آخری زمانہ ہے، خصوصاً جبکہ حرکت دینے سے وہ گدلا بھی ہوجاتا ہو +

وبول النفساء فی الاکثر یکون اسود

نفاس والی عورت کا قارورہ اکثر صورتوں میں [illegible]

فیہ کالمداد والسخام

(مداد) یا ہانڈی کی سیاہی (کاجل) کے مانند سیاہ ہوا کرتا ہے +

الفصل الحادی عشر فی ابوال الحیوانات ومخالفتہا لابوال الناس

فصل (۱۱) جانوروں کا قارورہ اور انسان کے قارورہ سے اسکا اختلاف

قدیم زمانہ میں لوگ اطباء کا امتحان اس طرح کیا کرتے تھے کہ قارورہ میں جانوروں کے پیشاب، اور دوسری سیال چیزیں بھر کر انکے سامنے پیش کیا کرتے تھے؛ اس لئے ان اطباء کو اس امر کی ضرورت ہوئی کہ وہ جانوروں کے پیشاب کو پہچانیں، اور ان کے فریب سے بچیں؛ اگرچہ یہ ایک بیہودہ حرکت ہے، اور اس سے ہمیں ہرگز متاثر نہ ہونا چاہیے + مترجم

ربما تنفع الطبیب عند وقوفہ علی ابوال الحیوانات فیما یجرب بہ اذا اتفق ان اصاب وذلک عسر

اگر اتفاقاً طبیب کے امتحان کے لئے جانوروں کا پیشاب پیش کیا جائے، اور وہ اسکے پہچاننے میں غلطی نہ کرے، تو اس سے گاہے طبیب کو فائدہ پہنچتا ہے (اور اس کی شہرت کا باعث بن جاتا ہے)، اگرچہ یہ ایک مشکل امر ہے +

قالوا ان بول الحمار یکون فی القارورۃ کالسمن الذائب مع کدورۃ وغلظ من خارج

بیان کرتے ہیں کہ گدھے کا پیشاب شیشے میں ایسا ہوتا ہے، جیسے کہ کسی نے چربی کو پگھلا کر شیشے کے اندر بھر دیا ہو، اور باہر سے دیکھنے میں کدورت وغلظت نمایاں ہوتی ہے +

وبول البغال یشبہہ لکنہ اصفی منہ ویخیل ان نصف القارورۃ الاعلی صاف ونصفہ الاسفل کدر

خچر کا قارورہ بالکل گدھے کے مشابہ ہوا کرتا ہے، لیکن اس سے زیادہ صاف ہوتا ہے، اور دیکھنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ شیشے کا نصف بالائی حصہ صاف ہے اور نصف زیریں حصہ مکدر (گدلا) +

وبول الغنم ابیض فی صفرۃ قریب من بول الناس ولکن لیس لہ قوام وثفلہ کالدھن او کثفل الدھن وکلما کان غذاؤہ اجود فھو اصفی

بکری کا قارورہ سفید ہوتا ہے، اور زردی میں آدمی کے قریب قریب ہوتا ہے، مگر قوام میں انسانوں جیسا نہیں ہوتا، اس کا ثفل (رسوب) روغن کے مانند یا تیل کی تلچھٹ کے مثل ہوتا ہے۔ نیز جسقدر بکری کی غذا عمدہ ہوگی، اسی قدر قارورہ زیادہ صاف ہوگا +

بول الظبي يشبه بول الغنم والناس لكن ليس له قوام ولا ثفل له وهو اصفى من بول الغنم

ہرن کا قارورہ بکری اور آدمی کے مشابہ ہوتا ہے لیکن نہ انکے قارورے جیسا قوام ہوتا ہے، اور نہ ثفل (رسوب) نیز وہ بکری کے قارورہ سے زیادہ صاف ہوتا ہے۔

بول الفرس قريب من بول الناس

گھوڑے کا قارورہ آدمی کے قارورہ سے قریب ہوتا ہے۔

الفصل الثاني عشر في اشياء سيالة تشبه الابوال والفرق بينهما

فصل (۱۲) اُن سیّال اشیاء کا بیان جو قارورے کے مشابہ ہوتی ہیں اور باہمی فرق

السكنجبين وجميع السيالات من ماء العسل وماء التبن وغير ذلك من ماء الزعفران ونحوه كلما قربت منه ازداد صفاء والبول بالخلاف

سکنجبین اور تمام سیّال چیزیں مثلاً ماء العسل (آب شہد) ماء التبن (بھوسے کا پانی) ماء الزعفران وغیرہ، جسقدر تم انکو قریب سے دیکھوگے، اُسی قدر ان چیزوں میں صفائی زیادہ محسوس ہوگی؛ برعکس اس کے پیشاب میں یہ بات نہیں ہوتی۔

وماء العسل اصفر الزبد وماء التبن يرسب ثفله من جانب لا في الوسط ولا بالهندام ولا حركة له

نیز ماء العسل میں زرد رنگ کے جھاگ پیدا ہوتے ہیں، ماء التبن (بھوسے کا پانی) کا رسوب قارورہ میں ایک طرف کو بیٹھ جاتا ہے؛ نہ وسط میں ہوتا ہے، نہ اچھی طرح اپنی جگہ پر قائم ہوتا ہے اور نہ اس میں حرکت ہوتی ہے۔

فليكن هذا المبلغ كافيا في ذكر احوال الابوال وسيأتيك في الكتب الجزئية تفصيل آخر للبول

اس موقعہ پر قارورہ کا اسقدر بیان کافی ہے۔ اسکے بعد کتب جزئیہ (کتاب سویم وچہارم) میں قارورہ کی پھر ایک دوسری تفصیل آنے والی ہے۔

الفصل الثالث عشر في دلائل البراز

فصل (۱۳) علاماتِ براز (پاخانہ)

قد يستدل من كميته بان ينظر انه اقل من المطعوم او اكثر او مساو

مقدار براز گاہے براز کی مقدار سے استدلال کیا جاتا ہے، یعنی اس میں یہ دیکھا جاتا ہے، کہ آیا وہ کھانے کی مقدار سے کم ہے یا زیادہ یا برابر ہے۔

ومن المعلوم ان زيادته بسبب

اور یہ امر معلوم ہے کہ پاخانہ کی زیادتی اخلاط کی کثرت

اخلاط کثیرۃ وقلتہ لقلتہا او لاحتباس کثیر منہ فی الاعور والقولون واللفائف وذلک من مقدمات القولنج وقد یدل علی ضعف القوۃ الدافعۃ

کی وجہ سے ہوا کرتی ہے، اور اس کی کمی اخلاط کی کمی وجہ سے ہوتی ہے؛ یا اس کی کمی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اعور، قولون، اور لفائف (نامی آنتوں) میں براز کا بیشتر حصہ بند ہوجاتا ہے؛ اور یہ اخیر امر قولنج کے مقدمات (وقت کی ابتدا) سے ہے۔ گاہے براز کی کمی قوت دافعہ کے ضعف کی علامت ہوتی ہے۔

ویستدل من قوامہ فیدل الرطب منہ اما علی سدد واما علی سوء ھضم وقد یدل علی ضعف من الجداول فلا یمتص الرطوبۃ

قوام براز گاہے براز کے قوام سے بھی استدلال کیا جاتا ہے؛ چنانچہ قوام کا رطب ہونا (براز کا معمول سے زیادہ تر ہونا) سدوں پر، یا سوء ہضم پر دلالت کرتا ہے۔ علی ہذا ایسا براز گاہے اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جداول نامی عروق کمزور ہیں (یعنی ان کی قوت جاذبہ ضعیف ہے)؛ کیونکہ ایسی صورت میں براز کی رطوبت ماساریقا کے ذریعہ جذب نہیں ہوتی، بلکہ براز ہی میں شامل ہو کر آجاتی ہے +

وقد یکون لنزلات من الراس اولتناول شئ مرطب للبراز

براز میں رقت گاہے سر کے نزلہ (یا آنتوں کے نزلہ) کی وجہ سے بھی ہوتی ہے؛ اور گاہے کسی ایسی چیز کے استعمال سے بھی براز کا قوام رقیق ہوجاتا ہے، جو کہ اس کو رطب کر دینے والی ہو +

واما اللزوجۃ من الرطب فقد یدل علی ذوبان وذلک یکون مع نتن وقد یدل علی کثرۃ اخلاط ردیۃ لزجۃ وذلک لا یکون مع فضل نتن

براز رطب کے ساتھ لزوجت (لیس) کا ہونا گاہے اعضاء کے پگھلنے پر (ذوبان پر) دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں لزوجت کے ساتھ بدبو بھی موجود ہوتی ہے۔ اور گاہے خراب اور لیسدار اخلاط کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن اس صورت میں زیادہ بدبو نہیں ہوتی ہے +

وقد یدل علی اغذیۃ لزجۃ تنوولت غیر قلیلۃ مع حرارۃ قویۃ فی المزاج لم یجد بھا الھضم

گاہے براز میں لزوجت کا ہونا اس امر کو بتاتا ہے کہ لیسدار غذائیں زیادہ مقدار میں کھائی گئی ہیں، اور اس کے ساتھ ہی مزاج میں قوی حرارت موجود ہے، جس کی وجہ سے ان لیسدار غذاؤں میں اچھا ہضم نہ ہوسکا +

واما الزُبْدِی منه فانه یدل علی غلیان من شدة حرارة او علی مخالطة من ریاح کثیرة

برازِ زُبْدِی یعنی جھاگ دار براز اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ شدت حرارت کے باعث غلیان (جوشش) ہوگیا ہے؛ یا یہ کہ اس کے ساتھ ریاح بکثرت ملگئی ہے +

واما الیابس من البراز فیدل علی تعب وتحلل او علی کثرة درور بول او علی حرارة ناریة او یبس اغذیة او علی طول لبثٍ فی الامعاء علی ما سنصفه فی بابه

برازِ یابس یعنی خشک براز تعب (تھکن اور کثرتِ کار) اور تحلل پر دلالت کرتا ہے؛ یا اس امر پر کہ بول کا ادرار زیادہ ہوا ہے؛ یا یہ کہ بدن میں غیر معمولی حرارت (حرارت ناریہ) ہے؛ یا یہ کہ غذاء خشک ہے؛ یا یہ کہ امعاء میں غذاء زیادہ دیر تک ٹھہری رہی ہے، جیسا کہ ہم امعاء کے بیان میں تحریر کرینگے +

واذا خالط الیابس الصلب رطوبةً دل علی ان یبسه لطول احتباسه فی رطوبات مانعة له عن البروز وعدم مرار لاذع معجل

اگر خشک اور سخت براز کے ساتھ رطوبت بھی شریک ہو تو سمجھنا چاہئیے کہ اس کی خشکی ایسے رطوبات میں زیادہ دیر تک رُکے رہنے کے باعث ہے، جنہوں نے براز کے خارج ہونے میں رکاوٹ پیدا کی؛ اور یہ کہ لذع پیدا کرنے والا صفراء بھی نہیں ہے، جو براز کے اخراج میں عجلت کا باعث ہوتا +

واذا لم یکن هناك طول احتباس ولا علامات رطوبة فی الامعاء فالسبب فیه انصباب فضل صدیدی لاذع انصبت من الکبد فیما یلیها ولم یمهل بلذعه ریث ان یختلط

اور اگر وہاں (جبکہ خشک براز کے ساتھ رطوبت بھی شریک ہو) زیادہ دیر تک امعاء میں براز کے رُکنے کی علامت موجود نہ ہو، اور نہ اس قسم کی علامتیں موجود ہوں جن سے پتہ چلے کہ آنتوں کے اندر رطوبات کا اجتماع ہے؛ تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کا سبب صدیدی اور لاذع فضلات ہیں، جو جگر سے آس پاس کے اعضاء (آنتوں) میں گرے ہیں، اور اپنی لذع (تیزی) کی وجہ سے اتنی مہلت نہیں دی ہے کہ وہ براز کے ساتھ مخلوط ہو جائیں (اس لئے اس صورت میں رطوبت الگ اور سخت براز الگ خارج ہوتا ہے) +

وقد یستدل بلون البراز ولونه

رنگِ براز گاہے براز کے رنگ سے بھی استدلال

الطبیع ناری خفیف الناریۃ — کیا جاتا ہے۔ طبعی براز کا رنگ ناری یعنی ہلکا ناری ہوتا ہے۔

فان اشتد دل علی کثرۃ المرار — اگر اس کی ناریت (زردی) میں زیادتی ہو جائے تو زیادتی صفرا کی علامت ہے۔

وان نقص دل علی النھوۃ وعدم النضج — اور اگر اس کی ناریت میں کمی ہو، تو غذا کی خامی اور عدم نضج پر دلالت کرتا ہے۔

وان کان ابیض فربما کان بیاضہ بسبب سدۃ فی مجری المرارۃ فدل ذلک علی یرقان وان کان مع البیاض قیحیا لہ ریح المدۃ فانہ یدل علی انفجار دبیلۃ — اگر براز کا رنگ سفید ہے، تو اس کی سفیدی کی وجہ بعض اوقات مجرائے مرارہ (مجرائے صفراوی) کا بند ہو جانا (سدہ پڑ جانا) ہوتی ہے، جو یرقان کے پیدا ہونے کی دلیل ہے۔ اگر سفیدی کے ساتھ براز قیحی ہو، جس سے پیپ کی بو آتی ہو، تو وہ دُبیلہ (پھوڑے) کے پھٹنے پر دلالت کرتا ہے۔

وکثیرا ما یجلس الصحیح المتدع التارک للریاضۃ صدیدیا و مدیا فیکون ذلک استنقاء واستفراغا محمودا یزول بہ ترھلہ الحادث لہ لعدم الریاضۃ کما قلنا فی البول — اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ تندرست اور آرام پسند آدمی جو کہ ورزش کو چھوڑ دیتے ہیں، صدیدی (زرداب جیسا)، اور مِدّی (پیپ جیسا) براز خارج کرتے ہیں، مگر یہ ان لوگوں کے لئے (برا نہیں ہے، بلکہ) استنقاء (صفائی) اور استفراغ محمود ہے، اور ایسے براز کی وجہ سے ان کے بدن کا ترہّل (ڈھیلا پن) زائل ہو جاتا ہے، جو عدم ریاضت کی وجہ سے پیدا ہوا کرتا ہے، جیسا کہ ہم نے "قارورہ" میں بتایا ہے۔

واعلم ان اللون الناری المفرط جدا من البراز کثیرا ما یدل فی اوقات منتھی الامراض علی النضج وکثیرا ما یدل علی رداءۃ الحال — یاد رکھنا چاہیے کہ اگر انتہا مرض کے اوقات میں براز کے اندر ناریت (زردی) بہت شدید ہو جائے، تو یہ اکثر اوقات نضج کی دلیل بنتا ہے، اور اکثر اوقات حالت کی خرابی پر بھی دلالت کرتا ہے۔

والاسود یدل علی مثل دلائل البول الاسود فانہ یدل علی احتراق شدید او علی نضج مرض — **سیاہ رنگ کا براز** بالکل انہیں علامات کو بتاتا ہے جن پر سیاہ رنگ کا قارورہ دلالت کیا کرتا ہے۔ چنانچہ سیاہ براز یا تو احتراق شدید پر دلالت کرتا ہے، یا کسی

سوداوی او علی تناول صابغ او علی شرب شراب مستفرغ للسوداء

مرض سوداوی کے نفع پر (یعنی اس امر پر کہ سوداوی مرض کا سیاہ مادہ نفع پاکر براز کے ساتھ خارج ہو رہا ہے)؛ یا کسی رنگین چیز کے استعمال کرنے پر (جو کہ براز کو بھی سیاہ رنگ سے رنگین کردے)؛ یا کسی ایسی شراب کے استعمال کرنے پر جو کہ سوداء کو خارج کرے +

والاول هو الردی و الکائن عن السوداء الصرف لیس یکفی ان یستدل علیه من لونه بل من حموضته وعفوصته وغلیان الارض منه وهو ردی براز اوقیئا

ان میں سے پہلی صورت (یعنی احتراق والی صورت) سب سے بری ہے۔ اگر خالص سوداء کی وجہ سے براز سیاہ رنگ کا آیا ہے، تو صرف اس کی رنگت دلیل کے لئے کافی نہیں ہے، بلکہ اس کی ترشی اور عفوصت (کسیلاپن) بھی دیکھنی چاہئے اور یہ کہ جب وہ زمین پر گریگا، تو زمین پر جوش پیدا کرے گا؛ یہ ایک بری چیز ہے، خواہ براز کی صورت میں خارج ہو، یا قے کی صورت میں +

ومن خواصه ان له بریقا و بالجملة فان الخلط السوداوی الصرف قاتل فی اکثر الامر بخروجه ای دلیل علی الاهلاک

اس کے (اس قسم کے سوداء (غیر طبعی کے) خواص میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اس کے اندر چمک ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ خالص خلط سوداوی کا خارج ہونا اکثر حالات میں ہلاکت کی دلیل ہے +

اکثر حالات سے مراد یہ ہے کہ خالص سوداء ابتداء مرض میں خارج ہو، تو یہ علامت موت ہے + (آملی)

خالص سوداء اسی وقت خارج ہو سکتا ہے، جبکہ دوسری رطوبتیں فنا ہو چکی ہوں، اور جب ایسا ہوگا تو یقینا موت قریب ہے؛ جیسا کہ خود شیخ نے ذیل میں بتایا ہے + (گیلانی)

واما الکیموس الاسود فکثیر اما نفع خروجه وذلک لان خروج السوداء الاصلیة یدل علی غایة احتراق البدن وفناء رطوباته

رہا کیموس سیاہ (خلط سیاہ، جس میں سوداء دوسرے اخلاط کے ساتھ ملا ہوا ہو) کا خارج ہونا اکثر اوقات مہلک ہونے کی بجائے نفع بخش ہوتا ہے (لیکن خالص سوداء کا خارج ہونا علامت ہلاکت ہے) اس لئے کہ اصلی سوداء کا خروج غایت احتراق بدن اور فناء رطوبت پر دلالت کرتا ہے +

واما البراز الاخضر فانه یدل

سبز براز حرارت غریزیہ کے بجھ جانے کی علامت ہے

علی الطفاء الغریزة والکمد کذلك	اسی طرح براز کمد (نیلا) بھی اسی کی علامت ہے ۔
وقد یستدل من هیئة البراز ایضا فی الضمور والانتفاخ فان المنتفخ کزبل البقر یدل علی ریح	**ہیئت براز** گاہے براز کی ہیئت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے ؛ یعنی اس بات پر دیکھا جاتا ہے کہ وہ پھولا ہوا (منتفخ) ہے، یا ٹھوس اور سکڑا ہوا (ضامر) ہے ۔ چنانچہ اگر براز گائے کے گوبر کی طرح پھولا ہوا ہو، تو یہ ریاح پر دلالت کرتا ہے ۔
وقد یستدل من وقته فان البراز اذا اسرع خروجه وتقدم العادة فهو دلیل ردی یدل علی کثرة مرار وضعف القوة الماسکة وان ابطأ خروجه دل علی ضعف الهاضمة وبرد الامعاء وکثرة الرطوبة	**اوقات** گاہے براز کے اوقات سے بھی استدلال کیا جاتا ہے ؛ چنانچہ اگر وہ (غذا کے بعد کسی سبب محرک کے بغیر) جلد خارج ہو جائے، اور عادت (وقت مقررہ) سے پیشتر آئے تو یہ خراب علامت ہے ؛ اس لئے کہ یہ کثرت صفرا، اور ضعف قوت ماسکہ پر دلالت کرتا ہے ۔ اور اگر (بلا کسی سبب حابس کے) وقت مقررہ سے دیر میں آئے، تو یہ قوت ہاضمہ کے ضعف پر، اور آنتوں کی برودت پر، اور رطوبت کی کثرت پر، دلالت کرتا ہے ۔
والصوت یدل علی ریاح نافخة	اخراج براز کے وقت آواز کا ہونا ریاح نافخہ پر دلالت کرتا ہے ۔
والالوان المنکرة والمختلفة ردیة وسنذکرها فی الکتاب الجزئی	براز کے اندر بُرے اور مختلف رنگوں کی موجودگی خراب علامت ہے جس کو ہم نے کتاب جزئی (معالجات قانون) میں بیان کیا ہے ۔
وافضل البراز المجتمع المتشابه الاجزاء الشدید اختلاط المائیة بالیبوسة الذی ثخنه کثخن العسل وهو سهل الخروج ولا یلذع	**بہترین براز** وہ ہے، جو کہ اکٹھا ہو (پھولا ہوا نہ ہو) ؛ اُس کے اجزا مختلف نہ ہوں (متشابہ الاجزاء ہو) ؛ اُسکے رقیق اجزا، خشک اجزا کے ساتھ خوب ملے ہوئے ہوں ؛ شہد[1] کے مانند گاڑھا ہو ؛ بغیر سوزش کے آسانی سے خارج

[1] بقول آملی، یہاں شہد کے قوام سے اس کا طبعی قوام مراد ہے ، جو نہ بالکل جما ہوا ہوتا ہے، اور نہ بالکل رقیق۔ آملی کے استاد نے اس بیان پر بدیں الفاظ اعتراض کیا ہے کہ قوام براز کا تشبیہ شہد سے بتانا کوئی مستحکم بات نہیں ہے ؛ کیونکہ شہد کا قوام نہایت مختلف ہوتا ہے گاہے اسکی غلظت صلابت تک پہونچ جاتی ہے۔ اور گاہے اس کی نرمی غایت سیلان تک ۔ ہوتی ہے (شرح آملی) ۔

ولونه الی الصفرة غير شديد النتن ولا عادمه غير ذی بقابق وقراقر غير ذی زبدية والذی خروجه فی الوقت المعتاد بمقدار تقارب الماكول فی الكمية

ہو جائے ؛ رنگ زردی مائل ہو ؛ نہ زیادہ بدبو دار ہو اور نہ بو بالکل مفقود ہو ؛ اخراج کے وقت بقابق و قراقر کی آواز پیدا نہ ہو. جھاگ سے خالی ہو ؛ وقت معتاد (مقررہ وقت) پہ خارج ہو ؛ اور کھانے کی مقدار کے موافق تقریبًا اُس کی مقدار ہو +

واعلم انه ليس كل استواء براز محمودًا ولا كل ملاسته فانهما ربما كانا للنضج البالغ المتشابه فی كل جزء وربما كانا لاحتراق وذوبان متشابه وهما حينئذ من شر العلامات

یہ بھی جاننا چاہئے کہ ہر مستوی براز (جس کا قوام ہموار ہو) محمود نہیں ہوا کرتا. اور نہ ہر املس (چکنا) براز محمود ہوتا ہے. کیونکہ یہ دونوں باتیں بعض اوقات بہترین نضج کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، جو کہ تمام اجزاء میں یکساں کام کرتا ہے (چنانچہ جب یہ صورت ہوتی ہے، تو یہ بھلائی کی علامت ہے) ؛ اور بعض اوقات یہ دونوں باتیں احتراق وذوبان متشابہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں (جبکہ تمام اجزاء میں ایک جیسا احتراق وذوبان لاحق ہوتا ہے). جب یہ صورت ہوتی ہے تو یہ بدترین علامت ہے +

واعلم ان البراز المعتدل القوام الذی هو الی الرقة انما يكون محمودًا اذا لم يكن معه قراقر ورياح ولا كان منقطع الخروج قليلًا قليلًا والا فيجوز ان يكون اندفاعه لصديد يخالطه مزيج فلا يدعه يجتمع هذا

یاد رکھنا چاہئے کہ معتدل القوام براز، جو کہ رقت کی طرف مائل ہو، وہ اُس وقت محمود ہوتا ہے جبکہ اسکے ساتھ قراقر ورياح موجود نہ ہوں، اور نہ وہ تھوڑا تھوڑا کٹ کٹ کر خارج ہو (منقطع الخروج نہ ہو). ورنہ ممکن ہے کہ ایسے رقیق براز کا اندفاع وخروج صدید کی وجہ سے ہو، جو براز کے ساتھ مل گئی ہو؛ اور جس نے اُسے اکٹھا ہونے (اور غلیظ بننے) کی مہلت نہ دی ہو +

وقد تراعى علامات تظهر فی العرق وفی اشياء اخرى الا ان الكلام فيها اخص بالكلام الجزئی ولذلك تجد فی الكلام الجزئی فضل شرح لامر

گاہے ایسی علامتوں کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے جو پسینہ وغیرہ (مثلاً تھوک، اور خون حیض وغیرہ) سے متعلق ہیں، لیکن ان اشیاء کی گفتگو کے لئے قانون کا حصہ جزئی زیادہ خصوصیت رکھتا ہے، اسی وجہ سے تمھیں وہاں بول وبراز وغیرہ کے

البراز والبول وغیر ذلك فافهم	حالات کی مزید تفصیل و شرح ملے گی۔ اس وقت تو تم اُن
جمیع ما بیّنّا	ساری باتوں کو ذہن نشین کر لو، جو ہم نے بیان کی ہیں۔
تمّ الفن الثانی من الکتاب الاول فی الطب	پہلی کتاب کا دوسرا فن تمام ہوا، جس میں اٹھانوے
وھو ثمانیة وتسعون فصلاً	فصلیں تھیں۔



الفن الثالث — فن ثالث

فی حفظ الصحة — حفظان صحت

وھو یشتمل علی فصل واحد وخمسة تعالیم	اس فن کے اندر ایک فصل اور پانچ تعلیمیں ہیں۔
الفصل المفرد فی سبب الصحة والمرض وضرورة الموت	**فصل مفرد: سبب صحت و مرض اور یہ کہ موت ضروری ہے**
ان الطب ینقسم بالقسمة الاولی	(تمھیں کتاب کے ابتدائی حصہ میں یہ معلوم ہو چکا ہے
الی جزئین جزء نظری وجزء عملی	کہ) طب کی ابتدائی تقسیم سے اس کے دو حصے حاصل ہوتے
وکلاھما علم ونظر لکن المخصوص	ہیں: (۱) حصۂ نظری (۲) حصۂ عملی۔ اور (یہ بھی تمھیں معلوم
باسم النظری ھو الذی یفید علم	ہو چکا ہے کہ) یہ دونوں حصے علم و نظر[1] ہی ہیں۔ فرق صرف
آراء فقط من غیر ان یفید علم	اس قدر ہے کہ جس حصے کا نام "نظری" رکھا گیا ہے،
عمل التبة مثل الجزء الذی یعلم	محض (سادہ) اعتقادات اور آراء کا علم بخشتا ہے، اور عمل میں
فیه امر المزاج والاخلاط والقوی	کسی قسم کا علمی اضافہ نہیں کرتا (یعنی کیفیتِ عمل کا اس میں کچھ تذکرہ
واصناف الامراض والاعراض	نہیں ہوتا)۔ مثلاً علمِ طب کا وہ حصہ جس میں مزاج، اخلاط،
والاسباب	اور قوی کا ذکر کیا جاتا ہے، اور مثلاً وہ حصہ جس میں امراض،
	اعراض، اور اسباب کے اقسام بیان کئے جاتے ہیں (یعنی

[1] نظر اور علم دونوں ہم معنے اور مرادف الفاظ ہیں۔

ولونه الی الصفرة غیر شدید النتن ولا عادمه غیر ذی بقابق وقراقر غیر ذی زبدیة والذی خروجه فی الوقت المعتاد بمقدار تقارب الماکول فی الکمیة

ہو جائے، رنگ زردی مائل ہو۔ نہ زیادہ بدبو دار ہو، اور نہ بو بالکل مفقود ہو، اخراج کے وقت بقابق و قراقر کی آواز پیدا نہ ہو، جھاگ سے خالی ہو، وقت معتاد (مقررہ وقت) پر خارج ہو، اور کھانے کی مقدار کے موافق تقریباً اس کی مقدار ہو +

واعلم انه لیس کل استواء براز محموداً ولا کل ملاسة فانهما ربما کانا للنضج البالغ المتشابه فی کل جزء وربما کانا لاحتراق وذوبان متشابه وهما حینئذ من شر العلامات

یہ بھی جاننا چاہئے کہ ہر مستوی براز (جس کا قوام ہموار ہو) محمود نہیں ہوا کرتا۔ اور نہ ہر املس (چکنا) براز محمود ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں بعض اوقات بہترین نضج کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، جو کہ تمام اجزاء میں یکساں کام کرتا ہے (چنانچہ جب یہ صورت ہوتی ہے، تو یہ بھلائی کی علامت ہے)؛ اور بعض اوقات یہ دونوں باتیں احتراق و ذوبان متشابہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں (جبکہ تمام اجزاء میں ایک جیسا احتراق و ذوبان لاحق ہوتا ہے)۔ جب یہ صورت ہوتی ہے تو یہ بدترین علامت ہے +

واعلم ان البراز المعتدل القوام الذی هو الی الرقة انما یکون محموداً اذا لم یکن معه قراقر وریاح ولا کان منقطع الخروج قلیلاً قلیلاً والا فیجوز ان یکون اندفاعه لصدید یخالطه مزعج فلا یدعه یجتمع هذا

یاد رکھنا چاہئے کہ معتدل القوام براز، جو کہ رقت کی طرف مائل ہو، وہ اس وقت محمود ہوتا ہے جبکہ اس کے ساتھ قراقر و ریاح موجود نہ ہوں، اور نہ وہ تھوڑا تھوڑا کٹ کٹ کر خارج ہو (منقطع الخروج نہ ہو)۔ ورنہ ممکن ہے کہ ایسے رقیق براز کا اندفاع و خروج صدید کی وجہ سے ہوا ہو، جو براز کے ساتھ مل گئی ہو، اور جس نے اسے اکٹھا ہونے (اور غلیظ بننے) کی مہلت نہ دی ہو +

وقد تراعی علامات تظهر فی العرق وفی اشیاء اخری الا ان الکلام فیها اخص بالکلام الجزئی ولذلک تجد فی الکلام الجزئی فضل شرح کلام

گاہے ایسی علامتوں کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے جو پسینہ وغیرہ (مثلاً تھوک، اور خون حیض وغیرہ) سے متعلق ہیں، لیکن ان اشیاء کی گفتگو کے لئے قانون کا حصہ جزئی زیادہ خصوصیت رکھتا ہے، اسی وجہ سے تمہیں وہاں بول و براز وغیرہ کے

البراز والبول وغیر ذلك فافهم جمیع ما بیّنّا

حالات کی مزید تفصیل و شرح ملے گی۔ اس وقت تو تم اُن ساری باتوں کو ذہن نشین کر لو، جو ہم نے بیان کی ہیں۔

تمّ الفن الثانی من الکتاب الاول فی الطب وهو ثمانیة وتسعون فصلاً

پہلی کتاب کا دوسرا فن تمام ہوا، جس میں اٹھانوے فصلیں تھیں۔



الفن الثالث — فن ثالث

فی حفظ الصحة — حفظان صحت

وهو یشتمل علی فصل واحد وخمسة تعالیم

اس فن کے اندر ایک فصل اور پانچ تعلیمیں ہیں۔

الفصل المفرد منه فی سبب الصحة والمرض وضرورة الموت

فصل مفرد: سبب صحت و مرض اور یہ کہ موت ضروری ہے

ان الطب ینقسم بالقسمة الاولی الی جزئین جزء نظری وجزء عملی وکلاهما علم ونظر لکن المخصوص باسم النظری هو الذی یفید علم آراء فقط من غیر ان یفید علم عملٍ البتة مثل الجزء الذی یُعلم فیه امرُ المزاج والاخلاط والقوی واصناف الامراض والاعراض والاسباب

(تمھیں کتاب کے ابتدائی حصہ میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ) طب کی ابتدائی تقسیم سے اس کے دو حصے حاصل ہوتے ہیں: (۱) حصۂ نظری (۲) حصۂ عملی۔ اور (یہ بھی تمھیں معلوم ہو چکا ہے کہ) یہ دونوں حصے علم و نظر[1] ہی ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ جس حصے کا نام "نظری" رکھا گیا ہے، محض (سادہ) اعتقادات اور آراء کا علم بخشتا ہے، اور عمل میں کسی قسم کا علمی اضافہ نہیں کرتا (یعنی کیفیتِ عمل کا اُس میں کچھ تذکرہ نہیں ہوتا)۔ مثلاً علم طب کا وہ حصہ جس میں مزاج، اخلاط، اور قوٰی کا ذکر کیا جاتا ہے، اور مثلاً وہ حصہ جس میں امراض، اعراض، اور اسباب کے اقسام بیان کئے جاتے ہیں (یعنی

[1] نظر اور علم دونوں ہم معنے اور مترادف الفاظ ہیں۔

اس حصہ میں جو چیزیں بیان کی جاتی ہیں، ان کو عملی طب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس سے طبیب یا متعلم طب کو چند ضروری مسائل اور چند ضروری اصطلاحات وغیرہ کا علم حاصل ہو جاتا ہے) ۔

والمخصوص باسم العملی ھو الذی یفید علم کیفیۃ العمل والتدبیر مثل الجزء الذی یعلّمک انک کیف تحفظ صحۃ بدنٍ بحالٍ کذا وکیف تعالج بدنًا بہ مرضٌ کذا

اور جس حصے کا نام "عملی" رکھا گیا ہے، یہ حصہ کیفیتِ عمل اور کیفیتِ تدبیر نہیں سکھاتا؛ مثلاً (علم طب کا) وہ حصہ جو تمھیں یہ بتائے کہ جس بدن کی مثلاً یہ حالت ہو، اس کی صحت کی تم کیونکر حفاظت کروگے؛ اور جس بدن میں مثلاً اس قسم کا مرض ہو، اس کا تم کیونکر علاج کروگے ۔

ولا تظنن ان الجزء العملی ھو المباشرۃ والعمل بل الجزء الذی یتعلم فیہ علم المباشرۃ والعمل وکما قد عرّفناک ھذا فیما سلف

تمھیں یہ گمان ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ جس حصہ کا نام عملی ہے، وہ نفس مباشرت[1] اور عمل کا نام ہے، بلکہ اس سے مراد وہ حصہ ہے جس میں "مباشرت اور عمل کا علم" سکھایا جاتا ہے (یعنی جس میں طریقہ عمل بتایا جاتا ہے؛ اور کسی عمل کا بتانا یا سکھانا بھی در اصل "علم" ہی ہے، خالص عمل نہیں ہے)۔ چنانچہ اس بات سے ہم تمھیں گذشتہ بیان میں (کتاب کے ابتدائی حصہ میں) آگاہ کر چکے ہیں ۔

وقد فرغنا فی الفن الاول والثانی من الجزء النظری الکلی من الطب ونحن نصرف وکدنا فی الباقیین الی الجزء العملی منہ علی نحوٍ کلی

(یہ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ) کلیات طب کے حصۂ نظری سے فن اول و فن دوئم میں ہم فارغ ہو چکے ہیں۔ اب ہم اپنی توجہ علم طب کے حصۂ عملی کے باقی دونوں حصوں (علم حفظ صحت، اور علم علاج) کی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں، اور اسے ہم بطریقۂ کلی بیان کرتے ہیں (یعنے حفظ صحت اور علم علاج کے عام اصول لکھتے ہیں):

والجزء العملی منہ ینقسم قسمین احدھما علم تدبیر الابدان الصحیحۃ انہ

چنانچہ حصہ عملی کی دو قسمیں ہیں: (۱) تندرست ابدان کی تدبیر کا علم کہ کیونکر ان کی (صحت کی) حفاظت

[1] مباشرت اور عمل دونوں مترادف و ہم معنے الفاظ ہیں ۔

کیف یحفظ علیہا صحتہا و ذلک یسمی علم حفظ الصحۃ کی جائے، اس کا نام "علم حفظ صحت" ہے۔

والقسم الثانی علم تدبیر البدن المریض انہ کیف (۲) بدن مریض کی تدبیر کا علم کہ کیونکر اسے حالت صحت

یُرَدُّ الی حال الصحۃ و یسمی علم العلاج کی طرف لوٹایا جائے، اس کا نام "علم العلاج" ہے۔

"علم حفظ صحت" کو اطباء نے تین حصوں میں تقسیم کرکے تین ناموں سے نامزد کیا ہے: (۱) تدبیر ابدان ضعیفہ (۲) تقدم بالحفظ (۳) حفظ صحت۔ چنانچہ جو لوگ خلقۃً کمزور ہوں، مثلاً بچے اور بوڑھے، یا جو لوگ کسی سوء تدبیر سے کمزور ہو گئے ہوں، مثلاً ناقہین، ان کی تدبیر صحت کو تدبیر ابدان ضعیفہ کہا جاتا ہے۔ اور جن لوگوں کی صحت ضعف کی طرف مائل ہو، اور ان کے بدن میں کسی مرض، یا کسی تغیر کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، ایسے لوگوں کی تدبیر کو تَقَدُّم بِالحِفظ کہا جاتا ہے (پہلے سے بچاؤ کی تدبیر کرنا)۔ اور جن لوگوں کی صحت کامل ہو، اور ضعف کی طرف قطعاً میلان نہ ہو، ان کی تدبیر کو مطلقاً اور بلا قید حفظِ صحت کہا جاتا ہے۔

اسی طرح "علم العلاج" کی بھی تین قسمیں ہیں: (۱) علاج بالتدبیر (۲) علاج بالدّواء (۳) علاج بالید۔ پہلی صورت میں مرض کا علاج اسباب ستہ ضروریہ کے تصرفات اور تغیرات سے کیا جاتا ہے، مثلاً غذاء میں تصرف کرنا، بھوکا رکھنا، تبدیل آب و ہوا کرنا، ورزش شروع کرانا، حمام کی خاص خاص صورتوں کا اختیار کرنا، نیند لانے کی تدبیریں کرنا وغیرہ۔ دوسری صورت میں دوائیں استعمال کی جاتی ہیں۔ اور تیسری صورت میں اعمال جراحیہ اور ہاتھ پاؤں کے دوسرے کام استعمال کئے جاتے ہیں؛ مثلاً نشتر دینا، جوڑ بٹھانا، فصد کرنا، سنگھیاں لگانا، داغ دینا، وغیرہ۔ (یَد = ہاتھ)

ونحن نبدأ فنکتب فی ہذا الفن موجزًا من الکلام فی حفظ الصحۃ (اس ضروری تمہید کے بعد) اب ہم (اصل مقصود) شروع کرتے ہیں، اور اس فن میں (فن سوئم میں) اختصار کے ساتھ "حفظان صحت" کا تذکرہ لکھتے ہیں۔

فنقول انہ لما کان المبدأ الاول لتکوّن ابداننا شیئین احدہما المنی من الرجل والاصح من امرہ انہ قائم مقام الفاعل والثانی منی المرأۃ ودم الطمث والاصح من امرہا انہ قائم مقام المادۃ وہذان الجوہران مشترکان فی ان کل واحد منہما

ہم کہتے ہیں: چونکہ ہمارے ابدان کی ابتدائی پیدائش دو چیزوں سے حاصل ہوئی ہے: (۱) مرد کی منی سے (۲) عورت کی منی اور خون حیض سے۔ مرد کی منی کے بارہ میں زیادہ صحیح یہ خیال ہے کہ یہ (انسانی پیدائش کے لئے) فاعل (سبب فاعلی) کے قائم مقام ہے، اسی طرح عورت کی منی اور خون حیض "مادہ" (علتِ مادی) کے قائم مقام ہے۔ اور یہ دونوں جوہر (یعنی مرد اور عورت کی منی، دونوں) اس بات میں شریک اور متحد ہیں کہ ان میں سے ہر ایک سیال اور رطب ہے؛ اگرچہ

سیالٌ رطبٌ وان اختلف بعد ذلک وکانت المائیۃ والارضیۃ فی الدم ومنیّ المرأۃ اکثر والھوائیۃ والناریۃ فی منی الرجل اغلب

اس کے بعد (اس اتحاد و اشتراک کے بعد) دونوں میں باہم اسقدر اختلاف بھی ہے، کہ مائیت اور ارضیت خون میں اور عورت کی منی میں زیادہ ہوتی ہے (یعنی اجزاء مائیہ وارضیہ خون میں اور عورت کی منی میں زیادہ ہوتے ہیں)، اور ہوائیت وناریت مرد کی منی میں غالب ہوتی ہے، (اجزاء ہوائیہ اور ناریہ مرد کی منی میں زیادہ ہوتے ہیں) +

وجب ان یکون اول انعقاد ھذین انعقادًا رطبًا وان کانت الارضیۃ والناریۃ موجودتین ایضا فیما تکوّن منہما وکانت الارضیۃ بما فیہا من الصلابۃ والناریۃ بما فیہا من الانضاج قد تعاونتا فصلّبتا المنعقد وعقّدتاہ فضل تصلیبٍ وتعقیدٍ

اسلیے یہ ضروری ہے کہ ان دونوں جوہروں (دونوں منیوں) کا ابتدائی انعقاد رطب ہو، (یعنی ان دونوں مادوں کے ملنے اور آمیزش پانے کے بعد جو چیز بستہ ہوکر تیار ہوتی ہے، اُس میں رطوبت کا ہونا ضروری ہے)۔ اگرچہ (یہ بھی صحیح ہے کہ) جو چیز اِن دونوں مادوں (کی آمیزش) سے تیار ہوگی (یعنی جو بدن ان دونوں منیوں کے ملنے سے بنے گا)، اس میں اجزاء ارضیہ اور اجزاء ناریہ ضرور موجود ہوں گے۔ اور (یہ بھی صحیح ہے کہ) چونکہ اجزاء ارضیہ میں صلابت ہوتی ہے اور اجزاء ناریہ میں پکانے کی قوت (قوتِ انضاج وہضم) ہوتی ہے؛ اس لئے یہ ضروری ہے کہ جو چیز دونوں منیوں کے ملنے کے بعد ایک بستہ صورت میں تیار ہوگی، یہ دونوں قسم کے اجزاء ایک دوسرے کی باہمی امداد کرکے اس کی صلابت، سختی، اور بستگی میں اضافہ کردیں گے (اور اُسے زیادہ سخت، زیادہ منجمد، اور زیادہ بستہ بنادیں گے) +

لکنہ لیس یبلغ ذلک حد انعقاد الاجسام الصلبۃ مثل الحجارۃ والزجاج حتی لا یتحلل منہا شئ او یتحلل منہا شئ غیر محسوس فتکون فی أمنٍ من الاٰفات العارضۃ بسبب التحلل دائمًا وطویلًا

لیکن (یہ بھی واضح رہے کہ باوجود سخت، اور بستہ ہونے کے) اس کی سختی اور بستگی پتھر اور کانچ جیسے سخت اجسام کی سختی اور بستگی کی سی نہیں ہوتی ہے۔ کہ اس سے کچھ تحلل ہی نہ ہوسکے، یا اگر اس سے کچھ تحلل ہو، تو غیر محسوس سا ہو، اور دائمی تحلل سے یا عرصہ دراز کے تحلل سے جو آفتیں لاحق ہوسکتی

الزمان جداً

ہیں، ان سے وہ بچا رہے +

ولیس الامر هکذا ولذلك فان ابداننا معرضة لنوعین من الآفات وکل واحد منهما له سبب من داخل وسبب من خارج

نہیں، یہ بات نہیں ہے، (بلکہ ہمارا بدن اتنا نرم اور مرطوب ہے کہ اس کی رطوبتیں ہمیشہ تحلیل ہوتی رہتی ہیں)۔ اس لئے کہ ہمارے ابدان دو قسم کی آفتوں کے آماجگاہ ہیں، اور ان دونوں قسم کی آفات کے لئے دونوں قسم کے، اندرونی اور بیرونی اسباب ہیں +

واحد نوعی الآفة هو تحلل الرطوبة التی منها خُلقنا وهذا واقع بالتدریج

پہلی قسم کی آفت تو اس رطوبت کا تحلیل ہونا ہے جس سے ہماری پیدائش ہوئی ہے۔ چنانچہ ہمارے بدن کے رطوبات کا تحلل بتدریج جاری رہتا ہے +

والثانی تعفن الرطوبة وفسادها وتغیرها عن الصلوح لامداد الحیوة

اور دوسری قسم کی آفت۔ رطوبات (بدنی رطوبات) کا تعفن وفساد ہے، اور ان کا اس قابل نہ رہنا کہ یہ زندگی اور حیات کو جاری رکھ سکیں +

وهذا غیر الوجه الاول وان کان یؤدی تادیة ذلك الی الجفاف بان تفسد اولا الرطوبة وتخالف هیئة صلوحها لابداننا ثم آخر الامر تتحلل عن التعفن فان العفونة اولاً تفسد الرطوبة ثم تحللها وتذر الشئ الیابس الرمادی

یہ دوسری صورت پہلی صورت سے الگ ہے۔ اگرچہ اس کا انجام بھی پہلی صورت کی طرح یہی ہوتا ہے کہ بدن کی رطوبتیں (آخرکار) خشک ہو جاتی ہیں؛ بایں طور کہ (تعفن وفساد کی وجہ سے) پہلے رطوبتیں بگڑ جاتی ہیں، اور ان کی ہیئت وکیفیت ہمارے بدن کے لائق نہیں رہتی ہے؛ پھر آخرکار تعفن کی وجہ سے تحلیل ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ عفونت کا کام ہی یہی ہے کہ پہلے یہ رطوبات کو بگاڑ دیتی ہے، اس کے بعد انہیں تحلیل کر دیتی، اور خشک خاکی جسم (کے ذرات) کو پراگندہ اور منتشر کر دیتی ہے +

وهاتان الآفتان خارجتان عن الآفات اللاحقة من اسباب اخری کالبرد المجمد والسموم وانواع تفرق الاتصال المهلك وسائر

یہ "دونوں قسم کی آفتیں" ان آفات سے الگ ہیں جو دوسرے (غیر طبعی) اسباب کی وجہ سے (ہمارے بدن میں) لاحق ہوا کرتی ہیں، مثلاً برد مجمد (جما دینے والی شدت کی سردی)، گرم لوئیں (یا سمیات کا استعمال)، تفرق اتصال کی مہلک

الامراض

قسمیں، اور سارے امراض ٭

ولکن النوعین المذکورین اخص بحثنا ھذا وآخری ان نعتبرھما فی حفظ الصحۃ

لیکن ہماری اس بحث کا تعلق محض اُن ہی دونوں مذکورہ قسم کی آفتوں (تحلل وتعفن) سے ہے، اور یہی دونوں آفات اس قابل ہیں کہ "حفظانِ صحت" میں ان کا لحاظ کیا جائے ٭

یعنی جہاں تک ممکن ہو، بدن کو تحلل اور تعفن سے بچایا جائے؛ تاکہ انسان زیادہ عرصہ تک جی سکے، اور اس کی عمر دراز ہو، ورنہ بدنی رطوبات کا تحلل ایک ایسی لازمی چیز ہے کہ اس سے مَفَر کی کوئی صورت نہیں، اور اسکا انجام "لازمی موت" ہے۔ قدرت واختیار کچھ ہمیں اگر حاصل ہے، تو صرف اس قدر کہ حتی الامکان تحلل کی مقدار کو کم کیا جاسکتا ہے، اور عمر کے دراز کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح رطوبات کا تعفن بھی ایک کثیرالوقوع آفت ہے۔ اگر اس کو روکا نہ جائے، تو اس کا انجام بھی موت ہی ہے۔ اس لئے حفظانِ صحت میں اس کو بھی کافی اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ چند دوسری ضروری چیزیں بھی ہیں، جن سے انسان کو گاہ بگاہ واسطہ پڑا کرتا ہے، مگر وہ اس بارے میں اتنی اہمیت نہیں رکھتی ہیں ٭

وکل واحد منہما یقع من اسباب خارجۃ ومن اسباب باطنۃ واما الاسباب الخارجۃ فمثل الھواء المحلل والمعفن واما الاسباب الباطنۃ فمثل الحرارۃ الغریزیۃ التی فینا المحللۃ لرطوباتنا والحرارات الغریبۃ المتولدۃ فینا عن اغذیتنا وغیرھا المعفنۃ لرطوباتنا

یہ دونوں قسم کے آفات (تحلل وتعفنِ رطوبات) دونوں قسم کے، بیرونی واندرونی، اسباب سے لاحق ہوا کرتے ہیں، چنانچہ بیرونی اسباب میں سے مثلاً ہوا کو لیجئے جو رطوبات کو تحلیل بھی کرتی ہے، اور ان میں عفونت بھی پیدا کرسکتی ہے؛ اور اندرونی اسباب میں سے مثلاً حرارت غریزیہ کو لیجئے، جو ہمارے بدن کے اندر ہوتی ہے، یہ ہمارے بدن کی رطوبتوں کو تحلیل کرتی رہتی ہے؛ اسی طرح (اندرونی اسباب میں سے) حرارت غریبہ کو لیجئے، جو ہمارے بدن میں مختلف اغذیہ وغیرہ سے پیدا ہوجاتی ہے، یہ ہمارے بدن کی رطوبتوں کو متعفن کردیتی ہے ٭

وھذہ الاسباب کلہا متعاونۃ علی تجفیفنا

یہ سارے کے سارے اسباب (اسباب محللہ ومعفنہ) ہمارے بدن کی رطوبات کے خشک کرنے پر ایک دوسرے کے معاون ومددگار رہا کرتے ہیں (اور روز بروز ہمارے بدن میں خشکی

بڑھتی ہی چلی جاتی ہے) +

بل اول استکمالنا وبلوغنا وتمکیننا من افاعیلنا یکون بجفاف کثیر یعرض لنا

بلکہ ہمارے بدن کی ابتدائی تکمیل، (اس کے بعد) ہماری جوانی، اور ہمارے بدن میں افعال وحرکات کی قدرت کا حاصل ہوجانا، یہ سب اُس کافی خشکی و یبوست کا نتیجہ ہے، جو ہمیں لاحق ہوتی ہے +

خلاصہ یہ ہے کہ جس مادہ منویہ اور نطفہ سے انسان کی پیدائش ہوئی ہے، اگر یہ اسی طرح مرطوب اور سیال رہے، اور اس کی رطوبات خشک نہ ہوں، تو نہ بدن کمل طور پر بنکر تیار ہو، نہ جوانی کی صورت پیدا ہو، اور نہ اعضاء میں ایسی قدرت حاصل ہو، جس سے انسان بڑے بڑے قوی حرکات اور زور کے کام انجام دے لیتا ہے +

اس تمہید کے بعد، کہ بدنی رطوبات کا تحلیل ہونا ضروری ہے، اور یہ کہ اس سے مفر کی کوئی صورت نہیں، اب شیخ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ موت کا آنا ضروری ہے، اور اس سے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہیں :

ثم یستمر الجفاف الی ان یتم

مرنا ضروری امر ہے

پھر اس خشکی کا سلسلہ برابر اس طرح قائم رہتا ہے کہ اسکی پوری تکمیل ہوجاتی ہے، (بدن کی رطوبت غریزیہ پورے طور پر تحلیل ہوجاتی ہے، اور اسکے تحلیل ہوجانے کے بعد حرارت غریزیہ. جو اسی رطوبت کے ساتھ قائم تھی، بجھ جاتی ہے، حتیٰ کہ موت آجاتی ہے. اسی قسم کی موت کو "طبعی موت" کہا جاتا ہے) +

وھذا الجفاف الذی یعرض لنا امر ضروری لا بد منہ فانا فی اول الامر ما نکون فی غایۃ الرطوبۃ ویجب لا محالۃ ان تکون حرارتنا مستولیۃ علیہا و الا احتقنت فیہا فھی تفعل فیہا لا محالۃ دائما وتجففہا دائما

موت سے مفر نہیں

یہ خشکی جو ہمارے بدن کو لاحق ہوتی ہے، ایک ایسی ضروری چیز ہے کہ اس سے چھٹکارہ کی کوئی صورت نہیں کیونکہ ہم ابتدائی زمانہ میں (نطفہ کی ابتدائی صورت میں) نہایت درجہ مرطوب ہوتے ہیں (اس زمانہ میں رطوبت کا بہت ہی غلبہ ہوتا ہے)۔ اور باوجود اسکے (کہ رطوبت اس زمانہ میں بکثرت ہوتی ہے) یہ بھی ضروری ہے کہ ہمارے بدن کی حرارت رطوبت پر غالب ہو؛ ورنہ (اگر ہمارے بدن کی حرارت غالب ہونے کی بجائے مغلوب اور

دبی ہوئی ہو تو) وہ اس رطوبت میں دب کر گھٹ جائے (اور حرارت بدنیہ ایسی حالت میں اپنا کوئی کام نہ کر سکے)۔ الغرض وہ اس رطوبت میں برابر اپنا عمل جاری رکھتی ہے، اور اسکو ہمیشہ خشک کرتی رہتی ہے +

ویکون اول ما یظہر من تجفیفہا ھو الی الاعتدال

(بدنی حرارت کی) اس تجفیف کا اثر جو اولاً نمودار ہوتا ہے، وہ (لازمی طور پر) اوسط درجہ کا ہوتا ہے (یعنی بدن میں پہلے اوسط درجہ کی خشکی لاحق ہوتی ہے، جیسا کہ مثلاً جوانی کے زمانے میں اعضاء اوسط درجہ کے خشک اور سخت ہوتے ہیں) +

ثم اذا بلغت ابداننا الی الحد المعتدل من الجفاف والحرارۃ بحالہا فلا یکون التجفیف بقدر التجفیف الاول بل اقوی لان المادۃ اقل فھی اقبل فیؤدی لامحالۃ الی ان یزداد التجفیف علی المعتدل فلا یزال یزداد لامحالۃ الی ان یفنی الرطوبۃ فتصیر الحرارۃ الغریزیۃ بالعرض سبباً لاطفاء نفسہا اذا صارت سبباً لافناء مادتہا کالسراج الذی یطفی اذا فنیت مادتہ

پھر جب ہمارا بدن خشکی کے اوسط درجہ تک پہونچ جاتا ہے، اور حرارت اپنی اسی حالت پر قائم رہتی ہے، تو اس وقت (حرارت کا) عملِ تجفیف پہلی تجفیف کے برابر نہیں رہتا، بلکہ (اس وقت اس کا عمل) پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس وقت مادہ کم ہوتا ہے (اور بہت سی رطوبتیں جوانی کے زمانہ تک تحلیل ہو چکتی ہیں)، اسلئے وہ تجفیف کو زیادہ قبول کرتا ہے (اور تحلل کی زیادتی کی وجہ سے خشکی جلد جلد بڑھتی چلی جاتی ہے)۔ الغرض اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حد اعتدال سے تجفیف بڑھ جاتی ہے، اور اسی طرح روز بروز بڑھتی ہی چلی جاتی ہے؛ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ (بدن کی) ساری رطوبت فنا ہو جاتی ہے، اور حرارت غریزیہ اپنے مادہ کو فنا کر کے بالعرض اپنے آپ کو بجھانے کا خود ہی ذریعہ بن جاتی ہے۔ اسکی مثال اُس چراغ کی سی ہے، جو اپنے مادہ (تیل) کے ختم ہونے پر (خود بخود) گل ہو جاتا ہے۔ (اسی طرح زندگی کا چراغ بھی رطوبت غریزیہ کے ختم ہو جانے پر بجھ جاتا ہے) +

وكلما اخذ التجفيف في الزيادة اخذت الحرارة في النقصان فعرض دائما عجز مستمر الى الامعان وعجز عن استبدال الرطوبة بدل ما يتحلل متزائد دائما فيزداد التجفيف من وجهين

پھر جس قدر تجفیف بڑھتی چلی جاتی ہے، اسی قدر حرارت گھٹتی چلی جاتی ہے، جس سے حرارت کی بے بسی کا سلسلہ روز بروز بڑھتا ہی چلا جاتا ہے، اور جتنی رطوبت تحلیل ہو چکی ہے اس کے عوض اور بدل لانے پر اسکی بے بسی یوماً فیوماً ترقی ہی کرتی چلی جاتی ہے. بہرحال اس سے تجفیف میں دو طور پر اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے:

احدهما لتناقص لحوق المادة والآخر لتناقص الرطوبة في نفسها بتحليل الحرارة

ایک تو اس وجہ سے کہ مادّہ کی درآمد میں کمی آجاتی ہے. دوسرے اس وجہ سے کہ جتنی رطوبت بدن میں موجود ہے، وہ بھی بذات خاص حرارت کی تحلیل سے گھٹتی چلی جاتی ہے.

فيزداد ضعف الحرارة لاستيلاء اليبوسة على جوهر الاعضاء ونقصان الرطوبة الغريزية التي هي كالمادة والدهن للسراج لان السراج له رطوبتان ماء ودهن يقوم باحدهما وينطفئ بالآخر كذلك الحرارة الغريزية تقوم بالرطوبة الغريزية وتنطفئ بالغريبة

بہرحال حرارت غریزیہ کا ضعف روز بروز اس وجہ سے بڑھتا چلا جاتا ہے کہ (۱) جوہرِ اعضاء میں یبوست کا غلبہ ہو جاتا ہے، اور (۲) اس وجہ سے کہ رطوبت غریزیہ (روز بروز) گھٹتی چلی جاتی ہے، جو بدن کے لئے ایسی ہے جیسا کہ چراغ کے لئے روغن اور مادّہ (یعنی جس طرح بلا مادہ اور روغن کے چراغ جل نہیں سکتا ہے، اسی طرح بلا رطوبت غریزیہ کے بدن کے اندر حرارت غریزیہ قائم نہیں رہ سکتی ہے) کیونکہ چراغ میں دو قسم کی رطوبتیں[1] ہوتی ہیں: ایک پانی اور دوسری تیل، ایک رطوبت سے (تیل سے) چراغ جلتا ہے اور دوسری رطوبت سے بجھ جاتا ہے. اسی طرح حرارت غریزیہ کا حال ہے، جو رطوبت غریزیہ کے ساتھ تو قائم رہتی ہے، مگر رطوبت غریبہ سے بجھ جاتی ہے.

وازدياد الرطوبة الغريبة

(۳) اس وجہ سے حرارت غریزیہ کا ضعف بڑھتا چلا

[1] بعض مخصوص قسم کے شیشے کے ظروف ہوتے ہیں، جن میں نیچے پانی بھر دیا جاتا ہے، اور اوپر تیل، اور بیچ میں بتی کسی طریقے سے کھڑی کر دی جاتی ہے.

التی ھی عن ضعف الھضم التی ھی کالرطوبۃ المائیۃ للسراج

جاتا ہے کہ رطوبت غریبہ۔ جو حرارت غریزیہ کے چراغ کے پانی کے مانند (بجھانے والی رطوبت) ہے، ضعف ہضم کی وجہ سے روز افزوں بڑھتی ہوئی چلی جاتی ہے ۔

فاذا تم الجفاف طفیت الغریزۃ فکان الموت الطبیعی

پس جب رطوبت غریزیہ کے جفاف کی تکمیل ہو جاتی ہے تو حرارت غریزیہ بجھ جاتی ہے۔ اسی کا نام "طبعی موت" ہے ۔

وانما بقی البدن مدۃ بقائہ لا لان رطوبتہ الطبیعیۃ الاولیۃ قاومت تحلیل حرارۃ العالم وحرارۃ بدنہ الغریزیۃ وما یحدث من حرکاتہ ھذہ المقاومۃ المدیدۃ فانھا اضعف قواما من ذلک

پھر یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ انسان جتنے عرصہ تک کہ زندہ رہتا ہے، اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی ہے کہ اس شخص کی ابتدائی رطوبت غریزیہ (جو اس کے بدن میں نطفہ سے، یا والدین کے مادہ منویہ سے بہت ہی قلیل مقدار میں حاصل ہوتی ہے) اتنے عرصۂ دراز تک (پوری زندگی تک) تمام دنیا کی حرارتوں کا. خود اُس شخص کی بدنی حرارت کا۔ جو طبعًا اُس کے بدن میں پیدا ہوا کرتی ہے، اور اُس حرارت کا مقابلہ کرتی اور تحلیل سے بچی رہتی ہے، جو اس شخص کے (بدن اور اعضاء کے اندر) حرکات سے پیدا ہوتی رہتی ہے؛ کیونکہ اس رطوبت کے اندر (قلتِ مقدار کی وجہ سے) اتنے مقابلہ کی سکت نہیں ہے (کہ اتنے عرصہ دراز تک اتنی حرارتوں کی قوتِ تحلیل سے مقابلہ کرے، اور خرچ نہ ہونے پائے) ۔

لکن انما اقامھا استبدال بدل ما یتحلل منھا وھو الغذاء

بلکہ اگر یہ رطوبت اتنی حرارتوں سے (اتنے عرصہ دراز تک) مقابلہ کرتی رہتی ہے، تو اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جس قدر یہ رطوبت تحلیل ہو جاتی ہے۔ اسکا بدل و عوض یعنے غذاء (کمک کے طور پر) برابر پہونچتی رہتی ہے ۔

ثم قد بیّنّا ان الغذاء انما تتصرف فیہ القوۃ وتستعملہ الی حدٍ

پھر یہ بھی ہم (فن اول کی تعلیم سوئم کی تیسری فصل میں) بیان کرچکے ہیں کہ غذاء میں قوت کا تصرف اور عمل ایک حد ہی تک (اور ایک مدت ہی تک) قائم رہتا ہے

(نہ کہ ازل سے ابد تک، ہمیشہ قوت جسمانیہ کام کرتی رہے کہ موت اور بڑھاپا نہ آنے پائے۔ شیخ نے فصل مذکور میں لکھا ہے کہ "تمام جسمانی قوتیں تناہی اور ختم ہونے والی ہیں؛ کوئی قوت ان تھک نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو دلیل و برہان سے علم طبعی میں ثابت کیا گیا ہے") +

وصناعة حفظ الصحة ليست صناعة تضمن الامات عن الموت ولا تخليص البدن عن الافات الخارجية ولا ان تبلغ بكل بدن غاية طول العمر الذى بحسب الانسان مطلقا

علم حفظ صحت موت اور بڑھاپے سے روک نہیں سکتا

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ علم حفظ صحت کوئی ایسا علم نہیں ہے کہ انسان کو مرنے سے بچائے رکھے، نہ اسکا یہ کام ہے کہ بدن کو بیرونی آفات (مثلاً دبنے، گھٹنے، کٹنے، دبنے وغیرہ) سے بچائے رکھے؛ نہ اس علم کا یہ فریضہ ہے کہ عام انسانوں کے لحاظ سے درازیٔ عمر جو پائی جاتی ہے، اس کی انتہا تک (مثلاً ایکسو بیس سال تک) ہر شخص کو پہونچا دے +

دنیا کی بیشتر آبادی میں "درازترین عمر" کی جو مثالیں ملتی ہیں، وہ لگ بھگ ایکسو بیس سال کی ہوتی ہیں۔ اگرچہ شاذ و نادر مثالیں اس سے بڑی بھی پائی گئی ہیں۔ گیلانی کہتا ہے: "اگر کوئی امر مانع نہ ہو، اور تدبیر حفظان صحت کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے، تو دنیا کی بیشتر آبادی میں لوگوں کے جو مزاج پائے جاتے ہیں، وہ ایکسو بیس سال تک پہونچنے کی قابلیت و استعداد رکھتے ہیں"۔

روایات و حکایات میں یہ جو ملتا ہے کہ پہلے زمانہ میں لوگوں کی عمریں بہت زیادہ دراز ہوا کرتی تھیں؛ حتی کہ حضرت نوحؑ کے متعلق منقول ہے کہ اُنکی عمر نوسو سال کے قریب ہوئی ہے؛ اس کے متعلق لوگوں نے جواب دیا ہے کہ اُس زمانہ میں آج کل کی طرح اتنے بڑے سال (۱۲ ماہ کے) نہیں ہوتے تھے۔ مگر دوسرے لوگوں نے اس کا دوسرا جواب دیا ہے، وہ یہ کہ اُس زمانہ میں اوضاع فلکیہ (تاروں اور سیاروں کی وضع اور ان کی چال) کچھ اس قسم کے تھے کہ وہ درازی عمر پر مؤثر ہوتے تھے +

ابدی زندگی قرشی کہتے ہیں: تمام لوگوں کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ موت ایک ضروری چیز ہے؛ اس سے کسی طرح مفر اور چھٹکارہ نہیں۔ ہاں بعض متقدمین مدعیانِ فلسفہ کا خیال ہے کہ دنیا میں ہمیشہ زندہ اور باقی رہنا غیر ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے مخصوص دوائیں تیار کی تھیں، اور ان کو شیشیوں میں حفاظت سے رکھا تھا، جنکے بارہ میں انکا دعویٰ تھا کہ یہ دوائیں موت سے باز رکھنے والی ہیں (از حکایت جالینوس) +

پھر قرشی کہتے ہیں کہ : موت ایک ضروری چیز ہے۔ اور یہ کہ "بقاء دوام" بچند وجوہ منافی حکمت و مصلحت ہے :

(۱) انسان کے بدن کی ترکیب جن عناصر اور اجزاء سے ہوئی ہے، یہ (نفضاء ماحول میں) تفرق و انتشار کے خود طالب ہیں، اور یہ کہ قوتِ مؤثرہ کوئی ان تھک چیز نہیں ہے کہ اس کا فعل بدن میں ہمیشہ جاری رہ سکے ۔

(۲) بدن کی ترکیب جن اجسام سے ہوئی ہے، یہ بخارات بنکر اڑنے کی قابلیت رکھتے ہیں، اور یہ کہ بدل مایتحلل یعنی غذاء کا ایک نہ ایک وقت ختم ہوجانا ضروری ہے، کیونکہ غذاء کے حصول کا ذریعہ بھی کوئی نہ کوئی جسمانی قوت ہی ہے، اور ہر جسمانی قوت ایک نہ ایک دن ختم ہوجانے والی چیز ہے ۔

(۳) انسانی زندگی کے لئے قوتِ غاذیہ کی ضرورت بہرحال ہے : اور قوت غاذیہ کا عمل یقیناً حرارت کے ساتھ ہوتا ہے، اور حرارت کا کام مادّہ کو تحلیل کرنا ہے۔ پھر اس حرارت کا فعل (تجفیف رطوبت وماده) روز بروز امتداد زمانہ کے ساتھ استمرار اور دوام تاثیر کی وجہ سے قوی تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور تحفظ بحفظ مادّہ اور رطوبت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اسکا ایک دن ختم ہوجانا ضروری ہے ۔

(۴) اگر بقاء دوام اور ابدی زندگی کی صورت قائم ہوتی۔ تو اگلے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے ہم لوگوں کی پیدائش کا سامان ہی نہ رہتا یہ لوگ تمام جہان کی غذائیں کھاپی کر ہڑپ کرجاتے۔ اور پھر تنگی بھوک کے تلاش پڑے رہتے؛ نہ ہمیں رہنے کو مکان ملتا، اور نہ کھانے کو غذاء مہیا ہوتی ۔

(۵) اگر کوئی آدمی نہ مرتا، تو یقیناً ظالم کو بھی موت نہ آتی، اور جہان میں ظالم کا ظلم و جور برابر قائم رہتا جو یقیناً حکمت و مصلحت کے منافی ہے۔ ایسی حالت میں نہ مظلوم کو کسی دوسری زندگی میں ظالم سے داد خواہ ہونے کی توقع رہے گی، اور نہ کسی امید پر دنیا کے لوگ دنیاوی لذتوں کو ترک کرکے نیک بننے کی تمنا کرینگے ۔

نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

گیلانی کہتا ہے کہ قرشی کے ان بیان ہی دلائل میں کئی باتیں قابل غور ہیں ۔

بل انما تضمن امرین منع العفونة اصلاً وحماية الرطوبة كى لايسرع اليه التحلل

بلکہ علم حفظ صحت تو محض دو باتوں کا ضامن و کفیل بنتا ہے : (۱) اس علم کے ذریعہ رطوبت غریزیہ کو عفونت سے قطعًا باز رکھا جاتا ہے (یا باز رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے)۔

(۲) رطوبت غریزیہ کی نگہبانی کی جاتی ہے کہ وہ بہت جلد تحلیل نہ ہوجائے (چنانچہ اس مقصد کے لئے ہر قسم کے غیر طبعی تحللات سے روکا جاتا ہے، اور بدل مایتحلل یعنی غذاء مناسب

مقدار میں پہونچائی جاتی ہے)۔

وفی قوتھا ان تبقی الی مدۃ یقتضیہا بحسب مزاجہا الاول

چنانچہ اس رطوبت میں اتنی شان اور قابلیت ہوتی ہے کہ (جب اسکو عفونت اور تحلل زائد سے محفوظ کر لیا جاتا ہے، تو) یہ اس مدت اور اس عمر تک ختم نہیں ہوتی ہے؛ جب تک ہر شخص اپنے ابتدائی اور اصلی مزاج کے لحاظ سے زندہ رہتا ہے۔

ویکون ذلک بالتدبیر الصواب فی استبدال البدن بدل ما یتحلل منہ مقدار الممکن و بالتدبیر المانع من استیلاء اسباب معجلۃ للتجفیف دون الاسباب الموجبۃ للتجفیف و بالتدبیر المحرز عن تولد العفونۃ بحمایۃ البدن و حراستہ عن استیلاء حرارۃ غریبۃ خارجًا او داخلًا

اور اسکے ذرائع (یعنی رطوبت کو عفونت سے بچانے اور تحلل زائد سے باز رکھنے کے ذرائع) تین ہیں: (۱) بدن کے بدل ما یتحلل حاصل کرنے کے حتی الامکان صحیح تدابیر اختیار کئے جائیں۔ (۲) جن اسباب سے رطوبت کے جلد خشک ہونیکا اندیشہ ہے، ان کے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ (۳) ایسے تدابیر و ذرائع اختیار کئے جائیں کہ بدن میں عفونت لاحق نہ ہو؛ جس کی صورت یہ ہے کہ بدن کی نگہداشت کی جائے، اور بیرونی یا اندرونی طور پر بدن کے اندر حرارت غریبہ کا غلبہ اور حملہ نہ ہونے دیا جائے۔

اذ لیست الابدان کلہا متساویۃ فی قوۃ الرطوبۃ الاصلیۃ والحرارۃ الاصلیۃ بل الابدان مختلفۃ فی ذلک

اسلئے کہ تمام لوگ رطوبت اصلیہ اور حرارت اصلیہ کی قوت (مذکورہ بالا شان و قابلیت) کے لحاظ سے باہم مساوی اور ایک جیسے نہیں ہوتے (کہ سب کی عمریں برابر ہوں)؛ بلکہ لوگ اس بارہ میں اختلاف رکھتے ہیں (بعض لوگوں کی رطوبت جلد خشک ہو جاتی ہے، اور بعض لوگوں کی دیر میں؛ اور اسی لحاظ سے ان کی عمریں دراز ہوتی ہیں؛ چنانچہ شیخ کہتے ہیں:)۔

ولکل بدن حدٌّ فی مقاومۃ الجفاف الواجب یقتضیہ مزاجہ وحرارتہ الغریزیۃ ومقدار رطوبتہ الغریزیۃ لا یتعداہ

اور ہر بدن میں اس لازمی جفاف و تحلیل سے (جس سے چھٹکارہ کی صورت نہیں) مقابلہ کرنے کی ایک معین حد اور ایک مقررہ اندازہ ہوتا ہے، جو حسب تقاضائے مزاج اصلی حسب تقاضائے حرارت غریزیہ، اور حسب تقاضائے مقدار

ولكن قد يسبقه بوقوع اسباب رطوبت غریزیہ (کم وبیش) ہوتا ہے۔ جس حد سے کوئی شخص معينة على التجفيف او مهلكة بوجه آگے تجاوز نہیں کر سکتا (اور اس معین مدت سے زیادہ آخر جی نہیں سکتا)؛ بلکہ بعض اوقات اُس حد سے پہلے ہی اُسکا خاتمہ ہوجاتا ہے (اور وہ شخص گویا قبل از وقت مرجاتا ہے)، جسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بعض اوقات ایسے اسباب لاحق ہوجاتے ہیں جو رطوبت غریزیہ کے (قبل از وقت) خشک اور تحلیل کرنے میں امداد کرتے ہیں (مثلاً غیر طبعی حرکات، اعراض نفسانیہ استفراغات وغیرہ جو زندگی میں پیش آیا کرتے ہیں) یا وہ اسباب کسی دوسرے طور پر باعث ہلاکت ہوتے ہیں (مثلاً ڈوبنا، گھٹنا، کٹ کر مرجانا، وغیرہ)

اس بیان کا ماحصل یہ ہوا کہ موت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ موت جو حسب تقاضائے مزاج رطوبت غریزیہ کے لازمی تحلل سے واقع ہوتی ہے، جس میں کوئی غیر طبعی سبب قبل از وقت تحلل کا سبب نہیں بنتا ہے، اور نہ قبل از وقت کسی دوسرے سبب سے موت آتی ہے۔

(۲) وہ موت جو ایسے اسباب سے واقع ہوتی ہے، جو قبل از وقت تحلل زائد کے باعث بنتے ہیں، مثلاً غیر طبعی حرکات، اعراض نفسانیہ، استفراغات، جو زندگی میں پیش آیا کرتے ہیں۔

(۳) وہ موت جو دیگر اسباب مہلکہ اور اتفاقی سانحات سے واقع ہوا کرتی ہے، مثلاً ڈوبنا، تلوار سے کٹنا، وغیرہ۔

اس کتاب کے ابتدائی حصے میں یہ معلوم ہوچکا ہے کہ شیخ کے نزدیک "طبعی موت" وہی پہلی قسم ہے، جسکی مدت ہر شخص کے لئے، اُس کے مزاج کے لحاظ سے، الگ الگ مقرر ہے۔ مگر بہت سے لوگ دوسری موت کو "طبعی موت" کہا کرتے ہیں، اور "عارضی موت" تیسری قسم کو، جو اتفاقی حادثات سے پیش آیا کرتی ہے۔ (گیلانی) چنانچہ شیخ فرماتے ہیں۔

وكثير من الناس يقول ان الآجال الطبيعية هي هذه وان الآجال العرضية هي اخرى

بہت سے لوگ آجال طبعیہ (طبعی موتیں) اُنہیں موتوں کو کہا کرتے ہیں (جو زندگی کے ایسے اسباب تحلل سے لاحق ہوا کرتی ہیں، جو تحلل زائد کے باعث بنا کرتے ہیں)؛ اور آجال عرضیہ دوسری موتوں کو (جو مہلک اسباب اور اتفاقی سانحات کی وجہ سے لاحق ہوا کرتی ہیں۔ حالانکہ صحیح

وہی خیال ہے، جسکو شیخ ابتدائے کتاب میں ظاہر کر چکا ہے؛ یعنی "طبعی موت" وہی ہے، جو رطوبت غریزیہ کی طبعی اور ضروری تحلیل سے واقع ہو، اور جس میں ایسے اسباب شریک نہ ہوں، جو قبل از وقت تحلیل کے باعث بنتے ہیں) +

وکان صناعة حفظ الصحة هي المبلغة بدن الانسان هذا السن الذي يسمى اجلاً طبيعياً على حفظ الملائمات

چنانچہ "علم حفظ صحت" ہی کا یہ فریضہ ہے کہ وہ بدن انسان کو مناسب امور کے تحفظ سے (اور اسباب ستہ ضروریہ کی مناسب پابندیوں کے ذریعہ) اُس عمر تک پہونچا دے، جو اسکے لئے ایک طبعی مدت (اجل طبعی) ہے +

وقد وُكلّ بهذا الحفظ قوتان يخدمها الطبيب

ان امور مذکورہ کے تحفظ کی وکیل وکفیل دو قوتیں ہیں اور حفظان صحت میں طبیب (دراصل) انہی دونوں قوتوں کی خدمت کرتا ہے (اور طبیب کے تمام تدابیر، مساعی اور جد و جہد کا ماحصل محض یہی ہوتا ہے:)

احدهما طبيعية وهي الغاذية فيخلف بدل ما يتحللُ من البدن الذي جوهره الى الارضية والمائية والثانية حيوانية وهي القوة النابضة فيخلف بدل ما يتحللُ من الروح الذي جوهره هوائي وناري

ایک قوت "طبعیہ" یعنی غاذیہ ہے، جو بدن کے اُن اجزاء (اعضاء) کے تحللات کا بدل وعوض حاصل کرتی ہے؛ جنکے جوہر میں اجزاء ارضیہ اور مائیہ کا غلبہ ہوتا ہے؛ اور دوسری "قوت حیوانیہ" یعنی قوت نابضہ ہے، جو روح کے تحللات کا بدل وعوض حاصل کرتی ہے، جس کا جوہر ہوائی اور ناری ہے (یعنی جسکے جوہر میں اجزاء ہوائیہ اور ناریہ کا غلبہ ہے) +

ان دونوں قوتوں کے افعال جب تک پورے طور پر درست ہوتے ہیں، اُس وقت تک دونوں آفتوں (تحلل و تعفن) سے بدن بچا رہتا ہے؛ مناسب غذاء اور ہواء پہونچتی رہتی ہے؛ غذاء اگر اعضاء کے لئے بدل ما یتحلل بنجاتی ہے، تو ہواء روح کے لئے بدل ما یتحلل ہے +

اب شیخ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قوت غاذیہ کی بدن کو ضرورت کیا ہے، اور یہ کہ قوت غاذیہ مواد غذائیہ میں کیا عمل کرتی ہے +

ولما لم يكن الغذاء شبيهاً بالمغتذي

چونکہ غذائیں (جنکو ہم کھاتے ہیں)، مغتذی

بالفعل خلقت القوة المغيرة لتغير الاغذية الى مشابهة المغتذيات بالفعل بل الى كونها غذاءً بالفعل و بالحقيقة

مغتذی کے (یعنی اعضاء کے) مشابہ نہیں ہوتیں (بلکہ ان اغذیہ کے اور اعضاء کے درمیان جوہر و کیفیت کے لحاظ سے بہت کچھ اختلاف ہوا کرتا ہے)، اس لئے ایک ایسی قوت بدن کے اندر بنا دی گئی ہے؛ جو ان غذاؤں میں تغیرات پیدا کرکے بالفعل مغتذی کے (یعنی غذاء حاصل کرنے والے اعضاء کی) مشابہ بنا دے۔ — (نہیں) — بلکہ انہیں بالفعل حقیقی غذا بنا دے۔

گوشت اور روٹی وغیرہ جو ہم کھاتے ہیں، اور جنکو ہم "غذاء" کہا کرتے ہیں، یہ بالفعل غذاء نہیں ہیں، اور نہ "یہ حقیقی غذاء" ہیں؛ بلکہ ان کو ہم مجازاً اس وجہ سے غذاء کہتے ہیں کہ ان میں حقیقی اور بالفعل غذا بننے کی قابلیت ہوتی ہے۔ یہ غذائیں حقیقت میں "بالقوہ" ہیں۔ غذاء "بالفعل" تو اُسے کہتے ہیں جو عضو مغتذی کے مشابہ ہر لحاظ سے ہو؛ کیا بلحاظ کیفیت، اور کیا بلحاظ جوہر۔ اور یہ ظاہر ہے کہ روٹی اور گوشت وغیرہ ہر لحاظ سے ہمارے اعضاء سے مشابہ نہیں ہوتے؛ ہاں جب یہ بدنی اخلاط و رطوبات میں تبدیل ہو جاتے ہیں، اور پھر ان میں سلسلۂ تغیرات جاری رہتا ہے، تو یہ بتدریج اعضاء کی ساخت سے مشابہ ہوتے چلے جاتے ہیں، حتیٰ کہ جب پورے طور پر عضوی ساخت کے مشابہ ہو جاتے ہیں، تو اس عضو کی ساخت میں شامل ہو کر اسکا جزء ہو جاتے ہیں +

وخلق لذلك آلات و مجاری هی للجذب والدفع والامساك والهضم

چنانچہ اس مقصد کے لئے (یعنی اس مقصد کے لئے کہ وہ قوت غذاؤں کو بالفعل حقیقی غذاء بنا دے) چند آلات و مجاری جذب، دفع، امساک، اور ہضم کے لئے بنا دیے گئے ہیں (تاکہ ان کی مدد سے مناسب مواد کا انجذاب ہو سکے، فضلات اعضاء سے خارج ہو سکیں، مناسب مواد کو اعضاء اور ساختوں کے اندر روکا جا سکے، اور قوت ہاضمہ ان مواد میں مناسب تغیرات کر سکے، اس کے بعد قوت مغیرہ۔ یا بالفاظ دیگر، قوت غاذیہ ان مواد کو جزء بدن بنا سکے)+

گیلانی کہتا ہے کہ چونکہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ زندگی کا دار و مدار قوت نابضہ (قوت حیوانیہ) پر ہے، اس لئے شیخ نے اس کے ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہ سمجھی +

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ قوتِ حیوانیہ، جس سے قلب متحرک رہتا ہے، اور جس سے نسیم اور خون شریانی تمام اعضاء میں پہونچتا ہے، جب اپنا کام نہ کریگی، تو ظاہر ہے کہ اعضاء سے قوتِ حیات باطل ہوجائیگی، اور جب اعضاء سے قوتِ حیات باطل ہوجائے گی، تو یہ بھی ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا تغیرات، جنکو قوتِ غاذیہ کا فعل کہا گیا ہے، بھی باطل ہوجائینگے ۔

فنقول إنّ ملاك الامر في صناعة حفظ الصحة هو تعديل الاسباب العامة اللازمة المذكورة واكثر العناية بها هو في تعديل امور سبعة تعديل المزاج واختيار ما يتناول وتنقية الفضول وحفظ التركيب واصلاح المستنشق واصلاح الملبوس وتعديل الحركات البدنية والنفسانية ويدخل فيها بوجهٍ ما النوم واليقظة

(ان سارے امور کے بتانے کے بعد) اب ہم کہتے ہیں کہ "صناعتِ حفظِ صحت" (علم حفظانِ صحت) کا دارو مدار اُن عام اور ضروری اسباب (اسبابِ ستۂ ضروریہ) کی تعدیل (میانہ روی) پر ہے، جنکا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ ان اسباب میں سے بھی زیادہ تر توجہ (مندرجۂ ذیل) سات امور کی تعدیل کی طرف کی جاتی ہے (یعنی حفظانِ صحت کے اصول کے لحاظ سے مندرجۂ ذیل سات امور میں میانہ روی کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے): (۱) مزاج انسانی کو (مناسب ہوا وغیرہ سے) اعتدال پر قائم رکھنا —— (۲) مناسب ماکول ومشروب کا اختیار کرنا —— (۳) بدنی فضلات کا تنقیہ —— (۴) بدنی ترکیب (اور عضوی ساخت) کی حفاظت —— (۵) ہوائے مستنشق کی اصلاح —— (۶) ملبوسات[1] بدنی کی اصلاح (یعنی اُن چیزوں کی اصلاح جو بدن سے مس کرتی ہیں، جن میں لباس بھی شامل ہے) —— (۷) بدنی اور نفسانی حرکات کی تعدیل (میانہ روی)؛ اور نیند اور بیداری انہیں بدنی اور نفسانی حرکات میں کسی نہ کسی طرح داخل ہے (کیونکہ یہ بتایا جاچکا ہے کہ نیند سکون سے مشابہ ہے، اور بیداری حرکت سے)۔

الملبوس

وانت تعرف مما سلف بيانه انه لا للاعتدال حدٌّ واحدٌ ولا للصحة

گذشتہ بیان میں (بحث مزاج میں) تمھیں یہ معلوم ہوچکا ہے کہ نہ اعتدال کے لئے کوئی ایک معین حد ہے (یعنی اعتدال کے لئے کوئی واحد نقطہ مقرر نہیں ہے، جس میں

[1] بہ نسخۂ دیگر: "ملبوسات (لباس) کی اصلاح"۔

وسعت اور گنجائش نہ نکل سکے)۔ اور نہ صحت کا یہ حال ہے (کہ ہمیشہ ایک ہی نقطہ پر ہوا کرے، بلکہ مزاج معتدل یا مزاج صحیح ایک کافی وسعت رکھتا ہے، اور کمی و بیشی کے لحاظ سے یہ دو حدوں سے گھرا رہتا ہے۔ چنانچہ مختلف لوگ باوجود باہم مختلف المزاج ہونے کے صحیح اور تندرست پائے جاتے ہیں)۔

ولا ایضا کل واحد من المزاج داخل فی ان یکون صحۃ ما او اعتدالا ما فی وقت ما بل الامر بین الامرین

اسی طرح یہ بھی درست نہیں ہے کہ ہر مزاج کسی نہ کسی وقت کسی نہ کسی صحت میں، یا کسی نہ کسی اعتدال میں داخل ہو (چنانچہ بہت سے لوگوں کے مزاج ملتے ہیں، جو صحت اور اعتدال سے خارج ہوتے ہیں): بلکہ معاملہ ان دونوں باتوں کے بیچ میں ہے۔

یعنی نہ اعتدال وصحت اتنی تنگ چیز ہے کہ سب ایک ہی نقطہ پر ہوں، اور اس میں گنجائش نہ نکل سکے اور نہ اسقدر وسیع ہے کہ جو مزاج بھی ملے، وہ سب حدود اعتدال وصحت میں داخل ہوجائیں۔ بلکہ معاملہ ان دونوں باتوں کے لحاظ سے بیچ میں ہے: یعنی اعتدال وصحت میں ایک کافی گنجائش ہوتی ہے، جس بنا پر بہت سے مزاج باوجود اختلاف رکھنے کے صحیح وتندرست ہوتے ہیں، اور بہت سے مزاج حدود اعتدال وصحت سے خارج ہوکر "مزاج مریض" کی حد میں داخل ہوجاتے ہیں۔

فلنبدأ اولا بتعلیم تدبیر المولود المعتدل المزاج فی الغایۃ

(اس تمہید کے بعد) اب ہمیں اولاً ایسے بچے کی تدبیر بتانی چاہیے، جو مزاج کے لحاظ سے پورے طور پر معتدل پیدا ہوا ہو (رہے بچوں کے امراض، تو انکا ذکر تیسری فصل میں آتا ہے)۔

التعلیم الاول فی التربیۃ

تعلیم اول: (بچوں کی) تربیت

وھو اربعۃ فصول

اس تعلیم میں چار فصلیں ہیں۔

الفصل الاول فی تدبیر المولود کما یولد الی ان ینھض

فصل اول: تدبیر مولود، پیدائش سے کھڑے ہونے تک

اما تدبیر الحوامل واللواتی یقاربن

رہی حاملہ عورتوں، اور ان عورتوں کی تدبیر،

الولادة فسنکتبہ فی الاقاویل الجزئیة

جنکے ولادت کے دن قریب ہوں، تو اسکا بیان عنقریب جزئی مباحث میں (معالجات قانون میں) آنے والا ہے (اور وہیں جنین کا حفظان صحت بھی لکھا جائیگا) +

واما المولود المعتدل المزاج اذا ولد فقد قال جماعة من الفضلاء انه یجب ان یبدأ اول شئ فیقطع سرّتہ فوق اربع اصابع وتُربَطُ بصوف نقی فُتِلَ فتلاً لطیفاً کی لا یولمہ ویوضع علیھا خرقة مغموسة فی الزیت

جب بچہ پیدا ہو، اور وہ بلحاظ مزاج کے معتدل ہو (یعنی وہ بچہ تندرست اور صحیح پیدا ہو، اور اسکا سانس جاری ہو) تو اس کے لئے فاضل اطباء کی ایک جماعت کی ہدایت کے مطابق سب سے پہلے جو تدبیر کی جائیگی، وہ یہ ہے کہ بچہ کی ناف (یعنے ناف سے لگی ہوئی نال) چار انگل اوپر سے کاٹ جائے، اور اسکے بعد (نال کو ناف سے متصل ایک انگلی کے فاصلہ پر) ایک پاک صاف اون سے (اونی ڈورے سے) باندھا جائے جسے ہلکا سا بٹ لیا گیا ہو، تاکہ بچہ کو (ڈورہ کی سختی سے) کوئی تکلیف نہ پہونچے۔ پھر اس پر روغن زیتون سے تر کیا ہوا خرقہ (کپڑا) رکھدیں +

گاہے نال کو کاٹنے سے پہلے ہی دو مقام سے باندھ لیتے ہیں، ایک بچہ کی ناف سے متصل، اور دوسرا تین چار انگل اوپر۔ پھر ان دونوں گرہ ہوں کے بیچ میں نال کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ اس عمل کی وجہ سے مشیمہ اور بچہ کے جریان خون کا اندیشہ جاتا رہتا ہے +

ہندوستان میں بسا اوقات روغن زیتون کی بجائے کپڑہ کو سرسوں کے تیل میں تر کرتے ہیں، پھر یہ دھجی جو ناف پر رکھی جاتی ہے، بقول گیلانی اس کے لئے "کتان" بہتر ہے۔ لیکن کتان کا بدل ہم ململ استعمال کرسکتے ہیں۔ علی ہذا یہ تیل اور کپڑا اصولی طور پر پاک اور صاف ہونے چاہئیں، ورنہ کٹی ہوئی ناف میں عفونت، ورم، اور تقرح کا اندیشہ ہے۔ تیل میں دھجی کو ڈالکر اگر خوب گرم کرلیا جائے، تو اس سے تعفن کا اندیشہ بہت کم ہوجاتا ہے +

ومما امر بہ فی قطع السرة ان یوخذ عروق الصفر ودم الاخوین والانزروت والکمون والاشنة المراجزاء سواء ویسحق ویذر علی سرتہ

ناف کاٹنے میں یہ بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ ہلدی، دم الاخوین، انزروت، زیرہ، اُشنہ، سب دوائیں ہموزن لیکر باریک پیس لیں، اور کٹی ہوئی ناف پر چھڑکدیں +

یہ دوائیں، جنکو ناف پر چھڑکنے کی ہدایت کی گئی ہے، جراحات کے لئے مفید ہیں، خون بند کرکے زخم کو جلد خشک کردینگی، اور تازہ زخم کو تلوث عفونت سے باز رکھینگی +

ان دواؤں کے چھڑکنے کے بعد اس طرح پٹی باندھ دیں کہ ناف دبی رہے، تاکہ نتو السرہ یعنی ان کے ابھر آنے کا اندیشہ نہ رہے؛ ورنہ بہت سے بچوں میں ناف باہر ابھر آتی ہے، اور شکم پر یہ بُرا منظر نظر آتا ہے +

ناف کاٹنے سے پہلے ہی اگر بچہ کے منہ کو چیپ دار بلغم سے صاف کر لیا جائے۔ تو مناسب ہے +

ویبادر الی تملیح بدنہ بماء الملح الرقیق لیصلب بشرتہ ویقوی جلدتہ

اسکے بعد بشرہ کو سخت اور جلد کو قوی کرنے کے خیال سے جلد تر بچہ کے بدن کی تملیح کی جائے۔ یعنی بچہ کے بدن پر نمک کا رقیق پانی (جس میں زیادہ نمک نہ ہو) لگایا جائے +

بچہ میں بمقابلہ بچی کے کس قدر زیادہ نمک ملایا جاتا ہے۔ نمک کم ملانے کی ہدایت اسلئے کی جاتی ہے کہ نمک کی حدت وقوت سے بچہ کی جلد میں زیادہ تکلیف نہ پہونچے +

واصلح الاملاح ماخالطہ شئ من شادنج وقسط وساق وحلبۃ وصعتر

بہترین نمک اس مقصد کے لئے وہ ہو سکتا ہے، جس میں کسی قدر شادنج، قسط، ساق، حلبہ (میتھی)، اور صعتر کی آمیزش ہو +

اس موقعہ پر نمک جس مقصد سے استعمال کیا جاتا ہے، ان دواؤں کی آمیزش سے یہ مقصد بہتر طریقہ پر حاصل ہوتا ہے، اور نمک کا فعل ان کے فعل سے ملکر قوی ہو جاتا ہے؛ کیونکہ یہ دوائیں محلل، قابض، اور مجفف ہیں +

ولا یملح انفہ ولا فمہ

لیکن بچہ کی ناک اور اس کے منہ کو اس نمک سے بچایا جائے (کیونکہ ناک اور منہ کی غشا نمک کی تیزی کی متحمل نہیں ہو سکتی اور نہ ان جھلیوں میں اس کی حاجت ہے کہ ان میں سختی پیدا کی جائے) +

والسبب فی ایثارنا تصلیب بدنہ انہ فی اول الولادۃ یتاذی من کل ملاق یستخشنہ ویستبردہ وذلک لرقۃ بشرتہ وحرارتہ فکل شئ عندہ بارد وصلب وخشن

بچہ کے بدن (اور اس کی جلد) کو ہم سخت کرنا کیوں چاہتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو چیزیں بچہ کے بدن سے لگتی ہیں، ابتدائے پیدائش میں (نازک ہونے کی وجہ سے) بچہ کا بدن ہر چیز کو کھردرا اور ٹھنڈا محسوس کرتا ہے (اور تمام چیزوں سے اُسے تکلیف پہونچتی ہے)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نوزائیدہ بچہ کا بشرہ رقیق ہوتا ہے، اور نوزائیدہ بچہ گرم ہوتا ہے (کیونکہ

وہ ابھی گرم مقام سے باہر نکلا ہے۔ اور ابھی تک اُسے کسی ٹھنڈی چیز کی ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا ہے)، اسلئے اُس کے نزدیک (بیرونی دنیا کی) ہر چیز ٹھنڈی، سخت اور کھردری ہے +

وان احتجنا الی ان نکرر تملیحہ و ذلک اذا کان کثیر الوسخ والرطوبۃ فعلنا ثم نغسلہ بماء فاتر و ننقی منخریہ دائما باصابع مقلمۃ الاظفار ویقطر فی عینیہ شیئ من الزیت

اگر نوزائیدہ بچہ کے بدن پر میل کچیل اور رطوبت زائد ہونے کی وجہ سے مکرر تملیح کی ضرورت واقع ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، تملیح کے بعد بچہ کو نیم گرم پانی سے نہلانا چاہئے۔ اور بچہ کے نتھنوں کو ہمیشہ انگلیوں سے، جنکے ناخن کٹے ہوئے ہوں صاف کرتے رہنا چاہئے۔ اور کسی قدر روغن زیتون بچہ کی آنکھ میں ٹپکا دینا چاہئے +

ویدغدغ دبرہ بالخنصر لینفتح

بچہ کی مقعد میں چھوٹی انگلی داخل کر کے گدگدانا چاہئے تاکہ راستہ کھل جائے (اور بچہ کا مخصوص پائخانہ معا مستقیم سے خارج ہو جائے، جو پورے مرحلۂ حمل میں بند پڑا رہتا ہے)+

بچہ جب تک رحم کے اندر پڑا رہتا ہے، اُس وقت تک نہ منہ سے کچھ کھاتا پیتا ہے، نہ دبر سے پائخانہ پھرتا ہے، اور نہ ناک اور منہ سے سانس لیتا ہے۔ اس لئے جب بچہ پیدا ہوتا ہے، تو تبرز کے لئے گدگدانے کی ضرورت پڑتی ہے، تاکہ راستہ کھل جائے۔ جو ابتک بند پڑا ہوا تھا، اور اس نئے راستہ سے براز چل نکلے +

ویتوقی ان یصیبہ برد

اس کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ بچہ کو ٹھنڈ لگنے نہ پائے +

فاذا سقطت سرتہ و ذلک بعد ثلثۃ ایام او اربعۃ فالصواب ان یذر علیہ رماد الصدف او رماد عرقوب العجل او الرصاص المحرق مسحوقا ایھا کان بالشراب

جب بچہ کی ناف گر جائے، جو (عموماً) تین چار روز میں گرا کرتی ہے، تو اس وقت مناسب یہ ہے کہ خاکستر صدف، یا خاکستر عرقوب عجل (بچھڑے کی ایڑی کی نس) یا قلعی سوختہ، ان میں سے کوئی ایک چیز لیکر اور باریک کر کے شراب کے ساتھ (یعنی پہلے شراب لگا کر) ناف پر چھڑک دی جائے +

واذا اردنا ان نقمطہ فیجب

بچہ کی تقمیط

جب بچہ کی تقمیط[1] کی جائے (یعنی جب بچہ کے ہاتھ

---

[1] تقمیط کا رواج ہمارے ملک میں نہیں ہے۔ شاید ایران، بلخ و بخارا وغیرہ میں اسکا رواج ہو +

ان تبدأ القابلة وتغمز اعضاءه بالرفق فتعرض ما يستعرض وتدقق ما يستدق وتشكل كل عضو على احسن شكله كل ذلك بغمز لطيف باطراف الاصابع وتتوالى في ذلك معاودات متوالية

پاؤں پٹی سے باندھے جائیں)، تو قابلہ (دایہ) کو چاہئے کہ پہلے نرمی اور آہستگی سے بچہ کے اعضاء کو دبا دبا کر ٹھیک کرے: یعنی جن اعضاء کو چوڑا ہونا چاہئے، اُنہیں چوڑا کرے، اور جن اعضاء کو باریک اور دقیق ہونا چاہئے اُنہیں باریک کرے، اور ہر عضو کو (اپنے ہاتھوں کی مہارت سے) اُسکی بہترین شکل پر لے آئے۔ یہ سارے کام نہایت نرمی اور آہستگی سے انگلیوں کے سروں کے ذریعہ دبا دبا کر کئے جائیں، اور چند روز تک اس عمل کو دوہرایا جائے ۔

وتديم مسح عينيه بشئ كالحرير وغمز مثانته ليسهل انفصال البول عنها

قابلہ کو چاہئے کہ بچہ کی آنکھیں ریشم جیسی کسی (نرم و نازک) چیز سے برابر پوچھتی رہے، اور (پیشاب کراتے وقت) بچہ کے مثانہ کو دبا دیا کرے، تاکہ مثانہ سے پیشاب بہ آسانی خارج ہو سکے ۔

ثم تفرش يديه وتلصق ذراعيه بركبتيه

پھر قابلہ کو چاہئے کہ (تقمیط کے وقت) بچے کے دونوں ہاتھوں کو پھیلا دے، اور ان کو دونوں زانوؤں سے ملا دے (تاکہ دونوں ہاتھ سیدھے رہیں، اور بندش کی وجہ سے ان میں کجی نہ آسکے) ۔

وتعممه او تقلنسه بقلنسوة مهندمة على رأسه

بچے کے سر پر پگڑی باندھ دی جائے، یا ٹوپی پہنائی جائے، جو سر پر ٹھیک بیٹھ جائے ۔

آملی کہتا ہے: تاکہ سر کی شکل محفوظ رہے، اور تاکہ بچے کے دماغ میں ٹھنڈک نہ لگے ورنہ اُسے نزلہ ہو جائے گا ۔

وتنومه في بيت معتدل الهواء ليس ببارد

بچہ کو سُلانا بچہ کو ایسے کمرہ میں سلایا جائے، جس کی ہوا معتدل ہو، ٹھنڈی نہ ہو ۔

بچے کو چت سلانا بہتر ہے۔ کروٹ پر سلانے سے شانہ کی شکل کے بگڑ جانے کا اندیشہ، اور پیٹ سلانے سے بچے کے سانس سینہ میں تنگی واقع ہوتی ہے۔ پھر جب نیند سے بیدار ہو، تو قنداق کھول دیا جائے، تاکہ اس کی بندش کی گھٹن سے نجات ملے، اور اُسکے فضلات خارج ہوسکیں ۔ گیلانی

ویجب ان یکون البیت الی الظل والظلمة ما ھو ولا یسطع فیہ شعاع غالب

یہ بھی ضروری ہے کہ بچہ کی خوابگاہ سایہ دار اور تاریک سی ہو، (یعنی) جس میں تیز شعاعیں نہ چمک رہی ہوں +

موسم سرما میں ہماری عورتیں بچہ کو دھوپ میں سلاتی ہیں، اور اسکو تجربۃً مفید سمجھتی ہیں۔ مترجم

ویجب ان یکون راسہ فی مرقدہ اعلی من سائر جسدہ ویحذر ان یلوی مرقدہ شیئا من عنقہ و اطرافہ وصلبہ

یہ بھی ضروری ہے کہ بستر پر بچے کا سر اسکے سارے جسم سے اونچا رہے۔ (جسکی صورت یہ نہیں ہے کہ بچہ کے سرہانے تکیہ رکھا جائے، اس سے بچہ کی گردن مڑ جاتی ہے؛ بلکہ پلنگ کے سرہانے کو بلند رکھا جائے۔) اور اسکا خیال بھی ضروری ہے کہ بچہ کو بستر پر اس طرح نہ سلایا جائے، جس سے اسکی گردن، یا ہاتھ پاؤں، یا پیٹھ ٹیڑھی ہو جائے۔ (مثلاً اُسکی پگڑی یا ٹوپی سوتے وقت اس طرح نہ پڑی رہے کہ اسکی گردن ٹیڑھی رہے)۔

ویجب ان یکون احمامہ بالماء المعتدل صیفا وبالمائل الی الحرارة الغیر اللاذعة شتاء

بچہ کو نہلانا موسم گرما میں بچہ کو معتدل پانی سے (اوسط درجہ کے گرم پانی سے، جو زیادہ گرم نہ ہو) غسل دینا چاہیئے۔ اور جاڑوں میں ایسے پانی سے جو حرارت کی جانب اس سے زیادہ مائل ہو، مگر بہت تیز گرم نہ ہو +

واصلح وقت یغسل ویستحم بہ فیہ ھو بعد نومہ الاطول وقد یجوز ان یغسل فی الیوم مرتین او ثلثا وان ینقل بالتدریج الی ما ھو اضرب الی الفتور ان کان الوقت صیفا واما فی الشتاء فلا یفارق بہ الماء المعتدل الحرارة

غسل وحمام کا زیادہ موزوں اور بہترین وقت وہ ہے جبکہ بچہ لمبی نیند کے بعد بیدار ہوا ہو۔ دن میں دو تین بار تک بچہ کو نہلایا جا سکتا ہے۔ موسم گرما میں یہ بھی مناسب ہے کہ بتدریج پانی کو (اوسط درجہ کی گرمی سے) گھٹاتے گھٹاتے گنگنے پانی کی حد تک لایا جائے۔ (تاکہ گرم پانی سے نہانے کی بچہ کو عادت نہ ہو جائے)۔ لیکن جاڑوں میں اوسط درجہ کے گرم پانی کو ہرگز نہ چھوڑا جائے +

وانما یحمم بمقدار ما یسخن بدنہ ویحمر ثم یخرج ویصان صماخہ عن سبوق الماء الیہ

بچہ کو حمام محض اتنی دیر تک کرایا جائے کہ اس کا بدن گرم اور سرخ ہو جائے۔ اسکے بعد اسے (حمام کے اندر نہ رکھا جائے، بلکہ) حمام سے باہر نکال لیا جائے۔ غسل کے وقت

احتیاط برتی جائے کہ کان کے سوراخ میں پانی نہ چلا جائے +
اس مقصد کے لئے غسل کے وقت کان میں روئی رکھدی جائے ، اور غسل کے بعد اگر یہ گمان ہو کہ کان کے اندر کچھ پانی چلا گیا ہے ، تو اسے چوس کر خارج کر دیا جائے +

ویجب ان یکون اخذہ وقت الغسل علی ھذہ الصفۃ یوخذ بالید الیمنی علی الذراع الایسر معتمداً علی صدرہ دون بطنہ

نہلاتے وقت بچہ کی گرفت اس طرح ہونی چاہئے کہ قابلہ اپنے دائیں ہاتھ سے بچہ کو پکڑ کر اپنی بائیں کلائی پر اس طرح رکھدے کہ بچہ کا سینہ قابلہ کی بائیں کلائی پر رہے بچہ کا پیٹ کلائی پر نہ رہے ۔ (گرفت کی یہ صورت اس وقت کی ہے ، جبکہ بچہ کے پچھلے اعضاء کو دھونا ہو ۔) +

ویجتھد فی وقت الغسل ان یلزم راحتاہ ظھرہ وقدماہ رأسہ بلطف ورفق

غسل کے وقت (یعنی بچہ کے اگلے اعضاء کے دھونے کے وقت حتی الامکان) اس امر کی کوشش کی جائے کہ نرمی اور سہولت کے ساتھ غسل دینے والے کی دونوں ہتھیلیاں بچہ کی پشت سے لگی رہیں ، اور بچہ کا سر اسکے دونوں قدم سے ، (تاکہ بچہ پلٹ کر گرنہ پڑے) +

اسکی صورت گیلانی نے اس طرح بتائی ہے کہ " قابلہ اپنی ٹانگوں کو ملا کر پھیلا دے ۔ اور ران پر بچہ کو اس طرح لٹا دے ، جس طرح پلنگ پر لٹانے کے لئے ہدایت کی گئی ہے ۔ (یعنی چت لٹا دے) اور ٹانگوں پر بچہ کو اس طرح لٹا دے کہ بچہ کا سر قابلہ کے دونوں قدم کی پشت سے لگا رہے " یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں پانی ڈالنے والا دوسرا ہی آدمی ہوگا +

ثم ینشفہ بخرقۃ ناعمۃ ویمسحہ بالرفق ویضجعہ اولاً علی بطنہ ثم علی ظھرہ ولا یزال مع ذلک یمسحہ ویغمزہ ویشکل ثم یرد فیعصب فی خرقۃ ویقطر فی انفہ الزیت العذب فانہ یغسل عینیہ و طبقاتھا

اس کے بعد نرمی کے ساتھ بچہ کا بدن کسی ملائم کپڑے سے پونچھکر خشک کر دیا جائے ، اور اسکے بعد اسے پہلے پیٹ کے بل (پٹ) لٹا دیا جائے ، پھر پشت کے بل (چت) اس کے ساتھ ساتھ (یعنی بچہ کے بدن کو پونچھنے اور لٹانے کے ساتھ ساتھ) برابر بچہ کے اعضاء کو پونچھتے رہیں ، ملتے رہیں اور شکل درست کرتے رہیں ، اور ہر عضو کو اس کی وضع اور شکل پر لانے کی (تقمیط کی طرح) کوشش کریں ۔ اور اسکے بعد کسی کپڑے کی پٹی (قماط) باندھ دیں ۔ اور بچہ کی ناک

میں روغن زیتون شیریں ٹپکا دیں۔ اس سے آنکھ اور اسکے
طبقات دُھل جاتے ہیں +

الفصل الثامنہ فی تدبیر الرضاع والنقل — فصل (۲) بچہ کی رضاعت اور تغذیہ کی تدابیر

اس فصل میں دو باتوں کا تذکرہ ہے: (۱) تدبیر رضاعت، یعنی دودھ پلانے کی تدابیر و ہدایات۔
(۲) دودھ پلانے کے زمانہ میں اور اس کے بعد بچہ کو دودھ سے دوسری بھاری غذاؤں، مثلاً روٹی، چاول،
دال وغیرہ پر لگانا۔ یعنی دودھ سے دوسری غذاؤں کی طرف بچہ کو منتقل کرنا +

واما کیفیۃ ارضاعہ وتغذیتہ فیجب ان یرضع ما امکن بلبن امہ فانہ اشبہ الاغذیۃ بجوھر ما سلف من غذائہ وھو فی الرحم اعنی طمث امہ فانہ بعینہ ھو المستحیل لبنا وھو اقبل لذلک وآلف لہ حتی انہ قد صح بالتجربۃ ان القام حلمتی امہ عظیم النفع جداً فی دفع ما یوذیہ

بچہ کی رضاعت اور اصول تغذیہ کے بارہ میں مندرجۂ ذیل ہدایات پر کاربند ہونا چاہئے: (۱) جہاں تک ممکن ہو یہ ضروری ہے کہ بچہ کو اس کی اپنی ماں کا دودھ پلایا جائے؛ کیونکہ بچہ رحم مادر میں جس غذا سے اب تک تغذیہ حاصل کرتا رہا ہے، یعنی ماں کا خون حیض، اس کے جوہر سے ماں ہی کا دودھ بمقابلہ دوسری غذاؤں کے زیادہ مشابہ اور مماثل ہوسکتا ہے؛ اسلئے کہ وہی ماں کا خون (جو حیض کی صورت میں عروق سے خارج ہوا کرتا ہے) چھاتیوں میں آکر دودھ کی شکل میں تبدیل ہوجاتا ہے، جو بچہ کے لئے ایک شئی مالوف ہے، اور اسکو بچہ کی طبیعت زیادہ گرم جوشی اور توجہ سے قبول کرلیتی ہے۔ حتی کہ یہ بات تجربہ سے پوری اتر چکی ہے کہ بچہ کی اذیتوں کو (جو بہت زیادہ تکلیف دِہ نہ ہوں) دور کرنے کے لئے بچہ کے منہ میں ماں کا سرپستان دیدینا بہت کارگر اور سودمند ثابت ہوتا ہے (اور بچہ اس سے اتنی لذت پاتا ہے کہ دوسری تکلیفوں کو بھول جاتا ہے) +

ویجب ان یکتفی بارضاعہ فی الیوم مرتین او ثلثا

(۲) یہ بھی مناسب ہے کہ بچہ کو دن میں صرف دو تین بار ہی دودھ پلایا جائے۔ (یعنی بعض اوقات دن میں صرف دو بار ہی دودھ پلانا کافی ہوتا ہے، اور بعض

اوقات تین بار) +

ولا یبلأ فی اول الامر فی ارضاعہ بارضاع کثیر — (۳) ابتدائی زمانہ میں بچہ کو زیادہ دودھ نہ پلایا جائے (یعنی اُسکے پیٹ کو یک لخت، بلا فاصلہ دیئے، بھر نہ دیا جائے، کہ بچہ کو گرانی شکم لاحق ہوجائے، بلکہ اس طرح دودھ پلایا جائے کہ جب بچہ دودھ پینے لگے، تو بیچ میں تھوڑا تھوڑا وقفہ دیدیا جائے کہ بچہ تھک نہ جائے، اور وہ آرام لے لیا کرے۔) +

علی انہ یستحب ان یکون من یرضعہ فی اول الامر غیر امہ حتی یعتدل مزاج امہ — (۴) لیکن ابتدائی زمانہ میں اچھا یہ ہے کہ ماں کے سوا کوئی دوسری عورت اُس وقت تک دودھ پلائے، جب تک ماں کا مزاج درست ہو جائے (اور وہ بیشتر عوارض درد و حرارت وغیرہ کے قبیلے سے ساکن ہوجائیں، جو عموماً اس وقت پیدا ہوجایا کرتے ہیں) +

والاجود ان یلعق عسلاً ثم یرضع — (۵) (ولادت کے بعد) بہتر یہ ہے کہ بچہ کو پہلے شہد چٹایا جائے، اس کے بعد دودھ پلایا جائے +

شہد باوجود مرغوب الطبع ہونے کے معدہ کو دھودیتا ہے، بدن میں حرارت پیدا کرتا ہے، اور دودھ کی دیگر رطوبات کے ضرر سے بچاتا ہے +

ویجب ان یحلب من اللبن الذی یرضع منہ الصبی فی اول النہار حلبتان او ثلثۃ ثم یلقم الحلمۃ وخصوصاً اذا کان باللبن عیب — (۶) یہ بھی مناسب ہے کہ صبح کے وقت بچہ کو دودھ پلانے سے پہلے چھاتیوں سے دو تین مرتبہ دباکر دودھ نکال لیا جائے، (تاکہ پہلا دودھ جو سرپستاں کے پاس مجاری لبن میں ہوا کرتا ہے، وہ نکل جائے،) اس کے بعد بچہ کے منہ میں سرپستاں ڈالا جائے، خصوصاً جبکہ دودھ میں کوئی عیب بھی ہو +

اگر ہر مرتبہ دودھ پلانے سے پہلے سرپستاں کو دھو لیا جائے، تو بہت ہی بہتر ہے. اگرچہ ہماری عورتیں اس کی عادی نہیں ہیں؛ لیکن اگر اس کی عادت ڈالیں، تو بچہ کی صحت پر بہت اچھا اثر پڑ سکتا ہے +

والاولی باللبن الردی والحرّیف — (۷) اگر دودھ میں ردائت یا حرافت (چرپرا پن

ان لا ترضعها المرضعة وهي على الريق — اور تیزی) ہو، تو بہتر یہ ہے کہ انّا (مرضعہ) نہار منہ ہونے کی حالت میں دودھ نہ پلائے۔

کیونکہ بھوک اور پیاس کی حالت میں ردی دودھ کی ردائت اور بھی بڑھ جایا کرتی ہے، اور رطوبات غذائیہ و مائیہ کے مخلوط ہو جانے سے دودھ کی ردائت میں ایک حد تک کمی آجاتی ہے۔

ومع ذلك فانه من الواجبات يلزم الطفل شيئين نافعين ايضاً لتقوية مزاجه احدهما التحريك اللطيف والاخر الموسيقى والتلحين الذى جرت به العادة لتنويم الاطفال

بچہ کو لوری دینا

(۸) ان باتوں کے ساتھ ساتھ بچہ کی تقویت مزاج کے لئے دو مفید باتوں کا التزام بھی ضروری ہے: (۱) بچہ کو ہلکے ہلکے ہلانا، اور (۲) اسکے ساتھ گاتے جانا (موسیقی اور تلحین)، جیسا کہ بچوں کے سلانے کے لئے (ہر جگہ عورتوں میں) رواج ہے، (اور جسکو اردو میں "لوری دینا" کہتے ہیں)۔

عام طور پر ہر جگہ رواج ہے کہ بچوں کے سُلانے کے لئے مائیں بچہ کو گود میں لیکر ہلاتی جاتی ہیں، اور ہلکے ہلکے گاتی جاتی ہیں، جس کے ساتھ ڈھول باجہ نہیں ہوتا ہے۔ ان دونوں باتوں سے بچہ جلد سو جاتا ہے۔ اسکے بعد یہ ظاہر ہے کہ بعض بچے لوری سے جلد سو جاتے ہیں، اور بعض دیر میں، یعنی بعض بچوں میں اس عمل کو دیر تک جاری رکھنا پڑتا ہے، اور بعض میں کم؛ اسی طرح مختلف بچوں میں تحریک اور تلحین بلحاظ شدت وضعف اور سرعت وبطوء کے کم و بیش مؤثر ہوتے ہیں۔ اسی امر کو شیخ اب بتانا چاہتے ہیں:

وبمقدار قبوله لذلك يوقف على تهيئة للرياضة والموسيقى احدهما ببدنه والاخر بنفسه

یہ دونوں باتیں (یعنی ہلانا اور گانا شدت وضعف اور سرعت وبطوء کے لحاظ سے) اسی قدر ہوں، جس قدر بچہ قبول کر سکے، (اور اُسے آرام و راحت ملے، نہ اسقدر اُسے زور سے ہلایا جائے کہ بچہ کو تکلیف پہونچے، اور نہ اسقدر خفیف طور پر، کہ بچہ اس سے متأثر ہی نہو۔ یہی حال گانے کا بھی ہے) اسکی واقفیت (کہ کتنے زور سے بچہ کو ہلانا اور اسکو گانا سُنانا مؤثر ہوگا) اس طرح ہو سکے گی کہ بچہ میں ریاضت اور موسیقی کی کتنی قابلیت ہے۔ ان دونوں چیزوں میں سے ایک کا تعلق بدن سے ہے، (یعنی ریاضت کا تعلق بدن اور اعضا سے ہے۔) اور دوسری چیز کا تعلق نفس سے ہے، (یعنی گانے کا تعلق نفس سے ہے۔)

چنانچہ اس کی واقفیت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مختلف مقدار سے یہ دونوں چیزیں استعمال کی جائیں، بتدریج ان کو بڑھایا جائے، اور بچہ کی طبیعت کا تأثر دیکھا جائے۔ اس کے بعد یہ بات بھی درست ہے کہ ان دونوں چیزوں، یعنی ہلانے اور گانے کی استعداد بھی مختلف بچوں میں کم وبیش ہوتی ہے۔ بعض بچے بمقابلہ گانے کے تحریک سے زیادہ خوش ہوتے ہیں، اور بعض اسکے برعکس +

علے ہذا جب بچہ کو لوری سے سلانا مقصود ہو تو گانے میں تیز سُر نہ الاپے جائیں، اور بچہ کو ہلکے طور پر ہلایا جائے۔ اور جب کسی درد وتکلیف سے بچہ کا دھیان بٹانا ہو تو گانے میں تیز نغمے الاپے جائیں، اور تحریک بھی زور سے دی جائے، اور اگر دھیان بٹا کر سلانا بھی ہو تو ان دونوں چیزوں کی تیزی کو بتدریج نرمی سے تبدیل کر دیا جائے۔ گیلانی

فان منع عن ارضاع اللبن والدتہ مانع من ضعفها او فساد لبنها او میلہ الی الترفہ فینبغی ان یختار لہ مرضعۃ علی الشرائط التی نصفها بعضها فی سنها وبعضها فی سحنتها وبعضها فی اخلاقها وبعضها فی هیئۃ ثدیها وبعضها فی کیفیۃ لبنها وبعضها فی مقدار مدۃ ما بینها وبین وضعها وبعضها من جنس مولودها

اگر بچہ کی ماں اپنی کمزوری کی وجہ سے، یا اپنے دودھ کی خرابی کی وجہ سے، یا اس وجہ سے کہ بچہ کی ماں طبعاً عیش وراحت کی طرف مائل ہو، اپنے بچہ کو دودھ نہ پلا سکے، تو کوئی دوسری دودھ پلائی (مرضعہ) اُن شرائط کے مطابق رکھ لی جائے، جنکا تذکرہ ہم ابھی کرنے والے ہیں۔ ان شرائط میں سے (۱) بعض کا تعلق دودھ پلائی کی عمر سے ہے (۲) بعض کا اُس عورت کے سحنہ سے (ڈیل ڈول اور انگلیٹ سے)، (۳) بعض کا اُس عورت کے اخلاق سے (۴) بعض کا اُس عورت کی چھاتی کی ہیئت سے۔ (۵) بعض کا اُس عورت کے دودھ کی کیفیت وحالت سے، (۶) بعض کا اس لحاظ سے کہ اُسے بچہ جنے کتنا عرصہ گذر چکا، اور (۷) بعض کا اس لحاظ سے کہ اُس عورت کا اپنا بچہ کس جنس سے ہے (وہ بچہ ہے، یا بچی) +

گیلانی کہتے ہیں کہ بعض لوگ ان سات باتوں کے ساتھ اور دو باتوں کا بھی لحاظ کیا کرتے ہیں:۔
اول یہ کہ دودھ پلائی عورت کا اپنا حمل کتنی مدت تک رہا تھا، (مثلاً وہ سات ماہ تک حاملہ رہی تھی، یا نو ماہ تک) دوئم یہ کہ اُس کے اعضاء کی ترکیب وساخت کیسی ہے۔ اگرچہ شیخ نے ان دونوں باتوں کا تذکرہ دوسرے شرائط کے ذیل میں ضمناً کر دیا ہے +

فاذا اصیبت بشرائطها فیجب ان یجاد غذاؤها فیجعل من الحنطة والخندروس ولحوم الجراء والجداء والسمك الذی لیس بعفن اللحم ولا صلبه والخس غذاء محمودا واللوز ایضا والبندق	جب کوئی دودھ پلائی ان شرائط کے ساتھ مل جائے تو اب اُسکی غذا کا بہترین انتظام کرنا چاہیے (مندرجہ ذیل غذائیں بطور مثال کے بتائی جاتی ہیں): گیہوں، خندروس[1] (جوار)، بھیڑکے بچہ اور بکری کے بچہ کا گوشت، مچھلی جسکا گوشت متعفن اور سخت نہ ہو۔ (چوزے، تیتر، فربہ مرغیاں، انڈے وغیرہ۔) کا ہو بھی اسکے لئے ایک اچھی غذا ہے؛ علیٰ ہٰذا بادام اور فندق بھی +
وشر البقول بها الجرجیر والخردل والبادروج فانها تفسد اللبن وفی النعناع قوة من ذلك	دودھ پلائی کے لئے بُری سبزیاں جرجیر (تراتیزک)، رائی، اور بادروج (جنگلی تلسی) ہیں؛ کیونکہ یہ چیزیں دودھ کو خراب کردیتی ہیں۔ (اسلئے ان کے ساگ استعمال نہ کئے جائیں۔) اور نعناع میں بھی اسی قسم کا (دودھ کو بگاڑنے کا) اثر پایا جاتا ہے +
واما شرائط المرضع فسنذکرها وابتدأ بشریطة سنها	**دودھ پلائی کے صفات و شرائط** اب ہم دودھ پلائی کے شرائط بیان کرتے ہیں؛ اور اس کی ابتداء عمر کی شرط سے کرتے ہیں:
فنقول ان الاحسن ان یکون ما بین خمس وعشرین سنة الی خمس وثلثین سنة فان هذا هو سن الشباب وسن الصحة والکمال	**(۱) شرط عمر** چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ دودھ پلائی کی عمر بہتر یہ ہے کہ پچیس اور پینتیس سال کے درمیان ہو؛ (عورتوں کے لئے) یہی جوانی، صحت اور کمال کی عمر ہے +

یہاں جوانی سے مراد، جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، "سن وقوف" ہے۔ لیکن کامل الصناعہ میں مرضعہ کی عمر "پچیس سے چالیس سال" لکھی ہوئی ہے +

واما فی شریطة سحنتها وترکیبها فیجب ان یکون حسنة اللون قویة العنق والصدر واسعته	**(۲) شرط سحنہ و ترکیب بدن** رہی مرضعہ کے سحنہ اور بدنی ساخت کی شرط، تو یہ مناسب ہے کہ عورت کی رنگت اچھی ہو (یعنے سرخی مائل سفید ہو، نیز رنگت میں تازگی ہو۔ گرشفاء میں

[1] خندروس گیہوں کی ایک قسم ہے، جو ملک روم میں پیدا ہوتی ہے۔ اسکی مقدار گیہوں اور جو کے درمیان ہوتی ہے۔ اس میں پوست نہیں ہوتا ہے، اور اس کی روٹی بہت سفید ہوتی ہے۔ (آملی)

اس کا مزاج گیہوں اور جو کے درمیان ہوتا ہے، اور یہ جید الغذاء ہے۔ (گیلانی)

عضلانیۃً صلبۃَ اللحم متوسطۃً فی السمن والھزال لحمانیۃً لاشحمانیۃً

لکھا ہے کہ گندمی رنگ کی عورت کا دودھ بہتر ہوتا ہے۔) اُسکی گردن مضبوط ہو، اور اُسکا سینہ قوی اور کشادہ ہو، وہ عورت عضلانی ہو، (یعنی اُسکے بدن کے عضلات بڑے بڑے نمایاں اور قوی ہوں،) اُس کے بدن کا گوشت سخت ہو، (اُسکی حرارت غریزیہ قوی ہو،) فربہی اور لاغری کے لحاظ سے اوسط درجہ کی ہو، لحمانی ہو (پُرگوشت ہو)، شحمانی نہ ہو (یعنی اُس کا بدن چربیلا نہ ہو،)

سَحْنَۃ = بدن کی حالت رنگت، فربہی لاغری، اور سختی و تخلخل کے لحاظ سے! اور کبھی اس کے مفہوم میں خشونت اور ملاست کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے۔ گیلانی +

واما فی اخلاقھا فان تکون حسنۃ الاخلاق محمودتھا بطیئۃ عن الانفعالات النفسانیۃ الردیۃ من الغضب والغم والجبن وغیر ذلک فان جمیع ذلک یفسد المزاج وربما اعدی بالرضاع ولذلک نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم عن استرضاع المجنونۃ

(۳) مرضعہ کے اخلاق مرضعہ کو بلحاظ اخلاق کے خوش خلق، اور اخلاق محمودہ سے آراستہ ہونا چاہئے۔ نیز چاہئے کہ وہ بُرے انفعالات نفسانیہ، مثلاً غصہ، غم، اور بزدلی وغیرہ سے دور اور کم اثر پذیر ہونے والی ہو۔ کیونکہ یہ ساری باتیں مزاج کو بگاڑ دیتی ہیں، اور بسا اوقات اس کا بچہ تک اثر پہونچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول خدا، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ[1]، نے اس امر سے ممانعت فرمائی ہے کہ بچہ کو دیوانی عورت کا دودھ پلوایا جائے +

علی ان سوء خلقھا ایضا مما یسلک بھا سبیل سوء العنایۃ بتعھد الصبی واقلال مداراتہ

علاوہ ازیں مرضعہ کی بد اخلاقی سے یہ خرابی بھی لاحق ہوسکتی ہے کہ وہ بچہ کی نگہداشت اور رکھ رکھاؤ میں بدسلوکی اور کم توجہی کا راستہ اختیار کرے +

طیش وغضب اور غم و ہم سے یقیناً بچہ کی نگہداشت اور رکھ رکھاؤ میں فرق آجاتا ہے۔ پھر اگر غصہ اور غم وغیرہ کی حالت میں مرضعہ دودھ پلائے، تو اس وقت بچہ پر خاصا اثر ہوجاتا ہے۔

واما فی ھیئۃ ثدیھا فان یکون ثدیھا مکتنزاً عظیماً لیس مع عظمہ بمسترخ ولا ینبغی ان یکون فاحش

(۴) چھاتیوں کی ہیئت مرضعہ کے پستان ٹھوس (سمٹے ہوئے نہ کہ پلپلے) اور بڑے ہونے چاہئیں، نہ یہ کہ بڑے اور ڈھیلے ہوں۔ مگر یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ بہت زیادہ بڑے

[1] خدا اُن پر اور اُن کی اولاد پر درود و سلام نازل فرمائے۔

العظم ویجب ان یکون معتدلا فی الصلابة واللین	ہوں، (کہ اُنکی بڑائی حد اعتدال سے بڑھکر معیوب صورت اختیار کرلے.) اور یہ بھی ضروری ہے کہ پستان کی نرمی وسختی اوسط درجہ کی ہو.
واما فی کیفیة لبنها فان یکون قوامه معتدلا ومقداره معتدلا ولونه الی البیاض لا کمدا ولا اخضر ولا اصفر ولا احمر وان یکون رائحته طیبة لا حموضة فیها ولا عفونة وطعمه الی الحلاوة لا مرارة فیه ولا ملوحة ولا حموضة والی الکثرة ما هو واجزاءه متشابهة رقیق لا یکون رقیقا سیالا ولا غلیظا جدا جبنیا ولا مختلف الاجزاء ولا کثیر الرغوة	(۵) دودھ کی کیفیت (تمام شرطوں میں یہی شرط سب سے اہم اور بنیادی ہے) مرضعہ کا دودھ قوام اور مقدار کے لحاظ سے معتدل، اور رنگت کے لحاظ سے سفید ہونا چاہیئے. نہ کہ سیاہ، یا سبز، یا زرد، یا سُرخ؛ اُسکی بو اچھی ہونی چاہیئے. جس میں کسی قسم کی ترشی اور عفونت کا شائبہ نہ ہو؛ اُس کے مزہ میں مٹھاس ہو، کڑواہٹ، نمکینیت، اور ترشی نہ ہو. مرضعہ کی چھاتیوں میں دودھ کی پیدائش کثرت سے ہو. دودھ کے تمام اجزاء (قوام وغیرہ کے لحاظ سے) ہموار ہوں. ایسی حالت میں دودھ نہ زیادہ رقیق وسیال ہوتا ہے، اور نہ پنیر کی کثرت کی وجہ سے بہت غلیظ؛ نہ اُسکے اجزاء مختلف ہوتے ہیں، اور نہ اُس میں جھاگ کی کثرت ہوتی ہے.
وقد یجرب قوامه بالتقطیر علی الظفر فان سال فهو رقیق وان وقف علی الامالة من الظفر فهو ثخین	دودھ کے قوام کا تجربہ کہ ہے اس طرح کیا جاتا ہے کہ دودھ کا قطرہ ناخون پر ڈالا جاتا ہے. اگر وہ بہ نکلتا ہے تو اُسے پتلا سمجھا جاتا ہے، اور اگر ناخون کے جھکانے پر دودھ کا قطرہ ٹھہرا رہتا ہے تو اُسے گاڑھا سمجھا جاتا ہے.
ویختبر ایضا فی زجاجة بان یلقی علیه شئ من المر ویحرك بالاصبع فیعرف مقدار جبنیته ومائیته فان اللبن المحمود هو المتعادل الجبنیة والمائیة	بعض اوقات دودھ کے قوام کا تجربہ شیشہ میں بھی اس طرح کیا جاتا ہے کہ شیشے میں دودھ ڈال کر اس میں کسی قدر مُر (بول = مرکی) ملا کر انگلی سے ہلا دیا جاتا ہے، جس سے دودھ کے پنیر اور پانی (جُبنیّت اور مائیت) کی مقدار معلوم ہو جاتی ہے (کیونکہ دودھ میں مرکی کے ملانے سے یہ دونوں چیزیں الگ ہو جاتی ہیں). چنانچہ اچھا دودھ وہی ہو سکتا ہے، جس میں پنیر اور پانی درمیانی حالت پر ہوں.

دودھ میں پنیر اور پانی کسقدر رہیں ؟ اس کے دیکھنے کے لئے اور مختلف طریقے بھی برتے جاتے ہیں.
مثلاً یہ کہ دودھ کو اتنی دیر تک چھوڑ دیا جائے کہ دودھ خود بخود پھٹ جائے: پنیر پانی سے جدا ہو جائے ؛ اور
مثلاً یہ کہ: دودھ میں کسی قدر سرکہ ملا دیں، جس سے وہ فوراً پھٹ جاتا ہے +

فان اضطر الی من لیس لبنہا بھذہ الصفۃ دبرنیہ من وجہ السقی ومن علاج المرضعۃ — اگر کسی مجبوری کی وجہ سے ایسی عورت کا دودھ پلانا پڑے، جس میں یہ اوصاف نہ ہوں، تو اس کی اصلاح و تدبیر دو طور پر کی جا سکتی ہے: (۱) دودھ پلانے کا مخصوص طریقہ اختیار کیا جائے ؛ (۲) مرضعہ کا علاج کیا جائے +

اما وجہ السقی فما کان من الالبان غلیظا کریہ الرائحۃ فالاصوب ان یسقی بعد حلب وتعریض للھواء وما کان شدید الحرارۃ فالاصوب ان لا یسقی علی الریق البتۃ — دودھ پلانے کا مخصوص طریقہ یہ ہے کہ اگر دودھ پلائی کا دودھ گاڑھا اور بودار ہو (اس کی بو مکروہ ہو)، تو ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ دودھ دوہ کر اس میں ہوا لگنے دیا جائے ؛ اس کے بعد بچہ کو پلایا جائے. ("ہوا لگنے سے دودھ کی بو بھی کم ہو جاتی ہے. اور اسکی غلظت بھی" گیلانی.) اور اگر دودھ میں حرارت کی زیادتی ہو (دودھ زیادہ گرم ہو) تو نہار منہ ہرگز نہ پلایا جائے +

واما علاج المرضع فانہا ان کانت غلیظۃ اللبن سقیت من السکنجبین البزوری المطبوخ بالملطفات مثل الفودنج والنزوفا والحاشا والصعتر الجبلی ویطعم الطریخ ونحوہ ویجعل فی طعامہا شئ من الخل یسیر وتؤمران تتقیأ بسکنجبین وماء حار وان تتعاطی ریاضۃ معتدلۃ — **مرضعہ کا علاج** :- اگر دودھ پلائی کا دودھ گاڑھا ہو، تو ادویہ ملطفہ (مرقق اخلاط) مثلاً پودینہ، زوفا، حاشا، اور صعتر جبلی، کو جوشاندہ کے طور پر سکنجبین بزوری کے ساتھ پلائیں ؛ اور طریخ نامی مچھلی غذا میں کھلائیں کھانے میں کسی قدر سرکہ دیدیا کریں ؛ اور مرضعہ کو ہدایت کی جائے کہ وہ سکنجبین یا گرم پانی سے قے کر لیا کرے ؛ اور اوسط درجہ کی ریاضت جاری رکھے +

طریخ ایک قسم کی چھوٹی مچھلی ہے ، جو نمک ملا کر شہروں میں لائی جاتی، اور فروخت کی جاتی ہے
یہ مقطع بلغم اور ملطف اخلاط ہے. (گیلانی) بقول بعض اسکا نام "حلوا ماہی" ہے +

فان کان مزاجہا حارا سقیت السکنجبین مع الشراب الرقیق مجموعین و — اگر عورت کا مزاج گرم ہو، (حرارت مزاج کی وجہ سے اس کا دودھ گاڑھا ہو،) تو شراب رقیق کے ساتھ سکنجبین

مفردین | پلائی جائے، دونوں کو ملا کر، یا الگ الگ، (یعنی دونوں کو ایک ساتھ ملا کر پلا دیں، یا آگے پیچھے الگ الگ، کہ معدہ میں جا کر دونوں مل جائیں۔) *

وان کان لبنہا الی الرقة فہت ومنعت الریاضة وغذیت بما یؤلد دما غلیظا وربما سقوھا ان لم یکن ھناك مانع شرابا حلوا و عقید العنب وتؤمر بزیادة النوم | رقت لبن اگر مرضعہ کا دودھ مائل بہ رقت ہو، تو اُسے عیش و آرام سے رکھا جائے، اور ریاضت سے روکا جائے، اور ایسی غذائیں دی جائیں جو گاڑھا خون پیدا کرنے والی ہیں۔ بسا اوقات ایسی عورتوں کو لوگ شراب شیریں اور عقید العنب (میفختج) پلایا کرتے ہیں؛ بشرطیکہ کوئی امر مانع (از قبیل تپ وغیرہ) نہ ہو۔ علے ہذا ایسی عورتوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ خوب سویا کرے *

یہ علاجات و تدابیر اُس وقت کے لئے ہیں، جبکہ دودھ کی رقت کی وجہ خون کی کمی اور اسکی رقت ہو۔ چنانچہ خون کی کمی اور رقت کی صورت میں ریاضت کرانا وبالِ جان ہے، کیونکہ جب اُس کے بدن میں خون کم ہوگا، تو ریاضت کرنے سے اور بھی کم ہو جائیگا، اور اُس کے اپنے اعضاء سے فاضل نہ بچ سکیگا۔ ایسی صورت میں دودھ کا سامان کہاں سے حاصل ہوگا *

فان کان لبنہا قلیلا تؤمل السبب فیه ھل ھو سوء مزاج حار فی بدنہا کله اوفی ثدیھا ویتعرف ذلك من العلامات المذکورة فی الابواب الماضیة و ملمس الثدی | قلت لبن اگر مرضعہ کی چھاتیوں میں دودھ کی پیدائش کم ہو، تو اسکے سبب پر غور کیا جائے؛ آیا اسکا سبب سوء مزاج حار تو نہیں ہے، جو عورت کے سارے بدن میں عام ہو، یا محض اس کی چھاتیوں میں مخصوص طور پر ہو۔ اگر قلت تولید کا سبب سوء مزاج حار ہوگا، تو اس کی شناخت اُن علامات سے ہو سکے گی، جنکا ذکر گذشتہ ابواب میں ہو چکا ہے۔ نیز پستانوں کا لمس بھی تشخیص میں امداد دیگا (یعنی انکے چھونے سے گرمی محسوس ہوگی) *

فان دل الدلیل علی ان بھا حرارة غذیت بمثل کشك الشعیر والاسفاناخ وما اشبھه | حرارت مزاج اگر علامات سے پتہ چلے کہ عورت کے بدن میں حرارت لاحق ہوگئی ہے، (خواہ یہ حرارت صرف پستانوں میں ہو یا سارے بدن میں)، تو آش جو اور پالک جیسی

(ٹھنڈی) غذائیں عورت کو کھلائی جائیں۔

وان دل الدلیل علیٰ ان بھا برد مزاج او سدداً او ضعفاً من القوۃ الجاذبۃ زید فی غذائھا اللطیف المائل الی الحرارۃ وعلق علیھا المحاجم تحت الثدیین بلا تعنیف

برودت مزاج اگر علامات سے پتہ چلے کہ عورت کے مزاج میں برودت لاحق ہو گئی ہے، یا (اُس کی رگوں میں) سدے ہیں، یا اُسکے بدن میں قوت جاذبہ ضعیف ہے، تو ایسی عورت کو لطیف (زود ہضم اور ہلکی) غذائیں بکثرت کھلائی جائیں، جو مائل بہ حرارت ہوں۔ اور پستانوں کے نیچے سنگیاں کھچوائی جائیں؛ مگر سنگیاں کھچوانے میں زیادہ سختی نہ برتی جائے، اور زیادہ زور نہ لگایا جائے۔ (یہ اُس وقت مفید ہے جبکہ پستانوں کے عروق میں سُدے ہوں، یہ تنگ ہوں۔ یا قوت جاذبہ میں ضعف ہو۔)

وینفع من ذلک بزر الجزر والجزر نفسہ لہ منفعۃ شدیدۃ

قلتِ لبن کی صورت میں تخم گذر مفید ہے۔ علیٰ ہذا خود گاجر بھی اس حالت میں بہت فائدہ دکھلاتی ہے۔

وان کان السبب فیہ استقلالھا من الغذاء غذیت بالاحساء المتخذۃ من الشعیر والنخالۃ والحبوب ویجب ان یجعل فی احسائھا واغذیتھا اصل الرازیانج وبزرہ والشبت والشونیز وقد قیل ان اکل ضروع الضان والماعز بما فیھا من اللبن نافع جداً لھذا الشان لما فیہ من المشاکلۃ او لخاصیۃ فیھا

کمی غذاء اگر قلتِ لبن کا سبب غذا کی کمی ہو (خواہ کسی مجبوری سے، یا ارادۃً) تو ایسی صورت میں ایسے حریرے پلائے جائیں جو جَو، جو کی بھوسی، اور دوسرے (مناسب) دانوں سے بنائے گئے ہوں۔ یہ بھی مناسب ہے کہ ایسی عورت کی غذاؤں، اور حریروں میں بیخ بادیان تخم بادیان تخم شبت (سویا)، اور کلونجی شامل کئے جائیں۔ اس حالت میں بھیڑ اور بکری کی کھیری کا کھانا بھی متشاکلت و مشابہت کی وجہ سے، یا اپنی ذاتی خاصیت کی وجہ سے بہت ہی مفید بتایا گیا ہے۔ مگر طریقۂ استعمال یہ ہے کہ جو کچھ تھن میں دودھ وغیرہ ہو، اُس کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ تھن سے پہلے چمڑہ اتار لیا جائے، پھر اِس کے مُنہ کو یعنی سرِ پستان کو جہاں سے دودھ کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، باندھ دیا جائے، اس کے بعد اسے جڑ سے کاٹ لیا

جائے اور اسی طرح پکا کر کھا لیا جائے ۔ گیلانی

وقد جرب ان یوخذ وزن درھم من الارضة والخراطین المجففة فی ماء الشعیر ایاما متوالیة ووجد ذلك غایة وکذلك سلاقة رؤس سمك المالح فی ماء الشبت

اس مقصد کے لئے اسکا بھی تجربہ کیا گیا اور بہت ہی مفید پایا گیا ہے کہ ساڑھے تین ماشہ دیمک یا خراطین خشک لیکر ماء الشعیر کے ساتھ چند روز تک برابر استعمال کیا جائے ۔ اسی طرح نمکین مچھلیوں (نمک لگا کر خشک کی ہوئی مچھلیوں) کے سروں کا جوشاندہ آب شبت کے ہمراہ بنہایت نافع ثابت ہوا ہے ۔

ومما یغزر اللبن ان یوخذ اوقیة من سمن البقر فیصب علیه کاس من شراب صرف ولیشرب

یہ بھی دودھ بڑھانے والی چیز ہے کہ ایک اوقیہ (تقریبًا ڈھائی تولہ) گائے کا گھی لیکر اور ایک پیالی شراب ملاکر پلایا جائے ۔

او یوخذ طحین السمسم ویخلط بالشراب ویصفی ویسقی

یا تل کا آٹا لیکر، اور شراب میں ملاکر صاف کر کے پلایا جائے ۔

ویضمد الثدی بثفل الناردین معرزیت ولبن اتان

بطور ضماد کے ناردین (سنبل ہندی) کی کھلی (ثفل روغن ناردین) روغن زیتون اور گدھی کے دودھ کے ساتھ پستانوں پر لگایا جائے ۔

او یوخذ اوقیة من جوف الباذنجان المسلوق ویمرس فی الشراب مرسا ویسقی

یا: بھلبھلائے ہوئے بیگن کا گودہ ایک اوقیہ لیکر شراب میں اچھی طرح گھول کر پلا دیا جائے ۔

او یغلی النخالة والفجل فی الشراب فیسقی

یا چوکر (گیہوں کی بھوسی) اور مولی کو شراب میں جوش دیکر پلایا جائے ۔

او یوخذ بزر الشبت ثلثة اواق وبزر الحندقوقی وبزر الکراث من کل واحد اوقیة وبزر الرطبة والحلبة من کل واحد اوقیتان یخلط بعصارة الرازیانج والعسل والسمن ولیشرب منه

یا: تخم شبت تین اوقیہ، تخم حندقوقی (ببکھیرا) تخم گندنا، ہر ایک ایک اوقیہ، تخم رطبہ (سپست)، میتھی ہر ایک دو دو اوقیہ، ان سب کو لیکر (باریک کر کے) آب بادیان تازہ، شہد، اور گھی میں ملاکر رکھ لیں، اور تھوڑا تھوڑا استعمال کریں ۔

واذا کان اللبن بحیث یوذی ویفسد

دودھ کی کثرت | اگر دودھ کی اتنی کثرت ہو کہ کثرتِ امتلاء

من الکثرة لاحتقانه وتکاثفه فینقص بتقلیل الغذاء وتناول ما یقل غذاؤه وبتضمید الصدر والثدی بکمون وخل او بطین حر وخل او بعدس مطبوخ بخل ولیشرب الماء المالح علیه وکذلک استعمال النعناع الکثیر والاستکثار من ذلک الذی یغزر اللبن	(احتقان) اور تکاثف کی وجہ سے (عورت کی چھاتی میں) باعث اذیت ہو جائے، اور خود دودھ بھی بگڑ جائے[1]، تو: دودھ کو کم کرنے کے لئے غذا میں کمی کی جائے، ایسی غذائیں کھلائی جائیں، جن میں غذائیت کم ہو؛ سینہ اور پستان پر زیرہ اور سرکہ کا ضماد لگایا جائے؛ یا خالص مٹی اور سرکہ کا؛ یا مسور کا، جسکو سرکہ میں پکا لیا گیا ہو۔ غذا کے بعد نمکین پانی پلایا جائے۔ اسی طرح نعناع کثیر مقدار میں استعمال کیا جائے (ریاضت کرائی جائے، اور خلاء معدہ کی حالت میں حمام کرایا جائے۔ اگر بدن میں خون کی کثرت ہو تو فصد کرائی جائے؛ علی الخصوص جبکہ عورت کو پہلے سے اس کی عادت ہو۔) چھاتیوں کا زیادہ ملنا دودھ کو زیادہ کر دیتا ہے؛ (اسلئے ایسی صورت میں اس سے پرہیز کیا جائے)۔
واما اللبن الکریه الرائحة فیعالج بسقی الشراب الریحانی وتناول الاغذیة الطیبة الروائح	**دودھ میں بدبو** اگر دودھ کی بو مکروہ ہو، تو اسکا علاج یہ ہے کہ شراب ریحانی پلائی جائے، اور خوشبودار غذائیں کھلائی جائیں۔ (اسی طرح بدبودار چیزوں، مثلاً لہسن اور پیاز سے پرہیز کیا جائے)+
واما التدبیر الماخوذ من مدة وضع المرضع فیجب ان یکون ولادتها قریبة لا ذلک القرب جداً بل ما بینها وبینه شهر ونصف او شهران	**(۶) مدت وضع حمل کی شرط** دودھ پلائی کو بچہ جنے کتنا عرصہ ہو چکا، تو رضاعت میں اس لحاظ سے اصول یہ ہے کہ اُسے بچہ جنے زیادہ عرصہ نہ گذرا ہو۔ بلکہ اُسکی ولادت کا زمانہ قریب ہی ہو۔ لیکن نہ ایسا زیادہ قریب؛ بلکہ ڈیڑھ دو ماہ گذرے ہوں، (تو بہتر ہے۔)+

ڈیڑھ دو ماہ کے عرصہ میں دودھ پلائی کا مزاج درست ہو جاتا ہے، اور وہ نفاس سے پاک ہو چکتی

[1] دودھ کی زیادتی سے کئی خرابیاں لاحق ہوتی ہیں: (۱) دودھ کی کثرت امتلاء سے تناؤ پیدا ہوتا ہے اور تناؤ کی وجہ سے چھاتیوں میں درد ہو جاتا ہے؛ (۲) کثرت کی وجہ سے دودھ کم خرچ ہوتا ہے، اور وہ چھاتیوں میں بند پڑا رہتا ہے (تکاثف)، اسلئے وہ بگڑ جاتا ہے۔ انہی دونوں نقصانات کی طرف شیخ نے اشارہ کیا ہے+

ہے۔ لیکن اپنی ماں کا دودھ پلانے کے لئے صرف ایک ہی دن کا وقفہ کافی ہے، اس کی وجہ کیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں کے دودھ کا مادّہ، جو رحم کے اندر بچہ کے تغذیہ میں ابتک صرف ہوتا رہا تھا، اس سے بچہ مانوس و مالوف ہوتا ہے؛ اسلئے ماں میں، اور دوسری عورت میں اس لحاظ سے فرق ہے +

وان یکون ولادتها لذکر　(۲) شرط جنس مولود　یہ بھی ضروری ہے کہ دودھ پلائی نے اولاد نرینہ جنا ہو، (اُسکے اپنے گود میں بچہ ہو، بچی نہ ہو) +

ارباب تجربہ کا قول ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے، تو دودھ زیادہ معتدل اور بہتر ہوتا ہے +

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ "بچہ والی آنا کا دودھ بچہ کے لئے مناسب ہے، اور بچی والی آنا کا بچی کیلئے" مگر شیخ نے اسکی پرواہ نہیں کی ہے۔ گیلانی

گاہے اسکا بھی لحاظ کیا جاتا ہے کہ دودھ پلائی کے جوڑواں بچے نہ ہوئے ہوں، جن میں سے ایک بچہ ہو، اور دوسری بچی۔ علی ہذا یہ بھی درست نہیں ہے کہ مرضعہ کی گود میں خُنثی (ہیجڑا بچہ) ہو +

اس کے بعد گیلانی شفاء سے قول شیخ نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت کے بہتر بچے ایک ساتھ پیدا ہوئے تھے، جن میں ایک کے سوا سب نرینہ تھے، اور دوسری عورت کے پندرہ بچے ہوئے تھے +

وان یکون وضعها لمدة طبیعیة وان لا تکون قد اسقطت ولا کانت معتادة للاسقاط　یہ بھی ضروری ہے کہ مرضعہ کی وضع حمل طبعی مدت کے بعد (تقریبًا نو ماہ کے بعد) ہوئی ہو؛ اُسے اسقاط لاحق نہ ہوا ہو، اور نہ اُسے اسقاط کی عادت رہی ہو۔ (کیونکہ اسقاط ضعف و ناتوانی کی دلیل ہے؛ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی عورت کا دودھ، جسکے قوٰی درست نہ ہوں، کیسے اچھا ہوسکتا ہے) +

گیلانی کہتے ہیں: مرضعہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زیادہ شہوتناک اور جماع کی حریص نہ ہو +

ویجب ان یؤمر المرضع بریاضة معتدلة وتغذی باغذیة حسنة الکیموس ولا تجامع البتة فان ذلک تحرک منها دم الطمث فیفسد رائحة اللبن ویقل مقداره بل ربما حبلت فکان من ذلک ضرر عظیم علی الولدین جمیعا　مرضعہ کے لئے ہدایات　مرضعہ کو ہدایت کی جائے کہ وہ اوسط درجہ کی ریاضت جاری رکھے، اور اُسے جید الکیموس غذائیں کھلائی جائیں، اور وہ جماع سے قطعًا پرہیز کرے؛ کیونکہ جماع سے خونِ حیض حرکت میں آجاتا ہے، جس سے دودھ کی بو بگڑ جاتی ہے، اور اس کی مقدار گھٹ جاتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات استقرار حمل ہوجاتا ہے، جس سے دونوں بچوں (دودھ پیتے اور پیٹ کے بچہ) کو بھاری نقصان پہنچتا

اما المرتضع فلانصراف اللطيف من الدم الى غذاء الجنين واما الجنين فلقلة ما يأتيه من الغذاء لاحتياج الآخر الى اللبن

دودھ پیتے بچہ کو تو اس لئے کہ لطیف خون جنین کی غذا کی طرف چلا جاتا ہے؛ اور پیٹ کے بچہ کو اسلئے کہ اُسکے لئے جو غذا آتی ہے، وہ ناکافی اور مقدار میں کم ہوتی ہے، کیونکہ دوسرا بچہ بھی دودھ کا محتاج ہوتا ہے (اسلئے خون کی ایک بڑی مقدار چھاتیوں کی طرف چلی جاتی ہے۔ الغرض دونوں بچوں کو ناکافی غذا ملتی ہے)۔

خون حیض کے حرکت میں آنے کا مطلب یہ ہے کہ جماع اور شہوت کی وجہ سے مہبل، رحم، اور خصیۃ الرحم کے عروق میں خون کی آمد بڑھ جاتی ہے، اوران میں دوران خون تیز ہوجاتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ ظاہر ہے کہ خون کی توجہ چھاتیوں کی طرف سے یقیناً گھٹ جائیگی، اور چھاتیوں میں اچھا خون نہ بن سکیگا۔

ويجب في كل ارضاعه وخصوصاً في الارضاع الاول ان يحلب شئ من اللبن ويسيل وان يعان بالغمز كيلا يضطره شدة المص الى ايلام الآلات الحلق والمرى فيجحف[1] به

یہ بھی ضروری ہے کہ ہر مرتبہ دودھ پلاتے وقت، اور خصوصاً دن میں پہلی مرتبہ دودھ پلاتے وقت تھوڑا سا دودھ دوھ کر (چھاتیوں کو دبا کر اور دودھ نکال کر) بہا دیا جائے. اور یہ بھی ضروری ہے کہ بچہ کو دودھ پلاتے وقت چھاتیوں کو (اپنے ہاتھ سے) دبایا کرے، تاکہ اس سے دودھ کے خارج ہونے میں امداد ملے، اور بچہ کو زیادہ زور سے چوسنا نہ پڑے، جس سے اسکے آلاتِ حلق اور مری دُکھ نہ جائیں، اور انہیں ناقابل برداشت تکلیف نہ پہونچے۔

وان العق قبل الارضاع كل مرة ملعقة من عسل فهو نافع وان مزج بقليل شراب كان صوابا

اگر ہر مرتبہ دودھ پلانے سے پہلے ایک چمچی شہد چٹا دیا جایا کرے، تو یہ ایک مفید عمل ہے. اور اگر اس کے ساتھ تھوڑی سی شراب بھی ملا دی جائے، تو اور بھی بہتر ہے۔

ولا ينبغي ان يرضع اللبن الكثير دفعة واحدة بل الاصوب ان يرضع قليلاً قليلاً متوالياً فان ارضاعه المشبع دفعة واحدة ربما ولد تمددا ونفخة وكثرة رياح وبياض بول

یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک ہی مرتبہ بہت سا دودھ پلا دیا جائے؛ بلکہ بہتر یہ ہے کہ تھوڑا تھوڑا رُک رُک کر پلایا جائے؛ کیونکہ یکبارگی بچہ کو دودھ پلا کر اسکا شکم سیر کردینا بسا اوقات تمدد، اپھارہ (نفخ)، کثرتِ ریاح، اور سفیدی بول پیدا کرنیکا باعث ہوجاتا ہے۔

[1] أجحفه: كلفه ما لا يطاق۔

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ بچہ کو دن میں دو تین بار دودھ پلانا کافی ہوتا ہے۔ اب بتانا مقصود یہ ہے کہ جب مرضعہ بچے کو دودھ پلانے بیٹھے، تو یک لخت اُسکا پیٹ نہ بھر دے، بلکہ ٹھہر ٹھہر کر اور رُک رُک کر اُسے دودھ پلائے "تھوڑا تھوڑا رُک رُک کر دودھ پلانے" کا مطلب یہی ہے +

بچوں کا پیشاب بعض اوقات گاڑھے دودھ کے مانند غلیظ اور سفید ہوا کرتا ہے۔ گیلانی

فان عرض ذلك فيجب ان لا يرضع بل بجوع شديد او يشتغل بتنويمه الى ان ينهضم ذلك

اگر بچہ میں یہ عوارض (عوارض مذکورہ فساد ہضم کی وجہ سے) پیدا ہوجائیں، تو دودھ روک دیا جائے اُسے خوب بھوکا رکھا جائے، اور اُسے سُلانے کی کوشش کی جائے یہاں تک کہ اُسکا ہضم پورا ہوجائے۔ (اور کوئی غیر منہضم اور فاسد چیز اُسکے اعضائے ہضم میں نہ رہے۔) +

واكثر ما يرضع فى الايام الاول وهو فى اليوم ثلث مرات وان ارضعته فى اليوم الاول غير امه على ما قد ذكرناه كان اصوب

(ولادت کے بعد) اوائل زمانہ میں زیادہ سے زیادہ دن میں بچہ کو تین بار دودھ پلانا چاہیئے۔ اور جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ اگر پہلے دن ماں کے سوا کوئی دوسری عورت بچہ کو دودھ پلائے، تو بہتر ہے +

وكذلك اذا عرض للمرضع مزاج ردى او علة موهلة او اسهال كثيرا او احتباس مؤذ فالاولى ان يتولى ارضاعه غيرها الى ان يستقل

اسی طرح اگر مرضعہ کو کوئی ردی مزاج (سوء مزاج) یا کوئی تکلیف دہ مرض، یا کثرتِ اسہال۔ یا کوئی تکلیف دہ احتباس عارض ہوجائے، تو بہتر یہ ہے کہ اُسکے تندرست ہونے تک کسی دوسری عورت کو دودھ پلانے کی خدمت سپرد کی جائے +

وكذلك اذا احوجت الضرورة الى سقيها دواء له قوة وكيفية غالبة

اسی طرح اُس وقت بھی دوسری مرضعہ مقرر کی جائے جبکہ مرضعہ کو ایسی دوا کھانے کی ضرورت پیش آئے، جس میں کوئی قوی اثر اور تیز کیفیت غالب ہو۔ (کیونکہ بسا اوقات دوا کا اثر دودھ تک منتقل ہوجاتا ہے، حتیٰ کہ بعض اوقات عورت مسہل لیتی ہے، تو بچہ کو بھی دست شروع ہوجاتے ہیں۔)

واذا نام عقيب الرضاع لم يعنف عليه بتحريك شديد للهدہد

دودھ پینے کے بعد جب بچہ سو جائے، تو گہوارہ کو زور زور سے نہ ہلایا جائے، جس سے بچے کے معدہ میں دودھ

فیخضخض اللبن فی معدتہ بل یرجع برفق — (بُری طرح) حرکت کرتا رہے؛ بلکہ جھولے کو (حسب عادت) ہلکے ہلکے ہلایا جائے +

والبکاء الیسیر قبل الرضاع ینفعہ — دودھ پینے سے قبل بچے کا تھوڑا سا رونا بچہ کے لئے مفید ہے؛ (کیونکہ بچہ کے لئے رونا دراصل بچہ کی ایک ریاضت ہے)

چنانچہ ہمارے ملک کی عورتیں اس باریکی سے واقف، اور اس اصول پر عامل ہیں۔ بچہ کے تھوڑا رونے کی پرواہ نہیں کرتی ہیں، بلکہ اسی طرح روتا چھوڑ دیا کرتی ہیں +

والمدۃ الطبیعیۃ للرضاع سنتان — رضاعت کی طبعی مدت (جو طبًّا اور شرعًا، اور عادتًا انسان میں جاری ہے) دو سال ہے ۔

اس لئے کہ اس عرصہ میں بچے کے بیشتر دانت نکل آتے ہیں، اور اس کے اعضائے غذا، اتنے قوی ہوجاتے ہیں کہ دودھ کے سوا، دوسری غذاؤں کو قبول کرسکیں +

واذا اشتھی الطفل غیر اللبن اعطی بتدریج ولم یشدد علیہ ثم اذا جعلت ثنایاہ تظھر نقل الی الغذاء الذی ھو اقوی بالتدریج من غیر ان یعطی شیئا صلب المضغ — [انتقال غذائی] جب بچہ دودھ کے سوا دوسری چیزوں کو چاہنے لگے، تو دوسری غذائیں بتدریج دی جائیں اور اس بارہ میں بچہ پر سختی نہ کی جائے، (یعنی بچہ کو سختی سے روکا نہ جائے، اور اُسے زیادہ مجبور نہ کیا جائے کہ وہ محض دودھ ہی پر رہے) جب بچے کے ثنایا (اگلے دونوں دانت) نکلنے لگیں، (جو عمومًا ساتویں ماہ نکلا کرتے ہیں) تو بتدریج غذاؤں کی قوت بڑھاتے چلے جائیں۔ (پہلے اگر زیادہ لطیف غذا، دیگئی تھی، تو اب اس سے زیادہ قوی غذا، دینی شروع کریں۔ اور اسی طرح دانتوں کے اُگنے کے مطابق غذا کی قوت بڑھاتے چلے جائیں) مگر ایسی کوئی چیز ہرگز نہ دیں۔ جو چبانے میں سخت ہو +

واول ذلک خبز یمضغہ المرضع ثم خبز بماء وعسل او بشراب ممزوج او بلبن ویسقی عند ذلک قلیل ماء وفی الاحیان — (دودھ کے علاوہ) پہلے پہل جو چیز بچہ کو دی جاسکتی ہے، وہ روٹی ہے، جسے مرضعہ اپنے منہ میں چبا کر حل کرلے۔ اسکے بعد پانی اور شہد کے ساتھ روٹی دی جائے، یا شراب ممزوج کے ساتھ۔ یا دودھ کے ساتھ۔ (ان چیزوں میں

ا۔ بشرطیکہ منہ صاف ہو، اور دانت، مسوڑھے وغیرہ میں کوئی مرض نہ ہو +

مع يسير شراب ممزوج ولا تدعه يتملأ	روٹی حل کردی جائے۔) روٹی کھلانے کے بعد تھوڑے (خالص) پانی پلا دیا جائے، اور بعض اوقات کسی قدر شراب ملاکر پانی پلایا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا بچہ کو زیادہ کھانے نہ دیا جائے کہ وہ اپنا پیٹ بھرلے ✤
فان عرض له كظة وانتفاخ بطن وبياض بول منعته كل شئ	اگر بچہ کو (کثرتِ غذا سے) گرانی شکم، نفخ شکم، یا بیاض بول لاحق ہوجائے، تو تمام غذائیں روک دی جائیں (اور اُسے بھوکا رکھا جائے، یہاں تک کہ ہضم کی تکمیل ہوجائے، اور امتلاء کے عوارض دور ہوجائیں) ✤
واجود تغذيته ان يؤخر الى ان يمرخ ويحمم	بچہ کے تغذیہ کے لئے بہترین اصول یہ ہے کہ تیل کی مالش اور غسل وحمام کے بعد اُسے غذا دی جائے ✤
ثم اذا فطم نقل الى ما هو من جنس الاحساء واللحوم الخفيفة ويجب ان يكون الفطام بالتدريج لا دفعة واحدة ويشتغل ببلاليط متخذة من خبز وسكر	فطام (دودھ چھڑانا) پھر جب بچہ کا دودھ چھڑایا جائے، تو اُسے ہلکی غذاؤں، مثلاً حریروں، اور زود ہضم گوشتوں پر لگا یا جائے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ بچہ کا دودھ یک لخت نہ چھڑایا جائے، بلکہ بتدریج اور بہ آہستگی۔ (ورنہ اس سے بچہ کو سخت تکلیف پہونچیگی، اور یک لخت اُس کے بدن پر خلاف عادت اغذیہ وارد ہونگی)۔ اور بچہ کو بہلانے کے لئے روٹی اور شکر کے بلالیط (بلوطی شکل کی کھجوریں) بناکر دیں، (کہ اُس میں بچہ لگا رہے، اور دودھ پینا نہ چاہے) ✤
فان الح على الثدى واسترضع وبكى فيجب ان يوخذ من المر والفرفخ من كل واحد وزن درهم يسحق ويطلى منه على الثدى	لیکن اگر بچہ چھاتیوں میں مُنہ لگانے، اور دودھ پینے کے لئے رورو کر ضد باندھے، (درانحالیکہ اب قطعی دودھ چھڑانے کا ارادہ ہو، اور تدریج اور آہستگی کا درمیانی دور ختم ہوچکا ہو) تو مرکی اور تخم خرفہ، دونوں ایک ایک درہم (یعنی ہموزن) لیکر پیس لیا جائے، اور پستان پر لگا لیا جائے، (تاکہ بچہ نفرت کی وجہ سے دودھ نہ پی سکے) ✤

مرکی کے مزہ سے بچہ کو نفرت ہوگی، اور تخم خرفہ کی آمیزش سے لیپ میں سیاہی آجائیگی۔ ! سکے منظر

سے بچہ کو نفرت ہوگی ۔

بعض لوگ اسکی بجائے سرپستان پر رسوت لگانے کو زیادہ بہتر خیال کرتے ہیں۔ اگر اتفاقاً بچہ اسکے لگانے کے باوجود دودھ پی بھی لے، اور رسوت بچہ کے معدہ میں فرو بھی ہوجائے۔ تو زیادہ مضر نہیں ہے۔ علے ہذا یہ لوگ یہ بھی بتاتے ہیں کہ زیادہ کالا کرنے کے لئے اگر کسی قدر سیاہی (توے کی سیاہی) ملا لی جائے، تو بہتر ہے۔ ہماری بعض عورتیں سرپستان پر ایلوا تنہا یا کسی قدر سیاہی کے ساتھ لگا لیتی ہیں، جس کی کڑواہٹ ظاہر ہے کہ ضرب المثل ہے۔ علی ہذا اسکی بو اور اسکا سیاہ منظر بھی بچہ کیلئے موجب نفرت ووحشت ہوتا ہے ۔

ونقول بالجملة ان تدبير الطفل هو الترطيب لمشاكلته اجه لذلك ولحاجته اليه فى تغذيته ونموه

(الغرض مذکورہ بالا ہدایات کو) ہم خلاصہ کے طور پر بیان کرتے ہیں کہ بچوں کی تدبیر حفظان صحت کا مدار دو باتوں پر ہے: (۱) بچہ کے بدن میں رطوبت پہونچانا، اس لئے کہ بچہ کا مزاج رطوبت ہی سے مشابہت ومشاکلت رکھتا ہے (اور وہ ترطیب ہی چاہتا ہے)، اور اس لئے کہ بچہ کے تغذیہ اور تنمیہ کے لئے بھی رطوبت ہی کی حاجت ہے (کیونکہ بچہ کا مزاج اور اس کی قوتیں خشک غذاؤں کے ہضم کرنے سے عاجز ہوتی ہیں) ۔

والرياضة المعتدلة الكثيرة وهذا كالطبيع لهم فكان الطبيعة تتقاضاهم به ولا سيما اذا جاوز الطفولية الى الصبى

(۲) بچہ سے ریاضت کرائی جائے، جو (بلحاظ شدت کے) اوسط درجہ کی ہو، اور بلحاظ مدت کے، لمبی ہو (یا یوں کہا جائے کہ جو بلحاظ کیفیت کے معتدل ہو، اور بلحاظ کمیت کے کثیر ہو)۔ یہ چیز (یعنی ریاضت) بچوں کے لئے، تو گویا ایک طبعی چیز ہے، گویا ان کی طبیعت ان کو ابھارتی رہتی ہے، (اور ان کو مجبور کرتی رہتی ہے کہ وہ کہیں چین سے نہ بیٹھیں)، علے الخصوص جبکہ وہ سن طفولیت سے تجاوز کرکے سن صبی تک پہونچ جاتے ہیں (جو عموماً چار سال سے سات سال تک کی مدت ہے ۔

یعنی ظاہر ہے کہ بچہ کے بدن میں تغذیہ کے علاوہ تنمیہ بھی ہوتا ہے، اس لئے ان کے اعضاء میں غذائی

تغیرات باقی عمروں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے قدرت نے بچوں کی طبیعت میں تحریک اعضاء اور ریاضت کا میلان رکھدیا ہے، جس سے بچوں کو بہت ہی فائدہ ہوتا ہے۔ بدنی پرورش میں اس سے مدد ملتی ہے، اعصاب وعضلات قوی اور مستحکم ہوتے ہیں۔ نیز بچوں کی یہ ریاضت گویا ان کے اعضاء کے لئے ابتدائی مشق ہے+

فاذا اخذ ینھض ویتحرك فـلا ینبغی ان یمکن من الحرکات العنیفة ولا یجوز ان یحمل علی المشی او القعود قبل انبعاثه الیه بالطبع فیصیب ساقیه وصلبه آفة

جب بچہ کھڑا ہونے اور چلنا پھرنا شروع کرے۔ تو یہ مناسب نہیں ہے کہ بچہ سے سخت حرکات کرائے جائیں۔ اور یہ بھی درست نہیں ہے کہ بچہ کے ذاتی میلان کے بغیر خواہ مخواہ اسے پھرایا جائے، اور بٹھایا جائے۔ اس سے اسکی پنڈلیاں اور صلب ماؤف ہوجاتے ہیں +

والواجب فی اول ما یقعد ویزحف علی الارض ان یجعل مقعده علی نطع[1] املس لئلا تخدشه خشونة الارض وینحی من وجهه الخشب والسکاکین وما اشبه ذلك مما ینخس او یقطع ویحمی عن التزلق من مکان عال

جب بچہ پہلے پہل بیٹھنے اور زمین پر سرکنے لگے (یا گھٹنے کے بل چلنے لگے)۔ تو یہ مناسب ہے کہ اُسے کسی چکنے نطع (چمڑہ کے فرش) پر بٹھایا جائے؛ تاکہ زمین کی خشونت سے بچہ کو خراش نہ پہنچے۔ اور اس کے سامنے سے لکڑیاں، چھریاں اور اسی قسم کی دوسری چبھنے اور کاٹنے والی چیزیں ہٹا لی جائیں۔ یہ بھی خیال رکھا جائے کہ بچہ کسی بلندی سے پھسل کر گر نہ پڑے۔ (کیونکہ اس زمانہ میں اُسے زیادہ تمیز نہیں ہوتی ہے) +

واذا جعلت الانیاب تفضی منعوا کل صلب للمضغ لئلا تتحلل المادة التی منها تتخلق الانیاب المضغ الذی یولع به

جب انیاب (کچلیاں) نکلنے لگیں، تو بچہ کو کوئی ایسی چیز چبانے نہ دیں، جسکا چبانا سخت اور دشوار ہو۔ تاکہ وہ مادّہ چبانے کی وجہ سے تحلیل نہ ہوجائے، جس سے انیاب پیدا ہوتے ہیں؛ اسلئے کہ بچہ (اس زمانہ میں) چبانے کا دلدادہ اور شیدا ہوتا ہے، (اور اس کی کثرت کی پرواہ نہیں کرتا۔ علاوہ ازیں سخت چیزوں کے چبانے میں یہ بھی اندیشہ ہے کہ انیاب ٹیڑھے ہوجائے، اور وہ سیدھے نہ اُگ

[1] نطع۔ ایک فرش ہے، جو چمڑہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ مگر یہاں چمڑہ کی خصوصیت نہیں ہے مقصد۔ محض؛ صرف یہ کہ بچہ کا فرش چکنا ہو۔ کھردرا اور ناہموار نہ ہو +

سکیس . گیلانی .) +

وحینئذ یمرخ عموںھم بدماغ الارنب وشحم الدجاج فان ذلك یسھل فطورھا

اس زمانہ میں خرگوش کا بھیجا ، اور مرغی کی چربی مسوڑھوں پر ملی جائے ، اس سے دانتوں کے نکلنے میں سہولت پیدا ہوجاتی ہے +

فاذا انفلق عنھا العموں مرخت رؤسھم واعنا قھم بالزیت المغسول مضروبا بماء حار و قطر من الزیت فی آذانھم

جب دانتوں کی وجہ سے مسوڑھے پھٹ جائیں ، تو بچہ کے سر اور گردن پر روغن زیتون مغسول کی مالش کی جائے ، جسے گرم پانی میں پھینٹ لیا گیا ہو . (اس سے بچہ کے سر اور گردن کا درد اور ریکان دور ہوجاتی ہے ، اور ان کے اعصاب دماغیہ ونخاعیہ قوی ہوجاتے ہیں ، جس سے دانتوں کے نکلنے میں سہولت واقع ہوتی ہے .) اور چند قطرے روغن زیتون کے بچہ کے کان میں ٹپکائے جائیں +

واذا صارت بحیث یمکنہ ان یعض بھا فانہ یعزی[1] باصبعہ وعضہ فیجب ان یعطی قطعۃ من اصل السوس الذی لم یجف بعدُ کثیرا فان ذلك ینفعہ فی ذلك الوقت وینفعہ من القروح والاوجاع فی اللثۃ بخاصیۃ فیہ

جب بچہ کے دانت اس قابل ہوجائیں کہ وہ ان سے چیزوں کو کاٹ سکے ، چنانچہ بچوں کی عادت ہوا کرتی ہے کہ وہ اپنی انگلی منہ میں لیکر اسے (ہلکے ہلکے اپنے دانتوں سے) کاٹا کرتے ہیں ، اور اس سے اُنہیں تسلی رہتی ہے ، تو اُسے تازہ ملٹھی کا ایک ٹکڑا ، جو ابتک زیادہ سوکھ نہ چکا ہو ، دیدینا چاہئے ، (تاکہ بچہ اپنا شغل اس سے جاری رکھے ، اور مُنہ میں انگلی نہ ڈالے رہے .) ملٹھی اس وقت بچہ کے لئے مفید ثابت ہوتی ہے ، (کیونکہ یہ مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے ،) اور اپنی ذاتی خاصیت کی وجہ سے مسوڑھے کے قروح و اوجاع میں نفع پہونچاتی ہے +

وکذلك یجب ان یدلك فمہ بملح وعسل لئلا یصیبہ ھذہ الاوجاع

اسی طرح یہ بھی مناسب ہے کہ بچہ کے منہ میں نمک اور شہد ملا جائے ، تاکہ وہ ان امراض مذکورہ (قروح و اورام لثہ وغیرہ) سے بچا رہے +

ثم اذا استحکم نباتھا اعطوا شیئا

جب پورے طور پر دانت نکل چکیں ، تو (اس وقت بھی)

[1] یعزی : بہلو (اُسے تسلی رہتی ہے) +

من رب السوس ومن اصله الذي ليس بشديد الجفاف يمسكونه في الفم ويوافقهم تمريخ اعناقهم في وقت نبات الاسنان بزيت عذب او دهن آخر عذب

واذا اخذوا ينطقون تعهدوا بادامة دلك اصول السنتهم

کسی قدر رب السوس، یا ملٹھی، جو زیادہ سوکھی ہوئی نہ ہو، بچہ کو دیں، کہ وہ اپنے منہ میں لئے رہیں ✦

دانتوں کے اُگنے کے زمانہ میں بچہ کے لئے یہ ایک مفید عمل ہے کہ ان کی گردن پر روغن زیتون شیریں، یا کسی اور شیریں روغن کی مالش کی جائے ✦

جب بچے بولنے لگیں، تو ان کی زبان کی جڑ (اور زبان کی پُشت) کو برابر پابندی سے ملتے رہیں۔ (تاکہ زبان کے فضلات صاف ہوتے رہیں، اور ان کی بولی جلد صاف ہوجائے) ✦

الفصل الثاني الامراض التي تعرض للصبيان وعلاجاتها

فصل (۲) بچوں کے امراض اور انکے علاج

الغرض المقدم في معالجة الصبيان هو تدبير المرضع حتى ان حدس ان بها امتلاء من دم فصدت او حجمت او امتلاء من خلط استفرغ منها الخلط او احتيج الى حبس طبيعة او اطلاقها او منع بخار من الرأس او اصلاح لاعضاء التنفس وتبديل لسوء مزاج عولجت بالمتناولات الموافقة لذلك

بچوں کے علاج میں پہلی غرض (اور اہم اصول) یہ ہے کہ دودھ پلائی کی تدبیر کی جائے، (اس لئے کہ مرضعہ کی صحت ومرض سے بچے کے صحت ومرض پر بیحد اثر پہونچتا ہے، اور مرضعہ کے بہت سے امراض دودھ کے ذریعہ بچہ تک منتقل ہوجایا کرتے ہیں۔) حتی کہ اگر (علامات سے) یہ محسوس ہو کہ مرضعہ کے بدن میں خون کی کثرت ہے، تو عورت کی فصد کھولی جائے یا (پچھنوں کے ساتھ) سنگھیاں کھچوائی جائیں۔ یا اگر کسی دوسری خلط کی کثرت ثابت ہو، تو اس خلط کا استفراغ کیا جائے؛ یا اگر استفراغ مواد کو روکنے کی ضرورت ہو، یا اگر تلیین (تلیین واستفراغ) کی ضرورت ہو، یا اگر اسکی ضرورت ہو کہ سر کی طرف بخارات کو صعود کرنے سے روکا جائے، یا اگر اعضائے تنفس کی کسی اصلاح کی ضرورت ہو، (جن میں قلب کو بھی گیلانی نے داخل کیا ہے) یا اگر کسی سوءمزاج کے بدلنے کی ضرورت ہو؛ تو مناسب چیزیں کھلا پلا کر علاج و

تدبیر کی جائے ÷

واذا عولجت باسہال او وقع طبعًا بافراط او عولجت بقیء او وقع طبعًا وقوعًا قویا فالاحری ان ترضع ذلک الیوم غیرھا

جب دودھ پلائی کا علاج (کسی ضرورت سے) دستوں کے ذریعہ کیا جائے، یا اُسے خود بخود کافی دست آ جائیں، یا جب اُس عورت کا علاج (ضرورتًا) قے سے کیا جائے، یا اُسے خود بخود سختی کے ساتھ قے ہو جائے، تو مناسب یہ ہے کہ اُس روز کوئی اور عورت بچہ کو دودھ پلائے ÷

فلنذکر امراضا جزئیۃ تعرض للصبیان

بچوں کے امراض

یہ اصولی باتیں بچوں کے اصول علاج اور حفظانِ صحت کے لئے بطور توطئہ اور تمہید کے تھیں۔ اب ہم اُن امراضِ جزئیہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جو عمومًا، بچوں کو عارض ہوا کرتے ہیں ÷

فمن ذلک اورام تعرض لھم فی اللثۃ عند نبات الاسنان واورام تعرض لھم عند اوتار فی ناحیۃ اللحیین وتشنج فیھا

| سوڑھے وغیرہ کا پھول جب |

چنانچہ بچوں کے ان امراض میں سے ایک تو وہ ورم ہے جو دانت نکلتے وقت مسوڑھوں میں [illegible] ہوتا ہے، اور دوسرا وہ ورم ہے جو دونوں کلوں میں (کنپٹی کے نیچے اور کان کے سامنے عضلات ماضغہ کے) اوتار کے پاس پیدا ہوتا ہے۔ نیز وہ تشنج[1] ہے جو ان اوتار میں (ان کے متصلہ عضلات کی وجہ سے) پیدا ہوتا ہے، (جس سے بچہ منہ کھولنے پر قادر نہیں رہتا) ÷

واذا عرض ذلک فیجب ان یغمز علیھا بالاصبع بالرفق ویمرخ بالدھنیات المذکورۃ فی باب نبات الاسنان وبالعسل مضروبا بدھن البابونج او العسل مع علک البطم ویستعمل علی الرأس

جب اس قسم کے اورام پیدا ہو جائیں، تو مناسب یہ ہے کہ ان کو انگلی کے ذریعہ نرمی سے دبا دیا جائے۔ اور اُن روغنیات کا استعمال کیا جائے۔ جنکا ذکر "نبات اسنان کے باب" میں کیا گیا ہے، (مثلاً روغن زیتون، مرغی کی چربی، خرگوش کا بھیجہ) یا شہد کو روغن بابونہ میں پھینٹ کر، یا شہد کو علک البطم[2] کے ساتھ۔ اور سر پر جوشاندہ بابونہ اور شبت کا

[1] تشنج سے مراد یہ ہے کہ ورم و درد کی وجہ سے یہ عضلات پھیل نہیں سکتے، اور منہ کھولنے میں تکلیف ہوتی ہے ÷

[2] علک البطم: درخت حبۃ الخضراء (دُبن) کا گوند ÷

نطول بماء قد طبخ فیہ البابونج والشبت	نطول (تریڑہ) کیا جائے +
ومما یعرض للصبیان ھو استطلاق البطن وخصوصاً عند نبات الاسنان بزعم بعضھم انہ یعرض للطفل لانہ یمص فضلا مالحاً قیحیا من لثتہ مع اللبن	بچوں کے دست — بچوں کو (عموماً) دست بھی لاحق ہوجاتے ہیں، علی الخصوص دانت نکلنے کے زمانہ میں۔ (کیونکہ بچے اپنی حرص کی وجہ سے کھانے پینے میں بہت بیقاعدگی برتتے ہیں؛ نیز ان کے مزاج میں طبعًا رطوبت کا غلبہ ہوتا ہے۔) بعض اطبا کا ان دستوں کے بارہ میں گمان ہے کہ چونکہ بچے دودھ کے ساتھ نمکین، پیپ آمیز (قیحی) فضلات اپنے مسوڑھوں سے چوس لیا کرتے ہیں، اسلئے ان کو دست لاحق ہوجاتے ہیں۔ (چونکہ شیخ اس خیال کو پسند نہیں کرتا، اس لئے وہ اس طرح اس خیال کی تردید کرتا ہے):
ویجوز ان لا یکون لذلک بل لاشتغال الطبیعۃ بتخلیق عضو عن اجادۃ الھضم ولعروض الوجع وھو مما یمنع الھضم فی الابدان الضعیفۃ	بہت ممکن ہے کہ ان لوگوں نے دستوں کا جو سبب قرار دیا ہے، وہ نہو، بلکہ اس کی یہ وجہ ہو کہ چونکہ طبیعت اس زمانہ میں ایک عضو کے (دانت کے) بنانے میں مشغول ومنہمک ہوتی ہے، اسلئے اس کی توجہ ہضم کی طرف سے ہٹ جاتی ہے، اور (اعضاء ہاضمہ میں) غذاء اچھی طرح پک نہیں سکتی؛ یا اسکی وجہ یہ ہو کہ چونکہ اس زمانہ میں (دانت اور مسوڑھے وغیرہ میں) درد لاحق ہوتا ہے، جس کی وجہ سے کمزور دأمیں ہضم کا فعل رک جاتا ہے (اور فساد ہضم کی وجہ سے دونوں صورتوں میں دست لاحق ہوجاتے ہیں) +
والقلیل منہ لا یجب ان یشتغل بہ فان خیف من ذلک افراط تدارک بتکمید بطنہ ببزر الورد او الانیسون او بزر الکرفس او الکمون او یضمد بطنہ بکمون وورد مبلولین بخل ویجاورس مطبوخ مع قلیل خل	علاج: چنانچہ اگر دست تھوڑے اور معمولی ہوں، تو توجہ کرنے (علاج بالدواء) کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن خوف افراط ہو، تو اسکا تدارک اس طرح کیا جائے کہ بچہ کے شکم کی زردورد (تخم گلاب)، یا انیسون، یا تخم کرفس، یا زیرہ سے سینک کی جائے؛ یا زیرہ اور زردورد کو سرکہ سے ترکرکے یا باجرہ کو کسی قدر سرکہ میں پکا کر بچہ کے شکم پر لیپ کیا جائے +

وان لم ینجع سقوا من انفحۃ الجدی دیف بماء بارد — اگر اس علاج سے فائدہ نہ ہو، تو بکری کے بچہ کا پنیرمایہ (کسی قدر لیکر) ٹھنڈے پانی میں گھول کر پلایا جائے۔

بعض نسخوں میں عبارت اس طرح ہے: "بکری کے بچہ کا پنیرمایہ ایک دانگ (تقریباً ۴ رتی) لیکر ٹھنڈے پانی کے ساتھ پلایا جائے"۔ مگر گیلانی اس نسخہ کو اس وجہ سے غلط کہتا ہے کہ پنیرمایہ ایک قوی القبض چیز ہے، بچہ اس مقدار کو برداشت نہیں کرسکتا۔

ویحذر من تجبن اللبن فی معدتہ بان یغذی ذلک الیوم ما ینوب عن اللبن مثل النیمبرشت من صفرۃ البیض ولباب الخبز مطبوخا فی ماء او سویق مطبوخ فی ماء — اس وقت بچہ کے معدہ کو تَجَبُّنُ اللبن (دودھ جمنے) سے بچایا جائے، یعنی اس دن دودھ کی بجائے کوئی دوسری غذا دی جائے، جو دودھ کے قائم مقام ہو، مثلاً نیمبرشت انڈے کی زردی، اور روٹی کا گودہ پانی میں پکا کر، یا ستو پانی میں پکا کر۔

وقد یعرض لھم اعتقال الطبیعۃ فیشفون بزبل الفار او شیافۃ من عسل معقود وحدہ او مع فودنج او اصل السوسن الاسمانجونی کما ھو او محرقا — **بچوں کا قبض** کبھی بچوں کو قبض ہو جایا کرتا ہے۔ اسکے لئے بچوں کی معالجہ تقیم میں چوہے کی مینگنی کا (روغن کنجد میں چرب کرکے) شافہ کریں، یا منجمد اور بستہ شہد سے شیاف بناکر محض اسے تنہا داخل کریں، یا پودینہ کے ساتھ (یعنی اوپر سے پودینہ چھڑک کر)۔ یا بیخ سوسن آسمانجونی اسی طرح (بغیر کچھ ملائے، اور بغیر جلائے) یا جلاکر بطور شافہ استعمال کی جائے۔

او یطعم قلیل عسل او مقدار حمصۃ من علک البطم ویمرخ بطنہ بالزیت تمریخا لطیفا او تلطخ سرتہ بمرارۃ البقر وبخور مریم — یا بچہ کو تھوڑا سا شہد کھلائیں، یا ایک چنے کے برابر علک البطم۔ بچہ کی شکم پر روغن زیتون (یا روغن کنجد) ہلکے ہلکے لگایا جائے۔ یا بچہ کی ناف پر گائے کا پتہ اور بخور مریم (ہاتھا جوڑی بوٹی) لتھیڑا جائے۔

اگر ان علاجات سے اثر نہ ہو، تو بچہ کو کسی قدر شیرخشت، یا ترنجبین کھلائیں۔ اگر تبرید مزاج کی ضرورت ہو تو عرق نیلوفر اور شربت آلو بخارا کا اضافہ کریں۔ بچہ کے قبض کی حالت میں مرضعہ کو ملین غذائیں کھلائیں، مثلاً پالک، خرفہ، چقندر، شلجم وغیرہ۔

وربما عرض بلثتہ لذع فیکمد بدھن وشمع وللحم المالح — **لَذْعُ اللِّثَۃ — مسوڑھوں کی سوزش** کبھی بچہ کے مسوڑھے میں لَذْعُ (خارش کے ساتھ درد) پیدا ہو جاتا ہے۔ اس صورت

العفن ینفعہ

میں روغن اور موم کی مالش کی جائے (مسوڑھوں پر ملا جائے) اور نمکین متعفن گوشت (نمک لگا کر خشک کی ہوئی مچھلی کا گوشت) اس مرض میں مفید ہے (جسکا طریقہ استعمال یہ ہے کہ اسکے جوشاندہ کی کلی کرائی جائے) +

وربما عرض لھم خاصۃ عند نبات الاسنان تشنج واکثرہ بسبب ما یعرض لھم من فساد الھضم مع شدۃ ضعف العصب وخصوصاً فیمن بدنہ عبل رطب فیعالج بدھن ایرسا ودھن السوسن ودھن الحناء ودھن الخیری

تشنج اطفال گاہے بچوں میں علی الخصوص دانت نکلتے وقت تشنج عارض ہو جایا کرتا ہے جسکی وجہ زیادہ تر یہ ہوتی ہے کہ بچوں میں عصبی ضعف کی شدت کے ساتھ فساد ہضم بیشتر لاحق ہوا کرتا ہے (جس سے فاسد رطوبات پیدا ہو کر اعصاب اور مبادی اعصاب تک پہنچتے ہیں) علی الخصوص اُن بچوں میں جو فربہ اور مرطوب مزاج ہوں +

علاج:- ایسی حالت میں روغن ایرسا، یا روغن سوسن، یا روغن حنا، یا روغن خیری (گل شبو) سے علاج کیا جائے (یعنی ان روغنوں کی بدن پر مالش کی جائے) +

وربما عرض کزاز

کزاز اطفال گاہے بچوں میں کزاز عارض ہوا کرتا ہے +

کزاز کے معانی متعدد ہیں، جنکا ذکر بحث کزاز، معالجات امراض، میں کیا گیا ہے۔ لیکن خواہ اسکے معنے کچھ ہی ہوں، بہر صورت یہ دو تشنجوں سے مرکب ہوا کرتا ہے، جس میں بدن اکڑ جاتا ہے، اور وہ کسی طرف حرکت نہیں کرسکتا۔ یعنی مثلاً گردن کے اگلے اور پچھلے دونوں طرف کے عضلات اکڑ جاتے ہیں۔ گیلانی

فیعالج بماء طبخ فیہ قثاء الحمار او بدھن البنفسج مع دھن قثاء الحمار فان حدس ان التشنج العارض بہ من یبس لوقوعہ عقیب الحمیات والاسہال العنیف ولحدوثہ قلیلاً قلیلاً غرقت مفاصلہ بدھن البنفسج وحدہ او مضروباً بشئ من الشمع المصفی وصب علی دماغھم زیت ودھن بنفسج وغیر ذلک صباً کثیراً وکذلک ان عرض لھم کزاز یابس

اسکا **علاج** آب جوشاندہ قثاء الحمار (بندال) سے کریں، یا روغن بنفشہ روغن قثاء الحمار کے ساتھ استعمال کریں۔ اگر پتہ چلے کہ یہ تشنج جو بچہ کو لاحق ہوا ہے، یبوست کی وجہ سے ہے یعنی یہ تشنج بخاروں کے بعد، یا شدید اسہال کے بعد لاحق ہوا ہو، یا یہ کہ یہ تشنج رفتہ رفتہ پیدا ہوا ہو (دفعۃً لاحق نہ ہوا ہو) الغرض ان باتوں سے پتہ چل جائے کہ یہ تشنج یبوست کیوجہ سے ہے) تو اس کے جوڑوں کو تنہا روغن بنفشہ سے تر کریں، یا اسکو کسی قدر موم مصفے کے ساتھ پھینٹ لیں۔ اس مرض میں بچہ کے دماغ پر روغن زیتون۔ اور روغن بنفشہ وغیرہ خوب ڈالا جائے۔ علی ہذا اگر بچہ کو کزاز یابس لاحق ہو جائے تو بھی (روغن بنفشہ وغیرہ مفید ہیں) +

لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بچوں کو کزاز یابس کمتر ہی لاحق ہوا کرتا ہے۔ اور زیادہ تر ان کو کزاز امتلائی ہوا کرتا ہے۔ لیکن روغن بنفشہ اور روغن زیتون دونوں صورتوں میں مفید ہیں۔ گیلانی

وقد یعرض لهم سعال وزکام وقد امر فی ذلك بماء حار کثیر یصب علی رأس من اصیب بذلك منهم ویلطخ لسانه بعسل کثیر ثم یغمز علی اصل لسانه بالاصبع لیتقیأ بلغماً کثیرا فیعافی

سعال وزکام گاہے بچوں کو کھانسی اور زکام کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ (بچے خارجی برودت سے بہت زیادہ متأثر ہوا کرتے ہیں، اور ان کو نزلہ بکثرت لاحق ہوا کرتا ہے) جو بچے اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ گاہے بتایا جاتا ہے کہ ان کے سر پر گرم پانی بکثرت ڈالا جائے۔ (اس سے زکام اور کھانسی اور رتنے کو بھی فائدہ پہونچتا ہے)، اور اُسکی زبان شہد سے خوب لتھیڑ دی جائے؛ پھر اس کی زبان کی جڑ انگلی سے دبائی جائے، تاکہ قے آجائے اور قے میں بلغم بکثرت نکل پڑے، اور مرض سے آرام آجائے۔

او یوخذ صمغ عربی وکثیرا وحب السفرجل ورب السوس وفانیذ ویسقی منه کل یوم شیئاً بلبن حلیب

یا: گوند ببول، کتیرا، بہدانہ، رب السوس، مصری (سب چیزوں کو کوٹ پیس کر چھان لیں) اس میں سے روز کسی قدر لیکر تازہ دودھ کے ساتھ بچہ کو پلا دیا کریں۔ (اگر یہ دوا مرضعہ کے دودھ کے ساتھ دی جائے، تو بہتر ہے)۔

وقد یعرض للطفل سوء تنفس فیجب ان یدهن اصول اذنیه واصل لسانه بالزیت ولقیأ

سوء تنفس گاہے بچہ کا سانس بگڑ جایا کرتا ہے (سوء تنفس)؛ اس وقت مناسب ہے کہ بچہ کے کان کے جڑوں پر اور زبان کی جڑ پر روغن زیتون ملکر قے کرائی جائے۔

گیلانی کہتے ہیں: "اصول اُذُنَین (کان کی جڑیں) اندر کی طرف سے (منہ کی طرف سے) وہ حصہ ہے جو لوزتین کے قریب واقع ہے"۔

وکذلك تکبس لسانه فهو نافع جدًا ویقطر الماء الحار فی افواههم وان یلعقوا شیئاً من بزر الکتان بالعسل

اسی طرح بچہ کی زبان دبا کر بھی قے لائی جا سکتی ہے؛ جو ایک نہایت ہی مفید عمل ہے۔ (یعنی بہر حال قے اس مرض میں ایک مفید تدبیر ہے)۔ اسی طرح بچہ کے منہ میں گرم پانی ٹپکایا جائے (جس سے متلی اور قے آئے)، اور تخم کتان (سفوف) شہد کے ساتھ ملا کر کسی قدر چٹایا جائے۔

وقد يعرض لهم القلاع كثيرا فان غشاء افواههم والسنتهم لين جداً لا يحتمل المص لينا فكيف جلاء مائية اللبن فان ذلك يؤذيهم ويورثهم القلاع

قلاع (مُنہ آنا) | قلاع کی شکایت بچوں کو بکثرت اس وجہ سے لاحق ہوا کرتی ہے کہ ان کے مُنہ اور زبان کی جھلی نہایت ہی نرم و نازک ہوتی ہے، اتنی نرم و نازک کہ امتصاص (مرپستان سے دودھ چوسنے کے معمولی فعل) کو بھی برداشت نہیں کر سکتی، چہ جائیکہ وہ مائیتِ لَبَنْ کی قوتِ جلاء کو برداشت کر سکے. الغرض یہی چیز بچہ کے لئے باعث اذیت ہو کر قلاع پیدا کر دیتی ہے +

قلاع (مُنہ آنا) سے مُراد وہ چھوٹے چھوٹے قروح ہیں جو مُنہ اور زبان کی جھلی میں پیدا ہو جاتے ہیں، جب یہ متعفن ہوتے ہیں، تو انہیں آکلہ کہا جاتا ہے۔ گیلانی

واردأ القلاع الفحمي الاسود وهو قاتل واسلمه الابيض والاحمر

قلاع کی بدترین قسم **قلاع فحمی** ہے، جو سیاہ ہوتی ہے (فحم = کوئلہ)؛ یہ قسم مہلک ہے۔ اور اسکی کم خطرناک قسم اَبْيَضْ اور اَحْمَرْ (سفید اور سُرخ) ہیں +

فينبغي ان يعالجوا بما خف من ادوية القلاع المذكورة في الكتاب الجزئي وربما كفاه البنفسج المسحوق وحده او مخلوطا بورد وقليل زعفران والخرنوب وحده وربما كفاه مثل عصارة الخس وعنب الثعلب والفرفخ

علاج: کتاب جزئی (معالجات) میں قلاع کے لئے جو دوائیں بتائی گئی ہیں، بچوں کے علاج کے لئے انہی میں سے ہلکی دوائیں استعمال کی جائیں۔ گاہے یہ بھی کافی ہو جاتا ہے کہ بنفشہ پیس کر (ذرور کے طور پر) تنہا استعمال کیا جائے، یا گل سرخ اور کسی قدر زعفران کے ساتھ ملا کر۔ اسی طرح گاہے تنہا خرنوب بھی کافی ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات عصارۂ کاہو، (آب کاہو)، آب مکوئے، آب خرفہ جیسی چیزیں بھی کافی ہو جایا کرتی ہیں +

فان كان اقوى من ذلك فاصل السوس المحكوك المسحوق وربما نفع بثور لثة وقلاعه المرو العفص قشور الكندر

اگر مرض اس سے زیادہ قوی ہو، تو بیخ سوس آسمانجونی پیس کر استعمال کریں۔ گاہے بثور لثہ اور قلاع لیلیے یہ نسخہ بھی مفید ثابت ہوتا ہے: مرکی، مازو، قشور کندر[1]، سکو

---

[1] قشور کندر: کندر کے چھوٹے چھوٹے ریزے جو کندر کے ہلانے سے الگ ہو جاتے ہیں، اور جو باریک اجزاء بر آمد ہوتے ہیں، انہیں "دقاق کندر" کہتے ہیں +

مسحوقة جداً المخلوطة بالعسل وربما | باریک پیسکر اور شہد میں ملاکر (دانوں پر لگا یا جائے)۔
کفاہ رب التوت الحامض وحدہ | علیٰ ہذا گاہے اسکے لئے رُب توت ترش تنہا کافی ہوجاتا ہے۔
ورب الحصرم | اور گاہے رب انگور ترش بھی کافی ہوجاتا ہے +
وقد ینفع من ذلك غسله بشراب | گاہے یہ بھی مفید ثابت ہوتا ہے کہ مُنہ کو (یا زخمی جھلی
العسل اوماء العسل ثم اتباعه | کو) شربت شہد سے، یا ماء العسل سے دھوکر مذکورہ بالا ادویہ
بشئ مما ذکرناہ من المجففات | مجففہ میں سے کسی چیز کا استعمال کرایا جائے +
فان احتیج الی ماھو اقوی فلیوخذ | اگر اس سے قوی تر دوا کی ضرورت ہو، تو ہلدی،
عروق وقشور الرمان والجلنار والسماق | پوست انار، گلنار، سماق، ہر ایک چھ درہم، مازو، چار
من کل واحد ستۃ دراھم ومن العفص اربعۃ | درہم، پھٹکری، دو درہم، سب کو کوٹ چھانکر (اس میں سے
دراھم ومن الشب الیمانی درھمان یدق وینخل ویذر | کسی قدر لیکر مُنہ میں) چھڑکا جائے +

منہ، مسوڑھے، اور زبان کے قروح دیر میں اچھے ہوا کرتے ہیں، اور تاکُل (سڑن گلن) کو جلد قبول کرتے ہیں۔ اسلئے کہ **اول** تو اس مقام کی ساخت نرم اور ملائم ہے؛ **دویم**، یہاں لعاب بکثرت نکلتا اور بہتا رہتا ہے، جو قروح کے التحام واندمال میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے؛ **سویم**، یہاں زبان وغیرہ کی حرکت برابر جاری رہتی ہے، اور رطوبتیں بہا کرتی ہیں؛ **چہارم**، یہاں قروح پر دوا کے ٹھہرنے کا موقعہ کم ملتا ہے؛ **پنجم**، دانت اور مسوڑھے کے رخنوں میں غذا، ریزوں کے ریشے اور اجزا، اور میل کچیل پڑے سڑا گلا کرتے ہیں۔ (گیلانی مع اضافہ) +

گیلانی نے قلاع کے لئے ایک اور بہت ہی مفید نسخہ بتایا ہے: مہندی کی پتیاں لیکر اسکا پانی نچوڑا جائے، اور اس میں کسی قدر کافور حل کرکے اس سے کُلّی کی جائے، یا بچہ کی زبان اور منہ وغیرہ پر لگایا جائے۔ اگر مہندی کی پتیاں خشک ہوں، تو انہیں کو ٹکر پانی میں بھگویا جائے۔ اور اس پانی میں اُسی طرح کافور حل کیا جائے +

وقد یعرض فی آذانھم سیلان الرطوبۃ | [سیلان الاذن] گاہے بچوں کو **کان بہنے** کی شکایت پیدا
فان ابدانھم وخصوصاً ادمغتھم | ہوجاتی ہے؛ کیونکہ بچوں کے بدن میں، اور علی الخصوص ان
رطبۃ جداً | کے دماغوں میں رطوبت بکثرت ہوتی ہے
فیجب ان یغمس لھم صوفۃ فی عسل و | **علاج**: اس وقت یہ ضروری ہے کہ شہد اور شراب میں
خمر مخلوطا بہ شئ یسیر من شب او | کسی قدر پھٹکری یا زعفران ملاکر، یا کسی قدر نطرون ملاکر اس
زعفران او شئ من نطرون ویجعل | میں بتّی بھگولیں، اور بچہ کے کان میں داخل کریں۔ بسا

فی اذانہم وربما کفی ان یغمس لھم صوفۃ　اوقات یہ بھی کافی ہو جاتا ہے کہ شراب عفص (کسیلی شراب)
فی شراب عفص ویستعمل معہ شیٔ　میں کسی قدر زعفران (زعفران محلول و مسفوف) ملا کر اور
من الزعفران یجعل فی ذالک الشراب　اس میں بتی کو تھیڑ کر کان میں داخل کریں +

طبری نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے کہ مرہم شنجار (مرہم رتن جوت) بچوں کے کان کے قروح کیلئے بہت ہی مفید ہے: رتن جوت کو روغن گل میں اسقدر پکائیں کہ وہ گل جائے، پھر روغن کو چھانکر پھوک سے الگ کر لیں، اور اس میں دس گنا سرکہ ملاکر پھر جوش دیں، یہاں تک کہ سرکہ اڑ جائے، اور روغن باقی رہ جائے، پھر اس روغن سے قیروطی بنائی جائے، اور اس میں کسی قدر سفیدۂ قلعی ڈالدیا جائے۔ اور اچھی طرح ملاکر رکھ لیا جائے۔ اب مرہم تیار ہے۔ اس مرہم سے فتیلہ تھیڑ کر کان میں داخل کیا جائے۔ گیلانی

وقد یعرض للصبیان کثیرا وجع الاذن　درد گوش　بسا اوقات بچوں کو ریاح کی وجہ سے، یا رطوبت
من ریح او رطوبۃ　کی وجہ سے درد گوش کی شکایت پیدا ہو جایا کرتی ہے +
فیعالج بالحضض والصعتر والملح　اسکا علاج یہ ہے کہ رسوت، صعتر، نمک طبرزد
الطبرزد والعدس والمر وحب　(نمک لاہوری)، مسور، مرمکی، تخم حنظل، ابہل، ان میں
الحنظل والابھل یغلی ایھا کان فی　سے کسی دوا کو لیکر روغن میں پکا کر (اس تیل کو) کان میں
دھن ویقطر　ٹپکایا جائے +

درد گوش کے لئے گیلانی نے ایک نسخہ بتایا ہے: آب پیاز، خچر کی لید کا نچوڑ تازہ، ان دونوں میں کسی قدر زعفران حل کر کے دردناک کان میں گرما گرم ڈالا جائے؛ جب یہ ٹھنڈا ہو جائے، تو اسے نکال کر دوبارہ ڈالا جائے۔ اسی طرح تین چار مرتبہ کیا جائے۔ درد میں انشاء اللہ سکون ہو جائیگا +

وربما عرض فی دماغ الصبیان ورم　عُطاش　گاہے بچوں کے دماغ میں ایک (خاص قسم کا)
حار یسمی العطاش　ورم حار پیدا ہو جاتا ہے، جسکو عُطاش کہا جاتا ہے +

اسکو "عطاش" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بچہ اس مرض میں پانی بکثرت پیتا ہے۔ (عطاش = پیاس کی بیماری) اسی وجہ سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحیح لفظ غُطاس (غین کے ساتھ) ہے، جسکے معنے پانی میں ڈوبنے کے ہیں۔ یہ دماغ کا ایک گرم ورم ہے، جس میں تالو دب جاتا ہے۔ گیلانی

وقد یصل وجعہ کثیرا الی العینین　بسا اوقات اسکا درد آنکھ اور حلق تک پہونچ جاتا
والحلق ویصفر لہ الوجہ فیجب　ہے، جسکی وجہ سے چہرہ زرد پڑ جاتا ہے۔ علاج: اس
حینئذ ان یبرد دماغہ ویرطب　وقت ضروری ہے کہ تبرید اور ترطیب کی غرض سے

بقشور القرع والخیار وماء — تراشہ کدو (کدو کے تازے چھلکے)، تراشۂ خیار، آب

عنب الثعلب وعصارة بقلة — مکوی سبز، آب خرفہ تازہ، جو ایک مخصوص چیز ہے،

الحمقاء خاصة ودهن الورد مع — روغن گل، کسی قدر سرکہ کے ساتھ، اور انڈے کی زردی

قلیل خل وصفرة البیض مع — روغن گل کے ساتھ (بیرونی طور پر) استعمال کئے جائیں،

دهن الورد ویبدل ایها کات — اور ان میں سے جو دوا بھی استعمال کی جائے، برابر

دائما — اسے بدل دیا جائے، (تاکہ دماغ تک ٹھنڈک برابر پہونچتی رہے)۔

گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ ورم دماغ کے آثار نہیں پائے جاتے، اور تو بھی یا [illegible] بچہ نہایت درجہ ضعیف ولاغر ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں بعض دویہ لازو قیہ کے ساتھ میتھی کا لیپ (لطوخ) لگایا جائے۔ گیلانی

وقد یعرض للصبیان ماء فی راسه — **ماء الراس (استسقاء دماغی)** گاہے بچوں میں، ماء الراس کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے، (یعنی بچے کے سر کے اندر غیر معمولی طور پر رطوبت جمع ہو جاتی ہے)۔

قد ذکرنا علاجه فی علل الراس — [illegible]

یہ پانی سر میں کہاں جمع ہوتا ہے؟ اس کی دو صورتیں ہیں: گاہے یہ پانی کھوپڑی کے اندر جمع ہوتا ہے، اور گاہے کھوپڑی کے باہر۔

حقیقی مرض کی صورت وہی پہلی ہے، جس میں مائیت کھوپڑی کے اندر جمع ہوتی ہے۔ خواہ یہ مائیت دماغی جھلیوں میں جمع ہو، یا بطون دماغیہ میں۔ اس مرض میں بچہ کا سر بڑا ہو جاتا ہے، پیشانی ابھر جاتی ہے، دماغ لاغر ہو جاتا ہے، دماغی کمزوری لاحق ہو جاتی ہے، تشنج کے دورے پڑتے ہیں بچہ آنکھ بند کرنے کی قدرت نہیں پاتا، آنکھوں سے آنسو ہمیشہ بہتے رہتے ہیں [illegible] مشکل ہے۔ بہرصورت اخراج مائیت کی کوشش کی جائے۔

اور جب پانی کھوپڑی کی ہڈیوں کے باہر جمع ہوتا ہے [illegible] یا سمحاق اور جلد کے درمیان، تو استسقاء لحمی کی طرح دبانے پر دباؤ کا نشان پڑ جاتا ہے۔ بچہ روتا رہتا ہے، اور اسے نیند نہیں آتی۔ اسکا علاج یہ ہے کہ سر میں دو تین شگاف دیکر اخراج رطوبت کیا جائے اور اس کے بعد معمولی جراحت کی مرہم پٹی کی جائے۔ [illegible]

جبکہ دوسرے ہلکے علاج، از قسم اطلیہ وضمادات، کارگر نہ ہوں۔ گیلانی +

وربما انتفخت عیونهم فیطلی علیها حضض بلبن ثم یغسل بطبیخ البابونج وماء البادروج

| انتفاخ العین (آنکھ سوج جانا) | گاہے بچہ کی آنکھیں پھول جایا کرتی ہیں۔ اس صورت میں رسوت دودھ کے ساتھ (حل کرکے پپوٹوں پر) طلاء کریں۔ پھر اسے جوشاندۂ بابونہ اور آب بادروج (بابری۔ جنگلی تلسی) سے دھوڈالا کریں +

"انتفاخ العین" امراض جفن میں سے ہے۔ شیخ کا قول ہے: "انتفاخ وہ ورم بارد (ورم بلغمی) ہے، جس کے ساتھ ساتھ گدگدی اور خارش سی بھی ہوتی ہے" +

اس مرض میں صبر۔ زعفران، فیلزہرج (دارہلد) اور شیاف ابیضا بھی طلاءً وضماداً استعمال کئے جاتے ہیں +

وربما احدثت کثرۃ البکاء بیاضا فی احداقهم فیعالجون بعصارۃ عنب الثعلب

| ثبور قرنیہ | گاہے (بچوں میں) شدتِ بکا اور گریہ وزاری کی وجہ سے آنکھ کی سیاہی میں (آنکھ کے سیاہ حصے کے سامنے) **سفیدی** پیدا ہوجاتی ہے (یعنی **طبقہ قرنیہ** میں **ثبور** پیدا ہوجاتے ہیں، جو سفید نظر آیا کرتے ہیں)۔ ایسی صورت میں عصارۂ عنب الثعلب (آب مکوئے سبز بیرونِ چشم پر طلاء کی صورت میں) استعمال کریں +

وقد یعرض لجفن الصبی سلاق من کثرۃ البکاء فکذلک علاجه ایضاً عصارۃ عنب الثعلب

| سلاق چشم | گاہے کثرتِ بکا سے بچوں کی آنکھ میں **مرض سلاق** لاحق ہوجاتا ہے۔ مگر اس کا علاج بھی (ثبور قرنیہ کی طرح) آب مکوئے سبز ہی سے کیا جاتا ہے +

"مرض سُلاق" میں پپوٹے موٹے پڑجاتے ہیں، ان میں سُرخی ہوتی ہے (ورم حار ہوتا ہے)، اور بسا اوقات پلک جھڑجاتے ہیں +

وقد یصیبهم حمیات والاولی بها ان تدبر المرضعۃ ویسقی هو ایضا مثل ماء الرمان مع سکنجبین وعسل ومثل عصارۃ الخیار مع قلیل کافور وسکر

| حمیات اطفال (بچوں کو بخار) | گاہے بچے **بخاروں** میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اس حالت میں بہتر یہی ہے کہ مرضعہ کی تدبیر واصلاح کی جائے (اور دودھ پلائی کو مناسب دوائیں کھلائی جائیں) اور اس کے ساتھ بچہ کو بھی ایسی چیزیں دی جائیں، جیسے آب انار، ہمراہ سکنجبین شہد اور جیسے آب خیار کسی

قدر کافور اور شکر کے ساتھ +

یعنی بچہ کو بخار کی حالت میں ادویہ مفتحہ، مدرہ، مرققہ اخلاط، اور ادویہ مبردہ دی جائیں.
پہلی مثال مفتح، مدر اور مرقق کی ہے، اور دوسری مثال مبرّد کی ہے +

اگر کوئی اعتراض کرے کہ ترش دوائیں دودھ پیتے بچہ کے لئے مضر ہیں، ایسی حالت میں سکنجبین کی اجازت کیونکر دی جا سکتی ہے؟ اس کے دو جواب ہیں: (۱) ضرورت کے وقت انفحہ جیسی چیز بھی استعمال کی جاتی ہے، اور اُس وقت دودھ کے جمنے کے خوف سے دودھ کی بجائے بچہ کے تغذیہ کے لئے اور چیزیں دی جاتی ہیں؛ اسی طرح ان ترشیوں کے استعمال کے وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ان ترشیوں میں دودھ جمانے (تجبین) کی قوت انفحہ سے کم ہی ہے۔ (۲) شیخ کے کلام سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ براہ راست ان ہی دواؤں کو دیں، بلکہ یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ان جیسی چیزیں دیں، جو بخار کے لئے مفید ہوں +

ثم یعرقون بان یعتصر القصب الرطب ویجعل عصارتہ علی الھامۃ والرجل ویدثروا فان ھذا یعرقھم

پھر کوشش کی جائے کہ بچہ کو پسینہ آ جائے، جس کی صورت یہ ہے کہ قصب رطب (بانس کی تازہ اور سبز پتیوں) کو نچوڑ کر اس کا پانی نکالا جائے، اور اس پانی کو بچہ کے سر پر اور پاؤں پر لگا کر بچہ کو گرم کپڑے اوڑھا دیے جائیں۔ اس سے بچوں کو پسینہ آ جاتا ہے +

وربما عرض لھم مغص فیئنون ویبکون فیجب ان یکمد البطن بالماء الحار والدھن الکثیر الحار بالشمع الیسیر

مغص (مروڑ) بیشتر اوقات بچوں کو (دودھ کی گڑبڑ اور فساد ہضم سے) مروڑ کی شکایت لاحق ہو جاتی ہے، جس سے بچے اپنے آپ بل کھاتے اور روتے چلاتے ہیں۔ اس وقت مناسب ہے کہ بچہ کے پیٹ کو گرم پانی سے، اور گرم روغن سے، جس کی مقدار زیادہ ہو، اور جس میں تھوڑی مقدار موم کی ملالی جائے، سینکا جائے، (اور روغن بید انجیر خالص اور لعاب صمغ عربی بصورت متحلب بچہ کو پلایا جائے) +

وقد یعرض لھم عطاس متواتر **عُطاس متواتر (چھینک کی کثرت)** گاہے بچوں کو "عطاس متواتر"

فربما کان ذلک من ورم فی نواحی الدماغ فان کان کذلک عولج الورم بالتبرید والطلاء والتمریخ بالمبردات من العصارات والادھان

کی شکایت لاحق ہو جاتی ہے۔ اسکا سبب بعض اوقات دماغ کے آس پاس کا ورم ہوتا ہے (جو بیرونِ قحف میں لاحق ہوتا ہے)۔ چنانچہ اگر ورم کی وجہ سے لاحق ہو تو ورم کا علاج کیا جائے: تبرید استعمال کی جائے، عصارات باردہ اور ادہان باردہ طلاء اور تمریخ کے طور پر استعمال کئے جائیں +

چھینک کی کثرت ورم کی وجہ سے ہو، اسے قرشی نے بہت بعید سمجھا ہے۔ اور الزاماً پیش کیا ہے کہ سرسام غشائی میں بھی چھینکیں پیدا ہونی چاہئیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا +

مگر گیلانی نے جواباً کہا ہے کہ یہ کوئی امر محال نہیں ہے، بلکہ بچوں میں بیرونِ قحف کے اورام سے چھینک پیدا ہو سکتی ہے +

وان لم یکن من ورم عرض لھم فیجب ان ینفخ الباذروج المسحوق فی مناخرھم

اور اگر ورم کی وجہ سے نہ ہو (بلکہ بیرونی ہوا کی سردی سے لاحق ہو، جو اکثری الوجود ہے) تو بادروج (جنگلی تلسی) پیسکر بچوں کے نتھنوں میں پھونک دیا جائے +

وقد یعرض لھم فی البدن بثور فما کان قرحیا اسود فھو قتال اما الابیض فاسلم منہ وکذا الاحمر ولو کان قلاعًا فقط لکان قتالا فکیف اذا انتشر

بثور (پھنسیاں) گاہے بچوں کے بدن پر پھنسیاں نکل آتی ہیں۔ چنانچہ اگر یہ پھنسیاں متقرح (ریم دار) اور سیاہ ہوں، تو مہلک ہوتی ہیں۔ لیکن سفید رنگ کی پھنسیاں انکے مقابلہ میں بے خطر ہوتی ہیں۔ اسی طرح سرخ رنگ کی پھنسیاں بھی (بے خطر ہی ہوتی ہیں)۔ (تمہیں معلوم ہے کہ) جب سیاہ رنگ کے بثور منہ میں بطور قلاع کے ہوتے ہیں تب تو یہ مہلک ہوتے ہیں، چہ جائیکہ جب سارے بدن پر پھیلے ہوئے ہوں (اُس وقت کیونکر نہ مہلک ہونگے) +

وربما کانت فی خروجھا منافع کثیرۃ

بعض اوقات بدن پر دانے پھنسیوں کے نکل جانے سے بہت سے فوائد ہو جاتے ہیں: (بدن کے فاسد مواد دانے پھنسیوں کی شکل میں خارج ہو جاتے ہیں، اور ان کے ذریعہ بدن کا تنقیہ ہو جاتا ہے) +

وعلی کل حال فیعالج بالمجففات اللطیفة محعولة فی مائه الذی یغسل به مطبوخة فیه کالورد والآس وورق شجر المصطکی والطرفا وادهان هذه الاشیاء ایضا	**علاج**: بہرحال (ان دانوں کا کوئی رنگ بھی ہو) انکا علاج یہ ہے کہ ہلکے مجففات پانی میں جوش دیے جائیں، اور اس پانی سے بدن دھویا جائے؛ مثلاً گل سرخ، آس، برگ درخت مصطگی، برگ جھاؤ. علیٰ ہذا ان دواؤں کے روغن بھی استعمال کئے جائیں ؛
والبثور السلیمة تترك حتی تنضج ثم تعالج	**ثبور سلیمہ** (بے ضرر پھنسیوں) کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے، کہ پک جائیں۔ اس کے بعد انکا علاج کیا جائے. (اندر کی پیپ خارج کر دی جائے، اور مناسب مرہم پٹی کر دی جائے) +
وان تقرحت استعمل مرهم الاسفیداج وربما احتیج الی ان یغسل بماء العسل وقلیل نطرون وکذلك القلاع اذا تقرح	اگر ثبور متقرح ہو جائیں (قرحہ کی شکل میں تبدیل ہو جائیں) تو مرہم اسفیداج (مرہم سفیدہ) استعمال کیا جائے؛ گاہے اس امر کی ضرورت پیش آتی ہے کہ ان کو ماء العسل سے دھویا جائے۔ جس میں کسی قدر نطرون بھی شامل کر لیا گیا ہو۔ قلاع جب متقرح ہو جاتا ہے، تو اس کا علاج بھی (ہلکے مجففات سے) اسی طرح کیا جاتا ہے +
واذا کثفت احتیج الی ما هو اقوی فیغسل حج بماء البورق نفسه ممزوجا بلبن لیحتمله	جب پھنسیوں میں میل کچیل بڑھ جائے. تو اس وقت اس سے زیادہ قوی چیز کی ضرورت واقع ہوتی ہے؛ چنانچہ اس وقت آب بورق (بورۂ ارمنی کے پانی) سے دھویا جائے، جس میں دودھ ملا لیا گیا ہو، تاکہ بچہ اسے برداشت کر سکے. (ورنہ بورۂ منی کی تیزی ناقابل برداشت ہوگی) +
فان تنفطت بشرتهم حموا بما طبیخ الآس والورد والاذخر وورق شجر المصطکی واول هذا کله اصلاح غذاء المرضع	اگر بچہ کے بشرہ پر آبلے نکل آئیں، تو آس، گل سرخ، اذخر، برگ درخت مصطگی کے آب جوشاندہ سے بچہ کو نہلایا جائے۔ اور ان سب تدابیر سے پہلے مرضعہ کی غذا کی اصلاح کی جائے +
وربما احدث کثرة البکاء فیهم	**نتوء السرة** (ناف کا ابھر جانا) گاہے بچوں میں زیادہ رونے

نتوًا فی السرة او احدث سببًا من اسباب الفتق وقد امر فی ذلک بان یسحق الناتخواه ویعجن ببیاض البیض ویلطخ علیه ویغلی بخرقة کتان رقیق او تبل حراقة الترمس المر بنبیذ ویشد علیه واقوی منه القوابض الحارة مثل المر وقشور السرو وجوز السرو والصبر والاقاقیا ومایقال فی باب الفتق

کی وجہ سے نتوء السرہ لاحق ہوجاتا ہے، یا فتق کے اسباب میں سے کوئی سبب پیدا ہوجاتا ہے۔ (یا فتق کے اقسام میں سے کوئی قسم پیدا ہوجاتی ہے)۔ اس بارہ میں کہا گیا ہے یہ بتایا جاتا ہے کہ اجوائن دیسی پیس کر اور انڈے کی سفیدی میں ملا کر ناف پر لتھیڑ دیا جائے، اور کتان کے باریک کپڑے سے ڈھک دیا جائے۔ یا ترمس تلخ کے حراقہ (سوختہ) کو نبیذ میں تر کرکے ناف پر باندھ دیا جائے۔ اور ان سے زیادہ قوی اور مؤثر قوابض حارّہ ہیں، جیسے مرکی، پوست سرو، جوز سرو (سرو کا پھل) صبر، اقاقیا، اور وہ دوائیں جو "فتق" کے باب میں بتائی گئی ہیں +

وربما عرض للصبیان وخصوصًا عند قطع السرة ورم فیجب ان یوخذ الشنکال وهو الفنجوش وعلک البطم ویذاب فی دهن الشیرج ویسقی منه الصبی ویطلی به سرته

ورم ناف گاہے بچوں کو علی الخصوص ناف کاٹنے کے وقت، (ناف کے مقام میں) ورم عارض ہوا کرتا ہے۔ اس وقت مناسب ہے کہ شنکار[1] (رتن جوت) یعنے فنجوش اور علک البطم، دونوں کو لیکر روغن کنجد میں پگھلایا جائے؛ اس میں سے تھوڑا سا بچہ کو کھلا دیا جائے، اور اس کی ناف پر اسکا طلا کیا جائے +

وقد یعرض للصبی ان لاینام ولایزال یبکی ویدمدم دمدمة ویضطر ضرورة الی الرقاد فان امکن ان ینوم بقشور الخشخاش وبزره وبدهن الخس ودهن الخشخاش یوضع علی صدغه وهامته فذلک

بچہ کا نہ سونا اور زیادہ رونا گاہے یہ صورت پیدا ہوتی ہے کہ بچہ کو نیند نہیں آتی ہے، اور وہ برابر روتا چلا جاتا ہے، اور بے چین و بیقرار رہتا ہے۔ (جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بچہ کے معدہ میں دودھ بگڑ جاتا ہے)۔ ایسی صورت میں بچہ کو سُلانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس مقصد کے لئے پوست خشخاش، تخم خشخاش، روغن کاہو، اور روغن خشخاش کنپٹی اور سر پر (بطور ضماد و تمریخ) لگایا جائے؛ اس سے بچہ سوجائے تو خیر +

وان احتیج الی اقوی من ذلک

اور اگر اس سے زیادہ قوی اور مؤثر دوا کی

[1] یہاں نسخوں میں سخت اختلاف ہے، اور اسکا تحقیقہ مرحم، شارحین سنا سہ گر دال میں +

فهذا الدواء يوخذ حب السمنة وجوز جندم وخشخاش اصفر وخشخاش ابيض وبزر الكتان وحب الخوزي وبزر الفرفخ وبزر لسان الحمل وبزر الخس وبزر الرازيانج وانيسون والكمون يقلى الجميع قليلاً قليلاً ويدق ويجعل فيها جزء من بزر قطونا مقلوا غير مدقوق ويخلط الجميع بمثله سكر ويسقى الصبي منه قدر درهم فان اريد ان يكون اقوى من هذا اجعل فيه شوء من الافيون قدر ثلث جزء او اقل	ضرورت ہو تو یہ نسخہ استعمال کیا جائے: حب السمنہ (چیرونجی). جوز جندم[1] خشخاش زرد، خشخاش سفید، تخم کتان، حب خوزی (؟ ؟ ؟)، تخم خرفہ، تخم بارتنگ، تخم کاہو، بادیان، انیسون، زیرہ، (تمام اجزاء ہموزن) سب کو تھوڑا تھوڑا بھون کر کوٹ لیا جائے؛ اور اسپغول سلم بریاں، ایک جزء اس میں شامل کرکے سب دوائوں کے برابر شکر ملا دی جائے. اس دواء میں سے بقدر سات ماشہ (ایک درہم) لیکر بچہ کو کھلایا جائے. اگر اس دواء کو اس سے بھی زیادہ قوی بنانا ہو تو اس میں کسی قدر افیون ــــ ایک جزء کی تہائی کے برابر، یا اس سے بھی کمتر ــ شامل کر دیں +
وقد يعرض للصبي فواق فيجب ان يسقى جوز الهند مع السكر	**فُوَاق (ہچکی)** گاہے (دودھ کی کثرت اور خرابی کی وجہ سے) بچہ کو **ہچکی** لاحق ہو جاتی ہے. ایسی صورت میں بچہ کو ناریل شکر کے ساتھ کھلایا جائے +
وقد يعرض للصبي قئ مُبرِحٌ فربما نفعه ان يسقى نصف دانق من القرنفل وربما نفعه منه تضميد المعدة بشئ من حوابس القئ الضعيفة	**قئ مُبرِح (افراط قئ)** گاہے بچہ کو (دودھ زیادہ پلا دینے کی وجہ سے) **تکلیف دہ قئ** کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے. ایسی صورت میں گاہے دورتی لونگ کھلا دینے سے فائدہ ہو جاتا ہے. اور گاہے اس سے بھی فائدہ ہو جاتا ہے کہ معدہ پر کوئی معمولی اور کمزور حابس قئ دواء بطور ضماد کے لگا دی جائے. (مثلاً سَتو ہمراہ گلاب و آب برگ مورد) +
وقد يعرض للصبي ضعف المعدة فيجب ان يلطخ معدته بميسوسن بماء الورد وماء الآس ويسقى	**ضعف معدہ** گاہے بچہ کو **ضعف معدہ** کی شکایت ہو جاتی ہے. ایسی صورت میں مناسب ہے کہ اس کے معدہ پر میسوسن (شراب سوسن)، گلاب. اور آب آس (آب

[1] جوز جندم ــ چنے کے مانند ایک دانہ ہے، جو سمن بدن خاصیت رکھتا ہے. آملی

ماء السفرجل لشئ من القرنفل والسك او قیراط من السك فی شئ یسیر من المیبه — برگ مورد) طلاء کے طور پر لگائے جائیں، اور آب ہی کیقدر لونگ اور سُک کے ساتھ، یا ایک قیراط (دو رتی) سُک کسی قدر میبہ (شراب بہی) کے ساتھ کھلائیں۔

سُک اصلی چین سے آتا ہے۔ یہ وہاں آملہ سبز اور مشک سے تیار کیا جاتا ہے۔ آملی

وقد یعرض للصبی احلام تفزع فی نومه واکثره من الامتلاء لشدة نهمه فاذا فسد الطعام واحست المعدة به تأذی ذلك الاذی من القوة الحساسة الی القوة المصورة والمتخیلة فمثلت احلامًا هائلة — احلام ہائلہ (ڈراؤنے خواب) گاہے بچے نیند میں ایسے خواب دیکھتے ہیں، جس سے وہ ڈر جاتے ہیں۔ اسکی وجہ زیادہ تر یہ ہوا کرتی ہے کہ حرص کی وجہ سے اپنا پیٹ زیادہ بھر لیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جب غذا ر فاسد ہو جاتی ہے، اور اس کا احساس معدہ (کے اعصاب حساسہ) کو ہو جاتا ہے تو یہ اذیت (معدہ کی) قوت حساسہ سے دماغ کی قوت متصورہ متخیلہ تک پہونچ جاتی ہے، جو اس اذیت کو ڈراؤنے خواب کی صورت پہنا دیتی ہے +

یہ تمکو معلوم ہے کہ دماغی قوت متخیلہ، جسکا دوسرا نام متصورہ ہے، کسی وقت چین سے نہیں بیٹھتی ہے؛ اس کا کام ہی مختلف صورتیں بنانا، اور جوڑ توڑ کرتے رہنا ہے۔ اسے نہ بیداری میں سکون ہے، اور نہ نیند میں؛ نہ ہوش میں بیکار رہتی ہے، اور نہ نشہ میں۔ چنانچہ نیند کی حالت میں جب معدہ اور آنتوں کے اندر دودھ بگڑ جاتا ہے، اور بچہ کو اس سے اندرونی اذیت پہونچتی ہے، تو اعصاب کے ذریعہ عصبی تأثرات معدہ وغیرہ سے دماغ تک منتقل ہوتے ہیں۔ وہاں قوت متخیلہ انہی موذی تأثرات کے مطابق کوئی ڈراؤنی شکل بنا دیتی ہے، اور میدان خیال میں یہ تصویریں ڈراؤنے سوانگ بھر کر اپنے خوفناک کرتب شروع کر دیتی ہیں، جس سے بچہ ڈر کر روتا، چیختا، چلاتا، اور بالآخر جاگ اٹھتا ہے۔ بعینہ یہی صورت بچے کے علاوہ بڑوں میں بھی ہوا کرتی ہے۔ گیلانی مع اضافہ +

فیجب ان لا ینوم علی کظة وان یلعق العسل لیهضم ما فی معدته ویحدره — ایسی حالت میں ضروری ہے کہ بچہ کو معدہ کی گرانی کی موجودگی میں سونے نہ دیا جائے، اور اسے شہد چٹایا جائے، تاکہ جو کچھ معدہ میں ہو، اُسے ہضم کرکے نیچے (آنتوں کی طرف) اوتار دے +

وقد یعرض للصبی ورم الحلق — ورم حلق گاہے بچہ کے حلق میں مُنہ اور مری کے درمیان

بین الفم والمری وربما امتد ذلک الی العضل والی خرز القفاء

ورم لاحق ہوجاتا ہے۔ چنانچہ یہ ورم گاہے عضلات تک اور گدی کے مہروں (گردن کے مہروں) تک دوڑ جاتا ہے۔

بقول آملی یہاں اس محدود ورم حلق سے مراد "ورم لوزتین" ہے۔ بقول گیلانی، اس سے مراد وہ مشہور مرض خناق نہیں ہے۔

یہاں "عضلات" سے حنجرہ، سر اور گردن کے محرک عضلات مراد ہیں۔

فیجب ان یلین بطنہ بالشافۃ ثم یعالج بمثل رب التوث ونحوہ

علاج :- ایسی حالت میں مناسب ہے کہ شافہ کے ذریعہ تلیین شکم کی جائے۔ اس کے بعد رُبِّ توت اور اسی قسم دوسری دواؤں سے علاج کیا جائے۔ (یعنی ان اورام کے مختلف اوقات کے لحاظ سے ادویہ رادعہ، منضجہ، اور مرخیہ استعمال کی جائیں۔)

وقد یعرض لہ خرخرۃ عظیمۃ فی نومہ فیجب ان یلعق من بزر الکتان المدقوق بالعسل او من الکمون المدقوق المعجون بالعسل

| خرخرہ عظیمہ (خرّاٹے) |

گاہے بچہ نیند میں (مجاری تنفس کے بلغم کی وجہ سے) بڑے بڑے خرّاٹے لیتا ہے۔ ایسی صورت میں مناسب ہے کہ تخم کتاں کو کوٹ کر اور شہد میں ملاکر چٹایا جائے، یا زیرہ کو کوٹ کر اور شہد میں ملاکر چٹایا جائے۔

وقد یعرض للصبیان ریح الصبیان وقد ذکرنا علاجہ فی باب امراض الرأس لکنا نذکر شیئا قد ینجع فیھم کثیرا وھو ان یوخذ من الصعتر والجند بیدستر والکمون اجزاء سواء فیسحق سحقا ویسقی والشربۃ ثلث حبات

| ریح الصبیان (اُمّ الصِّبیان) |

گاہے بچہ کو ریحُ الصِّبیان ہوجاتا ہے (جو اُمُّ الصِّبیان کے نام سے مشہور ہے)، اسکا علاج ہم "سر کے امراض" کے باب میں ذکر کرچکے ہیں۔ لیکن یہاں بھی ہم کچھ ذکر کرنا چاہتے ہیں جس سے بعض اوقات بچوں کو بہت فائدہ پہونچتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ صعتر، جند بیدستر، زیرہ، سب چیزیں ہموزن لیکر باریک پیسا جائے، اور تین رتی کی مقدار سے کھلایا جائے۔ (یہ دوا نہایت ہی مفید ہے۔ گیلانی)

وقد یعرض للصبی خروج المقعدۃ فیجب ان یوخذ قشور الرمان

| خروج مقعد (کانچ نکلنا) |

گاہے بچہ کو خُرُوجِ مَقْعَد کا عارضہ ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ایسی حالت میں

والآس الرطب وجفت البلوط ورد یابس وقرن الایل محرق والشب الیمانی وظلف المعز وجلنار وعفص اجزاء سواء (من کل واحد درهم) یطبخ فی الماء طبخا شدیدا حتی یستخرج قوته ثم یقعد فی طبیخه فاترا

مناسب ہے کہ پوست انار، آس رطب (برگ مورد سبز)، جفت بلوط، گل سرخ خشک، قَرْنُ الْاَیِّلْ محرق (شاخ گوزن سوختہ)، پھٹکری، بکری کا کُھر، گلنار، مازو، سب چیزیں برابر برابر (ہر ایک ایک درہم) لیکر پانی میں اچھی طرح جوش دیا جائے، حتی کہ ان دواؤں کا اثر (پورے طور پر) پانی میں آجائے۔ پھر اس کے نیگرم جوشاندہ میں بچہ کو بٹھایا جائے +

گیلانی نے اس موقعہ پر دو مفید نسخے اور بھی لکھے ہیں: سنبل، کزمازج، گل سرخ، مازو، چھالیا، ہر ایک ایک جزء، اہل دو جزء، اذخر، مرکی، سماق، ہر ایک نصف جزء، لوہے کی کڑاہی میں جوش دیا جائے۔ اور آب جوشاندہ میں مریض کو بٹھایا جائے۔ مرض خروج المقعد میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے اگر مریض کی کانچ پر یہ دوا چھڑک دی جائے، تو بہت ہی بہتر ہے:- سفیدہ، سرمہ، ہر ایک ایک جزء، اہل، دقاق کندر، ہر ایک تین جزء، مازو، دو جزء، پھٹکری، تھوڑی سی، سب کو خوب باریک پیسکر اور ریشم سے چھان کر بطور ذرور کے استعمال کیا جائے +

وقد یعرض للصبیان زحیر من برد یصیبهم فینفعهم ان یوخذ حرف وکمون من کل واحد ثلثة دراهم یدق وینخل ویعجن بسمن البقر العتیق ویسقی منه بماء بارد

زحیر (پیچش) گاہے بچوں کو ٹھنڈ لگ جانے کی وجہ سے **پیچش** ہوجایا کرتی ہے۔ ایسی حالت میں یہ نسخہ مفید ہے ہالون، زیرہ، دونوں تین تین درہم کوٹ چھانکر گائے کے پرانے گھی میں ملائیں، اور اس میں سے کسی قدر لیکر ٹھنڈے پانی کے ساتھ کھلائیں۔ (شکم کی تکمید رطب اور تنظیل کریں۔ اس سے آنتوں کی حرکت دودیہ تشنجیہ کم ہوجاتی ہے، اور مروڑ میں تخفیف وتسکین ہوجاتی ہے) +

گیلانی کہتا ہے کہ اگر ابھی اور صاف افیون لیکر روغن گل میں حل کریں، اور اس میں انڈے کی زردی اضافہ کردیں، اور روئی کے پھایہ میں لتھیڑ کر بچہ کی مقعد پر رکھیں، تو پیچش میں فائدہ پہونچتا ہے +

وقد یتولد فی بطن الصبیان دود صغار توذیهم واکثره فی نواحی المقعدة

دیدان شکم (پیٹ کے کیڑے) گاہے بچوں کے پیٹ میں چھوٹے کیڑے (دیدان صغار، چُرنے، چُنچنے) پیدا ہوجاتے اور بچہ کو اذیت پہونچاتے ہیں۔ یہ زیادہ تر (معاء مستقیم میں)

مقعد کے آس پاس ہوا کرتے ہیں +

ویتولد فیهم منه الطوال ایضاً واما العراض فقلما تتولد

علے ہذا گاہے ان میں لمبے کیڑے (دیدان طوال حیّات) بھی پیدا ہوجاتے ہیں. مگر چوڑے کیڑے (دیدان عراض۔کدو دانے) ان میں کمتر ہی پیدا ہوتے ہیں +

والطوال یعالج بماء الشیخ یسقون منه فی اللبن شیئاً یسیراً بمقدار قوتهم

علاج :- لمبے کیڑوں (کیچوؤں) کا علاج آب شیح (آب درمنہ) سے کیا جاتا ہے. یعنی بقدر برداشت تھوڑا سا آب شیح دودھ کے ساتھ پلایا جاتا ہے. (شیح میں ایک مخصوص جوہر ''درمنین'' ہوتا ہے. جو ان کیچوؤں کے قتل وہلاکت کی مخصوص قوت رکھتا ہے[1].) +

وربما احتیج الی ان یضمد بطونهم بالافسنتین والبرنج الکابلی ومرارة البقر وشحم الحنظل

گاہے اس امر کی ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ ان کے پیٹ پر افسنتین، برنگ کابلی (باؤبھڑنگ) زہرۂ گاؤ (بیل کا پتہ)، اور شحم حنظل کا ضماد کیا جائے +

واما الصغار التی تکون فیهم فی المقعد فیجب ان یوخذ الراسن والعروق الصفر من کل واحد جزء سکر مثل الجمیع فیسقی فی الماء

لیکن چھوٹے کیڑے (چرنے. چنچنے) جو بچوں کے پائخانہ کے مقام پر ہوا کرتے ہیں، ان کے لئے مناسب ہے کہ راسن (زنجبیل رومی)، اور ہلدی، ایک ایک جزء لیکر؛ اور دونوں کے برابر شکر ملا کر ٹھنڈے پانی کے ساتھ (قدرے لیکر) کھلایا جائے +

بقول گیلانی : اگر کسی قدر کمیلہ لیکر باریک پیسا جائے، اور بچہ کی مقعد پر چھڑکا جائے، یا روئی وغیرہ میں لتھیڑ کر معائے مستقیم میں پہونچایا جائے، تو مفید ثابت ہوتا ہے +

وقد یعرض للصبی سحج فی الفخذ فیجب ان یذر علیه الآس المسحوق واصل سوسن المسحوق والورد المسحوق او سعد او

ران میں خراش گاہے بچہ کی ران میں خراش آجاتی ہے. ایسی صورت میں اس پر آس مسحوق (باریک پسا ہوا برگ مورد). بیخ سوسن مسفوف (سفوف کی ہوئی)، گل سُرخ مسفوف چھڑکے جائیں؛ یا سعد مسفوف، یا آردجو،

[1] مغربی طب والے، اس جوہر کو استعمال کرتے ہیں +

دقیق الشعیر او دقیق العدس | یا آردِ مسور چھڑکے جائیں۔ (یا سرکہ میں مردار سنگ کو پیسکر خشک کرلیا جائے، اور ران پر چھڑکا جائے، تو نافع ثابت ہوتا ہے۔ گیلانی۔)

الفصل الرابع فی تدبیر الاطفال اذا استقلوا الی سن الصبی | فصل (۴) بچوں کی تدبیر، جبکہ وہ سن صبی میں داخل ہوجائیں

یجب ان یکون وکد العنایۃ مصروفا الی مراعاۃ اخلاق الصبی فتعدل وذلک بان یحفظ کی لا یعرض لہ غضب شدید او خوف شدید او غم . | ("سن صبی" چار سال سے سات سال تک ہے۔) جب بچے سن صبی میں داخل ہوجائیں، تو مناسب ہے کہ پوری توجہ لڑکوں کے اخلاق کی دیکھ بھال میں مصروف رکھی جائے، تاکہ یہ اعتدال اور میانہ روی سے تجاوز نہ کریں۔ اسکی صورت یہ ہے کہ بچہ کی نگہبانی کی جائے کہ اُسے سخت غصہ لاحق نہ ہو، شدید خوف اور غم سے واسطہ نہ پڑے +

یہ تین چیزیں بطور مثال کے بیان کی گئی ہیں، ورنہ اخلاق اور نفسانی جذبات انہی تین میں منحصر نہیں ہیں +
بعض نسخوں میں "غم" کے بعد "بیداری" کا بھی ذکر ہے، جسکا تعلق اخلاق سے بالواسطہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ بیداری کی وجہ سے غصہ اور غم کے لئے قریب ترین استعداد پیدا ہوجاتی ہے :.

وذلک بان یتامل کل وقت ما الذی یشتھیہ ویحن الیہ فیقرب الیہ وما الذی یکرھہ فینحی عن وجھہ | اور اس نگہبانی کی صورت یہ ہے کہ ہر وقت یہ امر زیر غور رہے کہ بچہ کیا چاہتا ہے، اور اسکا میلان کس چیز کی طرف ہے۔ اور کن چیزوں سے اُسے نفرت ہے؟ جن چیزوں کی طرف بچہ کا (طبعًا) میلان ہو، وہ بچہ کے قریب کردی جائیں، (بشرطیکہ ان میں کوئی مضرت نہو) اور جو چیزیں اُسے بُری معلوم ہوں، اُس کے سامنے سے وہ چیزیں ہٹادی جائیں +

بچہ کی خواہشات جب برابر پوری ہوتی رہینگی، تو اس سے بچے کے اخلاق اور جذبات پر یہ اثر پڑیگا کہ وہ تنگدل نہ بنیگا، فراخ حوصلہ ہوگا۔ بخل و حرص اور ظلم وغیرہ اُسکے خمیر میں سرسبز نہ ہوسکینگے +
اور جب بچہ کو اس کے طبعی مکروہات سے دور رکھا جائیگا، تو اُسکے نفس میں غصہ و کینہ وغیرہ پرورش نہ پاسکینگے۔ گیلانی

وفی ذلک منفعتان احدھما فی نفسہ بان ینشأ من الطفولیۃ حسن الاخلاق ویصیر ذلک لہ ملکۃ لازمۃ والثانیۃ لبدنہ فانہ کما ان الاخلاق الردیۃ تابعۃ لانواع سوء المزاج فکذلک اذا حدثت عن العادۃ استتبعت سوء المزاج المناسب لھا

اس میں دو فائدے ہیں: ایک فائدہ کا تعلق بچہ کے نفس سے ہے، اور دوسرے کا بچہ کے بدن سے۔ (۱) نفسانی فائدہ تو یہ ہے کہ اخلاق حسنہ (بہترین اخلاق و عادات) بچپن ہی سے نشو و نما پاتے رہتے ہیں، اور یہ بچہ کے لئے ایک ملکۂ راسخہ (اور نہ چھوٹنے والی عادت) بن جاتے ہیں۔ (۲) بدانی فائدہ کی صورت یہ ہے کہ جس طرح بُرے اخلاق اقسام سوء مزاج کی وجہ سے پیدا ہوا کرتے ہیں، اسی طرح اخلاق جب عادتًا پیدا ہوتے ہیں۔ تو اپنے مناسب سوء مزاج بھی پیدا کر دیتے ہیں۔

بچپن سے اخلاقی تعلیم کا فائدہ

یعنی جس طرح سوء مزاج کی وجہ سے بُرے اخلاق پیدا ہو جاتے ہیں، اسی طرح بُرے اخلاق کی وجہ سے سوء مزاج بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اخلاق بعض اوقات "مزاج" کے تابع ہوتے ہیں اور بعض اوقات "عادت" کے۔ لیکن جب اخلاق عادت کے تابع ہونگے۔ تو بھی وہ اپنے نتیجہ کے طور پر سوء مزاج پیدا کر دینگے، جسکی مثال درج ذیل ہے۔

فان الغضب یسخن جدًا والغم یجفف جدًا والتبلد یرخی القوی النفسانیہ ویمیل بالمزاج البلغمیۃ ففی تعدیل الاخلاق حفظ الصحۃ للنفس والبدن معا

چنانچہ **غصہ** بدن میں غیر معمولی گرمی پیدا کر دیا کرتا ہے، اور **غم** غیر معمولی جفاف و خشکی، اور **بلادت** السکون نفسانی، نفس کی کاہلی) قوائے نفسانیہ (مدرکہ و محرکہ) کو سُست کر کے مزاج کو بلغمیت کی طرف مائل کر دیتی ہے (یعنی بدن میں رطوبات بلغمیہ اور چربی جمع ہو جاتی ہے۔) **الغرض** اخلاق کی تعدیل اور میانہ روی میں "صحتِ نفس" اور "صحتِ بدن" دونوں کی حفاظت مضمر ہے۔

واذا انتبہ الصبی من نومہ فالاحری ان یستحم ثم یخلی بینہ وبین اللعب ساعۃ ثم یطعم شیئا یسیرا ثم یطلق لہ اللعب الاطول

چنانچہ جب بچہ (صبح کے وقت) نیند سے بیدار ہو تو مناسب ہے کہ پہلے حمام کرایا جائے (نہلایا جائے)، اس کے بعد کھیل کے لئے ایک گھنٹہ کا وقفہ دیا جائے، اس کے بعد بچہ کو کچھ تھوڑا سا کھلایا جائے (بطور ناشتہ کے

ثم یستحم ثم یغذی

کوئی رقیق القوام اور لطیف غذا دیجائے)، اس کے بعد بچہ کو دیر تک کھیلنے کے لئے چھوڑ دیا جائے، پھر حمام کرایا جائے (نہلایا جائے)، اور حمام کے بعد اسے (پورے طور پر دن کی) غذا دی جائے۔ (حمام اور کھیل کود دونوں مقوی بدن، محلل فضلات اور مسمن عضلات ہیں) +

ویجنبون ما امکن شرب الماء علی الطعام لئلا ینفذہ فیھم نیئا قبل الھضم

جہاں تک ممکن ہو (اور کوئی امر مجبور کرنے والا از قسم گرمی ہوا، و موسم وغیرہ نہ ہو) کھانے پر بچہ کو (بلا تاخیر) پانی پینے سے روکا جائے، تاکہ وہ کچی غذا کو ہضم ہونے سے قبل ہی نفوذ نہ کرا دے +

اگر معدہ میں حرارت ہو۔ یا ہوا گرم ہو، تو ایسی حالت میں کھانا کھاتے ہی پانی پینے میں حرج نہیں ہے۔ مگر وہ بھی اعتدال کے ساتھ، نہ اسقدر کہ معدہ کی قوت ہاضمہ اور رطوبت ہاضمہ دونوں کمزور ہو جائیں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ پانی کی یہ احتیاط بچوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ جوانوں اور بڑھوں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ مگر بچوں میں زیادہ خیال کرنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ وہ کھیل کود میں بے چین و بیقرار رہتے ہیں۔ حالانکہ ہضم کے لئے سکون کی ضرورت ہے۔ بیقاعدہ حرکت سے ہضم خراب ہو جاتا ہے۔ نیز بچے چونکہ حریص ہوتے ہیں، اس لئے کھانے کے بعد اگر تھوڑی بھی پیاس ہوتی ہے، تو قوت تمیزی کی کمی کی وجہ سے بہت سے پانی سے اپنے پیٹ کو بھر لیتے ہیں، اور دوڑ دھوپ میں مشغول ہو جاتے ہیں +

واذا اتی علیہ من احوالہ ست سنین فیجب ان یقدم الی المودب والمعلم

جب بچے چھ سال کے ہو جائیں، تو علم و ادب سکھانے والے استاد (مؤدب و معلم) کے پاس بٹھائے جائیں +

چھوٹے بچوں کے معلم کے لئے ضروری ہے کہ وہ پاکیزہ اخلاق و عادات سے آراستہ ہوں۔ غضبناک اور چڑچڑے مزاج کے نہ ہوں۔ بچوں کی علمی اور اخلاقی تعلیم میں جبر، تعدی، مار پیٹ، اور زدوسے کام نہ لیں، بلکہ محبت اور پیار سے اس طرح برتاؤ کریں کہ بچے اپنے استادوں سے مانوس رہیں، اور ذوق و شوق سے مدرسہ جایا کریں۔ استادوں، بچوں اور مدرسہ کی کشش بچوں کو اپنی طرف وقت پر کھینچ لیا کرے +

ویدرج ایضا فی ذلک ولا یحمل علیہ ملازمۃ الکتاب کرۃ واحدۃ

اس معاملہ میں بھی تدریج و آہستگی کا خیال رکھا جائے، اور یکبارگی کتاب (مکتب، اور پڑھائی) کی پابندی کا بار بچہ پر نہ ڈال دیا جائے +

واذا بلغ سنهم هذا السن نقص من احمامهم و نزيد في تعبهم قبل الطعام	علی ہذا جب بچے اس عمر کو پہنچ جائیں (یعنی جب وہ چھ سال کے ہوجائیں) تو ان کے حمام وغسل میں کمی کر دی جائے (اور دن میں دو مرتبہ نہلانے کی بجائے صرف ایک مرتبہ نہلانا کافی سمجھا جائے) اور کھانے سے قبل کی محنت وریاضت بڑھادی جائے، (تاکہ ریاضت کی وجہ سے بچے کے اعضاء سخت اور قوی ہوجائیں)۔
وجنبوا النبيذ خصوصًا ان كان احدهم حار المزاج رطوبة لان المضرة التي تتقى من النبيذ وهي توليد المرار في شاربيه تسرع اليهم بسهولة والمنفعة المتوقعة من سقيه وهي ادرار المرار منهم و ترطيب مفاصلهم غير غير مطلوبة لان مرارهم لا تكثر حتى تستدر بالبول فلان مفاصلهم مستغنية عن الترطيب	بچوں کو نبیذ سے (شراب سے) بچایا جائے، علی الخصوص اُس وقت جبکہ ان کے مزاج میں حرارت و رطوبت ہو۔ کیونکہ جس مضرت کے اندیشہ کی وجہ سے نبیذ سے پرہیز کرایا جاتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ پینے والوں میں صفرا بڑھ جاتا ہے، وہ مضرت نہایت آسانی سے بچوں میں پیدا ہوسکتی ہے؛ اور جس فائدہ کی نبیذ سے توقع ہوسکتی ہے، یعنی ادرار صفرا، اور ترطیب مفاصل، اُس کی بچوں میں ضرورت ہی نہیں؛ کیونکہ بچوں میں صفرا اتنا زیادہ ہوتا ہی نہیں، کہ اُسے بذریعہ پیشاب کے بہانے کی کوشش کی جائے؛ علی ہذا ان کے مفاصل بھی (ذاتی رطوبت کی افراط کی وجہ سے) ترطیب کے محتاج نہیں ہوتے ÷
وليطلق لهم من الماء البارد العذب السقي شهوتهم	بچوں کو ان کی خواہش اور مانگ کے مطابق شیریں، صاف، ٹھنڈے پانی کی اجازت دی جائے (اور اس سے روکا نہ جائے) ÷
ويكون هذا هو النهج في تدبيرهم الى ان يوافوا الرابع عشر من سنهم مع الاحاطة بما هو ذا ينالهم كل يوم من تنقص الرطوبات والتجفف والتصلب فيدرجون	بچوں کے حفظ صحت کا یہی دستور اور اصول (سن صبی سے) اُس وقت تک جاری رکھا جائے، جبکہ یہ چودہ سال کی عمر (سن ترعرع) تک پہونچ جائیں؛ مگر اس کے ساتھ ساتھ احاطۂ تدبیر میں اسکا بھی لحاظ رکھا جائے جو ہر روز بچوں میں (عمر کی زیادتی کے ساتھ) لاحق ہوتا جارہا ہے:

في تقليل الرياضة وهجر المعنفة منها ما بين سن الصبي الى سن الترعرع ويلزمون المعتدل	یعنی ان کے بدن کی رطوبتیں روزمرہ گھٹتی جارہی ہیں، ان میں خشکی بڑھتی جارہی ہے، اور ان کے اعضاء زبردست ہوتے جارہے ہیں، اس لئے (عمر کی زیادتی کے ساتھ ساتھ) سن صبی سے سن ترعرع تک بتدریج ریاضت میں بھی تھوڑی تھوڑی کمی کرنی چاہیئے، اور شدید ریاضتیں چھڑا دینی چاہئیں اور محض اوسط درجہ کی ریاضت کی پابندی کرانی چاہیئے ۔
وبعد هذا السن تدابيرهم هو تدابير الانماء وحفظ الصحة فلننتقل اليه ولنقدم القول في الاشياء التي فيها ملاك الامر في تدابير الاصحاء البالغين ولنبدأ بالرياضة	اس عمر کے بعد (یعنی چودہ سال کے بعد) تو ان کی تدبیر وہی تندرستوں کی معمولی تدبیر، اور حفظان صحت کے اصول ہیں، اس لئے اب ہمیں اسی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور سب سے پہلے ہمیں ایسی چیزوں کا تذکرہ کرنا چاہیئے، جو جوان تندرستوں کی تدابیر (اور اصول حفظان) کے مدار ومحور ہیں (اور جن کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے ۔ چنانچہ یہ تین چیزیں ہیں: ریاضت، غذاء، اور نیند) ۔ چنانچہ (ان اہم امور میں سے) "ریاضت" کو سب سے پہلے ہم بیان کرتے ہیں:

التعليم الثاني — تعلیم دوم

في التدابير المشتركة للبالغين وهو سبعة عشر فصلا — جوانوں کے لئے مشترک تدابیر (اور عام اصول)

اس میں سترہ فصلیں ہیں ۔

الفصل الاول وهو جملة القول في الرياضة — فصل (۱) ریاضت کا ایک مجمل بیان

لما كان معظم تدبير حفظ الصحة هو ان يرتاض ثم يدبر الغذاء ثم يدبر النوم وجب ان نبدأ بالكلام في الرياضة	چونکہ حفظان صحت کا اصل الاصول (مدار ومحور) تین چیزیں ہیں: ریاضت، تدبیر غذاء، اور تدبیر نوم، اس لئے مناسب ہے کہ پہلے ہم ریاضت کا تذکرہ کریں ۔

ل بقول الى بیان سن ترعرع سے سن نوم وسبے ۔

فنقول ان الریاضۃ ھی حرکۃ ارادیۃ تضطر الی التنفس العظیم المتواتر | ریاضت کی تعریف | چنانچہ ہم کہتے ہیں : "ریاضت ایک ارادی حرکت ہے، جو بڑے بڑے اور پے در پے سانس لینے پر مجبور کرتی ہے"۔

شیخ نے یہ تعریف ریاضت کلیہ کی کی ہے۔ جسکو ریاضت حقیقیہ بھی کہا جاتا ہے۔ باقی بہت سی ریاضتیں دراصل ریاضت جزئیہ ہیں، مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ باریک حروف کا گاہ بگاہ پڑھنا آنکھ کی ریاضت ہے، رونا بچوں کی ریاضت ہے، غصہ مبرودین کی ریاضت ہے، یہ سب چیزیں اصلی ریاضت نہیں ہیں، بلکہ یہ اصلی ریاضت کے قائم مقام ہیں، جو مخصوص اعضاء اور مخصوص قویٰ سے وابستہ ہوتی ہیں۔

والموفق لاستعمالھا علی جھۃ اعتدالھا فی وقتھا بہ غنی عن کل علاج یقتضیہ الامراض المادیۃ والامراض المزاجیۃ التی تتبعھا وتحدث عنھا وذلک اذا کان سائر تدبیرہ موافقا صوابا | فوائد ریاضت | جس شخص کو اعتدال کے ساتھ، ٹھیک وقت میں، ریاضت کرنے کی توفیق حاصل ہو۔ وہ تمام امراض مادیہ کے علاج و دوا سے۔ اور تمام امراض مزاجیہ کے علاج و دوا سے بے پرواہ اور بے نیاز رہے گا، جو امراض مادیہ کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ اس شخص کی دوسری تدبیریں بھی مناسب اور ٹھیک ہوں۔

یعنی جو شخص ٹھیک وقت پر اوسط درجہ کی ریاضت کرتا رہیگا۔ وہ امراض مادیہ اور سوء مزاج مادی سے محفوظ رہیگا، اسلئے اُسے علاج اور دوا کی ضرورت ہی نہ پڑیگی، بشرطیکہ باقی امور ستہ ضروریہ کے تدابیر بھی مناسب اور باقاعدہ ہوں۔ کیونکہ ریاضت کی وجہ سے بدن کے فضلات تحلیل ہوتے رہتے ہیں، اور جمع نہیں ہونے پاتے ہیں۔

ریاضت کے شرائط میں آٹھ چیزوں کو دیکھا جاتا ہے جنمیں سے شیخ نے اس موقعہ پر اہمیت کی وجہ سے دو کو صراحتاً بتادیا، اور باقی کو مجملاً اس جملہ سے ظاہر کر دیا کہ "اس شخص کی دوسری تدبیریں بھی مناسب اور درست ہوں"۔ (۱) مقدار ریاضت ــــ (۲) وقت ریاضت ــــ (۳) ریاضت سے پہلے کی غذا ــــ (۴) ریاضت کرنے والے کی عمر ــــ (۵) ریاضت کرنے والے کا مزاج ــــ (۶) ریاضت کرنے والے کی جسمانی حالت ــــ (۷) موجودہ وقت ــــ (۸) اعضائے ماؤفہ کی حالت۔

بقراط کا قول ہے: "جو شخص بھوکا ہو، وہ ریاضت اور تکان کا کوئی کام ہرگز نہ کرے"۔ بقراط نے بھوک کا ذکر محض اہمیت کی وجہ سے کیا ہے۔ ورنہ اور شرطیں بھی قابل لحاظ ضرور ہیں۔

بقراط کا دوسرا قول ہے: جو شخص کسی خاص قسم کی ریاضت کا عادی ہوا کرتا ہے، وہ بمقابلہ دوسرے لوگوں کے اس قسم کی ریاضت کا زیادہ متحمل ہوتا ہے، خواہ وہ ضعیف البدن ہو، اور دوسرے لوگ قوی اور جوان ہوں"۔

یہی وجہ ہے کہ جو لوگ زیادہ سوچ اور فکر کے عادی ہوتے ہیں اُنکی سوچنے کی قوت قوی ہوتی ہے اور جو لوگ قوت حافظہ سے زیادہ کام لیتے ہیں، اُنکی یادداشت کی قوت قوی ہوتی ہے۔

وبیان هذا هو انا کما علمت مضطرون الی الغذاء و حفظ صحتنا هو بالغذاء الملائم لنا المعتدل فی کمیته وکیفیته ولیس شئ من الاغذیة بالقوة یستحیل بکلیة الی الغذاء بالفعل بل یفضل عنه فی کل هضم فضل والطبیعة تجتهد فی استفراغه ولکن لا یکون استفراغ الطبیعة وحدها استفراغا مستوفی بل قد یبقی لا محالة من فضلات کل هضم لطخة واترفاذا تواترت تلك وتکررت اجتمع منها شئ له قدر وحصل من اجتماعه مواد فضلیة ضارة بالبدن من وجوه:

اسکا بیان اور اس کی تفصیل یہ ہے (یعنی ریاضت کرنے والا ہر قسم کے علاج سے بے نیاز رہتا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے) کہ، جیسا کہ تمھیں معلوم ہے، ہم لوگ (یقیناً) غذاء کے محتاج ہیں (اور غذاء کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے) اور ہماری صحت اُسی غذاء سے قائم رہ سکتی ہے، جو ہمارے لئے مناسب ہو، اور جو اپنی کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے معتدل (اوسط درجہ کی) ہو۔ اور جتنی بالقوہ غذائیں ہیں (مثلاً روٹی، گوشت، دال، چاول وغیرہ) ان میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو ساری کی ساری بالفعل غذاء بن جائے (اور اس کے سارے اجزاء جزو بدن ہو جائیں) بلکہ ہر ہضم میں ان غذاؤں سے فضلہ ضرور بنتا ہے۔ پھر طبیعت اس فضلہ کو بدن سے خارج کرنے کی کوشش بھی کرتی ہے، لیکن تنہا طبیعت کے نکالنے سے یہ فضلات پورے طور پر نہیں نکلا کرتے ہیں (کیونکہ طبیعت بدن کے دوسرے مشاغل میں بھی حصہ لیتی ہے؛ اس کے لئے صرف ایک ہی کام تھوڑا ہی ہے)؛ بلکہ ہر ہضم کے فضلات میں سے کچھ نہ کچھ بقیہ اور پس ماندہ لازمی طور پر رہ ہی جاتا ہے، جو تھوڑا تھوڑا متواتر اور بار بار اکٹھا ہوتا ہوتا ایک معتدبہ مقدار میں جمع ہو جاتا ہے، اور ان مواد فضلیہ کے اجتماع سے بدن کو بچند وجوہ مضرت ونقصان لاحق ہوتا ہے:

احدها انها ان عفنت احدثت امراض العفونة وان اشتدت كيفياتها احدثت سوء المزاج وان كثرت كميتها اورثت امراض الامتلاء المذكورة واذا انصبت الى عضو اورثت الاورام وبخاراتها تفسد مزاج جوهر الروح فيضطر لا محالة الى استفراغها

ایک تو یہ کہ اگر یہ مواد فضلیہ متعفن ہو جاتے ہیں، تو عفونت کے امراض پیدا کر دیتے ہیں؛ (۲) اگر ان کی کیفیات شدید ہو جاتی ہیں، تو سوء مزاج پیدا کر دیتے ہیں؛ (۳) اگر ان کی کمیت (مقدار) زیادہ ہو جاتی ہے تو امتلاء کے امراض پیدا کر دیتے ہیں؛ اور (۴) اگر کسی عضو میں انکا انصباب ہوتا ہے، تو اورام پیدا کر دیتے ہیں (۵) (علاوہ ازیں) ان مواد کے بخارات جوہر روح کے مزاج کو فاسد کر دیا کرتے ہیں۔ ان وجوہ سے ان مواد کا خارج کرنا لازمی اور ضروری ہے +

واستفراغها في اكثر الامر انما يتم وجوداً اذا كان بادوية سمية ولا شك انها تنهك الغريزة ولو لم يكن سمية ايضا لكان لا يخلو استعمالها من حمل على الطبيعة كما قال بقراط ان الدواء ينقي وينكي

(یہ بھی معلوم ہے کہ) بسا اوقات ان مواد کا کلی استفراغ اُسی وقت بہتر طور پر ہو سکتا ہے، جبکہ اس مقصد کے لئے زہریلی دوائیں (ادویہ مسہلہ سمیہ) استعمال کیجائیں اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ ایسی دوائیں طبیعت کو دکھ پہونچاتی ہیں (اور اسے کمزور کر دیتی ہیں) اور اگر یہ دوائیں سمی نہ بھی ہوں، تو بھی ان کا استعمال طبیعت پر بار ضرور ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ بقراط کا قول ہے کہ دواء (دواء مسہل) جس طرح تنقیہ کرتی ہے، اسی طرح مصیبت بھی ڈھاتی ہے (دکھ بھی پہونچاتی ہے) +

ومع ذلك فانها تستفرغ من الخلط الفاضل والرطوبات الغريزية والروح الذي هو جوهر الحيوة شيئا صالحا وهذا كله مما يضعف قوة الاعضاء الرئيسة والخادمة

علاوہ ازیں ان (مسہل) دواؤں کی وجہ سے اخلاط صالحہ، رطوبات غریزیہ، اور روح، یعنی جوہر حیات کی ایک کافی مقدار بھی نکل جایا کرتی ہے۔ یہ ساری باتیں ایسی ہیں، جن سے اعضاء رئیسہ اور اعضائے خادمہ دونوں کی قوتیں ضعیف ہو جاتی ہیں +

فهذه وغيرها مضار الامتلاء ان ترك على حاله او استفرغ

الغرض، امتلاء کی یہ مضرتیں، اور ان کے علاوہ دوسری مضرتیں ہیں۔ اسکو اپنے حال پر چھوڑ دیں، تو؛

اور استفراغ کرنے کی کوشش کریں، تو، دونوں حالتیں خطرہ اور نقصان سے خالی نہیں) +

ثم الریاضة امنع سبب لاجتماع مبادی الامتلاء اذا اصیب فی سائر التدابیر معها مع انعاشها الحرارة الغریزیة وتعویدها البدن الخفة وذلک لانها تثیر حرارة لطیفة فیحلل ما اجتمع من فضل کل یوم وتکون الحرکة معینة فی ازلاقها وتوجیهها الی مخارجها فلا یجتمع علی مرور الایام فضل یعتد به

ہاں، ریاضت ایک ایسی چیز ہے جو شروعات ہی سے زبردست رکاوٹ پیدا کر دیتی، اور مادہ کو جمع ہونے نہیں دیتی ہے، بشرطیکہ باقی دوسری تدبیریں (تدابیر ستہ ضروریہ وغیرہ) درست ہوں (اور ان میں کوئی غلطی خلاف قوانین حفظان صحت نہ کی جائے) اسکے علاوہ (ریاضت سے اور بھی بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں) ریاضت حرارت غریزیہ کو بھڑکا دیتی ہے؛ (کسل و ماندگی اور بوجھ کو دور کرکے) بدن میں ہلکا پن لے آتی ہے؛ اسلئے کہ ریاضت کی وجہ سے بدن میں ایک لطیف[1] حرارت بھڑک اٹھتی ہے، جس سے وہ فضلات تحلیل ہو جاتے ہیں، جو ہر روز بدن میں اکٹھے ہوتے رہتے ہیں۔ اور (ریاضت کی) حرکت ان مواد کے پھسلانے اور ان فضلات کو ان کے مخارج کی طرف متوجہ کرنے میں امداد کرتی ہے؛ (کیونکہ حرکت حرارت پیدا کرکے فضلات کو رقیق و سیال کر دیتی، اور مسامات کو کھول دیتی ہے۔ حرکت کی وجہ سے عضلات و غدد وغیرہ کے افعال تغذیہ و انفعال استحالہ تیز ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ریاضت کے وقت پسینہ خوب خارج ہوتا ہے)۔ اس لئے ایک مدت گذر جانے پر بھی بدن میں معتد بہ فضلات اکٹھے نہیں ہونے پاتے +

ومع ذلک فانها کما قلنا تنعش الحرارة الغریزیة وتصلب المفاصل والاوتار فتقوی علی

اس کے علاوہ، جیسا کہ ہم ابھی بتا چکے ہیں، ریاضت حرارت غریزیہ کو بڑھاتی ہے، ریاضت جوڑوں، نسوں، (عضلات)، کو سخت بناتی ہے، جس سے ان کے افعال قوی

[1] ریاضت کی وجہ سے بدن میں جتنی حرارت بڑھ جاتی ہے اسے "حرارت لطیفہ" بخار کی حرارت کے مقابلہ میں کہا گیا ہے +

الانفعال وتأمن الانفعال وتعد الاعضاء لقبول الغذاء بما ينقص منها من الفضل فيتحرك القوة الجاذبة وتحل العقد من الاعضاء فتلين الاعضاء وترق الرطوبات وتتسع المسام	ہوجاتے ہیں، اور انفعال و تأثر سے (جو ضعف کا نتیجہ ہوتے ہیں) محفوظ ہوجاتے ہیں۔ ریاضت اعضاء کو غذاء قبول کرنے کے لئے آمادہ کر دیتی ہے؛ کیونکہ ریاضت کی وجہ سے اعضاء سے فضلات (نکل کر) کم ہوجاتے ہیں، اس لئے ان کی قوت جاذبہ میں تحریک واقع ہوتی ہے، (اور وہ زیادہ تیزی سے اپنا کام شروع کر دیتی ہے)۔ ریاضت اعضاء کو کھول دیتی ہے (چُست کر دیتی ہے)، جس سے اعضاء نرم ہوجاتے، رطوبات رقیق ہوجاتی، اور مسامات کشادہ ہوجاتے ہیں +
وكثيرا ما يقع تارك الرياضة في الدق لان الاعضاء تضعف قواها لترك الحركة الجالبة اليها الروح الغريزية التي هي آلة حيوة كل عضو	بسا اوقات تارک ریاضت (ریاضت کا چھوڑنے والا) دق میں مبتلا ہوجاتا ہے؛ کیونکہ اعضاء کی قوتیں ترکِ حرکت کی وجہ سے اس لئے ضعیف ہوجاتی ہیں کہ روح غریزی کو، جو در اصل ہر عضو کی حیات کا ذریعہ ہے، حرکت اعضاء کی طرف کھینچ لیا کرتی ہے، (اور جب اعضاء میں حرکت نہ ہوگی، تو روح حیوانی بھی جذب نہ ہوگی، اور قُوٰی کمزور ہوجائینگے۔ اور قُوٰی کی کمزوری دق کے قوی ترین اسباب مُعِدّہ میں سے ہے۔) +

الفصل الثاني منه في انواع الرياضة — فصل (۲) ریاضت کی قسمیں

الرياضة منها ما هي رياضة تدعو اليها الاشتغال بعمل من الاعمال الانسانية	**ریاضت عرضیہ** اقسامِ ریاضت میں سے ایک تو وہ ریاضت ہے، (جس میں قصد اور نیت ریاضت کی نہیں ہوتی ہے، بلکہ) جو انسانی مشاغل میں سے کسی مشغلہ میں مصروف ہونے کے باعث کرنی پڑتی ہے (مثلاً لہاروں کا پیشہ، دھوبیوں کا پیشہ، راج مزدوروں کا پیشہ، وغیرہ) +
ومنها ما هي رياضة خالصة وهي	**ریاضت خالصہ** دوسری "ریاضت خالصہ" ہے

التی تقصد لانہا ریاضۃ فقط و تحری جس میں قصد اور نیت محض ریاضت کی ہوتی ہے، اور

ومنہا منافع الریاضۃ جس میں ریاضت کی منفعتیں مطلوب ہوتی ہیں +

ولہا فصول پھر ریاضت خالصہ کے چند امتیازات ہیں (جنکے لحاظ سے ریاضت کی بہت سی قسمیں ہوجاتی ہیں):

فان من ہذہ الریاضۃ ما ہو قلیل ومنہا ما ہو کثیر چنانچہ اقسام ریاضت میں سے ایک تو ریاضت قلیلہ ہے، اور دوسری ریاضت کثیرہ +

"ریاضت قلیلہ" (تھوڑی ریاضت) سے مراد یہ ہے کہ ریاضت شروع کر کے جلد ہی ختم کردی جائے۔ یعنی تھوڑے عرصہ تک جاری رکھی جائے۔ اور "ریاضت کثیرہ" (لمبی ریاضت) اسکے مقابلہ میں ہے +

ومن ہذہ الریاضۃ ما ہو قوی شدید ومنہا ما ہو ضعیف اسی طرح ریاضت کے اقسام میں سے ایک تو ریاضت قویہ شدیدہ ہے اور دوسری ضعیفہ

"ریاضت قویہ" یا "ریاضت شدیدہ" (سخت ریاضت) میں قوت زیادہ استعمال کیجاتی ہے، اور "ریاضت ضعیفہ" میں نرمی برتی جاتی ہے +

ومنہا ما ہو سریع ومنہا ما ہو بطی اسی طرح اقسام ریاضت میں سے ایک تو ریاضت سریعہ ہے، اور دوسری ریاضت بطیئہ +

"ریاضت سریعہ" (تیز ریاضت) میں حرکات جلد جلد کی جاتی ہیں۔ اور "ریاضت بطیئہ" میں سستی کے ساتھ +

ومنہا ما ہو حثیث ای مرکب من الشدۃ والسرعۃ ومنہا ما ہو متراخ اسی طرح اقسام ریاضت میں سے ایک تو ریاضت حثیثہ ہے، یعنی جس میں شدت اور سرعت دونوں ملی ہوئی ہوتی ہیں (یہ ریاضت قوی بھی ہوتی ہے، اور سریع بھی) اور دوسری ریاضت متراخیہ (جو ریاضت حثیثہ کے مقابلہ میں ہوتی ہے، یعنی جو ضعیف اور بطی ہوتی ہے) +

وبین کل طرفین معتدل موجود (یہ بھی ظاہر ہے کہ) ہر دو کنارے کے وسط میں ایک معتدل کا وجود بھی ضروری ہے۔

یعنی ان تمام تقسیمات میں جو مقابلۃً دو دو قسمیں پائی جاتی ہیں۔ ہر دو قسم کے وسط میں "اوسط درجہ" کا نکلنا ضروری ہے، مثلاً ریاضت قلیلہ و کثیرہ کے وسط میں "اوسط درجہ" کا ہونا، قویہ اور ضعیفہ کے

وسط میں اوسط درجہ کا ہونا؛ سریعہ اور لطیفہ کے وسط میں اوسط درجہ کا ہونا؛ وعلےٰ ہذا القیاس +

اسی طرح اقسام ریاضت میں سے ایک ریاضت جزئیہ ہے، جسکا تعلق عام بدن سے نہیں ہوتا، بلکہ مخصوص اعضاء اور مخصوص قوئی سے ہوتا ہے، اور دوسری ریاضت کلیہ + ان دونوں اقسام کا ذکر ابتداء ہی میں آگیا ہے +

واما انواع الریاضۃ فالمصارعۃ والمباطشۃ والملاکزۃ والاحضار وسرعۃ المشی والرمی عن القوس ورمی الزوبین والقفز الی شئ لیتعلق بہ والحجل علی احدی الرجلین والمثاقفۃ بالسیف والرمح ورکوب الخیل والخفق بالیدین وھو ان یقف الانسان علی اطراف قدمیہ ویمد یدیہ قداما وخلفا ویحرکھما بالسرعۃ وھی من الریاضۃ السریعۃ

اقسام ریاضت ریاضت (ریاضت خالصہ) کی بہت سی قسمیں ہیں: (۱) مُصَارَعَتْ (کشتی لڑنا) — (۲) مُبَاطَشَتْ (ایک دوسرے کو پکڑ کر زور کرنا) — (۳) مُلَاکَزَتْ (گھونسہ بازی کرنا)[1] — (۴) اِحضار (بھاگنا دوڑنا) — (۵) تیز چلنا — (۶) کمان سے تیر چلانا — (۷) زوبین پھینکنا (زوبین = نیزہ کی ایک چھوٹی قسم ہے، جو پھینکی جاتی ہے) — (۸) اوچھل کر کسی چیز سے لٹک جانا — (۹) ایک پاؤں سے کود کود کر چلنا — (۱۰) گھوڑے پر سوار ہوکر شمشیر زنی اور نیزہ بازی کرنا — (۱۱) خَفْق بِالْیَدَیْن، جس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے قدموں کے سرے کے بل (پنجوں کے بل) کھڑا ہوکر ہاتھوں کو آگے پیچھے پھیلائے اور تیزی کے ساتھ حرکت دے۔ یہ سب ریاضت سریعہ میں سے ہیں (یا یہ قسم اخیر، یعنی خفق بالیدین ریاضت سریعہ میں سے ہے) +

ومن اصناف الریاضات اللطیفۃ اللینۃ الترجح فی الاراجیح والمھود قائما او قاعدا او مضطجعا ورکوب الزوارق والسماریات واقوی من ذلک رکوب الخیل والجمال والعماریات ورکوب العجل

ریاضت کی ہلکی قسمیں ہلکی اور نرم ریاضات کے اقسام میں مندرجہ ذیل ریاضتیں داخل ہیں: (۱) جھولوں اور گہواروں میں کھڑے ہوکر، یا بیٹھکر، یا لیٹ کر، جھولنا — (۲) کشتیوں میں سوار ہونا (زورق اور سماریہ = چھوٹی قسم کی کشتیاں ہیں) ان ریاضتوں سے قوی (۳) گھوڑے کی سواری — (۴) اونٹ کی سواری — (۵) ہودہ (کجاوہ) کی سواری اور

[1] (یا) ایک دوسرے کے سینے پر مکے مارنا +

(۶) گاڑیوں کی سواری ہے +

ومن الرياضات القوية الميدانية وهي ان يشد الانسان عدوا في ميدان ما الى غاية ثم ينكص راجعا متقهقرا فلا يزال ينقص المسافة كل كرة حتى يقف آخره على الوسط

قوی ریاضتیں مندرجۂ ذیل ریاضتیں "قوی ریاضات" کے اقسام میں سے ہیں: (۱) مَیْدَانِیَه (میدانیہ=ایک کھیل ہے) جس میں انسان کسی میدان کے اندر کسی مقرر حد تک تیز بھاگتا ہے، پھر وہاں سے الٹے پاؤں واپس لوٹتا ہے، چنانچہ اسی طرح ہر مرتبہ مسافت کو وہ گھٹاتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ بالآخر بیچ میں آکر ٹھہر جاتا ہے +

ومنها مجاهدة الظل والتصفيق بالكفين والطفر والزج بالرمح واللعب بالصولجان بالكرة الكبيرة والصغيرة واللعب بالطبطاب واشالة الحجر وركض الخيل واستقطابها

(۲) مُجَاهَدَةُ ظِلّ (سایہ سے لڑنا=اس کھیل میں انسان اپنے سایہ کو فریق مقابل بنا کر تلوار یا نیزہ سے اس پر حملہ آور ہوتا ہے) (۳) تصفیق بِالْکَفَّیْن[1] (دونوں ہتیلیوں سے، یا دونوں ہاتھوں سے تالی بجانا) (۴) طَفر (پھاندنا) — (۵) نیزہ بازی کرنا — (۶) صولجان[2] سے کھیلنا، بڑی گیند کے ساتھ (پیدل)، یا چھوٹی گیند کے ساتھ (گھوڑے پر سوار ہوکر) (۷) طبطاب (لکڑی کی تلوار سے کھیلنا — (۸) پتھر اٹھانا — (۹) گھوڑے کو دوڑانا — (۱۰) سواری کے وقت گھوڑے کو تیزی سے روکے رکھنا (لگام کو کھینچے رہنا) +

والمصارعة والمباطشة انواع فمن ذلك ان يشبك كل واحد من الرجلين يديه على وسط صاحبه ويلزمه ويتكلف كل واحد منهما ان يتخلص من صاحبه وهو يمسكه

کشتی اور زور آزمائی کی قسمیں مصارعت اور مباطشت (کشتی لڑنے اور زور کرنے) کی بہت سی صورتیں ہیں: (۱) ایک صورت تو یہ ہے کہ دو آدمی ہوں۔ ان میں سے ہر ایک آدمی اپنے دونوں ہاتھوں سے دوسرے کی کمر کو پکڑے پھر ہر ایک کی یہ کوشش ہو کہ وہ اپنے ساتھی سے (مقابل کی

---

[1] دونوں ہاتھوں سے تالی بجانا "ریاضت قویہ" میں کیونکر شامل ہو سکتا ہے؟؟ یہ مترجم کی سمجھ میں نہیں آیا۔ ممکن ہے کہ یہ کوئی خاص اصطلاحی نام ہو، یا یہ کسی دوسرے لفظ کی بدلی ہوئی شکل ہو + [2] صولجان دونوں طور پر کھیلا جاتا ہے: گھوڑے پر سوار ہوکر بھی، چھوٹی گیند کے ساتھ، اور پیدل بھی، بڑی گیند کے ساتھ (کیلانی) +

چھوٹ جائے اور خود اپنے مقابل کو پکڑے رہے +

وایضا ان یلتوی بیدیہ علی صاحبہ ویدخل الیمین الی یمین صاحبہ والیسار الی الیسارہ ووجھہ الیہ ثم یشیلہ ثم یقلبہ ولا سیما وھو ینحنی تارۃ وینبسط اخری

(۲) دو آدمی ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح لپٹ جائیں کہ ایک آدمی اپنے دائیں ہاتھ کو مرد مقابل کے دائیں ہاتھ کے اندر پہونچا دے، اور بائیں ہاتھ کو اس کے بائیں ہاتھ کے اندر، بایں طور کہ اس کا منہ مرد مقابل کیطرف ہو (اور مرد مقابل کی پشت اس کی طرف)۔ پھر یہ شخص مقابل کو اٹھالے۔ اور پھر اسے پلٹ دے۔ علی الخصوص (اس وقت زور زیادہ صرف ہوگا) جبکہ مرد مقابل کبھی تو مڑ جائے، اور کبھی پھیل جائے (اور سیدھا ہو جائے) +

شیخ نے یہ دوسری صورت جو بتائی ہے "جس میں ایک شخص کا دایاں ہاتھ دوسرے کے دائیں ہاتھ کے اندر ہو، اور بایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اندر، اور پہلے شخص کا منہ دوسرے کی طرف ہو، نہ کہ اسکی پشت دوسرے کی طرف ہو" عملی طور پر اس کی شکل تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ دوسرا آدمی زمین پر اس طرح پڑا ہوا ہو جس طرح پہلوان دونوں زانوؤں کو سمیٹ کر زمین کو تھام لیتے ہیں، اور دوسرا پہلوان اس کی پشت پر سوار ہو کر اسے چت کرنا چاہتا ہے +

یا ممکن ہے کہ بلخ و بخارا کی کوئی خاص ترکیب زور لگانے کی ہو، جہاں کے باشندے شیخ صاحب ہیں +

ومن ذلک المدافعۃ بالصدرین

(۳) دو آدمی باہم اپنے سینے لڑائیں (یعنی دونوں پیچھے ہٹ کر آگے بڑھیں، اور سینے سے ٹکر دیں) +

ومن ذلک ملازمۃ کل واحد منہما عنق صاحبہ یجذبہ الی اسفل

(۴) دونوں میں سے ہر شخص دوسرے کی گردن کو پکڑ کر نیچے لانے کی کوشش کرے +

ومن ذلک ملاواۃ الرجلین والشغربیۃ وفحج رجلی صاحبہ برجلیہ

(۵) ایک شخص دوسرے شخص کی ٹانگ میں ٹانگ اڑا کر بل دیدے، یا (کشتی کے داؤ کے طور پر) بیچڈال دے، یا اپنی دونوں ٹانگوں سے دوسرے کی ٹانگوں کو پھیلائے +

اس اخیر عمل کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو پشت کی طرف سے پکڑلے، اور اپنے دونوں پاؤں کو مقابل کے دونوں پاؤں کے بیچ میں داخل کر کے دونوں ایڑیوں کو پنجوں کے بل زور دیکر اس طرح پھیلائے کہ دوسرے کی ٹانگیں پھیل جائیں۔ اس صورت میں دوسرا آدمی گر جایا کرتا ہے +

وما یشبہ ھذا من الھیأت التی یستعملھا المصارعون

اسی طرح اور بہت سی صورتیں (اور داؤ پیچ) ہیں، جنکو پہلوان کشتی کے وقت استعمال کرتے ہیں +

ومن الریاضات السریعۃ مبادلۃ رفیقین مکانیھما بالسرعۃ و مواترۃ طفرات الی خلف یتخللھا طفرات الی قدام بنظام وبغیر نظام

تیز ریاضتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دو آدمی تیزی کے ساتھ ایک دوسرے کی جگہ بدلا کریں۔ دوسری یہ ہے کہ نظام و ترتیب کے ساتھ، یا بلا نظام و ترتیب، بار بار آگے پیچھے کو دیں (جیسا کہ رقص و سماع میں ہوا کرتا ہے) +

ومن ذلک ریاضۃ المسلتین وھو ان یقف الانسان موقفا ثم یغرز عن جانبیہ مسلتین فی الارض بینھما باع فیقبل علیھا ناقلا المتیامنۃ منھما الی المغرز الایسر والمتیاسرۃ الی المغرز الایمن ویتحری ان یکون ذلک اعجل ما یمکن

ریاضات سریعہ میں سے ریاضۃ المسلتین (دو سوؤں کی ریاضت) بھی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی جگہ انسان کھڑا ہو جائے، پھر اپنے دونوں جانب زمین میں دو سوئے گاڑے، جن کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جتنا کہ ایک انسان کے دونوں ہاتھ پھیلانے کا فاصلہ ہوتا ہے (مسافت باع)؛ پھر ان دونوں سوؤں کی جگہ کو اس طرح بدلنا شروع کرے، کہ دائیں سوئے کو بائیں جگہ گاڑے اور بائیں کو دائیں جگہ۔ اور اس عمل میں جہاں تک ممکن ہو عجلت اور تیزی سے کام لے (تاکہ اُسے جلد ہی پسینہ آجائے) +

اسی طرح ایک ریاضت کا ذکر جالینوس نے کیا ہے، جو ریاضت مذکورہ سے مشابہ ہے: بعض لوگ اپنے سامنے دو پتھر رکھتے ہیں، جنکے درمیان ایک باع کا فاصلہ ہوتا ہے، یعنی محض اتنا فاصلہ ہوتا ہے کہ دونوں ہاتھ آسانی سے پہونچ سکتے ہیں۔ پھر وہ شخص دونوں پتھروں کے بیچ میں کھڑا ہو کر اور ان دونوں پتھروں کو جھک کر اس طرح اٹھاتا ہے کہ بائیں طرف کا پتھر دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے، اور دائیں طرف کا بائیں ہاتھ میں۔ اور ہر ایک پتھر کو دوسرے کی جگہ رکھدیتا ہے۔ اور یہی عمل بار بار کرتا ہے، حتی کہ اُسے پسینہ آجاتا ہے

والریاضات الشدیدۃ والسریعۃ تستعمل مخلوطۃ بفترات او بریاضات فاترۃ

ہدایات ورزش

سخت اور تیز ورزش جب کریں تو (بلا وقفہ اور مسلسل نہ کریں، بلکہ) بیچ میں وقفے ڈال دیا کریں، یا بیچ بیچ میں کوئی ہلکی قسم کی ورزش جاری رکھیں (تاکہ اس سے ایک قسم کی استراحت مل جایا کرے، ورنہ ورزش کی تیزی اور سختی سے وہ شخص نڈھال ہو جائیگا) +

ویجب ان یتفنن فی استعمال الریاضات المختلفة ولا یقام علی واحدة	یہ بھی ضروری ہے کہ مختلف ریاضتوں کے استعمال میں ردّو بدل اور جدّت کی جائے، اور ایک ہی ورزش پر قائم نہ رہا جائے (تاکہ مختلف اقسام کی ورزش سے مختلف اعضاء، مفاصل، اور عضلات کو فائدہ پہونچے)۔
ولکل عضو ریاضة تخصه اما ریاضة الیدین والرجلین فلا خفاء بها	**ہر عضو کی مخصوص ریاضت** (یہ بھی یاد رکھو کہ، ہر عضو کے لئے ایک مخصوص ریاضت ہے؛ چنانچہ ہاتھ پاؤں کی جو ریاضت ہے، وہ تو کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے۔
واما ریاضة الصدر واعضاء النفس فتارة تراض بالصوت الثقیل العظیم وتارة بالحاد ومخلوطا بینهما فیکون ذلك ایضا ریاضة للفم واللهاة واللسان والعنق ویحسن اللون وینقی الصدر	رہی سینہ اور اعضائے تنفس کی ریاضت، تو (اسکی مختلف صورتیں ہیں) گاہے ان کی ریاضت بھاری اور بڑی آواز نکالنے سے ہوجاتی ہے۔ اور گاہے باریک اور تیز آواز نکالنے سے۔ اور گاہے دونوں قسم کی آوازوں سے (اس ریاضت کی مثالیں گانا، تقریر کرنا، قرارت وغیرہ ہیں)۔ اس سے (سینے اور اعضائے تنفس کی ریاضت کے علاوہ) منہ، لہاۃ، زبان، اور گردن کی ریاضت بھی ہوجاتی ہے۔ نیز یہ بشرہ کے رنگ کو بہتر بنادیتا ہے اور سینہ کا تنقیہ کرتا ہے۔
وتراض بالنفخ مع حصر النفس فتکون ذلك ریاضة ما للبدن کله وتوسع مجاریه	سانس روک کر پھوک مارنے سے بھی سینہ اور اعضائے تنفس کی ریاضت ہوتی ہے (مثلاً سنار پھونکنی کے ذریعہ پھونکا کرتا ہے)۔ چنانچہ اس سے (جس طرح سینہ حجاب حاجز، احشاء اور عضلات تنکم کی ورزش ہوتی ہے اسی طرح اس سے) سارے بدن کی ریاضت ہوجاتی ہے۔ نیز اس کی وجہ سے مجاری (سارے بدن کے مجاری، مثلاً مجاری تنفس اور عروق وشرائین وغیرہ) کشادہ ہوجاتے ہیں۔
واعظام الصوت زمانا طویلا	بہت دیر تک آواز کا بڑھانا (مثلاً دیر تک چیخنے

جداً مخاطرة

رہنا) خطرناک ہے ؎

کیونکہ اس عمل میں سانس روکنا پڑتا ہے، اور آلات تنفس سختی سے کام کرتے ہیں۔ خون کی آمد و رفت میں رکاوٹ واقع ہوتی ہے، اور بعض اوقات رگیں پھٹ جاتی ہیں ؎

وادامة تشديده تحوج الى جذب هواء كثير وفيه خطر وتطويله يحوج الى اخراج هواء كثير وفيه خطر عظيم

اسی طرح دیر تک سخت آواز کے نکالنے میں چونکہ بہت زیادہ مقدار میں (سینے کے اندر) ہوا کھینچنے کی ضرورت پڑتی ہے، اس لئے یہ خطرہ سے خالی نہیں۔ اسی طرح لمبی آواز کے نکالنے میں چونکہ بہت سی ہوا (سینے سے) خارج کرنی پڑتی ہے، اس لئے اس میں خطرۂ عظیم ہے (چہ جائیکہ اگر لمبی آواز بڑی اور سخت بھی ہو) ؎

ويجب ان يبدأ بقراءة لينة ثم يرفع بها الصوت على تدريج ثم اذا اشتد الصوت واعظم وطول جعل زمان ذلك معتدلا فيه ينفع نفعا بينا عظيما فان اطيل زمانه كان فيه خطر للمعتدلين الصحيحين

(سینے کی ریاضت میں) یہ ضروری ہے کہ ابتداء نرم اور ہلکی آواز سے کی جائے۔ اس کے بعد بتدریج آواز بلند کی جائے۔ پھر جب آواز سخت، بڑی، اور لمبی کر دی جائے، تو اس کی مدت اوسط درجہ کی رکھی جائے (اس ریاضت کی مدت دراز نہ کی جائے)۔ ایسی حالت میں (اس ریاضت سے اعضائے تنفس کو) بہت بڑا اور نمایاں فائدہ حاصل ہوگا۔ لیکن اگر (غلطی سے) اسکا زمانہ دراز کر دیا گیا، تو معتدل المزاج اور تندرستوں کے لئے اس میں خطرہ ہے۔ (اور اسی پر دوسرے کمزور لوگوں کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے) ؎

ولكل انسان بحسبه رياضة

(جس طرح ہر عضو کے لئے مخصوص ریاضت ہوتی ہے اسی طرح) ہر شخص کے (ذاتی حالات کے، لحاظ سے ایک مخصوص ریاضت ہوتی ہے (جو اس کے لئے زیادہ مناسب و مفید ثابت ہوتی ہے) ؎

کیونکہ ہر شخص کا مزاج، عمر، قوت، عادت، پیشہ، اور تدابیر سابقہ و موجودہ وغیرہ الگ الگ ہوتے ہیں، اسلئے ہر شخص کے لئے ایک ہی ریاضت بالاشتراک مناسب اور مفید نہیں ہو سکتی ؎

ویجب ان یتفنن فی استعمال الریاضات المختلفة ولا یقام علی واحدة

یہ بھی ضروری ہے کہ مختلف ریاضتوں کے استعمال میں ردّو بدل اور جدّت کی جائے، اور ایک ہی ورزش پر قائم نہ رہا جائے (تاکہ مختلف اقسام کی ورزش سے مختلف اعضاء، مفاصل، اور عضلات کو فائدہ پہونچے)۔

ولکل عضو ریاضة تخصه اما ریاضة الیدین والرجلین فلا خفاء بها

ہر عضو کی مخصوص ریاضت (یہ بھی یاد رکھو کہ) ہر عضو کے لئے ایک مخصوص ریاضت ہے، چنانچہ ہاتھ پاؤں کی جو ریاضت ہے، وہ تو کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے۔

واما ریاضة الصدر واعضاء النفس فتارة تراض بالصوت الثقیل العظیم وتارة بالحاد و مخلوطا بینهما فیکون ذلک ایضا ریاضة للفم واللهاة واللسان والعنق ویحسن اللون وینقی الصدر

رہی سینہ اور اعضائے تنفس کی ریاضت، تو (اسکی مختلف صورتیں ہیں) گاہے ان کی ریاضت بھاری اور بڑی آواز نکالنے سے ہوجاتی ہے۔ اور گاہے باریک اور تیز آواز نکالنے سے۔ اور گاہے دونوں قسم کی آوازوں سے (اس ریاضت کی مثالیں گانا، تقریر کرنا، قرارت وغیرہ ہیں)۔ اس سے (سینے اور اعضائے تنفس کی ریاضت کے علاوہ) منہ، لہاۃ، زبان، اور گردن کی ریاضت بھی ہوجاتی ہے۔ نیز یہ بشرہ کے رنگ کو بہتر بنادیتا ہے، اور سینہ کا تنقیہ کرتا ہے۔

وتراض بالنفخ مع حصر النفس فتکون ذلک ریاضة ما للبدن کله وتوسع مجاریه

سانس روک کر پھونک مارنے سے بھی سینہ اور اعضائے تنفس کی ریاضت ہوتی ہے (مثلاً سنار پھونکنی کے ذریعہ پھونکا کرتا ہے)۔ چنانچہ اس سے (جس طرح سینہ حجاب حاجز، احشاء اور عضلات شکم کی ورزش ہوتی ہے، اسی طرح اس سے) سارے بدن کی ریاضت ہوجاتی ہے۔ نیز اس کی وجہ سے مجاری (سارے بدن کے مجاری، مثلاً مجاری تنفس اور عروق و شرائین وغیرہ) کشادہ ہوجاتے ہیں۔

واعظام الصوت زمانا طویلا

بہت دیر تک آواز کا بڑھانا (مثلاً دیر تک چیخنے

جداً مخاطرة

رہنا) خطرناک ہے +

کیونکہ اس عمل میں سانس روکنا پڑتا ہے، اور آلات تنفس سختی سے کام کرتے ہیں۔ خون کی آمد و رفت میں رکاوٹ واقع ہوتی ہے، اور بعض اوقات رگیں پھٹ جاتی ہیں +

وادامة تشديده تحوج الى جذب هواء كثير وفيه خطر و تطويله محوج الى اخراج هواء كثير وفيه خطر عظيم

اسی طرح دیر تک سخت آواز کے نکالنے میں چونکہ بہت زیادہ مقدار میں (سینے کے اندر) ہوا کھینچنے کی ضرورت پڑتی ہے، اس لئے یہ خطرہ سے خالی نہیں۔ اسی طرح لمبی آواز کے نکالنے میں چونکہ بہت سی ہوا (سینے سے) خارج کرنی پڑتی ہے، اس لئے اس میں خطرۂ عظیم ہے (چہ جائیکہ اگر لمبی آواز بڑی اور سخت بھی ہو) +

ويجب ان يبدأ بقراءة لينة ثم يرفع بها الصوت على تدريج ثم اذا شدد الصوت واعظم وطول جعل زمان ذلك معتدلا فينفع نفعا بينا عظيما فان اطيل زمانه كان فيه خطر للمعتدلين الصحيحين

(سینے کی ریاضت میں) یہ ضروری ہے کہ ابتداء نرم اور ہلکی آواز سے کی جائے۔ اس کے بعد بتدریج آواز بلند کی جائے۔ پھر جب آواز سخت، بڑی، اور لمبی کر دی جائے، تو اس کی مدت اوسط درجہ کی رکھی جائے (اس ریاضت کی مدت دراز نہ کی جائے)۔ ایسی حالت میں (اس ریاضت سے اعضاء تنفس کو) بہت بڑا اور نمایاں فائدہ حاصل ہوگا۔ لیکن اگر (غلطی سے) اسکا زمانہ دراز کر دیا گیا، تو معتدل المزاج اور تندرستوں کے لئے اس میں خطرہ ہے۔ (اور اسی پر دوسرے کمزور لوگوں کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے) +

ولكل انسان بحسبه رياضة

(جس طرح ہر عضو کے لئے مخصوص ریاضت ہوتی ہے اسی طرح) ہر شخص کے (ذاتی حالات کے لحاظ سے ایک مخصوص ریاضت ہوتی ہے (جو اُس کے لئے زیادہ مناسب و مفید ثابت ہوتی ہے) +

کیونکہ ہر شخص کا مزاج، عمر، قوت، عادت، پیشہ، اور تدابیر سابقہ و موجودہ وغیرہ الگ الگ ہوتے ہیں، اسلئے ہر شخص کے لئے ایک ہی ریاضت بالاشتراک مناسب اور مفید نہیں ہو سکتی +

وما كان من الرياضات اللينة مثل الترجيح فهو موافق لمن اضعفته الحميات واعجزته عن الحركة والقعود ومن الناقهين ولمن اضعفهم شرب الخربق ونحوه ومن به مرض في الحجاب

ترجیح (جھولہ جھلانا) جو ریاضتیں جھولہ جھولنے کی طرح نرم اور ہلکی ہیں، وہ ایسے نقیہ لوگوں کے لئے مناسب ہیں جنکو بخاروں نے (یا دیگر امراض محللہ نے) کمزور کر دیا ہو، اور وہ چلنے پھرنے اور اُٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو گئے ہوں! اور جو خربق جیسی (سخت دست آور) چیزوں کے استعمال کرنے سے کمزور ہو گئے ہوں؛ اور جن کے حجاب حاجز میں ورم ہو +

ایسی نرم ریاضت سے تکان چونکہ لاحق نہیں ہوتی ہے، اس لئے اس سے ریاضت کے فوائد بھی حاصل ہو جاتے ہیں: بدنی مواد بھی تحلیل ہوتے ہیں، اور قوت بھی نڈھال نہیں ہوتی ہے +

واذا رفق به نوم وحلل الرياح ونفع من بقايا امراض الرأس مثل الغفلة والنسيان وحرك الشهوات ونبّه الغريزة

اگر جھولہ نرمی اور آہستگی سے جھلایا جائے، تو اس سے نیند آجاتی ہے۔ ریاح تحلیل ہوتی ہے، اور امراض سر کے بقیہ اثرات مثلاً غفلت اور نسیان میں فائدہ پہنچتا ہے، خواہشات (مثلاً خواہش غذاء) میں تحریک حاصل ہوتی ہے، اور طبیعت بیدار ہو جاتی ہے +

واذا رُجّح على السرير كان اوفق لمن به شطر الغب والحميات المركبة والبلغمية ولصاحب الحبن وصاحب اوجاع النقرس وامراض الكلى فان هذا الترجيح يهيئ المواد الى الانقلاع

اگر مریض کو تخت (یا پلنگ) پر جھلایا جائے، تو یہ شطر الغب والوں، حمیات مرکبہ و بلغمیہ والوں، استسقاء والوں، درد نقرس، اور امراض گردہ والوں کے لئے زیادہ موافق ہوگا۔ (اس میں مریض کو زور لگانا نہیں پڑیگا، اس لئے یہ ریاضت کی نہایت ہی خفیف قسم ہے) جھولہ جُھلانے کی یہ قسم مواد کو اس امر کے لئے تیار کر دیتی ہے کہ اوکھڑ کر خارج ہو جائیں +

واللين لما هو لين والقوي لما هو قوي

پھر جو مواد نرم ہوں (یا جن امراض کے مواد نرم اور بآسانی دفع ہو جانے کی قابلیت رکھتے ہوں) اُنکے لئے نرمی سے جھولہ جھلایا جائے، اور جو مواد سخت ہوں (یا جن امراض کے مواد سخت ہوں، اور آسانی سے

دفع ہو جانے کی قابلیت نہ رکھتے ہوں، اُنکے لئے سختی سے جُھلایا جائے +

وامارکوب العجل فقد یفعل هذه الافعال لکنه اشد اثارة

گاڑیوں کی سواری — گاڑیوں کی سواری بھی اگرچہ یہی کام کرتی ہے (جو پلنگ کا جھولا کرتا ہے)، لیکن وہ جھولے کے مقابلہ میں ہیجان زیادہ پیدا کرتی ہے (یعنی گاڑیوں کی سواری میں انسان کو ہچکولے اور دھکے بہت لگتے ہیں، اور بسا اوقات اس کی رفتار بھی تیز اور سخت ہوتی ہے۔ بقول گیلانی غلیظ مواد سے جو دردِ سر پیدا ہوتا ہے، اس کے لئے گاڑیوں کی سواری مفید ثابت ہوتی ہے) +

وقد یرکب العجل والوجه الی خلف فینتفع ذلك من ضعف البصر وظلمته نفعاً شدیداً

گاہے گاڑیوں پر لوگ سوار ہو کر اپنا منہ پیچھے کی طرف کر لیتے ہیں؛ چنانچہ یہ عمل ضعفِ بصر اور ظلمتِ بصر (بینائی کی تاریکی و کمزوری) کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتا ہے (نیز اس حالت میں سوار کی آنکھیں گرد و غبار وغیرہ سے محفوظ رہتی ہیں۔) +

اس کی وجہ شارحین نے یہ بتائی ہے کہ اس حالت میں چونکہ سوار کا سر ہمہ وقت پیچھے کی طرف ہلتا رہیگا، اس لئے سر کے اگلے حصے کے مواد پیچھے کی طرف منجذب ہونگے، اس لئے بینائی قوی ہو جائیگی۔ کیونکہ بینائی کا تعلق مقدم دماغ سے ہے۔ (واللہ اعلم)

نیز گیلانی نے لکھا ہے کہ پیچھے کی طرف نگاہ رکھنے میں بینائی کی ریاضت بھی زیادہ اچھی ہوتی ہے +

وامارکوب الزوارق والسفن فینفع من الجذام والاستسقاء والسکتة وبرد المعدة ونفخها وذلك اذا کان یقرب الشطوط واذا هاج منه غثیان ثم سکن کان نافعاً للمعدة

کشتی اور جہاز کی سواری — زورق اور سفینہ (چھوٹی بڑی کشتی اور جہاز) کی سواری جذام، استسقاء، سکتہ، برودتِ معدہ، اور نفخ معدہ میں مفید ہے؛ بشرطیکہ کشتیاں کنارۂ دریا (اور ساحل) کے پاس پاس چلائی جائیں۔ اگر اس (دریائی اور بحری) سواری سے متلی کا ہیجان ہو، اور پھر اس میں سکون آجائے، تو اس سے معدہ کو فائدہ پہونچتا ہے (کیونکہ اس سے معدہ گرم ہو جاتا، اور اسکا تنقیہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ

متلی معدہ کے لئے خود ایک آفت ہے۔ اسی لئے سکون کی شرط لگائی گئی ہے) +

واما رکوب السفن مع التلجیج فی البحر فذلک اقوی فی قلع الامراض المذکورۃ لما یختلف علی النفس من فرح وحزن وخوف — اگر کشتیوں (یا جہازوں) پر سوار ہو کر سمندر کے گہرے حصوں میں (ساحل سے دور) چلائی جائیں، تو امراض مذکورہ کے دور کرنے میں یہ زیادہ مؤثر اور قوی ہیں؛ کیونکہ اس وقت نفس پر خوشی، اور خوف وہراس کے مختلف اثرات پہونچتے رہتے ہیں +

یعنی کبھی نفس سمندر کے نئے اور عجیب وغریب مناظر دیکھکر خوش ہوتا ہے، اور کبھی اس کی مہیب سطح اور قیامت ڈھانے والی موجیں روح کو سہا دیتی ہیں۔ اس حالت میں انسان اپنی زندگی کو امید وبیم کے درمیان سطح آب پر مذبذب اور ڈانواں ڈول محسوس کرتا ہے +

واما اعضاء الغذاء فریاضتہا تابعۃ لریاضۃ البدن — **اعضائے غذا کی ریاضت** رہی اعضائے غذا کی ریاضت تو اس کی ریاضت بدن کی ریاضت کے تابع ہوتی ہے۔

یعنی اعضائے غذا کی الگ کوئی مخصوص ریاضت نہیں ہے؛ بلکہ ان کی ریاضت یہی ہے کہ کسی قسم کی بدنی ریاضت کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام جسمانی ریاضتوں اور دوڑ دھوپ کے کاموں سے غذا خوب ہضم ہوتی ہے، بھوک خوب لگتی ہے، اور اعضائے غذا خوب کام کرتے ہیں۔ الغرض جسمانی ریاضتوں کے سلسلہ میں اعضائے غذا کی ورزش خوب ہو جاتی ہے +

والبصر یراض بتامل الاشیاء الدقیقۃ والتدریج احیانًا فی النظر الی المشرقات بدفق — **بینائی کی ریاضت** بینائی کی ریاضت یہ ہے کہ باریک چیزوں کو گاہ بگاہ غور وتامل سے دیکھا جائے اور کبھی کبھار چمکیلی چیزوں پر پڑتی ہوئی نگاہ بالتدریج زیادہ غور سے اور دیر تک گھورا جائے +

باریک حروف اور باریک چیزوں کو زیادہ دیکھنے سے اسی طرح چمکیلی اور براق چیزوں پر زیادہ نظر جمانے سے بینائی کمزور ہو جایا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باریک حروف کی کتابیں پڑھنے سے ہمارے طلبہ کی نگاہیں قبل از وقت بیکار ہو جایا کرتی ہیں۔ اور جن پیشوں میں تیز روشنیوں سے واسطہ پڑتا ہے، انکے پیشہ وروں کی نگاہ بہت جلد خراب ہو جایا کرتی ہے +

والسمع یرتاض بتامل الاصوات الخفیۃ وفی الندرۃ بسماع الاصوات العظیمۃ — **سامعہ کی ریاضت** سامعہ کی ریاضت (کا یہ) طریقہ کرائی جاتی ہے کہ ہلکی آوازوں کو غور سے سننے کی کوشش کیجائے، اور شاذونادر بڑی آوازوں کے سننے سے +

پہلی صورت یعنی ہلکی آوازوں کے سننے کا اتفاق زیادہ تر ہوا کرتا ہے، اور دوسری صورت کا شاذونادر۔ یا یہ کہ کان کی ریاضت کیلئے بڑی آوازوں کا سننا گاہ بگاہ ہی سودمند ہو سکتا ہے، نہ کہ کثرت کے ساتھ۔ کیونکہ اگر کان بڑی آوازوں کے عادی ہو گئے، تو پھر ہلکی آوازوں کا ادراک کرنا ان کیلئے دشوار ہو جائیگا +

ولکل عضو ریاضۃ خاصۃ ونحن — (بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ) ہر ہر عضو کے لئے ایک

نذکر ذلك فی حفظ صحة عضو عضو وذلك اذا اشتغلنا بالکتاب الجزئی

مخصوص ریاضت ہوتی ہے (اسلئے اس جگہ کہاں تک انکی تفصیل بیان کی جائے) اس کو ہم ہر ہر عضو کی حفظ صحت میں لکھینگے، جبکہ ہم کتاب جزئی میں مشغول ہونگے (اور معالجات امراض بیان کرینگے)

ویجب ان یحذر المرتاض وصول حمّة الریاضة الی ما هو ضعیف من اعضائه الا علی سبیل التبع مثلاً من یعتریه الدوالی فالواجب له من الریاضة التی یستعملها ان لا یکثر تحریك رجلیه بل یقلل ذلك ویحمل بریاضته علی اعالی بدنه من عنقه وراسه ویدیه بحیث یصل تاثیر الریاضة الی رجلیه من فوق

ہدایت ضروری

مُرتاض (ورزش کرنے والے) کے لئے یہ احتیاط ضروری ہے کہ جو اعضاء کمزور ہوں، اُن کو ریاضت کی شدت سے بچائے؛ ہاں اگر ایسے اعضاء کی ریاضت تبعاً اور ضمناً ہو جائے تو کوئی حرج نہیں؛ مثلاً جس شخص کی ٹانگوں میں مرض دوالی ہو (اُس کی پنڈلی کی رگیں پھول کر گرہدار ہوگئی ہوں)، اُس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ریاضتوں میں ٹانگوں کو زیادہ حرکت نہ دے، بلکہ (جہاں تک ممکن ہو) ٹانگیں کم ہلائے، اور اس امر کی کوشش کرے کہ ریاضت کا بار بدن کے بالائی حصے، مثلاً گردن، سر، اور ہاتھوں، پر پڑے؛ اور ریاضت کا جو کچھ اثر اس کی ٹانگوں تک پہونچے، وہ محض اوپر (کے اعضاء کی ریاضت کی وجہ) سے پہونچے +

والبدن الضعیف ریاضته ضعیفة والبدن القوی ریاضته قویة

کمزور بدن کی ریاضت بھی کمزور ہی ہونی چاہئے، اور قوی بدن کی قوی +

اب شیخ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ چونکہ ہر ہر عضو کے لئے ایک مخصوص ریاضت ہوتی ہے، اسلئے اُسکی ریاضت اُس عضو کے مخصوص فعل کے مناسب ہونی چاہئے، جس سے اُسکی مخصوص قوت میں تحریک واقع ہو۔ یہ نہ قیاس کرنا چاہئے کہ اگر مثلاً ایک عضو کی ریاضت مالش سے ہوتی ہے، تو آنکھ اور کان کی ریاضت کے لئے بھی انکو ملا جائے :

واعلم ان لکل عضو فی نفسه ریاضة تخصّه کما للعین فی تبصر الدقیق وللحلق فی اجهار الصوت بعد ان یکون بتدریج وللسن وللاذن کذلك وکل فی بابه

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہر عضو کے لئے ایک ایسی ریاضت ہوا کرتی ہے، جو اُسی کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے، جس طرح آنکھوں کے لئے (گاہ بگاہ) باریکیوں کا بغور دیکھنا، اور حلق کے لئے بتدریج آواز کا بلند کرنا۔ اسی طرح دانتوں کے لئے اور کانوں کے لئے بھی (مخصوص ریاضتیں) ہیں؛ چنانچہ ان سب کو ان کے مخصوص ابواب میں بیان کیا جائیگا +

الفصل الثانی فی وقت ابتداء الریاضۃ وقطعها فصل (۳) ریاضت کے شروع اور ختم کرنیکا وقت

یعنی ریاضت کس وقت شروع کی جائے، اُس وقت بدن کی کیا حالت ہونی چاہیئے، اور کس وقت ریاضت بند کی جائے، اور کتنی دیر تک ورزش جاری رکھی جائے +

وقت الشروع فی الریاضۃ ان یکون البدن نقیًا ولیس فی نواحی الاحشاء والعروق کیموسات خامۃ ردیۃ تنشرها الریاضۃ فی البدن

ریاضت ایسے وقت شروع کرنی چاہیئے، جبکہ (۱) بدن (مواد فضلیہ سے) پاک ہو، اور احشاء، اور عروق میں ردی اور خام اخلاط (کیموسات) موجود نہ ہوں، جو ریاضت کی وجہ سے تمام بدن میں منتشر ہو جائیں +

ویکون الطعام الامسی قد انهضم فی المعدۃ والکبد والعروق وحضر وقت غذاء آخر

(۲) گذشتہ روز کا کھایا ہوا کھانا معدہ، جگر، اور عروق میں ہضم ہو چکا ہو، اور دوسرے کھانے کا وقت آچکا ہو +

یہاں ریاضت سے عام ریاضت مراد نہیں ہے، کیونکہ ہر ریاضت میں یہ ضروری نہیں ہے کہ دوسرے دن کا کھانا ہضم ہو چکا ہو، بلکہ ہضم معدی کی تکمیل کے بعد ریاضت کرنا جائز ہے، خواہ اُسی دن کھانا کھایا گیا ہو، بلکہ یہاں ریاضت سے "صبح کے وقت کی ریاضت" مراد ہے، جو نہار منہ کی جاتی ہے، یا برائے نام ناشتہ کے طور پر کچھ تھوڑا سا کھا کر، بشرطیکہ کوئی خاص مجبوری ہوتی ہے +

ویدل علی ذلک نضج البول بالقوام واللون ویکون ذلک اول وقت هذا الانهضام

اس کا پتہ (کہ کل والا کھانا تینوں ہضوم: ہضم معدی، کبدی، اور عروقی، کو طے کر چکا) اپنے قوام اور رنگ سے قارورہ کا نضج بتا دیگا۔ اور یہی زمانہ انهضام (انهضام حقیقی، انهضام عضوی) کا ابتدائی وقت ہوگا (اس لئے ریاضت شروع کرنے کا موزوں ترین وقت یہی ہو سکتا ہے، جبکہ تینوں ہضوم کے بعد انهضام عضوی شروع ہو گیا ہو، تاکہ اعضاء خوب تغذیہ حاصل کر سکیں) +

فان العهد اذا بعد به وخلت الغریزیۃ مدۃ عن التصرف فی الغذاء واشتعلت الناریۃ فی

لیکن جب اسکو ایک عرصہ گذر چکا ہو (یعنی ہضم عضوی کا ابتدائی زمانہ گذر چکا ہو)، اور غذائی تصرفات اور مشاغل تغذیہ سے طبیعت کچھ عرصہ پہلے فارغ ہو چکی ہو، پیشاب میں ناریت

البول وجاوزت حد الصفرة الطبيعية فان الرياضة ضارة لانها تنهك القوة	کا غلبہ ہو چکا ہو (جو اس امر کو بتاتا ہے کہ انہضام حقیقی یا عضوی کا ابتدائی زمانہ گذر چکا ، اور قارورہ کی زردی طبعی حد سے تجاوز کر چکی ہو ، تو اس وقت ریاضت کرنا موجب ضرر ہوتا ہے (یعنی ایسی حالت میں سمجھنا چاہیئے کہ ریاضت کے شروع کرنے کا وقت گذر گیا ، اس لئے اگر ایسی حالت میں ریاضت شروع کی گئی ، تو یہ موجب ضرر ہوگا) اس لئے کہ اس وقت کی ریاضت قوتوں کو کمزور کر دیتی ہے (اور اصلی رطوبات اور حرارت غریزیہ ایسی ریاضت کی وجہ سے ضائع ہوتی ہے) ◆
ولهذا قيل ان الحال اذا اوجبت رياضة شديدة فبالحرى ان لا تكون المعدة خالية جدا بل يكون فيها غذاء قليل اما في الشتاء فغليظ واما في الصيف فلطيف	اسی وجہ سے ہدایت کی جاتی ہے کہ جب بمقتضائے حالت شدید ریاضت کرنی پڑے ، تو ایسی حالت میں مناسب یہی ہے کہ معدہ بالکل خالی نہ رہے ، بلکہ اس میں تھوڑی سی غذا ضرور موجود ہو (یعنی خلوئے معدہ میں شدید ریاضت ہرگز نہ کی جائے ، بلکہ ایسی حالت میں کچھ تھوڑا سا کھا لیا جائے) ؛ چنانچہ جاڑوں کے موسم میں یہ غذا غلیظ ہونی چاہیئے ، اور گرمیوں کے موسم میں لطیف ◆

یعنی شدید ریاضت شروع کرنے سے پہلے اسکا خیال کر لیا جائے کہ معدہ قطعاً خالی تو نہیں ہے ، اور بھوک کا غلبہ اور کمزوری کا اثر تو نہیں ہے ؛ اگر یہ حالات ہوں ، تو ریاضت ہرگز نہ شروع کی جائے ، بلکہ معدہ میں کچھ تھوڑی سی غذا بھر لی جائے ۔ چنانچہ سردیوں کا موسم ہو ، تو غلیظ غذا (بھاری قسم کی غذا) تھوڑی سی کھائی جائے ، اور گرمیوں کا موسم ہو تو ریاضت سے پہلے کچھ لطیف غذا کھالی جائے ۔ الغرض خلوئے معدہ کی شدت میں شدید ریاضت ہرگز نہ کی جائے ◆

ثم ان ارتاض ممتليا خير من ان يرتاض خاويا وان ارتاض حارا او رطبا خير من ان يرتاض والبدن بارد اوجاف	پھر اگر کوئی شخص امتلاء کی حالت میں ریاضت کرے ، تو یہ اس سے بہتر (اور کم اندیشہ ناک) ہے کہ خلائے کی صورت میں ریاضت کرے (یعنی خلائے معدہ کے وقت کی ریاضت بہت زیادہ مضعف اور مضر ہے) ۔ اسی طرح اگر کوئی شخص حار یا رطب ہونے کی صورت میں ریاضت کرے ،

تو یہ اس سے بہتر ہے کہ بدن کے بارد یا یابس ہونے کی صورت میں کوئی شخص ریاضت کرے (یعنی بارد یا یابس ہونے کی صورت میں ورزش زیادہ اندیشہ ناک ہے)۔

اس قول سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح امتلائے معدہ کی صورت میں ریاضت ناجائز ہے، اسی طرح خلاء معدہ کی صورت میں بھی؛ مگر خلائے معدہ کی صورت میں زیادہ مضر ہے۔ اسی طرح اگر مزاج میں حرارت و رطوبت کا غلبہ ہو، یا اگر مزاج میں برودت و یبوست کا غلبہ ہو، تو ان دونوں صورتوں میں ریاضت مضر ہے، مگر برودت و یبوست کی صورت میں زیادہ مضر ہے۔

شیخ کے اس قول پر بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حرارت مزاج کی صورت میں چونکہ ورزش سے اور بھی حرارت بڑھ جاتی ہے، اس لئے یہ مضر ثابت ہوتی ہے؛ اور برودتِ مزاج کی صورت میں چونکہ ورزش سے حرارت کا اضافہ ہوتا ہے، اور برودت کے زوال سے اعتدال آجاتا ہے، اس لئے یہ مفید ثابت ہوتی ہے۔

واصوب اوقاته الاعتدال

ریاضت کے لئے بہترین وقت وہ ہے جبکہ اعتدال حاصل ہو (یعنی جبکہ بدن حرارت و برودت کے لحاظ سے معتدل ہو)۔

وربما اوقعت الرياضة حار المزاج يابسة في امراض فاذا تركها صح

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ حار یابس مزاج رکھنے والے لوگ ریاضت کی وجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ پھر جب وہ ریاضت ترک کر دیتے ہیں، تو (خود بخود، بلاکسی علاج کے) اچھے ہوجاتے ہیں۔

ويجب على من يرتاض ان يبدأ فينفض الفضل من الامعاء ومن المثانة ثم يشتغل بالرياضة

ریاضت کرنے والوں کے لئے یہ ضروری ہدایت ہے کہ ریاضت شروع کرنے سے پہلے آنتوں کے اور مثانہ کے فضلات کو خارج کرلیں (یعنی پیشاب و پائخانہ سے فارغ ہولیں اور مثانہ اور آنتوں کے بوجھ اور تناؤ کو پہلے دور کرلیں)، اس کے بعد ریاضت میں مشغول ہوں۔

ويتدلك اولا للاستعداد دلكا ينعش الغريزة ويوسع المسام وان يكون التدلك بشئ خشن

ریاضت کرنے والوں کے لئے یہ بھی مناسب ہے کہ ریاضت شروع کرنے سے پہلے ورزش کی استعداد پیدا کرنے کے لئے بدن کی مالش کریں، جس سے حرارت غریزیہ برانگیختہ

ثم يتمرخ بدهن عذب ثم يستدرج في التمريخ الى ان يضغط العضو به ضغطاً غير شديد بالوغول ويكون ذلك بايد كثيرة ومختلفة اوضاع الملاقات يبلغ ذلك جميع شظايا العضل ثم يترك ثم ياخذ المدلوك في الرياضة

ہو جائے (یا طبیعت بیدار ہو جائے) اور مسامات کشادہ ہو جائیں، اور یہ مالش کسی کھردری چیز سے کریں، اور اس کے بعد کوئی میٹھا تیل بدن پر ملیں (جس میں کسی قسم کی قوت قابض نہ ہو)۔ تیل ملنے میں تدریجاً زور اور قوت بڑھاتے اور عضو کو دباتے چلے جائیں، لیکن بہت زیادہ[1] شدت کے ساتھ بھی نہ دبائیں (کہ وہ ریاضت سے پہلے ہی تھک جائے، اور اسے مالش کی تکلیف ہی بیقرار کر دے)۔ یہ مالش (جو ورزش کی استعداد و قابلیت پیدا کرنے کے لئے کی جاتی ہے) بہت سے ہاتھوں سے ہونی چاہیئے، جو مختلف طور پر بدن سے ملاقی ہوں؛ تاکہ مالش کی رسائی سارے بدن کے عضلی ریشوں تک ہو جائے۔ پھر مالش بند کی جائے، اور مالش بند کرنے کے بعد وہ شخص ریاضت کرنی شروع کر دے۔

"یہ مالش بہت سے ہاتھوں سے ہونی چاہیئے" اس میں شارحین کا اختلاف ہے: بعض کہتے ہیں کہ ان کی کثرت بلحاظ تعداد کے ہونی چاہیئے؛ جسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کی مالش کے لئے چند آدمی کام کریں۔ اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ زیادہ ہاتھ اس لحاظ سے ہوں کہ وہ بدن پر جلد جلد اور تیزی کے ساتھ پھیرے جائیں؛ اور انکا گزر بدن کے ہر حصے پر بہت تھوڑے وقت میں ہو۔ لیکن دونوں صورتوں میں غرض محض ایک ہے: وہ یہ کہ سارا بدن تھوڑے وقت میں گرم اور ورزش کے لئے تیار ہو جائے؛ اور سارے بدن میں تقریباً ایک سی گرمی ہو۔ یہ نہ ہو کہ ایک عضو کی مالش کے بعد دوسرے عضو کو اتنی دیر تک ملتے رہیں کہ پہلا عضو ٹھنڈا ہو جائے۔

پھر دلک اور مالش کبھی خود اپنے ہاتھوں سے کی جاتی ہے، جس میں دونوں ریاضتیں ہو جاتی ہیں، اور کبھی دوسرے لوگوں سے کرائی جاتی ہے۔

اما في زمان الربيع فوقتها قرب انتصاف النهار في بيت معتدل ويقدم في الصيف

چنانچہ ریاضت کے لئے بہترین وقت موسم ربیع میں دوپہر کے قریب ہے، جو کسی معتدل مکان میں کی جائے (اسی طرح موسم خریف میں بھی یہی وقت مناسب ہوگا)۔ اور گرمیوں میں اس سے پہلے ہی (صبح کے قریب) کر لی جائے (کیونکہ

[1] یا: "دبانے کے وقت زیادہ زور کے ساتھ انگلیاں اعضاء کے اندر داخل نہ کریں"۔

دوپہر کے قریب گرمی زیادہ ہوگی، جو تحلیل و ضعف کی موجب ثابت ہوگی) +

واما فی الشتاء فکان القیاس ان یؤخر الی وقت المساء لکن الموانع الاخری تمنع منہ فیجب ان یبدأ فأنی اشتاء المکان ویسخن لیعتدل ویستعمل الریاضۃ فی الوقت الاصوب بحسب ما ذکرناہ من انھضام الغذاء ونفض الفضل

رہا جاڑوں میں تو قیاس تو اس امر کا مقتضی تھا کہ ورزش دیر سے شام کے وقت کی جائے، لیکن دوسری رکاوٹیں چونکہ اس صورت میں درپیش ہیں (مثلاً یہ کہ گذشتہ دن کی غذا کو زیادہ عرصہ گذر جائیگا۔ بھوک شام تک بڑھ جائیگی، اور اسپر صبر نہ کیا جاسکے گا، اور رات کی سردی بھی ریاضت کے بعد جلد ہی آ جائے گی)، اس لئے بہتر یہ ہے کہ سردیوں کے موسم میں (شام تک دیر نہ کی جائے، اور) مکان کو گرم کر لیا جائے۔ تاکہ وہ معتدل ہو جائے (اور اسکی سردی جاتی رہے، پسینہ جلد آ جائے، اور ٹھنڈی ہوا کی مضرت سے ورزش کرنے والا بچا رہے)۔ اس کے بعد اسی گرم کئے ہوئے کمرہ میں وہ شخص ورزش کرے، اور ورزش کا وہی بہترین وقت رکھے، جو ہم نے انہضام غذاء اور اخراج فضلات کے لحاظ سے اوپر بتایا ہے (چنانچہ اوپر بتایا گیا ہے کہ ورزش انہضام غذاء کے بعد اور حوائج ضروریہ سے فراغت کے بعد کی جائے) +

واما مقدار الریاضۃ فیجب ان یراعی فیہ ثلثۃ اشیاء

ریاضت کی مقدار رہی ریاضت کی مقدار (کہ ورزش کتنی کی جائے، اور اسے کتنی دیر تک جاری رکھ کر بند کیا جائے)، تو اس میں تین چیزیں دیکھی جاتی ہیں:

احدھا اللون فما دام یزداد جودۃ فھو بعد وقت

(۱) **رنگ** — چنانچہ جب تک بدن کا رنگ نکھرتا رہے (اور سرخی بڑھتی رہے)، اس وقت تک سمجھنا چاہیئے کہ ابھی ریاضت کا وقت باقی ہے (اور ابھی ورزش جاری رکھی جاسکتی ہے)، اور جب رنگ زرد ہونے لگے، تو ورزش بند کر دی جائے۔

والثانی الحرکات فانہا مادامت

(۲) **حرکات** — چنانچہ جب تک

خفیفۃ فھو بعد وقت

بدنی حرکات ہلکے طور پر جاری رہیں، اُس وقت تک سمجھنا چاہئے کہ ابھی ریاضت کا وقت ہے (اور اسے جاری رکھا جا سکتا ہے اور جب عضلی حرکات دو بھر ہو جائیں، تو سمجھنا چاہئے کہ اب ورزش کا وقت باقی نہیں رہا، اور اسے اب بند کر دیا جائے)+

والثالث حال الاعضاء فی انتفاخھا فما دامت تزداد انتفاخاً فھو بعد وقت

(۳) اعضاء کا پھولنا ـــ چنانچہ جب تک اعضاء پھولتے چلے جائیں، اُس وقت تک ریاضت کا وقت سمجھنا چاہئے +

واما اذا اختلفت ھذہ الاحوال فی الانتقاص وصار العرق البخاری رشحا سائلاً فیجب ان یقطع

اور جب ان باتوں میں کمی آنے لگے (مثلاً رنگ نکھرنے کی بجائے بگڑنے لگے، حرکتیں بوجھل ہو جائیں، اور اعضاء پھولنے کی بجائے لاغر ہونے لگیں)، اور بدن کا پسینہ بخاری ہونے کی بجائے (معمولی ہونے کی بجائے) پانی کی طرح بہنے لگے، تو ریاضت ختم کر دینی چاہئے +

واذا قطعھا اقبل علیہ بالدھن المغرق ولاسیما وقد حصر نفسہ

اور جب وہ شخص ریاضت ختم کر دے، تو اسکے بدن پر اچھی طرح تیل چپڑ دیا جائے (اور تیل کی خوب مالش کیجائے تاکہ تیل کی رطوبت اندر جذب ہو، اور اعصاب و عضلات وغیرہ نرم ہو جائیں، اور تاکہ تیل کی مالش سے جلد کے بقیہ فضلات تحلیل ہو جائیں)۔ علی الخصوص اُس وقت جبکہ ورزش کرنے والے نے ورزش کے وقت سانس کو بھی روکا ہو+

ریاضت کی مقدار میں اُن تین باتوں ـــ رنگ، حرکات، اور اعضاء کے پھولنے ـــ کے علاوہ چند دوسری باتیں بھی دیکھی جاتی ہیں، مثلاً پہلی غذاء، موجودہ وقت، سحنۂ بدن، مزاج، پیشہ، عادت، قوت، اور عمر۔ چنانچہ جب کوئی شخص لطیف اور تھوڑی غذاء کھایا کرتا ہو، اسی طرح جبکہ موجودہ وقت گرم ہو، جبکہ اُس شخص کا مزاج گرم ہو، جبکہ اُس شخص کا سحنہ لاغر ہو، جبکہ وہ گرم اور محلل پیشے کرتا ہو، جبکہ اُس کی قوت کمزور ہو، تو ان تمام صورتوں میں تھوڑی ورزش مناسب ہے، اور ان کے مقابل صورتوں میں زیادہ +

لیکن پہلی تین باتیں ایسی جامع اور اصولی ہیں کہ اُن کے اندر یہ ساری باتیں آجاتی ہیں۔ مثلاً جب قوت کمزور ہوگی، تو یقیناً اُس شخص کی رنگت زیادہ دیر تک نکھرتی نہ رہے گی، بلکہ جلد ہی رنگت زرد پڑ جائیگی، حرکات

بوجھل ہو جائینگے، اور بدن کا پھولنا جلد تر ختم ہو جائیگا۔ اس لئے اگر کوئی شخص اُنہی تین باتوں کا خیال رکھے، تو ان ساری باتوں کی طرف دھیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

فاذا وقفت فی الیوم الاول علے حدّ ریاضتہ وغذ ویتہ فعرفت المقدار الذی احتملہ من الغذاء فلا تغیّر فی الیوم الثانی شیئاً بل قدّر غذائہ وریاضتہ فی الیوم الثانی علے حذوہ فی الیوم الاول

جب تمہیں پہلے دن اُس شخص کی ریاضت کی اور اُس کی غذا کی حد اور اسکا اندازہ معلوم ہو گیا، اور تمہیں معلوم ہو گیا کہ غذا کی کتنی مقدار کو وہ برداشت کر سکتا ہے، تو دوسرے دن ان میں کسی قسم کا تغیر نہ کرنا چاہئے؛ بلکہ دوسرے دن بھی غذا کی اور ریاضت کی مقدار پہلے ہی دن کے مطابق مقرر کرنی چاہئے۔

اس سے غرض یہ ہے کہ پہلے دن ریاضت کی مقدار اور غذا کی مقدار معین کرنے میں کافی غور و تامل سے کام لینا چاہئے۔ پہلے دن تجربہ سے جتنی مقدار مفید ثابت ہو، دوسرے دن اسی کے مطابق معیار قائم کرنا چاہئے۔ اگر پہلے دن کی ریاضت زیادہ ثابت ہو تو دوسرے دن اس میں کمی کر دینی چاہئے۔ اسی طرح غذا کے احکام میں بھی تغیر کیا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد یہ بھی ظاہر ہے، جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، کہ جو ریاضت ایک عرصہ تک کی جاتی ہے، عادت کے بعد اسکا اثر کم ہونے لگتا ہے، اور اعضاء میں اس ریاضت کے کرنے کی قابلیت روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ روزمرہ ریاضت کی مقدار بھی بڑھتی چلی جائیگی۔ مثلاً اوائل میں ایک شخص کو اگر پچاس ڈنڈ میں پسینہ آ جاتا تھا، تو کچھ عرصہ کے بعد اُسے پچھتر اور سو ڈنڈ میں پسینہ آئیگا۔ اسی طرح اگر وہ شخص اوائل میں آدھ سیر دودھ علاوہ دوسری غذاؤں کے ہضم کرتا تھا، تو ممکن ہے کہ چند روز کے بعد ایک سیر دودھ ہضم کر سکے۔

الفصل الرابع فی الدلک — فصل (۴) دلک (مالش)

الدلک منہ صلب فیشدّ

دلک کی کئی قسمیں ہیں: (۱) دلکِ صُلب (سخت مالش، جس میں خوب دبا دبا کر ملا جاتا ہے)، اس سے بدن میں سختی آ جاتی ہے (عضلات میں اس سے سختی آ جاتی ہے)۔

ومنہ لین فیرخی

(۲) دلکِ لیّن (نرم مالش، جس میں نرمی سے مالش کی جاتی ہے)، اس سے اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔

ومنہ کثیر فیھزل — (۳) دلک کثیر (جس میں دیر تک مالش کی جاتی ہے)، اس سے بدن دُبلا ہوجاتا ہے۔

ومنہ معتدل فیخصب — (۴) دلک مُعتدِل (اوسط درجہ کی مالش) جس سے فربہی پیدا ہوتی ہے۔

اسی طرح دلک صلب اور دلک لین کے وسط میں دلک مُعتدِل[1] ہے، جس میں بدن کی مالش نرمی اور سختی کے لحاظ سے اوسط درجہ کی کی جائے۔ علٰے ہٰذا دلک کثیر کے مقابلہ میں دلک قلیل ہے، جس میں تھوڑی دیر تک مالش کی جائے۔ بہرحال مذکورہ بالا بیان کے مطابق کمیت (مقدار) اور کیفیت کے لحاظ سے دلک کی کُل چھ قسمیں ہوئیں۔

واذا رکب ذلک حدثت مزاوجات تسع — جب ان قسموں کو باہم ترکیب دیا جائے، تو مرکب کی نو قسمیں پیدا ہوجاتی ہیں (جو تین کو تین میں ضرب دینے سے حاصل ہوتی ہیں):

اس طرح: (۱) دلک صلب کثیر — (۲) دلک صلب قلیل — (۳) دلک صلب معتدل (بلحاظ مقدار) — (۴) دلک لین کثیر — (۵) دلک لین قلیل — (۶) دلک لین معتدل (بلحاظ مقدار) — (۷) دلک معتدل کثیر — (۸) دلک معتدل قلیل — (۹) دلک معتدل معتدل (مقدار اور کیفیت دونوں لحاظ سے)۔

وایضا من الدلک ما ھو خشن ای بخرق خشنۃ فیجذب بالدم الی الظاھر سریعا — دلک کی اور بھی چند قسمیں ہیں، مثلاً دلک خَشِن (کھردری مالش)، جس میں کھردرے کپڑے سے مالش کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے خون باہر کی طرف (جلد اور عضلات کی طرف) تیزی کے ساتھ کھنچ آتا ہے (بیرونی حصے میں دوران خون تیز ہوجاتا ہے، اور رگیں پھول جاتی ہیں)۔

ومنہ املس ای بالکف او بخرقۃ لینۃ فیجمع الدم ویحبسہ فی العضو — دلک اَملَس (چکنی مالش، یہ دلک خشن کے مقابلہ میں ہے) اس میں ہاتھ سے یا کسی نرم کپڑے سے مالش کیجاتی ہے۔ اس سے عضو میں خون (جلد اور عضلات میں) اکٹھا ہوکر رُک جاتا ہے (یعنی دلک املس سے عضو میں خون جمع ہوجاتا

---

[1] معتدل بلحاظ کیفیت کے، جو نرم اور سخت مالش کے درمیان ہے۔

ہے، اور زیادہ تحلیل نہیں ہوتا ہے) +

والغرض فی الدلک تکثیف الابدان المتخلخلۃ وتصلیب اللینۃ وتخلخلۃ الکثیفۃ وتلیین الصلبۃ

مالش کی غرض — دلک سے غرض یہ ہوا کرتی ہے کہ اگر بدن متخلخل (پولا) ہے، تو اس کو کثیف (ٹھوس) بنا یا جائے، اگر نرم ہے تو اسکو سخت بنایا جائے۔ اگر کثیف ہے۔ تو اس کو متخلخل بنایا جائے +

ان مقاصد کے علاوہ دلک سے گاہے اور مقاصد بھی وابستہ ہوتے ہیں۔ مثلاً (۱) اگر کسی خاص عضو میں کوئی مادہ باقی ہو، اور مسہل سے اس عضو کا مادہ خارج نہ ہوا ہو، تو مالش سے اسکو رقیق بنا کر تحلیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے +

(۲) کسی خاص عضو کو فربہ اور عظیم بنانا ہو، تو اس کی مالش کی جاتی ہے، تاکہ مالش کی وجہ سے خون اودھر زیادہ منجذب ہو +

(۳) مالش سے ریاح بھی تحلیل ہوتی ہے۔ جیسا کہ اپھارہ کی صورت میں نمک مسفوف وغیرہ سے شکم کی ہلکی ہلکی مالش کی جاتی ہے +

(۴) گاہے ازالۂ برودت کے لئے مالش کی جاتی ہے +

(۵) گاہے مالش اس غرض سے کی جاتی ہے کہ کسی عضو کا مادہ دوسرے عضو کی طرف متوجہ ہو جائے، اور پہلے عضو کی طرف اسکا زور نہ رہے +

(۶) گاہے روغن کے ساتھ اس غرض سے مالش کی جاتی ہے کہ اُس عضو کی رطوبتیں جلد تحلیل نہ ہونے پائیں +

(۷) گاہے تسکین درد کے لئے مالش کی جاتی ہے، جیسا کہ درد شکم میں بعض اوقات ہلکی مالش سے اور دردسر میں سر دبانے سے تسکین ہو جایا کرتی ہے۔ گیلانی ٭

ومن الدلک دلک الاستعداد وھو قبل الریاضۃ ویبدأ لینا ثم اذا کاد یقوم الی الریاضۃ شدد

دلک استعداد — دلک کی ایک قسم دلک ستعداد ہے، جو ریاضت سے پہلے (ورزش کی تیاری کے لئے) کی جاتی ہے۔ اسے شروع تو نرمی سے کیا جاتا ہے۔ لیکن جب ریاضت کرنے کا وقت قریب آجاتا ہے، تو اس کی نرمی کو سختی سے تبدیل کر دیا جاتا ہے (یعنی اُس وقت مالش خوب زور اور قوت سے کی جاتی ہے، تاکہ بدن پورے طور پر گرم ہو جائے)۔ (استعداد۔

تیار کرنا، آمادہ کرنا) +

مختلف حالات میں چونکہ دلک استعداد کی کم وبیش مختلف ضرورت ہوتی ہے، اس لئے دلک استعداد کی مختلف قسمیں کی جاتی ہیں، جو مختلف حالات میں کار آمد ہوتی ہیں؛ مثلاً: سحنہ کیسا ہے؟ بدن کے فضلات اور مواد کماً وکیفاً کیسے ہیں؟ عمر کیا ہے؟ اور اعضائے ماؤفہ کیسے ہیں؟ اور کتنی قوت برداشت ہے؟ چنانچہ اس لحاظ سے دلک کی مندرجۂ ذیل قسمیں ہیں: قوی — ضعیف — اور معتدل — طویل — قصیر — اور معتدل۔ پھر ان کی تعریف اور ان کا استعمال اس طرح بتایا جاتا ہے:

دلک قوی وہ ہے جس میں زور سے تھوڑی دیر تک مالش کی جاتی ہے۔ یہ اتنی تحلیل نہیں کرتا، جتنی کہ تسخین پیدا کرتا ہے۔ یہ اُن لوگوں کے لئے مناسب ہے، جنکا بدن ٹھوس ہو، وہ شحمی فربہ ہوں، قوت قوی ہو، مادہ کثیر اور غلیظ ہو، موسم سرما ہو، اور جوانی کی عمر ہو +

دلک ضعیف وہ ہے جس میں ہلکے ہلکے مالش کی جاتی ہے۔ اور وہ بھی تھوڑی دیر تک۔ ظاہر ہے کہ ایسی مالش تحلیل بھی کم کرتی ہے، اور تسخین بھی کم۔ یہ اُن لوگوں کے لئے موافق ہے جنکا بدن متخلخل ہو، قوت ضعیف ہو، مواد لطیف ہوں، اور موسم خریف ہو +

دلک طویل وہ ہے جو دیر تک اور ہلکے ہلکے کی جائے۔ یہ تسخین سے زیادہ تحلیل کرتی ہے۔ یہ اُن لوگوں کے لئے موافق ہے، جنکا بدن ٹھوس ہو، قوت قوی ہو، مواد بدن بکثرت ہوں، وہ شحمی فربہ ہوں۔ ربیع کا موسم ہو، اور عمر خواہ کوئی ہو، سوائے سن صبی کے ؛

دلک قصیر وہ ہے جو نرمی سے کی جائے۔ اور مدت بھی تھوڑی ہی ہو؛ لیکن بمقابلہ دلک ضعیف کے اس کی مدت دراز ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسی مالش دلک کثیر کے مقابلہ میں تسخین اور تحلیل، دونوں، کم کرتی ہے۔ یہ اُن لوگوں کے لئے مناسب ہے، جنکے مواد لطیف ہوں، قوت ضعیف ہو اور موسم گرما ہو۔ (از گیلانی) +

ومنه دلك الاسترداد وهو [دلک استرداد] دلک کی ایک دوسری قسم دلک استرداد بعد الرياضة ويسمى الدلك ہے۔ جو ریاضت کے بعد کی جاتی ہے؛ اسکو دلک مُسَکِّن بھی المسكن ايضاً کہا جاتا ہے (استرداد۔ لوٹالانا۔ مسکن۔ تسکین بخش) +

اس دلک کو "دلک استرداد" اس لئے کہا جاتا ہے کہ ورزش سے جو قوتیں کمزور ہوجاتی ہیں؛ اس مالش سے وہ قوتیں لوٹ آتی ہیں (استرداد = لوٹالانا)۔ اور اسکو "دلک مسکن" اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے اعضاء کے درد میں، جو ریاضت کی وجہ سے پیدا ہوجاتا ہے، سکون ہوجاتا ہے۔ یا یہ کہ اس مالش کا اختتام سکون پر ہوتا ہے +

والغرض فيه تحليل الفضول المحتبسة في العضل مما لم يستفرغ بالرياضة لينفش فلا تحدث الاعياء

دلک استرداد سے غرض یہ ہوتی ہے کہ جو فضلات عضلات میں بند ہوتے ہیں، اور جو ریاضت کی وجہ سے خارج نہیں ہوسکے ہیں، انہیں تحلیل کرکے خارج کردے تاکہ یہ مواد (عضلات میں بند ہوکر) تکان نہ پیدا کرسکیں۔

وهذا الدلك يجب ان يكون رفيقا معتدلا واحسنه ما كان بالدهن ولا يجب ان يختم على جسأة وصلابة وخشونة فيحبس بها الاعضاء ويمنع في الصبيان عن النشو وضرره في البالغين اقل

دلک استرداد کے لئے مناسب یہ ہے کہ نرمی کے ساتھ ہو، اور اوسط درجہ کی ہو۔ اور اچھا تو یہ ہے کہ تیل کے ساتھ ہو۔ اور یہ مناسب نہیں ہے کہ اس کو (دلک استرداد کو) شدت، صلابت، اور خشونت پر ختم کیا جائے (یعنی جس طرح دلک استعداد میں ابتداء نرمی کے ساتھ کی جاتی ہے، اور آخر میں سختی کے ساتھ، دلک استرداد میں یہ مناسب نہیں ہے)، ورنہ اس سے اعضاء میں سختی آجائے گی، اور بچوں میں اس سے نشو ونما رک جائیگا۔ لیکن جوانوں میں اسکا ضرر (بچوں کے مقابلہ میں) کم ہے۔

ولان يقع في الدلك خطأ مائل الى الصلابة فهو اسلم من الخطاء المائل الى اللين لان التحليل لشديد اسهل تلافيا من اعداد البدن بالدلك اللين لقبول الفساد

اگر مالش میں کوئی بیقاعدگی ہوجائے، اور اس بیقاعدگی کا میلان صلابت کی طرف ہو (یعنی بیقاعدگی سے دلک صلب استعمال کی جائے) تو یہ اتنا برا نہیں ہے، جتنا کہ اگر بیقاعدگی کا میلان نرمی کیطرف ہو (یعنی دلک لین بیقاعدگی کے ساتھ استعمال کیا جائے)، کیونکہ تحلیل شدید کا تدارک کرنا (نسبتاً) آسان ہے (جو دلک صلب کی بیقاعدگی سے حاصل ہوگی)، مگر دلک لین کی وجہ سے بدن میں فساد کے قبول کرنے کی جو قابلیت پیدا ہوجاتی ہے، اسکی تلافی آسان نہیں ہے۔

لیکن ابوسہل مسیحی نے اسکے برعکس لکھا ہے، اور بعض لوگوں نے اسی کا ساتھ دیا ہے۔

على ان الدلك الصلب والخشن اذا افرط فيه والصبيان منعهم النشو

علاوہ ازیں دلک صلب اور دلک خشن کی جب بچوں کے اعضاء میں (جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں) زیادتی کی جاتی ہے، تو اس سے ان کے نشو ونما میں رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے۔

وَيَسْتَجِدُّ ذٰلِكَ من بعدُ وقتٌ

اسکے بعد بار بار (مختلف مقامات پر) تحسین دلک کا

الدلک وشرائطہ — وقت اور اُس کے شرائط کا ذکر ملیگا +

چنانچہ مندرجۂ ذیل فصول میں دلک کا کافی بیان موجود ہے: ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا — لاغر کو فربہ کرنا — عضو کے حجم کو بڑھانا — باب زینت۔ فصول جن میں تکان کا تذکرہ ہے +

لکنا نزید فی ھذا الوقت لدلک الاسترداد بیانا — لیکن اس وقت ہم صرف دلک استرداد کے متعلق کچھ بیان بڑھانا چاہتے ہیں:-

فنقول انہ بالحقیقۃ کانہ جزء اخیر من الریاضۃ ویجب فیہ ان یبدأ اولا بالدھن وبالقوۃ ثم یمال بہ الی الاعتدال ولا یقطع علی عنفہ والاحسن ان یجتمع علیہ ایدی کثیرۃ — چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ دلک استرداد حقیقت میں ریاضت ہی کا گویا آخری حصہ اور جزء ہے، اس لئے دلک استرداد میں ابتداءً تو زور اور قوت سے کی جائے، اور تیل کے ساتھ مالش کی جائے، پھر اس زور اور سختی کو اعتدال کی طرف منتقل کیا جائے (یعنی ابتداءً مالش زور سے کی جائے، اور اس کے بعد تدریجاً اس میں کمی کی جائے، اور اسے اعتدال کی طرف منتقل کیا جائے)۔ اور جب مالش ختم کی جائے، تو اسے شدت کی صورت میں ختم نہ کیا جائے (بلکہ زور اور شدت سے بتدریج اسے نرم اور ہلکا کر کے ختم کیا جائے)۔ اور بہتر یہ ہے کہ دلک استرداد بہتیرے ہاتھوں سے کی جائے (تاکہ تقریباً سارے اعضاء میں مالش کا اثر ہموار اور برابر رہے؛ یہ نہ ہو کہ ایک عضو ٹھنڈا ہو جائے، اور دوسرا عضو گرم رہے) +

ویجب ان یوتر المدلوک الاعضاء المدلوکۃ بعد الدلک لینفض عنہا الفضول فیوخذ قماط ویمر علی نواحی الاعضاء کلہا وھی موترۃ ویحصر النفس — یہ بھی مناسب ہے کہ شخص[1] مدلوک اپنے اعضائے[2] مدلوکہ کو دلک کے بعد خوب کھینچے اور تانے (اور بقول جالینوس مالش کی حالت میں بھی یہ عمل کیا جائے)، تاکہ (تناؤ کی حرکت سے) اعضائے مدلوکہ کے فضلات خارج ہوں۔ پھر مالش کرنے والا (مدلاک) اپنے ہاتھ میں قماط[3] (یا کوئی کپڑا از قسم تولیہ یا

[1] شخص مدلوک:- وہ شخص جسکے بدن کی مالش کی جارہی ہے۔ [2] اعضائے مدلوکہ:- جن اعضاء کی مالش کی گئی ہے +

[3] قِماط:- وہ چوڑا کپڑا جس میں بچہ کو ولادت کے بعد تقمیط کے وقت لپیٹا جاتا ہے +

حینئذ ما امکن ولاسیما مع ارخاء عضل البطن وتوتیر عضل الصدر ان سهل ثم یوتر آخر الامر عضل البطن ایضاً یسیرا لیصیب الاحشاء بذلك استرداد ما

رومال) لیکر ہر طرف تمام اعضا پر پھیرے ؛ اور ان اعضا کو اس حالت میں اسی طرح تنا ہوا رکھا جائے (تاکہ بدن کا پسینہ اور میل کچیل صاف ہو جائے، جیسا کہ ورزش کرنیوالوں کا دستور بھی ہے)؛ اور اس وقت جہاں تک سانس کو روکا جاسکے، روکے رکھے (تاکہ پسینہ نکلنے میں اس سے امداد پہونچے) علی الخصوص اگر آسانی سے ممکن ہو، تو اس حالت میں شکم کے عضلات کو ڈھیلا رکھا جائے۔ اور سینہ کے عضلات کو تان لیا جائے، اور پھر آخر میں شکم کے عضلات کو بھی تان لیا جائے؛ تاکہ اس سے کچھ احشاء (بھی متاثر ہوں، اور اُن) کی قوتیں بھی لوٹ آئیں +

شیخ نے یہ کیوں کہا کہ" اگر آسانی سے ممکن ہو"؟ اسلئے کہ عضلات شکم اور عضلاتِ صدر میں سے ایک کو ڈھیلا رکھنا، اور دوسرے کو تاننا ہر شخص کے لئے آسان نہیں ہے +

وفیما بین ذلك یتمشی ویستلقی ویشابك برجلیه رجلی صاحبه

اس اثناء میں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شخص چلے پھرے لیٹے، اور اپنے ساتھی کی ٹانگوں میں اپنی ٹانگیں پھنسائے +

والمبرزون من اهل الریاضة یستعملون حصر النفس فیما بین ریاضاتهم

جو لوگ ریاضت میں، ہر دو مشاق ہوتے ہیں، وہ دورانِ ریاضت میں سانس روک لیا کرتے ہیں (اور کافی دیر تک سانس روکنے پر انہیں قدرت ہوتی ہے) +

وربما ادخلوا دلك الاسترداد فی وسط الریاضة فقطعوها وعاودوها ان ارادوا تطویل الریاضة

بسا اوقات ایسا بھی کرتے ہیں کہ ریاضت کے وسط میں دلک استرداد شروع کر دیتے ہیں۔ یعنی ریاضت کو درمیان میں منقطع کر دیتے، اور دلک کے بعد پھر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ ایسا اُس وقت کرتے ہیں، جبکہ ریاضت کو طول دینا چاہتے ہیں +

ولا حاجة الی الدلك الکثیر لمن یرید الاسترداد وهو ممن لا ینکر شیئا من حاله

جو شخص (ریاضت کے بعد) دلک استرداد کرنا چاہے اُسے دلک کثیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بشرطیکہ وہ اپنی حالت میں کوئی غیر معمولی بات اور کوئی خرابی نہ پائے (اور

ولا یرید المعاودة بل ان وجد اعیاء یمرخ لینا بالدھن علی ما نصف وان وجد یبسا زاد فی الدلك حتی یوافی به الاعتدال	تکان وغیرہ محسوس نہ ہو)، اور نہ اُس کا ارادہ مزید ریاضت کرنے کا ہو (جیسا کہ بعض لوگ ریاضت بیچ سے منقطع کرنیکے بعد پھر شروع کرتے ہیں)۔ ھاں اگر تکان محسوس ہو، تو آہستہ آہستہ تیل کی مالش کرنی چاہیئے، جیسا کہ ہم آگے (باب اعیاء میں) بتائینگے۔ اور اگر یبوست محسوس ہو تو (تیل کی) مالش زیادہ کیجائے (تاکہ رطوبت کے انجذاب کے بعد دور ہو جائے) حتی کہ اعضاء یبوست سے اعتدال پر آجائیں ٭
وقد ینتفع بالدلك والغمز الشدید عند النوم فانه یجفف البدن ویمنع الرطوبة عن السیلان الی المفاصل	سوتے وقت بعض لوگ مالش کراتے۔ اور بدن خوب دبواتے ہیں۔ اس سے گا ہے یہ فائدہ پہونچتا ہے کہ بدن کی رطوبتیں خشک ہوتی ہیں، اور جوڑوں کی طرف جانے سے رُک جاتی ہیں (اس لئے جوڑوں کے امراض سے وہ شخص مامون رہتا ہے) ٭

پاؤں دبانے اور تلوہ سہلانے سے نیند آجایا کرتی ہے؛ اسلئے کہ اس معتدل اور نرم تحریک کا اثر اعصاب کی آخری شاخوں کے ذریعہ دماغ تک پہونچتا ہے، جس سے نفس مدرکہ کو لذت وسکون حاصل ہوتا ہے؛ نیز چونکہ ٹانگیں اسافل بدن میں واقع ہیں، اور ان میں چلنے پھرنے کی وجہ سے حرکت بکثرت واقع ہوتی ہے؛ جس سے فضلات بکثرت پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو درد اور تکان کے موجب ہوتے ہیں، اسلئے جب مالش کی جاتی ہے۔ تو اس کے اثر سے فضلات پراگندہ اور تحلیل ہونے لگتے ہیں، اور دماغ کو لذت وراحت ملتی ہے، اس لئے نیند آجاتی ہے ٭

بعض اوقات مالش کرنے سے پسینہ بکثرت آتا ہے، اور بعض اوقات کم۔ مثلاً جب بیرونی ہوا میں باوجود حرارت کے رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ تو پسینہ بکثرت آتا ہے، اور بدن پر زیادہ نظر آتا ہے، اور جب بیرونی ہوا، خشک ہوتی ہے، تو گو پسینہ بدن سے بکثرت خارج ہوتا ہے، مگر وہ جلد سے جلد اُڑ کر خشک ہو جاتا ہے؛ اس لئے بدن پر قطرات کی شکل میں زیادہ دیر تک ٹھہرنے نہیں پاتا ہے ٭

تیل کے ساتھ مالش کرنے میں رطوبت اس لئے حاصل ہوتی ہے کہ تیل مسامات بدن کی راہ کافی مقدار میں جذب ہو جاتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ بیرونی استعمال کی اکثر دواؤں میں کوئی روغن شامل کر دیا جاتا ہے۔ یا تیل میں پکا کر یا اس میں حل کر کے بہت سی دوائیں جلد پر استعمال کی جاتی ہیں ٭

الفصل الخامس فی الاستحمام وذکر الحمامات — فصل (۵) حمام کرنے کی تدبیریں اور حماموں کا تذکرہ

چونکہ عادت جاریہ یہی ہے کہ ریاضت اور مالش کے بعد لوگ حمام کیا کرتے یا گرم پانی سے نہا لیا کرتے ہیں، اس لئے ان دونوں چیزوں کے بعد "حمام" کا ذکر کیا جاتا ہے۔ گیلانی +

اما هذا الانسان الذی کلامنا فی تدابیره فلا حاجة به الی الاستحمام المحلل لان بدنه نقی

جس شخص کی تدابیر حفظ صحت کا ہم اس وقت ذکر کر رہے ہیں، یہ ظاہر ہے کہ اُسے "حمام محلل" کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے: کیونکہ ایسے شخص کا بدن ایسے فضلات سے جنکے تنقیہ کی ضرورت پڑے، پاک و صاف ہوا کرتا ہے ÷

جو شخص صحیح و تندرست ہوگا، یا جو شخص ریاضت کر چکے گا، ظاہر ہے کہ اُس کے بدن میں اتنے فضلات نہ ہونگے۔ جنکو حمام محلل سے خارج کیا جائے؛ جیسا کہ مرطوب البدن اور مریضان استسقاء اسکے محتاج ہوتے ہیں۔ اور اگر غلطی سے ایسے شخص کو حمام محلل کی اجازت دیگئی، تو یقیناً اسکے بدن سے اصلی رطوبات کا استفراغ ناواجب طور پر ہو جائیگا، اور ضرورت سے زیادہ تحلیل ہو جائیگی ÷

وانما یحتاج الی الحمام من یحتاج الیه لیستفید منه حرارة لطیفة وترطیبا معتدلا فلذلك یجب علی هؤلاء ان لا یطیلوا اللبث فیه بل ان استعملوا الابزن استعملوه ربما یحمر فیه بشرتهم وتربو ویفارقونه عندما یبتدی یحلل

ایسے لوگوں میں سے جس کسی کو حمام کی ضرورت پڑتی بھی ہے، تو صرف اسلئے کہ حمام کی محض لطیف حرارت اور معتدل ترطیب سے فائدہ اُٹھائے (چنانچہ لطیف حرارت کی وجہ سے خواہش غذا بڑھ جاتی ہے، اور ہضم میں امداد پہونچ جاتی ہے)۔ اسی لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگ حمام میں دیر تک نہ ٹھہریں؛ بلکہ اگر یہ لوگ (ضرورتاً) آبزن استعمال کریں، تو وہ بھی صرف اُس وقت تک، جب تک اُن کا بشرہ سُرخ ہو کر پھولتا رہے؛ اور جب تحلل بدن (لاغری) شروع ہو جائے، تو (فوراً) اس سے نکل آئیں +

آبزن = مرطب بوٹیوں اور پھولوں کا شیریں پانی میں بھگونا یا جوش دینا، اور پھر اس پانی میں انسان کو بٹھانا +

ویجب ان یندوا الهواء بصب الماء العذب حوالیهم

ان لوگوں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے اردگرد (فرش حمام پر) شیریں پانی ڈال کر ہوا کو مرطوب کریں، اور

ویغتسلوا سریعًا ویخرجوا	جھٹ پٹ نہا کر حمام سے باہر نکل آئیں (اور حمام میں شیریں پانی استعمال کریں)۔
ویجب ان لا یبادر المرتاض الی الحمام حتی یستریح بالتمام	مرتاض (ریاضت کرنے والے شخص) کے لئے یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ پورے طور پر آرام لینے سے پہلے بعجلت حمام میں داخل ہو جائے۔
واما احوال الحمامات وشرائطها فقد شرحت وقلت فی غیر هذا الموضع والذی ینبغی ان نقوله ههنا هو ان جمیع المستحمین یجب ان یتدرجوا فی دخول بیوت الحمام ولا یقیموا فی البیت الحار الا مقدار ما لا یکرب فیریح بتحلل الفضول واعداد البدن للغذاء مع التحرز عن الضعف والکرب وعن سبب قوی من اسباب حمیات العفونة	رہے مختلف حمام کے حالات، اور ان کے شرائط، تو انہیں ہم دوسری جگہ مشرح طور پر بیان کر چکے ہیں۔ البتہ ہم اس موقعہ پر صرف اسقدر بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ سارے حمام کرنے والوں کے لئے یہ ضروری ہے (خواہ وہ تندرست ہوں، یا بیمار، ریاضت کی ہو، یا نہ کی ہو) کہ وہ درجہ بدرجہ حمام کے مختلف کمروں میں داخل ہوں (یک لخت دندناتے ہوئے وہ آخری گرم خانہ میں نہ چلے جائیں)۔ اور گرم کمرہ میں محض اتنی دیر تک قیام کریں کہ کرب وبے چینی نہ پیدا ہو۔ چنانچہ اس سے (محض اتنی دیر تک قیام کرنے سے) انہیں راحت ملیگی، کیونکہ اس سے فضلات تحلیل ہو نگے، اور بدن میں غذا کے قبول کرنے کی استعداد وقابلیت پیدا ہوگی، اور ساتھ ساتھ وہ ضعف اور بے چینی سے بھی بچے رہیں گے۔ نیز وہ حمیات عفونت کے قوی ترین سبب سے محفوظ رہینگے۔

یعنی اگر وہ گرم خانہ میں اس حد تک قیام کرینگے کہ کرب وبے چینی پیدا ہو جائے، تو یہ عفونت کے قوی ترین سبب میں سے ہے، اور یہ حمائے عفونت کا موجب ہو سکتا ہے۔ جسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اتنی دیر تک گرم خانہ میں قیام کرنے کی وجہ سے قوت حیوانیہ اور طبیعت مدبرۂ بدن کمزور ہو جاتی ہے، اس لئے موجبات عفونت کو کام کرنے کا زیادہ موقعہ مل جاتا ہے، اور طبیعت کی طرف سے مدافعت کمزور ہو جاتی ہے۔

ومن طلب السمن فلیکن دخوله الحمام بعد الطعام ان امن حدوث السدد فان اراد	جو شخص فربہ ہونا چاہتا ہے، اُسے کھانا کھانے کے بعد حمام میں داخل ہونا چاہیئے، بشرطیکہ اُس کے بدن میں سدّے کے پیدا ہونے کا خطرہ نہ ہو (اور خطرہ نہ ہونے کی صورت

لا لاستظهار وكان حار المزاج استعمل السكنجبين ليمنع السدد وكان بارد المزاج استعمل الفودنجي والفلافلي

یہ ہے کہ اُس کے بدن میں غلیظ اور لزج اخلاط کی کثرت نہ ہو) چنانچہ اگر ایسا شخص اس خطرہ سے پیش از وقت بچنا چاہے تو وہ سکنجبین استعمال کرے۔ تاکہ سُدّے نہ پیدا ہونے پائیں (کیونکہ سکنجبین مرقق مواد اور مفتح سدد ہے)۔ بشرطیکہ اُس کا مزاج گرم ہو۔ اور اگر اس کا مزاج بارد ہو تو فودنجی (جوارش پودینہ) اور فلافلی (جوارش فلافلی) استعمال کرے +

واما من اراد التحليل والتهزيل فيجب ان يستحم على الجوع ويكثر القعود فيه

اور جو شخص تحلل اور لاغری چاہتا ہو، اُسے چاہئے کہ بھوک کی حالت میں حمام کرے۔ اور دیر تک حمام میں (حمام محلل میں) بیٹھا رہے +

واما الذي يريد حفظ الصحة فقط فيجب ان يدخل الحمام بعد هضم ما في المعدة والكبد

اور جو شخص (لاغری یا فربہی کا خواہاں نہ ہو۔ بلکہ) محض اپنی صحت کی حفاظت چاہتا ہو۔ اُسے حمام میں اُس وقت داخل ہونا چاہئے جبکہ معدہ اور جگر میں غذا ہضم ہو چکی ہو (یعنی تقریبًا غذا کے تین چار گھنٹے کے بعد۔ جبکہ غذا کا بوجھ معدہ میں نہیں رہتا) +

وان خاف ثوران مرار ان فعل هذا او استحم على الريق فلياخذ قبل الاستحمام شيئا لطيفا يتناوله والحار المزاج وصاحب المرار قد لا يجد بداً من ذلك ومثله يحرم عليه دخول البيت الحار وافضل ما يجب ان يتلهن به هؤلاء خبز منقوع في ماء الفاكهة

اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر ایسا کیا گیا۔ یعنے نہار منہ حمام کیا گیا۔ تو صفراء میں ہیجان پیدا ہو جائے گا، تو حمام میں داخل ہونے سے قبل تھوڑی سی کوئی ہلکی چیز (مثلاً انار، سیب، بہی وغیرہ) کھا لینی چاہئے۔ چنانچہ گرم مزاج والوں اور صفراویوں کو تو اسکے بغیر چارہ ہی نہیں ہے (نہیں تو لازمی طور پر ایسا کرنا ہی چاہئے) نیز اس قسم کے لوگوں کے لئے یہ قطعی ناجائز ہے کہ حمام کے گرم کمرہ میں داخل ہوں۔ ایسے لوگوں کے لئے بہترین چیز جو انہیں تھوڑی سی بطور ناشتہ (لُہنہ[1]) کے کھلائی

---

[1] لُہنہ: وہ چیز جو تھوڑی سی پوری غذا سے پہلے کھا لی جاتی ہے۔ خواہ صبح ہو تو، یا شام کے وقت، یا کسی اور وقت +

او ماء الورد	جا سکتی ہے، وہ روٹی ہے جسے میوہ کے رس یا گلاب میں بھگو دیا گیا ہو ÷
ولیتوق شرب شئ بارد بالفعل عقیب الخروج من الحمام اوفی الحمام فان المسام تکون منفتحۃ فلا یلبث ان ینفذ البرد الی جوھر الاعضاء الرئیسۃ فیفسد قواھا	حمام کرنے والوں کو یہ بھی چاہیئے کہ حمام سے نکلنے کے بعد، یا حمام کے اندر کوئی ایسی چیز نہ پئیں، جو بارد بالفعل ہو (جس میں کافی ٹھنڈک موجود ہو)؛ کیونکہ اس وقت مسامات (باریک عروق وغیرہ) کھلے ہوئے ہوتے ہیں، اسلئے اعضاء رئیسہ تک ٹھنڈی چیز کی ٹھنڈک سرایت کر جانے میں دیر نہیں لگتی ہے، جس سے ان اعضاء کی قوتیں فاسد ہو جاتی ہیں (کیونکہ برودت حیات کی دشمن ہے۔ اور اگر ایسی چیز کے پینے کی ضرورت پڑے، تو چوس کر تھوڑا تھوڑا پیا جائے۔ یا تسکین کے لئے صرف کلی کر لی جائے) ÷
ولیتوق ایضاً کل شئ شدید الحرارۃ وخصوصاً الماء فانہ ان یتناولہ خیف ان یسرع نفوذہ الی الاعضاء الرئیسۃ فیحدث السل والدق	اسی طرح (حمام کرنے کے بعد اور حمام کے اندر) ہر ایسی چیز سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے، جو (بالفعل) زیادہ گرم ہو؛ علی الخصوص گرم پانی سے؛ کیونکہ گرم پانی اگر ایسی حالت میں پیا جاتا ہے، تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ یہ اعضائے رئیسہ تک جلد نفوذ کر کے کہیں سل و دق نہ پیدا کر دے۔ (یعنی یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ طبیعت کو کمزور کر کے ان امراض کے اسباب حقیقیہ کو کام کرنے کا موقعہ نہ دیدے) ÷

بقول گیلانی "سل سے یہاں مراد ذبول ہے، اور دق اُسکا مرادف، اور اُسکی تفسیر ہے"۔

ولیتوق مفاجئۃ الخروج عن الحمام وکشف الراس بعدہ وتعریض البدن للبرد بل یجب ان یخرج من الحمام ان کان الزمان شتائیاً وھو متدثر فی ثیابہ	یہ بھی ضروری ہے کہ حمام کرنے کے بعد انسان حمام سے دفعۃً باہر نہ نکل پڑے (علی الخصوص، جبکہ موسم ٹھنڈا ہو اور ٹھنڈی ہوا لگنے کا اندیشہ ہو)؛ اور نہ حمام کے بعد سر کھلا رکھے؛ اور نہ بدن میں ٹھنڈ لگنے دے؛ بلکہ اگر جاڑوں کے دن ہوں (یعنے بیرونی ہوا کسی وجہ سے ٹھنڈی ہو)، تو حمام سے اس طرح نکلنا چاہیئے کہ وہ گرم کپڑوں میں ڈھکا

ہوا ہو ٭

وينبغي ان يحذر الحمام من كان محموماً في حماه او من به تفرق اتصال اوورم — اسی طرح جو شخص بخار میں مبتلا ہو، اُسے بخار کی حالت میں حمام نہ کرنا چاہیئے۔ اسی طرح اُس شخص کو بھی حمام سے پرہیز کرنا چاہیئے جسے تفرق اتصال یا ورم کی شکایت ہو۔

یہاں "بخار" سے مراد ایسے بخار ہیں جن میں باری اور وقفہ کی توقع ہو سکتی ہے، نہ کہ تپ دق؛ کیونکہ تپِ دق میں حمام مرطب اور آبزن کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ گیلانی۔

تفرق اتصال کی صورتوں میں حمام سے روکنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ حمام کرتے وقت باہر کا گندہ پانی بدن کے میل کچیل کے ساتھ زخم میں داخل ہو سکتا ہے، جو عفونت اور تلوث کا باعث بن سکتا ہے؛ جس سے بعض اوقات، بقول گیلانی، تشنج اور موت تک واقع ہو جاتی ہے۔

"ورم" سے یہاں غالباً ورم حار کا ابتدائی زمانہ مراد ہے، جس کے ساتھ بدن میں امتلاء بھی ہو۔ ورنہ ورم کی بعض صورتوں میں حمام مضر ہونے کی بجائے مفید ثابت ہوا کرتا ہے۔

وقد علمت فيما سلف ان الحمام مسخن مبرد مرطب مجفف نافع ضار — مذکورہ بیانات سے تمھیں یہ علم ہو گیا ہوگا کہ حمام (کی بہت سی قسمیں ہیں) مسخن بھی ہے، اور مبرد بھی؛ مرطب بھی ہے، اور مجفف بھی؛ مفید بھی ہے، اور مُضر بھی۔ (چنانچہ حمام کے منافع اور مضرتیں درج ذیل ہیں:)

ومن منافعه التنويم و التفتيح والجلاء والتحليل والانضاج وجذب الغذاء الى ظاهر البدن ومعونته انما هو في تحليل ما يراد ان يتحلل ونفض ما يراد ان يتنفض في جهته الطبيعة وحبس الاسهال وازالة الاعياء — **حمام کے منافع** (۱) حمام منوم ہے (نیند لاتا ہے)؛ (۲) مسامات کھولتا ہے، (۳) جلا بخشتا ہے (یعنی بدن کو میل کچیل سے صاف کر دیتا ہے)۔ (۴) مواد کو تحلیل کرتا ہے۔ (۵) مادّہ کو نضج دیتا ہے (یہاں نضج دینے سے مراد "غلیظ مواد کو رقیق بنانا" ہے۔ تاکہ طبیعت اسکو آسانی کے ساتھ نضج دے سکے)۔ (۶) غذاء کو ظاہر بدن کی طرف جذب کرتا ہے۔ (۷) جن مواد کو طبیعت تحلیل کرنا چاہتی ہے، ان کے تحلیل کرنے میں، اور جن مواد کو جن راستوں سے خارج کرنا چاہتی ہے۔ ان کے خارج کرنے میں حمام

طبیعت کی اعانت کرتا ہے۔ (۸) دستوں کو روکتا ہے۔ اور (۹) تکان کا ازالہ کرتا ہے +

ومضارہ تضعیف القلب ان افرط منہ وایراث الغشے والغثیان وتحریك المواد الساکنۃ وتھیئہا للعفونۃ واما لتہا الی الافضیۃ والی الاعضاء الضعیفۃ فتحدث عنہا اورام فے ظاھر الاعضاء وباطنہا

حمام کی مضرتیں (۱) حمام قلب کو ضعیف کرتا ہے، بشرطیکہ اس کی زیادتی کی جائے۔ (۲) غشی اور متلی پیدا کرتا ہے۔ (۳) ساکن مواد کو حرکت میں لے آتا ہے، اور ان میں عفونت کی استعداد پیدا کر دیتا ہے۔ (۴) ان مواد کو فضاؤں کی طرف (جہاں گلٹیاں پائی جاتی ہیں، مثلاً فضاء کنج ران، فضاء بغل وغیرہ) اور اعضائے ضعیفہ کی طرف مائل کر دیتا ہے جس سے بیرونی اور اندرونی اعضاء میں اورام پیدا ہو جاتے ہیں +

بعض لوگ استحمام کے شرائط اس طرح گناتے ہیں:

شرائط: (۱) حمام میں زیادہ قیام نہ کیا جائے۔ (۲) فرش حمام پر پانی ڈالکر وہاں کی ہوا کو مرطوب بنالیا جائے۔ (۳) ریاضت کی تھکن دور ہونے کے بعد حمام کیا جائے۔ (۴) حمام کے مختلف کمروں میں داخلہ بتدریج ہونا چاہئے + (۵) حمام میں ہوا سے زیادہ پانی استعمال کیا جائے۔ (۶) حمام کے اندر آبزن کا استعمال کیا جائے۔ (۷) حمام کا پانی شیریں ہونا چاہئے، نہ کہ نمکین، کھاری، وغیرہ۔ (۸) کھانا کھانے کے بعد حمام نہ کیا جائے؛ ورنہ ہضم کے خراب ہونے اور سدوں کے واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ (۹) بھوک کی حالت میں بھی حمام نہ کیا جائے؛ ورنہ اس سے بدن میں جفاف پیدا ہوگا۔ (۱۰) جماع کے بعد اور دیگر حرکات نفسانیہ کی شدت کے بعد حمام نہ کیا جائے +

- اسکے بعد گیلانی کہتے ہیں کہ دسویں شرط کے سوا تمام شرطیں شیخ کے کلام میں موجود ہیں؛ دسویں شرط قابل غور بھی ہے۔ چنانچہ جنابت (حاجتِ غسل) کے بعد نہانے میں دیر کرنا کوئی مفید بات نہیں ہے، بلکہ اسکو شیخ نے مختلف مقامات میں بُرا کہا ہے۔ ہاں اگر اس حالت میں غسل ممنوع ہے، تو وہ محض ٹھنڈے پانی سے؛ نہ کہ گرم پانی سے حمام کرنا۔ اب رہے دوسرے اعراض نفسانیہ کے بعد حمام کرنے کا سوال، تو یہ بھی قابل غور امر ہے۔ بہت سے اعراض نفسانیہ، مثلاً ہموم وغموم اور حزن و ملال حمام کی وجہ سے کم ہو جایا کرتے ہیں، اور غصہ ٹھنڈا ہو جایا کرتا ہے۔ (گیلانی)

پرہیز: اسی طرح لوگوں نے جو پرہیز بتایا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حمام کے اندر اور حمام کے بعد فوراً بارد بالفعل اور حار بالفعل پانی نہ پیا جائے، غذا نہ کھائی جائے، جماع، ریاضت، اور غضب سے اجتناب

کیا جائے۔ حمام کے اندر سونے اور آگ جلانے سے گریز کیا جائے، اور حمام کے بعد یک لخت حمام سے باہر آجانا اور روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ گیلانی

اگر غلطی سے امتلاء شکم کی صورت میں، یا غلطی سے خلاء شکم کی صورت میں حمام کیا گیا، تو ان دونوں غلطیوں میں سے کون سی غلطی بڑی ہوگی، اور کس سے زیادہ نقصان پہونچیگا؟ اس سوال کا جواب اگرچہ مختلف ہے، مگر زیادہ تر لوگوں کا یہی خیال ہے کہ دوسری غلطی بڑی ہے، اور خلاء کی صورت میں زیادہ مضرت پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ اس کی اہم مضرتیں تحلیل ارواح، تضعیف قویٰ، غشی، اور خفقان وغیرہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اطباء کہتے ہیں کہ اس لحاظ سے لوگ دو قسم کے ہیں: بعض تو وہ ہیں جن کیلئے حمام میں داخل ہونا قطعاً حرام و ناجائز ہے۔ اور بعض وہ ہیں، جن کے لئے حرام و ناجائز نہیں ہے بلکہ وہ اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ گیلانی +

الفصل السادس في الاغتسال بالماء البارد — فصل (۶) ٹھنڈے پانی سے نہانا

انما يصلح ذلك لمن كان تدبيره من كل الوجوه مستقصى وكان سنه وقوته وسحنته وفصله موافقا ولم يكن به تخمة ولا قئ ولا اسهال ولا سهر ولا نوازل ولا هو صبي ولا شيخ وفي وقت يكون بدنه نشيطا والحركات مواتية

ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا ایسے ہی آدمی کے لئے درست ہے، جسکی تدبیریں ہر لحاظ سے پوری اور مکمل ہوں (یعنی تمام ستہ ضروریہ میں باقاعدگی ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب ستہ ضروریہ میں باقاعدگی ہوگی، تو ایسی حالت میں بدن فضلات سے نقی اور صاف ہوگا)۔ نیز اُس کی عمر، اُسکی بدنی قوت، اُس کا سحنہ (رنگت)، اور موسم مناسب ہو (یعنی جوانی کی عمر ہو، بدنی قوت قوی ہو، موسم گرما ہو، اور بہت ہی لاغر اور بہت ہی فربہ شحمی نہ ہو)۔ نیز اُس آدمی کو تخمہ (فساد ہضم)، قئے، دست، بیداری، اور نوازل (نزلات) کی شکایت نہ ہو، وہ نہ بچہ ہو، اور نہ بوڑھا؛ اور ایسے وقت میں غسل کیا جائے، جبکہ اُس کا بدن ہلکا پھلکا ہو اور حرکات بدنیہ چست ہوں (نہ بدن بھاری ہو، اور نہ سستی و کاہلی اور تکان کی کیفیت ہو۔ بدن کا بوجھل اور سست ہونا اور کاہلی کا پایا جانا اس امر کی علامت ہے کہ بدن نقی اور

صاف نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ٹھنڈے پانی سے نہانا مضرت سے خالی نہیں) ٭

وقد یستعمل ذلک بعد استعمال الماء الحار لتقویة البشرة وحصر الحرارة فان ارید ذلک فیجب ان یکون ذلک الماء غیر شدید البرد بل معتدلا

گاہے بشرہ (اور عضلات) کی تقویت اور حرارت بدنی کو اندر بند کرنے کی غرض سے گرم پانی سے نہانے کے بعد ٹھنڈے پانی سے غسل کیا جاتا ہے؛ چنانچہ جب ایسا ہی کرنا منظور ہو تو (غسل بارد کے وقت) اس پانی کو بہت زیادہ ٹھنڈا ہونے کی بجائے معتدل ہونا چاہیئے ٭

وقد یستعمل بعد الریاضة فیجب ان یکون الدلک قبله اشد من المعتاد واما تمریخ الدهن فیکون علی العادة

ریاضت کے بعد غسل بارد

گاہے ریاضت کے بعد ٹھنڈے پانی سے غسل کیا جاتا ہے؛ ایسی صورت میں تین شرطوں کا لحاظ ضروری ہے: (۱) ریاضت سے قبل مالش (دلک) عادت سے زیادہ سخت ہونی چاہیئے؛ لیکن روغن کی تمریخ عادت ہی کے مطابق ہونی چاہیئے ٭

ویکون الریاضة بعد الدلک والتمریخ معتدلة واسرع من المعتاد قلیلاً

(۲) دلک اور تمریخ کے بعد ریاضت کی مقدار معتدل ہونی چاہیئے؛ لیکن عادت سے کسی قدر تیز ٭

ثم یشرع بعد الریاضة فی الماء البارد دفعة لیصیب اعضاءه معًا ثم یلبث فیه مقدار النشاط والاحتمال وقبل ان یصیبه قشعریرة ثم اذا اخرج دلک کما نذکره ویزید فی غذائه وینقص عن شرابه

(۳) ریاضت کے بعد یک لخت ٹھنڈے پانی سے غسل شروع کر دینا چاہیئے، تاکہ ٹھنڈا پانی تمام اعضاء تک بیک وقت پہنچ جائے۔ پھر ٹھنڈے پانی کے غسل کو انسان محض اتنی دیر تک جاری رکھے، جب تک اُسے بھلا معلوم ہوتا رہے، اور وہ برداشت کرتا رہے، اور قشعریرہ (پھریری) ظاہر نہ ہونے پائے۔ جب وہ نہا کر باہر نکل آئے تو اسکے اعضاء کی اُس طرح مالش کرنی چاہیئے جس طرح ہم آئندہ ("باب اعیاء" میں) بتانے والے ہیں؛ اور غذا بڑھا دینی چاہیئے، اور شراب کم کر دینی چاہیئے ٭

وینظر فی مدة عود لونه الیه وحرارته ان کان سریعا علم

یہ بھی دیکھتے رہنا چاہیئے کہ اُسکے بدن کی اصلی رنگت اور بدنی حرارت کب لوٹتی ہے؛ اگر یہ دونوں چیزیں جلد

ان اللبث فیہ قد کان معتدلا وان کان بطیئاً علم ان اللبث فیہ قد کان ازید من الواجب فیقدر فی الیوم الثانی بقدر ما یعلم من ذلک

لوٹ آئیں (جلد ہی بدن کا اصلی رنگ نکھر جائے، اور بدن گرم ہو جائے) تو سمجھنا چاہیئے کہ غسل کی مدت (سرد پانی استعمال کرنے کی مدت) معتدل تھی؛ اور اگر دیر میں لوٹیں، تو سمجھنا چاہیئے کہ ضرورت سے زیادہ دیر تک ٹھنڈے پانی کا استعمال رہا؛ اسلئے دوسرے روز اسی اندازہ کے مطابق غسل بارد کا وقت معین کیا جائے۔

وربما ثنی دخول الماء بعد الدلک واسترجاع اللون والحرارۃ

بعض لوگ ایسا بھی کرتے ہیں کہ مالش کرنے اور بدنی رنگت اور حرارت کے واپس لوٹ آنے کے بعد مکرر (غسل بارد کرتے اور) ٹھنڈے پانی میں داخل ہو جاتے ہیں۔

ومن اراد ان یستعمل ذلک فلیتدرج فیہ ولیبدأ اول مرۃ من اسخن یوم فی الصیف وقت الهاجرۃ ولیتحر ان لا یکون فیہ ریح ولا یستعملہ عقیب الجماع ولا عقیب الطعام والطعام لم ینهضم ولا یستعملہ عقیب القیء ولا الاستفراغ والهیضۃ والسهر ولا علی ضعف من البدن ولا من المعدۃ ولا عقیب الریاضۃ الا لمن هو قوی جدا فلیستعمل علی النحو الذی قلناہ

جو لوگ ایسا کرنا چاہیں (یعنی جو لوگ ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا چاہیں) اُن کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ اس کے استعمال میں تدریج کا خیال رکھیں؛ جسکی صورت یہ ہے کہ اسکی ابتداء موسم گرما کے کسی گرم ترین روز دوپہر کے وقت سے کریں، اور اسکا لحاظ رکھیں کہ اُس وقت ہوا نہ چل رہی ہو۔ علیٰ ہذا جماع کے بعد اور غذا کے بعد، جب تک وہ ہضم نہ ہو لے۔ ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا ممنوع ہے اسی طرح قئے، استفراغ، ہیضہ، اور بے خوابی کے بعد ٹھنڈے پانی سے غسل نہ کرنا چاہیئے؛ اور نہ اُس وقت جبکہ بدن یا معدہ میں ضعف ہو؛ اور نہ ریاضت کے بعد۔ البتہ (ان تمام حالات میں) نہایت قوی لوگوں کو اجازت دی جا سکتی ہے (اور وہ اس حکم امتناعی سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں)۔ لیکن ایسے قوی لوگوں کو بھی ٹھنڈے پانی کا استعمال اُسی طریقے کے مطابق کرنا چاہیئے، جسے ہم بتا آئے ہیں (جس میں دلک اور تمریخ وغیرہ کے ہدایات دیئے گئے ہیں)۔

واستعمال الاغتسال بالماء — حرارت غریزی کا اندر بھاگنا اور پھر مشتعل ہونا — مذکورہ بالا طریقوں کی پابندی

البارد علی الانحاء المذکورۃ یھرم کے ساتھ جب غسل کیا جاتا ہے، تو حرارت غریزی یک لخت اندرونِ
الحار الغریزی الی داخل دفعۃً ثم یقویہ بدن کی طرف بھاگ جاتی ہے، پھر یہ پہلے سے کئی گونی زیادہ
علی الاستظہار والبروز اضعافاً لما کان قوی ہو کر نمایاں ہوتی ہے۔

چنانچہ تندرستوں اور قوی جوانوں میں دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرتے ہیں، تو پہلے انکا بدن باہر سے سرد ہو جاتا ہے، اس کے بعد حرارت غریزیہ میں ایک خاص اشتعال ہوتا ہے، اور بدن کے اندر مخصوص قسم کی گرمی محسوس ہوتی ہے۔ ہاں کمزوروں اور بوڑھوں میں ایسا نہیں ہوتا، اسی لئے شیخ نے غسل بارد کے لئے اتنے شرائط بیان کئے ہیں۔ اگر کسی انسان میں غسل بارد سے حرارت میں یہ مخصوص اشتعال نمودار نہ ہو، تو اُسے ہرگز اسکی اجازت نہ دینی چاہیئے۔

اطباء کا یہ مشہور قول ہے کہ" حرارت غریزی برودت کی وجہ سے اندرونِ بدن کی طرف بھاگ جاتی ہے، پھر وہ قوی ہو کر باہر نمودار ہوتی ہے"۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حرارت غریزی کوئی جانور ہے، یا اس میں قوتِ شاعرہ ہے کہ اپنے دشمن ــــ برودت ــــ کو دیکھکر بھاگ جاتی ہے (شفاء و نجات از شیخ)۔ بلکہ ایسی حالت میں صورت یہ ہوتی ہے کہ برودت کے اثر سے جلد اور عروق کے مسامات اور ان کی باریک نالیاں تنگ ہو جاتی ہیں، جس سے اُن مواد حارّہ کی مقدار اور ان کی آمد خون کے ساتھ بیرونی اعضاء اور جلد میں کم ہو جاتی ہے، جن سے بدن کا ہر ایک حصہ گرم رہا کرتا ہے، اس لئے وہ بیرونی تیز برودت سے مقہور ہو جاتے ہیں، اور بدن ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

پھر برودت کا "اثر مابعد" یہ ہوتا ہے کہ طبیعتِ مدبر بدن اس دشمنِ روح کے مخالفِ حیات عمل سے اعصاب کے ذریعہ، بیدار ہو جاتی ہے، اور اپنے فعل، تولید حرارت، کو تیز کر دیتی ہے، جس سے بدن میں حرارت کی گویا نئی کمک محسوس ہوتی ہے۔ ایسا اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ طبیعت قوی و قادر ہوتی ہے، اور حرارت پیدا کرنے کا سامان اسکے پاس کافی ہوتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں برودت کے مضر اثر سے انسان بچا رہیگا، لیکن جن نحیف و ناتواں لوگوں کے بدن میں اتنا کافی سامان موجود نہیں ہے، وہ ٹھنڈے پانی کے مضر اثر سے نہ بچ سکینگے۔ اس لئے ان کو ٹھنڈے پانی سے نہانا حرام ہے۔

ٹھنڈے پانی سے جو لوگ نہانے کے عادی ہیں، وہ یہ خوب جانتے ہیں کہ سردی محض ابتداء میں تکلیف دیتی ہے۔ اسکے بعد جہاں بدن پر دو ایک لوٹے ٹھنڈے پانی کے ڈالے گئے، کہ اندرون بدن سے ایک قسم کی نئی حرارت پھیلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، جو ٹھنڈ کی تکلیف کو کم کر دیتی ہے۔ یہ وہی طبیعت کا "اثر مابعد" ہے، کہ وہ فوراً بیدار ہو کر اپنے فعل کو تیز کر دیتی ہے۔ نیز اس کے بعد بدن کے مسامات بھی تنگ اور بند

ہوجاتے ہیں، جس سے تحلل اور ضیعانِ حرارت کی مقدار گھٹ جاتی ہے +

یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ حرارت کے ضائع ہونے کے کئی طریقے ہیں: (۱) حرارت شعاع کی طرح بیرونی محیط اجسام کی طرف دوڑتی اور پھیلتی رہتی ہے۔ (۲) ٹھنڈے اجسام جب گرم اجسام سے ملاقی ہوتے ہیں تو گرم اجسام کی گرمی ٹھنڈے اجسام میں سرایت کرجاتی ہے۔ (۳) بذریعہ تبخیر کے حرارت یا اجسام حارّہ ضائع ہوا کرتے ہیں +

الفصل السابع فی تدبیر الماکول — فصل (۷) تدبیر ماکول (غذا کی تدبیریں)

اس فصل میں ماکول کے علاوہ "غیر ماکول" (مشروب) کا ذکر آگیا ہے، تو وہ ضمناً آگیا ہے +

تدبیر ماکول میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ کیا جاتا ہے:

(۱) غذا، جو استعمال کی جائے، وہ کیفیت دوائیہ سے خالی ہو۔ (۲) غذا سچی بھوک کے وقت کھائی جائے۔ (۳) غذا کھاتے وقت اس کی کیفیت کا لحاظ کیا جائے (یعنی غذا گرم گرم کھائی جائے، یا ٹھنڈا کر کے (۴) کھاتے وقت غذا کی مقدار کا لحاظ کیا جائے۔ (۵) مختلف اغذیہ میں صحیح ترتیب کا لحاظ کیا جائے۔ (۶) اُس شخص کے معدہ کے مزاج کا لحاظ کیا جائے۔ (۷) اُس شخص کے مسکن و ملک کا لحاظ کیا جائے۔ (۸) سحنہ (بدنی فربہی) کا لحاظ کیا جائے۔ (۹) مزاج کا لحاظ کیا جائے۔ (۱۰) عادت کا لحاظ کیا جائے۔ (۱۱) اُس شخص کے اخلاط کے مزاج کا لحاظ کیا جائے۔ (۱۲) اُس شخص نے پہلے کس قسم کی غذا کھائی ہے (۱۳) مختلف غذاؤں کو الگ الگ یا ملا کر کھایا جائے۔ (۱۴) کتنی دیر تک کھاتے رہنا چاہیئے۔ (۱۵) غذا کی طرف خواہش کا میلان ہے۔ یا اس سے نفرت ہے۔ (۱۶) مختلف اعضاء کے مزاجوں کا لحاظ کرنا چاہیئے (۱۷) کتنی مرتبہ غذا کھانی چاہیئے۔ (۱۸) پانی اور شراب غذا کے ساتھ کس طرح استعمال کرنی چاہیئے۔ (۱۹) میٹھی غذاؤں کے احکام۔ (۲۰) تمروں کے احکام۔ (۲۱) حرکت و سکون اور نیند کے احکام۔ (۲۲) میوؤں کے احکام جو کھانے کے ساتھ استعمال کئے جائیں۔ (۲۳) بُری غذاؤں کے احکام +

ان مباحث کی تعداد میں اور بھی اضافات ہوسکتے ہیں +

غذاءِ خالص کی اہمیت

یجب ان یجتھد حافظ الصحۃ فی ان لا یکون جوھر غذائہ شیئاً من الاغذیۃ الدوائیۃ مثل البقول والفواکہ وغیر ذلک

حافظِ صحت (صحت کی حفاظت کرنیوالے انسان) کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ اسکی اصلی غذا، اغذیہ دوائیہ میں سے کوئی چیز نہ ہو، (یعنی اغذیۂ دوائیہ کو صحیح و تندرست انسان اپنی اصلی غذا نہ قرار دے

فان الملطفة محرقة للدم والغليظة مبلغمة مثقلة للبدن

کہ اسکی غذاء میں ساری کی ساری اغذیہ دوائیہ ہی ہوں، یا اسکی غذاء کا بیشتر حصہ غذاء دوائی ہی پر مشتمل ہو)، مثلاً یہ کہ کوئی شخص صرف سبزیاں[1] اور فواکہ[2] وغیرہ ہی پر قناعت کرے۔ (ہاں اگر کوئی چیز مزے کے لئے، یا کسی خاص مقصد کے حاصل کرنے کے لئے غذاء میں شامل کردی جائے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ اُس کی مقدار درجۂ اعتدال سے تجاوز نہ کرجائے)؛ کیونکہ اغذیہ دوائیہ میں سے جو چیزیں **ملطف** (اور گرم) ہوتی ہیں، وہ خون میں احتراق پیدا کردیتی ہیں؛ اور جو **غلیظ** ہوتی ہیں، وہ بلغم پیدا کرکے بدن کے بوجھ اور ثقل کا باعث بن جاتی ہیں +

بل يجب ان يكون الغذاء من مثل اللحم خصوصاً لحم الجداء والعجاجيل الصغار والحملان

بلکہ غذاء میں مندرجۂ ذیل قسم کی چیزیں ہونی چاہیئے:

(۱) **گوشت**، اور خصوصاً بھیڑ کے بچے کا، بیل کے چھوٹے بچے کا (بچھڑے اور بچھیا کا)، اور بکری کے بچے کا۔ (اسی طرح بہت سے پرندوں کے گوشت چوپایوں کے گوشت سے بھی بہتر ہوتے ہیں) +

والحنطة المنقاة من الشوائب المأخوذة من زراع صحيح لم تصبه آفة

(۲) **صاف گیہوں**، جو دوسری آمیزشوں سے پاک ہو، اور اچھی کھیتی سے حاصل کیا گیا ہو، جس پر کوئی آفت[3] نہ آئی ہو +

والشئ الحلو الملائم للمزاج والشراب الطيب الريحاني

(۳) **کوئی میٹھی چیز**، جو مزاج کے مناسب ہو، اور (۴) **خوشبودار شراب ریحانی** +

شراب ریحانی = شراب کی ایک بہترین قسم ہے، جو شیریں، پختہ اور بہترین انگور کے عصارہ سے اس طرح تیار کی جاتی ہے کہ کسی برتن یا روغنی مٹکے میں، جسے دھونی دیکر پہلے سے معطر کرلیا جاتا ہے، انگور کے

---

[1] سبزیاں، جیسے خرفہ، پالک، سویا، میتھی وغیرہ کے ساگ، کدو، شلغم، چقندر، مولی، وغیرہ +

[2] فواکہ وغیرہ، مثلاً تربوز، خربزہ، انار، سیب، ناشپاتی، امرود، سنترہ، کیلہ وغیرہ +

[3] بعض آفتیں کھیت کے لئے ایسی ہوتی ہیں، جیسے انسان کے لئے وبا +

عصارہ کو ڈال دیتے ہیں؛ اور اس کے اندر خوشبودار چیزوں کی تھیلی چھوڑ دیتے ہیں +

ولا یلتفت الی ما سوی ذلک الا علی سبیل التعالج والتقدم بالحفظ

حافظ صحت کو ان چیزوں کے سوا، (اصلی غذاؤں کے سوا) کسی اور چیز کی طرف (کسی غذا، دوائی کی طرف) متوجہ نہ ہونا چاہیئے؛ ہاں اگر کسی خاص بات کے تدارک اور تقدم بالحفظ (بچاوے) کے طور پر کسی غذا، دوائی کا استعمال کیا جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں ہے +

واشبہ الفواکہ بالغذاء التین والعنب النضیج الحلو جداً والتمر فی البلاد والاراضی المعتاد فیہا ذلک

میوہ جات (فَوَاکِہُ) میں سے جو چیزیں غذا سے بہت مشابہ (تقریباً غذا، حقیقی) ہیں، وہ انجیر، اچھے پختہ انگور اور چھوہارے (یا کھجوریں) ہیں؛ لیکن چھوہارے انہی مقامات اور ممالک کے لئے (غذائے حقیقی کے قریب ہوسکتے ہیں) جہاں ان کے کھانے کی عادت ہے +

فان استعمل ہذہ وحدث منہا فضل بادر الی استفراغ ذلک الفضل

چنانچہ جب ان کا (فواکہ کا، یا اغذیہ حقیقیہ کا) استعمال کیا جائے، اور ان سے فضلات پیدا ہوجائیں (جنکا ہونا ضروری ولابدی ہے) تو ان کو جلد تر نکالنے کی تدبیر کرنی چاہیئے +

ویجب ان لا یوکل الا علی شہوۃ

بھوک اور غذا، یہ بھی ضروری ہے کہ بھوک اور پوری خواہش کے بغیر غذا، ہرگز نہ کھائی جائے +

ورنہ اسکا انجام بدیہ ہوگا کہ غذا، معدہ میں پڑی رہے گی، اور طبیعت اس طرف کوئی توجہ نہ کریگی اس سے لازماً غذا، معدہ کے اندر فاسد ہوجائیگی۔ رطوبت معدیہ جو ہضم کا کام کرتی ہے، یہ بھوک ہی کے وقت طبیعت کی توجہ سے مترشح ہوا کرتی ہے، جو غذا، کو عفونت وفساد سے بچائے رکھتی ہے +

ولا تتدافع الشہوۃ اذا ہاجت ولم تکن کاذبۃ کشہوۃ السکاری واولی التخم فان الصبر علی الجوع یملأ المعدۃ اخلاطاً صدیدیۃ ردیۃ

اسی طرح جب بھوک خوب لگی ہوئی ہو، شرابیوں اور (بعض) تخمہ والوں کی طرح جھوٹی بھوک نہ ہو، تو بھوک کو ٹالنا بھی نہ چاہیئے؛ کیونکہ بھوکے رہنے اور بھوک پر صبر کرنے سے (گا ہے) معدہ کے اندر ردی اور صدیدی اخلاط آجاتے ہیں +

شراب کے استعمال سے بعض اوقات جھوٹی قسم کی بھوک بیدار ہوجاتی ہے؛ کیونکہ شراب اپنی مخصوص حدت وقوتِ جلاء سے معدہ کے اندر ایک قسم کا دغدغہ پیدا کرتی ہے +

تخمہ اور بدہضمی کی صورت میں بعض اوقات معدہ کی غذا ترش ہوکر سرکہ اور آب انگور کی طرح دغدغہ پیدا کرکے بھوک کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے +

بھوک کے وقت، جبکہ اسکو روکا جاتاہے، بعض اوقات رطوبات بلغمیہ اور صفراویہ معدہ کے اندر ترشح ہوجاتی ہیں، جو بھوک کی وجہ سے بگڑ کر متلی، ورقے، وغیرہ کی موجب ہوجاتی ہیں۔ "رطوبات صدیدیہ" سے یہی رطوبات مراد ہیں، نہ کہ قرحہ والی پیپ؛ کیونکہ اسکا اس موقعہ پر کسی طرح احتمال ہی نہیں ہوسکتا +

ویجب ان یوکل فی الشتاء الطعام الحار بالفعل وفی الصیف البارد والقلیل السخونۃ ولا یبلغ الحر والبرد الی مالا یطاق

غذا ٹھنڈی کھائی جائے یا گرم؟ جاڑوں میں غذا گرم گرم (حار بالفعل) کھانی چاہیئے، اور گرمیوں میں ٹھنڈی (بارد بالفعل)، یا کسی قدر گرم۔ لیکن کھانے کی گرمی اور ٹھنڈک اتنی کبھی نہ ہونی چاہیئے۔ جو ناقابل برداشت ہو +

واعلم انہ لا شیٔ اردأ من شبع فی الخصب یتبعہ جوع فی الجدب وبالعکس والعکس اردأ

غذا کی مقدار یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اس سے زیادہ کوئی بری صورت نہیں ہوسکتی کہ خوشحالی اور شادابی کے زمانہ میں توخوب پیٹ بھر بھر کر کھائیں، اور اس کے بعد تنگی وخشک سالی میں بھوکوں مریں؛ وعلے ہذا اسکے برعکس (یعنے قحط وخشک سالی میں بھوکوں مرنے کے بعد شادابی میں ڈٹ ڈٹ کر کھائیں)۔ مگر یہ دوسری صورت پہلے سے بھی زیادہ بری ہے (چنانچہ ماہ رمضان کے روزوں کے بعد اسی قسم کی غلطی کی وجہ سے بہت سے لوگ بیمار ہوجایا کرتے ہیں) +

فقد رأینا خلقا ضاق علیھم الطعام فی القحط فلما اتسع الطعام امتلأوا وماتوا علے ان الامتلاء الشدید فی کل حال قتال کان من الطعام او من الشراب فکم من رجل امتلأ بافراط فاختنق ومات

چنانچہ ہم نے بہتیرے آدمیوں کو دیکھاہے کہ قحط کے زمانہ میں تو انہیں کھانے کی تنگی رہی، لیکن جب قحط جاتا رہا اور رزق میں فراوانی ہوئی تو وہ لوگ امتلا میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوگئے۔ علاوہ ازیں امتلاء شدید ہر حالت میں مہلک ہے (اگرچہ قحط کے بعد نہ ہو)، خواہ یہ غذا سے ہو، یا شراب سے۔ چنانچہ ایسے کتنے ہی واقعات ہوچکے ہیں کہ لوگوں نے حد سے زیادہ پُرخوری کی، جس سے اُن کا دم گھٹ گیا، اور وہ (ہوا نہ ملنے کے باعث) فوت ہوگئے +

واذا وقع الخطأ فتنوول شئ من الاغذية الردية فيجب ان يدبر فى هضمه وانضاجه والتحرز من سوء المزاج المتوقع منه باستعمال مايضاده عقيبه حتى ينهضم

اگر غلطی سے کسی غذاء ردائی کے کھانے کا اتفاق ہوجائے تو اس کے ہضم کرنے اور نضج دینے کی، اور اس سے جس سوء مزاج کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوگیا ہے۔ اس سے بچانے کی تدبیر کرنی چاہیئے؛ جسکی صورت یہ ہے کہ اس کے بعد (ہضم سے پہلے) ایسی چیزیں استعمال کرائیں، جنکی کیفیات اس دوار غذائی کے مضاد ہوں۔ یہاں تک کہ وہ ہضم ہوجائے (اور اسکے ساتھ دوسری چیز بھی، جو بطور مُعَدِّل کے کھلائی گئی ہے۔ منہضم ہوجائے، اور دونوں کے اختلاط و آمیزش سے کوئی زائد کیفیت بدن کے اندر نہ پیدا ہوسکے)+

فان كان باردًا مثل القثاء والقرع عدل بمايضاده مثل الثوم والكراث وان كان حارًا عدل بمايضاده ايضًا مثل القثاء وبقلة الحمقاء وان كان سدديا استعمل مايفتح ويستفرغ ثم يجوع بعده جوعًا صالحًا

چنانچہ اگر وہ غذاء دوائی ککڑی اور کدو کی طرح بارد ہو، تو اس کی مضاد اور مخالف چیزوں سے، مثلاً لہسن اور گندنے سے۔ اسکی تعدیل کرنی چاہیئے، اگر وہ حار ہو، تو اس کی تعدیل بھی اس کی مضاد چیزوں سے۔ مثلاً ککڑی اور خرفہ کے ساگ سے، کرنی چاہیئے؛ اور اگر وہ سُدَدِی (سدہ پیدا کرنے والی) ہو، تو ایسی چیزیں استعمال کرنی چاہئیں جو مفتح سدد اور استفراغ کرنے والی ہوں (یہ چیزیں اجتماع مادہ کے لحاظ سے ازقسم مدرات ہوں، یا مسہلات ومقیات)، اور اُس شخص کو اس کے بعد کافی عرصہ تک بھوکا رکھا جائے (تاکہ بدن کے مواد کو تحلیل ہونے کا کافی موقعہ ملے، جو غذاء سددی سے پیدا ہوئے ہونگے)+

ولا يتناول شيئا هو وكل مستصح البتة مالم يصدق الشهوة وتخل المعدة والامعاء العليا عن الغذاء الاول فاضر شئ بالبدن ادخال غذاء على

ترتیب آور با قاعدگی

جب تک سچی بھوک نہ لگے، اور معدہ اور بالائی آنتیں (اثنا عشری، صائم، اور لفائفی) پہلی غذاء سے خالی نہ ہوجائیں، اُس وقت تک یہ شخص بلکہ ہر وہ شخص، جسکو صحت کی طلب ہوے ہرگز کوئی چیز نہ کھائے؛ کیونکہ بدن کے لئے اس سے زیادہ بُری کوئی بات

غذا المنہضم

نہیں کہ غیر منہضم غذار (شکم میں) پہلے سے موجود ہو، اور اسپر دوسری غذار کھالی جائے (ھکو اِدخال اور تداخُل کہا جاتا ہے: ایسی صورت میں ہضم بگڑ جاتا ہے، اور اس فساد ہضم سے فاسد اخلاط اور موذی رطوبات پیدا ہوجاتی ہیں)

ولا شر من التخمة وخصوصًا ما كان التخمة من اغذية ردية فان التخمة اذا عرضت من الاغذية الغليظة اورثت وجع المفاصل والكلى وضيق النفس والربو والنقرس وصلابة الطحال والكبد والامراض البلغمية والسوداوية

(اسی طرح احکام غذار میں) تخمہ سے بُری کوئی چیز نہیں، علی الخصوص وہ تخمہ جو بُری غذاؤں سے پیدا ہو: چنانچہ تخمہ جب غلیظ غذاؤں سے پیدا ہوتا ہے، تو گٹھیا (جوڑوں کا درد) درد گردہ، (اور پتھری)، تنگی تنفس، ربو (دمہ) نقرس، صلابت طحال، صلابت جگر، اور بلغمی و سوداوی امراض پیدا کر دیا کرتا ہے۔

واما اذا عرضت من الاغذية اللطيفة فتعرض منها حميات حادة خبيثة واورام حارة ردية

اور جب لطیف غذاؤں سے پیدا ہوتا ہے، تو اس سے خبیث قسم کے حمیات حادّہ، اور بُری قسم کے اورام حارّہ پیدا ہوجاتے ہیں (گاہے یہ اورام حارّہ اندرونی اعضار میں ہوتے ہیں، اور گاہے بیرونی اعضار میں)۔

وربما احتيج الى ادخال طعام ما او شئ يشبه الطعام على طعام يكون كانه دواء له مثل الذين تناولوا اغذية حريفة ومالحة فاذا اتبعوها بعد زمان يكون لم يتم فيها الهضم بالمرطبات من الاغذية التفهة صلح بذلك كيموس ما اغتذوا به

تداخل کے مزید احکام

گاہے اس امر کی ضرورت پیش آجاتی ہے کہ ایک غذار پر دوسری غذار، یا غذار جیسی کوئی چیز کھالی جائے، جو گویا اُسکے لئے بجائے دوار کے ہوتی ہے۔ مثلاً بعض لوگ چٹپٹی اور نمکین غذائیں پہلے کھا لیتے ہیں، اور اسکے تھوڑی دیر بعد، ہضم کی تکمیل سے پہلے مرطبات میں سے پھیکی غذائیں استعمال کرتے ہیں۔ اس سے اُس چٹپٹی اور نمکین غذار کے کیموس کی اصلاح ہوجاتی ہے۔ جسکو اُنھوں نے پہلے کھایا تھا (اور اغذیہ حریفہ اور مالحہ سے جفاف پیدا ہونے کا جو اندیشہ تھا، وہ مرطب غذاؤں کے کھانے سے دور ہوجاتا ہے)۔

وهؤلاء يغنيهم هذا التدبير ولا حاجة بهم الى الرياضة

ان لوگوں کے لئے محض یہی تدبیر کافی ہے، اور نہیں کسی ریاضت کی ضرورت نہیں ہے (یعنی انہیں کسی غیر معمولی ریاضت کی ضرورت نہیں ہے، جیسا کہ بعض اوقات تخمہ

لہ ادخال یا تداخل میں یہ شرط ہے کہ دوسری غذار پہلی غذار کے بعد فوراً نہ کھائی جائے۔ اگر دوسری غذار فوراً کھالی گئی، تو اسے ادخال نہیں کہتے۔ لہ تخمہ کے معنی

اور فساد غذار کی صورت میں غیر منہضم غذار کو ہضم کرنے کے لئے مزید ریاضت سے امداد لینی پڑتی ہے) +

وبضدها حال من يتبع الغليظة بعد زمان بما هو سريع الهضم حولف

اس کے برعکس اُن لوگوں کا حال ہے جو غلیظ غذائیں کھانے کے تھوڑی دیر بعد کوئی زود ہضم اور چٹپٹی چیز کھالیتے ہیں (یعنی ایسے لوگوں کو امداد ہضم کے لئے ریاضت کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے) +

کیونکہ غلیظ غذائیں اگر تنہا کھائی جاتی ہیں، جب تو ان کے بعد قوی ریاضت کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، چہ جائیکہ غلیظ غذاؤں کے بعد دوسری غذار کا تداخل کیا جائے۔ ایسی صورت میں فساد ہضم کا زیادہ اندیشہ ہے، اور ایسی صورت میں ریاضت سے ضرور امداد لینی چاہیئے +

شرائط تداخل بیانِ سابق سے معلوم ہو گیا کہ طبی حیثیت سے "تداخل غذار" ایک بُری بات ہے، اور کبھی اس کی جسارت نہ کرنی چاہیئے۔ لیکن اطبار نے اس کے جواز کی دس شرطیں بتائی ہیں:

(۱) اُس وقت جبکہ پہلی غذار کا معدہ سے بذریعہ قے اور اسہال کے خارج کرنا مشکل ہو +

(۲) جبکہ یہ اندیشہ ہو کہ اگر غذار پر دوسری غذار نہ کھلادی گئی، تو کوئی بُرا ضرر پیدا ہو جائیگا +

(۳) جبکہ پہلی غذار کی مقدار تھوڑی ہو +

(۴) جبکہ دونوں غذاؤں کے درمیان کی مدت تھوڑی ہو۔ گویا دونوں غذائیں ایک ساتھ کھائی گئیں +

(۵) دوسری غذار جو پہلی غذار کے لئے مصلح ہو، وہ مقدار کے لحاظ سے قلیل۔ اور اثر کے لحاظ سے قوی ہو۔ ورنہ ضعیف الاثر کو بڑی مقدار میں استعمال کرنا پڑیگا، جس سے افراط واقع ہو جائیگی +

(۶) دوسری غذار "دیر ہضم" نہ ہو۔ ورنہ فساد ہضم کی صورت پیدا ہو جائیگی +

(۷) دوسری غذار بہت زیادہ زود ہضم بھی نہ ہو +

(۸) دوسری غذار مچھلی کی طرح سریع الفساد نہ ہو +

(۹) دوسری غذار "مقوی معدہ" ہو، تاکہ تداخل کی وجہ سے جو خرابی لاحق ہو سکتی ہے، تقویت معدہ کی وجہ سے اُس کا تدارک ہو جائے +

(۱۰) دوسری غذار ایسی مکروہ نہ ہو، جس سے طبیعت کو تنفر ہو، اور اُسکی طرف وہ پورے طور پر توجہ مبذول نہ کرسکے۔ (از آملی وگیلانی) +

والحركة الخفيفة على الطعام تقرره في المعدة وخصوصاً لمن اراد النوم عليه

غذا کے بعد ہلکی ورزش

کھانا کھانے کے بعد کوئی ہلکی سی حرکت کرنا (کوئی ہلکی ورزش کرنا، مثلاً چہل قدمی کرنا) غذا کو معدہ میں ٹھہرا دیتا ہے (جس سے ہضم خوب ہوتا ہے۔ لیکن اگر کھانا کھانے کے بعد تیز اور قوی حرکت کی جائے۔ تو ہضم بگڑ جاتا ہے، اور بعض اوقات غذا، قے کی صورت میں خارج ہوجاتی ہے)۔ علی الخصوص اُس شخص کے لئے تو اس قسم کی حرکت نہایت ضروری ہے، جو کھانے کے بعد سونا چاہتا ہو +

والاعراض النفسانية الفادحة والحركات البدنية الفادحة تمنعان الهضم

اعراض نفسانیہ اور حرکات بدنیہ

اعراض نفسانیہ کی شدت (مثلاً اندوہ وملال اور غم وغصہ کی شدت وافراط) اور سخت بدنی حرکات سے ہضم رُک جاتا ہے (اور بعض اوقات اس سے غذا اسقدر فاسد ہوجاتی ہے کہ عوارضِ تخمہ لاحق ہوجاتے ہیں) +

ويجب ان لا يوكل في الشتاء الاغذية القليلة الغذاء كالبقول بل يوكل ما هو اغذى من الحبوب واشد اكتنازاً وفي الصيف بالضد

مختلف موسم کی غذائیں

یہ بھی ضروری ہے کہ جاڑوں میں بُقول (ساگ پات اور سبزیوں) جیسی قلیل الغذاء چیزیں نہ کھانی چاہئیں، بلکہ ایسی چیزیں استعمال کرنی چاہئیں جن میں اناج (حبوب) سے زیادہ غذائیت ہو، اور جو زیادہ ٹھوس غذائیں ہوں (مثلاً لحوم وغیرہ)۔ اور گرمیوں میں ان کے برعکس (یعنی گرمیوں میں بُقول زیادہ مناسب غذائیں ہیں) +

جاڑوں میں چونکہ بیرونی ہوا، وغیرہ بہت زیادہ سرد ہوتی ہے، جس سے بدنی حرارت بیرونی برودت کے مقابلہ کے لئے بہت زیادہ خرچ ہوا کرتی ہے۔ اس لئے جاڑوں میں اس امر کی ضرورت ہے کہ غذائیں خوب کھائی جائیں، جن سے خوب حرارت پیدا ہو + یہی وجہ ہے کہ جاڑوں میں قوتِ ہاضمہ بہتر ہوجاتی ہے، ہضم کا فعل تیز ہوجاتا ہے، اور اشتہار غذا بڑھ جاتی ہے۔ علیٰ ہذا حلوے اور میٹھی غذائیں سردیوں میں مرغوب ہوتی ہیں، اور خوب کھائی بھی جاسکتی ہیں۔ ان غذاؤں میں ایسے جواہر اور اجزا بکثرت ہوتے ہیں، جو "مولدِ حرارت" کہے جاسکتے ہیں +

بقول گیلانی: سبزیاں وغیرہ موسم گرما کے لئے بہترین اور مناسب ہیں؛ گوشت وغیرہ جیسی قوی غذائیں سرما کے لئے؛ اور اناج وغیرہ، جو بقول ولحوم کے درمیان ہیں، موسم ربیع وخریف کے لئے

مناسب ہیں۔

ثم یجب ان لا یمتلأ منہ حتی لا مکان لفضلہ بل یجب ان یمسك عنہ وفی النفس من بعدٌ بقیۃ من الشھوۃ فان تلك البقیۃ من تقاضی الجوع تبطل بعد ساعۃ ویجب ان یحفظ مجاری العادۃ فی ذلك	**بھوک سے کم کھانا چاہیے** غذا سے شکم کو اتنا ہرگز نہ بھرنا چاہیئے کہ شکم میں مزید گنجائش قطعًا نہ رہے؛ بلکہ یہ ضروری ہے کہ کسی قدر اشتہاء باقی رہنے ہی کی حالت میں غذا سے ہاتھ روک لیا جائے۔ کیونکہ تھوڑی سی بھوک جو باقی رہ جایا کرتی ہے، وہ کچھ دیر کے بعد خود بخود زائل ہو جایا کرتی ہے (کیونکہ ٹھوس غذائیں اثنائے ہضم میں رطوبات ہاضمہ کے عمل طبخ سے حجم میں بڑھ جایا کرتی ہیں)۔ غذا سے ہاتھ روک لینے میں اپنی سابقہ رفتار اور گذشتہ عادت کا خیال کرنا چاہیئے (اس کے لئے کوئی محدود قانون اور متعین ضابطہ نہیں بنایا جا سکتا، جو سب لوگوں کے لئے یکساں کارآمد ہو سکے)۔
فان شر الاکل ما اثقل المعدۃ وشر الشرب ماجاوز الاعتدال فطفا فی فوق المعدۃ	کیونکہ کھانے کی بدترین شکل یہ ہے کہ غذا بھرتے بھرتے معدہ کو بوجھل کر دیا جائے، اور پینے کی بدترین صورت یہ ہے کہ پیتے پیتے حد اعتدال سے تجاوز کر جائیں، جو (کثرت کی وجہ سے) معدہ میں تیرنے لگے۔
فان افرط یومًا جاع فی الثانی واطال النوم فی مکان معتدل لا حر فیہ ولا برد واذا لم یساعدھم النوم مشوا مشیا کثیرا لینًا متصلا لا فترۃ فیہ ولا استراحۃ ولیشربوا شرابا قلیلا صرفا	اگر کسی روز کھانے میں زیادتی ہو جائے، تو دوسرے روز بھوکا رہنا چاہیئے، اور ایسے معتدل مکان میں دیر تک سوتے رہنا چاہیئے، جس میں نہ زیادہ گرمی ہو، اور نہ زیادہ خنکی (کیونکہ سردی اور گرمی، دونوں کی زیادتی ہضم کو خراب کر دیتی ہے، اور ایسی جگہ نیند بھی اطمینان کی نہیں آتی)۔ اگر ایسے لوگوں کو (کسی وجہ سے) نیند میسر نہ ہو، تو انہیں چاہیئے کہ ہلکے ہلکے لگاتار، بغیر وقفہ اور سکون کے، دیر تک ٹہلتے (یا چہل قدمی کرتے) رہیں، اور تھوڑی سی خالص شراب پی لیں (کیونکہ اس قسم کی ہلکی چہل قدمی اور تھوڑی مقدار کی شراب، یہ دونوں چیزیں ہضم میں امداد کرتی ہیں)۔

قال روفس انا احمد هذا المشی وخصوصاً بعد الغذاء فانہ یھیئ لجودۃ موقع العشاء

روفس کا قول ہے: میں اس قسم کی چہل قدمی کی، اور خصوصاً "غذائے صبح" کے بعد والی چہل قدمی کی تعریف کرتا ہوں، اور اسے اچھا سمجھتا ہوں، کیونکہ اس کی وجہ سے رات کے کھانے کا بہترین موقع حاصل ہوجاتا ہے (اور رات کے وقت بھوک اچھی طرح بیدار ہوجاتی ہے) +

صبح کے کھانے کو، جو دوپہر سے پہلے کھایا جائے، عربی میں "غَدَاءٌ" کہتے ہیں، اور رات کے کھانے کو "عشاءٌ" +

ویجب ان یکون النوم علی الطعام علی الیمین اولاً زماناً یسیراً ثم ینام علی الیسار ثم ینام علی الیمین

کھانے کے بعد سونے کی صورت

کھانا کھانے کے بعد (اگر نیند سے ہضم غذار میں امداد لینی چاہیں، تو) مناسب ہے کہ پہلے تھوڑی دیر تک دائیں کروٹ پر سوئیں، پھر (دیر تک) بائیں کروٹ پر، اس کے بعد پھر دائیں کروٹ پر لوٹ آئیں +

گیلانی کہتے ہیں کہ سونے کی یہ ترتیب ہر شخص کے لئے اور ہر غذاء کے بعد ضروری ہے، اور نہ ممکن الوقوع۔ اتنا فالتو وقت ہر شخص کے لئے کہاں حاصل ہے کہ وہ ہر روز دن کی غذار کے بعد اتنی لمبی نیند سویا کرے۔ بلکہ اس ہدایت کی غرض یہ ہے کہ جو شخص نیند سے ہضم غذار میں امداد لینی چاہے، اور اس نے غذا ابھی کھائی ہو۔ تو وہ پہلے دائیں کروٹ سوئے، اور پھر اسی ترتیب کی پابندی کرے، اور اگر ہضم شروع ہوگیا ہو، اور کھائے ہوئے دیر ہوگئی ہو، تو وہ بائیں کروٹ دیر تک سوکر دائیں کروٹ پر آجائے + اور اگر کھانا کھائے اتنی دیر ہوچکی ہو، کہ کیلوس بنکر اب منجذب ہونے لگا ہو، تو وہ دائیں کروٹ سوئے +

واعلم ان الدثار والوساد معین علی الهضم وبالجملۃ ان یکون وضع الاعضاء مائلاً الی تحت لیس الی فوق

اوڑھنا، بچھونا اور تکیہ

تم پر یہ بھی واضح ہونا چاہیئے کہ بدن کو گرم کپڑوں سے ڈھانک کر گرم رکھنا اور تکیہ کو اونچا کرنا ہضم میں امداد پہونچاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نیند کی حالت میں (زیرین) اعضار کی وضع نیچے کی طرف مائل ہو، اوپر کی طرف مائل نہ ہو +

الغرض اگر بیجا طور پر سونے کی حالت میں سردی پہونچتی ہے۔ یا جبکہ سرہانہ بلند ہونے کی بجائے پست ہوتا ہے، تو اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہضم خراب ہوجاتا ہے +

وتقدير الطعام هو بحسب العادة والقوة

غذار کی مقدار کیا ہونی چاہئے؟

غذار کی مقدار کی تعیین عادت اور قوت (قوت ہضم) کے مطابق ہونی چاہئے +

یعنی مقدار غذار کے متعین کرنے میں عادت اور قوت، دونوں، کا ایک ساتھ لحاظ کرنا چاہئے۔ مثلاً ایک قوی اور توانا جوان اگر تھوڑی غذا کھانے کا عادی ہے، لیکن اس کی قوتِ ہاضمہ اس سے زیادہ ہضم کرنے پر قادر ہے، تو اُسے عادت کی رعایت سے بتدریج، نہ کہ دفعۃً غذار کی مقدار کو بڑھا دینا چاہئے۔ گیلانی +

وان يكون مقداره في الصحيح القوة المقدار الذي اذا تناوله لم يثقل ولم يمدد الشراسيف ولم ينفخ ولم يقرقر ولم يطف ولم يعرض غثي ولا شهوة كاذبة ولا سقوط ولا بلادة ذهن ولا ارق ولم يجد طعمه في الجشاء بعد زمان وكلما وجد طعمه بعد مدة اطول فهو اردأ

تندرست و توانا اشخاص میں غذار کی مقدار اتنی ہونی چاہئے، کہ اُس مقدار سے ان میں نہ گرانی پیدا ہو، نہ شراسیف میں تناؤ پیدا ہو، نہ شکم میں نفخ و قراقر ہو، نہ طفوِ غذا حاصل ہو، نہ متلی اور نہ جھوٹی بھوک لاحق ہو، نہ بھوک مرجائے، نہ ذہن کند ہوجائے، نہ بے خوابی لاحق ہو اور نہ غذار کا مزہ بہت دیر تک ڈکار میں محسوس ہوتا رہے۔ چنانچہ ڈکار میں غذار کا مزہ جتنی ہی زیادہ دیر تک قائم رہتا ہے، اُسی قدر وہ زیادہ ردی ہے +

الغرض غذار کی زیادتی سے جتنے عوارض پیدا ہوا کرتے ہیں، اُن میں سے کوئی بات نہ پیدا ہو +

”طفوِ غذار“ سے مراد معدہ کا گنجائش سے زیادہ بھرجانا ہے؛ جیسا کہ بعض اوقات غذار سے معدہ اس قدر بھر جاتا ہے کہ ڈکار کے ساتھ معدہ کی غذار حلق اور منہ میں لوٹ آتی ہے۔ (طفو = تیرنا) +

بعض اوقات غذار کی کثرت سے اس قسم کے تغیرات لاحق ہوجاتے ہیں کہ انسان کو جھوٹی بھوک لاحق ہوجاتی ہے، جسکو اصطلاحاً ”شہوتِ کلبیہ“ (کتے کی بھوک) کہا جاتا ہے +

وقد يدل على ان الطعام معتدل ان لا يعرض منه عظم نبض مع صغر نفس فانه انما يعرض بسبب مزاحمة المعدة للحجاب فيصغر النفس لذلك ويتواتر ويزداد بذلك حاجة القلب فيعظم النفس الا اذا ضعفت القوة

گاہے غذار کی مقدار کے معقول ہونے کا پتہ اس طرح چلایا جاتا ہے کہ کھانا کھانے کے بعد عِظَمِ نبض کے ساتھ تنفس میں صغر (تنگی) نہ لاحق ہو؛ کیونکہ (کھانا کھانے کے بعد اگر تنفس میں صغر لاحق ہوتا ہے، تو) اُس کی وجہ اسکے سوا اور کوئی نہیں ہوتی کہ معدہ (جب غذار سے بہت زیادہ پُر ہوجاتا ہے، تو وہ) حجاب حاجز کو دباتا ہے، جس سے سانس چھوٹا اور متواتر ہوجاتا ہے۔ اور سانس کی تنگی و تواتر کی وجہ

سے قلب کی حاجتِ ترویح بڑھ جاتی ہے، جس سے نبض میں عظم لاحق ہوجاتا ہے۔ کیونکہ یہاں قوت میں تو کوئی ضعف ہے نہیں (کہ نبض میں عظم نہ حاصل ہوسکے)۔

کھانے میں جب بہت زیادہ افراط کی جاتی ہے، تو اس وقت بھی نبض صغیر ہوجاتی ہے۔ گیلانی

ومن عرض له على طعامه حرارة وسخونة فلا يأكلن دفعة بل قليلاً لئلا يعرض من الامتلاء حالة كالنافض ثم تتبعه حرارة كحمى قوية حين يسخن الطعام

کھانیکے بعد حرارت کھانا کھانیکے بعد جن لوگوں کے بدن میں کسی قسم کی حرارت اور گرمی لاحق ہوجایا کرتی ہو (جو بعض اوقات تپکے بخار سے مشابہت ہوا کرتی ہے، اور اسکو لوگ تبخیری کیفیت کہا کرتے ہیں) ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ پورا کھانا ایک دفعہ ہی نہ کھالیں، بلکہ تھوڑا تھوڑا (متعدد اوقات میں) کھائیں، تاکہ امتلاء کی وجہ سے لرزہ کی سی کیفیت نہ عارض ہو، اور پھر جب غذاء معدہ میں (عمل ہضم سے) گرم ہوجائے، تو اُس وقت اچھے خاصے بخار (حمائے قویہ) کے مانند (یا: حمائے یومیہ کے مانند) بدن میں حرارت نہ لاحق ہوجائے۔

قرشی نے اپنا ذاتی واقعہ بیان کیا ہے کہ روزوں میں رات کے وقت کھانے کے بعد اسی قسم کی حالت پیدا ہوجایا کرتی تھی: یعنی لرزہ اور بخار کی سی کیفیت پیدا ہوجایا کرتی تھی۔

ومن كان يعجز عن هضم الكفاية كثّر عدد اغتذائه وقلّل مقداره

کافی مقدار ہضم نہ ہونیکی صورت میں جو لوگ (ضعفِ ہضم یا صِغرِ معدہ وغیرہ کی وجہ سے) غذاء کی کافی مقدار (بیک وقت) ہضم کرنے پر قادر نہ ہوں، اُنہیں چاہیئے کہ کھانے کی تعداد کو بڑھادیں، اور غذاء کی مقدار کو کم کریں (یعنے چند بار میں تھوڑی تھوڑی غذاء کھائیں)۔

والسوداوي يحتاج الى غذاء مرطب كثيراً ومسخن قليلا والصفراوي الى ما يرطب ويبرد ومن كان الدم الذي يتولد فيه حاراً

سوداوی، صفراوی دموی، اور بلغمی لوگوں کی غذائیں سوداوی لوگوں کی غذائیں ایسی ہونی چاہئیں جو رطوبت تو زیادہ پیدا کریں، مگر حرارت کم پیدا کریں: اور صفراوی لوگوں کی غذائیں ایسی ہونی چاہئیں، جو رطوبت اور برودت

محمومًا فیحتاج الی اغذیة باردة قلیلة الغذاء ومن کان ما یتولد فیه من الدم بلغمیا فیحتاج الی اغذیة قلیلة الغذاء فیها سخونة و تلطیف

پیدا کریں۔ جن لوگوں کے بدن میں (زیادہ) گرم خون پیدا ہوتا ہو، اُنہیں ایسی غذاء دینی چاہیئے جو بارد اور قلیل الغذاء ہو، اور جن کے بدن میں بلغمی خون پیدا ہوتا ہو، اُنہیں ایسی غذاء دینی چاہیئے، جو قلیل الغذاء ہونے کے باوجود گرم اور ملطف ہو (تاکہ بلغمی خون کی برودت، غلظت حرارت و رقت سے تبدیل ہو جائے)۔

وللاغذیة فی استعمالها ترتیب یجب ان یراعیه الحافظ للصحة فلیحذر ان یتناول ما هو رقیق سریع الهضم علی غذاء قوی اصلب منه فینهضم قبله وهو طاف علیه ولا سبیل له الی النفوذ فیعفن ویفسد فیفسد ما یخالطه الا علی صفة سنذکرها

غذاؤں میں ترتیب

غذاؤں کے استعمال کرنے میں ایک خاص ترتیب اور باقاعدگی ہوا کرتی ہے، جسکی رعایت ہر حافظ صحت پر واجب ہے۔ چنانچہ کسی قوی اور سخت غذا کھانے کے بعد کوئی رقیق اور زود ہضم غذاء نہ کھانی چاہیئے کیونکہ زود ہضم غذاء (جو سخت غذا کے اوپر کھائی گئی ہے، سخت غذاء سے) پہلے ہضم ہو کر اُس کے اوپر تیرتی رہتی ہے، اور اُسے (قعر معدہ سے امعاء کی طرف براہ بواب) نفوذ کرنے کا رستہ نہیں ملتا، جس سے وہ خود بھی متعفن ہو کر بگڑ جاتی ہے، اور جس غذاء سے یہ مخلوط ہوتی ہے، اُسے بھی بگاڑ دیتی ہے (اس فساد و عفونت کے بعد وہی آثار و نتائج برآمد ہوتے ہیں، جو تخمہ اور فساد ہضم سے برآمد ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح اسکی اُلٹی صورت بھی ناجائز ہے؛ یعنی زود ہضم غذاء کھانے کے بعد ثقیل چیز کا کھانا بھی اسی طرح ممنوع ہے، جیسا کہ گیلانی نے بتایا ہے)۔ ہاں، اُس ہدایت کے مطابق اگر ایسی غذائیں کھائی جائیں، جسے ہم آگے بتانے والے ہیں، تو اجازت ہے۔

اس فصل کے اخیر میں شیخ نے ہدایت کی ہے کہ جس شخص کا معدہ خالی ہو، وہ غذائے غلیظ کو کسی قدر پہلے کھائے، اور تھوڑا تھوڑا کھائے، وغیرہ۔

معدہ کے اندر غذاء حرکت دوریہ کرتی ہے۔ اسی ذیل میں گیلانی نے ضمناً فعلِ معدہ پر اس طرح تبصرہ کیا ہے:

(ہضم معدی کے لئے) یہ ضروری ہے کہ معدہ غذار کو اپنے گھیرے میں لیلے ؛ اُسے "حرکت دوریہ" کی سی حرکت دے ؛ اُسے پکائے ؛ اُسکے سارے اجزار کی اس طرح تصغیر کردے کہ سارے اجزار ایک جوہر میں تبدیل ہوجائیں، اور سب اجزار بیک صورت منہضم ہوجائیں "

وایضاً لایجوز ان یتناول مثل هذا الطعام الزلق ویتناول فی إثره من قریب طعاماً قویاً صلباً فانه ینزلق معه عند نفوذه الی الامعاء ولمّا یستوف الحظ من الهضم

اسی طرح یہ بھی درست نہیں ہے کہ چکنی غذار (غذار زلق ۔ پھسلنے والی) کھانے کے بعد جلد ہی کوئی قوی اور سخت غذار کھائی جائے ؛ کیونکہ چکنی غذار جب امعار کی طرف نفوذ کرنے لگے گی ؛ تو اس وقت دوسری سخت غذار بھی پورے طور پر ہضم ہونے سے پہلے اسی کے ساتھ پھسل کر چلی جائیگی +

والسمك وما یجری مجراه لایجب ان یتناول عقیب ریاضة متعبة فیفسد ویفسد الاخلاط

ریاضت اور مچھلی | مچھلی اور اسی قسم کی دوسری چیزیں (مثلاً دودھ، اور خربزہ جیسے فواکہ وغیرہ، جو جلد تر فساد کو قبول کرنے والی ہیں) سخت ریاضت اور تکان کے بعد (اسی گرمی، پریشانی اور تکان کی موجودگی میں) نہ کھائی جائیں ؛ کیونکہ ایسی چیزیں (معدہ میں) فاسد ہوکر اخلاطِ بدن کو فاسد کردیتی ہیں ۔ (یہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ شدتِ ریاضت کے وقت عمل ہضم خراب ہوجاتا ہے) +

ومن الناس من یجوز له تناول ما فیه قوة قابضة قبل تناول الطعام وهو صاحب رخاوة المعدة الذی یستعجل نزول طعامه فلایریث ریث الانهضام

غذار کے ساتھ کوئی قابض چیز | کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں، جنہیں کھانا کھانے سے پہلے کسی ایسی چیز کے کھانے کی اجازت دی جاتی ہے، جس میں کسی قدر قوتِ قابضہ ہو ۔ ایسے لوگ وہی ہوتے ہیں، جنکا معدہ ڈھیلا ہوتا ہے (معدہ کے عضلی الیاف ڈھیلے ہوتے ہیں) جسکی وجہ سے غذار معدہ سے جلد اوتر جاتی ہے، اور ہضم ہونے تک نہیں ٹھہرتی (اور جب کوئی قابض چیز کھلادی جاتی ہے، تو یہ الیاف قوی اور زیادہ قادر ہوجاتے ہیں) +

اسی طرح بعض لوگوں کو کھانا کھانے کے بعد کوئی قابض چیز کھلادی جاتی ہے، جس سے اُنہیں فائدہ پہنچتا ہے ۔ چنانچہ سدرہ و دوا دو الوں میں ایسا ہی کیا جاتا ہے +

ویجب ان یتامل دائماً حال المعدة ومزاجها فمن الناس من یفسد ویحترق فی معدته الغذاء اللطیف السریع الھضم وینھضم فیھا القوی البطی الھضم وھذا ھو الانسان النار ی المعدة ومنھم من ھو بالضد وکل یدابر علی مقتضی عادته

مزاجِ معدہ کی رعایت معدہ کی حالت اور اسکے مزاج کی رعایت ہمیشہ کرنی چاہیئے ؛ کیونکہ بعض لوگوں کے معدہ میں لطیف اور زود ہضم غذائیں فاسد ہوجایا کرتی اور جل جایا کرتی ہیں ؛ اور قوی اور دیر ہضم غذائیں ہضم ہوجایا کرتی ہیں. دراصل ایسے لوگ وہ ہوتے ہیں ، جنکے معدہ میں حرارت بہت زیادہ ہوتی ہے (ناری المعدة ہوتے ہیں). اور بعض لوگوں کی حالت اس کے برعکس ہوتی ہے (یعنی بعض لوگوں کے معدہ میں قوی اور بطی الھضم غذائیں بگڑ جایا کرتی ہیں ، اور لطیف وزود ہضم غذائیں ہضم ہوجایا کرتی ہیں). ایسے لوگ بارد المعدة ہوتے ہیں. بہرحال ہر شخص کی عادت (ہر شخص کے معدہ کی عادت) کے مطابق تدبیر و اصلاح کرنی چاہیئے +

وللبلدان خواص من الطبائع وللامزجة امور خارجة عن القیاس فلیحفظ ذلك ولیغلب التجربة فیه علی القیاس فرب غذاء مألوف فیه مضرة ما ھو اوفق من الفاضل الغیر المالوف

مختلف ممالک اور مختلف لوگوں کے مزاج ہر ملک اپنی طبیعت کے لحاظ سے ایک الگ خاصیت (اور ایک ممتاز خصوصیت) رکھتا ہے (اور ہر ملک کے لئے مخصوص غذائیں مناسب ہوتی ہیں). اسی طرح مختلف مزاجوں (مختلف لوگوں کے مزاجوں) میں اتنی خصوصیات پائی جاتی ہیں ، جو حدِ قیاس میں نہیں آسکتیں ؛ اس لئے ضروری ہے کہ ان سب باتوں کی رعایت کی جائے ، اور اس معاملہ میں تجربہ کو قیاس پر ترجیح دی جائے ؛ چنانچہ بعض مالوف و مرغوب غذائیں جن میں کسی قدر مضرت بھی ہو ، اُس غذا کے مقابلہ میں موافق ثابت ہوتی ہیں ، جو خواہ بہترین بھی ہو ، مگر غیر مالوف اور نامرغوب ہو +

بعض غذائیں بعض ممالک میں اس کثرت سے کھائی جاتی ہیں . کہ اگر یہی غذائیں دوسرے ممالک میں اسی قدر کھائی جائیں ، تو لوگ ہلاک ہوجائیں یا سخت بیمار ہوجائیں . یہ تو مختلف ممالک کی مثال ہے +

اسی طرح دودھ باوجود جید الکیموس ہونے کے بعض لوگوں میں سخت مضر ثابت ہوا کرتا ہے، جس پہ کوئی قیاس کام نہیں کرتا، اور کوئی دلیل قائم نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح بعض لوگوں میں بعض غذائیں بیرونِ قیاس مفید یا مضر ثابت ہوا کرتی ہیں۔ ان سب صورتوں میں قیاس کو دخیل نہ کیا جائے، بلکہ تجربہ کو قیاس پر فوقیت دی جائے +

بعض مالوف غذائیں باوجود مضرت رکھنے کے کیوں موافق ثابت ہوتی ہیں؟ اس کی توجیہ گیلانی نے اس طرح بیان کی ہے کہ طبیعت جس غذار کے ہضم واحالہ کی عادی ہوتی ہے، عادت کی وجہ سے طبیعت اسپر قابو پالیتی ہے، (اور اسکے اجزار مضرہ کے دفعیہ کا سامان بدن کے اندر حاصل ہوجاتا ہے، جس طرح جواہر سمیہ کے تدریجی استعمال سے ایک وقت میں اتنی قدرت پیدا ہوجاتی ہے کہ ان سمیات کی بڑی مقدار بھی کوئی نمایاں اور مہلک اثر نہیں دکھلاسکتی)۔ اسی طرح جو شخص جس قسم کی ورزش کا عادی ہوتا ہے، وہ باوجود ضعیف اور بڈھے ہونے کے دوسرے غیر معتاد شخص کے مقابلہ میں اسپر زیادہ قادر ہوتا ہے +

ولکل سحنۃ ومزاج غذاء موافق مشاکل فان ارید تغایرھا فانما یتاتی بالضد

سحنہ اور مزاج ہر سحنہ اور ہر مزاج کے لئے ایک مناسب اور ہم شکل (شبیہ) غذار ہوا کرتی ہے (بشرطیکہ وہ شخص پورے طور پر صحیح ہو)؛ لیکن اگر موجودہ سحنہ اور مزاج کو (زیادہ بہتر حالت کی طرف) منتقل کرنا چاہیں، تو اس مقصد کے حاصل کرنے کی اس کے سوا کوئی دوسری صورت نہیں ہوسکتی کہ غذا (بجائے ہم شکل اور شبیہ دینے کے) مضاد اور مخالف دیجائے (یعنی بارد المزاج کو گرم غذار دی جائے، اور حار المزاج کو سرد) +

ومن الناس من یضرہ بعض الاطعمۃ الجیدۃ والمحمودۃ فلیھجرہ

بعض لوگوں میں بعض اچھی اور بہتر غذائیں مضر ثابت ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں ان غذاؤں کو چھوڑ ہی دینا چاہیئے +

ومن استمرأ الاغذیۃ الردیۃ فلا یغتر بذلک فانہ سیتولد فیہ علی الایام اخلاط ردیۃ ممرضۃ وقتالۃ

اغذیۂ ردیہ کا ترک کرنا جو لوگ ردی غذائیں ہضم کرلیتے ہوں، انہیں اس بات پر اترانا نہ چاہیئے (اور اس دھوکہ میں نہ رہنا چاہیئے)؛ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ ان سے چندروز میں ان کے جسم کے اندر ایسے ردی اخلاط پیدا ہوجائیں، جن

یہ لوگ بیمار ہو جائیں، یا ہلاک +

روائت اخلاط کی اصلاح اغذیہ محمودہ سے

وکثیراما یرخص لمن فی بدنہ اخلاط ردیۃ ان یتوسع فی الاکل المحمود وخصوصاً اذا لم یحتمل الاسہال لضعفہ

اکثر ایسا بھی کیا جاتا ہے کہ جس شخص کے بدن میں اخلاط ردیہ ہوتے ہیں، اُسے اچھی غذاؤں کے آزادی سے کھانے کی اجازت دی جاتی ہے؛ خصوصاً جبکہ وہ ضعیف ہو، اور ضعف کی وجہ سے اسہال کی (اسہال کے ذریعہ تنقیۂ بدن کی) قدرت نہ رکھتا ہو +

اگر کسی شخص کے بدن اور عروق میں اخلاط ردیہ ہوتے ہیں، اور اس کے ساتھ وہ ضعیف بھی ہوتا ہے، یعنی اس قابل نہیں ہوتا کہ تنقیۂ اخلاط کے لئے اسے مسہل دیئے جائیں، ایسی صورت میں جب اُسے اغذیۂ صالحہ دی جاتی ہیں، تو ان سے اخلاط محمودہ پیدا ہوتے ہیں، اور وہ بدن کے بقیہ اخلاط کے ساتھ ملکر اُن کی رداءت میں تخفیف پیدا کردیتے، اور اُنکے قوام وکیفیت ردیہ کو درست کر دیتے ہیں۔ گیلانی +

ابدان سریع التحلل

ومن کان متخلخل البدن سہل التحلل وجب ان یغذی الرطب السریع الانہضام علی ان الابدان المتخلخلۃ اشد احتمالاً للاطعمۃ الغلیظۃ والمختلفۃ وابعد من ان یضرھا الاسباب الداخلۃ واقبل للضرر من الاسباب الخارجۃ

جس شخص کا بدن متخلخل (پولا) اور آسانی تحلیل ہونے والا ہو، اُسے رطب زود ہضم غذائیں کھلانی چاہئیں؛ اگرچہ متخلخل ابدان (ہرتے اور پولے جسم کے لوگوں) میں غلیظ (سخت) اور مختلف غذاؤں کی برداشت زیادہ ہوتی ہے، نیز ایسے لوگ اندرونی اسباب سے ضرر کم پایا کرتے ہیں، اور بیرونی اسباب سے ضرر قبول کرنے کی ان میں استعداد زیادہ ہوا کرتی ہے۔ (اسکے برعکس ٹھوس بدن کے لوگ اسکے برعکس ہیں — گیلانی) +

شارحین کہتے ہیں کہ پولے بدن کے لوگوں میں چونکہ عروق ومسامات کشادہ ہوتے ہیں، اور ایسے ابدان میں تحلل کی کثرت ہوتی ہے، اس لئے اندرونی اسباب، مثلاً اغذیہ وغیرہ کی بے اعتدالی سے جو فضلات پیدا ہوتے ہیں، اُنہیں جلد تر تحلیل ہونے کا موقع مل جاتا ہے +

رہا یہ امر کہ ایسے پولے جسم کے لوگ بیرونی اسباب، مثلاً ہوا کی خنکی اور لو وغیرہ، سے زیادہ کیوں متاثر ہوا کرتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ متخلخل اجسام میں یہ اثرات تیزی سے نفوذ کر جاتے ہیں +

گوشت کی کثرت

ومن کان مستکثراً من اللحوم مترفہا فلیتعہد الفصد وان کان یمیل

جو شخص گوشت بہت زیادہ کھایا کرتا ہو اور آرام طلب وعیش پسند ہو (ورزش نہ کرتا ہو)، اُسے برابر

الی بردمن المزاج فعلیہ بالجوارشات والاطریفلات ومامن شانہ ان ینقی البدن والامعاء والجداول القریبۃ منہا

فصد کراتے رہنا چاہیے (تاکہ حمیات عفونیہ، اورام حارّہ اور خناق وغیرہ سے وہ شخص مصئون رہے)۔ اس کے بعد (اگر فصد اور اخراج خون کی وجہ سے) مزاج برودت کی جانب مائل ہو جائے، تو جوارشات، اطریفلات، اور ایسی چیزیں کھلانی چاہئیں، جو معدہ، امعاء، اور ان کے قریب کے جداول سے تنقیہ کریں (یعنی مسہلات قویہ کی بجائے ہلکے ملینات دیں۔ اسی طرح اس حالت میں غذا لطیف، مسخن، اور قلیل الغذاء دیں) +

اور اگر فصد و اخراج خون کے بعد مزاج حرارت کی طرف مائل ہو جائے، تو ان کو اغذیۂ باردہ کھلائیں۔ گیلانی +

وشر الاشیاء جمع اغذیۃ مختلفۃ معاً وبعدہ تطویل مدۃ الاکل فیلحق الغذاء الاخر وقد اخذ الاول فی الانہضام فلا یتشابہ اجزاء الغذاء فی الانہضام

مختلف غذائیں ایک وقت میں کھانا

مختلف غذائیں ایک ساتھ اکٹھا کر کے کھانا بہت ہی بُری بات ہے (اس لئے مناسب ہے کہ دسترخوان پر ایک ہی قسم کی کوئی سادہ ترین اور خالص غذاء ہوا کرے)۔ اس کے بعد بُرائی میں اس کا درجہ ہے کہ (سستی کے ساتھ) زیادہ عرصہ تک بیٹھے کھاتے رہیں؛ کیونکہ آخری کھانا معدہ میں اُس وقت پہونچتا ہے جبکہ پہلے کھانے میں انہضام شروع ہو چکتا ہے، اس لئے غذاء کے سارے اجزاء میں ایک جیسا اور ہموار ہضم نہیں ہونے پاتا +

ویجب ان یعلم ان اوفق الغذاء الذہ لشدۃ اشتمال المعدۃ والقوۃ القابضۃ علیہ اذا کان صالح الجوھر وکانت الاعضاء الرئیسۃ کلہا متصادقۃ سالمۃ فہذا ھو الشرط فان لم تصح الامزجۃ او تخالف الاعضاء

لذیذ غذائیں زیادہ مناسب ہوتی ہیں

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ غذاؤں میں زیادہ مناسب وہی ہوتی ہے، جو زیادہ لذیذ ہو؛ کیونکہ لذیذ غذاؤں کو معدہ اور معدہ کی قوت قابضہ (محبت کی وجہ سے) سختی کے ساتھ اپنے گھیرے میں لے لیتی ہے۔ مگر یہ موافقت و مناسبت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ لذیذ غذاء جوہر کے لحاظ سے بھی بہتر ہو، فاسد الجوہر نہ ہو، اور سارے اعضائے رئیسہ بھی ایک دوسرے کے

فی امزجتہا فکان الکبد مخالفا للمعدۃ مخالفۃ فوق الطبیعی لم یلتفت الی ذلک

دوست، خیر طلب، اور صلح جو ہوں (یعنی ان میں غیر معمولی طور پر ایسا مزاج نہ عارض ہوجائے، جسکی وجہ سے یہ ایک دوسرے کے دشمن اور مخالف ہوجائیں)۔ لیکن اگر (ان اعضاء کے) مزاج درست نہ ہوں، اور اعضاء کے مزاج ایک دوسرے کے مخالف ہوجائیں؛ مثلاً جگر غیر معمولی طور پر معدہ کا مخالف ہوجائے۔ (تو اس طرف (لذیذ غذاء کی موافقت کی طرف) کوئی توجہ نکرنی چاہئیے۔

ومن مضار الطعام اللذیذ جداً انہ یمکن الاستکثار منہ

لذیذ غذاء سے اندیشہ زیادہ لذیذ غذاء کی مضرتوں میں سے ایک مضرت یہ ہے کہ اسکے زیادہ کھانے کا امکان رہتاہے (یعنی لوگ لذیذ غذاؤں کو لذت کی وجہ سے عادتاً زیادہ کھایا کرتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ غذاء کی زیادتی ہر صورت میں بری ہے۔

وان اوفق المرات للاکل المتشبع[1] ان یاکل یوماً وجبۃً و یوماً مرتین بکرۃ و عشیۃ و یجب ان یراعی العادۃ فی ذلک مراعاۃ شدیدۃ فان من اعتاد مرتین فوجبت ضعف و وھنت قوتہ بل یجب ان کان بہ ضعف ھضم ان یتناول مرتین ویقلل الاکل کل مرۃ

دن رات میں کتنی دفعہ کھانا چاہئیے بہترین صورت تو یہ ہے کہ پیٹ بھر کھانے والا ایک دن (دن رات میں) ایک دفعہ کھائے، اور دوسرے دن دو دفعہ، صبح کے وقت، اور رات کے وقت (ہر روز ایک ہی بار، یا ہر روز دوبارہ کھائے)؛ لیکن اس بارہ میں عادت ہی کا دیکھنا زیادہ مناسب ہے (یعنی) یہ کہ اس بارہ میں عادت ہی کا سختی کے ساتھ لحاظ کیاجائے)؛ چنانچہ جو لوگ دن رات میں دوبار کھانے کے عادی ہوا کرتے ہیں، اگر وہ صرف ایک بار کھانے لگیں، تو وہ کمزور ہوجاتے، اور ان کے قویٰ ضعیف ہوجاتے ہیں۔ بلکہ اگر ایسے لوگوں کو ضعفِ ہضم کی شکایت لاحق ہوجائے، تو بھی انہیں دو ہی بار کھلانا چاہئیے، مگر ہر مرتبہ غذاء کی مقدار

[1] اکل مُتشبّع = پیٹ بھر کر کھانا کھانے کی صورت میں یہ ہدایت کی گئی ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ جو لوگ تھوڑی مقدار میں غذا کھایا کرتے ہیں، وہ دن رات میں کئی بار کھا سکتے ہیں۔

کم کر دیں +

ومن اعتاد الوجبة فثنى عرض له ضعف وكسل واسترخاء

اسی طرح جو لوگ (دن رات میں دوپہر کے قریب) ایک بار کھانے کے عادی ہوا کرتے ہیں، جب یہ لوگ دو مرتبہ کھانے لگ جاتے ہیں، تو انہیں ضعف، کسل، اور استرخاء (اعضاء کی سستی و کاہلی) لاحق ہو جاتے ہیں +

فان وقف على الغداء ضعف في مبيته وان تعشى لم يستمرئ وعرض له جشاء حامض وخبث نفس وغثيان ومرارة فم ولين بطن لا يراده على المعدة ما لم تألفه

پھر اگر ایسے لوگ (جو صرف ایک بار دوپہر کے قریب کھانے کے عادی ہوتے ہیں، محض اپنا وقت بدل لیں اور) صبح کی غذاء (کھا کر اسی) پر قناعت کرلیں، تو انہیں رات کے وقت کمزوری لاحق ہو جاتی ہے، اور اگر (صرف) رات کے وقت کھائیں (اور اسی پر قناعت کرلیں) تو انہیں کھانا ہضم نہیں ہوتا (کیونکہ غذاء ایسے وقت معدہ میں وارد ہوتی ہے جس وقت وہ ہضم کرنے کا عادی نہیں)، کھٹی ڈکاریں آتی ہیں، طبیعت بدمزہ ہو جاتی ہے، متلی آتی ہے، منہ کڑوا ہو جاتا ہے، پاخانہ نرم ہو جاتا ہے (پاخانہ دستوں کی صورت اختیار کر لیتا ہے)۔ ان سب باتوں کی وجہ یہ ہے کہ (بے وقت اور خلاف عادت غذاء کا کھلانا گویا) یہ ایسی چیز کا معدہ میں داخل کرنا ہے جس سے اُسے اُلفت و رغبت نہیں +

وعرض ما يعرض لمن لم يجد هضم غذائه مما ستعرفه من العوارض

| اقتباس قول جالینوس | خلاصہ یہ کہ (جو لوگ دو وقت کھانے کے عادی ہوتے ہیں، جب وہ صرف ایک بار دن میں کھانے |

لگتے ہیں، تو) اس سے وہی عوارض پیدا ہو جاتے ہیں جو اچھی طرح غذا ہضم نہ ہونے کی صورت میں لاحق ہو جایا کرتے ہیں، جنہیں تم عنقریب (کتاب ثالث میں) معلوم کرو گے +

ومما يعرض له جبن وجزع وجعر في فم المعدة ولذع ويظن ان امعائه واحشائه

ان باتوں کے علاوہ انہیں مندرجۂ ذیل شکایات بھی لاحق ہو جاتی ہیں: بزدلی، بے صبری و اندوہگینی، فم معدہ میں درد، سوزش، (نیز بھوک کی شدت کے وقت یا دستوں

معلقة لخلو المعدة و انقباضها الی نفسها وتقلصها ویبول بولاً محترقاً ویبرز برازاً محترقاً	کے بعد) انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اُن کی آنتیں اور احشاء شکم لٹکے ہوئے ہیں ؛ کیونکہ (اس حالت میں چونکہ) معدہ خالی ہوتا ہے، اسلئے اُسکے اجزاء اپنے آپ پر سمٹتے اور سکڑتے ہیں (اور معدہ کے سکڑنے کی وجہ سے دوسرے احشاء بھی اسکی طرف منجذب ہونگے، جنکا تعلق اغشیہ ورباطات کے ذریعہ معدہ کے ساتھ قائم ہے)۔ نیز ایسے آدمی کو (حدت وحرارت کی وجہ سے) جلتا ہوا پیشاب اور جلتا ہوا پاخانہ (بول محترق وبراز محترق) آتا ہے +
وربما عرض له برد الاطراف بانصباب المرار الی المعدة وهذا فی مراری الامزجة اکثر وکذلک فی مراری المعدةؔ دون البدن ویفسد نومه ویکون متململاً	گاہے ایسے لوگوں میں برد اطراف کی شکایت اس وجہ سے لاحق ہوجاتی ہے کہ معدہ پر صفراء کا انصباب ہوتا ہے۔ لیکن یہ شکایت زیادہ تر صفراوی مزاجوں میں لاحق ہوتی ہے ؛ نیز اُن لوگوں میں بھی جنکا صرف معدہ صفراوی[1] ہو، سارا بدن صفراوی نہ ہو۔ ایسے لوگوں کی نیند بھی بگڑ جاتی ہے ، اور یہ (نیند و بیداری کے درمیان) کروٹیں بدلا کرتے ہیں +

شیخ کی مذکورہ بالا عبارت دراصل جالینوس کے قول کی ترجمانی ہے، جسکو شیخ نے ادائے خاص سے بیان کیا ہے۔ اس مقام پر جالینوس کی اصلی عبارت اس طرح ہے:

"جو لوگ دن میں (یا دن رات میں) دو مرتبہ کھانے کے عادی ہوتے ہیں، جب وہ ایک مرتبہ کھانے لگتے ہیں، تو اُن کا بدن سُست اور ضعیف ہوجاتا ہے ؛ وہ ہر کام سے ڈرنے لگتے ہیں ؛ ان کے فم معدہ میں درد لاحق ہوجاتا ہے ؛ حتی کہ اُنہیں یہ وہم ہوتا ہے کہ اُن کے احشاء لٹکے ہوئے ہیں ؛ پیشاب گرم اور پاخانہ جلتا ہوا آتا ہے ، گاہے اُن کے منہ میں تلخی محسوس ہوتی ہے ، اور گاہے متلی کا احساس ہوتا ہے ؛ آنکھیں اور کنپٹیاں اندر گھس جاتی ہیں ؛ (ان میں) اختلاج عارض ہوتا ہے ؛ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے ہیں، بالخصوص جبکہ ان کا مزاج صفراوی ہو ؛ ایسے لوگ اگر صبح کے وقت کھانا کھاتے ہیں ، تو رات کا کھانا پورے طور پر نہیں کھاسکتے۔ اور اگر رات کے وقت کھاتے ہیں، تو معدہ بوجھل ہوجاتا ہے ، اور سونا دُشوار ہوجاتا ہے۔"

[1] معدہ کے صفراوی ہونیکے معنے یہ ہیں کہ معدہ میں صفراء کا انصباب بکثرت ہوا کرتا ہے +

ولا ابدان التی یجتمع فی معدھا مرار کثیرۃ یحتاجون الی تناول مفرق والی سرعۃ تغذ والی تقدیمہ قبل الاستحمام واما غیرھم فیجب ان یرتاضوا ویستحموا ثم یأکلوا ولا یقدموا الاکل علی الاستحمام

معدہ کے اندر اجتماع صفراء جن لوگوں کے معدہ میں صفراء کا اجتماع (انصباب) بکثرت ہوجایا کرتا ہو، ہمیں چاہئے کہ کھانے کی تعداد بڑھا دیں (کھانے کو چند اوقات میں منقسم کردیں)، کھانے میں دیر نہ کریں (بھوک کے بعد جلد ہی کھانا کھالیں)، اور حمام کرنے سے پہلے کھا لیا کریں۔ رہے دوسرے لوگ، ان کے لئے یہی مناسب ہے کہ پہلے ریاضت اور حمام کریں، اس کے بعد کھانا کھائیں، حمام سے پہلے غذاء ہرگز نہ کھائیں +

ومن احتاج الی اکل مقدم علی الریاضۃ فلیاکل من الخبز وحدہ قدرا یاخذ منہ الھضم قبل شروعہ فی حرکتہ

ریاضت سے پہلے کھانا جو لوگ ریاضت سے پہلے کھانے پر (کسی وجہ سے) مجبور ہوں، ہمیں چاہئے کہ وہ محض روٹی[1] کھائیں (اسکے ساتھ کوئی اور ثقیل غذاء مثلاً گوشت نہ کھائیں)، اور وہ بھی صرف اسقدر کہ ریاضت شروع کرنے سے پہلے اُس میں ہضم کا عمل شروع ہوجائے (تاکہ غذاء کی خامی کی صورت میں ریاضت نہ واقع ہو) +

وکما ان الحرکۃ قبل الطعام یجب ان لا یکون ضعیفۃ کذلک الحرکۃ بعدہ یجب ان لا یکون الا رفیقۃ لینۃ

ریاضت قبل غذاء وبعد غذاء جس طرح یہ ضروری ہے کہ کھانے سے قبل کی ریاضت ہلکی اور کمزور نہ ہو، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ کھانے کے بعد کی ریاضت نرم اور ہلکی ہو (کیونکہ کھانے کے بعد اگر سخت اور قوی ریاضت کی جاتی ہے، تو ناواجب طور پر غذاء معدہ کے اندر ہلتی ہے، اور ہضم خراب ہوجاتا ہے) +

ولا اصلح للشھوۃ الفاسدۃ المائلۃ الی الحریفۃ العائفۃ للحلوۃ والدسمۃ من القی بمثل السکنجبین والفجل

فساد اشتہار ایسے فساد اشتہار کے لئے، جس میں چٹپٹی چیزوں کی طرف (اور نمکین اور کھٹی چیزوں کی طرف) رغبت ہو، اور میٹھی اور روغنی چیزوں سے نفرت، اس سے بہتر کوئی اور

---

[1] محض روٹی سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس کے ساتھ آب انار وغیرہ جیسی بھی کوئی چیز نہ ہو۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اسکے ساتھ گوشت جیسی کوئی بھاری غذاء نہ ہو +

على السمك

تدبیر نہیں ہے کہ مچھلی (سمک ملح - نمک لگائی ہوئی مچھلی)، سکنجبین اور مولی جیسی چیزیں کھلا کر قے کرائی جائے (تاکہ معدہ کا بلغمی اور فاسد رطوبات سے تنقیہ ہو جائے، جو اس قسم کی بگڑی ہوئی خواہشات کی باعث بنتی ہیں) +

ویجب ان لا یاکل السمین من الناس کما یخرج من الحمام بل یصبر وینام نومة خفیفة و الاصلح لهما الوجبة

> حمام کے بعد فربہ لوگوں کی غذا

موٹے آدمیوں کو چاہئے کہ حمام سے نکلتے ہی کوئی چیز نہ کھائیں، بلکہ بھوک ہی کی حالت میں کچھ دیر سو رہیں (تاکہ بھوک کی وجہ سے ان کے بدن کی زائد رطوبتیں بھی تحلیل ہوں، اور نیند کی وجہ سے انہیں استراحت بھی ملے، جسکی ضرورت حمام کے بعد ہوا کرتی ہے)۔ علاوہ ازیں فربہ لوگوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ دن رات میں محض ایک دفعہ کھایا کریں +

کھانا کھانے کے بعد مندرجۂ ذیل باتوں کی رعایت ضروری ہے:

ولا ینبغی ان ینام على الطعام وهو طافٍ

(۱) کھانا کھانے کے بعد (فورًا) نہ سونا چاہئے کہ غذاء معدہ میں تیر رہی ہو (اور معدہ فم معدہ سے برابر تک بھرا ہوا ہو) +

ویتحرز کل التحرز عن الحرکة العنیفة على الطعام فینفذ قبل الهضم او ینزلق بلا هضم او تفسد مزاجه بالخضخضة

(۲) کھانا کھانے کے بعد سخت حرکت (اور شدید ریاضت) سے پورے طور پر اجتناب کرنا چاہئے۔ ورنہ غذاء ہضم ہونے سے پہلے ہی نفوذ کر جائیگی (اور ایسی غذاء عروق میں منجذب ہو کر آنتیں سڑ جائیگی)، یا بلا ہضم ہوئے پھسل کر خارج ہو جائیگی، یا اس ہلچل اور گڑبڑ سے اس کا مزاج ہی فاسد ہو جائیگا (جس سے نہ معلوم کیسے موذی مواد پیدا ہو کر خون میں جذب ہو جائینگے) +

ولا یشرب علیه ماء کثیرا یفرق بینه و بین جرم المعدة ویطیفه بل یتربص بالشرب

(۳) (غذاء کے بعد فورًا) اتنا زیادہ پانی نہ پیا جائے کہ غذاء کو جرم معدہ سے جدا کر دے، اور غذاء اس پانی میں تیرتی پھرے۔ (اگر ایسا کیا جائیگا تو ایک طرف

الی حین نزولہ من المعدۃ و یستدل علیہ بخفۃ اعالی البطن

معدہ کی حرارت بجھ جائیگی، اور دوسری طرف معدہ کی رطوبت مخصوصہ کا عمل ضعیف ہو جائیگا)۔ بلکہ پانی پینے کے لئے اتنا صبر کیا جائے کہ غذار معدہ سے (آنتوں کی طرف) اوتر جائے۔ اسکا پتہ اس طرح چلیگا کہ شکم کا بالائی حصہ (جو معدہ کی جگہ ہے) ہلکا محسوس ہوگا (ورنہ غذار کی موجودگی میں ایک قسم کا بوجھ محسوس ہوا کرتا ہے)۔

فان احوج العطش فلیمتص شئ یسیر من الماء البارد مصّاً وکلما کان ابرد اقنع الیسیر منہ اکثر و ھذا القدر ینشط المعدۃ و یجمعھا

لیکن اگر پیاس کی وجہ سے پانی پینا ہی پڑے، تو ٹھنڈا پانی تھوڑی مقدار میں چوسنے کی شکل میں پیا جائے۔ یہ واضح رہے کہ پانی جس قدر زیادہ ٹھنڈا ہوگا، اسی قدر اس کی قلیل مقدار زیادہ کافی (اور تسکین بخش) ہوگی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اتنی مقدار معدہ (کے فعل) میں نشاط (اور چستی) پیدا کر دیتی ہے، اور قوتِ تکثیف کی وجہ سے معدہ (کے اجزار) کو سمیٹتی ہے (جس سے اس میں قوت آجاتی ہے)۔

وبالجملۃ ان شرب علی الطعام بعد الفراغ منہ لا فی خللہ مقداراً ما ینتقع فیہ الطعام جاز

خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص (پیاس کی وجہ سے) کھانا کھانے کے بعد — نہ کہ کھانے کے اثنار میں — محض اتنا پانی پی لے، جس سے غذار بھیگ جائے، تو یہ فعل ناجائز نہیں ہے۔

آملی کہتے ہیں کہ کھانا کھانے کے بعد پانی کا نہ پینا، اور انحدار غذار تک صبر کرنا، یہ کوئی حکم کلی اور عام اصول نہیں ہے، بلکہ مختلف مزاجوں اور مختلف غذاؤں کے لحاظ سے یہ حکم بدل جاتا ہے۔ چنانچہ جن لوگوں کے معدہ میں سخت حرارت ہوتی ہے، یا جنکی غذائیں بہت زیادہ خشک ہوتی ہیں، اُنکے لئے بہتر یہی ہے کہ غذا کے ساتھ اور اس کے بعد خوب پانی پئیں۔ اسی طرح جن لوگوں کے مزاج میں برودت و رطوبت اور بلغم کا غلبہ ہوتا ہے، وہ پیاس کو جس قدر برداشت کریں اُسی قدر بہتر ہے۔

والمصابرۃ علی العطش والنوم علیہ نافع للمبرودین المرطوبین

بھوک اور پیاس کی ضبط

پیاس کو ضبط کرکے سو رہنا سرد و تر مزاج والوں (بلغمیوں) کے لئے تو مفید ہے مگر گرم اور صفراوی

ضاً للمحرورین المرورین وکذلک الصبر علی الجوع ویعرض للمرورین من الصبر علی الجوع ان ینصب المرار الی معدھم فاذا تنا ولوا شیئاً فسد طعامھم فعرض لھم فی النوم والیقظة ما ذکرناہ مما یعرض لمن فسد طعامہ ویعرض ایضاً ان یفسد شھوة الطعام فیجب ان یشرب ما یحدر ذلک ویلین الطبع مما ھو خفیف غیر معن مثل الاجاص وشئ یسیر من الشیرخشت فاذا عادت الشھوة اکل

مزاج والوں کے لئے مضر۔ اسی طرح بھوک کی ضبط کا حال بھی ہے۔ صفراویوں میں بھوک کی ضبط کرنے سے ایک خرابی یہ بھی لاحق ہو جاتی ہے کہ ان کے معدہ میں صفراء گرنے لگتا ہے۔ پھر جب یہ کچھ کھا لیتے ہیں، توان کی غذاء (معدہ میں) بگڑ جاتی ہے، اور انہیں بھی نیند اور بیداری، دونوں حالتوں میں وہی شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں، جنکا ذکر ہم اُن لوگوں کے عوارض کے سلسلہ میں کر چکے ہیں، جنکی غذاء فاسد ہو جاتی ہے (مثلاً نیند میں تململ اور بیقراری، اور گہری نیند کا نہ آنا، اور بیداری میں کھٹی ڈکاریں۔ متلی، اور بدمزگی وغیرہ۰) ان عوارض کے ساتھ اس وقت یہ بھی ہوتا ہے کہ اشتہاء بگڑ جاتی ہے۔ اس لئے اس وقت مناسب یہ ہے کہ ہلکے ملینات سے، جو بغیر کسی شدت و تکلیف کے عمل کرنے والے ہوں۔ معدہ کی غذاء وغیرہ کو نیچے اوتارنے کی کوشش کریں (بشرطیکہ متلی نہ ہو)، مثلاً آلوبخارا اور قدرے شیرخشت کھلائیں۔ پھر جب غذاء کی خواہش اپنی حالت پر لوٹ آئے، تو کھانا کھائیں (اور بھوک کی زیادہ ضبط نہ کریں؛ کیونکہ ان لوگوں میں دیر تک فاقہ کرنا مضر ہے)۔

بھوک کی ضبط مرطوب اور خشک بدن والوں میں

علی ان مرطوبی الابدان بالرطوبة الطبیعیة متھیئون لسرعة التحلل فلا یصبرون علی الجوع صبر یابسی الابدان الا ان یکونوا مملوین من رطوبات غیر التی ھی فی جواھر اعضائھم اذا کانت جیدة موافقة قابلة لان تحیلھا الطبیعة الی الغذاء التام بالفعل

علاوہ ازیں جن لوگوں کے بدن مرطوب ہوتے ہیں، اور رطوبت بھی اصلی اور طبعی ہوتی ہے (یعنی جن لوگوں کے بدن میں طبعاً رطوبت زائد ہوا کرتی ہے، مثلاً بچے)، وہ جلد تحلیل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ لوگ خشک بدن والوں کی طرح بھوک برداشت نہیں کر سکتے۔ ہاں، اگر ان کے بدن میں جو ہر اعضاء کی اصلی رطوبتوں کے علاوہ دوسری رطوبتیں بھری ہوئی ہوں، نیز وہ (ردی نہ ہوں، بلکہ) بہتر، مناسب اور اس قابل ہوں کہ طبیعت اُنہیں "غذاء بالفعل" کی شکل

میں پورے طور پر تبدیل کر سکے، (تو ایسے مرطوب لوگ بھی بھوک کی برداشت کر سکتے ہیں) ۔

والشراب علی الطعام من اضر الاشیاء لانه سریع الهضم والنفوذ فینفذ الطعام ولم ینهضم فیورث السدد والعفونة

شراب غذار کے بعد کھانا کھانے کے بعد شراب پی لینا بہت ہی مضر ہے (خواہ شراب ممزوج ہی کیوں نہ ہو)؛ کیونکہ شراب زود ہضم اور سریع النفوذ ہوا کرتی ہے؛ اس لئے غذار کو غیر منہضم حالت ہی میں نفوذ کرا دیتی ہے (یعنی شراب کے ساتھ کچھ ایسے اجزار غذائیہ عروق میں نفوذ کر جاتے ہیں جو شراب میں حل ہو جاتے ہیں، اور جنکو ابھی معدہ میں کچھ دیر اور بھی رہنا اور ہضم ہونا تھا)، جس سے سدے اور عفونت پیدا ہو جاتی ہے ۔

والحلاوات تسرع ایراث السدد لجذب الطبیعة لها قبل الهضم والسدد توقع فی امراض کثیرة منها الاستسقاء

حلوے اور مٹھائیاں میٹھی چیزیں (حلوے اور مٹھائیاں) بھی سدے بہت جلد پیدا کر دیتی ہیں؛ کیونکہ طبیعت میٹھی چیزوں کو ہضم ہونے سے پہلے ہی (رغبت و محبت کی وجہ سے) جذب کر لیتی ہے۔ اور سدوں سے بہت سے امراض پیدا ہوا کرتے ہیں، جن میں استسقار بھی ہے ۔

وغلظ الهواء والماء لاسیما فی الصیف مما یفسد الطعام فلا باس ان یشرب علیه قدح ممزوج او ماء حار طبخ فیه عود ومصطکی

ہوائے غلیظ اور آب غلیظ ہوار کی غلظت اور پانی کی غلظت، علی الخصوص گرمیوں میں، ایسے اسباب میں سے ہیں، جن سے (معدہ (اور آنتوں کے اندر) غذار بگڑ جایا کرتی ہے (اور ہضم خراب ہو جاتا ہے)؛ اسلئے ایسے موقع پر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ کھانا کھانے کے بعد ایک پیالی شراب ممزوج پی لی جائے، یا پانی میں عود و مصطگی (یا دوسرے عطریات ہاضمہ) جوش دیکر گرم گرم پی لیا جائے ۔

ہوائے غلیظ : ہوار میں غلظت اُس وقت حاصل ہوتی ہے، جبکہ اسکے ساتھ اجزار مائیہ اور اجزار ارضیہ مل جاتے ہیں۔ اگر ایسی صورت میں ہوار کے اندر گرمی بھی ہو، جیسا کہ موسم برسات میں دیکھا جاتا ہے، تو اس سے ہضم بگڑ جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے مرطوب موسم گرما میں ہیضہ، تخمہ، اور بدہضمی

کی وارداتیں بکثرت ہوا کرتی ہیں ✦

آب غلیظ: پانی کے ساتھ بسا اوقات ایسے اجزاء ارضیہ محلول و مخلوط ہوتے ہیں، جو فعل ہضم میں رکاوٹ پیدا کر دیتے ہیں۔ اسی قسم کے پانی کو طبی اصطلاح میں "غلیظ" کہا جاتا ہے۔ ورنہ اگر ایکے ساتھ مفید نمکیات اور اجزاء ہاضمہ ملے ہوں، تو عمل ہضم تیز ہو جاتا ہے، اور ایسا پانی اجزاء غذائیہ کو جلد ہضم کر کے معدہ و امعاء سے جلد نفوذ کر جاتا ہے ✦

ومن كانت احشاءه حارة قوية فاذا تناول طعاما غليظا فكثيرا ما يعرض ان يصير طعامه رياحا ممددة للمعدة ونواحيها والعلة المراقية من ذلك

حرارتِ احشاء جن لوگوں کے احشاء (علی الخصوص جگر و معدہ) میں بہ شدت حرارت ہوتی ہے، ایسے لوگ جب کوئی غلیظ غذا کھا لیتے ہیں، تو بسا اوقات اُن کی غذاء ریاح کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے، جو معدہ کو، اور اسکے آس پاس دوسرے اعضاء کو پھُلا دیتی ہے۔ عِلّتِ مَراقیہ (جو مالنخولیا کی ایک قسم ہے) اسی قبیل سے ہے۔ (یعنی مالنخولیائے مراقی کا بھی اسی طرح پیدا ہوتا ہے) ✦

غذائے لطیف و غلیظ بھوک کی حالت میں اب شیخ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کا معدہ قطعاً خالی ہو، بھوک کی شدت ہو اور فاقہ کی وجہ سے معدہ میں صفراء کا انصباب بھی نہ ہو چکا ہو، ایسے لوگوں کو اگر ایک وقت میں دو قسم کی، لطیف و غلیظ، غذائیں کھانی پڑیں، تو دونوں کو ایک ساتھ نہ کھانا چاہیے، بلکہ دونوں کے درمیان مہلت دینی چاہیے:

وخالى المعدة اذا تناول لطيفا اشتملت عليه معدته فان تناول بعده غليظا نفرت عنه المعدة ولم تهضمه فيفسد اللهم الا ان يجعل بينهما مهلة والاولى ان يقدم فى مثل هذه الحالة الغليظة قليلا فان المعدة حرى لا تجبن عن اللطيف

جن لوگوں کا معدہ (بہت ہی) خالی ہوتا ہے، جب خلائے معدہ کی حالت میں کوئی لطیف غذاء کھا لیتے ہیں، تو انکا معدہ ایسی غذائے لطیف پر (کثرتِ شوق سے) اچھی طرح حاوی ہو جاتا، اور اسکو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے۔ لیکن اگر اس کے بعد (ساتھ کے ساتھ) کوئی غلیظ غذاء کھا لیتا ہے، تو معدہ اس سے نفرت کرتا ہے، اور اسے ہضم نہیں کرتا ہے جس سے وہ غذاء بگڑ جاتی ہے۔ ہاں، اگر ان دونوں قسم کی غذاؤں کے درمیان (اتنی) مہلت دیدی جائے (کہ معدہ کے اندر وہ غذائے لطیف ہضم ہو جائے)

تو یہ شکایت نہ پیدا ہوگی۔ ایسی حالت میں بہتر یہی ہے کہ غلیظ غذا کچھ قبل کھائی جائے (تا کہ تھوڑی دیر کے بعد جب لطیف غذا واردِ معدہ ہو تو دونوں ایک ساتھ ہضم ہو جائیں) چنانچہ ایسی حالت میں معدہ غذائے لطیف کی طرف توجہ کرنے اور اسے ہضم کرنے میں کمزوری نہیں دکھاتا ہے۔

واذا افرط الاکل فی التملی وتخضخض مافی معدته حرکة وشوشة شرب فليبادر الی القئ فان فات او تعسر القئ شرب الماء الحار قليلا قليلا فانه يحدر الامتلاء ويجلب النعاس فيلقی نفسه وينام کم شاء

فسادِ غذائے معدہ اور قے اگر کھانے والا بہت زیادہ کھا جائے (اور بُری طرح پیٹ بھر لے)، یا معدہ کے اندر کی غذا کسی حرکت (مثلاً بیقاعدہ شدید ورزش) سے بیقاعدہ طور پر پھینٹی جائے (تَخَضۡخُض)، یا پانی وغیرہ بکثرت پینے سے اس میں گڑبڑی ہو جائے، تو فوراً قے کے ذریعہ معدہ کی غذا کو نکال ڈالنا چاہیے۔ لیکن اگر قے کا وقت گذر جائے (اور معدہ کی غذا امعاء کی طرف منحدر ہو جائے)، یا کسی وجہ سے قے کرانا دشوار ہو، تو تھوڑا تھوڑا گرم پانی پلانا چاہیے کیونکہ گرم پانی امتلاء کو نیچے اتار دیتا ہے (امتلائی مواد کو دستوں کے ذریعہ خارج کرنے میں آنتوں کی امداد کرتا ہے)، اور نیند لے آتا ہے۔ چنانچہ جب نیند آنے لگے، تو بستر پر لیٹ جائے (اور نیند کو نہ بھگائے)۔ اور جتنا جی چاہے، سوتا رہے (یعنی خوب سوئے)۔

فان لم يُغنِ ذلك او لم يتيسر تأمّل فان کفت الطبيعة المؤنة بالذ فعرفبها ونعمت والا اعانها بما يطلق بالرفق اما المحرور فبمثل الاطريفل والجلنجبين المسهل او مخلوطا بشئ من الصعتر البری واما المبرود فبمثل الکمونی

اگر یہ تدبیر کارگر نہ ثابت ہو، یا یہ کہ (کسی وجہ سے) اس تدبیر کے کرنے کا موقعہ نہ حاصل ہو، تو (آثار و قرائن اور علامات سے) غور کرنا چاہیے: اگر بذاتِ خاص طبیعت ہی اپنی قوت سے دفع کر دے، تو خیر، ورنہ ہلکی مسہل دواؤں سے طبیعت کی امداد کی جائے۔ چنانچہ گرم مزاج لوگوں کے لئے تو اطریفل اور گلقند مسہل جیسی چیزیں مناسب ہونگی (خواہ صرف یہی دونوں چیزیں دی جائیں)، یا ان کو صعتر

والشہریاران والتمری

مربّی کے ساتھ ملا کر دیا جائے ۔ اور سرد مزاج لوگوں کے لئے جوارش کمونی، جوارش شہریاراں، اور جوارشِ تمری مناسب ہونگی ۔

ولان یمتلی البدن من الشراب خیرمن ان یمتلی من الطعام

(امتلاء اگرچہ ہر صورت میں مضر ہے، مگر) مشروبات کا امتلاء اتنا بُرا نہیں ہے، جتنا کہ ماکولات کا۔ (کیونکہ مشروبات خواہ از قسم شراب ہوں، یا شربت، یا پانی، غذاء کے مقابلہ میں زود ہضم ہوتے ہیں، اور یہ خود بخود اعضاء اور عروق میں بسرعت نفوذ کرکے پیشاب و پسینہ کے ذریعہ خارج ہو جاتے ہیں) ۔

ومماھوجید ان یتناول الصبر علی مثل ھذا الطعام قدر ثلث حمصات اویوخذ نصف درھم صبر و نصف درھم علک الانباط و دانق بورق ومماھوخفیف حمصتان او ثلث من علک البطم وربما جعل معہ مثلہ اواقل منہ البورق ومماھو محمود جدا شئ من الافیتمون مع شراب

مفید نسخے ایسی غذاء کے لئے (جو بیقاعدگی کی وجہ سے معدہ میں بگڑ گئی ہو، اور جسے آنتوں کی طرف روانہ کرنا مقصود ہو) ایک اچھی دواء یہ ہے کہ بقدر تین نخود ایلوا کھا لیا جائے۔ یا نصف درہم ایلوا، نصف درہم علک الانباط[1] اور چار رتی بورۂ ارمنی (ملا کر) کھلایا جائے۔ اس سے ہلکی چیز یہ ہے کہ علک البطم[2] دو یا تین چنے کے برابر کھلایا جائے گا ہے علک البطم کے ساتھ ہموزن (یا اس سے کم) بورۂ ارمنی ملا لیا جاتا ہے۔ اس بارہ میں ایک نہایت اچھی چیز یہ بھی ہے کہ شراب کے ساتھ کسی قدر افیتمون استعمال کیا جائے ۔

وان لم یحصل شئ من ذلک نام نوماً طویلاً وھجرالغذاء یوماً واحداً فان خف استحم وکمد ولطف الغذاء

اگر ان تدابیر مذکورہ میں سے کوئی تدبیر حاصل نہ (یا: اگر ان تدابیر سے کوئی نفع حاصل نہ ہو، یا: اگر ان میں سے طبیعت میں کسی کی برداشت نہ ہو) تو دیر تک سونا چاہئے، اور ایک دن غذا ترک کر دینی چاہئے (یعنی دوسرے دن فاقہ کرنا چاہئے)۔ پھر جب پیٹ کی

[1] علک الانباط = درخت پستہ کا گوند ۔ [2] علک البطم = درخت حبۃ الخضراء (بُطن) کا گوند ۔

گرانی دور ہو جائے، تو حمام کرے، (مقوی معدہ گرم دواؤں سے) معدہ کی تسخین کرے، اور ہلکی غذائیں استعمال کرے +

فان لم یستمرئ معہ ھذا کلہ و اثقل و مدد و اکسل فاعلم انہ قد امتلاء العروق من فضولہ فان الغذاء الکثیر المفرط وان عرض لہ ان ینھضم فی المعدۃ فانہ قلما ینھضم فی العروق بل یبقی فیھا نیئا یمددھا وربما صدعھا و یورث کسلا و تعبا و تمطیا و تثاؤبا فلیعالج بما یسھل من العروق

لیکن اگر ان ساری باتوں کے باوجود غذاء (اچھی طرح) منہضم نہ ہو، اور بدن میں گرانی، تمدد، اور کسل پیدا ہو جائے، تو سمجھنا چاہیئے کہ ان اغذیہ کے فضلات (عروق میں منجذب ہوگئے، اور ان کی وجہ) سے عروق میں امتلاء ہو گیا ہے؛ کیونکہ غذاء کی زیادتی کی صورت میں اگر اتفاقاً معدہ کے اندر انہضام ہو بھی جاتا ہے، تو عروق میں جاکر ان کا انہضام کم ہی ہونے پاتا ہے، بلکہ یہ خام (اور فاسد) غذائیں رگوں میں رہکر تمدد پیدا کرتی ہیں؛ بلکہ بعض اوقات ان سے رگیں پھٹ جاتی ہیں، اور بعض اوقات کسل و ماندگی اور انگڑائی وجمہائی کی باعث بن جاتی ہیں. ایسی صورت میں علاج یہ ہے کہ مسہل دوائیں استعمال کریں، جو عروق سے مواد کو خارج کرنے والی ہوں +

فان لم یحدث ذلک بل اورث اعیاء فقط فلیسکن مدۃ ثم لیعالج النوع العارض من الاعیاء ان بقی بما سنذکرہ

لیکن اگر اس سے مذکورہ بالا شکایتیں نہ پیدا ہوں، بلکہ محض تکان لاحق ہو جائے، تو کچھ عرصہ کے لئے خاموشی و سکون اختیار کرنا چاہیئے (یعنی مادہ میں تحریک نہ دینی چاہیئے؛ تاکہ طبیعت شائد خود ہی اصلاح کرلے)۔ پھر (اگر یہ تکان باقی رہے، تو) اس مخصوص قسم کا علاج کرنا چاہیئے، جسکو ہم عنقریب بتانے والے ہیں :

ومن اوغل فی السن فلا یقبل بدنہ من الغذاء ما کان یقبلہ وھو شاب فیصیر غذاؤہ فضولا فلا یاکلن قدر العادۃ بل دونہ

سن رسیدہ لوگوں کی غذاء سن رسیدہ لوگوں کا بدن اتنی غذاء قبول نہیں کرتا ہے، جتنی کہ جوانی کے عالم میں قبول کیا کرتا ہے؛ بلکہ ان کی غذاء فضلات کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے، اسلئے انہیں اتنی غذاء نہ کھانی چاہیئے، جتنی کہ پہلے سے عادت پڑی ہوئی ہے، بلکہ اس سے کم ہی کھانا چاہیئے +

ومعتاد تغلیظ التدبیر اذا لطف التدبیر دخل من الهواء فی المنافذ قدر ما کان یشغله غلظ التدبیر ولیس یشغله الآن لطف التدبیر فکلما یعود الی التغلیظ یحدث فیه انسداد

زیادہ کھانے کی عادت — جو لوگ زیادہ کھانے کے عادی ہوتے ہیں زیا: جو لوگ اغذیہ غلیظہ بکثرت کھانے کے عادی ہوتے ہیں)، جب وہ (یک لخت) تلطیف شروع کر دیتے ہیں (یعنے ہلکی غذائیں تھوڑی مقدار میں کھانے لگ جاتے ہیں)، تو انکے مجاری و مسالک (عروق و منافذ) میں جتنی جگہ زیادہ کھانے سے بھرا کرتی تھی، اور اب کم کھانے سے وہ جگہ خالی ہوگئی ہے؛ اتنی جگہ میں ہوار بھر جایا کرتی ہے۔ اور پھر جب ایسے لوگ (یک لخت) غلیظ غذائیں بکثرت کھانا شروع کر دیتے ہیں، تو ان (کے عروق و مسالک) میں (صحیح ہضم نہ ہونے کی وجہ سے) سدے پیدا ہو جاتے ہیں +

قرشی کہتے ہیں: "شیخ کا یہ کلام نہایت ہی مشکل ہے؛ کیونکہ اگر تلطیف غذار سے زیا: کم کھانے سے) مراد یہ ہے کہ لطیف غذائیں استعمال کی جائیں، تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مافی العروق کا حجم کم ہو جائے، اور اس خلار کو ہوار سے بھرنے کی ضرورت پیش آئے۔ کیونکہ غذائے لطیف اُسے کہتے ہیں، جس سے رقیق خون پیدا ہو؛ اور اسکے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کم بھی ہو؛ اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ غذائیں مقدار میں کم استعمال کی جائیں، تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عروق و منافذ میں ہوار داخل ہو جائے۔ یہ تو اُس وقت لازم آسکتا ہے، جبکہ رگیں اُسی قدر کشادہ رہیں، جس قدر زیادہ کھانے کے وقت کشادہ رہا کرتی ہیں؛ تاکہ خلار کو پُر کرنے کے لئے ہوار کے بھراؤ کی ضرورت پڑے؛ بلکہ رگوں میں جب مافی العروق یعنے خون و اخلاط کی مقدار گھٹ جاتی ہے، تو رگیں تنگ ہو جایا کرتی ہیں، اور انکا جوف چھوٹا ہو جاتا ہے"

قرشی کا یہ اعتراض اپنی جگہ پر بالکل درست اور اٹل ہے، اور یہ بالکل صحیح ہے کہ خون اور رطوبات کی کمی کے وقت عروق کا قطر گھٹ جایا کرتا ہے، اور طبیعت کوشش کرتی ہے کہ ان رگوں کا دباؤ خون پر تقریباً ہر حالت میں ایک درمیانی درجہ پر قائم رہے +

لیکن یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر کسی وجہ سے عروق کے اندر ہوار داخل ہو جائے، جس کی دوسری صورتیں ممکن الوقوع ہیں، مثلاً وریدوں کا پھٹ جانا، اور مقام انشقاق کا کھلا رہ جانا، تو عروق میں سُدے ضرور پیدا ہو جاتے ہیں +

اسی طرح اس موقعہ پر اس قدر ضرور صحیح ہے کہ زیادہ کھانے والا شخص جب یک لخت ہلکی غذائیں کھانے

لگیگا، اور پھر اس کی عادت کے بعد یک لخت غذائیں بکثرت کھانے لگیگا، تو سدے پیدا ہو جائینگے؛ کیونکہ لطیف غذاؤں کی عادت کے بعد غلیظ غذاؤں کا ہضم ہونا دشوار ہے، اور جب اچھی طرح غذائیں ہضم نہ ہونگی، تو سدہ پیدا ہونے کا احتمال بہت غالب ہے +

والاغذیۃ الحارۃ یتدارک مضرتہا بالسکنجبین لاسیما البزوری فانہ انفع انواع السکنجبین ان کان من سکر وان کان عسلیا فالساذج منہ کاف

مضرت اغذیہ کی اصلاح — گرم غذاؤں کی مضرت کا تدارک عموماً سکنجبین سے خصوصاً سکنجبین بزوری[1] سے کیا جائے؛ کیونکہ سکنجبین کی ساری قسموں میں سکنجبین بزوری ہی سب سے زیادہ مفید ہے، بشرطیکہ یہ شکر سے تیار کی گئی ہو (سکنجبین سکری)؛ لیکن اگر شہد سے تیار کی گئی ہو تو سکنجبین سادہ ہی کافی ہے +

والباردۃ یتبعہا ماء العسل وشرابہ والکمونی

ٹھنڈی غذاؤں کی مضرت کا تدارک اس طرح کیا جائے کہ ان کے بعد ماء العسل، شراب شہد، یا جوارش کمونی کا استعمال کیا جائے +

والغلیظ یتبعہ حار المزاج سکنجبینا قوی البزور ویتبعہ بارد المزاج شیئا من الفلافلی والفودنجی

غلیظ غذاؤں کی مضرت کا تدارک **گرم مزاجوں میں** اس طرح کیا جائے کہ ایسی غذاؤں کے بعد سکنجبین بزوری استعمال کی جائے، جس کے بزور (اپنے فعل تلطیف وتفتیح میں) قوی ہوں۔ اور **ٹھنڈے مزاجوں میں** قدرے جوارش فلافلی یا جوارش فودنجی کھلائی جائے +

والاغذیۃ اللطیفۃ احفظ للصحۃ واقل معونۃ للقوۃ والجلد والغلیظۃ بالضد

لطیف اور غلیظ غذائیں — لطیف غذائیں اگرچہ صحت کی خوب حفاظت کرتی ہیں (کیونکہ ان سے بدن میں ایسے فضلات کم بنتے ہیں، جو موجب مرض ہوسکتے ہیں؛ نیز یہ آسانی کے ساتھ منہضم ہو کر بدل ما یتحلل بن جاتی ہیں)، لیکن قوت اور زور کے لئے لطیف غذائیں زیادہ مناسب نہیں ہیں (کیونکہ لطیف غذاؤں سے رقیق خون بنا کرتا ہے)۔ اور غلیظ غذائیں اس بارہ میں برعکس ہیں +

---

[1] "سکنجبین بزوری" میں سرکہ اور قوام شکر یا شہد کے علاوہ بہت سی دوائیں از قسم **بزور** (تخم) پڑتی ہیں؛ اور سکنجبین سادہ میں محض سرکہ اور قوام شکر یا قوام شہد ہوتا ہے +

فمن احتاج الی جلد واحتاج بسببه الی اغذیة قویة الکیموس ترصد الجوع الشدید وتناول منها غیر الکثیرة لیهضم

اسلئے جن لوگوں کو زور وطاقت کی ضرورت ہو (مثلاً مشقت کرنے والے مزدور اور کشتی لڑنے والے پہلوان)، اور اس ضرورت کی وجہ سے وہ قوی الکیموس غذاؤں (اغذیۂ غلیظہ) کے محتاج ہوں، انہیں چاہئیے کہ وہ سخت بھوک (اور سچی اشتہار) کا انتظار کریں، اور ایسی غذائیں جب کھائیں تو بہت زیادہ نہ کھالیں۔ تاکہ یہ اچھی طرح ہضم ہوجائیں (کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ غلیظ غذائیں دیر ہضم ہوا کرتی ہیں)+

واصحاب الریاضات والتعب الکثیر احمل للاغذیة الغلیظة ومما یعینهم علی هضمها قوة نومهم واستغراقهم فیه

ریاضت ومشقت کرنیوالے ریاضت اور مشقت کرنے والے غلیظ غذاؤں کے زیادہ متحمل ہوسکتے ہیں (یعنی غلیظ غذائیں انکے بدن میں آسانی کے ساتھ ہضم ہوجاتی ہیں)۔ ان لوگوں میں جن امور واسباب سے غلیظ غذاؤں کے ہضم میں امداد ملتی ہے۔ ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ انہیں نیند خوب گہری اور سخت آتی ہے +

لکنه یعرض لهم لکثرة مایعرقون ویتحلل من ابدانهم ان یسلب اکبادهم من الغذاء مالم ینهضم بعد فیهیئهم لامراض قتالة فی آخر العمر او فی اوله وخصوصا وهم یغترون بهضمهم الذی لهم من نومهم الذی یبطل اذا عرض لهم سهر متواتر خصوصًا اذا شاخوا

لیکن چونکہ (ریاضت ومشقت کے وقت) ان کے بدن سے پسینہ بکثرت خارج ہوتا ہے (اور رطوبات غذائیہ معدہ سے اعضاء کی طرف بکثرت منجذب ہوتے ہیں)، اور انکے بدن سے رطوبات (بکثرت) تحلیل ہوتے ہیں، اس لئے ان کے جگر غذاء کو (رطوبات غذائیہ کو) غیر منہضم ہونے ہی کی حالت میں جذب کرلیا کرتے ہیں؛ چنانچہ یہ لوگ آخر عمر میں، یا اول عمر ہی میں، مہلک امراض کا نشانہ بننے کے لئے آمادہ رہتے ہیں؛ علی الخصوص اس وجہ سے کہ یہ اپنے ہضم پر مغرور اور نازاں ہوتے ہیں، جو انہیں (جوانی کے زمانہ میں ان کی گہری) نیند کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے؛ حالانکہ ان کی نیند (اسکے بعد) متواتر بیداری کی وجہ سے باطل ہوجاتی ہے؛ خصوصًا[1] جبکہ یہ بوڑھے ہوجاتے

[1] بعض نسخوں میں ہے: "خصوصًا جبکہ یہ لوگ حمام کرتے ہیں"۔ (حمام سے چونکہ بدن کے رطوبات اور بھی زیادہ خارج ہوجاتے ہیں، اسلئے یبوست کا غلبہ ہوجاتا ہے)+

ہیں :

والفواكه المرطبة انما توافق المتعبين المرتاضين المحرورين في الصيف وان يؤكل قبل الطعام وهي مثل المشمش والتوث والبطيخ والخوخ والاجاص

[فواکہ رطبہ] ترمیوے (ہرایک کے لئے مناسب نہیں ہوتے بلکہ) محض اُن لوگوں کے لئے مناسب ہوتے ہیں، جو محنت و مشقت کرتے رہتے ہیں. اور صفراوی مزاج ہوتے ہیں، اور وہ بھی موسم گرما میں. ترمیوں کو غذا سے پہلے کھانا چاہئے. ایسے ترمیوے یہ ہیں: زردالو (تازہ خوبانی) توت، تربوز، خربوزہ، شفتالو، آلوبخارا (تازہ آلو بخارا) اور اسی قسم کے دوسرے میوے شامل ہیں (مگر ان میں انگور انجیر جیسی چیزیں شامل نہیں ہیں. جو غذاء خالص کے قریب ہوتے ہیں) +

وان يدبروا بغيرها فهو احب فان كل ذلك مما يملأ الدم مائية ويغلي في البدن غليان عصارات الفواكه في خارج وان كان ربما نفع في الوقت فانه يهيئه للعفونة

اگر ایسے لوگ (صفراوی اور محنت ومشقت کرنیوالے لوگ) اپنی تدبیر و اصلاح کے لئے ان تازہ پھلوں کے علاوہ دوسری چیزیں استعمال کریں (جو اسی طرح مرطب ہوں، مثلاً شراب ممزوج، اور ماءالشعیر وغیرہ) تو بہتر ہے؛ کیونکہ جو چیزیں خون میں مائیت کو بڑھا دیتی ہیں، اور جن چیزوں میں بدن کے اندر اسی طرح جوش وغلیان پیدا ہوتا ہے. جس طرح میوہ جات اور پھلوں کے پانی میں باہر ہوا کرتا ہے، ایسی چیزیں اگرچہ بعض اوقات وقتی طور پر نفع پہنچایا کرتی ہیں، مگر یہ خون کو متعفن ہونے کے لئے آمادہ اور تیار کردیتی ہیں +

وكذلك كل ما يملأ الدم خلطا نيا وان كان ربما نفع كالقثاء والقثد ولذلك ما كان المستكثرون من هذه الاغذية معرضين للحميات وان بردت في اول الامر

یہی حال اُن چیزوں کا بھی ہے جو خون میں کچے اخلاط بڑھاتی ہیں، مثلاً کھیرا اور ککڑی؛ اگرچہ ایسی چیزیں گاہے (گرم مزاجوں کو اور گرمی کے اوقات میں) فائدہ بھی پہنچا دیتی ہیں. یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس قسم کی غذاؤں کی کثرت کرتے ہیں، وہ بخاروں میں مبتلا ہونے کے لئے خوب تیار رہتے ہیں؛ اگرچہ یہ چیزیں اول میں ٹھنڈک پہنچاتی ہیں (اور

حرارت کی مضرتوں کو اُس وقت زائل کر دیتی ہیں) +

واعلم ان الخلط المائی ربما عرض له ان یصیر صدیدیاً وذلک اذا لم یتحلل وبقی فی العروق

یہ بھی واضح رہے کہ گاہے اخلاط مائیہ (عفونت کی وجہ سے) "صدیدی" ہو جایا کرتے ہیں، اور ایسا اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ یہ تحلیل نہیں ہوتے، اور عروق میں پڑے رہ جاتے ہیں +

"اخلاط مائیہ" سے رقیق القوام اخلاط مراد ہیں، خواہ ان کا مزاج کچھ ہی ہو، اور "اخلاط صدیدی" سے مراد یہ ہے کہ ان میں حدت و حرارت اور کسی قسم کا لذع پیدا ہو جائے۔ جیسا کہ رطوبات میں عام طور پر رکے پڑے رہنے اور متعفن ہونے سے لاحق ہو جایا کرتا ہے۔ گیلانی +

وھولاء اذا استعملوا الریاضات قبل ان یجتمع ھذہ المائیات بل کما کانوا یتناولون من الفواکه یرتاضون ایضا تحللت تلک المائیات وقل تضرر ھم بھا

جب اس قسم کے لوگ (تازہ پھلوں کے بکثرت کھانے والے لوگ) خون کے اندران مائیتوں کے اکٹھا ہونے سے قبل ہی ورزش کر لیتے ہیں — بلکہ جب یہ لوگ ان پھلوں کے کھاتے ہی ورزش کر لیتے ہیں — تو یہ مائیتیں تحلیل ہو جاتی ہیں۔ اور ان کا ضرر و نقصان گھٹ جاتا ہے (ایسی صورت میں یہ لوگ ان میوہ جات کے بُرے اثر سے مامون ومحفوظ ہو جاتے ہیں) +

واعلم ایضاً انه اذا کان فی الدم خلط خام اومائی منعر ان یلتصق بالبدن فیقل الغذاء

یہ بھی واضح رہے کہ جب خون میں خام یا رقیق اخلاط (بکثرت) ہوتے ہیں، تو اعضاء کے ساتھ اجزاء خون کے التصاق وچسپیدگی میں رکاوٹ ڈال دیتے ہیں، اسلئے بدنی تغذیہ (اور اعضاء کی پرورش لازماً) کم ہو جاتا ہے +

وخلیق بمن یاکل الفاکھة ان یمشی بعدھا ثم یاکل علیھا لتنزلق

جو لوگ فواکہ استعمال کریں، ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد کچھ چہل قدمی کریں، اور اس کے بعد غذا کھائیں تاکہ (غذاء کی ثقل و حرکت کے ساتھ) فواکہ بھی پھسل جائیں +

والاغذیة التی تولد المائیة والخلط الغلیظ اللزج والمراری فانھا تجلب الحمیات لتعفین المائی

بقول وفواکہ کی کثرت ٹھیک نہیں ہے

جن غذاؤں سے مائیت، اور غلیظ لزج اور صفراوی اخلاط پیدا ہوں، وہ بخار کی باعث ہوا کرتی ہیں؛ کیونکہ ان کا مائی حصہ تو خون میں

منہا للدم وتسد یدا للزجۃ والغلیظۃ منہا للمجاری والمماری وتسخین المراری منہا للبدن وحدۃ الدم المتولد عنہا	عفونت کا باعث ہوتا ہے، اور غلیظ و لزج اخلاط سے مجاری و مسالک میں سدے پیدا ہو جاتے ہیں، اور صفراوی اخلاط سے بدن میں سخونت حاصل ہو جاتی ہے، اور جو خون ایسی غذاؤں سے بنتا ہے، اُس میں حدت ہوتی ہے +
والبقول المرارية ربما کثر نفعها فی الشتاء کما ان التفہۃ ربما کثر نفعہا فی الصیف	**بُقُول مَرَارِیَّہ** (کڑوی اور چرپری سبزیاں، جیسے رائی، سرسوں، سویا، میتھی کے ساگ اور کریلے وغیرہ) بسا اوقات سردیوں میں بہت ہی مفید ثابت ہوتے ہیں؛ جس طرح پھیکی سبزیاں (اور پھیکی ترکاریاں، مثلاً خرفہ، پالک، کدو، ککڑی وغیرہ) بسا اوقات گرمیوں میں نافع ثابت ہوتی ہیں +
ومن صار الی ان ینال من الاغذیۃ الردیۃ فلیقلل المرات ولا یواتر ولیخلط بہا ما یضادھا فان تاذی بالحلو شرب علیہ الحامض من الخل والرمان المز وسکنجبین الخل والسفرجل ونحوہ وتعہد الاستفراغ	اغذیہ ردیہ جن لوگوں کو (کسی وجہ سے) بری غذائیں کھانی پڑیں، اُنہیں چاہیئے کہ (دن رات میں) کھانے کی تعداد (مَرَّاتِ اکل) کم کر دیں، یعنے پے در پے نہ کھائیں (تاکہ جو غذاء وارد معدہ ہو، وہ پورے طور پر ہضم ہو جائے، اور فضلات بدن کے اندر زیادہ اکٹھے نہ ہونے پائیں)؛ اور ان غذاؤں کے ساتھ (بطور مصلح) کوئی ایسی چیز ملا دیں جو ان کی مضاد ہوں؛ مثلاً اگر کوئی شخص میٹھی غذاؤں سے متأذی ہو (یعنی اگر کسی شخص کے مزاج کے لئے میٹھی غذائیں نامناسب ہوں، اور وہ اس کے استعمال سے ضرر پاتا ہو) تو اُسے چاہیئے کہ میٹھی غذاؤں پر کوئی کھٹی چیز کھا لے، مثلاً سرکہ، انار میخوش، سکنجبین سرکہ، اور بہی وغیرہ؛ اور استفراغ (بصورت قئے) کی پابندی کرے +
ومن تاذی بالحامض تناول علیہ العسل والشراب العتیق وذلک قبل النضج والانھضام	اور اگر کوئی شخص (اپنے مخصوص مزاج کی وجہ سے) ترش چیزوں سے ضرر پاتا ہو، تو اُسے چاہیئے کہ ایسی غذاؤں پر شہد اور شراب عتیق (شراب کہنہ) استعمال کرے۔ یہ بھی

یاد رکھو کہ اصلاح کے لئے جو پہلی غذا کے بعد کوئی دوسری چیز استعمال کی جاتی ہے، تو اسے چاہئے کہ پہلی غذا کے پک چکنے اور منہضم ہو جانے سے قبل استعمال کی جائے۔ (تاکہ معدہ کے اندر دونوں چیزیں مخلوط ہو جائیں اور ایک کی حدت دوسری سے ٹوٹ جائے) +

یہاں مٹھاس کی اصلاح ترشی سے بتائی گئی ہے، اور ترشی کی مٹھاس سے۔ نیز اس اصلاح و تدبیر میں ایک غذا کی اصلاح دوسری غذا سے، یا کسی ایسی چیز سے بتائی گئی ہے جو غذاؤں کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے، مثلاً سرکہ، شہد وغیرہ۔ لیکن اگر ترشی کی اصلاح کے لئے کوئی دوا استعمال کی جائے، اور ترشی کا پورا مقابل اور کلی ضد اختیار کیا جائے، تو وہ دوا بورقی ہے، جس میں شوریت ہو۔ حموضت اور بورقیت ایک دوسرے کی قطعی مضاد ہیں، اور ایک دوسرے کی حدت کو قطعی توڑ دیتی ہیں +

وکذلک ینبغی ان یتدارک اذی الدسم بالعفص مثل الشاھبلوط و حب الآس و الخرنوب الشامی والنبق والزعرور و بالمر مثل الراسن المر و بالمالح والحریف مثل الکوامیخ والثوم والبصل و بالعکس

اسی طرح چکنی (روغنی) چیز کی اذیت و ضرر کا تدارک اور اسکی اصلاح کسیلی (کھٹی) چیزوں کی جائے، مثلاً شاہ بلوط[51]، حب الآس، خرنوب[52] شامی، نبق (بیر)، زعرور[53]؛ یا اسکی اصلاح کڑوی چیزوں سے کی جائے، جیسے راسن[54] تلخ؛ یا اس کی اصلاح نمکین اور چرپری چیزوں سے کی جائے، مثلاً کوامیخ[55]، لہسن، پیاز وغیرہ۔ وعلیٰ ہذا اسکے برعکس (ان تمام قسم کی چیزوں کی اصلاح چکنی اور روغندار چیزوں سے کی جائے) +

ومن کان بدنہ ردی الاخلاط مع رقۃ وسع علیہ

بدن ردی الاخلاط
اور سہل التحلل

جس شخص کے بدن میں ردی اخلاط ہوں، اور ساتھ ہی رقت بھی ہو (یعنی ردا ئت

[51] شاہ بلوط = بلوط کی ایک قسم ہے + [52] خرنوب شامی = میوہ جات میں سے ہے + [53] زعرور میں اختلاف ہے۔ بقول بعض آلوچہ، اور بقول بعض جنگلی سیب۔ [54] راسن = زنجبیل شامی + [55] کوامیخ، کامخ کی جمع ہے۔ کامخ ایک قسم کی نانخورش یا سالن ہے جو پودینہ، دودھ، ابازیر اور فوذنج سے تیار کیا جاتا ہے۔ (فوذنج = پودنہ = ایک مرکب چیز ہے، جو کانجی اور اسی قسم کی دوسری ترشیوں کے خمیرہ سے تیار کی جاتی ہے) +

فی الغذاء المحمود

اخلاط کے ساتھ بدن میں لاغری بھی ہو، یا اخلاط میں رداءت کے باوجود رقت بھی ہو) تو اسے اچھی غذائیں فراخدلی کے ساتھ کھلائی جائیں (تاکہ اغذیۂ محمودہ سے اخلاط صالحہ پیدا ہوکر رداءتِ اخلاط کو دبا دیں)۔

اگر بدن میں ردی اخلاط معمولی طور پر زیادہ ہوں، افراط کے ساتھ زیادہ نہ ہوں، تو مذکورہ بالا تدبیر کی جاسکتی ہے؛ ورنہ اگر بدن میں اخلاط ردیہ بہت زیادہ ہونگے، تو یہ تدبیر کارگر نہ ہوگی، اور اغذیہ محمودہ سے بھی اخلاط ردیہ میں اضافہ ہوگا۔

بدن میں اگر لاغری ہو، یا اگر اخلاط ردیہ رقیق ہوں، تو ان دونوں صورتوں میں چونکہ ضعف ہوتا ہے، اسلئے ایسے ردی اخلاط کو استفراغ کے ذریعہ نکالنے میں دشواری لاحق ہوتی ہے؛ اور ایسی صورت میں یہی بہتر ہوتا ہے کہ جہاں تک ہوسکے، اچھی غذاؤں اور مناسب مسہلوں سے تدارک کیا جائے۔

ومن کان بدنہ سہل التحلل غذی بالرطب السریع الانھضام قال جالینوس والغذاء الرطب ھو المفارق لکل کیفیۃ کانہ تفہ فلیس بحلو ولا حامض ولا مر ولا حریف ولا قابض ولا مالح

اور جن لوگوں کا بدن آسانی کے ساتھ تحلیل ہونے کی قابلیت رکھتا ہو، انہیں غذاء میں رَطب اور زود ہضم چیزیں کھلائیں۔ جالینوس کہتا ہے کہ "غذاءِ رَطب" اُسے کہتے ہیں جو ہر قسم کی کیفیت سے (یعنی ہر قسم کے مزہ سے) خالی ہو؛ گویا وہ پھیکی (بے مزہ) ہو؛ یعنی نہ میٹھی ہو، نہ کھٹی ہو، نہ کڑوی ہو؛ نہ چرپری ہو، نہ قابض (کسیلی) ہو، اور نہ نمکین ہو۔

والمتخلخل احمل للغذاء الغلیظ من المتکاثف

بدن متخلخل اور بدن متکاثف جس شخص کا بدن متخلخل (پولا) ہو، وہ غلیظ غذاؤں کو متکاثف (ٹھوس) کے مقابلہ میں زیادہ برداشت کرسکتا ہے۔

والاستکثار من الاغذیۃ الیابسۃ یسقط القوۃ ویفسد اللون ویخفف الطبع ومن الدسم یکسل ویذھب بالشھوۃ ومن البارد یکسل ویکثر ومن الحامض یجلب الھرم وکذلک الحریف ومن المالح

مختلف اغذیہ کی زیادتی کے نتائج خشک غذاؤں کی زیادتی سے بھوک مرجاتی ہے، بدن کا رنگ بگڑ جاتا ہے، اور پاخانہ خشک ہوجاتا ہے (جس سے قبض دامنگیر ہوجاتا ہے)۔ چکنی اور روغنی غذاؤں کی زیادتی سے بدن میں سستی و کاہلی پیدا ہوجاتی ہے، اور بھوک جاتی رہتی ہے۔ ٹھنڈی غذاؤں کی زیادتی سے بھی سستی و کاہلی پیدا ہوجاتی ہے۔ ترش

یضر بالمعدة ویضر بالعین — اور جریری غذاؤں کی زیادتی سے بڑھاپا جلد آتا ہے. نمکین غذاؤں کی زیادتی معدہ اور آنکھ کے لئے مضر ہے +

نمکین اور شور کے لئے اکثر اوقات اطبار ایک ہی لفظ "مالح" استعمال کرتے ہیں. چنانچہ جس بلغم میں یا جس رطوبت میں ملحیت (نمکینیت) یا بورقیت (شوریت) ہوتی ہے، اُسے بالاشتراک مالح کہا جاتا ہے +

بقول گیلانی شور اور نمکین چیزیں معدہ کے واسطے اس لئے مضر ہیں، کہ اس قسم کی چیزیں معدہ میں لذع اور ہیجان پیدا کرتی ہیں، اور معدہ کی رطوبتوں کو غیر معمولی طور پر بہاتی اور پگھلاتی ہیں. بالآخر اس کے اس غیر معمولی تحریک واسالت سے معدہ کی رطوبت کم ہوجاتی ہے +

اور آنکھ کے لئے نمکین اور شور غذائیں اس لئے مضر ہیں کہ ہر عضو اپنے مخصوص مزاج کی وجہ سے مناسب اجزار غذائیہ ہی سے پرورش پاتا ہے، اسلئے بعض غذائیں بعض اعضار کے لئے زیادہ مضر ہوتی ہیں اور بعض کے لئے کم. یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر کسی خاص قسم کی غذا سے [illegible] میں ضرر پہونچے، تو تمام اعضار یکساں طور پر متأثر اور متأذی ہوں. بہر حال تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ نمکین غذائیں آنکھ کے لئے زیادہ مضر ہیں +

والغذاء الدسم الموافق — شذرہ (۱) جب کوئی مناسب (اور مرغوب الطبع) چکنی غذار اذا تنوول بعدہ غذاء ردی — کھائی جائے، اور اس کے بعد کوئی بُری اور غیر مُوافق کھائی افسدہ — جائے، تو پہلی غذار بھی فاسد ہوجاتی ہے +

والغذاء اللزج ابطأ انحدارًا — شذرہ (۲) غذاء لزج (لیسدار غذار) کا انحدار ولذلک الخیار بقشرہ اسرع — (معدہ سے آنتوں کی طرف، اور بالائی آنتوں سے زیریں آنتوں انحدارًا من الخیار المقشر و — کی طرف) دیر میں ہوا کرتا ہے. یہی وجہ ہے کہ چھلے ہوئے کذلک الخبز بنخالتہ اسرع انحدارًا — کھیرے کے مقابلہ میں چھلکے دار کھیرا جلد منحدر ہوجاتا ہے. اسی من المنخول — طرح بھوسی والے آٹے کی روٹی چھنے ہوئے آٹے کی روٹی سے جلد منحدر ہوجاتی ہے +

بیشتر غذائیں اور میوہ جات مرکب القُویٰ ہیں، یعنی ان کے مختلف اجزار کے اندر مختلف مزاج اور مختلف قوت وتاثیر کے جواہر اور مرکبات پائے جاتے ہیں. ان میں سے بعض اجزار کی تاثیر دوسرے کے مضاد ہوتی ہے. اسی لئے اگر کسی پھل کے ایک حصے سے کوئی ضرر پہونچتا ہے تو دوسرا مضاد جزر اس کی اصلاح

کر دیتا ہے۔ ایک جز د مثلاً اگر قابض ہوتا ہے، تو دوسرا ملین ۔ یہ تو ایک اصولی امر اور کلی مسئلہ ہے۔
اسی کلیہ کے تحت میں روٹی اور کھیرے کی مثالیں ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ باریک آٹے اور میدہ کی روٹی دیر ہضم اور قابض ہوتی ہے، اور اس کے مقابلہ میں موٹے اور بے چھنے آٹے کی روٹی زود ہضم اور نسبتاً ملین ہوتی ہے۔ باریک آٹے کی روٹی زیادہ لیسدار ہوتی ہے، جس میں معدہ کی حرارت اور رطوبت ہاضمہ دیر میں اور بدقت نفوذ کر سکتی ہے، اور جب اس کے ساتھ بھوسی بھی مخلوط ہوتی ہے، تو اس کا لیس کم ہو جاتا ہے اور اس میں حرارت و رطوبت آسانی کے ساتھ نفوذ کر کے عمل ہضم کی تکمیل کر دیتی ہے۔ یہی حال چھلے ہوئے اور بے چھلے کھیرے کا ہے +

والمتعب اذا لطف تدبیره ثم تناول غلیظاً کالارز باللبن بعد الجوع احدّ الدم واثاره واحتاج الى فصد وان كان قريب العهد به وكذلك الغضبان

شذرہ (۳) تھکا ہوا شخص جب لطیف غذائیں استعمال کرتا ہے، اسکے بعد کوئی غلیظ غذاء — مثلاً دودھ چاول — بھوک کے بعد کھا لیتا ہے، تو اسکے خون میں حدت پیدا ہو جاتی اور غلیان و جوش لاحق ہو جاتا ہے، جس سے اسے فصد کی حاجت پیش آجاتی ہے، اگرچہ فصد کئے ہوئے زیادہ مدت نہ گزری ہو۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو غیض و غضب کے بعد اسی غلطی میں مبتلا ہو جائیں +

جن ملکوں میں فصد کا عام رواج ہے، حتیٰ کہ معمولی اصلاح مزاج کے لئے فصد سے امداد لینا ایک معمولی بات ہے، ان میں عموماً خون کی کثرت پائی جاتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہے کہ فصد اسی وقت لی جاتی ہے، جبکہ بدن میں خون کی غیر معمولی زیادتی، یا خون میں فساد ہو +

تکان کی زیادتی سے بدن نڈھال اور قوت ہضم کمزور ہو جاتی ہے، اور بھوک کی زیادتی سے اعضاء کی قوت جاذبہ تیز ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں جب کوئی غلیظ غذاء کھائی جائیگی، تو فساد ہضم کی وجہ سے باوجود کمی مقدار کے خون فاسد ہو جائیگا، جسکی اصلاح کے لئے فصد کی ضرورت ہوگی +

اسی طرح غصہ وغیرہ کی زیادتی کی صورت میں چونکہ ہضم خراب ہو جاتا ہے، اس لئے ایسی صورت میں اگر غذاء غلیظ کھائی جائیگی، تو وہی مذکورہ بالا خرابی لازم آئے گی +

واعلم ان الغذاء الحلو تبتزه الطبيعة قبل النضج والانهضام فيفسد الدم

شذرہ (۴) یہ بھی واضح ہو کہ میٹھی غذاء کو (اس کی زیادتی کی صورت میں، یا جبکہ ان کی مخصوص قوت ہاضمہ کمزور ہوتی ہے) طبیعت ہضم و نضج پانے سے پہلے ہی جذب کر لیتی

ہے، اس لئے اس صورت میں بھی خون خراب ہو جاتا ہے (اور مذکورہ بالا صورت کی طرح اس وقت بھی فساد خون کے اصلاح کی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے، جو گاہے فصد سے حاصل ہوتی ہے، اور گاہے دوسرے تدابیر و علاج سے)

وقد یعرض للاغذیۃ من جہۃ تالیفہا احکام

مختلف غذاؤں کے ملانے کے احکام تالیف وترکیب کے لحاظ سے غذاؤں کے کے احکام کچھ اور بھی ہیں:

وقد قال اصحاب التجارب من اہل الہند وغیرہم انہ لا ینبغی ان یؤکل لبن مع الحموضات ولا سمک مع لبن فانہما یورثان امراضا مزمنۃ منہا الجذام

مجربین ہند وغیرہ کا قول ہے کہ ترشیوں کے ساتھ دودھ کا استعمال جائز نہیں ہے، اور نہ مچھلی کا دودھ کے ساتھ کھانا جائز ہے۔ ان دونوں باتوں سے مختلف امراض مزمنہ پیدا ہوجاتے ہیں، جن میں سے ایک جذام (اور دوسرا برص) بھی ہے +

اس حکم پر دلیل وقیاس قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اہل تجارب کے قول کو تجربہ ہی کی کسوٹی پر کسنا چاہئے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس سے اطبار مجربین کی غرض یہ ہے کہ جب یہ چیزیں مدت ہائے دراز تک اکٹھی کھائی جاتی ہیں، تو یہ امراض پیدا ہوجاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ دوچار ہی بار کی غلطی تمام امراض وآفات کو لے آئے۔ قرشی +

پنجاب میں عام طور پر دستور ہے کہ دودھ اور دہی دونوں کی لسی ملا کر استعمال کرتے ہیں، اور کسی خطرے سے نہیں ڈرتے

وقالوا ایضاً لا یؤکلن ماست مع الفجل ولا مع لحوم الطیر ولا سویق علی الارز بالبن ولا یستعمل فی المطعومات دھن[1] اودسم کان فی اناء نحاس ولا یؤکلن شواء شوی علی جمر الخروع

ان لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ مولی کے ساتھ دہی (ماست) نہ کھایا جائے، اور نہ پرندوں (خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے) کے گوشت کے ساتھ۔ اور نہ ستو کو دودھ چاول کے ساتھ۔ اور نہ کھانوں میں وہ روغن (یا چکنائی) یا تیل ڈالا جائے جو تانبہ کے برتن میں رکھا ہوا ہو (کیونکہ تجربہ سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ ایسا روغن تانبہ کی وجہ سے زہریلا سا ہوجاتا ہے، گیلانی)۔ اور نہ ایسا کباب کھایا جائے، جو ارنڈ کے کوئلہ پر بھونا

[1] چکنائی، مثلاً چربی وغیرہ، الغرض کوئی بھی روغنی چیز ہو +

گیا ہو (اور کباب اور انگاروں کے درمیان کوئی ظرف حائل نہ ہو، بلکہ انگاروں کی گرمی براہ راست کباب تک پہنچ رہی ہو)۔

والاطعمة المختلفة تضر من وجهين احدهما الاختلاف فی الهضم واختلاط المنهضم وغير المنهضم

غذاء واحد بہتر ہے | مختلف غذائیں (جو ایک وقت میں اکٹھی کھائی جائیں) دو طور پر مُضر ثابت ہوا کرتی ہیں: **ایک** تو اس طور پر کہ مختلف غذائیں مختلف اوقات میں ہضم ہوتی ہیں، اسلئے (معدہ وغیرہ میں) غذاء کے منہضم اور غیر منہضم دونوں قسم کے اجزاء مخلوط ہوجاتے ہیں (اور اسی حالت میں بہت سے اجزاء منجذب بھی ہوجاتے ہیں)۔

والثانی انها يمكن ان يتناول منها اكثر من الباجر الواحد وقد هرب اصحاب الرياضة فی الزمان القديم من ذلك اذ كانوا يقتصرون على اللحم فی الغداء وعلى الخبز فی العشاء

دوسرے اس طور پر کہ (اس حالت میں) بہت ممکن ہے کہ ایک وقت میں متعدد انواع واقسام کی غذائیں کھائی جائیں، حالانکہ زمانۂ قدیم کے اصحابِ[1] ریاضت (جنکو خاص طور پر بدنی پرورش اور جسمانی قُوٰی کی تربیت کا خیال ہوتا ہے اور جنکے تجارب کی اس بارہ میں کافی وقعت ہوتی ہے) اس سے گریز کرتے تھے (کہ ایک وقت میں متعدد اقسام کی غذائیں معدہ میں جمع کی جائیں)۔ یہ لوگ دن کے کھانے (غَدَاء = دوپہر سے پہلے کا کھانا) میں محض گوشت، اور رات کے کھانے (عَشَاء) میں محض روٹی استعمال کیا کرتے تھے

وافضل اوقات الاكل فی الصيف الوقت الذی هو ابرد

وقتِ غذاء | کھانے کا بہترین وقت موسم گرما میں وہ ہے، جو دوسرے وقتوں سے ٹھنڈا ہو (یہی وجہ ہے کہ گرمی کی شدت کے وقت کھانا کھانے سے اکثر ہضم نہیں ہوتا)۔

ومدافعة الجوع ربما تملأ المعدة صديداتٍ ردية

بھوک کی مدافعت | بھوک کی مدافعت اور مقابلہ کرنے (اور بھوکوں مرنے) سے بسا اوقات معدہ میں بُری قسم کی رطوبات صدیدیہ جمع ہوجاتی ہیں (جسکی وجہ اور جسکی پوری تفسیر گذر چکی)۔

---

[1] اصحاب ریاضت = جفاکش، محنتی، محنت ومشقت کرنے والے۔ رہے عیش پسند اور آرام طلب، بھلا یہ لوگ کب ایک غذاء پر قناعت کرسکتے ہیں۔

واعلم ان الکباب اذا انهضم کان اغذی غذاء وهو بطیٔ الانحدار باق فی الاعور

کباب کباب (پورے طور پر) ہضم ہو جاتا ہے، تو بہت خوب تغذیہ بخشتا ہے؛ لیکن یہ بطی الانحدار ہے، اور اعور نامی آنت میں پڑا رہتا ہے۔

والشوربا جغذاء جید وان کان ببصل طرد الریاح وان لم یکن ببصل هاج الریاح

شوربہ شوربا ج (شوربہ) بہترین غذا ہے (کیونکہ شوربہ میں گوشت کے اجزا رگل کر آجاتے ہیں)۔ شوربہ میں جب پیاز پڑی ہوئی ہوتی ہے، تو یہ کسر ریاح کرتا ہے، اور جب پیاز پڑی ہوئی نہیں ہوتی ہے، تو شوربا ریاح پیدا کرتا ہے۔

پیاز اگرچہ خود مولد ریاح ہے، مگر جب اسے شوربہ میں پکایا جاتا ہے، تو یہ بالخاصہ دفع ریاح کا کام کرتی ہے۔

ومن الناس من یحسب ان العنب علی الرؤس المشویة جید ولیس کما یحسب بل هو ردی جداً وکذلك النبیذ بل یجب ان یوکل علیه مثل حب الرمان بلا تفله

انگور اور سری بعض لوگوں کا گمان ہے کہ بھنی ہوئی (یا پکائی ہوئی) سری کے اوپر انگوروں کا کھانا اچھا ہے، حالانکہ یہ گمان صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ تو نہایت ہی ردی ہے (کیونکہ سری پائے مشکل سے ہضم ہوا کرتے ہیں، اور جب یہ ہضم نہ ہونگے، تو ان کے ساتھ معدہ کے اندر انگوروں کا کیا حال ہوگا، اور ان میں نہ معلوم کس قسم کا فساد لاحق ہو جائیگا)۔ یہی حال نبیذ کا بھی ہے (یعنی سری کے اوپر نبیذ کا پینا بھی اسی طرح برا ہے)؛ بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ سری کھانے کے بعد انار دانہ جیسی (مقوی معدہ و معین ہضم) دوائیں[1] کھائی جائیں، مگر انار دانہ کا تفل استعمال نہ کیا جائے۔

واعلم ان الطیهوج یابس یعقل البطن والفروج رطب یطلق

تیہو اور چوزہ مرغ تیہو[2] (کا گوشت) خشک ہے، جو پاخانہ میں قبض پیدا کر دیتا ہے؛ اور چوزہ مرغ (اس کے برعکس) رطب اور ملین شکم ہے۔

وخیر الدجاج المشوی ما شوی

مرغی مرغی کے پکانے کی بہترین صورت یہ ہے کہ اسے بکری

[1] یعنی انار دانہ جیسی دوسری ہاضم دوائیں، مثلاً زیرہ، الائچی، کشنیز وغیرہ۔ [2] تیہو ایک پہاڑی چڑیا ہے۔

فی بطن جدی او حمل فیحفظ رطوبته	یا بھیڑ کے بچہ کے شکم میں بند کر کے پکایا جائے۔ اس ترکیب سے مرغی کے گوشت کی رطوبت محفوظ رہتی ہے +
واعلم ان مرق الفروج شدید التعدیل للاخلاط اکثر من مرق الدجاج لکن مرق الدجاج اغذی	یہ بھی واضح رہے کہ چوزۂ مرغ کا شوربا مرغی کے شوربہ کے مقابلہ میں اخلاط کی تعدیل زیادہ کرتا ہے، لیکن مرغی کے شوربہ میں تغذیہ زیادہ ہے +
والجدی بارداً اطیب لسکون بخارہ والحمل حاراً اطیب للذوبان سھوکته	ٹھنڈا اور گرم شوربہ — بکری کے بچہ (کے شوربہ) کو اگر ٹھنڈا کر کے استعمال کیا جائے، تو زیادہ لذیذ معلوم ہوتا ہے؛ کیونکہ ٹھنڈا کرنے سے بخارات بند ہو جاتے ہیں، اور بھیڑ کے بچہ (کے شوربہ) کو اگر گرم گرم استعمال کیا جائے، تو زیادہ مرغوب خاطر ہوتا ہے؛ کیونکہ اس حالت میں اس کی بساندھ پگھلی ہوئی رہتی ہے +

بہت سی بساندھ والی چیزیں اس قسم کی ہیں کہ جب انہیں گرم گرم کھایا جاتا ہے، تو بساندھ کم محسوس ہوتی ہے، اور جب ٹھنڈا کر کے استعمال کیا جاتا ہے، تو بساندھ زیادہ محسوس ہوتی ہے +

والزیرباج للمحرور یجب ان یکون بلا زعفران وللمبرود یجب ان یکون بزعفران	زیرباج — گرم مزاجوں کو اگر زیرباج دیا جائے، تو مناسب یہ ہے کہ اس میں زعفران نہ ہو، اور سرد مزاجوں میں زعفران ضرور ڈالا جائے +

زیرباج = ایک مخصوص غذا ہے، جو زیرہ، نمک، اور گوشت وغیرہ سے مرکب ہوتی ہے +

والحلاوات وان کانت بسکر کالفالوذج فانھا شدیدۃ التسدید وتعطیشھا	حلوے — حلوے (میٹھی چیزیں) اگر فالودہ کی طرح (نشاستہ اور) شکر سے بنائے جائیں، تو یہ مُدے ہوتے ہیں؛ اس لئے کہ یہ سُدّوں اور پیاس کے باعث ہو جاتے ہیں +
واعلم ان مضرۃ الخبز اذا لم یھضم کثیرۃ ومضرۃ اللحم اذا لم یھضم دون ذلك	گوشت اور روٹی فسادِ ہضم کی صورت میں — روٹی اگر ہضم نہ ہو تو اس سے مضرت زیادہ حاصل ہوتی ہے، اور گوشت اگر ہضم نہ ہو تو اس سے (مقابلۃً) مضرت کم پہونچتی ہے +

مضرت و فساد جو عدم ہضم کی صورت میں بدن کے اندر لاحق ہوا کرتے ہیں، اس کا دار و مدار زیادہ تر اُن موادِ فاسدہ کی نوعیت پر ہوا کرتا ہے، جو عدمِ ہضم کی حالت میں پیدا ہو جاتے ہیں؛ اس لئے یہ کہنا

بہت سی شکل ہے کہ روٹی کے منہضم نہ ہونے سے بمقابلہ گوشت کے زیادہ مضرتیں لاحق ہوتی ہیں. بہرحال یہ مسئلہ مزید غور وفکر اور تحقیق کا محتاج ہے ۔

الفصل الثامن فی تدبیر الماء والشراب وما یتعلق بھما — فصل (۸) پانی شراب اور دیگر متعلقات کی تدبیر

اصلح المیاہ للامزجۃ المعتدلۃ ما کان معتدلا فی شدۃ البرد اوکان تبریدہ بالجمد من خارج لاسیما اذا کان الجمد ردیا وکذلک الحال فی الجمد الجید ایضاً فان المتحلل منہ یضر بالاعصاب واعضاء التنفس وبجملۃ الاحشاء ولا یحتملہ الا الدموی جدا او من لم یضرہ فی الحال ضرہ علی طول الایام والامعان فی السن

ٹھنڈا پانی — معتدل مزاجوں کے لئے بہترین پانی وہ ہے جو اوسط درجہ کا ٹھنڈا ہو، یا اُسے بیرونی طور پر برف سے ٹھنڈا کر لیا گیا ہو؛ علی الخصوص اگر برف بری ہو (یعنے خراب پانی سے برف جمی ہو، یا جمائی گئی ہو، تو ایسی صورت میں پانی کے اندر برف ہرگز نہ ڈالنی چاہئے؛ بلکہ باہر ہی سے پانی کو ٹھنڈا کرنا چاہئے). اور یہی حال اچھی برف کا بھی ہے؛ کیونکہ برف کے پگھلنے سے جو پانی حاصل ہوتا ہے، وہ (شدتِ برودت کی حالت میں) اعصاب، اعضائے تنفس، اور سارے احشاء کے لئے مضر ہے (اس لئے اچھی برف سے بھی اگر پانی یا شراب کو ٹھنڈا کیا جائے، تو باہر ہی سے ٹھنڈا کیا جائے؛ پانی یا شراب میں برف نہ ڈالی جائے، خواہ برف اچھی کیوں نہ ہو)؛ اور اسے سوائے اُن لوگوں کے جو نہایت درجہ دموی (اور گرم) ہوں، دوسرے برداشت نہیں کرسکتے. جن لوگوں کو ٹھنڈے پانی سے اگر فی الحال (ہوانی اور قوت کی وجہ سے نمایاں طور پر) مضرت نہیں پہونچتی. ان لوگوں میں اس کی مضرت ایک عرصہ گذرنے اور عمر بڑھنے کے بعد ظاہر ہوتی ہے ۔

وقال اصحاب التجربۃ لا یجمعن بین ماء البئر والنھر ما لم ینحدر احدھما

کنواں اور نہر — اصحابِ تجربہ کا قول ہے کہ کوئیں اور نہر کے پانی کو (معدہ کے اندر) اکٹھا نہ کرنا چاہئے، تاوقتیکہ ان میں سے ایک پانی (معدہ سے آنتوں کی طرف) اتر نہ جائے۔

واما اختیار الماء فقد دللنا

رہا یہ امر کہ کیسا پانی اختیار کیا جائے (اور صحت کے

علیه وکذلك اصلاح الردی منه والمزاج بالخل یصلحه

لئے بہترین پانی کون ہوسکتا ہے)، تو اسے ہم پہلے بتاچکے ہیں اسی طرح ہم یہ بھی بتاچکے ہیں کہ بُرے پانی کی اصلاح کیونکر کی جا سکتی ہے؛ (اس موقعہ پر ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ) سرکہ کی آمیزش سے بُرے پانی کی اصلاح ہوجاتی ہے +

سرکہ پانی کی عفونت اور بہت سی خرابیوں کو اپنی مخصوص حموضت کی وجہ سے دور کردیتا ہے، اور بہت سے اجزاء کو تہ میں راسب کردیتا ہے، جس سے اوپر کا پانی بہت کچھ نقی ہوجاتا ہے +

واعلم ان الشرب علی الریق وعلی الریاضة والاستحمام وخصوصاً مع خلاء البطن وکذلك طاعة العطش الکاذب باللیل کما یعرض للسکاری والمخمورین وعند اشتغال الطبیعة بهضم الغذاء وقد سبق التّرتّی الکافی ضارٌ جداً بل یجب ان کان ولابد ان یجتزی بالهواء البارد والمضمضة بالماء البارد ثم ان لم یقنع بذلك فمن کوزٍ ضیّقِ الراس علی ان المخمور ربما انتفع بذلك وربما لم یضره ان یشرب علی الریق

پانی کی ممانعت **واضح رہے** کہ نہار منہ پانی پینا، اور ورزش اور حمام کرنے کے بعد پانی پینا، علی الخصوص جبکہ شکم خالی ہو، نہایت ہی مضر ہے۔ اسی طرح رات کے وقت جھوٹی پیاس کی فرمانبرداری کرنا (اور پانی پیئے چلاجانا) بھی بغایت ضرررساں ہے، جیسا کہ (گا ہے) شرابیوں اور بدمستوں میں یہ کیفیت طاری ہوتی ہے، اور جیسا کہ (گا ہے) اُسوقت بھی یہ کیفیت طاری ہوتی ہے، جبکہ طبیعت ہضم غذاء کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اور باوجودیکہ پہلے پانی کافی طور سے پیاجاچکا ہے، پھر بھی جھوٹی پیاس قائم رہتی ہے؛ بلکہ اگر ایسی ہی مجبوری ہو، تو ٹھنڈی ہواء کے استعمال اور ٹھنڈے پانی کی کلیوں سے پیاس کی تسکین کی جائے، پھر اگر اس سے تسکین نہ ہو، تو ایسی لُٹیا (کوز) سے پانی پیاجائے جسکی ٹونٹی کا منہ بہت ہی تنگ ہو (تاکہ پیتے وقت تھوڑا تھوڑا پانی اندر داخل ہوسکے)۔ علاوہ ازیں اگر نہار منہ پانی پیاجائے، تو بعض اوقات شرابیوں کو (بجائے نقصان کے) اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے، اور بعض اوقات (اگر فائدہ حاصل نہیں ہوتا، تو) ضرر حاصل نہیں ہوتا۔ (اسی طرح بعض دوسرے تحرد المزاج لوگوں کا بھی حال ہے) +

ومن لم یصبر عن الشرب

جو لوگ (کسی وجہ سے) نہار منہ پیاس کو برداشت

علی الریق وخصوصاً بعد ریاضۃ فلیشرب قبلہ شرابا ممزوجاً بماء حار	نکر سکیں، علی الخصوص اگر اس قسم کی بے صبری ریاضت کے بعد عارض ہو، تو انہیں چاہئے کہ پانی پینے سے پہلے شراب اور گرم پانی ملا کر پی لیں (گرم پانی اور شراب کے ملانے سے ممزوج ومرکب نیگرم ہو جائے گا، اس کے بعد اگر ٹھنڈا پانی پیا جائیگا، تو ضرر نہ پہونچیگا)۔
ولیعلم المبتلی بالعطش الکاذب ان النوم ومصابرۃ العطش یسکنہ لان الطبیعۃ تحلل المادۃ المعطشۃ وخصوصاً اذا جمع بین الصبر والنوم واذا اطفئت الطبیعۃ المنضجۃ بالشرب طاعۃ لہا عاود العطش لاقامۃ الخلط المعطش	جو لوگ جھوٹی پیاس میں مبتلا ہوں، انہیں یہ جاننا چاہئے کہ سونے اور ضبط کرنے سے پیاس بجھ جایا کرتی ہے کیونکہ طبیعت ایسی حالت میں اُس مادہ کو (بلغم بورقی وغیرہ کو) تحلیل کردیتی ہے، جو پیاس کا باعث ہوتا ہے۔ علی الخصوص جبکہ دونوں باتیں ــــ ضبطِ عطش اور نیند ایک ساتھ عمل میں لائی جائیں: لیکن جب مادہ معطشہ کی اتباع وفرمانبرداری میں طبیعت منضجہ (طبیعت کی حرارت منضجہ) کو پانی پلا پلا کر ٹھنڈا کیا جاتا ہے، تو پیاس پھراسلئے عود کر آتی ہے کہ اس عمل سے وہ خلط دور نہیں ہوتی جو پیاس کی باعث ہے، بلکہ وہ قائم رہتی ہے۔
ویجب وخصوصاً علی صاحب العطش الکاذب ان لا یعب الماء عبا بل یمص منہ مصاً	(پانی پینے والوں کو عموماً اور) جھوٹی پیاس والوں کو خصوصاً چاہئے کہ یک تخت (ایک سانس میں) تیزی کے ساتھ بہت سا پانی نہ پی لیں، بلکہ تھوڑا تھوڑا پانی چوس چوس کر پئیں۔
وشرب الماء البارد جداً ردی فان کان ولابد منہ فبعد طعام کاف	(چونکہ) بہت ہی ٹھنڈا پانی پینا بُرا ہے، اس لئے اگر اسکے بغیر چارہ ہی نہ ہو، تو کافی طور پر کھانا کھانے کے بعد پینا چاہئے۔
والماء المفتر یغثی والمسخن فوق ذلک اذا استکثر منہ اوھن المعدۃ واذا شرب فی الاحیان غسل المعدۃ	نیگرم (گنگنا) پانی متلی کا باعث ہوتا ہے، اور اس سے زیادہ گرم پانی کا بکثرت (مختلف اوقات میں) جب استعمال کیا جاتا ہے، تو یہ معدہ کو کمزور کردیتا ہے، اور

و اطلق الطبیعة

جب (ایسا گرم پانی) کبھی کبھی استعمال کیا جاتا ہے، تو یہ معدہ کو (فضلات سے) دھو ڈالتا ہے، اور تلیین شکم کرتا ہے۔

شراب کے مختلف احکام

واما الشراب فالابیض الرقیق اوفق للمحرورین ولا یصدع بل ربما یخفف الصداع الکائن من التهاب المعدة ویقوم المروق بالکعک او الخبز مقامه خصوصاً اذا مزج قبل الشرب بساعتین

سفید رقیق شراب گرم مزاجوں کے لئے زیادہ مناسب ہے، اور یہ دردسر کی باعث نہیں بنتی؛ بلکہ یہ تو بسا اوقات باعث ترطیب بنکر اُس دردسر کی تخفیف کا سبب بن جایا کرتی ہے جو سوزش معدہ سے عارض ہوتا ہے۔ اور سفید رقیق شراب کے قائم مقام وہ شراب ہے جو کعک یا روٹی سے مروق کی گئی ہو؛ علی الخصوص جبکہ پینے سے دو گھنٹہ پہلے شراب میں پانی ملا دیا گیا ہو (خواہ سفید شراب استعمال کی جائے، یا شراب مروق) +

کعک: جسے ہم لوگ آجکل "بسکٹ" کہتے ہیں، اسی کو عربی میں کعک اور قسماط کہا جاتا ہے۔ کعک کو شارحین نے خبز یابس کے لفظ سے سمجھایا ہے؛ اور یہ ظاہر ہے کہ بسکٹ بھی ایک قسم کی خشک روٹی ہے +

کعک یا روٹی سے شراب کو "مُرَوَّق" کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کعک یا روٹی کا چورہ کرکے شراب میں ڈالدیں، اور چند گھنٹے تک اس کے اندر بھیگنے دیں۔ اس کے بعد اوپر کی شراب کو چھان لیں؛ اس عمل سے روٹی کے کچھ اجزاء صغیرہ شراب میں آجاتے ہیں، اور شراب کی حدت اور اس کی رنگت کی تیزی قدرے ٹوٹ جاتی ہے؛ ترویق شراب کا یہ طریقہ زمانۂ قدیم میں رائج تھا۔ لیکن اس سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ بادام شیریں پیسکر اور شراب میں ملاکر چھان لیا جائے، جس سے شراب بہت صاف اور سفید ہو جاتی ہے۔ گیلانی +

واما الشراب الغلیظ الحلو فهو لمن یرید السمن والقوة ولکن من تسدیده علی حذر

رہی گاڑھی میٹھی شراب، تو وہ اُن لوگوں کے لئے مناسب ہے جو بدنی فربہی اور طاقت چاہتے ہوں۔ لیکن اس سے چونکہ سدوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، اسلئے اس سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ (اور گاہے گاڑھی شراب سے سوداء اور مالنخولیا بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسا اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ شراب باوجود غلظت کے سیاہ رنگ کی ہوتی ہے) ؞

والعتیق الاحمر اوفق لصاحب المزاج البارد والبلغمی	پُرانی سُرخ شراب ٹھنڈے مزاجوں اور بلغمیوں کے لئے زیادہ مناسب ہوتی ہے ::
وتناول الشراب علی کل طعام من الاطعمۃ ردی علیٰ ما فرغنا من اعطاء علۃ ذلک فلا یشرب الا بعد انھضامہ وانحدارہ	**غذاء کے بعد شراب کا استعمال** کھانا کھانے کے بعد شراب کا پینا بُرا ہے۔ خواہ کسی قسم کی غذاء ہو، جیسا کہ ہم اس کی علت (فصل سابق میں) بتا چکے ہیں (کہ اس سے سدد اور عفونت کے لاحق ہونے کا اندیشہ رہتا ہے)۔ اسلئے شراب غذاء کے بعد اُس وقت تک نہ پینی چاہیئے، جب تک غذاء ہضم ہوکر منحدر نہ ہولے +
واما الطعام الردی الکیموس فشرب الشراب علیہ وقت تناولہ وبعد انھضامہ ردی لانہ ینفذ الکیموس الردی الی اقاصی البدن وکذلک علی الفواکہ وخصوصًا البطیخ	لیکن اگر غذاء ردی الکیموس کھائی گئی ہو تو اسپر شراب پینا دونوں صورتوں میں بُرا ہے، نہ کھانا کھاتے وقت (انھضام سے پہلے) جائز ہے، اور نہ اس کے ہضم ہونے کے بعد۔ کیونکہ شراب کیموس ردی (اور اخلاط فاسدہ) کو دور دراز مقامات تک نفوذ کرا دیتی ہے۔ (لیکن ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت ــــ ہضم غذاء سے پہلے شراب کا استعمال زیادہ ردی ہے)۔ اسی طرح فواکہ اور علی الخصوص تربوز وخربزہ کے کھانے کے بعد شراب کا استعمال ناجائز ہے +
والابتداء بالاقداح الصغار منہ اولی من الکبار ولکن ان شرب علی الطعام قدحین او ثلثۃ کان غیر ضار للمعتاد وکذلک عقیب الفصد للصحیح	شراب پیتے وقت اگر چھوٹے چھوٹے پیمانوں (ساغر) سے ابتداء کی جائے، تو یہ بڑے پیمانوں کے مقابلہ میں بہتر اور اولیٰ ہے (بلکہ چھوٹے ساغروں ہی میں ہر صورت میں پینا بہتر ہے۔ اسی طرح ان پیمانوں کے درمیان فاصلہ ڈالنا اور رُک رُک کر پینا اولیٰ ہے۔ گیلانی)۔ لیکن اگر کھانا کھانے کے بعد دو تین پیالیاں (چھوٹے ساغر) پی لی جائیں۔ تو اس سے معتاد لوگوں میں کسی ضرر کا اندیشہ نہیں ہے (بلکہ بقول قرشی یہ مفید ہے، اور معتاد لوگوں میں اسکے بغیر کھانا ہضم ہی نہیں ہوتا)۔ اسی طرح تندرست لوگوں میں فصد کے بعد کوئی مضائقہ

نہیں ہے (کیونکہ فصد کی وجہ سے کمزوری لاحق ہوجاتی ہے، اور شراب مُنعِش قوی ہے) +

والشراب ينفع الممرورين بادرار المرة والمرطوبين بانضاج الرطوبة

بعض منافع شراب چونکہ صفراء کا ادرار کرتی ہے، اس لئے یہ صفراویوں میں نافع ثابت ہوتی ہے، اور چونکہ رطوبات و مواد میں نضج کا باعث بنتی ہے، اس لئے یہ مرطوب لوگوں میں مفید ثابت ہوتی ہے +

وكلما زادت عطريته وزاد طيبه وطاب طعمه فهو اوفق

شراب میں عطریّت اور خوشبو جسقدر زیادہ ہوگی، اور مزہ جس قدر اچھا ہوگا، اُسی قدر زیادہ موافق ہوگی +

والشراب نعم المنفذ للغذاء في جميع البدن وهو يقطع البلغم ويحلله ويخرج الصفراء في البول وفي غيره ويزلق السوداء فيخرج بسهولة ويقمع عاديتها بالمضادة

شراب غذاء کو سارے بدن (کے عروق) میں نفوذ کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نیز بلغم کی تقطیع (انضاج، ترقیق) وتحلیل کرتی ہے۔ اور صفراء کو پیشاب وغیرہ کے ذریعہ خارج کرتی ہے، سوداء کو پھسلا کر بآسانی نکال دیتی ہے، اور دشمن سوداء ہونے کی وجہ سے سوداء کی مضرتوں کا قلع قمع کر دیتی ہے +

شراب "دشمنِ سوداء" کیوں ہے؟ اسلئے کہ سوداء اگر حزن وملال اور وحشت وغم کا باعث ہوتا ہے تو شراب فرحت ونشاط اور مسرت وشادمانی کی باعث ہوتی ہے +

ويحلل كل منعقد من غير تسخين كثير غريب وسنذكر اصنافه في موضعه

نیز شراب ہر منجمد مادّہ کو، غیر معمولی اور زیادہ تسخین پیدا کئے بغیر، تحلیل کر دیتی ہے۔ شراب کی قسموں کا تذکرہ ہم عنقریب اپنی جگہ پر (کتاب الادویہ میں) کرینگے +

ومن كان قوي الدماغ لم يسكر بسرعة ولم يقبل دماغه الابخرة المترقية الردية ولم يصل اليه من الشراب الا حرارة الملائمة فيصفو ذهنه مالا يصفو بمثله اذهان اخرى ومن كان بالخلاف كان بالخلاف

نشہ کی تیزی اور سستی جن لوگوں کا دماغ قوی ہوتا ہے، اُن کو نشہ جلد نہیں آتا، اور ان کے دماغ اُن ردی بخارات کو قبول نہیں کرتے، جو دماغ کی طرف صعود کرتے ہیں؛ نیز ایسے لوگوں میں انکے دماغ تک شراب کی محض ایک مناسب حرارت ہی پہونچتی ہے (جسکی وجہ سے ان کے دماغ میں ایک لطیف حرارت پیدا ہوجاتی ہے)، اسلئے ان لوگوں کا ذہن (قوت مدرکہ) شراب سے اتنا صاف ہوجاتا ہے، جتنا دوسرے

(کمزور دماغ) لوگوں کا ذہن اس سے صاف نہیں ہوتا، اور جو لوگ ان کے برعکس ہوتے ہیں، اُن میں یہ باتیں بھی برعکس ہی ہوتی ہیں +

بعض فضلاء کا قول ہے کہ شراب "نفسانی و روحانی فوائد" کے لحاظ سے ایسی بے نظیر چیز ہے کہ ہم کسی طرح اسکا بدل اور قائم مقام بنانے پر قادر نہیں ہیں۔ رہے اس کے "بدنی فوائد" تو گو ہم انکے لئے معاجین وغیرہ بنا سکتے ہیں، مگر یہ بھی مشکل ہی ہے۔ شراب کے **نفسانی (روحانی) فوائد** یہ ہیں: نفس میں سرور و انبساط پیدا کرنا، بہادر بنا دینا، بخل، بزدلی، اور غم کو کھو دینا، نفس کے پوشیدہ اخلاق کو نمایاں کر دینا، وغیرہ؛ اور **بدنی فوائد** یہ ہیں: بدن میں ایک لطیف حرارت کا پیدا کرنا، بدن میں فربھی لانا، ہضم کی تقویت، ذہن کا تصفیہ، حرارت غریزی کی تقویت و انعاش، قلب و معدہ کی تقویت، وغیرہ +

دماغ میں جو خیالات پہلے سے راسخ ہوتے ہیں، وہ شراب کے بعد حرکت میں آجاتے ہیں، مثلاً جو شخص پہلے سے غمگین ہوتا ہے، وہ شراب پینے کے بعد رونے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح شراب سے چونکہ دماغ میں حرارت بڑھ جاتی ہے۔ اور بعض دماغی قوی میں ہیجان لاحق ہو جاتا ہے؛ اسلئے شرابی بعض اوقات باتیں غیر معمولی طور پر کرتا ہے، اور اسکا غصہ تیز ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات دماغی خیالات کے مطابق اس کے برعکس قطعاً خاموش ہو جاتا ہے +

شراب کی مقدار کو بعض لوگوں نے اس طرح بتایا ہے کہ جب تک سرور بڑھتا جائے، رنگ نکھرتا جائے، بشرہ پھولتا جائے، بلد نرم ہوتی جائے، حرکات ٹھیک رہیں، اور ذہن اچھا رہے، اُس وقت تک سمجھنا چاہئے کہ ابھی افراط نہیں ہوئی ہے۔ لیکن اس کے برعکس جب اونگھ اور پینک شروع ہو جائے، متلی ہونے لگے، بدن اور دماغ بوجھل ہونے لگے، ذہن پریشان ہو جائے، حرکات ڈھیلے اور سست ہو جائیں اور بات چیت میں گڑبڑ ہونے لگے، تو سمجھنا چاہئے کہ اب افراط ہونے لگی ہے۔ (از گیلانی) +

ومن کان فی صدرہ وھنٌ یضیق فی الشتاء نفسہٗ فلا یقدر ان یستکثر من الشراب شتاءً

ضعف صدر اور شراب

جس شخص کے سینے میں کسی قسم کا ضعف ہو، جس سے موسم سرما میں اُسے سانس کی تنگی کی شکایت ہو جاتی ہو۔ وہ جاڑوں میں زیادہ شراب نہ پی سکے گا (شراب کی زیادتی سے پھیپھڑا اور بھی کمزور ہو جائے گا، اور بہت ممکن ہے کہ تنگی تنفس کی شکایت اور بھی بڑھ جائے) +



ومن اراد ان یستکثر من الشراب فلا یمتلأن من الطعام ولیجعل فی طعامه ما یدار	جو لوگ زیادہ شراب پینی چاہیں، اُنہیں چاہیئے کہ کھانا زیادہ نہ کھائیں۔ اور کھانے میں کوئی مدر چیز شامل کر دیں +
فان عرض امتلاء من طعام او شراب فلیقذف ولیشرب ماء العسل ثم یقذف ایضاً ثم یغسل فمه بخل وعسل ووجهه بماء بارد	اور جن لوگوں کو امتلاء (امتلاء معدہ) کی شکایت لاحق ہو جائے، خواہ یہ امتلاء غذاء کی وجہ سے ہو، یا شراب کی وجہ سے، اُنہیں چاہیئے کہ قے کر ڈالیں۔ اس کے بعد ماء العسل پیکر پھر بار دیگر قے کر ڈالیں، پھر سرکہ اور شہد سے (کلی اور غرغرہ کرکے) اپنا منہ صاف کر لیں، اور ٹھنڈے پانی سے چہرہ دھو ڈالیں +
ومن تأذی من الشراب لسخونة البدن وحمی الکبد فلیجعل غذاءه مثل الحصرمیة ونحوها ونقله مثل الرمان وحماض الاترج	جو لوگ سخونت بدن اور حرارت جگر کی وجہ سے شراب سے ضرر پاتے ہوں، اُن کی غذاء میں حصرمیۃ (انگور خام کی غذا) وغیرہ جیسی چیزیں، اور نقل میں انار (ترش)، اور حماض اُترج (ترنج کا پوکہ) جیسی (بارد) چیزیں دینی چاہئیں +

بعض گرم مزاجوں کو شراب کی وجہ سے سوزش، صفراء کا ہیجان، پیاس کی شدت اور بے چینی لاحق ہوتی ہے۔ گاہے تیز بخار عارض ہو جاتا ہے۔ گاہے جگر میں جُبھن ہو جاتی ہے۔ گاہے مہلک قسم کے دست جاری ہو جاتے ہیں۔ گیلانی +

اگر کھانسی، نزلہ، یا کسی اور وجہ سے ترشیوں کا استعمال ناجائز ہو، تو غذاء میں بجائے حصرمیہ اور دوسری ترش چیزوں کے کدو، کاہو، اور خرفہ وغیرہ کی غذائیں دیں۔ گیلانی +

ومن تأذی منه فی ناحیة رأسه فلیقلل وشرب الممزوج المروق وینقل علیه بمثل السفرجل	جن لوگوں کو شراب پینے سے ناحیہ سر (حصۂ سر) میں تکلیف ہو جاتی ہو (مثلاً شراب سے شدید درد سر ہو جاتا ہو) اُنہیں چاہیئے کہ شراب کی مقدار کم کر دیں۔ اور شراب ممزوج مروّق[1] استعمال کریں، اور نقل میں بہی جیسی (رادع اور مقوی) چیز کھائیں +
وان تأذی فی معدته بحرارتها	جن لوگوں کو شراب پینے سے معدہ میں حرارت

[1] مروّق کرنے کی ترکیب گذشتہ صفحات میں گذر چکی ہے +

فلیتناول حب الآس المحمص وبمص شیئامن اقراص الکافور ومافیه تبض وحموضة	(اور سوزش) کی شکایت ہو جاتی ہو، انہیں چاہیئے کہ حب الآس بریاں کھائیں، اور کسی قدر قرص کا فور اور ایسی چیزیں استعمال کریں جن میں قبض اور ترشی ہو (مثلاً انگور ترش وغیرہ) +
وان کان تاذیه لبرودتها تنقل بالسعد والقرنفل وقشر الاترج	لیکن اگر شراب پینے سے معدہ میں برودت کی شکایت لاحق ہو جائے (جیسا کہ بعض اوقات اس وجہ سے اس کی شکایت ہو جاتی ہے کہ شراب معدہ کے اندر سرکہ میں تبدیل ہو جاتی ہے)، تو سعد، قرنفل، پوست اُترج (اور مصطگی والائچی وغیرہ) سے نُقل کرنا چاہیئے +
واعلم ان الشراب العتیق فی حکم الدواء قلیل الغذاء	نئی اور پرانی شراب　شراب کہنہ گویا دواء ہوتی ہے، اور اس میں (بمقابلہ نئی شراب کے) غذائیت کم ہوتی ہے۔ اور
وان الشراب الحدیث ضار بالکبد مودٍ الی القیام الکبدی لنفخه واسهاله	نئی شراب (جسکو مسطار کہا جاتا ہے) جگر کے لئے مضر ہے، حتی کہ گاہے اس سے قیام کبدی (اسہال کبدی) عارض ہو جاتا ہے؛ کیونکہ نئی شراب میں (بمقابلہ شراب کہنہ کے) نفخ پیدا کرنے اور دستوں کے جاری کرنے کی قوت ہوتی ہے +

جس شراب پر ابھی چھ ماہ نہ گذرے ہوں، اُسے نئی شراب (مسطار) کہتے ہیں، اور جس پر ایک سال سے چار سال تک گذر چکے ہوں، اُسے شراب کہنہ (شراب عتیق) کہتے ہیں +

واعلم ان خیر الشراب هو المعتدل فی العتیق والحدیث الصافی الابیض الی الحمرة الطیب الرائحة المعتدل الطعم لا حامض ولا حلو	بہترین شراب　واضح ہو کہ شرابوں میں بہترین شراب وہ ہے جو نہ زیادہ کہنہ ہو، اور نہ زیادہ نئی ہو، صاف ہو۔ سفید مائل بہ سُرخی ہو، خوشبودار ہو، مزہ کے لحاظ سے اوسط درجہ کی ہو۔ نہ کھٹی ہو، اور نہ میٹھی +

شراب میں چھ باتیں دیکھی جاتی ہیں، اور انہی باتوں کی وجہ سے شراب کی مختلف قسمیں بن جاتی ہیں:

(۱) زمانہ:- اس لحاظ سے شراب کی چار قسمیں ہیں: (الف) نئی، جس پر چھ ماہ نہ گذرے ہوں؛ (ب) پرانی، جس پر ایک سال سے چار سال تک گذر چکے ہوں؛ (ج) متوسط، جو ان دونوں کے وسط میں ہو؛ (د) قدیم جس پر چار سال گذر چکے ہوں +

(۲) **صفاء وکدورت** : اس لحاظ سے شراب کی تین قسمیں ہیں: صاف، مکدر، اور متوسط +

(۳) **رنگ** :- اس لحاظ سے شراب کی پانچ قسمیں ہیں : (الف) سفید، (ب) سُرخ، (ج) زرد، (د) سبز، (ہ) سیاہ +

(۴) **بو** :- اس لحاظ سے اس کی سات قسمیں ہیں: بے بو — تیز بو — اور اوسط درجہ کی. پھر اخیر کی دونوں قسمیں تین قسموں میں منقسم ہیں: اچھی بو ہوگی — یا مکروہ بو ہوگی — یا اوسط درجہ کی ہوگی +

(۵) **مزہ** :- اس لحاظ سے شراب کی مختلف قسمیں ہیں، مثلاً شیریں، کڑوی، چرپری، قابض، نمکین، ترش وغیرہ؛ اور ان کے مرکبات +

(۶) **قوام** :- اس لحاظ سے شراب کی تین قسمیں ہیں: رقیق، غلیظ، اور متوسط . گیلانی +

والشراب الجيد المعروف بالمغسول وهو ان يتخذ ثلثة اجزاء من العصير وجزء من الماء ويغلى حتى يذهب ثلثه

شراب مغسول شراب[1] کی (یا شربت کی) ایک اچھی قسم "مغسول" کے نام سے مشہور ہے. اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ تین حصہ آب انگور، اور ایک حصہ پانی، دونوں کو ملاکر اتنا جوش دیں کہ اس میں سے ایک تہائی (بہ نسخۂ دیگر: ایک چوتھائی) جل جائے +

ومن اصابه من شرب الشراب لذع مصّ بعده الرمّان والماء البارد وشراب الافسنتين من الغد واستعمل الحمام وقد تناول شيئا يسيرًا

شراب پینے کے بعد جن لوگوں کو (معدہ میں) سوزش محسوس ہو، انہیں چاہیے کہ شراب کے بعد انار چوسیں، اور کسی قدر سرد پانی پئیں. (لیکن اگر شراب معدہ میں جاکر سرکہ میں مستحیل ہوگئی ہو، اور اس وجہ سے سوزش کی باعث ہو، تو پہلے قے کریں، اور اس کے بعد انار اور پانی استعمال کریں)، اور دوسرے روز صبح کے وقت شربت افسنتین[2] استعمال کریں، اور تھوڑی سی کوئی چیز کھانے کے بعد حمام میں داخل ہوں +

واعلم ان الممزوج يرخي المعدة

یہ بھی واضح رہے کہ شراب ممزوج معدہ کو ڈھیلا

---

[1] عربی میں "شراب" ایک وسیع لفظ ہے، جسکا اطلاق شربت پر بھی آتا ہے؛ اسلئے ترجمہ میں بڑی دقت واقع ہوتی ہے، اور بعض اوقات تمیز کرنا دشوار ہوجاتا ہے، کہ وہاں شراب کا لفظ رہنے دیا جائے، یا شربت کا لفظ لکھا جائے۔ [2] یہاں بھی اصل میں شراب افسنتین موجود ہے +

ویرطبها ویسکر اسرع لتنفیذ الماثیة — کر دیتی، اور اس میں رطوبت بڑھا دیتی ہے؛ نیز یہ نشہ جلد لاتی ہے؛ کیونکہ پانی شراب کو اعضاء تک جلد نفوذ کرا دیتا ہے +

آملی کہتے ہیں کہ یہ امر قابل غور ہے کہ شراب ممزوج بمقابلہ شراب خالص کے جلد نشہ لاتی ہے. بلکہ حق یہ ہے کہ پانی ملنے سے شراب کی حدّت اور تیزی ٹوٹ جاتی ہے +

بھوک، پیاس اور ورزش کے بعد شراب

ولیجتنب العاقل تناول الشراب علی الریق او قبل استیفاء الاعضاء من الماء فی المحرورین او عقیب حرکة مفرطة فان هذین ضاران بالدماغ والعصب ویوقعان فی التشنج واختلاط العقل او فی مرض او فصل حار — عقلمندوں کو چاہئے کہ مزاج کی گرمی کی صورت میں نہار منہ شراب پینے سے اجتناب کریں. اسی طرح (پیاس کی حالت میں) اُس وقت تک شراب سے اجتناب کریں، جب تک ان کے اعضاء اپنے حصے کا پانی جذب نہ کر لیں (یعنی بھوک اور پیاس کی حالت میں شراب نہ پئیں). علے ہذا افراطِ حرکت اور شدید ورزش کے بعد بھی شراب سے گریز کریں. کیونکہ یہ دونوں صورتیں (بھوک پیاس کے بعد. اور ورزش کے بعد شراب کا استعمال) دماغ اور اعصاب کے لئے مضر ہیں، اور اس سے تشنج اور اختلاط عقل پیدا ہو جاتا ہے. علے ہذا کسی گرم مرض ہونے کی حالت میں اور گرم موسم میں بھی شراب کا پینا ناجائز ہے +

سکرِ متواتر

والسکر المتواتر ردیء یفسد مزاج الکبد والدماغ ویضعف العصب ویورث امراض العصب والسکتة والموت فجأة — سُکرِ مُتواتر (یعنی پے در پے نشہ کا آنا، مثلاً یہ کہ نشہ اترتے ہی پھر شراب پی لی جائے؛ یا ایک ماہ میں دوبار سے زیادہ شراب پینا) بُرا ہے؛ اس سے جگر اور دماغ کے مزاج بگڑ جاتے ہیں، اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں، عصبی امراض اور سکتہ پیدا ہو جاتے ہیں، اور کہا گیا ہے اس سے اچانک ہلاکت واقع ہو جاتی ہے +

استحالہ بہ صفراء و سرکہ

والشراب الکثیر یستحیل صفراء ردیة فی بعض المعد وخلاً حاذقاً فی بعض المعد وضررها — شراب اگر کثیر مقدار میں پی جائے، تو بعض معدوں میں اس سے صفراء غیر طبعی بن جاتا ہے، اور بعض اوقات یہ ترش سرکہ میں مستحیل ہو جاتی ہے؛ اور یہ ظاہر ہے

عربی متن	اردو ترجمہ
جمیعاً عظیمٌ	کہ ان دونوں کا ضرر معمولی نہیں ہے ۔
وقد رأی بعضهم ان السکر اذا وقع فی الشهر مرة او مرتین نفع بما یخفف من القوی النفسانیة ویریح ویدر البول والعرق ویحلل الفضول	قول بقراط۔ بعض لوگوں ؎ کی رائے ہے کہ اگر ایک ماہ میں دو ایک بار نشہ لایا جائے، تو یہ مفید ہے؛ کیونکہ اس سے دماغی قوتیں ہلکی پڑ جاتی ہیں، اور انہیں راحت مل جاتی ہے، پیشاب اور پسینہ کا ادرار ہوتا ہے، اور بدن کے فضلات تحلیل ہوتے ہیں ۔
ولیعلم ان غالب ضرر الشراب انما هو بالدماغ فلا یشرب ضعیف الدماغ الا قلیلا وممزوجاً	یہ بھی واضح رہے کہ شراب کی مضرتوں کا زیادہ تر تعلق دماغ سے ہے، اس لئے جن لوگوں کا دماغ ضعیف ہو، اُنہیں شراب کم اور پانی ملا کر پینی چاہئے ۔
والصواب لمن تملأ من الشراب ان یبادر الی القیء فان سهل والا شرب علیه ماء حاراً کثیراً وحده او مع عسل ثم یستحم بعد القیء بلا توق ویمرخ بدهن کثیر وینام	جن لوگوں کو شراب کی زیادتی سے امتلاء لاحق ہو جائے اُنہیں چاہئے کہ جلد ہی قے کر ڈالیں۔ چنانچہ اگر آسانی کے ساتھ قے ہو جائے، تو خیر ورنہ بڑی مقدار میں گرم پانی تنہا یا شہد کے ساتھ ملا کر پی لیں (تاکہ آسانی سے قے ہو جائے) پھر قے کے بعد بلا خوف وخطر حمام کریں، اور بدن پر تیل کی خوب مالش کر کے سو جائیں ۔
والصبیان شربهم للشراب کزیادة نار علی نار فی حطب ضعیف	عمروں کے لئے۔ بچوں کے لئے شراب کا پینا ایسا ہے، جیسے تھوڑی لکڑیوں میں آنچ پر آنچ بڑھا دی جائے (جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ تھوڑی سی لکڑیاں جلد جل کر راکھ ہو جائینگی) ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کے اعضاء بہت سے وجوہ سے ناقص الخلقت اور ضعیف ہوتے ہیں اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہے کہ بچوں کی حرارت جوانوں کے مساوی ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں اگر انہیں شراب پلائی جائیگی، تو مزاج کی حرارت اور شراب کی حرارت، دونوں ملکر ان کے اعضاء کے رطوبات اصلیہ جلد تحلیل و برباد کر کے ختم کر دیگی، اور یہ عمر طبعی سے بہت پہلے دائمی اجل کو لبیک کہنے پر مجبور ہونگے ۔

عربی متن	اردو ترجمہ
وما احتمل الشیخ فاسقه وعدل الشبان فیه	بوڑھے جتنی شراب برداشت کریں، اُنہیں پینے دیا جائے (کیونکہ بوڑھوں کے لئے تھوڑی مقدار ہی کافی ہو جاتی

؎ یہ قول بقراط کی طرف منسوب ہے ۔

ہے)۔ اور جوانوں کو اعتدال پر رکھا جائے (کیونکہ جوان شراب کی کافی مقدار برداشت کر سکتے ہیں، اس لئے انہیں بوڑھوں کی طرح چھوڑ نہ دیا جائے، کہ جتنی برداشت ہو، پیتے رہیں؛ بلکہ بقدر برداشت سے کم ہی دیں) +

والبلد البارد یحتمل الشراب والحار لا یحتمله

سرد ملک میں شراب کی برداشت زیادہ ہو سکتی ہے، اور گرم ملک میں نہیں +

اسی طرح گرم مزاج، گرم خلط، گرم موسم، اور دن کے گرم اوقات کو گرم ملک پر قیاس کیا جائے، اور بارد مزاج، بارد خلط، بارد موسم، اور بارد اوقات کو سرد ملک پر +

ومن اراد ان یمتلی من الشراب فلا یمتلئ من الطعام ولم یاکل الحلو بل یتحسی من الاسفیدباجا الدسم وتناول ثرید ا دسمۃ ولحما دسما مجزعا واعتدل ولم یتعب یتنقل باللوز والعدس المملحین وکامخ الکبر وان اکل الکرنبیۃ وزیتون الماء ونحوہ نفعہ واعان علی الشرب

کثرت شراب کی خواہش جو لوگ (کسی مصلحت یا ضرورت سے) زیادہ شراب پینی چاہیں (اور یہ بھی چاہیں کہ شراب کی زیادتی کے باوجود نشہ زیادہ نہ آئے) انہیں چاہیئے کہ کھانا کم کھائیں، اور مٹھاس استعمال نہ کریں (کیونکہ میٹھی چیزوں کے بعد شراب اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے)۔ بلکہ چکنا شوربہ (اسفید باج دسم) پئیں، اور چکنا ثرید اور چکنا گوشت (جس میں چربی زیادہ ہو) کھائیں، مگر یہ چیزیں زیادہ نہ کھائیں، اور نہ زیادہ حرکت کریں (کیونکہ شراب پی کر زیادہ چلنے پھرنے سے نشہ زیادہ آتا ہے) اور شراب کے ساتھ بطور نُقل کے نمکین بادام، نمکین مسور اور کامخ کبر استعمال کریں۔ اور اگر غذا، کرنبیہ اور زیتون الماء[1] (پانی کا زیتون) وغیرہ کھائیں، تو یہ مفید ہیں۔ اور ان سے شراب کی زیادتی پر اعانت ملتی ہے +

وکذلک جمیع ما یجفف البخار مثل بزر الکرنب النبطی والکمون والسذاب الیابس والفوتنج والملح النفطی والنانخواہ

اسی طرح وہ ساری چیزیں مفید ہیں (اور کثرتِ شراب پر امداد کرتی ہے) جو بخارات کو خشک (اور کم) کرتی ہیں، مثلاً تخم کرنب نبطی، زیرہ، سداب خشک، پودینہ، نمک نفطی، اور اجوائن +

[1] زیتون الماء = زیتون کی وہ قسم ہے جو پانی میں پیدا ہوتی ہے +

والاغذية التي فيها لزوجة وتغرية وربما غلظت البخار وذلك مثل المدسومات الحلوة اللزجة فانها تمنع السكر وان كان لا يقبل شرابا كثيرا لسبب انها بطيئة النفوذ

جن غذاؤں میں لزوجت اور غرویت (لیس اور چیپک) ہوتی ہے، اور جن سے بدن کے بخارات غلیظ ہوجایا کرتے ہیں. مثلاً میٹھی اور لیسدار چکنی غذائیں (سیدے کے حلوے کی طرح) یہ شراب کے نشہ میں رکاوٹ پیدا کردیتی ہیں؛ اگرچہ ایسی غذائیں بطی النفوذ ہونے کی وجہ سے زیادہ شراب کی برداشت نہیں کرتی ہیں +

وسرعة السكر تكون لضعف الدماغ او لكثرة الاخلاط فيه او تكون لقوة الشراب او تكون لقلة الغذاء وسوء التدبير فيه وفيما يتصل به

نشہ کا جلد آنا نشہ جلد مندرجۂ ذیل وجوہ سے آتا ہے: (۱) ضعف دماغ کی وجہ سے؛ (۲) دماغ کے اندر اخلاط کی کثرت کی وجہ سے؛ (۳) شراب کی تیزی کی وجہ سے؛ (۴) غذا کی کمی کی وجہ سے (کیونکہ خلوئے معدہ کی صورت میں شراب کا عمل تیزتر ہوتا ہے)؛ (۵) شراب کے استعمال میں بے عنوانی اور غلطی کرنے کی وجہ سے. یا اُن تدابیر میں غلطی کرنے کی وجہ سے جو شراب کے ساتھ برتے جاتے ہیں (مثلاً نُقل اور غذا وغیرہ میں ایسی چیزوں کا استعمال کرنا، جن سے نشہ جلد آجائے) +

والذي يكون لضعف الرأس علاجه علاج النزلة المتقادمة من اللطوخات المذكورة في ذلك الباب ولا يشرب منه الا قليلا

چنانچہ اگر یہ کیفیت ضعف دماغ کی وجہ سے ہو، تو اسکا علاج نزلۂ کہنہ کی طرح اُن لطوخات (وغیرہ) سے کریں، جنکا ذکر اس بارۂ خاص میں کیا گیا ہے. (نزلۂ کہنہ کا علاج تنقیۂ دماغ، تقویت دماغ، اور تحلیل فضول دماغیہ ہے). نیز ایسا شخص شراب محض قلیل مقدار میں استعمال کرے +

شراب يبطئ بالسكر يؤخذ من ماء الكرنب الابيض جزء ومن ماء الرمان الحامض جزء ومن الخل نصف جزء يغلي غليانات والشربة منه قبل الشراب اوقية

نشہ کا دیر میں آنا (تدابیر جن سے) شراب دیر میں نشہ لاسکے: (۱) آب کرنب سفید ایک جزء، آب انار ترش ایک جزء، سرکہ نصف جزء، تینوں چیزوں کو ملاکر چند بار جوش دے لیں، اور شراب سے پہلے اس میں سے ایک اوقیہ استعمال کریں +

وایضاً یتخذ حبا من الملح والسذاب والکمون الاسود ویجففها ویتناول حبة بعد حبة

(۲) نمک، برگ سداب، زیرۂ سیاہ، تینوں کی گولیاں بنا کر خشک کریں، (اور شراب کے بعد) ایک گولی پر دوسری گولی کھاتے چلے جائیں ۔

وایضاً یوخذ بزر الکرنب النبطی والکمون واللوز المر المقشر والفوتنج والافسنتین والملح النفطی والنانخواہ والسذاب الیابس یشرب منہ من لایحتمل مضرة من حرارتہ وزن درھمین بماء بارد علی الریق

(۳) تخم کرنب نبطی، زیرہ، بادام تلخ مقشر، پودینہ، افسنتین، نمک نفطی، اجوائن، سداب خشک، مقدار خوراک دو درہم نہار منہ، ٹھنڈے پانی کے ساتھ۔ یہ مقدار اُس شخص کے لئے ہے جسے اس دوا کی حرارت سے کوئی اندیشۂ ضرر نہ ہو۔

ومما یصحی السکران ان یسقی الماء والخل ثلث مرات متواترة او ماء المصل والرائب الحامض ویتشمم الکافور والصندل ویجعل علی رأسه المبردات الرادعة مثل دھن الورد بخل خمر

ہوشیار کرنے کی تدبیر متوالوں اور نشہ سے بدمستوں کو ہوشیار کرنے کی ایک تدبیر یہ ہے کہ پانی اور سرکہ ملا کر پے در پے تین بار پلائیں (اور قے کرائیں، چہرہ پر نہایت ٹھنڈے پانی کی چھینٹیں ماریں، ان کے ہاتھ پاؤں کو بار بار دھوئیں، سرکہ سنگھائیں)؛ یا آب پیانزا ور دہی کا کھٹا پانی پلائیں. کافور اور صندل سُنگھائیں، ان کے سر پر روغنگل اور سرکہ خمر جیسی مبرد رادع چیزیں رکھیں ۔

واما علاج الخمار فنذکرہ فی الجزئیات

خمار رہا خُمار (صداع خماری) کا علاج، تو اس کا ذکر امراض جزئیہ (حصۂ معالجات) میں آئیگا ۔

ومن اراد ان یسکر بسرعة من غیر مضرة نقع فی الشراب الاشنة والعود الھندی

جو لوگ یہ چاہیں کہ کوئی ضرر نہ پہونچے اور نشہ جلد آجائے انہیں چاہئے کہ شراب میں اُشنہ (چھریلہ) اور عود ہندی بھگو دیں ۔

ومن احتاج الی سکر شدید لعلاج عضو علاجاً مولماً جعل فی شرابہ ماء الشیلم او یاخذ من الشاھترج والافیون والبنج من کل واحد نصف درھم ومن جوز بوا والسك والعود الخام من کل واحد قیراط یسقی منہ فی الشراب قدراً لحاجة

داروئے بیہوشی جو لوگ کسی عضو کے دردناک اور تکلیف دہ علاج کے لئے (مثلاً کسی عملیت جراحیہ کے لئے) سخت بیہوشی (اور بےخبری) کے محتاج ہوں، اُنہیں چاہئے کہ آب شیلم شراب میں ڈال کر استعمال کریں. یا شاہترہ، افیون، اجوائن خراسانی ہر ایک نصف درہم، جوز بوا، سُک، عود خام ہر ایک ایک قیراط، (سفوف کرلیں، اور) اس میں سے بقدر ضرورت لیکر شراب کے ساتھ استعمال کریں ۔

او يطبخ البنج الاسود و قشور اليبروج في الماء حتى يحمر و يمزج به الشراب

یا اجوائن خراسانی سیاه، اور پوست بیبروج (پوست بیخ لفاح) لیکر پانی میں اسقدر پکائیں کہ پانی کا رنگ سُرخ ہوجائے، پھر اسے شراب کے ساتھ ملاکر استعمال کریں۔

الفصل التاسع في النوم واليقظة

فصل (۹) نیند اور بیداری کے تدابیر

اما الكلام في سبب النوم الطبيعي والسبات وضدهما من اليقظة والارق وما يجب ان يفعل في جلب كل واحد منهما و دفعه اذا كان موذيا وما يدل عليه كل واحد منهما وغير ذلك فقد قيل منه شئ في موضعه وسيقال في الطب الجزئي

طبعی نیند اور غیر طبعی نیند (سُبات) کا، اور ان دونوں کی ضد — یقظہ اور ارق — کا تذکرہ، اور یہ کہ ان کے حاصل کرنے کا ذریعہ کیا ہے، اور موذی اور تکلیف دہ ہونے کی صورت میں ان کے دور کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے، اور یہ کہ ان سے کن باتوں کا پتہ چلتا ہے (یعنی یہ کہ نیند اور بیداری کن امور کے لئے دلیل و علامت بنتی ہے)، اسی طرح اور دوسری بہت سی باتوں میں سے کچھ تو "نیند و بیداری کی فصل" میں مذکور ہوچکی ہیں، اور کچھ باتوں کا تذکرہ "طب جزئی" (معالجاتِ امراض) میں آئیگا۔

واما الذي يقال في هذا الموضع فهو ان النوم المعتدل ممكن للقوة الطبيعية من افعالها مريح للقوة النفسانية مكثر من جوهرها حتى انه ربما عاد بارخائه مانعا من تحلل الروح آتي روح كانت ولذلك يهضم الطعام الهضوم المذكورة ويتدارك به الضعف الكائن عن اصناف التحلل ما كان من اعياء وما كان من مثل الجماع

نوم معتدل رہی یہ بات کہ جو کچھ یہاں بتانا مقصود ہے، وہ یہ ہے کہ اوسط درجہ کی نیند (نوم معتدل) قوت طبعیہ کو اپنے افعال پر قادر کردیتی ہے، قوت نفسانیہ (محرکہ و مدرکہ) کو راحت و آرام بخشتی ہے، اور قوت نفسانیہ کے جوہر (روح نفسانی) کو بڑھاتی ہے (اور بیداری حرکات و ادراکات کی وجہ سے جوہر روح کو خرچ کرتی ہے)؛ بلکہ نیند کی حالت میں چونکہ اعضاء سُست اور بے حرکت ہوجاتے ہیں، اسلئے نیند روح کے تحلل اور خرچ کو روک دیتی ہے، خواہ کسی قسم کی روح ہو (روح حیوانی ہو، یا نفسانی وغیرہ)۔ یہی وجہ ہے کہ نیند کی حالت میں غذا اپنے تمام مدارج ہضم[2] کو جنکا ذکر

---

[1] نوم = نیند۔ یقظہ = بیداری۔ غیر طبعی نیند کو سُبات کہتے ہیں، اور غیر طبعی بیداری کو ارق یا سَہَر۔ [2] ہضم معدی، معوی، کبدی، عروقی، عضوی۔

والغضب ونحو ذلك

پہلے ہو چکا ہے (بہت خوبی کے ساتھ) طے کیا کرتی ہے، اور نیند کی وجہ سے ہر قسم کے ضعف کا تدارک ہو جایا کرتا ہے، جو مختلف اقسام تحلل سے پیدا ہوتا ہے، خواہ وہ تکان کی وجہ سے ہو، یا جماع، غصہ، وغیرہ کی وجہ سے +

والنوم المعتدل اذا صادف اعتدال الاخلاط فی الکم والکیف فهو مرطب مسخن وهو انفع شئ للمشائخ فانه یحفظ علیهم الرطوبة ویعیدها

نوم معتدل کی اہمیت اگر بدن کے اخلاط کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے معتدل ہوں، تو یہ بدن کے لئے مسخن اور مرطب ثابت ہوتی ہے، اور یہ بوڑھوں کے لئے مفید ترین تدابیر میں سے ہے۔ اس سے اُن کے بدن کی رطوبتیں (اصلی رطوبتیں) محفوظ رہتی ہیں، بلکہ (خشکی کے بعد نئی) رطوبتیں لوٹ آتی ہیں +

ولذلك ذكر جالینوس انه یتناول کل لیلة بقلة خس مطیب فاما الخس فلینوم واما التطیب فلیتدارك به تبریده

جالینوس کی عادت اسی وجہ سے جالینوس روزانہ رات کے وقت کاہو کا مصالحہ دار ساگ (بَقْلَۃٌ مُطَیَّبَۃٌ[1]) کھایا کرتا تھا، جیسا کہ اُس نے (اپنی کتابوں میں) تذکرہ کیا ہے، چنانچہ کاہو کا ساگ تو اس لئے کھایا کرتا تھا کہ کاہو منوم ہے اور اسکو "مصالحہ دار" اس لئے کر لیتا تھا، تاکہ کاہو کی برودت کی اصلاح ہو جائے +

قال فانا الآن علی النوم حریص ای فی الیوم شیخ ینفعنی ترطیب النوم وهذا نعم التدبیر لمن یعصیه النوم

جالینوس کہتا ہے کہ "اندنوں میں نیند کا حریص ہوں" یعنی اندنوں میں بوڑھا ہوں، اسلئے مجھے نیند کی ترطیب سے بہت فائدہ پہونچتا ہے۔ جس شخص کو نیند نہ آتی ہو (اور اُسے بیداری کی شکایت ہو) اُس کے لئے یہ ایک بہترین تدبیر ہے (ایسی حالت میں کاہو کا استعمال کرنا بہت سود مند ہے) +

وان قدم علیه حماماً بعد استکمال

اور اگر کوئی شخص سونے سے پہلے اور ہضم غذا کے

---

[1] مُطَیَّب کے لفظی معنے "خوشبودار کئے ہوئے" کے ہیں، مگر ہم نے اس کا ترجمہ مصالحہ دار کیا ہے۔ گیلانی نے مطیب سے یہ مفہوم لیا ہے کہ ساگ میں سرکہ یا کانجی چھڑک لی جائے +

هضم الغذاء المتناول واستكثار من صب الماء الحار على الرأس فانه نعم المعين واما التدبير الذي هو اقوى من ذلك فنذكره في المعالجات

بعد حمام کرے، اور گرم پانی سر پر کثرت سے (دیر تک) ڈالے تو یہ نیند کے لئے بہترین مددگار ہے؛ لیکن اس سے زیادہ مؤثر اور قوی تدابیر کا ذکر "بابِ معالجات" میں کیا جائیگا۔

فيجب على الاصحاء ان يراعوا امر النوم وليكن منهم على اعتدال وفي وقته ولا يفرطوا فيه وليتقوا ضرر السهر باد مغتهم ويقواهم كلها

تندرست لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ نیند کا خاص طور پر لحاظ رکھیں (اور قواعد و اصول کی پابندی کریں)، اعتدال کے ساتھ سوئیں، ٹھیک وقت پر سوئیں، (یعنی انحدار غذا کے وقت سوئیں)، اور بہت زیادہ بھی نہ سوئیں۔ اور بیداری کی مضرتوں سے اپنے دماغوں، اور ساری قوتوں کو بچائیں (کیونکہ بیداری جس طرح دماغ کو کمزور کر دیتی ہے اسی طرح یہ بدن کی ساری قوتوں کو ضعیف بنا دیتی ہے)۔

وكثيرًا ما يكلف الانسان السهر ويطرد عنه النوم خوفًا من الغشي وسقوط القوة

بعض اوقات انسان کو غشی (بیہوشی) اور سقوط قوت کے خوف سے بہ تکلف جگایا جاتا، اور اس کی نیند کو بھگایا جاتا ہے (جیسا کہ اگر کوئی شخص افیون کھا لیتا ہے، اور اسے نیند اور بیہوشی طاری ہوتی ہے، تو اُسے سونے نہیں دیا جاتا، اور انتہائی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ جاگتا رہے)۔

وافضل النوم الغرق وما كان بعد انحدار الطعام من البطن الاعلى وسكون ما عسى يتبعه من النفخ والقراقر فان النوم على ذلك ضار من وجوه كثيرة بل ولا يطيب ولا يتصل ولا يفارق التململ والتقلب وهو ضار ومع ضرره موذ لصاحبه

بہترین نیند — بہترین نیند وہ ہے جو گہری ہو، اور اس وقت آئی ہو جبکہ غذا شکم کے بالائی حصے سے نیچے اتر چکی ہو، اور جبکہ نفخ و قراقر میں سکون ہو چکا ہو، جو بعض اوقات کھانا کھانے کے بعد لاحق ہو جاتے ہیں؛ ورنہ ان کی موجودگی میں سونا بوجوہ کثیر مضر ہے؛ بلکہ ایسی حالت میں (ریاح وغیرہ کی وجہ سے) نہ نیند اچھی آتی ہے، نہ مسلسل ہوتی ہے، اور تململ[1] اور بے قراری سے خالی ہوتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ تململ اور بیقراری (طبی حیثیت سے) ایک مضر چیز ہے، اور باوجود طبی مضرت کے سونے والے کے لئے ایسی نیند

[1] تململ: نیند میں کروٹیں بدلنا، اور ایک حالت میں آرام و سکون سے نہ سونا۔

باعثِ اذیت و تکلیف ہوتی ہے (اور کوئی راحت نہیں پہونچتی)۔

فلذلك يجب ان يتمشى يسيرًا ان ابطأ الانحدار ثم ينام

لہذا اگر ہضمِ غذا ر میں کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے، تو انسان کو چاہیئے کہ پہلے کچھ دیر چہل قدمی کرے اس کے بعد سونے کا قصد کرے۔

والنوم على الخوى ردى مسقط للقوة وعلى الامتلاء قبل الانحدار من البطن الاعلى ردى لانه لا يكون غرقا بل يكون مع تململ وكما يشتغل فيه الطبيعة بالهضم يشتغل به فى حال النوم من الهضم عارضها استيقاظ مزعج محير يتبلد معه الطبيعة فيفسد الهضم

خلوِ معدہ اور امتلاءِ معدہ — خلوئے معدہ (اور بھوک) کی حالت میں سونا بُرا ہے؛ اس سے قوتیں نڈھال ہو جاتی ہیں۔ علے ہذا امتلاءِ معدہ کی حالت میں سونا، جبکہ غذا ر شکم کے بالائی حصے سے نیچے نہ اُتری ہو (اور بُری طرح پیٹ کھانے سے بھرا ہوا ہو) بُرا ہے؛ کیونکہ ایسی حالت میں نیند گہری نہیں ہوا کرتی، بلکہ تململ اور بیقراری کے ساتھ ہوتی ہے۔ کیونکہ اس حالت میں طبیعت جیسے ہی کہ ہضم کی طرف متوجہ ہوگی، جس طرح نیند کی حالت میں متوجہ ہوا کرتی ہے، ویسے ہی نیند ٹوٹ جایا کرے گی، جس سے طبیعت پریشان اور متحیر ہو کر سُست پڑ جائیگی، اور ہضم بگڑ جائیگا۔

یعنی امتلاء کی حالت میں سونے سے بار بار طبیعت ہضم کی طرف متوجہ ہوگی، اور بار بار نیند ٹوٹ جایا کرے گی، جس سے طبیعت پریشان ہو جائیگی، اور ہضم کا عمل خراب ہو جائیگا۔

والنوم النهارى ردى يورث الامراض الرطوبية والنوازل ويفسد اللون ويورث الطحال ويرخى العصب ويكسل ويضعف الشهوة ويورث الاورام والحميات كثيرًا

دن کا سونا — اسی طرح دن میں سونا بھی بُرا ہے، کیونکہ اس سے امراضِ رطوبیہ اور نوازل[1] پیدا ہو جاتے ہیں، بدن کا رنگ بگڑ جاتا ہے، طحال (مرضِ طحال) پیدا ہو جاتا ہے، اعصاب ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، بدن میں کاہلی و سستی پیدا ہو جاتی ہے، بھوک کمزور ہو جاتی ہے، اور بسا اوقات اورام اور حمیات[2] پیدا ہو جاتے ہیں۔

ومن اسباب آفته سرعة انقطاعه وتبلد الطبيعة عما كانت فيه ومن

دن کے سونے کی برائیوں کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ دن کی نیند جلد جلد ٹوٹ جایا کرتی ہے۔

---

[1] نوازل = بصیغہ جمع = نزلہ کی بیماریاں، یا نزلہ کی مختلف قسمیں۔

[2] حمیات "حمی" کی جمع، مختلف اقسام کے بخار۔

فضائل نوم اللیل انہ تام مستمر غرق — اور طبیعت اپنے مشاغل و فرائض کی بجا آوری میں کاہل اور سست ہو جاتی ہے۔ اور رات کی نیند کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ رات کی نیند کامل، مسلسل، اور گہری ہوتی ہے،

علی ان من یعتاد النوم بالنھار لا یجب ان یھجرہ دفعۃ بغیر تدریج — لیکن جو لوگ دن کے سونے کے عادی ہوں، ان کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ دفعۃً اور یک لخت یہ عادت ترک کردیں +

جو لوگ دن کے سونے کے عادی ہوتے ہیں، وہ اگر اسے یک لخت ترک کردیں، تو نقصان ہضم کا اندیشہ ہے، اس لئے اسے بتدریج، روزانہ تھوڑا تھوڑا کم کرکے، یا ناغائیں کرکے ترک کرنا چاہئے +

واما فصل ھیأت النوم فان یبتدی علی الیمین ثم ینقلب علی الیسار — **سونے کی ہیئت** سونے کی بہترین صورت یہ ہے کہ انسان پہلے دائیں کروٹ سوئے، پھر بائیں کروٹ پر لوٹ آئے۔

واذا ابتدأ علی البطن اعان علی الھضم معونۃ جیدۃ لما یحقن بہ من الحار الغریزی ویحصرہ فیکثر — اور اگر کوئی شخص پہلے پیٹ کے بل (پٹ) لیٹے، تو یہ صورت ہضم غذا، یہ اچھی مددگار ثابت ہوتی ہے! کیونکہ اس ہیئت سے حرارت غریزیہ گھٹ کر اور محصور ہوکر زیادہ ہو جاتی ہے (لیکن آنکھ کے لئے یہ صورت مضر ہے) +

واما الاستلقاء فھو نوم ردی یھیئ الامراض الردیۃ مثل السکتۃ والفالج والکابوس وذلک لانہ یمیل بالفضول الی خلف فیحتبس عن مجاریھا التی ھی الی قدام مثل المنخرین والحنک — رہا چت سونا، تو یہ برا ہے! اس سے برے امراض کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے، مثلاً سکتہ، فالج، کابوس؛ کیونکہ چت لیٹنے سے فضلات (دماغ سے) پیچھے کی طرف چلے جاتے ہیں، اور اپنے ان راستوں کی طرف بہنے سے رک جاتے ہیں، جو سامنے کی طرف واقع ہیں، مثلاً منخرین اور تالو (کی جھلیاں جنکی راہ فضلات بلغمیہ خارج ہوا کرتی ہیں) +

والنوم علی الاستلقاء من عادۃ الضعفاء من المرضی لما یعرض لعضلاتھم من الضعف ولاعضاءھم فلا تحمل جنب جنبا بل یسرع الی الاستلقاء علی الظھر اذ الظھر اقوی — ناتوان مرضیٰ عادتاً چت ہی سویا کرتے ہیں، کیونکہ ان کے عضلات اور اعضا ضعیف ہو جاتے ہیں، اس لئے ایک پہلو دوسرے پہلو کے بار کو اٹھانے کی قدرت نہیں رکھتا، اسلئے یہ جلد ہی پشت کے بل لوٹ آتے ہیں۔ اسلئے کہ اس بارہ میں بمقابلہ پہلو کے پشت زیادہ قوی ہے رکیونکہ پیٹھ پر

من الجنب — سونے سے اعضاء پر زیادہ بوجھ نہیں پڑتا ہے) +

ولمثل هذا ما ينامون فاغرين لضعف العضل التي بها يجمعون الفكين — اسی قسم کے وجوہ (اور انہی کمزوریوں) سے ناتوان اور کمزور مریضوں کے منہ نیند میں کھلے رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ عضلات کمزور ہوجاتے ہیں، جو دونوں جبڑوں کو باہم ملاتے ہیں (مثلاً عضلہ صدغیہ اور ماضغہ وغیرہ) +

ولهذا باب في الكتب الجزئية مستوفى — اس خاص بیان کے لئے کتب جزئیہ (معالجات) میں ایک پورا باب رکھا گیا ہے +

بحوالۂ گیلانی: فرش زمین پر (نرم بستر کے بغیر) سونا اعصاب کے لئے مضر ہے، کیونکہ اس سے تشنج، تمدد، اور فالج پیدا ہوجاتا ہے، کیونکہ زمین کی سختی سے اعصاب رگڑ کھاتے ہیں، اور زمین کی برودت اعصاب تک پہونچتی ہے۔ نرم بستروں پر سونا مسمن بدن ہے۔ سردیوں میں روئی اور ریشم (کی توشک) پر سونا چاہئے، اور گرمیوں میں کتان (یا ململ) پر اور چمڑے کے نرم فرشوں[1] پر (جو اُون اور بال سے خالی ہوں)۔ دھوپ میں سونا دماغ کو بھاری کردیتا اور دردسر کا باعث ہوجاتا ہے۔ چاندنی میں سونا محرک خون، موجب رعاف، اور شہوتِ باہ کا محرک ہے؛ کیونکہ چاندنی میں رطوبات بدنیہ جوش میں آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چاندنی راتوں میں تربوزہ جات خوب بڑھتے ہیں، حتی کہ انار پھٹ جایا کرتے ہیں، اور کھیرے ککڑیاں نمایاں طور پر بڑھ جاتی ہیں۔ بلکہ بعض اوقات ان نباتات سے چاندنی راتوں میں آوازیں سُنائی دیتی ہیں۔ نیز کوؤں میں اور جوار بھاٹے والے دریاؤں میں پانی بڑھ جایا کرتا ہے۔ اسی طرح چاندنی کے دنوں میں کھوپڑی کے اندر بھیجہ بڑھ جایا کرتا ہے +

الفصل العاشر فيما يجب ان يؤخر عن هذا الموضع — فصل (۱۰) وہ امور جن کا ذکر دوسرے مقام پر کرنا مناسب ہے

اطباء کی عادت ہے کہ نیند و بیداری پر گفتگو کرنے کے بعد اس مقام میں چند اور چیزیں بھی بیان کرتے ہیں، مثلاً بحث جماع، اور اس کے قواعد و اصول، اور یہ مسئلہ کا ضرر اور ان سے تحفظ کی تدابیر وغیرہ؛ لیکن شیخ ان چیزوں کو یہاں بیان کرنا پسند نہیں کرتے ہیں؛ چنانچہ فرماتے ہیں:

مما يذكر في هذا الموضع هو امر الجماع وتعديله وتدارك ضرره ونحن نؤخر القول فيه الى الكتب الجزئية — جن چیزوں کا اس مقام پر ذکر کیا جاتا ہے، اُن میں سے ایک تو بحث جماع، اس کی تعدیل اور اس کی مضرتوں کا تدارک ہے؛ لیکن ہم اس کا تذکرہ "کتب جزئیہ" (معالجات)

[1] نطع (نطوع جمع) چمڑے کا فرش +

ومما یقال ههنا ایضًا امر الادویة المسهلة وتدارك مضارها و نحن ایضًا نؤخر الکلام فی بعضه الی مقالتنا فی العلاج وفی بعضه الی کلامنا فی الادویة المسهلة	علے ہذا جن چیزوں پر یہاں بحث کی جاتی ہے اُن میں سے دوسری چیز "مسہل دوائیں" ہیں، اور یہ کہ ان کی مضرتوں کا تدارک کس طرح کیا جائے۔ لیکن ہم اس بحث کو بھی کچھ تو علم علاج (فن چہارم کلیات قانون) میں لکھینگے، اور کچھ ادویۂ مسہلہ میں (کتاب ثانی - علم الادویہ میں) میں کرینگے۔
الا انا نقول یجب علی مستحفظ الصحة ان یتعاهد الاستفراغ المسهل والادرار والتعریق والنفث ویتعاهد النساء بالطمث بما نوضحه ونعرفه فی موضعه	اس مقام پر ہمیں جو کچھ کہنا ہے وہ صرف اسقدر کہ حافظ صحت کے لئے ضروری ہے کہ وہ (طبی اصول کے مطابق) استفراغ — اسہال، ادرار، تعریق اور نفث[1] — کا پابند رہے۔ اسی طرح عورتوں کو چاہیئے کہ وہ اصول و قواعد کے مطابق حیض کی پابند رہیں، جنکی وضاحت تفصیل کے ساتھ میں اپنی جگہ پر کرونگا۔

الفصل الحادی عشر فی تقویة الاعضاء الضعیفة وتسمینها وتعظیم حجمها

فصل (۱۱) اعضائے ضعیفہ کو قوی اور فربہ بنانا اور ان کی جسامت کو بڑھانا

الاعضاء الضعیفة والصغیرة تقوی وتعظم اما فیمن هو بعد فی سن النمو والنشو وفی المنتهین فبالدلك المعتدل والریاضة الدائمة التی تخصها ثم بطلی بالزفت	ضعیف اور چھوٹے اعضاء کو قوی اور بڑا بنایا جا سکتا ہے: چنانچہ جو لوگ ابتک سن نمو میں ہوں، اور انکے بڑھنے کا زمانہ ہو، (مگر بالغ ہوں، بچے نہ ہوں) اور جن لوگوں میں نمو ختم ہوچکا ہو (مگر ادھیڑ اور بوڑھے نہ ہوئے ہوں)، اُن میں تقویت و تسمین کا ذریعہ یہ ہے کہ اُس عضو کی اوسط درجہ کی مالش کی جائے، اور اُس عضو کی مخصوص ریاضت کی پابندی کی جائے اور اس کے بعد زفت بطور طلاء کے لگایا جائے۔

اطفال یعنے چھوٹے بچوں میں دلک اور ریاضت کی کثرت ممنوع ہے، اور ادھیڑوں اور بوڑھوں میں یہ ناممکن ہے کہ دلک اور ریاضت سے کوئی چھوٹا عضو بڑا ہو جائے۔ علاوہ ازیں تعلیم سوم کی پانچویں فصل میں شیخ نے لکھا ہے کہ "بڑھوں کی مالش کمًّا اور کیفًا اوسط درجہ کی ہونی چاہیئے، اور کمزور اور ماؤف اعضاء کو چھیڑنا نہ چاہیئے (یعنی کمزور اور ماؤف عضو کی نہ مالش کرنی چاہیئے، اور نہ اس سے ورزش کرانا چاہیئے)۔ گیلانی

[1] نفث: تھوکنا، یا براہ دہن فضلات کا خارج کرنا۔

وحصر النفس داخل فی ہذا الباب خصوصًا اذا کان العضو مجاورًا للصدر والریۃ

سانس روکنا بھی اسی قبیلے سے ہے، (یعنی دلک و ریاضت کی طرح یہ بھی تدابیر مسمنہ میں سے ہے، کیونکہ سانس روکنے سے روح، خون، اور سارے بدن میں تسخین حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو)، علی الخصوص جبکہ وہ عضو (وہ ضعیف اور چھوٹا عضو) سینے اور پھیپھڑے کے پاس ہو +

مثال ذلک من کان قضیف الساقین فانا نامرہ بالاحضار الیسیر والدلک المعتدل ونطلیہ بالطلاء الزفتی ثم فی الیوم الثانی نحفظ الدلک بحالہ ونزید فی الریاضۃ وفی الثالث نحفظ ایضًا الدلک بحالہ ونزید فی الریاضۃ

مثال: مثلاً اگر کسی شخص کی پنڈلیاں لاغر ہوں، تو اُسے ہم ہدایت کرینگے کہ وہ تھوڑا دوڑے، اوسط درجہ کی مالش کرے، اور پنڈلیوں پر بطور طلاء کے زفت لگائے۔ دوسرے روز مالش تو اُسی قدر کرے، مگر ریاضت کچھ بڑھا دے (یعنی کچھ زیادہ دوڑے)؛ تیسرے روز بھی مالش اُسی طرح اُسی قدر رکھی جائے، اور ریاضت میں قدرے اضافہ کر دیا جائے (وعلٰی ہذا القیاس روزانہ ورزش میں قدرے اضافہ کرتے ہوئے چلے جائیں)+

الا ان یظہر دلیل اتساع العروق وانصباب المواد فنخاف فی کل عضو حدوث الورم والآفۃ الامتلائیۃ التی تخصہ کما یخاف ہٰہنا الدوالی وداء الفیل

لیکن اگر اثنائے دلک و ریاضت میں رگوں کے کشادہ ہونے اور انصباب مواد کی علامت ظاہر ہو (تو اس عمل کو بند کر دینا چاہیے)؛ کیونکہ جس عضو میں اس قسم کی علامتیں پیدا ہوتی ہیں، ان میں ورم کے پیدا ہونے اور اس عضو کی مخصوص امتلائی آفتوں اور مخصوص بیماریوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو جاتا ہے، چنانچہ اس مقام میں (مفروضہ مثال کے مطابق) یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ پنڈلیوں میں دوالی[1] اور داء الفیل کہیں نہ پیدا ہو جائے +

فاذا ظہر شیٔ من ہذا الجنس نقصنا ما کنا نفعلہ من الریاضۃ والدلک بل امسکنا واضجعناہ

چنانچہ جب اس قسم کی کوئی بات (علامات امتلاء، و اتساع عروق اس شخص میں) ظاہر ہوگی، تو جو کچھ ہم کر رہے تھے (ورزش و مالش) اُس میں کمی کر دینگے، بلکہ (اگر ضرورت ہوگی تو) قطعاً بند

[1] چنانچہ دوالی اور داء الفیل ٹانگ کی مخصوص امتلائی امراض میں سے ہیں +

واشغلنا بذلك العضو مثلاً في ضامر الساق برجله و دلكناه عكس الدلك الاول اي ابتدأنا من طرفه الى اصله

بُنی کردینگے ، اور اُسے ہدایت کرینگے کہ وہ لیٹا رہے (اور آرام کرے)، اور اس عضو کو کسی تدبیر سے بلند رکھے ۔ مثلاً (موجودہ مثال کے مطابق) لاغر پنڈلی والے کی ٹانگ کو (اونچے تکیہ وغیرہ کے ذریعہ محاذاتِ قلب سے) اونچا رکھا جائے ، اور پہلی مالش کے برعکس اُلٹی مالش کی جائے ، یعنی ٹانگ کے کنارے سے جڑ کی طرف (پنجوں سے ران کی طرف) دبائیں (تاکہ وریدوں کا خون ٹانگوں میں بند نہ ہونے پائے ، بلکہ دب کر اپنے معدن و منبع کی طرف دوڑ جائے ۔ اس کے برعکس جب اوپر سے نیچے کی طرف دبایا جاتا ہے ، تو وریدوں کا خون اپنے منبع کی طرف جانے سے رُک جاتا ہے ، اور وہاں ایک قسم کا اجتماع و امتلاء حاصل ہوجاتا ہے)۔

فان اردنا ذلك بعضو مقارب لاعضاء التنفس ويكون مثلاً الصدر فلنقمط ما تحته بقماط وسط الشد معتدل العرض ثم نأمره ان يستعمل رياضات اليدين وحصر النفس لشديد والصياح والصوت العظيم والدلك الرقيق ثم سيأتيك في الكتب الجزئية تفصيل لهذه الجملة مستقصى فانتظره في كتاب الزينة

اور اگر ایسے عضو کو قوی و عظیم بنانا مقصود ہو جو اعضائے تنفس کے قریب واقع ہے ، مثلاً سینہ ، تو سینے کے نیچے اوسط درجہ کی چوڑی پٹی (قماط معتدل العرض) باندھی جائے ، جسے اوسط درجہ پر کسا جائے ، پھر اُس شخص سے ہدایت کی جائے کہ وہ ہاتھوں کی ورزش کرے ، سانس کو خوب روکے ، بلند آواز سے چیخے اور بڑی آوازیں نکالے ۔ اور (سینے کی) نرم مالش کرے ۔

کُتبِ جزئیہ (معالجات) میں اس مجمل کلام کی مکمل پوری تفصیل آنے والی ہے ، اسلئے تمھیں "باب زینت" کا انتظار کرنا چاہیے ۔

اما في المسنين فانما يعرض في الاكثر لاجل البرد واليبس وتدبيره تدبير اصحاب الدق الهرمي وقد اشير الى ذلك في كتاب الزينة

رہے عمر رسیدہ لوگ (ادھیڑ اور بوڑھے)، تو ان میں ضعف و لاغری عموماً غلبۂ برودت و یبوست کی وجہ سے لاحق ہوا کرتی ہے ، اس وجہ سے اس کی تدبیر یہ ہے کہ دقِ ہرمی (دقِ شیخوخت) والوں کا جس طرح سلاج کیا جاتا ہے ، وہی علاج یہاں بھی کیا جائے ۔ اس طرف بھی ہمنے "کتاب زینت" میں اشارہ کیا ہے ۔

قرشی کہتے ہیں: جس طرح شیخ نے یہاں بعض اشخاص کی تخصیص کی ہے، اور بتایا ہے کہ عضو ضعیف کی تقویت اور تسمین ایک خاص عمر ہی میں ممکن ہے، بڑھاپے میں اسکا امکان نہیں ہے، اسی طرح انہیں یہ بھی چاہئے تھا کہ "بعض اعضاء" کی بھی تخصیص کرتے؛ کیونکہ اندرونی احشار مثلاً قلب وغیرہ کی مالش نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح بہت سے اعضار میں یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ اس تدبیر سے اُن کے طول میں اضافہ کر دیا جائے۔ اگر ایسا ممکن ہوتا، تو ٹھنگنے اور کوتاہ قامت اشخاص کو اس تدبیر سے دراز قامت بنا لیا جاتا۔

الفصل الثاني عشر في الاعياء الذي يتبع الرياضات — فصل (۱۲) تکان جو ریاضت سے لاحق ہوتی ہے

اصناف الاعياء ثلثة ويزاد عليها رابع ووجوه حدوثه وجهان فاصنافه الثلثة القروحي والتمددي والورمي والذي يزاد عليه هو الاعياء المسمى بالتقشفي واليبسي والقضفي

اِعْیَاء (تکان = ماندگی) کی قسمیں تو تین ہیں، مگر ایک چوتھی قسم کا بھی اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ پیدائش تکان کے جو بہت سے اسباب بیان کئے جاتے ہیں، وہ دو اسباب کے تحت میں مندرج ہیں (ان اسباب کا ذکر اس فصل کے اخیر میں آنے والا ہے)۔ چنانچہ تکان کی (اصلی) تین قسمیں یہ ہیں: قُرُوحِی — تَمَدُّدِی — اور وَرَمِی؛ اور جس قسم کا اضافہ کیا جاتا ہے، اُسے تَقَشُّفِی، یُبْسِی، اور قَضَفِی کہا جاتا ہے (ان ناموں کی وجہ تسمیہ اثنائے بیان میں آجائیگی)۔

فالقروحي اعياء يحس منه في ظاهر الجلد شبيه بمس القروح او في غور الجلد واقواه اغوره وقد يحس ذلك باللمس وقد يحس به صاحبه عند حركته وربما احس كنخس بالشوك ويكرهون الحركات حتى التمطي ويتمطون بضعف

اعیاء قروحی چنانچہ اعیاء قُرُوحِی اُس تکان کو کہتے ہیں، جسکے ساتھ جلد کی بیرونی یا اندرونی حصے میں ایسی کیفیت (دُکھن) محسوس ہوتی ہے، جیسی قروح کے چھونے سے محسوس ہوا کرتی ہے۔ ان دونوں قسموں میں سے زیادہ شدید وہ قسم ہے، جس میں جلد کے اندرونی حصے میں دکھن محسوس ہوتی ہے، یہ دُکھن گاہے چھونے (اور دبانے) سے محسوس ہوا کرتی ہے، اور گاہے ہلنے جُلنے سے۔ بعض اوقات کانٹے کی سی چبھن محسوس ہوا کرتی ہے، اور ماندہ شخص کا جی نہیں چاہتا کہ ہلے جُلے اور حرکت کرے، حتیٰ کہ انگڑائی بھی ناگوار خاطر ہو جاتی ہے، اور انگڑائی لیتا بھی ہے، تو

[1] سبب ظاہر جیسے ریاضت کی افراط، اور سبب خفی، جبکہ بلا ورزش کے خود بخود تکان اور ماندگی کی حالت پیدا ہو جائے۔ [2] اسی حالت کو لوگ اردو میں ان الفاظ سے ادا کرتے ہیں کہ "بدن گھاؤ گھاؤ ہو رہا ہے؛ چھوا نہیں جاتا، یا ہلا نہیں جاتا"۔

ملنے سے لیتا ہے +

واذا اشتد وجد واقشعریرة وان زاد اصابهم نافض وحمی

جب اعیاء قروحی میں (حدتِ مادہ کی وجہ سے) شدت ہوجاتی ہے (یا جب اعیاء قروحی کے اسباب شدید ہوجاتے ہیں)، تو اُس شخص کو قشعریرہ (پھریری) محسوس ہوتا ہے ؛ اور جب اور بھی شدت ہوجاتی ہے، تو لرزہ اور بخار آجاتا ہے +

وسببه کثرة فضول رقیقة حادة او ذوبان اللحم والشحم بشدة الحرکة وبالجملة اخلاط ردیة لو انتشرت فی العروق کسرت الدم الجید افتها فلما انتفضت الی نواحی الجلد انتفضت خالصة الاذی واقل ما یؤذی به هو ان یحدث هذا الجنس من الاعیاء فان تحرکت قلیلا احدثت القشعریرة وان تحرکت اکثر احدثت النافض

اعیاء قروحی کی وجہ رقیق اور حاد فضلات کی کثرت ہوتی ہے ؛ یا اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ شدتِ حرکت کیوجہ سے گوشت اور چربی پگھل جاتی ہے (جس سے ردی مواد پیدا ہوجاتے ہیں) ؛ خلاصہ یہ ہے کہ اعیاء قروحی کی وجہ ایسے اخلاط ردیہ (اور مواد فاسدہ) ہوتے ہیں، جو اگر عروق میں چلے جائیں تو اچھے خون (میں ملنے) سے انکی آنت (اور انکی حدت) ٹوٹ جائے ؛ لیکن چونکہ یہ جلد کی طرف (فعل طبیعت سے) دفع کردیے جاتے ہیں، (اور خون سے ان کی حدت ٹوٹنے نہیں پاتی ہے) اس لئے وہاں یہ ایسی خالص صورت میں پہونچتے ہیں کہ ان کی اذیت (حدت و آنت) ٹوٹی ہوئی نہیں ہوتی ہے۔ ان مواد فاسدہ سے کم سے کم جو اذیت پہونچ سکتی ہے، وہ یہی تکان ہے۔ لیکن اگر کسی قدر حرکت میں آجائیں، تو پھر ان سے قشعریرہ پیدا ہوگا ؛ اور اگر اس سے زیادہ ان میں تحریک ہوگی، تو ان سے لرزہ عارض ہوگا۔

وربما انتقض منها الاخلاط الحادة وبقی فی العروق الخامة وربما کان الخام ایضا فی اللحم

بعض اوقات اِن فضلات میں کچھ فضلات حادہ منتقل ہوکر عروق کی طرف چلے جاتے، اور خامی کی حالت میں (کچھ عرصہ تک) رگوں کے اندر پڑے رہتے ہیں، اور بعض وقت لحم (عضلات) کے اندر بھی خامی کی حالت میں باقی رہتے ہیں۔

مواد فاسدہ اپنے نضج اور پختگی کے لئے ایک مدت لیتے ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ اس سے پہلے یہ مواد قابل اندفاع نہیں ہوتے ہیں۔ انہی مواد کو اس حالت میں "اخلاط خامہ" کہا گیا ہے +

والتمددی یحس صاحبه کان بدنه قد رض ویحس بحرارة وتمدد ویکره صاحبه الحرکة حتی التمطی وخصوصاً ان کان عن تعب

اعیاء تمددی اعیاء تمدّدِی میں انسان کو ایسا محسوس ہوتا ہے، گویا اُس کا بدن کچل دیا گیا ہے؛ نیز اُسے حرارت اور تناؤ کا احساس بھی ہوتا ہے۔ اس میں بھی اس شخص کو حرکت ناگوار ہوتی ہے، حتیٰ کہ انگڑائی کو بھی جی نہیں چاہتا، علی الخصوص اُس وقت جبکہ یہ تکان تعب (کثرتِ کار) کی وجہ سے ہو +

ویکون من فضول محتبسة فی العضل الا انها جیدة الجوهر لا لذع فیها او من ریح

اعیاء تمددی کی وجہ وہ فضلات ہوتے ہیں جو عضلات (کی ساخت) میں رُکے ہوئے ہوتے ہیں؛ مگر یہ فضلات بلحاظ جوہر کے ایسے بُرے نہیں ہوتے ہیں، اور نہ ان میں لذع ہوتا ہے (ورنہ اس مادہ سے اعیاء تمددی کی بجائے اعیاء قروحی پیدا ہو)۔ اور کاہے اس کی وجہ ریح ہوتی ہے +

ویفرق بینهما حال الخفة والثقل

ان دونوں قسموں (مادی اور ریحی) میں فرق "خفت اور ثقل" کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ (مادی میں ثقل ہوتا ہے اور ریحی میں خفت) +

وکثیراً ما یعرض من نوم غیر تام واذا عرض بعد نوم تام فهناك اختلاف آخر وهو شر الاصناف واشده ما وتر شظایا العضل علی الاستقامة

اس قسم کی تکان بسا اوقات نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے لاحق ہوجایا کرتی ہے۔ لیکن اگر کسی شخص میں نیند پوری ہونے کے بعد بھی تکان لاحق ہوجائے، تو سمجھنا چاہیے کہ یہاں کوئی اور بات ہے (یعنی کوئی ایسا سبب ہے کہ نیند پوری ہونے پر بھی وہ دور نہ ہوسکا)۔ یہ قسم (جو نیند کی تکمیل کے بعد لاحق ہوتی ہے، اعیاء تمددی کی) تمام قسموں سے بُری ہے۔ اور اس بُری قسم میں بھی زیادہ بُری وہ ہے جو عضلات کے ریشوں کو سیدھا تان دے +

بعض اوقات عضلات میں تکانی درد اسقدر شدید ہوتا ہے کہ تمام عضلات اکڑ جاتے ہیں یعنی عضلی ریشے سیدھے تنے رہتے ہیں۔ شیخ کے اس قول سے اسی طرف اشارہ ہے +

واما الاعیاء الورمی فهو ان اعیاء ورمی اعیاءِ وَرَمِی وہ تکان ہے جس میں بدن طبعی

یکون البدن اسخن من العادۃ حالت سے زیادہ گرم ہوجاتا ہے، اعضاء بدن بلحاظ حجم ورنگ
وشبیہا بالمنتفخ حجماً ولوناً وتاذیاً کے پھولے ہوئے عضو کی طرح ہوتے ہیں، اور اسی طرح چھونے
باللمس والحرکۃ ویحس معہ بتمدد اور حرکت کرنے سے متأذی ہوتے ہیں۔ نیز اس میں اعضاء
ایضا کے اندر تناؤ کی سی کیفیت بھی محسوس ہوتی ہے +

پھولے ہوئے عضو کی رنگت میں سُرخی اور چمک ہوا کرتی ہے؛ کیونکہ تناؤ کی وجہ سے جلد تن جایا کرتی ہے؛ جس سے چمک بڑھ جاتی ہے +

اعیاء ورمی زیادہ تر بہت دیر تک کھڑے ہونے اور چلنے پھرنے سے عارض ہوا کرتا ہے۔ گیلانی

یہ کوئی غیر ممکن امر نہیں کہ بعض صورتوں میں اعیاء ورمی کا مادہ دو یا زیادہ اقسام کے مواد سے مرکب ہو۔ ایسی صورت میں اس بیان کو "حمرا کب" کہا جائیگا۔ گیلانی ÷

بعض لوگوں نے اس مقام پر لکھا ہے کہ شیخ نے "اسباب اوجاع" میں اعیاء ورمی کو "مرکب" لکھا ہے؛ اور یہاں پر اسے "مفرد" قرار دیا ہے۔ اگرچہ صحیح یہی دوسری بات ہے۔ کیونکہ اعیاء ورمی جن انواع سے مرکب ہوسکتا ہے، وہ "قروحی اور تمددی" ہیں۔ حالانکہ ان دونوں کا اجتماع نہیں ہوسکتا، کیونکہ قروحی کے مادہ میں حدت ہونی چاہیے، اور تمددی کا مادہ اس سے خالی ہوتا ہے +

واما الاعیاء القضفی فھو حالۃ یحس | اعیاء قضفی | اِعْیَاءٌ قَضَفِیّ ایک ایسی حالت ہے، جس میں
بھا الانسان من بدنہ کانہ قد افرط انسان یہ محسوس کرتا ہے گویا اُس کے بدن میں غیر معمولی خشکی
بہ الجفاف والیبس اور یبوست لاحق ہوگئی ہے +

ویحدث اما من افراط ریاضۃ مع اس حالت کی پیدائش گاہے اس وجہ سے ہوتی
جودۃ الکیموس واستعمال دلک ہے کہ ریاضت میں زیادتی کی جاتی ہے، اور اس کے بعد
استرداد خشنٍ بعدہ دلک خشن بطور دلک استرداد کے استعمال کی جاتی ہے،
اگرچہ بدن کے اخلاط میں ردائت نہ ہو +

لیکن اگر اخلاط میں ردائت ہو، اور ایسی حالت میں ریاضت اور دلک میں افراط برتی جائے، تو بھی بطریق اولیٰ یہی صورت پیدا ہوسکتی ہے۔ اس کے برعکس اگر ریاضت کے بعد تیل کی نرم مالش کی جائے، تو جلد میں اس قسم کی یبوست لاحق نہیں ہوسکتی +

وقد یحدث من یبس الھواء گاہے اعیاء قضفی ہوا کی یبوست سے، غذا کی کمی
والاستقلال من الغذاء سے، اور روزہ (اور فاقہ) سے، (اور گاہے افراط جماع اور

واستعمال الصوم | استفراغ سے) عارض ہوتا ہے۔

تکان کے دونوں اسباب | شیخ نے اس فصل کے شروع میں لکھا ہے: "پیدائش تکان کے جو بہت سے اسباب بیان کئے جاتے ہیں، وہ دو اسباب کے تحت میں مندرج ہیں" اب اسی کی تفصیل بیان کرنا چاہتے ہیں:

واما وجها حدوث الاعیاء | تکان کی پیدائش کے اسباب دو ہیں: کیونکہ (۱) فذلك لان الاعیاء اما ان | ماندگی گاہے ریاضت کی وجہ سے ہوتی ہے (اعیاءِ ریاضی) یحدث عن ریاضة وهو اسلم | یہ دوسرے کے مقابلہ میں بہتر ہے، اور اسکا طریقۂ علاج بھی وطریق علاجه وجه یخصه واما | مخصوص اور دوسرے سے جداگانہ ہے (مثلاً آرام وسکون)، ان یحدث عن ذاته وهو مقدمة | اور (۲) گاہے ماندگی خود بخود (بلا کسی سبب ظاہر کے) پیدا المرض وطریق علاجه وجه | ہو جاتی ہے۔ یہ دراصل مقدمۂ مرض (بیماری کا پیش خیمہ) یخصه | ہے۔ اور اسکا طریقۂ علاج مخصوص اور جداگانہ ہے (مثلاً استفراغ مواد)۔

وقد یترکب هذه بعضها مع بعض | ترکیب اقسام | گاہے تکان کی ایک قسم دوسری قسم کے ساتھ بحسب ترکیب موادها اما بذاتها | اس وجہ سے مرکب ہو جاتی ہے کہ ان کے مواد باہم خود بخود واما بالریاضة واذا عرفت | یا ریاضت کی وجہ سے مرکب ہو جاتے ہیں۔ جب تمہیں تدابیر المفردات نقلتها الی تدابیر | (اگلی فصلوں میں) مفرد قسموں کی تدابیر معلوم ہو جائینگی، تو تم المرکبات علی القانون الذی | انہیں تدابیر کو مرکب قسموں کی تدابیر میں اُس اصول کے مطابق اقوله | منتقل کر سکوگے، جو میں ابھی بتانے والا ہوں۔

وهو ان الواجب ان یُصرَف | وہ اصول یہ ہے کہ (ترکیب کی صورت میں، جبکہ فضلُ العنایة اولَ شئٍ الی ما هو | چند قسم کے مواد موجود ہوتے ہیں) طبیب کی زیادہ توجہ پہلے اشدُّ اهتمامًا مع تدابیر ما هو | اُس مادہ کی طرف منعطف ہونی چاہئے جو زیادہ مہتم بالشان دونَهُ ایضًا | ہو، اور اس کے ساتھ ہی دوسرے کم اَہم مادہ کی تدبیر و اصلاح کی طرف بھی خیال رکھنا چاہئے۔

والاهمّ یکون اَهمّ الامور | چنانچہ مُہتَم بالشان مواد تین وجوہ سے "اَہَم" ہوا ثلثةٍ اِمّا لاجل القوة واِمّا | کرتے ہیں: یا اس وجہ سے کہ وہ مادہ زیادہ قوی (اور زیادہ لاجل الشرف واما لاجل الجوهر | موذی) ہوتا ہے؛ یا اس وجہ سے کہ وہ مادہ زیادہ شریف

اور افضل ہوتا ہے (مثلاً خون بمقابلہ دیگر اخلاط کے زیادہ شریف اور اس کا فساد زیادہ قابل توجہ اور اہم ہے)، یا اس وجہ سے کہ اسکا جوہر زیادہ فاسد ہوتا ہے۔

واذا اجتمع فی الواحد من هذه الشروط اثنان او ثلثةٌ فهو اهمّ

چنانچہ جب اعیاء کی کسی ایک مرکب قسم میں ان شرائط (ہر سہ وجوہ مذکورہ) میں سے دو یا تینوں شرطیں اکٹھی ہوجائیں تو وہ (بلحاظ تدبیر وعلاج کے) زیادہ اَھَمّ اور قابل توجہ ہوگی۔

الا ان یکون الواحد من الآخر اقوی من اثنین من الاول یقاوم الاثنین من الاول

ہاں اگر کسی مرکب میں ایک ہی شرط (ہر سہ وجوہ وشرائط مذکورہ میں سے) اتنی قوی اور سخت پائی جائے کہ وہ دوسرے مرکب کی دو شرطوں کے مقابل ہوجائے، تو یہی ایک شرط اہم اور قابل توجہ ہوجائیگی۔

ومثال هذا انّ الاعیاء الورمی اقوی واشرف لکن جوهر القروحی ان کان بَعُدَ جدًّا عن الاعتدال وعن المجری الطبیعی قاوم موجبی الاعیاء الورمی بالشرف والقوة فقُدِّم علیه وان لم یکن بَعُدَ جدًّا قُدِّم علیه الورمیُّ

مثال: اسکی مثال اس طرح دی جاسکتی ہے کہ گو اعیاء ورمی (کثرتِ مادہ کے لحاظ سے) زیادہ قوی، اور (خون سے پیدا ہونے کے باعث) زیادہ شریف ہے، لیکن اگر اعیاء قروحی کا جوہر اور اسکا مادہ اعتدال اور مجرائے طبعی سے بہت ہی دور ہوجائے (یعنی اس میں ردائت اور لذع بہت ہی زیادہ ہوجائے) تو یہ ایک ہی بات اعیاء ورمی کی دونوں باتوں — قوت وشرافت — کے مقابل کھڑی ہوجائیگی، اور اسی کی تدبیر مقدم کرنی پڑیگی۔ اور اگر اعیاء قروحی کا مادہ (اعتدال اور مجرائے طبعی سے) اتنا زیادہ بعید نہ ہو، تو اعیاء ورمی ہی کی تدبیر مقدم کی جائیگی۔

الغرض، اس سے معلوم ہوگیا کہ اعیاء اور ان کے مواد قوت وضعف کے لحاظ سے مختلف مدارج رکھتے ہیں، اور یہ کہ تدبیر وعلاج میں ان مدارج کا لحاظ رکھنا مناسب ہے۔ گیلانی

الفصل الثالث عشر فی التمطی والتثاؤب

فصل (۱۳) انگڑائی اور جمہائی

التمطی یکون لفضول مجتمعۃ فی العضل ولذلک یعرض کثیرا عقیب النوم واذا صارت تلک الاخلاط اکثر صارت قشعریرۃ ونافضا وان صارت اکثر من ذلک احدث الحمی

تَمَطِّیْ (انگڑائی) اُن فضلات کی وجہ سے آتی ہے جو بدن کے عضلات میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے انگڑائی زیادہ تر سونے کے بعد آیا کرتی ہے (کیونکہ نیند کی حالت میں چونکہ عضلات متحرک نہیں ہوتے ہیں، اس لئے ان میں فضلات جمع رہتے ہیں)۔ ان ہی اخلاط کی جب کثرت ہو جاتی ہے تو ان سے (بجائے انگڑائی آنے کے) قشعریرہ اور لرزہ پیدا ہو جاتا ہے، اور جب ان کی کثرت اس حد سے بھی متجاوز ہو جاتی ہے، تو ان سے (متعفن ہونے کے بعد) بخار لاحق ہو جاتا ہے +

بیشتر حمیات عفونیہ نائبہ میں ابتدائً انگڑائی اور جمہائی کی کثرت ہوا کرتی ہے۔ اور ملیلہ کے وقت خصوصیت سے ان کی زیادتی ہوتی ہے +

والتثاؤب ضرب من التمطی لعارض ممط یعرض فی عضل الفک والقص

تَثَاؤُب (جمہائی) بھی ایک قسم کی انگڑائی ہے، جس میں انگڑائی پیدا کرنے والا سبب (بجائے عضلاتِ بدن کے) جبڑے اور قص کے عضلات میں لاحق ہوتا ہے (بہ نسخہ دیگر: جبڑے اور ہونٹوں کے عضلات میں لاحق ہوتا ہے) +

وعروضہ للصحیح ابتداءً بلا سبب ظاھر وفی غیر الوقت اذا کثر فھو ردی

انگڑائی اور جمہائی کا ایک تندرست آدمی میں ابتداءً بلا کسی نمایاں[1] سبب کے آنا، اور بے وقت ان کی زیادتی ردی ہے (چنانچہ ذیل میں ان کے اسباب بھی درج ہیں اور انکا وقت بھی) +

والجید منہ ما کان عند الھضم الاخیر ویکون لدفع الفضل

اچھی انگڑائی اور جمہائی وہ ہے جو آخیر ہضم (ہضم عضوی) کیوقت آئے؛ کیونکہ اس وقت یہ دفع فضلات کی وجہ سے آتی ہیں +

وقد یفعل التثاؤب والتمطی البرد والتکاثف وقلۃ التحلل لانتباہ من النوم قبل استیفائہ

گاہے انگڑائی اور جمہائی برودت، تکاثف، وقلتِ تحلل کی وجہ سے آتی ہیں، اور گاہے قبل از وقت (نیند پوری ہونے سے پہلے) اٹھ جانے کی وجہ سے آتی ہیں +

علاوہ ازیں سونے سے پہلے بھی نیند کے غلبہ کے وقت جمہائی کی کثرت ہوتی ہے، اور گاہے اس وقت مزید

[1] نمایاں سبب، مثلاً دیر تک بیٹھنا، گرم ومرطوب ہوا، ٹھنڈ سا ہوا وغیرہ +

تحریک دوسرے شخص کی جمہائی کو دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے +

وھو دفع عاصر | انگڑائی اور جمہائی دفع عاصر ہیں (یعنی بذریعہ عصر فضلات کو دفع کرتے ہیں۔ عضلات جب سکڑتے ہیں، تو فضلات ورطوبات دب کر اور نچڑ کر اپنے مستقر سے منتقل ہونے پر مجبور ہوجاتے ہیں) +

والشراب الممزوج مناصفۃ جید للتثاؤب والتمطی اذا لم یکن هناك سبب آخر مانع | شراب ممزوج، جس میں نصف شراب اور نصف پانی ہو انگڑائی اور جمہائی کے لئے اچھی چیز ہے، بشرطیکہ اس کے استعمال میں وہاں کوئی اور رکاوٹ موجود نہ ہو +

الفصل الرابع عشر فی علاج الاعیاء الریاضی | فصل (۱۴) تکانِ ریاضت کا علاج

فنقول ان العنایۃ بعلاج الاعیاء امان من امراض کثیرۃ منها الحمیات | اعیا ریاضی (تکانِ ریاضت) (جب تکان اور ماندگی پیدا ہو، تو اس کی تدبیر وعلاج میں غفلت نہ برتنی چاہیئے، کیونکہ) تکان کے علاج کی طرف توجہ کرنا بہت سے امراض سے نجات دلانا اور امن میں رکھنا ہے، جن میں سے (علاوہ اورام و بثور کے) حمیات بھی ہیں +

کیونکہ جب مواد بدن میں اکٹھے ہوجائینگے، اور ان کے اخراج کی سبیل نہ پیدا کی جائیگی، تو یقیناً ان میں عفونت لاحق ہوگی، اور مختلف اقسام کے بخار پیدا ہونگے +

واما الاعیاء القروحی فیجب ان ینقص مع ظهوره من الریاضۃ ان کانت هی سببہ وان اقترن بہ کثرۃ اخلاط نفضت او تخمۃ قریبۃ العهد تدورك ضررها بالجوع والاستفراغ وتحلیل ما حصل فی ناحیۃ الجلد بالدلك الکثیر | اعیاء قروحی جب پیدا ہو تو اسکے پیدا ہوتے ہی (پہلے ہی دن) ریاضت کم کردینی چاہیئے (بند کر دینی چاہیئے)، بشرطیکہ اس کا سبب محض یہی ریاضت ہو۔ اور اگر اس سبب کے ساتھ کوئی اور امر بھی شریک ہو، مثلاً اگر اسکے ساتھ اخلاط کی کثرت ہو، تو (ترکِ ریاضت کے بعد) ان اخلاط کو بھی دفع کرنا چاہیئے؛ اور اگر اس کے ساتھ تخمہ (فساد ہضم) شریک ہو، اور اس کو لاحق ہوئے

اللین بل هن لا قبض فیه	زیادہ مدت نہ گذری ہو، تو اس کے ضرر کے دفعیہ اور تدارک کے لئے فاقہ کرانا اور استفراغ کرانا چاہیئے، اور جو مواد جلد تک پہونچ چکے ہیں، اُن کو تحلیل کرنے کے لئے ایسے تیل کی بکثرت نرم مالش کرنی چاہیئے، جس میں قبض نہ ہو (یعنی کوئی میٹھا تیل ہو) +
و فی الیوم الثالث یستعمل ریاضۃ الاسترداد	اور تیسرے روز (بہ نسخہ دیگر: دوسرے روز) "ریاضتِ استرداد" استعمال کرنی چاہیئے +

ریاضتِ استرداد وہ ریاضت ہے، جو قوت کو واپس لوٹانے کے لئے اور بقیہ مواد کو تحلیل کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ ریاضت استرداد میں حرکات معتدل اور اوسط درجہ کے رکھے جاتے ہیں، اور ان کے درمیان وقفے کئے جاتے ہیں +

ویغذی فی الیوم الاول بما جرت به عادته فی الکیفیة الا انه ینقص من الکمیة و فی الثانی یغذی بالمرطبات	پہلے دن (جس دن اعیار قروحی نمودار ہوا ہے) کیفیت کے لحاظ سے غذا حسب عادت دینی چاہیئے، لیکن اس کی مقدار کم کر دینی چاہیئے۔ اور دوسرے دن غذا میں مرطبات بڑھانے چاہئیں +
فان کانت العروق نقیة والخام فی لحم المعیی فالدلك قد ینضجه وخصوصاً اذا انفذت الیه قوة ادویة مسخنة	اگر رگیں (مادۂ اعیار سے) پاک صاف ہوں، اور مادۂ خام (غیر نضیج) تھکے ہوئے شخص کے لحمی اجزاء (اور عضلات کی ساخت) میں ہو، تو (ایسی حالت میں مالش کرانی چاہیئے، کیونکہ) مالش سے یہ ناپختہ مواد نضج پا جاتے (اور قابل اندفاع ہو جاتے) ہیں، بالخصوص اُس وقت جبکہ (مالش کے تیل میں گرم دوائیں شامل کر دی جائیں، اور) گرم دواؤں کا اثر اس خلط تک نفوذ کر جائے +

یا بقول آملی "مالش کے ساتھ گرم اور لطف دوائیں اندر سے کھلائی جائیں، مثلاً سکنجبین بزوری، اور شربت عسل" +

---

[1] جب تخمہ کا زمانہ دور ہو چکا ہو، تو اسکے مواد بھی اس عرصہ میں تحلیل ہو جاتے ہیں، اور بدن میں نہیں رہتے کہ فاقہ کرنے اور استفراغ کرنے کی ضرورت پیش آئے +

لیکن اگر عروق مواد سے پُر ہوں، تو ایسی حالت میں مالش مفید ہونے کی بجائے مضر ہوگی ۔

ودھن الغرب نافع من ذلك جدا — روغن غرب اسکے لئے نہایت مفید ہے (اور باوجود باردیابس ہونے کے باخاصہ نافع ہے)

"غَرَب": درخت کی ایک قسم ہے، جسے فارسی میں سفیدار کہتے ہیں" آملی

وادھان الشبت والبابونج ونحو ذلك وطبیخ اصل السلق فی الدھن فی اناء مضاعف ودھن اصل الخطمی ودھن اصل قثاء الحمار والفاشرا ودھن الاشتجیلة وکل ما یقع من الادھان فیه الاشنة — علاوہ روغن شبت اور روغن بابونہ وغیرہ، اور جوشاندۂ بیخ چقندر، جسے روغن کے ساتھ کسی دوہرے[1] برتن میں پکایا گیا ہو، روغن بیخ خطمی، روغن بیخ قِثّاءُ الحِمار، وفاشرا[2] (ہزارجشان)، روغن اُشنہ، یہ سب چیزیں اس بارہ میں اچھی ہیں۔ اسی طرح جس روغن میں اشنہ داخل ہو، وہ اس بارہ میں مفید ہوگا ۔

واما الاعیاء التمددی فالغرض فی معالجته ارخاء ما صلب بالدلك اللین بالدھن المسخن فی الشمس والاستحمام بالماء الفاتر واللبث فیه طویلاً حتی انه ان عاود الابزن فی الیوم مرتین او ثلثا جاز وتدھن بعد کل استحمام فان احتیج بسبب وجوب نشف العرق وانتشاف الدھن معاً الی ان یعاد مسح الدھن علیه فعل ویغذی بغذاء رطب قلیل المقدار فانه الی تقلیل الغذاء احوج من القروحی — اعیاء تمددی کے علاج میں مقصود یہ ہوا کرتا ہے کہ جن اعضاء (اور عضلات) میں سختی لاحق ہوگئی ہے، ان کو نرم کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے روغن کو دھوپ میں گرم کرکے اس سے ہلکی ہلکی مالش کی جائے، گنگنے پانی میں حمام کیا جائے، اور حمام میں دیر تک قیام کیا جائے؛ حتی کہ اگر دن میں دو تین بار حمام کریں، تو بھی جائز ہے؛ اور ہر حمام کے بعد بدن میں تیل لگائیں۔ اگر پسینہ پونچھنے کی وجہ سے تیل بھی پُنچھ جائے، اور دوبارہ تیل لگانے کی ضرورت ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے (دوبارہ تیل لگا دیا جائے)، پھر (حمام کے بعد) کوئی غذاء مرطب کم مقدار میں کھلائی جائے، کیونکہ اس میں بمقابلہ اعیاء قروحی کے تقلیلِ غذاء کی زیادہ ضرورت ہے ۔

---

[1] جسکی صورت یہ ہوا کرتی ہے کہ چولھے پر ایک برتن رکھکر اس میں پانی بھر دیا جاتا ہے، اور پھر اس پانی میں دوسرا برتن رکھا جاتا ہے جس میں دوائیں ہوتی ہیں۔ یہ دوسرا برتن نچلی ہانڈی کے پانی سے پکتا اور گرم ہوتا ہے، اور اسکی دوائیں جلنے نہیں پاتی ہیں۔

[2] فاشرا (ہزارجشان) ایک نبات ہے، جسکا اُردو نام نہیں ملا۔ غالباً یہ غیر ملک کی پیداوار ہے ۔

وهذا الاعياء تحله الرياضة ولنفس الاعياء ايضًا	تکان کی یہ قسم (اگرچہ ریاضت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، مگر) ریاضت ہی سے دور ہوجایا کرتی ہے، اور گاہے اس کو تکان خود ہی دور کردیا کرتی ہے +

کیونکہ تکان کا درد عروق کو پھیلا کر اور مواد کو دوسرے مقامات سے جذب کرکے مادۂ اعیاء کو تحلیل کردیتا ہے۔ جالینوس کا قول ہے کہ جس کسی نے یہ کہا ہے کہ "تکان خود تکان کو دور کردیا کرتی ہے"، اس بارہ میں اور تکان کی اس قسم میں بالکل سچا ہے۔ گیلانی

واذا كان عارضا بذاته لفضولٍ كثيرة غليظةٍ لم يكن بد من استفراغ وان كان بسبب ريح ممددة حله بمثل الكمون والكرويا والانيسون	لیکن اگر تکان خود بخود غلیظ فضلات کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو تو بغیر استفراغ کے چارہ نہ ہوگا (یعنی اُس صورت میں یہ ضروری ہوگا کہ نضج کے بعد بدن کے مواد کو مسہل سے خارج کیا جائے)۔ اور اگر تکان ریاح کی وجہ سے پیدا ہوگی تو زیرہ، کرویا، اور انیسون (جیسی کاسر ریاح دوائیں) کافی ہوں گی +
واما الاعياء الورمى فالغرض فى تدبيره امور ثلثة ارخاء ماتمدّد وتبريد ماسخن واستفراغ الفضل ويتم ذلك بالدهن الكثير الفاتر والدلك اللين جدًّا وطول اللبث فى الماء المائل الى السخونة قليلا والراحة	اِعْیَاءِ وَرْمِی کے علاج و تدبیر میں تین باتیں مقصود ہوتی ہیں: (۱) اکڑے ہوئے اور تنے ہوئے اعضاء کو نرم کرنا، (۲) سخونت و حرارت کو زائل کرنا، (۳) فضلات کا استفراغ کرنا۔ یہ تینوں باتیں مندرجۂ ذیل امور سے حاصل ہوسکتی ہیں: (الف) بدن میں نیم گرم تیل خوب لگایا جائے؛ (ب) نہایت ہلکی مالش کی جائے؛ (ج) تھکے ہوئے آدمی کو دیر تک ایسے پانی میں بٹھایا جائے، جو کسی قدر گرم ہو؛ (د) راحت و سکون اختیار کیا جائے +
واما القشفى فلا يغاير فيه من تدبير الاصحاء شئ	اِعْیَاءِ قَشَفِی کی تدبیر میں اور تندرستوں کی تدبیر میں کچھ فرق نہیں ہے (تندرستوں کی طرح اس میں بھی ریاضت ترک کرادی جائے، جفاف و تحلل کے ذرائع کم کئے جائیں، رطوبات بدنیہ بڑھانے کے لئے راحت و سکون اختیار کیا جائے دلک مرطب اور غذاء مرطب استعمال کرائی جائے)؛

الا ان الماء الذی یستحم فیہ یجب ان یزاد سخونۃ فان الماء الحار جداً فیہ تکثیف للجلد مع انہ لا مضرۃ فیہ مثل مضرۃ الماء البارد فانہ وان کثف ففیہ مخاطرۃ نفوذ بردہ فی بدن قد نحف وربما کان سبب نحافتہ تخلخل جلدہ بل ھذا ھو الاکثر

صرف اس قدر ضروری ہے کہ جس پانی میں اعیار تعبی کا مریض حمام کرے، اُسے زیادہ گرم ہونا چاہیئے؛ کیونکہ جس پانی میں گرمی زیادہ ہوتی ہے، وہ جلد کے لئے کسی قدر مکثف ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ٹھنڈے پانی کی طرح گرم پانی میں کوئی ایسی مضرت بھی نہیں ہے؛ کیونکہ ٹھنڈا پانی بھی اگرچہ مکثف جلد ہے، مگر اس میں یہ خطرہ بھی دامنگیر رہتا ہے کہ کہیں نحیف ولاغر لوگوں کے بدن کے اندر اسکی ٹھنڈک نہ گھس جائے؛ درانحالیکہ نحافت اور لاغری کا سبب بعض اوقات جلد کا تخلخل ہی ہوا کرتا ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی متخلخل جلد میں ٹھنڈک کیسی تیزی سے گھس سکے گی)؛ بلکہ بسا اوقات ایسا ہی ہوا کرتا ہے (یعنی تکان کی یہ قسم بسا اوقات لاغر دل اور متخلخل جسم کے لوگوں ہی میں عارض ہوا کرتی ہے) +

وفی الیوم الثانی یستعمل ریاضۃ الاسترداد علی رفق ولین والحمام بحال الیوم الاول ثم یومر ان ینزخ فی الماء البارد دفعۃ لیکثف جلدہ ویقل تحللہ ویحفظ فیہ الرطوبۃ ویلقی الماء بدناً فیہ مایقاومہ من الحرارۃ وقد یکثف

دوسرے روز نرمی اور آہستگی کے ساتھ "ریاضت استرداد" عمل میں لائی جائے، اور حمام پہلے دن کی طرح کرایا جائے۔ اسکے بعد اُسے ہدایت کی جائے کہ وہ یک نخت ٹھنڈے پانی میں داخل ہو جائے؛ تاکہ اس سے جلد کثیف ہو جائے، اور رطوبات کا تحلل کم ہو جائے، اور جلد کی رطوبتیں محفوظ رہیں، اور (ٹھنڈے پانی میں یک نخت داخل ہونے کی وجہ یہ ہے) تاکہ پانی کی ملاقات ایسے گرم بدن سے ہو جو اپنی حرارت کے ذریعہ پانی سے مقابلہ کر سکے، درانحالیکہ (گرم پانی میں حمام کر لینے کی وجہ سے) بدن کثیف بھی ہو چکا ہے (اسلئے ایسے بدن میں بیرونی سردی سے ضرر کم پہونچ سکیگا، جو پہلے سے گرم بھی ہو چکا ہو، اور اس کے مسامات بھی کثیف ہو چکے ہوں) +

وھذان السببان یتعاونان

یہ دونوں آخری اسباب (یعنی بدن کا گرم ہونا، اور

على دفع غائلة برده وخصوصا اذا نزخ فيه وخرج في الحال ولا يمكث فان المكث لا امان معه

مسامات کا کثیف ہونا) پانی کی مضرت تبرید کے دفع کرنے میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہا کرتے ہیں، خصوصاً جبکہ ٹھنڈے پانی میں داخل ہوتے ہی فوراً باہر نکل آئے اور اس میں دیر تک قیام نہ کرے۔ اگر زیادہ دیر تک اس میں قیام کیا جائیگا، تو ٹھنڈک کی مضرت سے انسان مامون و مصئون نہ رہ سکیگا۔ (یہ بھی مناسب ہے کہ اس حمام و آبزن سے فراغت دوپہر سے پہلے ہی حاصل کرلی جائے)۔

ويُغذّى ضحوة النهار بغذاء مرطب يسير لكي يمكن ان يدلك عند العشية كرة اخرى ويؤخر العشاء ويجتهد ان يكون قد نفض الفضول عن نفسه ويتدلك بدهن عذب ولا يصيبن به بطنه الا ان يكون احس باعياء في عضل بطنه فح يدهنها برفق ولين وليتوسع في غذائه ولا يزد فيه مع توقّ ان يكون غذاءه شديد الحرارة

پھر دوپہر کے وقت کوئی مرطب غذاء تھوڑی سی کھلائی جائے، تاکہ عشاء کے وقت (رات کے وقت) پھر ایک مرتبہ[۱] مالش کی جاسکے (ورنہ خلوئے معدہ میں مالش سے کیا ترطیب حاصل ہو سکے گی)۔ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ رات کی غذاء دیر میں (مالش کے بعد) کھلائی جائے۔ یہ بھی کوشش کی جائے کہ (دوسری مالش سے پہلے) اُس شخص کے فضلات اُس کے بدن سے خارج ہوجائیں۔ نیز مالش کے ساتھ کوئی میٹھا تیل استعمال کریں۔ اور مالش کے وقت شکم کو ہرگز نہ ملیں؛ ہاں اگر عضلاتِ شکم میں تکان محسوس ہوتی ہو تو اس وقت نرمی اور آہستگی سے اس پر تیل لگائیں۔ یہ بھی مناسب ہے کہ (رات کی) غذاء میں کمی نہ کی جائے، بلکہ زیادتی کیجائے؛ لیکن اس سے ضرور احتیاط برتی جائے کہ غذاء زیادہ گرم نہ ہو۔

وكل اعياء يكون سببه الحركة فان تركها مع ابتداء اثر الاعياء يمنع حدوثه ثم يستعمل رياضة الاسترداد لتدفع الحركة المعتدلة المواد

عام اصول (۱) جس تکان کا سبب محض حرکت (اور ریاضت) ہو، اگر تکان کا اثر نمودار ہوتے ہی حرکت ترک کر دیجائے تو تکان نہیں پیدا ہونے پاتی ہے۔ لیکن ترک ریاضت کے بعد "ریاضتِ استرداد" عمل میں لائی جاتی ہے۔ تاکہ ریاضتِ

[۱] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دوپہر کی غذاء بھی مالش کے بعد کھائی جائے۔

الی الجلد ویحللها الدلك فیما بین تلك الحرکات فی وقفاتها	استرداد کی حرکت معتدلہ سے مواد بدن جلد کی طرف متوجہ ہوں اور ریاضت استرداد کے حرکات کے درمیان، وقفوں میں جو مالش کی جائیگی، اُس سے جلد کی طرف آئے ہوئے مواد تحلیل ہوجائینگے ۔
ویجرب حاله باستحمام فان احدث الحمام نافضا فالامر مجاوز للحد وخصوصًا ان احدث حمی وجب فلا یجب ان یستحم بل یستفرغ و یصلح المزاج وان لم یحدث الحمام شیئا من ذلك فهو منتفع به اذا کان معتدل الماء	(۲) امتلاء کا تجربہ ماندہ شخص کی حالت کا تجربہ (کہ آیا اسکے بدن میں امتلاء ہے، یا نہیں) حمام سے ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اگر حمام میں داخل ہونے سے قشعریرہ نمودار ہو تو سمجھنا چاہئے کہ اسکا بدن نقی نہیں ہے، اور اگر حمام میں داخل ہونے سے لرزہ پیدا ہوجائے تو سمجھنا چاہئے کہ معاملہ حد سے (حد اعتدال سے) متجاوز ہے (اور بدن میں غیر معمولی امتلاء ہے)، خصوصًا جبکہ حمام کرنے سے بخار بھی آجائے۔ ایسی صورت میں حمام کرنا ناجائز ہے، بلکہ اسکی بجائے استفراغ اور اصلاح مزاج (دفعیہ سوء مزاج) کی ضرورت ہے۔ اور اگر حمام میں داخل ہونے سے اس قسم کی کوئی بات نہ ظاہر ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ حمام سے فائدہ پہونچیگا علی الخصوص جبکہ حمام کا پانی معتدل ہو (اوسط درجہ کا گرم ہو)۔
واذا کان فی عروق المُعیی اخلاطٌ خامةٌ فلا بد اولا الاعیاءُ بما یجب ثم اشتُغِلَ بما ینضج الخامة ویلطفها ویخرجها فان کانت کثیرةً اُشیرَ علیه حینئذ بالسکون وترك الریاضات فان السکون اهضم وتُرِكَ الفصد فانه فی الاکثر یُخرِجُ النقی ویُبقی الخام	(۳) جب ماندہ شخص کے عروق میں خام اخلاط ہوں، تو مناسب ہے کہ پہلے تکان کی تدبیر و علاج کی طرف توجہ کریں، اسکے بعد ان خام اخلاط کو نضج دینے، لطیف کرنے، اور خارج کرنے کا قصد کریں۔ اگر ان کی بہت ہی کثرت ہو، تو اس شخص کو آرام و سکون اختیار کرنے اور ریاضت ترک کرنے کی ہدایت کرنی چاہئے؛ کیونکہ آرام و سکون سے مواد کی پختگی میں بڑی امداد ہوتی ہے۔ علی ہذا اُسے یہ بھی ہدایت کرنی چاہیئے کہ فصد نکرائے؛ کیونکہ فصد سے اکثر اوقات اچھے اخلاط نکل جایا کرتے ہیں، اور خام اخلاط باقی رہ جاتے ہیں۔
ولا یسهل ایضا قبل الانضاج	علی ہذا نضج مواد سے پہلے دوا مسہل بھی نہ کھلائی جائے

فان ذلك لا يغني ويؤذي ولا بأس بالادرار ولا يعطيه مسخنا شديدا فلينتشر الخام في البدن ولكن استعماله عليه برفق وبقدر معتدل

کیونکہ ایسی حالت میں مسہل سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، بلکہ اس سے اور اذیت ہی پہونچ جاتی ہے۔ البتہ مدرات دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ علیٰ ہذا اُسے زیادہ گرم چیزیں بھی نہ دینی چاہئیں؛ کیونکہ ایسی گرم چیزیں خام اخلاط کو سارے بدن میں پھیلا دینے کا ذریعہ بن جاتی ہیں، جس سے مضرتیں دوبالا ہو جاتی ہیں۔ اور (اگر گرم چیزیں استعمال بھی کیجائیں تو) نرمی اور آہستگی کے ساتھ اور معتدل مقدار میں استعمال کی جائیں +

ويجب ان يجعل في اغذيته الفلفل والكبر والزنجبيل وخل الكبر وخل الثوم وخل الاشترغار واجرامها ايضا والجوارشات المعروفة بقدر

یہ مناسب ہے کہ اُسکی غذاؤں میں فلفل، کبر، زنجبیل سرکۂ کبر[1]، سرکۂ سیر، سرکۂ اُشترغار۔ اور سرکوں کے علاوہ خود ان کے اجرام بھی دیئے جائیں۔ (یہ چیزیں مذکورہ بالا گرم اشیاء کی مثال کے طور پر ذکر کی گئی ہیں۔) اسی طرح مشہور جوارشات بھی اندازہ سے (معتدل مقدار میں) دیجا سکتی ہیں +

وبعد النضج وظهور الرسوب في البول ونضج الاغلب فاستعمل الشراب ليتم النضج والادرار ولكن شرابه اللطيف الرقيق ولا يستعمل القيئ

مواد میں پختگی آنے، پیشاب میں رسوب ظاہر ہونے اور رسوب[2] غالب میں نضج حاصل ہونے کے بعد شراب استعمال کی جائے، تاکہ (شراب کے عمل سے) نضج کی تکمیل ہوجائے، اور ادرار کے ذریعہ سے (نضج یافتہ) مواد خارج ہوں، لیکن ایسی حالت میں رقیق اور لطیف شراب مناسب ہوگی۔ اس حالت میں قئے کی اجازت نہیں ہے (کیونکہ قئے سے مادۂ اعیا رخارج نہیں ہوسکتا ہے) +

۱؎ سرکۂ کبر وغیرہ سے مراد یہ ہے کہ جب ان چیزوں کو سرکہ میں بطور اچار کے بھگو دیا جاتا ہے۔ تو ان دواؤں کا اثر سرکہ میں آجاتا ہے ان اچاروں کا جس طرح سرکہ مفید ہوگا۔ اسی طرح خود ان کے اجرام بھی مفید ہونگے۔ سرکۂ سیر: لہسن کا سرکہ۔ سرکۂ اشترغار: اونٹ کٹارہ کا سرکہ +

۲؎ خلط غالب کی طرح "رسوب غالب" سے مراد وہ رسوب ہے جو اپنے سے پیشاب میں بکثرت خارج ہوتا تھا۔ پہلے اگر یہ خام اور غیر پختہ تھا، تو بعد کو پختہ اور نضج یافتہ ہوجائیگا +

الفصل الخامس عشر فی احوال اخری تتبع الریاضة وغیرها — فصل (۱۵) اُن حالات کی تدبیر جو ریاضت وغیرہ سے پیدا ہو جاتے ہیں

وھی التکاثف والتخلخل والترطیب المفرط والیبس المفرط	جو حالات ریاضت وغیرہ کے بعد پیدا ہو جاتے ہیں، وہ یہ ہیں: تکاثف — تخلخل — ترطیب مُفرَط — یُبس مفرط +
فلنتکلم اولا فی هذه الاحوال ثم ننتقل الی تدبیر الاعیاء الکائن من تلقاء نفسه	پہلے ہم انہی حالات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں، اسکے بعد ہم اُس تکان کی تدبیر بتائینگے، جو اپنے آپ پیدا ہو جاتی ہے +
فمن ذلك تخلخل یعرض للبدن وکثیرا ما یعرض ذلك من الدلك الیسیر ومن الحمام ویعالج بالدلك الیابس الیسیر الی الصلابة مع دهن قابض	**تخلخل** ان حالات میں سے ایک تو تخلخل بدن ہے جو زیادہ تر دلک یسیر (تھوڑی اور ہلکی مالش) سے، اور حمام کی وجہ سے لاحق ہوجایا کرتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تھوڑی سی خشک مالش کرائی جائے۔ جو سختی کی طرف مائل ہو، اور اس کے ساتھ (مالش کے بعد) کوئی قابض تیل لگایا جائے +
ومن ذلك التکاثف یعرض من برد او شئ قابض او کثرة فضول او غلظها او لزوجتها یؤدی ذلك الی احتباسها فی مسام الجلد ویکون التکاثف بسبب ریاضة جذبتها من الغور من غیر ان یکون عن اسباب سابقة ویکون السبب فی ذلك المقام فی موضع غباری او دلکا قویا صلبا	**تکاثف** ان حالات میں سے دوسری حالت تکاثف بدن ہے، جو برودت کی وجہ سے، یا کسی قابض چیز کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے، یا فضلات کی کثرت، غلظت، یا لزوجت کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے، جس سے فضلات جلد کے مسامات میں رُک جاتے ہیں۔ گاہے تکاثف اسباب سابقہ[1] کے بغیر، محض ریاضت کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے، جو اِن فضلات کو اندرون بدن سے ظاہر بدن کی طرف جذب کرلیتی ہے۔ گاہے تکاثف پیدا ہونے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ غبار کے مقام میں قیام کیا جاتا ہے، یا سختی کے ساتھ دلک صُلب استعمال کیا جاتا ہے +
اما ما کان من برد وقبض فعلامته	برودت اور قبض (مسامات کی تنگی) کی وجہ سے جو تکاثف

[1] "اسباب سابقہ" طبی طور پر تین قسم کے اسباب میں منحصر ہیں: اسباب مزاجیہ، خلطیہ، اور ترکیبیہ +

بیاض اللون وابطاء التسخن فی التعرق وعود اللون الی الحمرة عند الریاضة فهولاء یجب ان یستحموا بحمامات حارة ویتمرغوا علی طوابقها المعتدلة الحرارة وعلی فرشها حتی یعرقوا ویتدهنوا بادهان لطیفة حارة محللة

لاحق ہوا کرتا ہے، اُسکی علامت یہ ہے کہ بدن کا رنگ سفید ہوجاتا ہے، بدن دیر میں گرم ہوتا ہے، دیر میں پسینہ آتا ہے، اور ریاضت سے دیر میں بدن کی اصلی سُرخی لوٹتی ہے. ایسے لوگوں کو چاہئے کہ حمامات حارّہ استعمال کریں، حمام کے گرم توے پر، جسکی گرمی اوسط درجہ کی ہو، اور حمام کے گرم فرش پر اس قدر لوٹیں کہ پسینہ آجائے، اور ادہان حارّۂ لطیفہ، محللہ استعمال کریں +

واما الواقعون فی ذلک من ریاضة فعلامتهم عدم تلک العلامة وتوسخ الجلد وعلاجه النفض ان کان هناک فضل ثم استعمال ما یحلل من حمام وتمریخ

جب تکان ریاضت کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے، تو اُسکی علامت یہ ہے کہ مذکورہ بالا علامتیں نہیں ہوتی ہیں، اور جلد میلی ہوتی ہے. اسکا علاج یہ ہے کہ اگر بدن میں مواد موجود ہوں، تو انکا استفراغ کیا جائے. اسکے بعد محللات کا استعمال کیا جائے. مثلاً حمام اور تمریخ +

واما الواقعون فی ذلک من غبار او قوة دلک فهم الی الاستحمام احوج منهم الی التمرخ بالادهان ولیتدلکوا بدلک لین قبل الحمام وبعده

جب تکان گرد وغبار کی وجہ سے، یا مالش کی سختی کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے، تو ایسی حالت میں تیل ملنے کی اتنی ضرورت نہیں ہوتی ہے، جتنی کہ حمام کرنے کی. نیز ایسی حالت میں حمام سے قبل اور اس کے بعد نرم مالش کرنی چاہیئے +

ضعف وتخلخل

وقد یعرض عقیب الافراط فی الریاضة مع قلة الدلک ضعف مع التخلخل وقد یعرض من الجماع المفرط ایضا ومن الحمام المتواتر فینبغی ان یعالجوا بریاضة الاسترداد وبدلک یابس الی الصلابة مع دهن قابض ویتناولوا اغذیة مرطبة قلیلة الکمیة معتدلة

جب ریاضت میں افراط کی جاتی ہے، اور مالش میں کمی، تو گاہے اس سے بدن میں ضعف اور تخلخل لاحق ہوجاتا ہے. علٰے ہذا گاہے جماع کی افراط، اور حمام کی افراط سے بھی یہ صورت پیدا ہوجاتی ہے. ایسی حالت میں اسکا علاج یہ ہے کہ ریاضتِ استرداد کرائی جائے اور بدن کی خشک مالش جو سختی لئے ہوئے ہو (دلک یابس اور قدرے صُلب ہو). اس کے بعد کوئی قابض تیل بدن پر ملا جائے. علٰے ہذا کم مقدار میں مرطب غذائیں کھلائی جائیں

في الحر والبرد أو إلى الحر ما هي قليلا

جو حرارت وبرودت میں معتدل، اور قدرے حرارت کی طرف مائل ہوں +

وكذلك يصنعون إن عرض ضعف أو سهر أو غم أو عرض يبس من الغضب فإن عرض لهؤلاء سوء استمراء لم يوافقهم رياضة الاسترداد ولا شئ من الرياضات البتة

یہی تدابیر اُس وقت بھی عمل میں لائی جائیں، جب ضعف (تحلل کے بغیر)، بیداری، یا غم لاحق ہو، یا جب غیظ وغضب کی وجہ سے یبوست لاحق ہو۔ لیکن اگر ان لوگوں کو سوء استمراء (فساد ہضم) بھی ہو، تو ان کے لئے نہ ریاضت استرداد مؤافق ثابت ہوگی، اور نہ کوئی دوسری ریاضت +

کیونکہ فساد ہضم کے وقت اگر ریاضت کرائی جائیگی، تو فاسد مواد مفاصل اور عضلات کی طرف کھینچ آئینگے جس سے ضرر المضاعف ہو جائیگا۔ اور اگر فساد ہضم کثرت تحلل کی وجہ سے ہوگا، تو ایسی صورت میں ریاضت کی مضرت ظاہر ہے۔ گیلانی +

وقد يعرض من فرط الاستحمام والاستكثار من الغذاء والشراب والترفه أن يحس الإنسان في أعضائه بفضل رطوبة وخصوصا في لسانه حتى أنها تضر بأفعال الأعضاء فإن كان من سبب سابق فذلك إلى الطب الجزئي وإن كان من أمر مما عددناه قريب كشرب وفرط دعة أو شدة استرطاب من الحمام فيجب أن يتجشموا رياضة قوية ودلكا خشنا يابسا بلا دهن أو مع شئ قليل من الدهن المسخن

ترطیب اعضاء گاہے حمام مرطب کی کثرت اور غذاء شراب اور عیش وآرام کی زیادتی سے انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ اُس کے اعضاء میں، اور علی الخصوص زبان میں رطوبت زیادہ ہوگئی ہے؛ حتی کہ اس سے بعض اوقات اعضاء کے افعال میں خرابی آجاتی ہے۔ چنانچہ اگر یہ کیفیت کسی سبب سابق کی وجہ سے ہو، تو اسکی تدبیر "طب جزئی" (معالجات امراض) میں بیان کی جائیگی؛ اور اگر کسی سبب قریب کی وجہ سے ہو، جسکا ابھی میں نے شمار کیا ہے، مثلاً کھانے پینے اور عیش وآرام کی زیادتی، اور حمام کی شدتِ ترطیب، تو ضروری ہے کہ ریاضت ومشقت کی تکلیف گوارا کریں، اور دلک خشن یابس روغن کے بغیر، یا کسی قدر گرم روغن کے ساتھ استعمال کریں +

وأما اليبس المفرط الذي يحسه صاحبه ببدنه فهو من جنس الإعياء القشفي وعلاجه علاجه

یبوست اعضاء اگر کوئی صاحب اپنے بدن میں غیر معمولی یبوست اور خشکی محسوس کریں، تو یہ "اعیاء قشفی" کی جنس سے ہے، اور اسکا علاج بھی اعیاء قشفی کے علاج کی طرح ہے +

الفصل السادس عشر فی علاج الاعیاء الحادث بنفسه — فصل (۱۶) اُس تکان کا علاج جو خود بخود پیدا ہو

اعیاء ذاتی کی قسمیں بھی وہی ہیں، جو اعیاء ریاضی کی ہیں: مثلاً قروحی، تمددی، ورمی اور تقشفی، مگر ان میں سے تقشفی کا علاج شیخ نے بیان نہیں کیا ہے؛ اسلئے کہ اعیاء تقشفی کا علاج دونوں جگہ ایک ہی ہے۔ گیلانی۔

اما القروحی فیجب ان یتعرف حاله انه هل الخلط الموجب له داخل العروق او خارجها

اعیاءِ قُرُوحی: خود بخود پیدا ہونے والی تکان اگر "اعیاء قروحی" کے قسم سے ہو، تو پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ جو خلط (مادہ۔ رطوبت) اسکا سبب ہے، وہ عروق کے اندر ہے، یا عروق کے باہر +

ویدل علی کونه فی العروق نتن البول واحوال الاغذیة السالفة وعادته فی کثرة تولد الفضول فی عروقه او قلتها وسرعة انتفاضها عنه واحواجها الی علاج وحال مشروبه انه هل کان صافیا او کدرا فان دلت هذه الدلائل فهی فی العروق والا فهی برانیة

علامات چنانچہ جب مادہ عروق کے اندر ہوتا ہے، تو اس وقت مندرجہ ذیل علامتیں ظاہر ہونگی: (۱) پیشاب میں بدبو ہوگی؛ (۲) سابقہ غذائیں اس پر گواہ ہونگی (مثلاً سابقہ غذائیں اگر غلیظ ہونگی، تو گمان غالب ہوگا کہ ان سے مواد فاسدہ پیدا ہوکر عروق میں جمع ہیں)؛ (۳) مریض کی سابقہ عادت اس طرف رہنمائی کرےگی کہ آیا اُس کے عروق میں عادتاً فضلات زیادہ پیدا ہوا کرتے ہیں، یا کمتر؛ اور پھر یہ فضلات آسانی سے خارج ہوجایا کرتے ہیں، یا ان کے اخراج کے لئے علاج وتدبیر کی ضرورت ہوا کرتی ہے؛ (۴) مریض کے مشروبات سابقہ اس طرف رہبری کرینگے، کہ آیا وہ صاف تھے، یا مکدر؛ اگر علامات مذکورہ اسی طرف رہبری کریں، تو سمجھنا چاہئے کہ عروق کے اندر مواد ہیں؛ اور اگر علامات مذکورہ اس طرف رہبری نکریں، تو سمجھنا چاہئے کہ مواد عروق کے باہر ہیں +

فان کان الاعیاء من فضول خارجة وکان داخل العروق نقیا کفی فیه ریاضة الاسترداد واما اوردناه من التدبیر المقول

علاج چنانچہ اگر تکان بیرونی مواد کی وجہ سے ہو، اور عروق اندر سے پاک ہوں[1]، تو اس کے علاج میں محض ریاضت استرداد اور وہ تدبیریں کافی ہونگی، جو ہمنے ریاضت کے اعیاء قروحی

[1] اگرچہ ہر صورت میں مواد کا خارج عروق ہونا ضروری ہے +

فی باب القروحی الحادث بالریاضۃ

میں بتائی ہیں +

وان کان القسم الآخر فلا یتعرض لہ بالریاضۃ بل علیک بتودیعہ وتنویمہ وتجویعہ ومسحہ کل عشیۃ بالدھن واحمامہ بالماء المعتدل ان احتمل الحمام علی الشرط الذی اوردناہ وغذوہ بما قل مما یجود کیموسہ من جنس الاحساء مما لا یکون فیہ کثرۃ لزوجۃ ولا کثرۃ غذاء وھذا مثل الشعیر والخندروس ولحوم الطیر مما لطف لحمہ

اور اگر دوسری صورت ہو، (یعنی مواد رگوں کے اندر ہو، اگرچہ اس کے ساتھ باہر ہونا بھی ضروری ہے) تو ریاضت ہرگز نکرانی چاہیئے؛ بلکہ ضروری ہے کہ اُسے آرام و سکون بخشا جائے، تنویم کی کوشش کی جائے، اُسے بھوکا رکھا جائے، ہر رات اُس کے بدن میں تیل لگایا جائے، معتدل پانی سے حمام کرایا جائے، بشرطیکہ ہمارے بتائے ہوئے امتحان کے مطابق وہ حمام کو برداشت کر سکے (یعنی حمام میں داخل ہونے کے بعد اُسے اچھا معلوم ہو، اور حمام میں رُکنے سے قشعریرہ اور لرزہ وغیرہ نہ پیدا ہو؛ ورنہ اُسے فوراً حمام سے باہر کر دیا جائے)؛ غذائیں قلیل مقدار میں جید الکیموس کھلائیں جو حریرہ کی قسم سے ہوں۔ اور وہ ایسی چیزوں سے بنائے جائیں جن میں نہ زیادہ لزوجت ہو، اور نہ زیادہ غذائیت، مثلاً جو (بشکل ماء الشعیر)، اور خندروس (جوار)، اور مثلاً پرندوں کے گوشت، جو لطیف اور ہلکے ہوں +

ومن الاشربۃ السکنجبین العسلی وماء العسل والشراب الابیض الرقیق ولا یمنع من الشراب بھذہ الصفۃ فانہ منضج مدر ویجب ان یبدأ اولاً بما فیہ خوصیۃ یسیرۃ ثم یتدرج الی الابیض الرقیق

شربتوں میں سے سکنجبین عسلی، ماء العسل، اور شراب ابیض رقیق دی جا سکتی ہے۔ اس قسم کی شراب سے مریض کو روکنا نہ چاہیئے؛ اس لئے کہ یہ منضج اور مدر بول ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ ابتداء ایسی شراب سے کی جائے جس میں کسی قدر خوصیت[1] (قدرے زردی) ہو، پھر بتدریج شراب ابیض رقیق تک پہونچ جائیں +

فان لم یغن ھذا التدبیر فھناک خلط فاستفرغ الغالب

اگر یہ تدبیریں کارگر نہ ثابت ہوں، تو سمجھنا چاہیئے کہ کوئی خلط بدن کے اندر موجود ہے (جس سے تکان کا مادہ

[1] خوصیت "خوص" سے مشتق ہے۔ خوص کھجور کے پتوں کو کہتے ہیں۔ "خوصیت" زردی کے مدارج میں سے ایک درجہ ہے +

فان کان الغالب دمًا او خلطًا معه دم فصدت والا اسهلت او جمعت علی ما تری من امر الدم	پیدا ہو رہا ہے)۔ ایسی صورت میں اس خلط غالب کا استفراغ کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اگر خلط غالب خون ہو، یا خلط غالب کے ساتھ خون بھی ہو، تو تم فصد کرا دو، ورنہ ادویۂ مسہلہ سے مادہ کا استفراغ کرو، یا خون کی حالت دیکھکر اگر تمھاری رائے ہو تو فصد اور اسہال، دونوں کو اکٹھا کر دو +
وایاك ان تفعل شیئًا من هذا ان استضعفت القوة	لیکن اگر تمھیں یہ معلوم ہو جائے کہ قوت ضعیف ہے تو ان دونوں باتوں میں کوئی ایک بات بھی تمھیں نہ کرنی چاہیے +
واستدلالك علی جنس الخلط هو من البول ومن العرق ومن اللون ومن حال النوم والسهر	یہ امر کہ خلط غالب کس جنس سے ہے، تمھیں اس کا پتہ پیشاب سے، پسینہ سے، بدن کی رنگت سے، اور اس شخص کی نیند اور بیداری کی حالت سے چل سکیگا +
واذا امتنع النوم مع تدبیرك الجید فهو دلیل ردی	اگر تمھاری مناسب تدبیروں کے باوجود بھی مریض کو نیند نہ آئے، تو یہ ایک بُری علامت ہے +
فان توهمت ان الجید من الدم قلیلٌ فی العروق وان الاخلاط النیة هی الغالبة فاَرِحْهُ واَطعِمْهُ واَسْقِهِ ما یلطف بعد ان لا تسقیه ما فیه اسخان کثیر بل اسقه ما فیه تقطیع مثل السکنجبین العسلی	بہرحال جب تمھیں (مذکورہ علامات و دلائل سے) یہ گمان ہو جائے کہ خونِ صالح عروق میں کم ہے، اور خام اخلاط کا غلبہ ہے، تو تمھیں چاہیئے کہ مریض کو راحت و آرام میں رکھو، (زود ہضم) غذائیں کھلاؤ، ملطف چیزیں پلاؤ، مگر ایسی چیزیں ہرگز نہ دو، جن میں گرمی زیادہ ہو، بلکہ ایسی چیزیں پلاؤ، جن میں تقطیع ہو (اور جو مواد کو کاٹ چھانٹ سکیں)، مثلاً سکنجبین عسلی +
وان احتجت الی ان تزید الملطفات قوة جعلت فی الطعام او فی ماء الشعیر الذی تسقیه شیئًا من الفلفل وان اضطررت الی الکمونی والفلافلی	اگر تمھیں ملطفات کی قوت بڑھانے کی ضرورت محسوس ہو، تو مریض کی غذا میں، یا ماء الشعیر میں، جسے تم مریض کو پلانا چاہتے ہو، کسی قدر فلفل ڈالدو۔ اور اگر تمھیں خلط کی خامی کی وجہ سے جوارش کمونی اور جوارش فلافلی کھلانے

لحاجة الاخلاط سقیت کما تری قبل الطعام وبعدہ وعند النوم والمقدار منہ ملعقۃ صغیرۃ ولا یصلح لھم الفودنجی فانہ یجاوز الحد فی الاسخان

کی ضرورت پڑے، تو تم غذاء سے قبل، غذاء کے بعد اور سوتے وقت، جیسا تم مناسب سمجھو، (بلا خوف) کھلا سکتے ہو؛ جس کی مقدار ایک چمچی کے برابر (تقریباً نو ماشہ سے ایک تولہ) ہونی چاہیئے۔ لیکن ان کے لئے جوارش فودنجی بہتر نہیں ہے، یہ تو حرارت و تسخین میں حد سے آگے بڑھی ہوئی ہے (یعنی زیادہ گرم ہے، اس لئے اس موقعہ پر مناسب نہیں)۔

فان تحققت ان الاخلاط النیئۃ لیست فی العروق لکنھا فی الاعضاء الاصلیۃ دلکتھم خاصۃً بالغدوات بالادھان المرخیۃ وسقیتھم من المسخنات ما یبلغ الجلد اسخانہ وتلزمھم السکون الطویل ثم الاستحمام بماء معتدل الحرارۃ وتسقیھم الفودنجی بلا خوف ولکن یجب ان یکون قبل الطعام وقبل الریاضۃ

لیکن اگر یہ تحقیق ہو جائے کہ خام اور کچے اخلاط عروق میں نہیں ہیں، بلکہ اعضائے اصلیہ (عضلات وغیرہ) میں ہیں، تو خصوصیت کے ساتھ صبح کے وقت ان کے بدن کی مالش ادہان مرخیہ کے ساتھ کرنی چاہیئے، اور مسخنات میں سے ایسی دوائیں کھلانی چاہئیں جنکی سخونت و حرارت جلد (وغیرہ) تک پہونچے (یعنی جلد وغیرہ میں نفوذ کر جائے) اور ایک لمبی مدت تک انہیں سکون میں رکھا جائے (اور حرکت و ریاضت سے بچایا جائے)۔ پھر اوسط درجہ کے گرم پانی سے حمام کرایا جائے۔ انہیں بلا خوف جوارش فودنجی کھلائی جا سکتی ہے۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ یہ غذاء سے قبل اور ریاضت سے قبل کھلائی جائے۔

فان احتجت بعد الطعام الی ھاضم فلا تسقیہ قویاً منفذاً مثل الفودنجی بل مثل الکمونی والفلافلی ولیکن من ایھما کان یسیراً والسفرجلی وتحرز ان یکون ما تسقیہ من السفرجلی الکثر مما تسقیہ منھما بعد ان تتامل حتی لا یکون البدن شدید الحرارۃ

اگر ایسے مریض کو غذاء کے بعد کسی دواء ہاضم کی ضرورت ہو، تو جوارش فودنجی جیسی کوئی قوی دواء ہرگز نہ کھلائیں، جو غذاء کو (طبعی تغیرات و استحالات سے پہلے ہی) نفوذ کرا دے؛ بلکہ اس وقت اگر کوئی دواء دیں، تو جوارش کمونی اور جوارش فلافلی جیسی چیزیں دیں؛ اور ان دونوں جوارشوں میں سے جو بھی دیں، وہ تھوڑی مقدار میں دیا۔ علی ہذا جوارش سفرجلی بھی ایسی حالت میں دی جا سکتی ہے۔

الحرضية وانت تسقيه هذه

لیکن سفر جلی کو کمونی اور فلافلی سے زیادہ کھلانا انسب ہے، مگر ان دواؤں کے کھلاتے وقت یہ غور کرنا بھی مناسب ہے کہ بدن میں عارضی حرارت شدید نہ ہو +

وينفع هؤلاء المسح بدهن البابونج والشبت والمرزنجوش وغير ذلك وحدها او مع الشمع او مقوى براتينج مع اثني عشر ضعفا من الزيت

ان لوگوں کے لئے یہ بھی مفید ہے کہ ان کے بدن پر روغن بابونہ، روغن شبت، روغن مرزنجوش وغیرہ، تنہا یا موم کے ساتھ ملاکر لگائے جائیں، یا ان روغنوں کے ساتھ مزید تقویت کے لئے راتینج ملا لیا جائے، جسے بارہ گنے روغن زیتون میں حل کرلیا گیا ہو +

واذا تعرفت ان الاخلاط في العروق وخارجا معا قصدت الاعظم ولم تهمل الاصغر

جب یہ معلوم ہوجائے کہ اخلاط ومواد عروق کے اندر اور باہر، دونوں جگہ، ہیں، تو تمھاری توجہ اُس طرف ہونی چاہئے، جدھر مواد زیادہ ہوں، اور ساتھ ساتھ دوسری طرف بھی بے پروائی نہ برتنی چاہئے، جدھر مواد کم ہوں +

فان استويا قصدت اولا قصد الهضم بالفلافلي وان شئت زدت عليه فطراساليون بوزن الانيسون ليكون اشد ادرارا وان شئت خلطت به يسيرا من الفودنجي بعد ان تنقص من شربة الكموني والفلافلي وتدرجت في ذلك حتى يبقى آخره الفودنجي الصرف عند ما يكون ما في العروق قد انهضم وانتقض وبقيت عليك العناية بما هو خارج في العروق والفودنجي اما علمت نافع لهذا الضار

چنانچہ اگر دونوں جگہ مواد برابر ہوں، تو پہلے تمھاری توجہ اصلاح ہضم کی طرف ہونی چاہئے (تاکہ فساد ہضم کی وجہ سے مزید کمک مواد فاسدہ تک نہ پہونچ سکے) اور اس مقصد کے لئے فلافلی (اور کمونی وغیرہ) کھلانی چاہئے، اور اگر تم چاہو، تو فطراساليون (تخم کرفس جبلی) اور انیسون، ہموزن، کا مزید اضافہ بھی کرسکتے ہو، تاکہ ان کی وجہ سے قوتِ ادرار بڑھ جائے۔ اور اگر تم چاہو، تو فلافلی (اور کمونی) کے ساتھ فودنجی بھی کسی قدر ملا سکتے ہو۔ لیکن جب فودنجی ملاؤ، تو کمونی اور فلافلی کی مقدار کم کردو! اور اسی طرح بتدریج اسکو کم کرتے (اور فودنجی کو بڑھاتے) چلے جاؤ، حتی کہ آخر میں، جب داخل عروق کے مواد نضج وہضم پاکر خارج ہوجائیں، اور صرف خارج عروق کے مواد

الاول

تمہاری توجہ کے محتاج ہوں، تو اس وقت صرف خونریزی ہی رہ جائے، کیونکہ یہ تمہیں معلوم ہے کہ ایسی حالت میں (جبکہ تکان کا مادہ عروق سے باہر ہو) خونریزی مفید ہے، اور پہلی صورت کے لئے مضر (یعنی جب خام مواد داخل عروق ہوں، تو خونریزی مضر ثابت ہوتی ہے)۔

واما هولاء المجتمع فيهم الامران فينبغي ان يجنبهم كلّ ما يشتد جذابه الى خارج او الى داخل فلذلك يجب ان لا تبادر الى قيئهم واسهالهم ما لم يتقدم الا بالتلطيف والتقطيع والانضاج ولا ترضهم ايضا

لیکن جن لوگوں میں یہ دونوں باتیں اکٹھی ہوں (اور مواد داخل عروق کا اب تک تنقیہ نہ ہوا ہو)، تو انہیں ایسی تمام باتوں سے اجتناب کرانا چاہیے، جو مواد بدن کو باہر کی طرف، یا اندر کی طرف شدت کے ساتھ جذب کریں! اسی لئے ضروری ہے کہ جب تک انکو پہلے ملطفات، مقطعات اور منضجات نہ دے لیں، (اور ان دواؤں سے مواد) کو اچھی طرح نضج دیکر قابل اخراج نہ بنالیں)، اسوقت تک انہیں مقی اور مسہل دینے میں ہرگز عجلت نکریں، اور نہ زیادہ ریاضت کرائیں (کیونکہ ریاضت مواد کو باہر کیطرف جذب کرتی ہے اور مقی اور مسہل دوائیں اندر کی طرف)۔

فاذا سكن الاعياء وحسن اللون ونضج البول فادلكهم دلكا جيدا وروضهم رياضة يسيرة وجرّب فان عاودهم شئ من المرض فاتركه وان لم يعاودهم فاستمر بهم الى عادتهم متدرجا فيه الى ان يبلغ اسلم واجبهم من الاستحمام والتمريخ والدلك والرياضة وفي آخر الامر فزد في قوى ادهانهم

پھر جب تکان دور ہوجائے، بدن کا رنگ بہتر ہوجائے (اصلی رنگ نکل آئے)، اور قارورہ میں نضج حاصل ہوجائے تو اس وقت ان کی مالش اچھی طرح کرنی چاہیے، اور ان سے ہلکی ریاضت بھی کرانی چاہیے؛ اور وہی حمام والا امتحان کرنا چاہیے. چنانچہ اگر حمام کی وجہ سے کوئی مرضی حالت (قشعریرہ، نافض، اور بخار) پھر نمایاں ہوجائے؛ تو حمام کو فوراً چھوڑ دینا چاہیے؛ اور اگر اس قسم کی کوئی بات رونما نہ ہو، تو ان تدابیر (دلک، ریاضت اور حمام) کے تسلسل کو بدستور جاری رکھنا چاہیے، حتی کہ یہ امور عادتِ صحت پر آجائیں؛ جبکی صورت یہ ہے کہ بتدریج ان تدابیر کو، یعنی ان کے حمام، تمریخ، دلک، اور ریاضت کو، مناسب مقدار تک پہونچا دیں؛ اور آخر میں روغنوں کے اندر (جو مالش کے ساتھ استعمال کئے

جاتے ہیں) دواؤں کی قوت (قوتِ تحلیل و تقویت) بڑھا دیں۔

فان عاود احدًا من هؤلاء الاعياء مع حس قروح فعاود تدبيرك فان عاوده بلا حس قروح فلا بد له بالاسترداد

لیکن اگر ان میں سے کسی میں بار دیگر تکان لاحق ہوجائے اور قروح کا سا احساس ہو (گھاؤ کا سا درد محسوس ہو) تو تمہیں پھر وہی اول والی تدبیر کرنی چاہیئے (اسی پہلے علاج کو دوہرانا چاہیئے، اور اسی طرح منضج دیکراز سرنو استفراغ کرنا چاہیئے)۔ اور اگر اس کے ساتھ قروحی احساس (گھاؤ کا سا درد) نہ ہو، تو ریاضتِ استرداد سے اس کا علاج کرنا چاہیئے +

کیونکہ حسِ قروحی کے معدوم ہونے سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ اب مادۂ اعیاء میں حدت نہ رہی، اسلئے اب اگر ریاضت استرداد استعمال کی جائیگی، جس میں حرکات خفیف ہوتے ہیں، تو اس سے یہ بقیہ مادہ تحلیل ہوگا، اور اس وقت یہ خوف نہ ہوگا کہ ریاضت کی وجہ سے مواد صالحہ مواد فاسدہ میں مستحیل ہوجائیں جیساکہ پہلی صورت میں اندیشہ ہے۔ گیلانی +

وان اختلطت الدلائل ولم يظهر اعياء قوى محسوس فاريحه

اور اگر علامتیں مخلوط سی (اور مشتبہ) ہوں، (اور صاف پتہ نہ چل سکے کہ مادۂ اعیاء ابھی تک باقی ہے، یا اس سے تنقیہ ہوچکا)، اور نمایاں طور پر سخت تکان بھی محسوس نہ ہو، تو ایسی صورت میں علاج یہ ہے کہ مریض کو سکون و آرام میں رکھا جائے +

واما الاعياء التمددى فسببه ههنا هو امتلاء بلا رداءة خلط

اِعْیَاءِ تَمَدُّدِی: جب اعیاء ذاتی "اعیاء تمددی" کی قسم سے ہو، تو اس کا سبب اگرچہ امتلاء مادہ ہوتا ہے، مگر اس وقت یہ مواد رداءت و فساد سے خالی ہوتے ہیں (ورنہ ان سے بھی اعیاء قروحی پیدا ہو) +

وعلاجه فى الابدان الردية المزاج الفصد وتلطيف التدبير وفى الابدان الذى نحن نتكلم فيه

علاج اعیاء تمددی کا علاج اُن لوگوں میں جنکے مزاج ردی ہوں، یہ ہے کہ فصد کریں، اور تدابیر ملطفہ استعمال کریں (تاکہ بقیہ مواد بدن سے تحلیل ہوجائیں)؛ اور ان تندرست

هو بالتلطيف والتقطيع وحده ثم يعان من بعدُ بما يجب

لوگوں میں، جن میں ہم گفتگو کر رہے ہیں، (اور جنکے حفظان صحت کے تدابیر ہم بتا رہے ہیں)۔ اعیاء تمددی کا علاج یہ ہے کہ فقط تدابیر ملطفہ ومقطعہ استعمال کریں (ان میں فصد کی ضرورت نہیں ہے)، اور اس کے بعد مناسب امور سے (مثلاً مالش اور تمریخ وغیرہ) سے امداد حاصل کریں +

واما الورمي فعلاجه المبادرة الى الفصد من العرق الذي يناسب العضو الذي فيه اكثر الاعياء والذي يظهر فيه اولا الاعياء ومن الاكحل ان كان لا تفاوت فيه بين الاعضاء

اِعْیَاء وَرَمی: اعیاء ذاتی اگر اعیاء ورمی کی قسم سے ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ جس عضو میں تکان زیادہ ہو، یا جس عضو میں تکان پہلے نمودار ہوئی ہو، اس عضو سے جس رگ کو نسبت اور تعلق ہو، اُس رگ کی جلد ہی فصد کیجائے اور اگر اس لحاظ سے تمام اعضاء میں کوئی فرق واختلاف نہ ہو (نہ کسی عضو میں تکان زیادہ ہو، اور نہ کسی خاص عضو سے اس کی ابتداء ہوئی ہو) تو "اکحل" نامی ورید کی فصد کھولنی چاہئے +

وربما احتجت ان تفصده في اليوم الثاني بل الثالث فافصد في اليوم الاول كما يظهر ولا تؤخره فيتمكن فيه وفي اليوم الثاني والثالث فافصده عشيا

(جب بدن میں خون کی کثرت ہوتی ہے، اور فصد کرنے میں غفلت برتی جاتی ہے، اور تکان نمودار ہوتے ہی پہلے فصد نہیں کی جاتی ہے، تو) بسا اوقات دوسرے یا تیسرے دن فصد کرنے کی حاجت ہوجاتی ہے؛ اسلئے بہتر ہے کہ تکان کے نمودار ہوتے ہی، پہلے دن فصد کردی جائے، اور اس میں تاخیر نہ کی جائے؛ ورنہ وہ اسکے بدن میں تکان متمکن اور قائم ہوجائے گی (اور پھر اس کے ازالہ میں دیر لگیگی)۔ پھر دوسرے یا تیسرے دن رات کے وقت (مکرر) فصد کی جائے +

ويجب ان يكون غذاؤه في اليوم الاول ماء الشعير او حسو الخندروس ساذجا ان لم يعرض حمى فان

مریض کی غذا پہلے روز ماء الشعیر ہونی چاہئے، یا جوار کا حریرہ بغیر روغن کے؛ بشرطیکہ بخار نہ لاحق ہوجائے؛ لیکن اگر بخار لاحق ہوجائے، تو صرف ماء الشعیر ہی دینا

عرض فماء الشعير وحده وفي اليوم الثاني ذلك مع دهن بارد ومعتدل كدهن اللوز وفي اليوم الثالث مثل الخسية والقرعية والملوكية والحماضية ومثل السمك الرضراضي اسفيدباجا

چاہیئے۔ دوسرے دن بھی یہی غذا، کسی ٹھنڈے روغن کے ساتھ، یا روغن بادام کی طرح کسی معتدل روغن کے ساتھ دی جائے، اور تیسرے دن غذا، خسیہ (کاہو کی غذا)، قرعیہ (کدو کی) ملوکیہ (خبازی کی) اور حماضیہ (چوکہ کی) دی جائے، اور سمک رضراضی بطور اسفیدباج[1] کے +

ف: دوسرے دن کسی ٹھنڈے یا معتدل روغن کے ساتھ مالش کیجائے

ويمنعون في هذه الايام من شرب الماء البارد ما امكن لكنهم اذا عيل صبرهم في اليوم الثالث ولم يستمرؤا طعامهم سقوا ماء العسل وشرابا ابيض رقيقا وممزوجا

پانی سے ان دنوں میں حتی الامکان بیماروں کو روکا جائے؛ لیکن اگر تیسرے روز ان کی پیاس ناقابل برداشت ہو جائے، اور ان کی غذا، ہضم نہ ہو۔ تو انہیں ماء العسل یا شراب ابیض رقیق پلائی جائے، جس میں پانی ملاکر ممزوج بنالی گئی ہو +

وإياك ان تغذوهم إثر هذه الاستفراغات دفعة تتمة حاجتهم فينجذب الغذاء الغير المنهضم الى العروق لوجوه ثلثة

ان استفراغات کے بعد بیماروں کو، ان کی پوری حاجت اور خواہش کے مطابق، یکلخت ہرگز غذا، نہ دینی چاہیئے، ورنہ غیر منہضم غذائیں رگوں میں نفوذ کر جائینگی، جسکے تین وجوہ ہیں:

احدها ان الغذاء اذا قل بخلت المعدة به ونازعت قوتها الماسكة بقوة الكبد الجاذبة واما اذا كثر لم تبخل به بل ربما اعانت جذب الكبد بقوتها الدافعة وكذلك كل وعاء متقدم بالقياس الى ما بعده

(۱) غذا، جب تھوڑی کھلائی جاتی ہے، تو معدہ غذا کے بارہ میں بخیل ہو جاتا ہے، اور معدہ کی قوت ماسکہ جگر کی قوت جاذبہ سے جنگ کرتی ہے (جگر اگر اس کو اپنی طرف جذب کرنا چاہتا ہے، تو معدہ اسے جلد چھوڑنا نہیں چاہتا)؛ لیکن جب اسکے برعکس غذا، زیادہ مقدار میں کھلائی جاتی ہے تو معدہ اس وقت بخل کرنے کی بجائے (اپنی قوت دافعہ کے ذریعہ بسا اوقات جگر کے جذب وکشش کی امداد کرتا اور جگر کی طرف غذا کو ڈھکیل دیتا ہے) + (یہ حال صرف معدہ اور جگر ہی کا نہیں ہے۔ بلکہ) بدن کے اندر جتنے جوف دار اعضاء آگے پیچھے کام کرتے ہیں، سب کا یہی حال ہے (کہ پہلا عضو

[1] اسفیدباج: سادہ شوربہ، جس میں گرم مصالحے وغیرہ نہ ڈالے گئے ہوں۔

امتلاء کی صورت میں اپنے مواد کو اپنے مابعد کی طرف ڈھکیل دیا کرتا ہے) +

والثانی ان الکثیر لایجود ھضمہ فی المعدۃ — (۲) غذاء کثرت کی صورت میں معدہ کے اندر اچھی طرح ہضم نہیں ہوتی ہے +

والثالث ان الکثیر یرسل الی العروق غذاء کثیراً فیعجز العروق ایضاً عن ھضمہ — (۳) غذاء جب زیادہ کھائی جاتی ہے، تو عروق میں بھی غذاء کی زیادہ مقدار (کیلوس وغیرہ کی صورت میں) پہونچتی ہے، جس سے عروق بھی ان کے ہضم کرنے پر قادر نہیں ہوتی ہیں (اسلئے عروق میں خام مواد کی کثرت ہوجاتی ہے) +

الفصل السابع عشر فی تدبیر الابدان التی امزجتھا غیر فاضلۃ — فصل (۱۷) اُن بدنوں کی تدبیر جنکے مزاج بہتر نہوں

ھذہ الابدان اما مخطئۃ و اما ممنوۃ فی الخلقۃ — اس قسم کے ابدان (جنکے مزاج بہتر حالت میں نہیں ہوتے ہیں) دو قسم کے ہیں: ابدان مُخطِیَۃ[1]، اور ابدان مَمنُوَّہ فی الاصل (جو خلقۃً خرابی مزاج میں مبتلا ہوں)۔

والمخطئۃ ھی التی امزجتھا الجبلیۃ فاضلۃ وقد اکتسبت امزجۃ ردیۃ فی الوقت لخطأ التدابیر المطاول حتی استقرت فیھا — چنانچہ ابدان مُخطِیَۃ تو وہ کہلاتے ہیں، جنکے جبلی اور فطری مزاج تو بہتر ہوں، لیکن تدابیر حفظان صحت میں ایک عرصہ تک غلطی اور بیقاعدگی کرنے کی وجہ سے فی الحال ان کے مزاج بگڑ کر جا گزیں اور متمکن ہوگئے ہوں +

لیکن ان فاسد اور ردی مزاجوں کی وجہ سے نمایاں طور پر افعال میں آفات لاحق نہ ہوں، ورنہ یہ امراض میں شمار کئے جائینگے، اور ان کے تدابیر کا یہاں ذکر کرنا غلط ہوگا۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ مرض تک نوبت نہ پہونچی ہو +

والممنوۃ ھی التی امزجتھا فی الاصل غیر فاضلۃ — اَبدَان مَمنُوَّہ وہ ہیں جنکے مزاج اصل میں (خلقۃً) خراب ہوں +

واما المخطئۃ فیتعرف جھۃ خطائھا بالکیفیۃ والکمیۃ لیعالج بالضد و — ابدان مخطیہ کی تدبیر میں پہلے اسکی ضرورت ہے کہ خطاء اور بیقاعدگی کی جہت اور نوعیت معلوم کی جائے، کہ

[1] مُخطِئَۃ = خطا اور غلطی کرنے والے ، مَمنُوَّہ = مبتلا، زیر آزمایش +

قد یستدل علی ذلک من خال سحنۃ البدن	کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے کس قسم کی غلطی واقع ہوئی ہے؛ تاکہ اُسی کے مطابق بالضّد تدبیر کی جائے (مثلاً اگر تدابیر بادہ کا استعمال کیا گیا ہے، تو تدابیر حادّہ سے تدبیر کی جائیگی)۔ گاہے اس کا پتہ بدن کے سحنہ (فربہی ولاغری) سے چل جاتا ہے +
واما الممنوۃ فھی التی وقع فساد حالھا من مزاجھا الاول اومن سنّھا فنبدأ فیھم بذکر المشائخ	ابدان ممنوہ میں خرابی دو طور پر ہوا کرتی ہے: گاہے ان کا ابتدائی اور پیدائشی مزاج ہی خراب ہوتا ہے؛ اور گاہے بہ تقاضائے عمر ان کے مزاج میں فساد لاحق ہوجاتا ہے (جیسا کہ بڑھاپے میں بہ تقاضائے عمر مزاج بگڑ جاتا ہے)۔ چنانچہ ایسے ابدان ممنوہ میں سے پہلے بوڑھوں کا ذکر کیا جاتا ہے +

التعلیم الثالث فی تدابیر المشائخ — تعلیم سوم۔ بوڑھونکی تدابیر

وھو ستۃ فصول — اس میں چھ فصلیں ہیں:

الفصل الاول قول کلی فی تدابیر المشائخ — فصل (۱) بڈھونکی تدبیر کا کُلّی تذکرہ

جملۃ تدابیرھم ھی استعمال ما یرطب ویسخن معًا من اطالۃ النوم واللبث فی الفراش اکثر من الشبان ومن الاغذیۃ والاستحمامات والاشربۃ	بوڑھوں کے تدابیر و اصول حفظان کا خلاصہ یہ ہے کہ مرطبات اور مسخنات۔ دونوں۔ استعمال کئے جائیں: یعنی بوڑھے دیر تک سویا کریں، اور جوانوں سے زیادہ بستر پر پڑے رہا کریں؛ مرطب و مسخن غذائیں کھائیں، اسی طرح حمام سے ترطیب و تسخین حاصل کریں؛ مشروبات مرطبہ و مسخنہ استعمال کریں +
وادامۃ ادرار بولھم واخراج البلغم من معدتھم من طریق	علی ہذا بوڑھوں میں ہمیشہ مدرات بول استعمال کئے جائیں، اور ہمیشہ ان کے معدہ کا بلغم امعاء اور مثانہ کی

المعاء والمثانة وان یدام لین طبیعتھم وینفعھم جداً الدلك المعتدل فی الکمیة والکیفیة معالدھن ثم المشی او الرکوب ان کان یضعف عن المشی الضعیف منھم یعاد علیہ الدلك ویثنی

راہ خارج کیا جائے۔ بوڑھوں کے شکم کو ہمیشہ نرم رکھا جائے (قبض نہ ہونے دیا جائے)۔ اسی طرح بوڑھوں کے لئے روغن کی مالش بہت ہی مفید ہے، بشرطیکہ یہ کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے اوسط درجہ کی ہو۔ مالش کے بعد سیر اور چہل قدمی کا درجہ ہے۔ اور اگر چہل قدمی سے کمزوری طاری ہو جاتی ہو تو سواری استعمال کی جائے۔ جو بڈھے زیادہ ناتوان و کمزور ہوں۔ ان میں مالش مکرر دُہرائی جا سکتی ہے (یعنی ایک بار کی بجائے دن میں دو بار مالش کی جا سکتی ہے)+

ویجب ان یتعھدوا الطیب من العطر کثیراً وخصوصاً الحار باعتدال وان یتمرخوا بالدھن بعد النوم فان ذلك ینبہ القوة الحیوانیة ثم یستعمل الرکوب والمشی

بڈھوں کو چاہئے کہ وہ عطر و خوشبو کے پابند رہیں، اور بکثرت استعمال کریں، علی الخصوص ایسے عطر جو اوسط درجہ کے گرم (گرم بہ اعتدال) ہوں: اور نیند کے بعد روغن کی تمریخ بھی جاری رکھیں، کیونکہ اس سے قوت حیوانیہ بیدار ہو جاتی ہے۔ اسکے بعد سواری استعمال کریں یا چہل قدمی کریں+

الفصل الثانی منہ فی تغذیة المشائخ

فصل (۲) بڈھوں کا تغذیہ

یجب ان یفرق غذاء الشیخ قلیلا قلیلا ویغذّوا فی کرتین اوثلث بحسب الھضم وقوتہ وضعفہ فیاکلوا فی الساعة الثالثة الخبز الجید الصنعة مع العسل وفی السابعة بعد الاستحمام ما یلین البطن مما ذکرہ وبعد ذلك بقرب اللیل الطعام المحمود الغذاء

بڈھوں کو غذا تھوڑی تھوڑی کئی بار میں دینی چاہیئے: یعنی ان کے ہضم اور ان کے قوت و ضعف کا لحاظ کر کے (بجائے ایک بار کے) دو یا تین بار میں دینی چاہیئے۔ مثلاً دن کے تیسرے گھنٹہ میں انہیں شہد کے ساتھ خوب اچھی طرح پکائی ہوئی روٹی کھلائی جائے؛ اور ساتویں گھنٹہ میں حمام کرنے کے بعد کوئی ملین چیز (غذا دوائی کے قبیلے سے) کھلائی جائے، جنکا ذکر میں ابھی کرنے والا ہوں۔ اسکے بعد رات کے قریب (شام کے وقت)

فان كان قويا زيد فى غذائه قليلا

غذائے جید الکیموس کھلائی جائے۔ لیکن اگر کوئی بوڑھا قوی (اور زیادہ ہضم کرنے پر قادر) ہو تو اُس کی غذا میں (اسی کے مطابق) اضافہ کر دینا چاہیئے۔

وليجتنبوا كل غذاء غليظ يولد السوداء و يولد البلغم وكل حاد حريف مجفف مثل الكوامخ والتوابل إلا على سبيل الدواء

علی ہذا بڈھوں کو اُن تمام غلیظ غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہیئے جو مولد سوداء یا مولد بلغم ہوں۔ اسی طرح انہیں اُن تمام چیزوں سے بچنا چاہیئے جو حریف (چرپری) اور مجفف ہوں، مثلاً کوامخ اور توابل (گرم مصالح)۔ ہاں اگر ایسی چیزیں دواء کے طور پر (بمقدار قلیل) استعمال کی جائیں، تو کوئی مضائقہ نہیں۔

فان فعلوا من ذلك ما لا ينبغي لهم فتناولوا من الصنف الاول مثل المالح والباذنجان والمقدد ولحوم الصيد و مثل السمك الصلب اللحم والبطيخ الرقي والقثاء او فعلوا الخطاء الثاني فاكلوا الكوامخ والصحناة واللبن عولجوا بتناول الضد

ان نامناسب باتوں میں سے اگر کوئی بات بڈھے کر گزریں، مثلاً قسم اول (غذاء غلیظ) میں سے نمکین مچھلی، بیگن، لحم مُقدّد (خشک کیا ہوا گوشت) اور شکار کے گوشت کھائیں، یا ایسی مچھلی کھائیں، جسکا گوشت سخت ہو، یا تربوز اور کھیرا کھائیں؛ یا دوسری غلطی کر گزریں (یعنی کوئی غذاء حریف کھائیں)، مثلاً کوامخ، صحناء، یا لُبن استعمال کریں، تو ان غلطیوں کا علاج اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ ان کو ان غذاؤں کے کھانے کے بعد ایسی چیزیں کھلائیں، جو ان کی ضد اور مقابل ہوں (تاکہ ضدیت کی وجہ سے مضر غذاؤں کی اصلاح ہو جائے)۔

غلیظ اغذیہ میں سے "مولد سوداء" کی مثالیں نمکین مچھلی، بیگن، لحم مُقدّد وغیرہ ہیں، اور "مولد بلغم" کی مثالیں تربوز اور کھیرا ہیں۔

صَحنَاء (ماہیابہ): نمکین مچھلی کو کوٹ کر اور دوسرے مصالح ملا کر ایک مخصوص سالن بنایا جاتا ہے، جسکو "صحناء" کہا جاتا ہے۔

لُبن: کوامخ کی ایک قسم ہے جو حریف (چرپری) ہوتی ہے، اور اس میں ابازیر (مصالح) بکثرت ہوتے ہیں۔

بل انما یجب ان یستعمل فیھم الملطفات اذا علم ان فیھم فضولا فاذا نقوا غذوا بالمرطبات ثم یعاودون احیانا شیئا من الملطفات مع الغذاء علی ما سنقول فیہ	بلکہ بوڑھوں میں ملطفات کا استعمال اُس وقت مناسب ہے۔ جبکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ انکے بدن میں فضلات (فضلات بلغمیہ) موجود ہیں۔ پھر جب ان کا بدن فضلات سے پاک ہوجائے، تو ان کی غذاء میں مُرَطبات دیئے جائیں، پھر گاہ بہ گاہ ان کی غذاء میں کچھ ملطفات بھی شامل کردیا کریں۔ جیسا کہ اس بارہ میں ہم عنقریب ہدایت کرنے والے ہیں +
واما اللبن فینتفع بہ من یستمرئہ منھم ولا یجد عقیبہ تمددا فی ناحیۃ الکبد او البطن ولا حکۃ ولا وجعا فان اللبن یغذو ویرطب	رہا دودھ، تو اس سے وہی بُڈھے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، جنکے شکم میں دودھ ہضم ہوجایا کرتا ہو، اور جنہیں دودھ پینے کے بعد ناحیۂ جگر یا شکم میں کسی قسم کا تناؤ (تمدد درکچی) نہ محسوس ہوا کرتا ہو؛ اور نہ خارش اور درد کی شکایت ہوا کرتی ہو (ایسی حالت میں بُڈھے دودھ استعمال کرسکتے ہیں، اور فائدہ اُٹھا سکتے ہیں)۔ کیونکہ دودھ غاذی اور مرطب ہے +
وافقہ لبن الماعز ولبن الاتن ولبن الاتن من خواصہ انہ لا یتجبن کثیرا وینحدر سریعا ولا سیما ان کان معہ ملح وعسل ویجب ان یتعھد المرعی حتی لا یکون نباتا عفصا او حریفا او حامضا او شدید الملوحۃ	مختلف دودھوں میں سے (بوڑھوں کے لئے) مناسب ترین بکری اور گدھی کا دودھ ہے۔ گدھی کے دودھ کی خاصیت یہ ہے کہ (معدہ میں) زیادہ جمتا نہیں ہے، اور (معدہ سے) جلد منحدر ہوجاتا ہے؛ علی الخصوص اُسوقت جبکہ اس کے ساتھ شہد اور نمک ملا کر استعمال کیا جاتا ہے بکری کی چرائی کی بھی نگرانی کرنی چاہیئے، تاکہ وہ چراگاہ میں کسیلی، حریف، ترش، یا سخت نمکین (اور شور) بوٹیاں اور گھاس پات نہ کھایا کرے +
واما البقول والفواکہ التی یتناولھا المشائخ فھی مثل السلق والکرفس وقلیل من الکراث یتنا ولھا	بُقُول وفَوَاکِہ (سبزیاں اور میوے) جو بُڈھے (بطور علاج کے) کھا سکتے ہیں، وہ مندرجۂ ذیل قسم کی چیزیں ہیں: چقندر (شلجم، گاجر وغیرہ)، کرفس اور

مطیبۃ بالزیت والمری وخصوصاً قبل طعامھم لیعین علی تلیین الطبیعۃ	کسی قدر گندنا، ان چیزوں کو کسی قدر روغن زیتون اور مُری (آبکامہ۔ کانجی) سے خوشبودار کر لیا گیا ہو (یعنی یہ دونوں چیزیں خفیف مقدار میں ان سبزیوں پر چھڑک دی جائیں) ان سبزیوں کو اگر بڈھے غذا سے قبل کھالیں، تو خصوصیت سے مفید ہیں، کیونکہ یہ چیزیں رفع قبض میں معین ثابت ہوتی ہیں +
واذا استعملوا الثوم فی الاوقات وکانوا معتادین لہ انتفعوا بہ	بڈھے اگر گاہ بگاہ "لسن" استعمال کر لیا کریں، بشرطیکہ وہ اس کے عادی بھی ہوں، تو یہ ان کے لئے مفید ثابت ہوگا +
والزنجبیل المربی من الادویۃ الموافقۃ لھم واکثر المربیات الحارۃ ولیکن بقدر ما یسخن ویھضم لا بقدر ما یجفف البدن فیجب ان یکون اغذیتھم مرطبۃ انما ینفعل عن ھذہ من طریق الھضم والتسخین ولا ینفعل من التجفیف	"زنجبیل مُربّٰی" (مربائے زنجبیل) اور اکثر گرم مُربّے بوڑھوں کے لئے مناسب دواؤں میں سے ہیں، لیکن ایسی چیزیں محض اسی قدر استعمال کرنی چاہئیں کہ ان سے بدن میں سخونت حاصل ہو، اور ہضم میں امداد کریں، نہ اس قدر کہ ان سے بدن میں خشکی بڑھ جائے، کیونکہ یہ ضروری ہے کہ بوڑھوں کی مرطب غذائیں ان گرم مربوں سے صرف ہضم اور تسخین حاصل کر لیا کریں، ان سے تجفیف حاصل نہ کیا کریں (ورنہ مرطب غذائیں مرطب ہونے کی بجائے مجفف ہو جائینگی) +
ومما یستعملونہ لتلیین طبائعھم ویوافق ابدانھم من الفواکہ التین والاجاص فی الصیف والتین الیابس المطبوخ فی ماء العسل ان کان الوقت شتاء وجمیع ھذا یجب ان یکون قبل الطعام لتلیین طبیعتھم	**تلیین شکم** میوہ جات میں سے جو چیزیں بڈھوں کو رفع قبض کے لئے دی جاتی ہیں، اور ان کے لئے مفید ثابت ہوتی ہیں، وہ موسم گرما میں انجیر اور آلو بخارا ہیں، اور موسم سرما میں انجیر خشک ہے، جسے ماء العسل میں پکا کر دیا جاتا ہے۔ یہ ساری چیزیں غذا سے پہلے استعمال کی جائیں تاکہ یہ رفع قبض کرنے میں امداد کریں +

گیلانی کہتے ہیں کہ موسم گرما میں بڈھوں کو انجیر اور آلو بخارا "تازہ اور پختہ" کھلائے جائیں۔ یہی زمانہ ان کے پختہ ہونے کا بھی ہے۔ لیکن آلو بخارا صرف اُن بڈھوں کو دیا جا سکتا ہے، جو صفراوی المزاج ہوں +

وایضا اللبلاب المطبوخ بالماء والملح مطیبا بالمری والزیت واصل البسفائج اذا جعل فی شوربا من الدجاج او فی مرقة السلق او فی مرقة الکرنب

اسی طرح بوڑھوں (کی تلیین) کے لئے یہ بھی مفید ہے کہ لبلاب کو پانی اور نمک میں پکا کر مُری اور روغن زیتون سے خوشبودار کرکے کھلایا جائے۔ اسی طرح ان کے لئے یہ بھی مفید ہے کہ بیخ بسفائج کو مرغ کے شوربہ میں، یا چقندر کے شوربہ میں، یا کرم کلہ کے شوربہ میں ڈال کر استعمال کیا جائے (یعنی بیخ بسفائج تقریباً ڈیڑھ تولہ ڈال کر پکایا جائے)

فان کانت طبیعتهم تستمر علی لین یوما دون یوم فعن المسهل والملزلق غناء وان کانت تلین یوما وتحبس یومین کفاهم مثل اللبلاب وماء الکرنب ولباب القرطم بکشک الشعیر او مقدار جلوزة او جلوزتین من صمغ البطم واکثره ثلث جلوزات فانها تلین طبائعهم بخاصیة فیه وتجلو الاحشاء بغیر اذی

اگر بڈھوں کو ایک روز پاخانہ آئے، اور دوسرے روز نہ آئے، تو اس وقت انہیں نہ کسی مُزلق کی ضرورت ہے (جو آنتوں کے ثفل کو پھسلا کر خارج کردے) اور نہ کسی مسہل (ملین) کی۔ اور اگر ایک روز اجابت ہو، اور دو روز بند رہا کرے، تو اس وقت انکے لئے محض یہ کافی ہے کہ لبلاب، یا آب کرنب (کرم کلہ کا آب جوشاندہ)، یا مغز قرطم کشک الشعیر کے ساتھ استعمال کریں۔ یا صمغ بُطم ایک یا دو چلغوزہ کے برابر، یا زائد سے زائد تین چلغوزہ[1] کے برابر استعمال کریں؛ کیونکہ بطم کا گوند بالخاصہ بوڑھوں کے قبض کو دور کر دیتا، اور اذیت وتکلیف کے بغیر احشاء کو صاف کرتا ہے ✦

وینفعهم ایضا الدواء المرکب من لباب القرطم مع عشرة امثاله تین یابس والشربة منه کالجوزة

بوڑھوں کے لئے یہ دواء مرکب بھی مفید ہے، جس میں مغز تخم قرطم کے ساتھ دس حصے خشک انجیر کے ہوتے ہیں۔ اس دواء کی مقدار خوراک ایک جوزہ (اخروٹ ۱۰ تولہ) کے برابر ہے ✦

وینفعهم الحقنة بالدهن فان فیها مع الاستفراغ تلیین الاحشاء وخصوصا الزیت العذب

بوڑھوں کے لئے روغن کا حقنہ بھی مفید ہے؛ کیونکہ روغن کے حقنہ میں استفراغ کی قوت کے باوجود احشاء کو نرم کرنے کی قوت بھی ہوتی ہے، علی الخصوص جبکہ روغن زیتون شیریں سے حقنہ کیا جائے ✦

[1] ایک چلغوزہ (جلوزہ) تقریباً تین رتی کے برابر ✦

ویجنب فیهم الحقن الحادة فانها تجفف امعائهم واما الحقن الرطبة الدهنية فانها من انفع الاشياء لهم اذا احتبست طبیعتهم ایاما	بڈھوں کو تیز حقنوں سے بچایا جائے، کیونکہ اس سے ان کی آنتوں میں خشکی لاحق ہوجایا کرتی ہے۔ لیکن ایسے حقنے جو رطب اور روغنی ہوں، وہ بوڑھوں کے لئے اُس وقت مفید ترین اشیاء میں سے ہیں، جبکہ کئی روز سے انکی اجابت بند ہو ÷
ولهم ادوية ملينة للطبيعة نذكرها فی القرابادین خاصة لهم	بوڑھوں کے لئے رفع قبض کے لئے اور بھی چند مخصوص دوائیں ہیں، جنکو میں قرابادین میں ذکر کرونگا ÷
ویجب ان یکون الاستفراغ فی الکهول والمشائخ بغیر الفصد ما امکن فان الاسهال المعتدل اوفق لهم	جہاں تک ہو سکے، ادھیڑ اور بوڑھوں میں فصد کے ذریعہ استفراغ نہ کیا جائے، بلکہ ان کے لئے اسہال ہی بہتر ہے، اور وہ بھی اوسط درجہ کا (اسہالِ معتدل) ÷

الفصل الثالث فی شراب المشائخ — فصل (۳) بڈھوں کی شراب

وخیر شراب لهم العتیق الاحمر الدار یسخن معًا ولیجتنبوا الحدیث	شراب کہنہ سُرخ بڈھوں کے لئے بہترین شراب ہے، کیونکہ یہ مدر بھی ہے، اور مسخن بھی۔ نئی اور سفید شراب سے
والابیض الا ان یکونوا قد استحموا بعد التناول من الغذاء وعطشوا فیسقون حینئذ شرابًا ابیض رقیقا قلیل الغذاء علی انه لهم بدل الماء	بڈھوں کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر کھانا کھانے کے بعد یہ حمام کریں، اور انہیں پیاس لگے۔ تو اس وقت یہ سفید، رقیق، قلیل الغذاء شراب پی سکتے ہیں۔ ایسی شراب اس وقت ان کے لئے پانی کے قائم مقام اور اس کا بدل ہوجائیگی
ولیجتنبوا الحلو المسدد من الاشربة	اسی طرح بڈھوں کو میٹھی اور سدہ پیدا کرنے والی شرابوں سے بھی گریز کرنا چاہیئے ÷

الفصل الرابع فی تفتیح سدد المشائخ — فصل (۴) بڈھوں کے سدوں کو کھولنا

فان عرضت لهم سدد اسهلها ما عرض من شرب الشراب فیجب ان یفتحوا بالفودنجی والفلافلی	اگر بوڑھوں میں سُدے پیدا ہوجائیں ــــ اور شراب سے بوڑھوں میں آسانی کے ساتھ سدے پیدا ہوجایا کرتے ہیں ــــ تو جوارش فودنجی اور فلافلی سے سدوں کو کھولنا چاہیئے، اور

وینثر الفلفل علی الشراب	فلفل سیاہ کو (باریک پیسکر) شراب پر چھڑکنا چاہئے (یہ بہترین مفتح ہے) ÷
وان کانت عادتھم قد جرت باستعمال الثوم والبصل ستعلوھا	اگر بڈھوں کو لسن اور پیاز کے استعمال کی پہلے سے عادت ہو تو (وقوع سدہ کے وقت) ان دونوں چیزوں کا استعمال کرنا چاہئے (اس سے تفتیح سدہ میں اعانت ملیگی) ÷
والتریاق ینفعھم جدًا وخصوصًا عند حدوث السدد وکذلك اثاناسیا وامروسیا	بڈھوں کے لئے تریاق نہایت مفید چیز ہے، علی الخصوص اس وقت جبکہ سدے پیدا ہو چکے ہوں ؛ اسی طرح اثاناسیا اور امروسیا بھی نہایت نافع ہیں ÷

"اثاناسیا" اور "امروسیا" بڑی معجونوں میں سے ہیں، جنکے نسخے قرابادین میں درج ہیں . یہ دونوں نام یونانی ہیں . اثاناسیا کے لغوی معنے "بھیڑئیے کے جگر" کے ہیں، اور امروسیا کے معنے "حابس المواد" کے ہیں ÷

ولکن یجب ان یترطبوا بعدہ بالاستحمام وبالتمریخ وبالاغذیۃ مثل ماء اللحم بالخندروس والشعیر	لیکن اس کے بعد (اثاناسیا اور امروسیا وغیرہ کے استعمال کے بعد، یا تفتیح سدہ کے بعد) یہ ضروری ہے کہ بڈھوں کے بدن میں رطوبت حاصل کرنے کیلئے حمام، تمریخ، اور غذائیں استعمال کریں، مثلاً جوار اور جَو کے ساتھ ماء اللحم کھلائیں (یعنی گوشت کا شوربہ پلائیں، جس میں جوار اور جَو بھی پکائے گئے ہوں) ÷
واستعمالھم شراب العسل ینفعھم ویؤمنھم حدوث السدد ووجع المفاصل بعد ان یزاد علیہ مع احساس سدۃ فی عضو او احساس استعداد لھا ما یخص کالکرفس واصلہ لاعضاء البول	بڈھے اگر شراب عسل (شہد کی شراب) استعمال کریں تو یہ ان کے لئے مفید ہے، اور اسکے استعمال کے بعد سدّوں کے پیدا ہونے کا اور وجع مفاصل عارض ہونے کا اندیشہ نہیں رہتا ؛ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ جس عضو میں سدّوں کا پتہ چلے، یا جس عضو میں سدہ پیدا ہونے کی قابلیت و استعداد کا علم ہو جائے، اس عضو کے ساتھ خصوصیت رکھنے والی دوائیں بھی شراب عسل میں بڑھا دی جائیں ؛ مثلاً تخم کرفس اور بیخ کرفس اعضائے بول کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہیں

(اسلئے اگر پتہ چلے کہ اعضائے بول میں سدہ ہے، یا ان میں سدہ لاحق ہونے کا اندیشہ ہے، تو اس صورت میں شراب عسل کے ساتھ تخم کرفس یا بیخ کرفس کو جوش دینا چاہئے) +

شراب عسل سے مراد وہ شراب ہے جو شہد سے تیار کی جاتی ہے، یا وہ شراب ہے جس میں پانچویں حصے کے برابر شہد اور کچھ خوشبودار چیزیں ڈالی جاتی ہیں +

وان کانت السدۃ حصویۃ طبخ بما هوا قوی مثل فطراسالیون وان کانت السدد فی الریۃ فمثل الزوفا والبرسیاوشان والسلیخۃ وما اشبہ ذلك

اور اگر سدے پتھری کے ہوں، تو شراب عسل میں کوئی ایسی چیز پکانی چاہئے جو تخم کرفس سے زیادہ قوی اور مؤثر ہو؛ مثلاً فطراسالیون (تخم کرفس جبلی)۔ اور اگر سدے پھیپھڑوں میں ہوں، تو شراب عسل میں زوفا، پرسیاوشان، سلیخہ جیسی چیزیں شامل کرنی چاہئیں +

الفصل الخامس فی دلك المشائخ — فصل (۵) بڈھوں کی مالش

یجب ان یکون معتدلا فی الکم والکیف غیر متعرض منهم للاعضاء الضعیفۃ اصلا والمتالمۃ

(یہ پہلے ہی بتایا جا چکا ہے کہ) بڈھوں کی مالش کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے معتدل (اوسط درجہ کی) ہونی چاہئے اور جو اعضاء بڈھوں کے کمزور اور دردناک ہوں، مالش کے وقت انہیں بالکل نہ چھیڑا جائے +

گیلانی کہتے ہیں کہ بڈھوں کے بعض اعضاء مستعد عفونت ہوتے ہیں، جن میں ہر روز عفونت لاحق ہوجایا کرتی ہے، اور اس سے ہر روز بخار کی باری آجایا کرتی ہے۔ جب ایسے عضو کی بار بار مالش کی جاتی ہے، تو اس عضو میں صلابت و قوت آجاتی ہے، جس سے اس کی عفونت رک جاتی ہے، اور بخار کی باری بند ہوجاتی ہے۔ ایسی صورت میں کھردرے کپڑوں سے مالش کرنی چاہئے، یا ننگے ہاتھوں سے روغن کے ساتھ۔ چنانچہ شیخ اسی طرف اشارہ کررہے ہیں:

وان کان الدلك ذا مرات قلیل لکوا فی المرات بخرق خشنۃ او بالید مجردۃ فان ذلك ینفعهم ویمنع نوائب علل اعضائهم

اگر مالش دن میں کئی بار کرنے کی ضرورت ہو تو ہر بار کھردرے کپڑوں سے، یا ننگے ہاتھوں سے کی جاسکتی ہے۔ یہ بڈھوں کے لئے مفید ہے، اور اس سے ان کے اعضاء کے امراض کی باریاں رک جایا کرتی ہیں۔ (بعض نسخوں میں

اسقدر عبارت اور بھی ہے: مالش کے ساتھ حمام کرنا بڈھوں کے لئے مفید ہے۔)

الفصل السادس فی ریاضۃ المشائخ

فصل (۶) بڈھوں کی ریاضت

ریاضۃ المشائخ تختلف بحسب اختلاف حالات ابدانهم وبحسب مایعتادهم من العلل وبحسب عاداتهم فی الریاضۃ فان کانت ابدانهم علی غایۃ الاعتدال وافقهم الریاضات المعتدلۃ

چونکہ بوڑھے لوگوں کے بدنی حالات مختلف ہوا کرتے ہیں، مختلف امراض کے عادی ہوا کرتے ہیں، اور مختلف قسم کی ریاضتوں کے عادی ہوا کرتے ہیں، اسلئے ہر بوڑھے کے لئے ایک قسم کی ریاضت متعین نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ اگر بوڑھوں کی بدنی حالت اعلے پیمانہ پر (بغایت معتدل) ہو، تو ان کے لئے اوسط درجہ کی ریاضتیں موافق ہیں +

ثم ان کان عضو منهم لیس علے افضل حالاتہ جعلوا ریاضتہ تابعۃ لسائر الاعضاء فی الریاضۃ

لیکن اگر ان کے بدن کا کوئی خاص عضو اچھی حالت میں نہ ہو (ماؤف ہو)، تو ایسی حالت میں ایسی ریاضت کرنی چاہیئے جس سے اس عضو ماؤف کی ریاضت دوسرے اعضاء کے ساتھ تبعًا اور ضمنًا ہوجائے (براہ راست اس عضو کی ریاضت نہ کی جائے، ورنہ ممکن ہے کہ اس کی آفت اور بھی ترقی پذیر ہوجائے) +

مثلاً ان کان رأسہ یعتریہ الدوار والصرع وانصباب المواد الی الرقبۃ وکان کثیرا ما تصعد فیہ بخارات الی الرأس والدماغ لم یوافقهم من الریاضۃ ما یطأطئ الرأس ویدلیہ ولکن یجب ان یمالوا الی الارتیاض بالمشی والاحضار والرکوب وکل ریاضۃ یتناول النصف الاسفل

مثلاً اگر کسی شخص کے سر میں مرض دوار یا صرع ہو، یا اسکی گردن میں مواد کا انصباب ہو رہا ہو، اور بسا اوقات اس شخص کے سر اور دماغ کی طرف بخارات صعود کیا کرتے ہوں، تو ایسی حالت میں اس شخص کے لئے کوئی ایسی ریاضت مفید ثابت نہ ہوگی، جس میں سر کو جھکانا اور لٹکانا پڑتا ہو۔ بلکہ ایسے وقت میں مناسب یہ ہوگا کہ اسے ٹہلنے پھرنے دوڑنے، اور سواری کرنے کی طرف متوجہ کیا جائے، الغرض ایسے وقت میں محض ایسی ریاضت کرائی جائے۔ جو بدن کے نصفِ زیرین (ٹانگوں) سے تعلق رکھے +

وان كانت الآفة الى جهة الرجل استعملوا الرياضات الفوقانية كالمشابكة ورمي الاحجار ورفع الحجر

اور اگر کوئی آفت ٹانگوں میں ہو، تو ریاضات فوقانیہ (بالائی اطراف کی ریاضتیں) استعمال کرنی چاہئیں؛ شلاً مُشابکہ (یعنی دو آدمیوں کا باہم گردن کا پکڑنا، اور پھر ہر ایک کا چھوٹ جانے کی کوشش کرنا)، پتھر پھینکنا، اور پتھر اوٹھانا۔

وان كانت في ناحية الوسط كالطحال والكبد والمعدة والامعاء وافقهم كلتا الرياضتين لطرفيتين ان لم يمنع مانع

اور اگر کوئی آفت بدن کے وسطانی حصے میں ہو، شلاً طحال، جگر، معدہ، اور امعاء میں ہو، تو ایسی حالت میں دونوں قسم کی ریاضتِ طرفیہ (بالائی اطراف اور زیرین اطراف کی ریاضتیں) مفید ثابت ہونگی، بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو۔

واما ان كانت الآفة في ناحية الصدر فلا يوافقهم الا الرياضة السفلية

لیکن اگر سینے کے حصے (ناحیۂ صدر) میں کوئی آفت ہو، تو اس حالت میں محض ریاضت سُفلیہ (زیرین اطراف کی ریاضت، ریاضت تحتانیہ) ہی مفید ثابت ہوگی۔

او كانت في الكلية والمثانة فلا يوافقهم الا الرياضة الفوقانية

علیٰ ہذا اگر آفت گردہ اور مثانہ میں ہو، تو اسوقت محض ریاضت فوقانیہ ہی مفید پڑیگی۔

ولا سبيل لهم الى ان يدرجوا تلك الاعضاء في الرياضة ليقووها بها وهذا للمشائخ بخلاف ما في سائر الاسنان وبخلاف المتكهلين الذين يوافقهم اكثر ما يوافق المشائخ فان اولئك يجب ان يقووا الاعضاء الضعيفة بتدريجها في النوع من الرياضة التي توافقها وتليق بها

بڈھوں میں یہ امر کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ ان ضعیف اور کمزور اعضاء کی ریاضت کو بتدریج بڑھا کر قوی اور توانا کرسکیں (کیونکہ بڈھوں کے اعضاء طبعًا اور قدرتًا ضعیف ہوا کرتے ہیں، ان میں اتنی مجال کہاں کہ موجودہ قوت میں ترقی دی جاسکے، اور ان کے نقص کی بڑھاپے میں تکمیل کیجاسکے۔ بڑھاپے میں تو قُویٰ روز بروز گھٹتے ہی چلے جاتے ہیں)۔ مگر یہ بات صرف بڑھاپے ہی میں ہے۔ دوسری عمروں اور ادھیڑوں میں یہ امر محال نہیں ہے۔ چنانچہ ادھیڑوں میں گو زیادہ تر وہی باتیں مفید ہیں، جو بڈھوں میں مفید ہوا کرتی ہیں (شلاً مرطبات و مسخنات)، لیکن اگر ان کے اعضائے

ضعیفہ کی مخصوص اور مناسب ریاضتوں کو بتدریج بڑھا کر ان کو قوی کرنے کی کوشش کی جائے ۔ تو یہ بات (دوسری چھوٹی عمروں کی طرح) ان میں بھی ممکن ہے ۔

واما الاعضاء المریضۃ فربما راضوھا وربما لم یرخصوا لھم فی ذلک اعنی اذا کانت حارۃ ویابسۃ اوفیھا مادۃ یخاف ان تمیل الی العفونۃ ولیس بھا نضج

رہے اعضائے مریضہ ، تو گاہے ان کی ریاضت جائز رکھی جاتی ہے ، اور گاہے اس کی اجازت نہیں دی جاتی ۔ چنانچہ ریاضت کی ممانعت اس وقت کی جاتی ہے ، جبکہ ان اعضاء کے امراض "حارّہ" ہوتے ہیں ، یا "یابسہ" یا اس وقت ، جبکہ ان اعضاء میں کوئی ایسا مادہ پایا جاتا ہے جسکے متعفن ہو جانے کا خطرہ ہو ، اور اس میں نضج نہ ہو ۔

التعلیم الرابع

تعلیم چہارم

فی تدبیر ابدان ممن مزاجہ غیر فاضل وھو خمسۃ فصول

اس تعلیم میں ایک ایک بدن کی تدبیر لکھی گئی ہے جنکے مزاج بہتر نہ ہوں ۔ اس میں پانچ فصلیں ہیں ۔

الفصل الاول منہ فی استصلاح المزاج الازید حرارۃ

فصل (۱) اُس مزاج کی اصلاح جس میں حرارت بڑھی ہوئی ہو

مزاج حار کی اصلاح سے مراد یہاں اُس مزاج کی اصلاح ہے ، جس میں حرارت "اصلی مزاج" کے لحاظ سے زائد ہو ۔ گیلانی

نقول ان سوء المزاج الحار اما ان یکون مع اعتدال من المنفعلتین اومع غلبۃ یبوسۃ اورطوبۃ

سوءِ مزاج حار گاہے اس قسم کا ہوتا ہے کہ دونوں کیفیت منفعلہ (رطوبت و یبوست) میں کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی ہے ، بلکہ ان میں اعتدال ہوتا ہے (جسے "سوءِ مزاج حار مفرد" کہا جاتا ہے) ، اور گاہے اس کے ساتھ یبوست یا رطوبت کا غلبہ بھی ہوتا ہے (جسے "سوءِ مزاج حار مرکب" کہا جاتا ہے) ۔

واذا اعتدل المنفعلتان عرفنا ان زیادة الحرارة الی حد لیست بمفرطة والا لجففت	چنانچہ جب سوءمزاج حار کے ساتھ دونوں کیفیت منفعلہ میں کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی، تو اس وقت ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حرارت کی زیادتی ایک حد تک ہے، یعنی افراط کے ساتھ زیادتی نہیں ہے، ورنہ حرارت کی زیادتی کے ساتھ یبوست کی زیادتی بھی ہوجاتی +
واما الحار مع الیبوسة فیجوز ان یبقے ھذا المزاج بحالہ مدة طویلة	لیکن جب سوءمزاج حار کے ساتھ یبوست کا غلبہ بھی ہوتا ہے، تو اس صورت میں اس کا امکان ہے کہ اس قسم کا مزاج مدت دراز تک (حتیٰ کہ مدۃ العمر تک) قائم ودائم رہے +
واما الحار مع الرطوبة فان اجتماعھما لا یطول فتارة تغلب الرطوبةُ الحرارةَ فتطفیھا وتارة تغلب الحرارةُ الرطوبةَ فتجففھا	اسکے برعکس جب سوءمزاج حار کے ساتھ رطوبت کا غلبہ بھی شریک ہوتا ہے، تو ان دونوں کا ایک ساتھ اجتماع لمبے عرصہ تک قائم نہیں رہا کرتا؛ بلکہ اگر کسی شخص میں رطوبت حرارت پر غالب ہوتی ہے۔ تو رطوبت حرارت کو بجھا دیا کرتی ہے (جس سے سوءمزاج حار کا ازالہ خود بخود ہوجاتا ہے)، اور اگر کسی شخص میں حرارت رطوبت پر غالب ہوتی ہے، تو رطوبت کو دور کرکے یبوست پیدا کردیتی ہے (اور رطوبت کا قدرتًا ازالہ ہوجاتا ہے) +
فان غلبت الرطوبةُ الحرارةَ فان صاحبھا یصلح حالہ عند المنتھے فی الشباب ویصیر معتدلا فیھما فاذا انحط اخذت الرطوبة الغریبة تزداد والحرارة تنقص	جن لوگوں میں رطوبت حرارت پر غالب ہوا کرتی ہے اُن کی حالت مُنتہیٰ کے وقت — جوانی میں — بہتر ہوجایا کرتی ہے، اور اس وقت ایسے لوگ حرارت ورطوبت میں معتدل ہوجایا کرتے ہیں۔ پھر جب ان لوگوں میں انحطاط کا زمانہ شروع ہوجاتا ہے، تو رطوبت غریبہ بڑھنے، اور حرارت گھٹنے لگ جاتی ہے +
فنقول ان جملة تدابیر حاری المزاج منحصرة فی غرضین	[اصلاح حرارت] گرم مزاج لوگوں کی جملہ تدابیر کے اغراض ومقاصد محض دو ہیں:

احدھما ان یراد ردّھم الی الاعتدال (۱) ان کو اعتدال کی طرف لوٹا کر لایا جائے +

والثانی ان یستحفظ صحتھم علی ما ھی علیه (۲) ان کی صحت جیسی موجود ہے، اس کو اسی حالت پر قائم رکھا جائے +

اما الاول فانما یتیسر للواد عین المکفیین الموطنین انفسھم علی صبر طویل مدۃ رجوعھم بالتدریج الی الاعتدال لان تدبیرھم من غیر تدریج یمرض ابدانھم

پہلے مقصد میں اُنہی لوگوں کو کامیابی حاصل ہوسکتی ہے جو ایک عرصۂ دراز تک مشاغل وکاروبار کو ترک کرکے پابندی اور استقلال کے ساتھ کنارہ کش ہوجائیں، اور انکے نفس میں مدت طویل تک صبر وانتظار کرنے کی قدرت ہو، کیونکہ ایسا مزاج اعتدال کی طرف ایک مدت میں (مناسب تدابیر کے بعد) بتدریج ہی لوٹ سکتا ہے۔ اس کے برعکس اگر اس کی تدبیر واصلاح یک لخت کرنی چاہیں، تو ایسے لوگ بیمار ہوجایا کرتے ہیں (کیونکہ ایک ضد سے دوسرے ضد کی طرف یک لخت منتقل کردینا، اور اس میں تدریج وآہستگی کا خیال نہ کرنا گویا غیر معمولی جھٹکہ دینا اور طبیعت کو بے انتہا پریشان کرنا ہے) +

واما الثانی فانما یمکن تدبیرھم باغذیة تشاکل مزاجھم حتی تحفظ الصحة الموجودۃ لھم

رہا **دوسرا مقصد** (یعنی موجودہ صحت کو قائم رکھنے کی کوشش کرنا)، تو اسکی صورت یہ ہے کہ اُنکو ایسی غذائیں کھلائی جائیں، جو اُن کے مزاج کے مشابہ اور مشاکل ہوں، تاکہ اُن کی موجودہ صحت محفوظ وبرقرار رہ سکے (اور اُسکی موجودہ حرارت مزاجیہ اصلیہ بدستور اُسی طرح باقی رہے) +

قرشی نے اس اصول کی مخالفت میں لکھا ہے:

"ہمیں اظہار حق میں کوئی شرم نہ کرنی چاہئے: ہم صاف صاف کہتے ہیں کہ یہ اصول باوجودیکہ شہرت عامہ رکھتا ہے، مگر یہ غلط ہے؛ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے مزاج اعتدال سے خارج ہوتے ہیں، خواہ وہ حار ہوں، یا بارد، جب انہیں اُن کے مزاج کے مطابق گرم یا سرد غذائیں دی جاتی ہیں، تو اُن کے بدن میں حرارت یا برودت کا غلبہ ہوجاتا ہے۔ چنانچہ تجربہ گواہ ہے کہ جوانوں کو، اور اسی طرح صفراوی مزاج لوگوں کو، گرم چیزیں مضر پڑا کرتی ہیں، اور اس کے برعکس بلغمی مزاج، بارد المزاج، اور بوڑھے ٹھنڈی

چیزوں سے تکلیف پاتے ہیں" (ملخصاً)۔

مذکورہ بالا اعتراض کو دور کرنے کے لئے گیلانی وغیرہ نے جو تاویل کی ہے، اوس کا خلاصہ یہ ہے کہ "غذاء سے مراد اس مقام پر غذاء حقیقی اور غذاء بالفعل ہے، نہ کہ باہر کے کھانے — روٹی، دال، گوشت وغیرہ — یعنی بیرونی غذائیں کیلوس، کیموس وغیرہ کی شکل اختیار کرنے اور مختلف ہضوم و استحالات کے مختلف مدارج طے کرنے کے بعد جب جزء عضو بنیں، تو اُس وقت وہ اعضاء مغتذیہ کے مزاج کے مناسب و مشاکل ہوں"

اس طرز تاویل اور بیان سے صاف ظاہر ہے کہ عملاً اور تجربۃً بات وہی صحیح ہے جو قرشی نے بتائی ہے، اور کیا بھی جاتا ہے کہ گرم مزاجوں کو ٹھنڈی غذائیں دیجاتی ہیں، اور ٹھنڈے مزاجوں کو گرم غذائیں۔ پھر اصول کے بیان کرتے وقت الفاظ و اصطلاحات صاف اور واضح کیوں نہ بولے جائیں، اور ایک صاف بات کو مغلق اور چیستاں کیوں بنایا جائے۔

فمن كان من حار المزاج معتدلاً في المنفعلتين كانوا أدنى إلى الصحة في ابتداء أعمارهم وكان مزاجهم أسرع لنبات أسنانهم وشعورهم وكانوا ذوي بيان ولسن وسرعة حتى في المشي ثم إذا شبوا أفرط عليهم الحر وزاد اليبس وحدث لهم مزاج لذاع وكثير منهم يتولد فيه المرار كثيرا

چنانچہ ان گرم مزاج لوگوں میں سے جو لوگ دونوں کیفیت منفعلہ — رطوبت و یبوست — میں معتدل ہوتے ہیں، وہ ابتدائی زمانہ میں (مثلاً بچپن کے زمانہ میں) صحت سے زیادہ قریب رہا کرتے ہیں، اور دوسرے لوگوں اور دوسرے مزاجوں کے مقابلہ میں انکے دانت اور ان کے بال جلد اُگ آتے ہیں؛ نیز ایسے لوگوں میں قوت بیانی وطاقت گویائی اور جلد بازی خوب ہوتی ہے، حتی کہ چال ڈھال میں بھی تیزی و سرعت کا مظاہرہ ہوا کرتا ہے۔ پھر ایسے لوگ جب جوانی کی عمر کو پہونچتے ہیں، تو اس وقت ان میں حرارت اور زیادہ ہو جاتی؛ اور یبوست بڑھ جاتی ہے، (جو پہلے معتدل تھی) اور ان کے مزاج میں حدت و حرارت لاحق ہوجاتی ہے، اور بیشتر لوگوں میں صفراء کی بکثرت پیدائش ہونے لگتی ہے۔

وتدبيرهم في السن الأول هو تدبير المعتدلين فإذا انتقلوا انتقلوا إلى تدبير من يراد د س ا ر

ایسے لوگوں کی تدبیر عمر کے ابتدائی زمانہ میں (بچپنے میں) وہی ہونی چاہیئے، جو معتدل مزاجوں کے لئے بنائی جاتی ہے؛ پھر جب یہ لوگ بچپن سے منتقل ہوکر جوانی کی عمر میں داخل

بدله واستفراغ مراره من الجهة التي تميل اليها فضولهم من جهتي الاسهال او القئ واذا لم تف الطبيعة بامالة الخلط الى الاستفراغ اعينت باشياء خفيفة اما القئ فمثل شرب الماء الحار الكثير وحده او مع النبيذ واما الاسهال فمثل البنفسج المربي والتمر الهندي والشيرخشت والترنجبين

ہوں. تو ان کی گذشتہ تدبیر کو بھی بدل دیا جائے، اور ادرار بول کی تدبیر کی جائے، اور ان کے فضلات اسہال یا قے کے دونوں راستوں میں سے جس راستہ کی طرف مائل ہوں، اسی راستہ سے صفراء کے خارج کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور اگر طبیعت (ضعف کی وجہ سے) ناکافی ہو، یعنی خلط صفراء کو استفراغ کے لئے خود اس نے مائل نہ کیا ہو، تو ہلکی چیزوں سے طبیعت کی اعانت کی جائے۔ چنانچہ اگر قے کرانی ہو تو بڑی مقدار میں گرم پانی تنہا یا نبیذ کے ساتھ پلا دیا جائے، یا اسی قسم کی دوسری چیز استعمال کی جائے۔ اور اگر دست لانے ہوں، تو مربّٰے بنفشہ (گلقند بنفشہ یا خمیرۂ بنفشہ) تمر ہندی، شیرخشت اور ترنجبین جیسی چیزیں کھلائیں +

ويجب ان يخفف رياضتهم وان يغذوا بغذاء حسن الكيموس وربما وجب ان يثلثوا الاستحمام في اليوم ويجب ان يجتنبوا كل سبب مسخن

یہ بھی ضروری ہے کہ ان لوگوں کی ریاضت میں کمی کر دی جائے، اور ان کو جید الکیموس غذائیں کھلائی جائیں۔ بعض اوقات ان لوگوں میں اس امر کی بھی ضرورت پیش آجایا کرتی ہے کہ دن میں تین تین دفعہ حمام دُہرایا جائے۔ انکے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر قسم کے مسخن اسباب سے اجتناب رکھیں +

وان لم يورثهم الاستحمام عقيب الطعام تمددا او ثقلا في ناحية الكبد والبطن استعملوه على امن واما ان عرض شئ من ذلك فعليهم باستعمال المفتحات مثل نقيع الافسنتين ودواء الصبر والانيسون واللوز المر والسكنجبين وان ينقطعوا عن الاستحمام بعد الطعام ويجب ان يسقوا هذه المفتحات

اگر یہ لوگ کھانا کھانے کے بعد حمام کریں، اور اس سے ناحیۂ جگر (اقلیم جگر) اور ناحیۂ شکم میں کسی قسم کا تناؤ یا بوجھ نہ پیدا ہو، تو یہ بے خوف وخطر (غذا کے بعد) حمام استعمال کر سکتے ہیں. لیکن اگر ان میں سے کوئی بات پیدا ہو جایا کرتی ہو، تو ان کے لئے ضروری ہے کہ مفتحات استعمال کریں، مثلاً نقوع افسنتین، دواء الصبر، انیسون، بادام تلخ ہمراہ سکنجبین، اور غذا کے بعد حمام کرنے سے باز آجائیں +

ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان مفتحات کو پہلی غذا

بعد انهضام الطعام الاول وقبل اخذهم الطعام الثاني بل في وقت بينهم فيه وبين الطعام الثاني فسحة مدة وذلك ما بين انتباههم بالغدوات واستحمامهم

کے ہضم ہونے کے بعد، اور دوسری غذا کے کھانے سے پہلے استعمال کریں؛ بلکہ ان مفتحات کا استعمال ایسے وقت میں کریں کہ اس کے اور دوسرے کھانے کے درمیان ایک کافی مدت اور وقفہ ہو، یعنی صبح کے وقت بیدار ہونے کے بعد اور حمام کرنے سے پہلے +

وينبغي ان يديموا التمريخ بالدهن ويسقوا الشراب الابيض الرقيق وينفعهم الماء البارد

یہ بھی مناسب ہے کہ یہ لوگ روغن کے تمریخ کی مداومت کریں، اور شراب سفید رقیق پیا کریں۔ ان کے لئے ٹھنڈا پانی بھی مفید ہے +

واصحاب المزاج الحار اليابس في اول الامر اولى بذلك كله

رہے گرم خشک مزاج کے لوگ، تو ان کے لئے ابتدائی زمانہ میں (یعنی ظہور کے وقت) یہی تمام تدبیریں بدرجۂ اولی مفید ہیں (مثلاً ادرار بول، استفراغ صفراء، تمریخ، شراب سفید، اور ٹھنڈا پانی) +

واما اصحاب المزاج الحار الرطب فهم بعرض العفونة وانصباب المواد الى الاعضاء فلتكن رياضتهم كثيرة التحليل لينة لئلا يسخن مع توق من حركة تظهر في الاخلاط تثورا

حار رطب مزاج کے لوگ، چونکہ تعفن کا نشانہ بنے ہوتے ہیں، اور ان کے مختلف اعضاء میں مواد کا انصباب ہوا کرتا ہے، اسلئے ان کی ریاضت اس قسم کی ہونی چاہئے کہ جو باوجود زیادہ تحلیل کرنے کے نرم ہو، تاکہ ریاضت کی وجہ سے سخونت نہ لاحق ہو؛ نیز یہ لوگ ایسے حرکات سے بھی اجتناب رکھیں، جو اخلاط میں جوش وہیجان کے باعث بن سکتے ہوں +

والاكثر ما يجب ان يجتنب الرياضة منهم من لم يعتدها والاصوب ان يرتاضوا بعد الاستفراغ وان يستحموا قبل الطعام وان يعنوا بنفض الفضول كلها واذا دخلوا في الربيع احتاطوا بالفصد والاستفراغ

ریاضت سے بچنے کی زیادہ تر ضرورت انہیں لوگوں کو ہے جو ریاضت کے عادی نہ ہوں۔ ریاضت کا صحیح تر راستہ یہی ہے کہ استفراغ کے بعد کی جائے، اور حمام کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ کھانے سے قبل کیا جائے۔ نیز بہتر یہ ہے کہ بدن کے سارے فضلات کے خارج کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ لوگ جب موسم ربیع میں داخل ہوں، تو احتیاطاً فصد و استفراغ کریں +

الفصل الثانی فی استصلاح المزاج الازید برودة

فصل (۲) اوس مزاج کی اصلاح جس میں برودت زیادہ ہو

اصناف هؤلاء ایضاً ثلثة

ایسے لوگوں کی قسمیں بھی تین ہیں: (۱: سوء مزاج بارد جسکے ساتھ کیفیت منفعلہ میں اعتدال ہو۔ ۲: سوء مزاج بارد، جسکے ساتھ یبوست بھی زیادہ ہو۔ ۳: سوء مزاج بارد، جسکے ساتھ رطوبت بھی زیادہ ہو)۔

فمن کان منهم معتدل المنفعلتین فالقصد قصد انهاض حرارته باغذیة حارة متوسطة فی الرطوبة والیبس وبالادهان المسخنة والمعاجین الکبار وبالاستفراغات الخاصة بالرطوبات وبالاستحمامات المعرقة والریاضات الصالحة فانهم وان کانوا معتدلی الرطوبة فی وقت فهم بعرض تولد الرطوبات فیهم لمکان البرد

چنانچہ انہیں سے جن لوگوں کے مزاج میں رطوبت و یبوست اعتدالی حالت پر ہوں، ان کی تدبیر و اصلاح میں ہمارا یہ مقصود ہونا چاہئے کہ مختلف ذرائع سے ان کی حرارت غریزیہ کو اُبھارا جائے؛ مثلاً ایسی غذائیں کھلائی جائیں جو باوجود گرم ہونے کے رطوبت و یبوست میں معتدل ہوں، گرم روغنوں کی مالش کی جائے، بڑی بڑی (گرم) معجونیں کھلائی جائیں، رطوبات مخصوصہ (رطوبات بلغمیہ) کے لئے استفراغات مخصوصہ استعمال کئے جائیں، حمام مرطب کرایا جائے، اور مناسب ریاضتیں استعمال کی جائیں؛ کیونکہ ایسے لوگ گو ایک وقت میں رطوبت کے لحاظ سے معتدل ہوتے ہیں، لیکن برودت کی موجودگی کی وجہ سے رطوبت بڑھ جانے کی ان میں پوری قابلیت ہوتی ہے۔

واما الذین بهم مع ذلک یبس فان تدبیرهم هو بعینه تدبیر المشایخ

رہے وہ لوگ، جن میں باوجود برودت کے یبوست بھی ہو، تو ان کی تدبیر بعینہ بوڑھوں کی تدبیر کے مطابق ہے۔

شیخ نے تیسری قسم کو ترک کر دیا ہے، جس میں برودت کے ساتھ رطوبت بھی زائد ہوا کرتی ہے؛ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اس حالت میں بھی وہی تدبیریں مفید ہوں گی، جو قسم اول میں بتائی گئی ہیں، مثلاً استفراغات خاصہ، اغذیہ حارہ، ادہان مسخنہ اور معاجین مذکورہ۔

الفصل الثالث فی تدبیر الابدان السریعة القبول للمرض	فصل (۳) ایسے بدنوں کی تدبیر، جو مرض کو جلد قبول کر لیتے ہیں
هٰؤلاء انما یستعدون لذلك اما لامتلائهم فلیعدل منهم کمیة الاخلاط	لوگوں میں کا سبب مرض کے قبول کرنے کی استعداد اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ان کے بدن میں مواد کا امتلاء ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اخلاط کی مقدار کو کم کرکے اعتدال پر لانا چاہئے ۔
واما لاخلاط نیة فیهم فلیعدل کیفیتها ولیختر لهم من الاغذیة ما یغذ واغذاء وسطا بین القلیل والکثیر	اور گاہے اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ان کے بدن میں کچے اور خام اخلاط پائے جاتے ہیں ، ایسی صورت میں ان کی کیفیت کی تعدیل کرنی چاہئے اور ان کے لئے ایسی غذائیں اختیار کرنی چاہئیں ، جن میں قلیل و کثیر کے درمیان اوسط درجہ کا تغذیہ ہو ۔
وتعدیل کمیة الاخلاط هو تعدیل مقدار الغذاء وزیادة الریاضة والدلك قبل الاستحمام ان کانا معتادین وبالاخف منهما ان لم یکونا معتادین وان یوزع علیهم التغذیة ولا یحمل علیهم بتمام الشبع مرة واحدة وان کان البدن منهم سهل التحرق معتاداً له عرق فی الاحیان	مقدار اخلاط کو اعتدال کی حالت پر لانے کی صورت یہ ہے کہ غذا کی مقدار میں اعتدال پیدا کیا جائے (مناسب طور پر کمی کی جائے) ، حمام سے پہلے ریاضت اور مالش خوب کرائی جائے ، بشرطیکہ ان کی عادت ہو ؛ اور اگر ان کی عادت نہ ہو تو یہ دونوں چیزیں کمی کے ساتھ استعمال کی جائیں۔ نیز ایسے لوگوں میں یہ بھی ضروری ہے کہ غذا تھوڑی تھوڑی چندبار میں کھلائی جائے۔ یک لخت اُنکے پیٹ کو بھر کر انہیں بوجھل نہ کر دیا جائے۔ اگر ان کے بدن میں جلد پسینہ آجایا کرتا ہو ، اور پسینہ نکلنے کی عادت ہو تو گاہ بگاہ پسینہ لانے کی کوشش کی جائے ۔
وان لم یکن تاخیر غذائه یصب مراراً فی معدته اخّرالی ما بعد	اگر تاخیر غذاء سے معدہ میں صفراء کا انصباب نہ ہوجایا کرتا ہو ، تو بہتر ہے کہ غذا دیر میں کھلائی جائے ، اور حمام

لہ گیلانی کہتے ہیں کہ شیخ نے اس مقام پر قانون میں حاشیہ لکھا ہے ، جس کی عبارت حسب ذیل ہے : یہ ترجمہ اور اس باب (فصل) کے بیشتر الفاظ ابو سہل مسیحی کی " کتاب المائة " سے منقول ہیں ۔

الاستحمام والا قدم عليه والوقت المعتدل ان لم يكن مانع هو بعد الرابعة من ساعات النهار المستوية وان اوجب انصباب المرار الى معدته ما قلناه من تقديم الطعام ثم احس بعد سدد في الكبد عولج بالمفتحات المذكورة الملائمة لمزاجه

کے بعد تک تاخیر کی جائے۔ ورنہ حمام سے پہلے کھلا دیا جائے۔ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو، تو کھانے کا مناسب وقت دن کے ہموار گھنٹوں (ساعات مستویہ) میں سے چوتھا گھنٹہ ہے۔ اور اگر تاخیر کی وجہ سے معدہ میں صفرا کا انصباب ہو جایا کرتا ہو، اور اس وجہ سے جلد ہی غذا کھلانے کی ضرورت ہو جیسا کہ ہم نے اوپر بتایا ہے، پھر (جلد غذا کھلانے کی وجہ سے) سُدّہ جگر کی علامتیں نمودار ہوں، تو اس صورت میں مناسب مزاج مفتحات سے علاج کرنا چاہیئے، جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے +

وان وجد لذلك ضررا في راسه تداركه بالمشي

اگر اس وجہ سے (حمام سے پہلے غذا کھانے کی وجہ سے) سر میں کسی قسم کی تکلیف محسوس ہو تو چہل قدمی سے اس کا تدارک کر لینا چاہیئے +

وان فسد طعامه في المعدة فانحدر بنفسه فذلك غنيمة والا فاحدره بالكموني والتين المعجون بالقرطم المذكور صفته

اگر غذا معدہ میں فاسد ہو جائے، اور خود بخود اس کا انحدار ہو جائے (بصورت دست خارج ہو جائے) تو اسے غنیمت سمجھنا چاہیئے، ورنہ اس کے اخراج کی کوشش کرنی چاہیئے، مثلاً معجون کمونی کھلانی چاہیئے، یا معجون انجیر وقرطم (دوا انجیر وقرطم) جس کا نسخہ گذر چکا ہے (جس میں دس حصے انجیر کے ہوتے ہیں، اور ایک حصہ مغز تخم قرطم) +

ساعت (گھنٹہ) کی دو قسمیں ہیں: ساعت مستویہ اور ساعت معوجہ۔ اگر دن کو بارہ گھنٹہ میں تقسیم کر دیا جاتا ہے، خواہ دن چھوٹا ہو یا بڑا، تو اس صورت میں ان گھنٹوں کو **ساعات مُعوَّجہ** کہتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے گھنٹے دن کے چھوٹے بڑے ہونے کے لحاظ سے کم و بیش چھوٹے بڑے ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً موسم سرما کے دن چونکہ چھوٹے ہوتے ہیں، اسلئے ایسے چھوٹے دن کے بارہ گھنٹے بھی چھوٹے ہی ہونگے، اور اسی طرح موسم گرما کے بڑے دن کے بارہ گھنٹے بڑے۔ اور اگر مکمل ایک دن اور ایک رات کو ملا کر ان کو برابر برابر چوبیس گھنٹوں میں تقسیم کر دیا جائے، تو اس وقت ان گھنٹوں کو **ساعات مستویہ** (ہموار گھنٹے) کہا جاتا ہے۔ یہ گھنٹے ہمیشہ ہر موسم میں یکساں اور برابر ہوا کرتے ہیں۔ ہماری گھڑیوں کے گھنٹے اسی دوسری قسم کے ہوا کرتے ہیں +

الفصل الرابع فی تسمین القضیف	فصل (۴) لاغر کو فربہ بنانا
اقوی علل الهزال کما سنصفه یبس المزاج والماساریقا ویبس الهواء واذا یبس الماساریقا لم یقبل الغذاء وازداد الیبس والهزال	لاغری کے قوی ترین اسباب تین ہیں، جیسا کہ ہم (باب زینت میں) بیان کریں گے: یبوست مزاج، یبوست ماساریقا، اور یبوست ہوا۔ چنانچہ جب ماساریقا میں یبوست لاحق ہو جاتی ہے، تو یہ غذا کو قبول نہیں کرتا، اور خشکی و لاغری بڑھ جایا کرتی ہے +
ویجب ان یدلك قبل الحمام دلکا بین اللین والخشونة الی ان یحمر الجلد ثم یصلب الدلك ثم یطلی بطلاء الزفت ثم یراض باعتدال ثم یستحم بلا ابطاء وینشف بعد ذلك بمنادیل یابسة ثم یمرخ بدهن یسیر ثم یتناول الغذاء الموافق	**علاج** لاغری کے علاج میں ضروری ہے کہ حمام سے پہلے اس قسم کی مالش کی جائے، جو لیونت اور خشونت کے درمیان اوسط درجہ کی ہو، اور جس سے جلد سرخ ہو جائے۔ پھر مالش کو زیادہ سخت اور قوی کر دیا جائے، اس کے بعد طلاء زفت لگایا جائے۔ پھر اعتدال کے ساتھ ریاضت کرائی جائے، اور ریاضت کے بعد بلا تاخیر حمام کرایا جائے، اور حمام کے بعد خشک رومال (یا تولیہ) سے بدن پوچھا جائے، اس کے بعد ذرا سے تیل کی تمریخ کی جائے۔ اس کے بعد مناسب غذا کھلائی جائے +
وان احتمل سنه وفصله وعادته الماء البارد صبه علی نفسه	اگر عمر، موسم، اور عادت ٹھنڈے پانی کی متحمل ہو، تو اس کے بدن پر ڈالا جائے +
ومنتهی الدلك المقدام علی استعمال طلاء الزفت هو ان لا یبتدی الانتفاخ فی الذبول	یہ بھی واضح رہے کہ طلاء زفت سے پہلے جو مالش کی جائے، بدنی انتفاخ کے گھٹنے سے پہلے ہی اسے ختم کر دیا جائے (اور اس کے بعد حمام نہ کیا جائے، ورنہ حمام کرنے کی صورت میں صرف اسقدر کافی ہے کہ جلد سرخ ہو جائے جیسا کہ شیخ نے خود بتا دیا ہے) +
وهذا قریب مما قلناه فی تعظیم العضو الصغیر وتمام القول فیه یوجد فی کتاب الزینة من الکتاب الرابع	اس فصل میں جو کچھ بتایا گیا ہے، یہ قریب قریب ہی تدابیر ہیں جو "چھوٹے عضو کو بڑھانے" میں بتائے گئے ہیں۔ اس بارے میں تفصیل کے ساتھ پوری گفتگو کتاب چہارم کو باب زینت میں بھی آنے والی ہے +

الفصل الخامس فی تنحیف السمین

تدابیرہ اسراع انحدار الطعام من معدتہ وامعائہ مثلا لیستوفی الجداول مصّہا واستعمال الطعام الکثیر الکمیۃ القلیل التغذیۃ ومواترۃ الاستحمام قبل الطعام والریاضۃ السریعۃ والادہان المحللۃ

فصل (۵) فربہ کو لاغر بنانا

اسکی تدبیر یہ ہے کہ اس قسم کی کوشش کریں، جس سے معدہ اور آنتوں کی غذا جلد (قبل از وقت) منحدر ہو جایا کرے، تاکہ جداول ماساریقا (اور عروق مصّاصہ) پورے طور پر اجزاء غذائیہ کا امتصاص نکر سکیں (اور بہت سے اجزاء غذائیہ پائخانہ کی راہ خارج ہو جایا کریں)۔ نیز ایسی غذائیں کھلائی جائیں، جو مقدار میں تو زیادہ ہوں، مگر ان میں تغذیہ کم ہو۔ علے ہذا حمام کی پابندی کی جائے، جو غذاء سے قبل (اور خلاء معدہ میں) ہو۔ ریاضات سریعہ استعمال کی جائیں، اور ادہان محللہ لگائے جائیں *

ومن المعاجین الاطریفل الصغیر ودواء اللک والتریاق وشرب الخل مع الماء علی الریق وما ستذکرہ فی مقالۃ الزینۃ

معاجین میں سے اطریفل صغیر، دواء اللک، اور تریاق کا استعمال کیا جائے، اور نہار منہ سرکہ کا نجی کے ساتھ پیا جائے۔ ان کے علاوہ اُن چیزوں کا بھی استعمال کیا جائے، جن کو ہم عنقریب "باب زینت" میں بیان کریں گے *

التعلیم الخامس

تعلیم پنجم

فی الانتقالات وہو فصل مفرد وجملۃ

اس تعلیم میں انتقالات (بدن کا ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونے) کا ذکر ہے۔ اس میں ایک فصل اور ایک جملہ ہے *

الفصل فی تدابیر الفصول واصلاح الہواء

فصل موسموں کی تدبیر اور ہوا کی اصلاح

اما الربیع فیبادر فی اوائلہ

موسم ربیع کے اوائل ہی میں حسب ضرورت

بالفصد والاسهال بحسب ما توجب العادة ويستعمل فيه خصوصًا القيء ويهجر كل ما يسخن ويرطب كثيرًا من اللحوم والاشربة ويلطف الغذاء ويرتاض برياضة معتدلة فوق رياضة الصيف ولا يمتلأ من الطعام بل يفرق

اور حسب عادت فصد یا مسہل لیا جائے، اور خصوصیت سے اس موسم میں قے کرائی جائے۔ گوشت و شراب کے اقسام میں سے اُن ساری چیزوں کو چھوڑ دیا جائے، جو گرمی اور رطوبت زیادہ پیدا کرتی ہیں۔ غذا کی مقدار میں کمی کردینی چاہئے (اور ربیع کی غذائیں ہلکی ہونی چاہئیں)۔ معتدل ریاضت کرنی چاہئے۔ لیکن اس موسم کی ریاضت موسم گرما کی ریاضت سے کچھ زیادہ ہی ہونی چاہئے۔ نیز غذا کھاتے وقت یکبارگی پیٹ نہ بھر لیا جائے، بلکہ تھوڑا تھوڑا کرکے چند بار میں غذا کھائی جائے +

واستعمال الاشربة والربوب المطفئة وهجر الحارة وكل حريف ومالح

ایسے ٹھنڈے شربت اور ربوب استعمال کئے جائیں جو حرارت کو بجھانے والے ہوں، اور گرم شربات اور ربوب سے اور ساری کڑوی، حریف اور نمکین اشیاء سے پرہیز کیا جائے +

واما في الصيف فينقص من الاغذية والاشربة والرياضة ويلزم الهدو والدعة والمطفئات والقيء لمن امكنه ويلزم الظل والكن

موسم صیف میں غذا، شراب اور ریاضت کم کردی جائے، راحت و آرام اختیار کیا جائے، اور ایسی چیزیں استعمال کی جائیں جو حرارت کو بجھانے والی ہوں (مطفیات)، نیز قے کرائی جائے، بشرطیکہ قے ممکن اور آسان ہو۔ سایا اور چھاؤں میں رہنے کی پابندی کریں، اور سایہ دار بند مکانات (مثلاً تہ خانہ وغیرہ) میں سکونت رکھیں +

واما الخريف وخصوصًا في الخريف المختلف الهواء فيلزم اجود التدابير وهجر المجففات كلها ويحذر الجماع وشرب الماء البارد كثيرًا وصبه على الرأس

موسم خریف میں خصوصیت کے ساتھ بہترین تدابیر کی پابندی کرنی چاہئے، خصوصًا اس موسم خریف میں جس میں مختلف طرح کی ہوائیں چلا کرتی ہوں۔ تمام مجففات کو ترک کردیا جائے، جماع سے پرہیز کیا جائے، اور بہت سرد پانی سے گریز رکھا جائے۔ نہ یہ پیا جائے۔ اور نہ اسے سر پر ڈالا جائے +

والنوم فی الموضع البارد الذی یقشعر فیہ البدن ویوقی رأسہ لیلاً وغداۃً من البرد ولا ینام علی الامتلاء ویتوق حرالظہائر وبرد الغدوات ویحذر فیہ الفواکہ الوقتیۃ ولا استکثار منہا ولا یستحم الا بماء فاتر	ایسی ٹھنڈی جگہ سونے سے اجتناب کیا جائے جہاں بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہوں۔ سلے رات کے وقت اور صبح کے وقت سر کو بھی ایسی سردی سے بچایا جائے شکم سیری کی حالت میں سونے سے پرہیز کیا جائے۔ اس موسم میں دوپہر کی گرمی اور صبح کی سردی سے بھی بچنا چاہیئے۔ اور اس زمانہ کے پھلوں (فواکہ وقتیہ) سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ یعنی زیادہ نہ کھانا چاہیئے۔ اس زمانہ میں اگر حمام کرنا ہو تو محض نیم گرم پانی ہی سے حمام کرنا چاہیئے +
واذا استوی فیہ اللیل والنہار استفرغ لئلا یحتقن فی الشتاء فضول	جب اس موسم میں رات اور دن برابر ہونے لگیں، تو بدن کا استفراغ وتنقیہ کیا جائے، تاکہ جاڑوں میں فضلات بدن کے اندر بند نہ ہو جائیں (کہ جن کا اُس زمانہ میں نکالنا دشوار ہو) +
علی ان کثیرامن الابدان الاوفق لہا فی الخریف ان لا یشتغل بتنویر الاخلاط وتحریکہا بل بسکون تسکینہا اجدی علیہا	علاوہ ازیں بہت سے لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں جن کے لئے یہی مناسب ہوتا ہے، کہ موسم خریف میں اُنکے بدن کے اخلاط ومواد حرکت اور جوش میں نہ لائے جائیں (مسہل وغیرہ نہ دیئے جائیں)، بلکہ مناسب یہی ہوتا ہے کہ انہیں سکون ہی میں رکھا جائے +
وقد منعوا عن القیئ فی الخریف لانہ یجلب الحمی	لوگوں نے موسم خریف میں قے کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ اس سے بخار آجاتا ہے +
واما الشراب فیجب ان یستعمل فیہ ما ہو کثیرالمزاج من غیراسراف	رہی شراب، تو موسم خریف میں مناسب یہ ہے کہ پانی بکثرت ملاکر پی جائے، لیکن اس کی کثرت نہ کی جائے +
واعلم ان کثرۃ المطر فی الخریف امانٌ من شرہ	یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ بارش کی کثرت موسم خریف کی مضرتوں سے محفوظ رکھتی ہے +

لیکن ہمارے ملک میں بارش کی کثرت امراض عفونت اور حمیاتؔ اجامیہ کی کثرت کی باعث بن جاتی ہے +

سلہ تپ موسمی، مثلاً غب، ربع، وغیرہ +

واما فی الشتاء فلیکثر التعب ولیبسط	**موسم شتاء میں محنت و مشقت خوب کرنی چاہئے**
الغذاء الا ان یکون جنوبیا فح یجب	اور غذا بھی فراخ دلی سے کھانی چاہئے، لیکن اگر جنوبی ہوا
ان یزاد فی الریاضۃ ویقلل من الغذاء	چلنے لگے تو اس وقت ریاضت میں زیادتی اور غذا میں کمی
ویجب ان یکون حنطۃ خبز الشتاء اقوی	کر دینی چاہئے۔ اس موسم میں ایسے گیہوں کی روٹی کھانی
واشد تلززا من حنطۃ خبز الصیف	چاہئے، جو موسم گرما کے گیہوں کی نسبت زیادہ سخت اور
وکذلک القیاس فی اللحمان	قوی ہوں (اور اس کے آٹے میں لوچ زیادہ ہو)۔ اسی
والمشوی ونحوہ	اصول پر گوشت اور کباب وغیرہ کو بھی قیاس کرنا چاہئے +
وان یکون بقولہ مثل الکرنب والسلق	اس موسم میں اگر سبزی کھانے کی ضرورت ہو، تو
والکرفس لا القطف والیمانیۃ	کرم کلہ، چقندر، اور کرفس جیسی چیزیں استعمال کر سکتے ہیں
والحمقاء والھندباء	نہ کہ بتھوا، چولائی، خرفہ، اور کاسنی (کیونکہ یہ سب چیزیں
	ٹھنڈی ہونے کی وجہ سے نامناسب ہیں) +
وقلما یعرض لشیٔ من الابدان	موسم شتاء میں ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ تندرست اور
الصحیحۃ مرض فی الشتاء فان عرض	صحیح بدن میں کوئی مرض نمودار ہو، لیکن اگر کوئی مرض پیدا
فلیبادر بالعلاج والاستفراغ ان	ہو جائے، تو جلد ہی اس کے علاج کی طرف توجہ کرنی چاہئے،
وجبہ فانہ لم یکن لیعرض فیھا	اور اگر ضرورت ہو، تو استفراغ میں بھی دریغ نہ کرنا
مرض الا والسبب عظیم وخصوصا	چاہئے۔ کیونکہ تا وقتیکہ کوئی بڑا سبب نہ ہو، اس
ان کان حارا الا ان الحرارۃ الغریزیۃ	موسم میں کوئی مرض ہو ہی نہیں سکتا، علی الخصوص اس
وھی المدبرۃ تقوی جدا فی الشتاء	وقت جبکہ وہ مرض گرم ہو؛ اسلئے کہ حرارت غریزیہ،
بما تسلم من التحلل و تجتمع	جس سے تدبیر بدن وابستہ ہے، چونکہ سردیوں میں تحلل سے
بالاحتقان وجمیع القوی الطبیعۃ	بچی رہا کرتی ہے، اور برودت کے احتقان و احتباس
تفعل افعالھا مجودۃ	کی وجہ سے اکٹھی رہا کرتی ہے، اس وجہ سے موسم سرما میں
	یہ بہت قوی ہوتی ہے، اور نہ صرف حرارت غریزیہ ہی
	قوی ہوتی ہے، بلکہ سارے قوائے طبعیہ اپنے اپنے کام
	اس موسم میں اچھی طرح انجام دیا کرتے ہیں +
والبقراط یستصلح فیہ الاسھال	**بقراط** اس موسم میں (استفراغ کی صورتوں میں

دون الفصد ویکرہ القی فیہ ویستصوبہ فی الصیف لان الاخلاط فی الصیف طافیۃ وفی الشتاء مائلۃ الی الرسوب فلنقتد بہ	سے) اسہال کو پسند کرتا ہے، نہ کہ فصد کو؛ اور قے کو بُرا سمجھتا ہے؛ اسکی رائے ہے کہ قے کے لئے موسم گرما اچھا ہے کیونکہ موسم گرما میں اخلاط جوش وغلیان کی حالت میں رہتے ہیں (طافیہ)، اور موسم سرما میں ان کا میلان رسوب اور تسفل کی طرف ہوتا ہے (یعنی موسم سرما میں مواد غلیظ وبارد ہونے کی وجہ سے براہ قے نکلنے کے لئے زیادہ آمادہ نہیں رہتے، بلکہ نیچے بیٹھنے اور معاء مستقیم کی طرف اُترنے کے لئے زیادہ تیار رہتے ہیں)۔ چنانچہ ہمیں بھی اس بارہ میں بقراط ہی کی پیروی کرنی چاہیے +
واما الھواء اذا فسد ووبئ فیجب ان یتلقی بتجفیف البدن وتعدیل المسکن بالاشیاء التی تبرد وترطب بقوتھا وھوالاوجب فی الوباء او تسخن وتفعل ضد موجب فساد الھواء	دبار اور فساد ہوا ہوا جب بگڑ کر وبائی ہوجائے، تو اس وقت مناسب یہ ہے کہ بدنی رطوبات میں کمی پیدا کرنے کی کوشش کریں؛ نیز مسکن اور مقام رہائش کی تعدیل ایسی چیزوں سے کریں، جو بالقوہ بارد رطب ہوں (مثلاً کافور، نہ کہ ایسی چیزوں سے جو بالفعل بارد رطب ہوں) اور وباء کے لئے یہی زیادہ مناسب ہے؛ یا ایسی چیزوں سے تعدیل کریں، جو مسخن اور گرم ہوں، اور فساد ہواء کے سبب کے خلاف عمل کریں +
والروائح الطیبۃ انفع شئ فیھا وخصوصًا اذا روعی فیھا مضادۃ المزاج	خوشبودار چیزیں وباء کے لئے بہترین ثابت ہوتی ہیں، علی الخصوص اُس وقت جبکہ ان میں وبائی مزاج کی مخالفت ومضادّت کا بھی خیال رکھا جائے +
وفی الوباء یجب ان یقلل الحاجۃ الی استنشاق الھواء الکثیر وذلک بالتودیع والترویح	وباء کے زمانہ میں اس قسم کی کوشش ہونی چاہئیے جس سے تنفس کی ضرورت زیادہ نہ بڑھے، اور ہوا کھینچنے کی حاجت کم ہوجائے، جسکی صورت یہ ہے کہ سکون وراحت اختیار کی جائے (اور حرکت وریاضت کے کاموں سے گریز کیا جائے) +

وکثیرا ما یکون فساد الھواء من الارض فیجب ان یجلس حینئذٍ علی الاسرۃ وتطلب المساکن العالیۃ حذاء مخترقات الریاح

بسا اوقات فساد ہواء کا مرکز (اور مستودع عفونت) زمین ہوا کرتی ہے، ایسی صورت میں مناسب یہ ہے کہ بیٹھنے کے لئے تخت اور پلنگ استعمال کئے جائیں، اور رہائش کے لئے بلند مقامات انتخاب کئے جائیں، جہاں ہواؤں کا گذر کافی ہو۔

وکثیرا ما یکون مبدأ الفساد من الھواء نفسہ لما انتقل الیہ من فساد اھویۃ مجاورۃ اولامر سماوی خفی علی الناس کیفیتہ فیجب فی مثلہ ان یلتجأ الی الاسراب والی البیوت المحفوفۃ من جہاتہا بالجدران والمخادع

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ فساد کا مرکز خود ہواء ہوا کرتی ہے، بایں طور کہ دوسری آس پاس کی فاسد ہوائیں منتقل ہوکر یہاں آجاتی ہیں (جو اجرام وبائیہ پر مشتمل ہوتی ہیں)، یا کوئی ایسا آسمانی سبب باعث فساد ہوا کرتا ہے جس کی کیفیت ونوعیت لوگوں سے مخفی ہوتی ہے (اور موجودہ انسانی حواس ظاہرہ اُس کی ادراکِ حقیقت سے عاجز ہوتے ہیں)، ایسی حالت میں مناسب یہ ہے کہ تہ خانوں میں قیام کریں یا ایسے مکانوں میں رہیں، جو چاروں طرف سے دیواروں کے ذریعہ گھرے ہوئے ہوں، یا مخادع میں رہیں (جو بڑے گھروں کے اندر چھوٹے محفوظ گھر ہوا کرتے ہیں)۔

واما البخورات المصلحۃ لعفونات الاھویۃ فالسعد والکندر والآس والورد والصندل

بخورات (دھونی) جن سے عفونتِ ہواء کی اصلاح ہو جاتی ہے، وہ سُعد (موتھا)، کندر، مورد، گلسرخ اور صندل ہیں۔

واستعمال الخل فی الوباء امان من آفاتہ

وبار کے زمانہ میں سرکہ کا استعمال کرنا بھی وبا کی آفتوں سے مامون ومحفوظ رکھتا ہے۔

وسنذکر فی الکتب الجزئیۃ تتمۃ ما یجب ان یقال فی ھذا الباب

جن ہدایات کا اس موقع پر بتانا مناسب ہے ان کا باقی ماندہ حصہ ہم کتب جزئیہ میں لکھیں گے۔

الجملۃ فی تدبیر المسافرین

جملہ: مسافروں کی تدبیر

وھی ثمانیۃ فصول

اس جملہ میں آٹھ فصلیں ہیں (اگرچہ ان میں سے

پہلی فصل کا تدبیر مسافر سے کوئی علاقہ نہیں ہے) +

الفصل الاول فی تدارک اعراض تنذر بامراض — فصل (۱) اُن اعراض[1] و علامات کا تدارک جو امراض کا پتہ دیتے ہیں

یہ بڑی پیچیدگی اور گڑبڑ ہے کہ جملہ کی پہلی فصل میں تو اُن عوارض کا تدارک بیان کیا گیا ہے جو منذر مرض ہیں، اور باقی سات فصلوں میں مسافرین کی تدبیر ہے، جبکے ساتھ "جملہ" کا عنوان باندھا گیا ہے۔ اگرچہ بعض نسخوں میں "جملہ" کے سامنے "مسافروں کی تدبیر" کا لفظ لکھا ہوا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہو تو بہتر ہے، اور اس وقت کوئی سوال ہی نہیں رہتا +

من حدث بہ خفقان دائم فلیبادر امرہ کیلا یموت فجأۃ

(۱) جس شخص کو ہمیشہ خفقان لاحق ہوا کرے، اُسکی تدبیر (فوراً) کرنی چاہیئے؛ مبادا وہ اچانک مرجائے +

اذا کثر الکابوس والدوار فلیبادر امرہ باستفراغ الخلط الغلیظ لئلا یقع صاحبہ فی الصرع والسکتۃ

(۲) اگر کسی شخص میں مرض کابوس اور دُوار (دوران سر) کی زیادتی ہو، تو اُسکی تدبیر و علاج کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور اس مقصد کے لئے خلط غلیظ کا استفراغ کرنا چاہیئے؛ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مریض صرع یا سکتہ میں مبتلا ہوجائے +

اذا کثر الاختلاج فی جمیع البدن فلیبادر امرہ باستفراغ البلغم کیلا یقع صاحبہ فی التشنج والسکتۃ

(۳) جب سارے بدن میں اختلاج کی کثرت ہو، تو استفراغ بلغم کے ذریعہ اس کی تدبیر کی جائے، تاکہ مریض تشنج اور سکتہ میں مبتلا نہ ہوجائے +

وکذلک ان طالت کدورۃ الحواس وضعف الحرکات مع امتلاء

(۴) علی ہذا اُس وقت بھی (تشنج و سکتہ کا اندیشہ ہے) جبکہ بدنی امتلاء کے ساتھ ایک عرصہ تک حواس میں تکدر اور حرکات میں ضعف رہے۔ (چنانچہ اس حالت میں بھی وہی مذکورہ بالا تدبیر — استفراغ بلغم — مفید ہے) +

اذا اخذرت الاعضاء کلھا کثیرا

(۵) جب سارے اعضاء میں خدر کی کثرت ہو، تو

---

[1] یہاں اعراض سے "اصطلاحی اعراض" مراد نہیں ہیں، جو مرض کے تابع ہوتے اور اس کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں؛ بلکہ یہاں محض حوادث و آثار مراد ہیں، خواہ مرض سے پہلے ہوں، یا مرض کے بعد +

عربی	اردو
فليبادره باستفراغ البلغم كيلا يقع صاحبه في الفالج	استفراغ بلغم کے ذریعہ اسکا تدارک کیا جائے، تاکہ مریض فالج میں مبتلا نہ ہوجائے +
اذا اختلج الوجه كثيرًا فليبادره بتنقية الدماغ كيلا يؤدي الى اللقوة	(۶) جب چہرہ میں اختلاج کی کثرت ہو، تو تنقیۂ دماغ کے ذریعہ اس کا تدارک کیا جائے؛ مبادا آخر میں لقوہ پیدا ہوجائے +
اذا احمر الوجه والعين كثيرًا واخذت الدموع تسيل ونفر عن الضوء وكان صداع فليبادره بالفصد والاسهال ونحوه كيلا يقع صاحبه في السرسام	(۷) جب چہرہ اور آنکھوں میں سُرخی بکثرت ہو، اور (اتنی کثرت ہو کہ) آنسو بہنے لگیں، مریض کو روشنی سے نفرت ہو، اور سر میں درد میں بھی ہو، تو فصد و اسہال وغیرہ کے ذریعہ اس کی تدبیر کرنی چاہئے؛ مبادا مریض سرسام میں مبتلا ہوجائے (علی الخصوص اُس وقت جبکہ ان باتوں کے ساتھ قارورہ میں سفیدی (صفائی) اور بخار بھی ہو) +
اذا كثر الغم بلا سبب وكثر الخوف فليبادره بالاستفراغ للخلط المحترق كيلا يقع صاحبه في المالنخوليا	(۸) جبکہ بلاسبب (بلا سبب ظاہر) غم اور خوف کی کثرت ہو، تو خلط محترق (سوداء) کے استفراغ کے ذریعہ اسکا تدارک کیا جائے؛ مبادا مریض مالنخولیا میں مبتلا ہوجائے +
وايضًا فان الوجه اذا احمر وانتفخ وضرب الى كمودة ودام ذلك انذر بجذام	(۹) جب چہرہ سُرخ ہوجائے، پھول جائے، اور اس میں سیاہی سی آجائے، اور پھر یہ علامتیں قائم رہیں تو یہ جُذام کی خبر دیتا ہے +
اذا ثقل البدن وكل ودرت العروق فليفصد كيلا يعرض انفجار عرق وسكتة وموت فجأة	(۱۰) جب بدن میں بوجھ اور کسلمندی پیدا ہوجائے، اور بدن کی رگیں ابھر آئیں، تو اس وقت فصد کرنی چاہئے؛ تاکہ رگوں میں انشقاق نہ لاحق ہو، اور مریض سکتہ اور اچانک موت سے بچا رہے +
اذا فشا التهيج في الوجه والاجفان والاطراف فليتدارك حال الكبد لئلا يقع صاحبه في الاستسقاء	(۱۱) جب تہیج چہرہ، پپوٹے، اور ہاتھ پاؤں پر پھیل جائے، تو اس وقت میں جگر (اور گردہ) کا تدارک کرنا چاہئے تاکہ استسقاء نہ پیدا ہوجائے +

اذا اشتد نتن البراز دبر بازالة العفونة عن العروق لئلا يقع صاحبه في الحميات ودلالة البول اشد في ذلك	(۱۲) جبکہ پائخانہ میں بدبو بڑھ جائے، تو عروق سے عفونت کے زائل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے، تاکہ وہ شخص بخاروں میں مبتلا نہ ہوجائے۔ (علیٰ ہذا اگر پیشاب میں عفونت بڑھ جائے، تو وہ بھی اسی قسم کی اطلاع دیتا ہے؛ بلکہ) پیشاب کی اطلاع اس بارہ میں پائخانہ سے بڑھی ہوئی ہے ؞
واذا رأيت اعياءً وتكسراً فاحذر حمى تكون	(۱۳) جب بدن میں ماندگی لاحق ہوجائے، اور اعضاء ٹوٹنے لگیں، تو خبردار ہوجاؤ کہ بخار ہونے والا ہے ؞
اذا سقطت شهوة الطعام او زادت دل على مرض	(۱۴) جب بھوک (بلا وجہ ظاہر عادت سے) کم ہوجائے، یا زیادہ ہوجائے، تو سمجھ لو کہ کوئی مرض لاحق ہونے والا ہے ؞
وبالجملة فان كل شئ اذا تغير عن عادته من شهوة او براز او بول وشهوة جماع او نوم او عرق وحكة بدن او حدة ذهن او طعم مذوق او عادة احتلام فصار اقل او اكثر او تغيرت كيفيته انذر بمرض	خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی چیز میں عادت کے خلاف کوئی تغیر لاحق ہوجائے، خواہ بھوک ہو، براز ہو، قارورہ ہو، خواہشِ جماع ہو، نیند ہو، پسینہ ہو، بدن کی خارش ہو، ذہن کی تیزی ہو، کسی چیز کا مزہ ہو، یا عادتِ خواب ہو؛ یعنی ان چیزوں میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی لاحق ہوجائے یا ان کی کیفیت میں (عادت کے خلاف) کسی قسم کی تبدیلی واقع ہوجائے، تو یہ مرض کی خبر دیتا ہے ؞
وكذلك العادات الغير الطبيعية مثل دم بواسير وطمث او قئ او رعاف او عادة شهوة شئ كان فاسداً او غير فاسد فان العادة كالطبيعة ولذلك لا يترك الا الردى جداً منها ويترك بتدريج	اسی طرح غیر طبعی عادتوں میں (باوجود غیر طبعی ہونے کے) اگر خلافِ عادت تغیر واقع ہوجائے، تو یہ بھی مرض کی اطلاع دیتا ہے؛ مثلاً خون بواسیر، استحاضہ، قے، یا رعاف کی عادت میں تبدیلی واقع ہوجائے، یا کسی چیز کی عادتاً خواہش ہو، اور وہ بدل جائے، خواہ وہ چیز اچھی ہو، یا بری (ہر صورت میں علامتِ مرض ہے، اور یہ کہ بدن میں کوئی تبدیلی واقع ہوگئی ہے۔ جس سے خلاف عادت

تغیر پیدا ہو گیا ہے)۔ کیونکہ عادت بھی گویا طبیعت ہی ہے۔ (بقول بعض عادت "طبیعت ثانیہ" ہے، یعنی عادت بھی بدن کے اندر ایک دوسری طبیعت ہے)۔ یہی وجہ ہے کہ عادت کو ترک کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی نہایت بُری ہی عادت ہو تو خیر، اسے ترک کر دینی چاہئے۔ پھر اگر عادت بُری بھی ہو، تو بتدریج ہی چھوڑنے کی اجازت ہے (نہ کہ یک لخت اور دفعۃً)۔

وقد یدل امور جزئیۃ علی امور جزئیۃ فان دوام الصداع والشقیقۃ ینذر بالانتشار و نزول الماء فی العین

(۱۵) گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض[۱] جزئی امور دوسرے جزئی امور کی خبر دیا کرتے ہیں (بعض چھوٹی باتوں سے دوسری چھوٹی باتیں معلوم ہو جایا کرتی ہیں)؛ چنانچہ دردسر اور شقیقہ کا ہمیشہ رہنا اس بات کی اطلاع دیتا ہے کہ آنکھ میں انتشار[۲] اور نزول الماء پیدا ہونے والا ہے۔

وتخیل العین قدام الوجہ کالبق وغیرہ اذا ثبت ورسخ وجعل البصر یضعف معہ اسنذر بنزول الماء فی العین

(۱۶) منہ کے سامنے مچھر وغیرہ جیسی شکلوں کا آنکھ کے اندر محسوس ہونا (درانحالیکہ باہر ان کا کوئی وجود نہ ہو، جنکو خیالات کہا جاتا ہے) اس امر کی اطلاع دیتا ہے کہ آنکھ میں نزول الماء پیدا ہونے والا ہے؛ بشرطیکہ یہ شکایت عارضی نہ ہو، بلکہ قائم و دائم ہو جائے، اور اس کے ساتھ بینائی بھی کمزور ہو جائے۔

والثقل والوخز فی الجانب الایمن اذا طال دل علی علۃ فی الکبد

(۱۷) دائیں پہلو میں اگر بوجھ اور چبھن (بنسخۂ دیگر: درد) ہو اور یہ عرصہ تک قائم رہے، تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ جگر میں کوئی مرض ہے۔

الثقل والتمدد فی اسفل الظہر

(۱۸) پشت کے زیریں حصہ اور کولھے میں اگر درد

---

[۱] اس ذیل میں شیخ نے جو مثالیں دی ہیں، ان کو شیخ نے "جزئی امور" (چھوٹی باتیں) مقابلۃً کہا ہے کیونکہ اوپر عادت کا ذکر آیا ہے، اور عادت کے متعلق اصول بتائے ہیں، جو نسبتۃً اصول کلیہ ہیں۔

[۲] انتشار: پُتلی کا پھیل جانا۔

والخاصرة مع تغیر حال البول عن العادة ینذر بعلة فی الکلی	بوجھ، اور تناؤ ہو، اور اس کے ساتھ پیشاب کی معمولی حالت میں بھی تغیر پیدا ہوگیا ہو، تو یہ اس امر کی اطلاع دیتا ہے کہ گردہ میں کوئی مرض پیدا ہونے والا ہے +
البراز العادم للصبغ فوق العادة ینذر بیرقان	(۱۹) پاخانہ میں معمولی حالت کے خلاف رنگ کا نہونا یرقان کی خبر دیتا ہے +
اذا طال حرق البول انذر بقروح تحدث فی المثانة والقضیب	(۲۰) اگر ایک مدت تک پیشاب میں سوزش اور جلن رہے تو یہ مثانہ اور قضیب میں قروح پیدا ہوجانے کی خبر دیتا ہے +
الاسہال المحرق للمقعدة ینذر بالسحج	(۲۱) اسہال، جس سے پاخانہ کے مقام میں سوزش پیدا ہوجائے، سحج امعاء کا اندیشہ بتاتا ہے +
سقوط الشہوة مع القیٔ والنفخ ووجع فی الاطراف ینذر بالقولنج	(۲۲) اگر بھوک زائل ہوچکی ہو، اور اس کے ساتھ قے، نفخ، اور اطراف (ہاتھ پاؤں) میں درد کی شکایت ہو، تو یہ قولنج کی اطلاع دیتے ہیں +
الحکاک فی المقعدة ان لم یکن دیدان صغار بھا ینذر بالبواسیر	(۲۳) پاخانہ کے مقام میں خارش کا ہونا، بشرطیکہ دیداں صغار نہوں، بواسیر کی خبر دیتا ہے +
کثرة خروج الدمامیل والسلع ینذر بدبیلة کبیرة تحدث	(۲۴) دمامیل اور سلعات (پھوڑیوں اور رسولیوں) کا بکثرت نکلنا اس بات کی خبر دیتا ہے کہ کوئی بڑا ڈبیلہ پیدا ہونے والا ہے +
والقوباء ینذر بالبرص الاسود والبہق الابیض ینذر بالبرص الابیض	(۲۵) قوبا (داد) سے سیاہ برص کے پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے، اور سفید بہق سے سفید برص کا +

گیلانی کہتے ہیں کہ داد جب دیرینہ ہوجاتی ہے، اور چھلکے اترنے لگتے ہیں، تو یہی "برص اسود" کہلاتا ہے، اور بہق ابیض جب جگہ پکڑ لیتا اور گوشت میں گھس کر ہڈی تک پہونچ جاتا ہے، تو یہی "برص ابیض" ہوجاتا ہے +

الفصل الثانی قول کلی فی تدبیر المسافر — فصل (۲) تدبیر مسافرین کے اصول کلی

ان المسافر قد ینقطع عن اشیاء کان یتعہدھا وھو فی اھلہ ویصیبہ	چونکہ مسافرت کی حالت میں بعض اوقات ایسی چیزیں چھوٹ جایا کرتی ہیں، جن کا مسافر اپنے گھر اور اپنے اہل و

تعب وَوَصَبٌ فيجب ان يحرص على امر اعاشة امر نفسه كيلا يصيبه امراض كثيرة

عیال میں عادی اور پابند ہوا کرتا ہے، نیز اُسے مسافرت میں ریاضت ومشقت اور تکان وماندگی لاحق ہوا کرتی ہے، اسلئے ضروری ہے کہ وہ حالت سفر میں اپنے جسمانی امور (جسمانی صحت) کا خاص خیال رکھے، تاکہ وہ مختلف امراض میں گرفتار ہونے سے محفوظ رہے +

واكثر ما يجب ان يتعهد به نفسه امر الغذاء وامر الاعياء

ان چیزوں میں سے سب سے زیادہ جس چیز کا خیال مسافر کو کرنا چاہیئے، وہ غذاء اور تکان ہے +

فيجب ان يصلح غذاءه ويجعله جيد الجوهر قليل المقدار غير كثير حتى يجود هضمه ولا يجتمع الفضول في عروقه

غذاء چنانچہ مسافر کا فرض ہے کہ اپنی غذاء کی اصلاح و تدبیر کا خاص خیال رکھے، جید الجوہر غذائیں کھائے، جنکی مقدار (عادت سے) کچھ کم ہی ہو، زیادہ نہ ہو، تاکہ یہ اچھی طرح ہضم ہوسکیں، اور عروق میں فضلات اکٹھے نہ ہوسکیں +

ويجب ان لا يركب ممتليا فيفسد طعامه ويحتاج الى ان يشرب الماء فيزداد تَخَضْخُضًا وتَبَقْبُقًا ويكتظ بل يجب ان يؤخر الغذاء الى وقت النزول الا ان يستدعيه سبب مما سنقوله بعد

نیز مسافر کے لئے یہ بھی مناسب ہے کہ امتلاء معدہ کی حالت میں سوار نہ ہو (سفر نہ کرے)، ورنہ اس سے اُس کی غذاء معدہ کے اندر بگڑ جائے گی، نیز کھانا کھا لینے کی وجہ سے اُسے پانی پینے کی ضرورت پیش آئے گی، جس سے معدہ کے اندر تخضخض[1] اور تبقبق اور بھی بڑھ جائے گا، اور اُسے گرانی شکم لاحق ہوجائے گی۔ بلکہ مناسب یہی ہے کہ مسافر اپنی منزل پہونچنے تک غذاء کے لئے صبر وانتظار کرے؛ ہاں اگر کوئی ایسا ہی سبب مجبور کرے، جسے ہم اسکے بعد (ابھی) بتانے والے ہیں، تو خیر، مجبوری ہے +

فان لم يجد بدا يتناول قدرا قليلا على سبيل التلهن وبحيث لا يحوجه الى شرب الماء ليلا

چنانچہ اگر غذاء کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، تو بطور لُهْنَه (ناشتہ) کے محض تھوڑی سی غذاء کھائی جائے، جس کے کھانے سے پانی پینے کی ضرورت پیش نہ آئے، خواہ رات

---

[1] تَخَضْخُض: بھری ہوئی مشک وغیرہ کے ہلانے سے جو آواز نکلتی ہے، اسے خَضْخَضَة کہتے ہیں +
تَبَقْبُق: صراحی وغیرہ کے پانی انڈیلنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے، اُسے "بَقْبَقَة" کہتے ہیں +

كان سيره ليلا او نهارًا

کا سفر ہو، یا دن کا ٭

ويجب ان يدبر اعياءه بما قيل في باب الاعياء

تکان تکان وماندگی کی تدبیر واصلاح کے لئے اُن قواعد و اصول کی پابندی کرنی چاہیئے، جو "باب اعیاء" میں مذکور ہو چکے ہیں ٭

ويجب ان لا يسافر ممتليا من دم او غيره بل ينقي بدنه ثم يسافر

مسافر کے لئے کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ امتلاء خون وغیرہ کی حالت میں سفر کرے، بلکہ ضروری یہ ہے کہ پہلے اپنے بدن کا تنقیہ کر لے، اس کے بعد سفر کا قصد کرے ٭

وان كان متخمًا جاع و نام وحلل التخم ثم سافر

اگر کوئی شخص تخمہ اور فساد ہضم میں گرفتار ہو، تو اُسے چاہیئے کہ پہلے فاقہ کرے، سوئے (نیند سے ہضم میں امداد ملے)، اور تخمہ کو تحلیل کر لے، اس کے بعد قصد سفر کرے ٭

ومن الواجب على المسافر ان يتدرج في الرياضة يسيرًا اكثر من العادة وان كان يحتاج الى سهر يعانيه في طريقه اعتاد السهر قليلا قليلا

مسافر کے لئے یہ بھی مناسب ہے کہ (سفر سے پہلے) بتدریج ریاضت کو عادت سے زیادہ بڑھا لے (تاکہ اس کے بدن میں تکان ومشقت کی برداشت بڑھ جائے)؛ اور اگر اُسے یہ خیال پیش نظر ہو کہ اثنار راہ میں بیداری کی تکلیف پیش آئے گی، تو اُسے چاہیئے کہ بتدریج جاگنے کی عادت ڈال لے ٭

وكذلك ان كان يخمن انه سيعرض له جوع او عطش او غير ذلك فيجب ان يعتاده

اسی طرح اگر مسافر کو یہ گمان اور خیال ہو کہ اثنار سفر میں بھوکا پیاسا رہنا پڑے گا، یا اس کے علاوہ کوئی اور صورت پیش آئے گی، تو اُسے چاہیئے کہ پہلے ہی سے ان باتوں کی عادت ڈال لے ٭

وليتعود من الغذاء الذي يريد ان يغتذي به في سفره وليجعل غذاءه قليل الكم كثير التغذية وليهجر البقول والفواكه وكل ما يولد خلطًا نيئًا الا لضرورة

یہ بھی اچھا ہے کہ سفر میں جس قسم کی غذا کھانے کا ارادہ ہو، اُس کے کھانے کی عادت پہلے ہی سے ڈال لی جائے۔ لیکن غذار مسافرت میں ایسی اختیار کرنی چاہیئے، جو قلیل المقدار ہونے کے باوجود کثیر الغذاء ہو۔ علے ہذا حالت مسافرت میں سبزیوں کو، میوہ جات کو، اور اُن ساری چیزوں کو

يعالج به كما نحده فيما يستقبل

ترک کر دینا چاہیئے، جن سے کچے اخلاط پیدا ہونیکا احتمال ہو؛ ہاں اگر ان میں سے کوئی چیز ضرورۃً بغرض علاج و اصلاح استعمال کی جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں، جیسا کہ ہم آگے چلکر اس کے حدود و شرائط بتائیں گے +

وربما اضطر المسافر الى ان يتهيأ له الصبر على الجوع والى ان يقل منه الشهوة ومما يعينه على ذلك الاطعمة المتخذة من الاكباد المشوية ونحوها وربما اتخذ منها كبب مع لزوجات وشحوم مذابة قوية ولوز ودهن لوز والشحوم مثل شحم البقر فاذا تناول منها واحدة صبر على الجوع زمانا له قدر

گاہے مسافر کو اس امر کی ضرورت پیش آتی ہے کہ پہلے سے بھوک برداشت کرنے اور فاقہ مرنے کے لئے تیار رہے، اور یہ کہ اُس کی بھوک ہی کم ہو جائے، (اور فاقہ کرنے کا عادی ہو جائے،) چنانچہ اس مقصد کے لئے وہ غذائیں مفید اور معاون ہوتی ہیں، جو بھنی ہوئی کلیجیوں اور اسی قسم کی چیزوں پر مشتمل ہوتی ہیں. اور گاہے ان کلیجیوں کے کباب بنائے جاتے ہیں، جن کے اندر لزوجات[1]، پگھلی ہوئی قوی (دیر ہضم) چربیاں، بادام، روغن بادام، اور گائے وغیرہ کی چربیاں ڈالی جاتی ہیں. اس کباب کا جب ایک ٹکڑا (پارچہ) کھالیا جاتا ہے، تو کافی مدت تک بھوک نہیں لگتی +

وقيل لو ان انسانا شرب رطلا من دهن البنفسج وقد اذاب فيه شيئا من الشمع حتى صار قيروطيا لم يشته الطعام عشرة ايام

بعض لوگوں نے بتایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک رطل (تقریباً آدھ سیر) روغن بنفشہ پی لے، جس میں کسی قدر موم پگھلا کر شامل کر دیا گیا ہو؛ جس سے دونوں چیزیں قیروطی جیسی بن گئی ہوں، تو اس سے دس روز تک بھوک نہیں لگتی +

وكذلك ربما احتاجوا الى ان يتهيأ لهم الصبر على العطش فيجب ان يكون معهم الادوية المسكنة للعطش التي نذكرها في الكتاب الثالث في باب العطش وخصوصا بزر البقلة الحمقاء

اسی طرح بعض اوقات مسافر کو پیاس برداشت کرنے کی تیاری کرنی پڑتی ہے، اس لئے مناسب ہے کہ مسافر اپنے ساتھ مسکن عطش دوائیں رکھے، جنہیں ہم باب عطش، کتاب سوئم، میں بتائیں گے؛ علی الخصوص تخم خرفہ جو سرکہ کے ساتھ بقدر تین درہم (تقریباً دس گیارہ ماشہ) استعمال کیا جائے (اسی طرح الی

[1] لزوجات: لیسدار چیزیں +

یشرب منہا ثلثة دراھم بالخل — اور آلو بخارا کا منہ میں رکھنا بھی پیاس کے لئے مفید ہے) +

ویھجر الاغذیة المعطشة مثل السمك والکبر والملحات والحلاوات ویقل الکلام ویرفق بالسیر — نیز حالت سفر میں ایسی غذائیں ترک کردی جائیں، جو پیاس لگانے والی ہیں، مثلاً مچھلیاں، کبر، مُملّحات (مثلاً سوکھایا ہوا نمکین گوشت، اور نمک لگائی ہوئی مچھلیاں) اور مٹھائیاں۔ علی ہذا سفر میں باتیں کم کی جائیں، اور سفر کی عجلت اور تیزی کم کردی جائے (کیونکہ ان دونوں باتوں سے پیاس کی شدت بڑھ جاتی ہے) +

واذا شرب الماء بالخل کان القلیل من الماء کافیا فی تسکین العطش حیث لا یوجد ماء کثیر — جہاں زیادہ پانی میسر نہ ہو، وہاں اگر پانی کے ساتھ سرکہ ملا کر استعمال کیا جائے تو تھوڑا سا پانی بھی پیاس بجھانے کے لئے کافی ثابت ہوا کرتا ہے +

الفصل الثالث فی توقی الحر فی السفر وتدبیر من یسافر فیه — فصل (۳) سفر میں گرمی سے بچنا اور گرمی میں سفر کرنے والوں کے اصول و ہدایات

گرمی میں سفر کرنے والوں کو چاہیئے کہ رات کو چلا کریں، اور دن کو آرام کیا کریں؛ بلند مقامات میں منزل کیا کریں؛ ٹھنڈی غذائیں کھایا کریں؛ اور ٹھنڈے لباس پہنا کریں۔ آملی وگیلانی +

ھؤلاء ایضا اذا لم یدبروا انفسہم تادی بھم الامر فی اخرہ الی ان یضعفوا ویتحلل قواھم حتی لا یمکنھم ان یتحرکوا ویغلب علیھم العطش — گرمی میں سفر کرنے والے لوگ جب اپنے جسم وجان کی تدبیر واصلاح کا خیال نہیں کرتے ہیں، تو انجام کار ضعیف وناتواں ہو جاتے، اور ان کی قوتیں اس درجہ نڈھال ہو جاتی ہیں کہ ان کے لئے نقل وحرکت بھی دوبھر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح (کثرت تحلل کی وجہ سے) ان میں پیاس کا غلبہ ہو جاتا ہے +

وربما اضرت الشمس بادمغتھم ولذلك یجب ان یحرصوا علی ستر الرأس عن الشمس سترا شدیدا — گاہے دھوپ کی وجہ سے انکے دماغوں میں مضرت لاحق ہو جاتی ہے۔ اسی لئے یہ ضروری ہے کہ دھوپ سے سر کو اچھی طرح چھپا کر محفوظ کر لیا جائے +

وکذلك یجب ان یحفظ المسافر منھا صدرہ ویطلیه بمثل لعاب — علی ہذا مسافر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ دھوپ سے سینے کی بھی حفاظت کرے، اور اس پر لعاب اسپغول، اور

بزرقطونا وعصارۃ بقلة الحمقاء

آب خرفہ جیسی (ٹھنڈی) چیزیں لگاتار ہے +

والمسافرون فی الحر ربما احتاجوا الی شئ یتناولونہ قبل السیر مثل سویق الشعیر وشراب الفواکہ وغیر ذلك فانهم اذا رکبوا ولا شئ فی احشائهم بالغ التحلیل فی اضعافهم اذ لا یکون لہ فیهم بدل فیجب ان یتناولوا مما ذکرنا شیئا ثم یلبثوا حتی ینحدر عن المعدۃ ولا یتخضخض

گرمی میں سفر کرنے والوں کے لئے بعض اوقات اس امر کی ضرورت ہوا کرتی ہے کہ وہ روانگی سے پہلے جو کا ستو، شربت فواکہ، یا اسی قسم کی کوئی دوسری (ٹھنڈی) چیز کھا پی لیا کریں۔ کیونکہ ایسی حالت میں اگر سفر کیا جائیگا، جبکہ احشاء (اور معدہ) میں کوئی چیز موجود نہ ہو، تو بدل ما یتحلل نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت کا **تحلل** انتہائی ضُعف کا موجب ہو جائیگا۔ اس وجہ سے ضروری ہے کہ جو چیزیں ہم نے اوپر بتائی ہیں، ان میں سے کچھ نہ کچھ کھا لیا جائے۔ پھر انکے کھانے کے بعد اتنا صبر کیا جائے کہ یہ چیزیں معدہ سے منحدر ہو جائیں (معدہ سے منہضم ہو کر امعاء میں اوتر جائیں)، اور تخضخض کی باعث نہ بنیں (ورنہ معدہ کے اندر غذاء فاسد ہو جائیگی) +

ویجب ان یصحبهم فی الطریق دهن الورد والبنفسج یستعملون منها ساعة بعد ساعة علی هاماتهم

مسافرین کے لئے یہ بھی مناسب ہے کہ اپنے ساتھ راستہ میں روغن گل اور روغن بنفشہ رکھیں، اور گھنٹہ گھنٹہ کے بعد اپنے سر پر ڈالتے رہیں +

وکثیر ممن یصیبه آفة من السفر فی الحر لیعود الی حاله بسباحة فی ماء بارد ولکن الاصوب ان لا یستعجل بل یصبر یسیرا ثم یتدرج الیه

بہتیرے لوگ ایسے بھی ہیں، جو گرمی میں سفر کرنے سے کسی آفت (مثلاً ضُعف مفرط) میں مبتلا ہو جاتے ہیں، پھر جب یہ ٹھنڈے پانی میں داخل ہو کر تیرتے ہیں (ٹھنڈے پانی میں اوتر کر غسل کرتے ہیں) تو اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتے ہیں۔ لیکن ایسی حالت میں عجلت کرنا (اور شدتِ گرمی کی حالت میں یک لخت ٹھنڈے پانی کے اندر داخل ہو جانا) بہتر نہیں ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ تھوڑا صبر کریں، اور پھر باطمینان پانی میں اُتریں +

ومن خاف السموم فالواجب علیه

سموم (لو)

جن لوگوں کو لوہ لگنے کا اندیشہ ہو، انہیں چاہئے کہ

ان یعصب منخرہ وفمہ بغمامۃ ولثام ویصبر علی المشقۃ فیہ ولیتقدم قبلہ باکل البصل فی الدوغ وخصوصًا اذا کان البصل مربی فیہ اومنقوعًا فیہ لیلۃ یاکل البصل ویتحسی الدوغ ویجب ان یکون البصل قبل الالقاء فی الدوغ بصلاً قوی التقطیع

اپنی ناک اور منہ کو ڈھاٹے (غماملہ ولثام) سے اچھی طرح باندھ دیں، اور اس بندش سے جو تکلیف اور الجھن ہو، اسے برداشت کریں۔ (بنظر احتیاط) پہلے ہی سے چھاچھ کے ساتھ پیاز کھالیں (کیونکہ پیاز بالخاصہ لوہ کی مضرت کی دافع ہے)، علی الخصوص وہ پیاز جسے چھاچھ میں پروردہ کیا گیا ہو (اور چھاچھ میں پروردہ کرنے کے معنے یہ ہیں کہ اسے چھاچھ میں ڈالکر چند روز تک چھوڑ دیا گیا ہو) یا وہ پیاز جسے چھاچھ میں ایک رات بھگو یا گیا ہو۔ پیاز کھالی جائے، اور چھاچھ پی لی جائے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ چھاچھ میں ڈالنے سے پہلے پیاز کو اچھی طرح باریک کتر لیا جائے +

ولیکن التنشق بدھن اللوز ودھن حب القرع ولیتحس دھن حب القرع فانہ مما یدفع مضرۃ السموم المتوقعۃ

ان کے لئے یہ بھی مناسب ہے کہ روغن بادام اور روغن تخم کدو ناک میں بطور نشوق استعمال کریں، اور روغن تخم کدو پئیں، کیونکہ لوہ کی جن مضرتوں کا پیش از وقت اندیشہ ہو سکتا ہے، روغن تخم کدو اُن کو دور کر دیا کرتا ہے +

فاذا ضربتہ السموم سکب علی اطرافہ ماءً باردًا وغسل بہ وجہہ ویجعل غذاءہ من البقول الباردۃ ویضع علی رأسہ الادھان الباردۃ مثل دھن الورد والخلاف والعصارات الباردۃ مثل عصارۃ حی العالم ثم یغسل

جب کسی شخص کو لوہ لگ جائے، تو اُس کے ہاتھ پاؤں پر ٹھنڈا پانی ڈالا جائے، ٹھنڈے پانی سے اُس کا منہ دھویا جائے۔ غذا میں اُسے ٹھنڈی سبزیاں (مثلاً کاہو، ککڑی، کھیرا، کاسنی، کدو، پالک وغیرہ) دی جائیں۔ سر پر ٹھنڈے تیل، مثلاً روغن گل، روغن بید سادہ، اور ٹھنڈے عصارات، مثلاً آب حی العالم (سدا بہار، وغیرہ) ڈالے جائیں۔ (جب لوہ کے اثر میں سکون ہو جائے، تو ٹھنڈے پانی سے) غسل کرایا جائے +

ولیحذر الجماع، السمک المالح ینفعہ اذا سکن مادہ، والشراب الممزوج ینفعہ ایضًا

لوہ کا مریض جماع (اور حمام) سے پرہیز رکھے۔ جب لوہ کا اثر دور ہو جائے، تو اس وقت نمکین مچھلی بھی اس کے لئے نافع ہے۔ علی ہذا شراب ممزوج بھی اسکے لئے مفید ہے +

---

[1] غمامہ اور لثام منہ کے نقاب کو کہتے ہیں، جسکا ترجمہ ڈھاٹا کیا گیا ہے +

واللبن من اجود الغذاء له ان لم یکن به حمی فان کان به حمی لیست من الحمیات العفنة بل الیومیة استعمل الدوغ الحامض

لوہ کے مریضوں کے لئے دودھ بہترین غذا ہے، بشرطیکہ وہ بخار میں مبتلا نہ ہو۔ لیکن اگر وہ بخار میں مبتلا ہو، اور وہ بخار حمیات عَفِنَہ کے قبیلے سے نہ ہو، بلکہ حمی یومیہ ہو، تو اُسے ترش چھاچھ استعمال کرنا چاہیئے +

واذا عطش علی السموم زُجّ بالمضمضة ولم یشرب ریّه فانه یموت علی المکان بل یجب ان یجتزی بالمضمضة فان لم یجد بدًّا من ان یشرب شرب جرعةً بعد جرعةٍ فانه اذا سکن ما به وسکن الهائج من عطشه شرب

لوہ کی حالت میں جب پیاس لگے، تو محض کلیاں کرکے پیاس کو دور کرنے کی کوشش کی جائے، اور سیر ہوکر پانی نہ پیا جائے، ورنہ فوراً ہلاکت واقع ہوگی۔ بلکہ یہی ضروری ہے کہ لوہ کی حالت میں محض کلیاں کی جائیں، اور اگر پانی پیئے بغیر چارہ نہ ہو، تو ایک ایک گھونٹ (تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد) پیا جائے۔ پھر جب لوہ کا اثر کم ہو جائے، اور پیاس کی شدت جاتی رہے، تو اس وقت اچھی طرح پانی پیئے +

وان بدأ اولًا قبل شربه فشرب دهن ورد وماء ممزوجین ثم شرب الماء کان اصوب

اگر پانی پینے سے پہلے روغن گل اور پانی ملاکر پیا جائے اس کے بعد سادہ پانی پیا جائے، تو بہتر ہے +

وبالجملة فان مضروب الحر یجب ان یجعل مجلسه موضعًا باردًا و یغسل رجله بالماء البارد وان کان عطشان سقی الماء البارد قلیلًا قلیلًا ویتغذی بغذاء سریع الانهضام

خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو لوہ مار جائے (مضروبُ الحَرّ)، اُسے چاہیئے کہ ٹھنڈے مقام میں قیام کرے، ٹھنڈے پانی سے اپنے پاؤں دھوئے، اور اگر پیاس لگے، تو ٹھنڈا پانی تھوڑا تھوڑا پیئے، اور کوئی زود ہضم غذا کھائے +

ہمارے ملک میں لوہ کے لئے کچے آم کو جھلسا کر اس کا شربت پلایا جاتا ہے، اور اسے نہایت مفید و مجرب سمجھا جاتا ہے +

الفصل الرابع فی تدبیر من یسافر فی البرد و الخَصَرین

فصل (۴) سردی اور خُنکی (یا پالے) میں سفر کرنے والوں کے اصول و ہدایات

اعلم ان السفر فی البرد الشدید عظیم الخطر مع الاستظهار بالعُدد والأهب فکیف مع ترک

سخت سردی میں سفر کرنا (علی العموم) نہایت خطرناک ثابت ہوا کرتا ہے، خواہ سامان سفر کے ذریعہ سردی سے بچاوے کا قبل از وقت خیال بھی کیا جائے۔ چہ جائیکہ

الاستظہار فکم من مسافر تدثر بکل ما یمکن قد قتله البرد والدمق بتشنج وبکزاز او جمود وسکتة ویموت موت من شرب الافیون والیبروج فان لم یبلغ حالهم الی الموت فکثیرا ما یقعون فی الجوع المسمی بولیموس وقد ذکرنا ما یجب ان یعمل فیه وفی الامراض الاخری فی موضعه	پہلے سے اس قسم کی احتیاط ہی نہ برتی جائے (اور سامان سفر کی طرف سے غفلت برتی جائے)۔ چنانچہ نہ معلوم کتنے مسافروں پر اس قسم کا واقعہ گذر چکا ہے کہ حالت سفر میں ہر ممکن صورت سے اُنھوں نے اپنے آپ کو کپڑوں میں لپیٹا (اور گرم رکھنے کی کوشش کی)، مگر ٹھنڈ اور برفیلی ہواء نے تشنج، کزاز، جمود اور سکتہ کے ذریعہ اُن کو ہلاک کر دیا، اور اُن کی موت افیون اور بیروج کھا جانے والوں کی سی ہوئی۔ اور اگر (کسی وجہ سے) یہ لوگ موت کی گھاٹ تک نہ پہونچ سکے، تو بیشتر یہ لوگ جوع بولیموس (مرض بولیموس) میں مبتلا ہو گئے۔ چنانچہ اگر یہ مرض پیدا ہو جائے، یا برودت کی وجہ سے دوسرے امراض لاحق ہو جائیں، تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیئے؟ اسے ہم نے اپنی جگہ پر بیان کر دیا ہے ÷
واولی الاشیاء بهم ان یسد المسام ویحفظوا الانف والفم من ان یدخلهما هواء بارد بغتة ویحفظ الاطراف بما سنذکره	چنانچہ ٹھنڈ میں سفر کرنے والوں کو سب سے زیادہ اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اُن کے بدن کے مسامات بند رہیں، اور ناک اور منہ کو اس سے بچائیں کہ دفعۃً ان میں ٹھنڈی ہوا گھس سکے، اور ہاتھ پاؤں کی حفاظت بھی اُن طریقوں سے کریں، جنہیں ہم عنقریب (اگلی فصل میں) بتانے والے ہیں ÷
واذا نزل المسافر فی البرد فلا یجب ان یدفی نفسه فی الحال بل یتدرج یسیرا یسیرا فی دفئه ولا یجب ان یستعجل الی الاصطلاء بل ان لا یقربه احسن وان کان لم یجد بدا تدرج الی ذلک	سردی اور ٹھنڈک میں سفر کرنے والا مسافر جب کسی منزل میں اُترے، تو اُس کے لئے یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو فوراً سخت گرم کپڑوں میں لپیٹ لے (یعنی یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ فوراً ایسے گرم کپڑے اوڑھ لے، جنہیں آگ وغیرہ کے ذریعہ بہت ہی گرم کر لیا گیا ہو۔ جیلانی) بلکہ اس بارہ میں تدریج اور آہستگی سے کام لے۔ علی ہذا ایسی حالت میں یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ آگ تاپنے میں جلدی کرے، بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ آگ کے پاس ہی نہ پھٹکے۔ اور اگر (شدت

سردی کی وجہ سے) آگ تاپے بغیر چارہ ہی نہ ہو، تو اس معاملہ میں بھی تدریج ہی سے کام لے (کیونکہ تَوَارُدِ اَضْدَاد طبیعت کے لئے نہایت ہی مضر اور مضعف ثابت ہوا کرتا ہے)+

واولی الاوقات بہ ان یجتنبہ فیہ اذا کان من عزمہ ان یسیر فی الوقت ویخرج الی البرد

مسافر کو آگ سے اجتناب کرنے کا خیال سب سے زیادہ اُس وقت کرنا چاہیئے، جبکہ اُس کا ارادہ اُسی وقت (بلا تاخیر) سفر کرنے اور ٹھنڈ میں باہر نکل پڑنے کا ہو+

ورنہ توارد اضداد کی وہی قبیح اور خطرناک صورت پیش آئے گی، یعنی سخت حرارت کے بعد یک لخت اُسے برودت میں آنا پڑے گا، جس میں علے العموم ذات الریہ جیسے مہلک امراض کے واقع ہونے کا اندیشہ ہوا کرتا ہے +

ھذا ما لم یبلغ البرد من المسافر مبلغ الایھان واسقاط القوۃ واما اذا عمل فیہ الخصر فلا بد من استعمال التدفؤ والتمرخ بالادھان المسخنۃ خصوصاً ما فیہ تریاقیۃ کدھن السوسن

یہ احکام و ہدایات اُسی وقت تک کے لئے ہیں، جب تک برودت نے اتنا عمل نہ کیا ہو کہ مسافر کمزور اور نڈھال ہو چکا ہو۔ چنانچہ اگر سردی مسافر کے اندر اثر کر گئی ہو، (اور اس سے وہ نڈھال ہو چکا ہو) تو اس وقت کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کے گرمانے اور گرم کرنے میں عجلت سے کام نہ لیا جائے، اور اُسکے بدن پر گرم تیل، علی الخصوص ایسے تیل نہ لگائے جائیں، جن میں تریاقیت بھی ہو، جیسے روغن سوسن +

واذا نزل المسافر فی البرد وھو جائع فتناول شیئاً حاراً عرض بہ حرارۃ کالحمی عجیبۃ

سردی میں سفر کرنے والا جب کہیں منزل کرتا ہے، اور بھوکا ہوتا ہے، پھر وہ (بھوک کی وجہ سے فوراً) کوئی گرم چیز کھا لیتا ہے (مثلاً گرم گرم دودھ یا چائے پی لیتا ہے)، تو اس سے اُس کے بدن میں بخار جیسی ایک عجیب قسم کی حرارت لاحق ہو جاتی ہے +

یعنی برودت اور بھوک کی وجہ سے بیرون بدن میں حرارت غریزی بہت ہی قلیل ہوتی ہے۔ پھر جب وہ کوئی گرم چیز استعمال کر لیتا ہے، تو حرارت غریزی بھڑک کر سارے بدن میں پھیل جاتی ہے، اور بیرونی حصہ پہلے جو ٹھنڈا تھا، وہ اب گرم ہو جاتا ہے، اسلئے یہ بخار سی حرارت معلوم ہوتی ہے۔ آملی

وللمسافرین اغذیۃ تسھل علیھم امر البرد وھی الاغذیۃ التی یکثر فیھا

مسافروں کے لئے چند مخصوص غذائیں بھی ہیں، جو سردی کی اذیتوں کو کم کر دیتی ہیں، یہ وہ غذائیں ہیں، جن میں لہسن،

الثوم والجوز والخردل والحلتیت و ربما وقع فیھا المصل یطیب الثوم والجوز واسمن ایضاً جید لھم وخصوصاً اذا شربوا علیہ الشراب الصرف	جوز، رائی اور ہینگ بڑی مقدار میں ڈالے گئے ہوں۔ گاہے لہسن اور جوز کو خوشگوار بنانے کی غرض سے ان میں دہی کا پانی (مصل) ڈالا جاتا ہے۔ گھی بھی ایسے مسافروں کے لئے ایک اچھی چیز ہے، علی الخصوص اُس وقت جب کہ اس کے بعد خالص شراب پی لی جائے +
ویحتاج المسافر فی البرد الی ان لا یسافر خاویاً بل ممتلأ من غذاء ثم ویشرب الشراب بدل الماء ثم یصبر حتی یقر ذلک فی بطنہ ویسخن ثم یرکب	سردی میں سفر کرنے والے کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ خلو معدہ میں سفر نہ کرے، بلکہ پہلے اپنی خوراک بھر شکم سیر ہولے، اور پانی کے بدلے شراب پی لے، پھر کچھ دیر تک صبر کرے، یہاں تک کہ غذا اس کے شکم میں قرار پکڑ لے اور اپنی جگہ لے لے، اور بدن میں حرارت پیدا کرنے لگے، اس کے بعد وہ سفر کے لئے سوار ہو جائے +
والحلتیت مما یسخن الجامد فی البرد خصوصاً اذا سلم فی الشراب والشربۃ التامۃ درھم من الحلتیت فی رطل من الشراب	**ہینگ** ایک ایسی مفید چیز ہے کہ جو شخص سردی میں اکڑ گیا ہو، اُس کے اندر گرمی پیدا کر دیتی (اور اُس کے اکڑے ہوئے اعضاء کو کھول دیتی) ہے؛ علی الخصوص اُس وقت جبکہ اسے شراب میں (محلول ہونے کے لئے) چھوڑ دیا جائے چنانچہ ایسی حالت میں پوری مقدار خوراک ایک درہم ہینگ اور ایک رطل (آدھ سیر) شراب ہے +
والمسافر فی البرد مسوحات تمنعہ عن التأثر من البرد منھا الزیت وغیر ذلک	سردی میں سفر کرنے والوں کے لئے چند مسوحات[1] بھی ہیں۔ جو ان کے بدن کو سردی کے اثر قبول کرنے سے باز رکھتی ہیں؛ چنانچہ اس قسم کی چیزوں میں روغن زیتون وغیرہ شامل ہیں +
والثوم من افضل الاشیاء لمن نزل عن ھواء بارد	لہسن اُس شخص کے لئے ایک بہترین چیز ہے، جو ٹھنڈی ہوا میں سفر کر کے آیا ہو +

[1] مسوح: وہ چیز جو بدن پر ملی جائے +

الفصل الخامس فی حفظ الاطراف عن ضرر البرد — فصل (۵) اطراف (ہاتھ پاؤں) کو سردی سے بچانا

چونکہ ہاتھ پاؤں منبع حرارت — قلب — سے دور واقع ہیں، اور بیشتر العموم کھلے رہتے ہیں، اس لئے سردی کے اثر سے یہ بہت زیادہ متاثر ہوا کرتے ہیں. چنانچہ جب ان میں "سردی لگ جاتی ہے" یا ان کو پالا مار جاتا ہے — تو پہلے ان میں خدر و بے حسی آجاتی ہے، اور ان کی رطوبتیں جمنے لگتی ہیں. اس کے بعد ان کی رنگت نیلی اور سیاہ ہو جاتی ہے، اور اس کے بعد ان میں تعفن لاحق ہو جاتا ہے +

یجب ان ید لکہا المسافر، ولاحتی تسخن ثم یطلیہا بدھن حار من الادھان العطرة مثل دھن السوسن ودھن البان والمیسوسن نطوخ جید لھم فان لم یحضر فالزیت وخصوصاً اذا جعل فیہ الفلفل والعاقرقرحا او الفربیون او الحلتیت او الجند بید ستر

حفظ اطراف حفظ اطراف کے لئے (یعنی سردی سے ہاتھ پاؤں کو بچانے کے لئے) مسافر کو چاہئے کہ پہلے ہاتھ پاؤں کی اتنی مالش کرے کہ یہ گرم ہو جائیں. اس کے بعد روغن سوسن، اور روغن بان جیسے خوشبودار روغن لگائے. ایسے لوگوں کیلئے میسوسن (شراب سوسن) ایک بہترین لطوخ ہے؛ اور اگر یہ موجود نہو تو روغن زیتون بھی ایک اچھی چیز ہے؛ خصوصاً جبکہ اس میں فلفل، عاقرقرحا یا فرفیون یا ہینگ، یا جند بید ستر شامل کر لیا گیا ہو.

ومن الاضمدة الحافظة للاطراف ان یجعل علیہا قنة وثوم فانہ امان ولا کالقطران

اُن ضمادوں میں سے، جو برودت سے ہاتھ پاؤں کو محفوظ رکھ سکتے ہیں، ایک یہ بھی ہے کہ بیروزہ اور لہسن ان پر لگایا جائے. اس سے ہاتھ پاؤں محفوظ و مامون ہو جاتے ہیں (اور سردی کا اثر ان میں نہیں ہونے پاتا ہے). لیکن قطران کے برابر مؤثر اور قوی نہیں ہے (یا یہ کہ قطران کے برابر دوسری چیز اس بارہ خاص میں مفید نہیں ہے) +

ولا یجوز ان یکون الخف والدستانج بحیث لا یتحرک فیہ العضو فان حرکة العضو احد الاسباب الدافعة عنہ البرد والعضو المخنوق یصیبہ البرد لبشدة

موزے اور دستانے جو استعمال کئے جائیں، وہ اِس قدر تنگ نہ ہونے چاہئیں کہ اُس کے اندر عضو حرکت نہ کرسکے؛ کیونکہ حرکت بھی اُن اسباب میں داخل ہے، جن سے (حرارت پیدا ہوا کرتی ہے، اور) برودت دور ہو جایا کرتی ہے. نیز عضو مخنوق پر (یعنی اُس عضو میں جو اس طرح دبا ہوا ہو کہ وہ حرکت بھی نہ کرسکے) سردی کا اثر بہت شدت

کے ساتھ ہوا کرتا ہے +

کیونکہ جب عضو دبا ہوا ہوتا ہے، تو عروق کے دب جانے کی وجہ سے خون کی آمد بھی کم ہو جاتی ہے، جو اعضاء کے لئے ذریعہ تسخین ہے۔ اور ساکن رہنے کی وجہ سے یوں بھی اُس عضو میں حرارت کم پیدا ہوتی ہے، اسلئے ایسے عضو میں برودت کا اثر بہت تیزی کے ساتھ ہو جاتا ہے +

واذا غشي العضو بكاغذ او بشعر ثم بوبر كان اوقى له

سردی سے بچاوے کا ایک بڑا ذریعہ یہ بھی ہے کہ عضو کو (مثلاً پاؤں کو) کاغذ یا بالوں سے پوشیدہ کیا جائے (اس طرح کہ اُس کی حرکت میں فرق نہ آئے)، اور اس کے اوپر اُون سے چھپایا جائے +

واذا صار الرجل مثلاً واليد لا يحس بالبرد من غير ان يخف البرد ومن غير ان دبر في وقايته بتدبير بديل فاعلم ان الحس في طريق البطلان وان البرد قد عمل عمله فليبادر بما نعلمه الان

جب مثلاً پاؤں یا ہاتھ سے برودت کا احساس جاتا رہے درانحالیکہ نہ سردی میں (بیرونی ہوا کی سردی میں) کمی آئی ہو، اور نہ سردی سے بچاوے کی کوئی نئی تدبیر کی گئی ہو، تو سمجھ لینا چاہیئے کہ قوت احساس باطل ہو رہی ہے، اور برودت اپنا پورا کام کر چکی ہے۔ ایسی حالت میں اس کی تدبیر شروع کر دینی چاہیئے، جس کو ہم ابھی بتانے والے ہیں +

واما اذا عمل البرد في العضو فامات الحار الغريزي الذي كان فيه وحقن ما كان يتحلل منه في جوهره وعرضه للعفونة فربما احتيج ان يفعل في بابه ما قيل في باب القروح وخصوصاً الاكالة الخبيثة

مضروب بالبرد لیکن اگر برودت نے کسی عضو میں اتنا عمل کیا ہو کہ اس کی حرارت غریزیہ فنا ہو گئی ہو، جو اس کے اندر موجود تھی، نیز اس عضو کے جو مواد تحلیل ہوا کرتے تھے، وہ اس عضو کے جوہر میں برودت کے انجماد سے) بند ہو کر رہ گئے ہوں، اور انہوں نے عضو کو عفونت کے لئے پیش کر دیا ہو، تو کبھی اس وقت وہ عمل کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے، جو قروح، خصوصاً قروح اکالہ خبیثہ کے باب میں بتایا جاتا ہے (یعنی عمل بتر یا قطع عضو تاکہ دوسرے اعضاء تک یہ فساد نہ پہونچنے پائے) +

واما اذا اضر به البرد ولم يعفن بعد بل هو في سبيله فالاصوب ان يوضع الطرف في ماء الثلج

لیکن اگر اُس عضو میں صرف ٹھنڈ مار گئی ہو، اور ابھی تک اس میں عفونت پیدا نہ ہوئی ہو، ہاں عفونت پیدا ہونے والی ہی ہو، تو اس کی بہترین تدبیر[1] یہ ہے کہ اس پاؤں یا ہاتھ

[1] یہ وہی تدبیر ہے جس کا اوپر وعدہ کیا گیا ہے +

خاصة او ماء قد طبخ فيه التين وماء الكرنب وماء الرياحين وماء الشبت وماء البابونج كله جيد والفودنج لطوخ جيد

کو (جس کو پالا مار گیا ہو) خصوصیت کے ساتھ آب شلجم میں رکھا جائے؛ یا ایسے پانی میں ڈالا جائے، جس میں انجیر جوش دی گئی ہو۔ اسی طرح ماء الکرنب (آب کرم کلہ)، ماء الریاحین (آب ریحاں)، ماء الشبت (آب سویا) اور ماء البابونج (آب بابونہ)، یہ سب اس کے لئے اچھی چیزیں ہیں۔ پودینہ بھی اس کے لئے ایک اچھا لطوخ ہے +

بعض نسخوں میں "پودینہ" کی جگہ "تردوغ" کا لفظ ہے۔ جسکی پوری تحقیق نہ ہو سکی۔ غالبًا یہ ایک قسم کا سالن ہے، جس میں مختلف چیزیں پڑتی ہیں +

وماء الشيح وماء النمام والتضميد بالشلجم دواء جيد نافع له ويجب ان يجنب النار وقربها

علی ہذا ماء الشیح (آب درمنہ)، ماء النمام (آب تلسی سیاہ) اور شلجم کی تضمید بھی اس کے لئے اچھی اور منفعت بخش دوائیں ہیں۔ ایسی حالت میں آگ کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہیئے، (جس کی وجہ فصل سابق میں بتائی جا چکی ہے)۔

ويجب في الحال ان يمشي ويحرك الرجل والطرف فيروضه ويدلك ثم يمرخه ويطليه وينطله بما قلناه

ایسے آدمی کے لئے ضروری ہے کہ وہ چلے پھرے، ہاتھ پاؤں ہلائے، (الغرض) ہاتھ پاؤں سے ریاضت کرائے اور ان کی مالش کرے؛ اور مالش کے بعد تمریخ، طلاء اور نطول وغیرہ استعمال کرے، جنہیں ہم (اسی فصل میں) اوپر بتا چکے ہیں +

ويعلم ان ترك الاطراف متعلقة ساكنة في البرد لا تتحرك ولا ترتاض هو من اقوى الاسباب الممكنة للبرد من الطرف

واضح ہو کہ ہاتھ پاؤں کو ٹھنڈ میں لٹکا کر اس طرح ساکن چھوڑ دینا کہ نہ یہ حرکت کریں، اور نہ ریاضت، ان قوی ترین اسباب میں سے ہے، جن سے برودت ان میں اثر کرنے پر زیادہ قادر ہو جایا کرتی ہے +

پالا مارے ہوئے عضو کا علاج، بعض ٹھنڈے پانی سے کرتے ہیں، جس کو شیخ صحیح نہیں سمجھتا ہے؛ بلکہ شیخ کے نزدیک اسکی صحیح تدبیر تو وہی ہے، جو اس نے اوپر بتائی ہے۔ شیخ اس خیال کو ذیل میں کمزور کرکے اس طرح بیان کرتا ہے:

ومن الناس من يغمس في ماء

بعض لوگ پالا مارے ہوئے عضو کو ٹھنڈے[1] پانی

[1] اس طرح کہ یہ پانی بیرونی ہوا اور پالے کی سردی کے مقابلہ میں گرم ہو۔

بارد فيجد لذلك منفعة كان الاذى يبعد عنه كما يعرض للفاكهة الجامدة ان يلقى فى الماء البارد فيكون كانه يخرج الجمد عنها و ينتسج عليها ويلين ويستوى ولو انها قربت من النار فسدت واما كيف هذا فهو مما لا يحتاج اليه الطبيب

میں ڈالتے ہیں، اور اس تدبیر سے یہ لوگ نفع اٹھاتے ہیں، گویا[1] اس عمل سے اس کی تکلیف دور ہوجاتی ہے، جس طرح (سردی سے) ٹھٹھرے ہوئے پھل کو اگر ٹھنڈے پانی میں ڈالکر چھوڑ دیتے ہیں، تو گویا اس پھل (کے اندرونی حصے) سے برف باہر نکل آتی ہے، اور پھل کے اوپر (مکڑی کے جالے کی طرح) چھا جاتی ہے، (اور باہر کا پانی پھل کے اندر گھس جاتا ہے، جس سے) وہ پھل نرم ہوجاتا، اور اس کی ٹھٹھری ہوئی سطح ہموار ہوجاتی ہے. لیکن اس عمل کے بجائے اگر اس پھل کو آگ کے قریب کردیا جاتا، تو بہتر ہونے کے بجائے بگڑ جاتا. رہا یہ امر کہ یہ کس طرح وقوع پذیر ہوتا ہے. (اور اس کا فلسفہ کیا ہے؟) تو یہ ایک ایسی بات ہے، جس کی طرف طبیب کو توجہ کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ٭

فاما اذا اخذ الطرف يكمد فيجب ان يشرط ويسيل منه الدم والعضو موضوع فى الماء الحار لئلا يجمد شئ من الدم فى فوهات الشرط فلا يخرج بل يترك حتى يحتبس من نفسه ثم يطلى بالطين الارمنى والخل الممزوجين فان ذلك يمنع فساده والقطران ينفع باديا واخيرا

لیکن جب عضو (سردی کے عمل سے) نیلا ہونے لگے تو پچھنے لگائے جائیں، اور اس عضو کو گرم پانی میں ڈال دیا جائے، تاکہ خون بہتا رہے، اور پچھنے کے دہانوں (زخموں کے منہ) پر کچھ خون نہ جم جائے، اور خون کا نکلنا نہ بند ہوجائے. بلکہ عضو کو (پانی کے اندر ڈال کر) اسی طرح چھوڑ دینا چاہئے، حتی کہ خون خود بخود بند ہوجائے؛ اس کے بعد گل ارمنی اور سرکہ کو باہم پھینٹ کر لیپ کردیا جائے، کیونکہ یہ لیپ اس عضو کو فساد و تعفن سے باز رکھتا ہے (اور پچھنے کے زخم میں عفونت واقع نہیں ہونے پاتی ہے). اسی طرح قطران کا استعمال بھی اس حالت میں منفعت بخش ثابت ہوا کرتا ہے، خواہ اس کا استعمال ابتداً کیا جائے، یا اخیر میں؛ بشرطیکہ وہ عضو

---

[1] "گویا" کہنے کا مطلب یہی ہے کہ حقیقت میں پھل کے اندر سے برف باہر نہیں نکلتی ہے؛ بلکہ محض ایسا گمان ہوتا ہے.

برودت کے فرطِ عمل سے سیاہ نہ پڑ گیا ہو، اور اس کی حالت زیادہ ردی نہ ہو چکی ہو) +

واذا جاوز الامر السواد والخضرة وادرك وهو متعفن فلا يشتغل بغير اسقاط ما تعفن بعجلة لئلا يعفن ايضا الصحيح الذى هو فى الجوار ولان لا تدب العفونة بل يفعل ما قلناه فى بابه

جب (سردی اور پالے کے اثر سے) معاملہ سیاہی اور سبزی تک تجاوز کر جائے، اور یہ معلوم ہو جائے کہ وہ عضو متعفن ہو رہا ہے، تو اس وقت اس کے سوا کوئی اور تدبیر نہیں ہے کہ جو حصہ متعفن ہو چکا ہے، اس کو جلدی جلد الگ کر دیا جائے تاکہ آس پاس کا صحیح و تندرست حصہ نہ متعفن ہو جائے، اور (اجزاء مجاورہ کی طرف) عفونت نہ سرایت کر جائے۔ بلکہ اسوقت وہی تدبیریں کی جائیں، جو اس باب میں (عضو متعفن کے باب میں) بتائی گئی ہیں (یعنی متعفن حصہ کو غیر متعفن حصہ سے باحتیاط الگ کر کے کاٹ دینا، اور اس کے بعد تیل سے داغ دینا وغیرہ) +

الفصل السادس فى حفظ اللون فى السفر — فصل (۶) سفر میں بدن کے رنگ کی حفاظت

اس میں کوئی شک نہیں کہ چہرہ وغیرہ کے جلد کی رنگت کھلے رہنے کی وجہ سے بدل جایا کرتی ہے۔ جس میں دھوپ، غبار اور حرارت و برودت کو دخل ہے۔ چنانچہ گرمی اور دھوپ کے اثر سے جلد کی رنگت کالی ہو جایا کرتی ہے +

يجب ان يطلى الوجه بالاشياء اللزجة والتى فيها تغرية مثل لعاب بزر قطونا ومثل لعاب الفرفخ ومثل الكثيرا المحلول فى الماء والصمغ المحلول فى الماء ومثل بياض البيض ومثل الكعك والسميذ المنقوع فى الماء وقرص دصغر اقريطن

(چہرہ کے رنگ کی حفاظت کے لئے) چہرہ پر لیسدار چیزوں کا طلاء کیا جائے، اور ان چیزوں کا جن میں چپک ہو، مثلاً لعاب اسپغول، اور مثلاً لعاب تخم خرفہ، اور مثلاً کتیرا جسے پانی میں حل کر لیا گیا ہو، اور صمغ عربی، جسے پانی میں حل کر لیا گیا ہو، اور مثلاً انڈے کی سفیدی، اور مثلاً کعک اور میدے کی روٹی، جسے پانی میں بھگو لیا گیا ہو، اور مثلاً وہ قرص، جسے حکیم اقریطن نے بتایا ہے (اور جو قرابادین میں مذکور ہے) +

واما اذا شققته الريح او البرد او الشمس فاطلب تدبيره فى الكلام فى الزينة

لیکن اگر ہوا، یا سردی یا دھوپ سے چہرہ کی جلد پھٹ جائے، تو اس کی تدبیر "باب الزینت" میں تلاش کی جائے (جہاں اس کا تفصیل وار ذکر ہے) +

الفصل السابع توقی المسافر مضرۃ المیاہ المختلفۃ — فصل (۷) سفر کے مختلف پانیوں کی مضرت سے مسافر کا بچنا

ان اختلاف المیاہ قد یوقع المسافر فی امراض اکثر من اختلاف الاغذیۃ فیجب ان یراعی ذلک ویتدارک امر الماء	پانی کے اختلاف سے اکثر مسافر بیمار ہو جایا کرتا ہے۔ اور اس بارہ میں غذاؤں کے اختلاف سے پانی کے اختلاف کو زیادہ اثر و دخل ہے۔ اس لئے (حتی الامکان) اس کا لحاظ رکھنا چاہئے اور مختلف پانیوں کے اس اثر کا تدارک کرنا چاہئے۔
ومن تدارکہ کثرۃ ترویقہ وکثرۃ استرشاحہ من الخزف المرشاح وطبخہ کما بینا العلۃ فیہ تصفیہ ویفرق بین جوہر الماء الصرف وبین ما یخالطہ واکثر من ذلک کلہ تقطیرہ بالتصعید	پانی کی اصلاح اور تدارک کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اسے بذریعہ ترویق[1] بار بار صاف کیا جائے، اور مٹی کے مسامدار برتنوں کے ذریعہ اسے بار بار ٹپکایا جائے (استرشاح)۔ علی ہذا پانی کا ابالنا بھی کہ یہ پانی کو صاف کر دیتا، اور پانی کے خالص جوہر کو دوسری آمیزشوں سے الگ کر دیتا ہے، جیسا کہ اس کی وجہ (بحث اسباب میں) ہم بتا چکے ہیں۔ لیکن ان ساری تدابیر سے زیادہ موثر یہ ہے کہ تصعید[2] کے ذریعہ پانی کو مقطر کیا جائے۔
وربما فتلت فتیلۃ من صوف وجعل منہا فی احد الانائین وھو المملوء منہما طرف وترک طرفہا الآخر فی الاناء الخالی فقطر الماء الی الخالی وکان ضربا جیدا من الترویق خصوصا اذا کرر	جر بالعلقہ[3] کا ہے (پانی کے صاف کرنے کی غرض سے) اون[4] کی بتی بٹ لی جاتی ہے، جس کا ایک سرا دو ظروف میں سے ایک میں ڈال دیا جاتا ہے، جس میں پانی بھرا ہوتا ہے، اور دوسرا سرا خالی ظرف میں چھوڑ دیا جاتا ہے، اس عمل سے پانی مقطر ہو کر خالی ظرف میں آجاتا ہے۔ پانی کے چھاننے (ترویق) کی یہ ایک اچھی صورت ہے، خصوصاً اگر اسے کئی بار کیا جائے۔

اسی عمل کو "جر بالعلقہ" کہا جاتا ہے (جر = کھینچنا۔ علقہ = جونک)۔

---

[1] پانی کی ترویق (چھاننے) کے مختلف طریقوں کا ذکر بحث اسباب میں ہو چکا ہے۔

[2] تصعید۔ پانی کو قرع انبیق یا نل بھبکہ کے ذریعہ اڑانا۔

[3] اسی اصطلاح کو غلطی سے جلد اول صفحہ (۱۰۲) پر جذب بالعلقہ لکھا گیا ہے۔

[4] روئی کی بتی بھی اس مقصد میں بہت کام آتی ہے۔

وكذلك اذا طبخ الماء المرّ والردي وطرح فيه وهو يغلي طين حرّ وكُبَبٌ من الصوف ثم توخذ فتعصر عن ماء خيرٍ من الاول وكذلك مخض الماء

اسی طرح اگر کڑوے اور ردی پانی کو ابالا جائے، اور جوش کھاتے وقت اس میں تھوڑی سی خالص مٹی اور اون کی چند پونیاں[1] ڈال دی جائیں، پھر ان پونیوں کو لے کر ان کا پانی نچوڑ لیا جائے، تو یہ پانی پہلے سے بھی بہتر ہوگا +

وقد جعل فيه طين حرّ لا كيفية ردية له وخصوصًا المحترق في الشمس ثم تصفيته هو مما يكسر فساده

اسی طرح پانی کے صاف کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ خالص مٹی، جس میں کسی قسم کی ردی کیفیت نہ ہو، اور جو دھوپ کی گرمی سے جلی ہوئی ہو (اور جل کر تعفن و فساد اور مواد عفونت سے پاک ہو چکی ہو، اور سوندھی بن چکی ہو) پانی میں ڈال کر پھینٹی جائے، اور اس کے بعد اس کو چھان لیا جائے۔ اس تدبیر سے پانی کی خرابی دور ہو جاتی ہے +

وشرب الماء مع الشراب ايضا مما يدفع فساده اذا كان فساده من جنس قلة النفوذ

شراب ملا کر پانی کا پینا بھی پانی کی خرابی کو دور کر دیتا ہے، بشرطیکہ پانی کی خرابی یہ ہو کہ وہ (غلیظ ہونے کی وجہ سے) نفوذ کرنے کی صلاحیت کم رکھتا ہو +

وايضًا فان الماء اذا قلّ ولم يوجد فيجب ان يشرب ممزوجًا بالخل وخصوصًا في الصيف فان ذلك يغني عن الاستكثار

اسی طرح اگر (کہیں) پانی کی کمی ہو، اور (کثرت سے) دستیاب نہ ہوتا ہو، تو (کفایت شعاری کے خیال سے) پانی کے ساتھ سرکہ ملا کر پینا چاہیئے، خصوصًا موسم گرما میں؛ کیونکہ ایسا کرنے سے (طبیعت سیراب ہو جاتی ہے؛ پیاس بجھ جاتی ہے؛ اور) زیادہ پانی کی حاجت نہیں رہتی +

والماء المالح يجب ان يشرب بالخل او السكنجبين ويجب ان يلقى فيه الخرنوب وحب الآس والزعرور

(اگر کہیں پانی کھاری ہو تو) کھاری پانی کو سرکہ یا سکنجبین ملا کر پینا چاہیئے (تاکہ سرکہ یا سکنجبین کی ترشی کی وجہ سے کھاری پانی کی شوریت ٹوٹ جائے۔ کیونکہ شوریت اور ترشی باہم متضاد اور ایک دوسرے کے دشمن ہیں)۔ نیز یہ بھی مناسب ہے کہ (کھاری پانی کی اصلاح کے لئے) اس میں خرنوب، حب الآس

[1] کُبَبْ = پونیاں، جو کاتنے کے لئے روئی یا اون کو دھن کر لمبی لمبی بنا لیتے ہیں +

[2] علامہ گیلانی اور آملی کی شرح سے یہاں اختلاف کیا گیا ہے +

اور زعرور (جنگلی سیب) ڈالا جائے +

ان چیزوں میں ایک جوہر قابض ہے، جس سے معدہ کی تقویت حاصل ہوتی ہے، اور جس سے کھاری پانی کی بورقیت ٹوٹ جاتی ہے +

والماء الشبي العفص يجب ان يشرب عليه كل ما يلين الطبيعة والشراب ايضًا مما ينفع شربه عليه

پھٹکری کے کسیلے پانی (ماءِ شبّی عفص) پینے کے بعد ایسی چیز کا پینا ضروری ہے، جو ملین شکم ہو (تاکہ اس سے ماء شبی کی قوت قابضہ دور ہو جائے)۔ ایسے پانی پر شراب کا پینا بھی مفید ہوا کرتا ہے +

والماء المر يستعمل عليه الدسومات والحلاوات ويمزج بالجلاب وشرب ماء الحمص قبله وقبل ما يشبهه مما يدفع ضرره وكذلك اكل الحمص

کڑوے پانی پر چکنی اور میٹھی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں؛ اور گاہے اس کے ساتھ جلاب[1] (شربت گل) ملا لیا جاتا ہے۔ نیز کڑوے پانی سے پہلے، اور علی ہذا اُس پانی سے پہلے، جو کڑوے پانی کی طرح (ردی) ہو، آب نخود کا پینا اسکے ضرر کو دور کر دیتا ہے؛ اور یہی حال چنے کھانے کا بھی ہے +

والماء القائم الآجامي الذي تصحبه عفونة فيجب ان لا يطعم قبله الاغذية الحارة وان يستعمل عليه القوابض من الفواكه الباردة والبقول مثل السفرجل والتفاح والريباس

رُکے ہوئے آب نیستاں (ماء آجامی[2]) سے پہلے؛ جس میں عفونت بھی شریک ہو، گرم غذائیں نہ کھانی چاہئیں، بلکہ اسکے بعد ٹھنڈے پھلوں اور سبزیوں میں سے بھی، سیب اور ریباس جیسی قابض چیزیں استعمال کرنی چاہئیں +

والمياه الغليظة الكدرة يتناول عليها الثوم ومما يصفيها الشب اليماني

غلیظ اور مکدر پانی پینے کے بعد لہسن کھانا چاہئے۔ ایسے غلیظ پانی کو پھٹکری صاف کر دیتی ہے +

ومما يدفع فساد المياه المختلفة البصل فانه ترياق لذلك وخصوصًا بالخل والثوم ايضًا ومن الاشياء الباردة الخس

مختلف پانیوں کی خرابی جن چیزوں سے دور ہوا کرتی ہے؛ اُن میں سے ایک پیاز بھی ہے؛ پیاز اس کے لئے تریاق ہے، خصوصًا جبکہ اس کو سرکہ کے ساتھ استعمال کیا جائے۔ اسی طرح لہسن بھی اس کے [illegible] پیاز کی طرح مؤثر ہے۔ اور بارد چیزوں میں سے کاہو (بھی [illegible] بارد میں بالخاصہ مفید ہے، اور پانی

---

[1] جلاب: ایک قسم کا شربت ہے جو گلاب میں شہد یا شکر ملانے سے بنتا ہے +

[2] ماء آجامی کی پوری تفصیل صفحہ ۳۲۹ پر دیکھو +

کے اختلاف کے ضرر کو دفع کرتا ہے) +

ومن التدبیر الجید لمن ینتقل فی المیاہ المختلفۃ ان یستصحب من ماء بلدہ فیمزج بہ الماء الذی یلیہ ویاخذ من ماء کل منزل للمنزل الذی یلیہ فیمزج بمائہ وکذلک یفعل حتی یبلغ مقصدہ وکذلک ان استصحب طین بلدہ وخلطہ بکل ماء یطرأ علیہ وخضخضہ فیہ ثم ترکہ حتی یصفو

مختلف پانیوں میں جس شخص کو سفر کرنا پڑے، اسکے لئے ایک اچھی تدبیر یہ بھی ہے کہ وہ اپنے شہر کا تھوڑا سا پانی ہمراہ لیلے، اور اس کو "اس" پانی کے ساتھ ملا لے، جو اس کو آگے ملے، اور ہر ایک منزل کا تھوڑا تھوڑا پانی اُس منزل کے لئے لے لیا کرے، جو اُسے آگے ملتا رہے، اور اس پانی کو اگلے پانی کے ساتھ ملا لیا کرے، اور اسی طرح برابر کرتا چلا جائے یہاں تک کہ اپنے منزل مقصود تک پہونچ جائے۔ اسی طرح یہ صورت بھی مفید ہے کہ مسافر اپنے ساتھ اپنے شہر کی مٹی لیلے، اور جہاں پہونچے، وہاں کے پانی کے ساتھ اس مٹی کو ملاکر ہلا لیا کرے، پھر اسے (تھوڑی دیر تک) چھوڑ دے کہ پانی صاف ہوجائے (اور مٹی کے اجزاء تہ میں بیٹھ جائیں) +

ویجب ان یشرب الماء من وراء فدام لئلا یشرب العلق بالغلط ولا یزدرد الھشیم من الاخلاط الردیۃ

یہ بھی ضروری ہے کہ پانی چھنا (فدام[1] لگا کر) پیا جائے، تاکہ غلطی سے جونک نہ فرو ہوجائے، اور باریک باریک اجسام غریبہ (ھشیم) کے قبیلے کی بُری چیزیں نہ نگلی جاسکیں، جو پانی کے ساتھ مخلوط ہوا کرتی ہیں +

ھَشِیم = باریک باریک اجسام غریبہ، جن میں ہر قسم کے نباتی، حیوانی، معدنی، زندہ اور مردہ مواد شامل ہیں، اور جن سے مختلف امراض پیدا ہوسکتے ہیں +

واستصحاب الربوب الحامضۃ یمزج بکل ماء من المختلفۃ تدبیر جید

(مختلف پانیوں کی مضرت دور کرنے کے لئے) یہ بھی ایک اچھی تدبیر ہے کہ مسافر اپنے ساتھ ترش ربوب رکھ لے، تاکہ (ضرورت کے وقت) مختلف اقسام کے پانیوں میں گھول لیا کرے+

ربوب حامضہ، مثلاً رب انار ترش، رب انگور خام، رب سیب ترش، رب بہی وغیرہ بالعموم مقوی معدہ اور مقوی احشاء ہیں،، اس لئے ان سے پانی کے اختلاف کا ضرر ٹوٹ جایا کرتا ہے، بشرطیکہ مسافر کا مزاج اور موسم کا مزاج بارد نہ ہو +

[1] فِدَام = چھنا وہ کپڑا جو صراحی، پانی کی مٹکی اور آبخورہ وغیرہ کے منہ پر پانی چھاننے کی غرض سے لگایا جاتا ہے +

الفصل الثامن في تدبير راكب البحر

فصل (۸) بحری مسافر کی تدبیر

قد يعرض لراكب البحران يدا و ر ا و يدا ر به وان يهيج به الغثيان و القئ وذلك في اوائل الايام ثم يهدأ و يسكن

دریا کے سفر میں گاہے یہ صورت نمودار ہوتی ہے کہ مسافر (اپنے خیال میں سمجھتا ہے کہ وہ) خود گھوم رہا ہے، اور اسکے گرد کی چیزیں گھوم رہی ہیں. (یعنی اُسے جہاز اور کشتی کی حرکت سے دورانِ سر کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے)، اور گاہے اُسے متلی اور قے کی شکایت لاحق ہو جاتی ہے. لیکن یہ شکایت اوائل ہی میں ہوتی ہے، پھر (چند روز کے بعد عادت ہو جانے کی وجہ سے) ان شکایتوں میں خود بخود سکون آ جاتا ہے، (اگرچہ بعض اوقات یہ شکایتیں دوام و استمرار کی صورت بھی اختیار کر لیا کرتی ہیں، اور جب تک سفر رہتا ہے، یہ تکلیفیں قائم رہتی ہیں) +

ويجب ان لا يلح على غثيانه وقيئه بالحبس بل يترك حتى يقئ فان افرط فيه حبس

چنانچہ بحری سفر سے اگر متلی اور قے کی شکایت لاحق ہو جائے، تو ان کو روکنے اور بند کرنے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے؛ بلکہ اسی طرح چھوڑ دینا چاہیئے کہ قے ہوا کرے. ہاں، اگر افراط کی صورت پیدا ہو جائے، تو اس وقت اسے روک دینا چاہیئے +

واما الاستعداد لئلا يعرض له القئ فليس به بأس وذلك بان يتناول من الفواكه مثل السفرجل والتفاح والرمان

رہی یہ بات کہ مسافر میں پہلے ہی سے ایسی استعداد و قابلیت پیدا کر دی جائے کہ اُسے بحری سفر میں قے کی تکلیف ہی نہ پیدا ہو، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ جسکی صورت یہ ہے کہ بہی، سیب، اور انار جیسے (مقوی معدہ) میوے کھلائے جائیں +

واذا شرب بزر الكرفس منع الغثيان ان يهيج بهم وسكنه اذا هاج والافسنتين ايضا

اگر تخم کرفس پلا دیا جائے، تو متلی اگر آنے والی ہوتی ہے تو اس سے اس کی آمد رک جاتی ہے، اور اگر ہیجان پذیر آ چکی ہوتی ہے، تو اس سے اس میں سکون آ جاتا ہے. یہی حال

کذلک
ومما یمنعہ ان یغذوا بالحموضات المقویۃ لفم المعدۃ المانعۃ من ارتفاع البخار الی الرأس وذلک کالعدس بالخل والحصرم وقلیل فودنج وحاشا والخبز المثرود فی شراب ریحانی او فی ماء بارد قد نقع فیہ حاشا
ویجب ان یمسح انفہ بالاسفیداج داخل المنخرین

افسنتین کا بھی ہے +

قے کے روکنے کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ مسافر کی غذا، میں ایسی ترشیاں شامل کی جائیں۔ جو فم معدہ کی مقوی ہوں، اور جو سر کی طرف بخارات کے صعود کو روک دیں؛ مثلاً مسور کی غذا، سرکہ، انگور خام، قدرے پودینہ، یا حاشا کے ساتھ؛ یا روٹی، جسے شراب ریحانی میں ثرید بنایا گیا ہو، یا ایسے ٹھنڈے پانی میں ثرید بنایا گیا ہو، جس میں حاشا بھگو یا گیا ہو +

یہ بھی مناسب ہے کہ مسافر اپنے نتھنوں کے اندر سفیدہ (سفیدۂ کاشغری) مل لیا کرے (جو شائد بالخاصہ مانع قے ہے) +



الفن الرابع　　فن چہارم

فی تصنیف وجوہ المعالجات بحسب الامراض الکلیۃ　　امراض کلیہ کے لحاظ سے معالجات کی قسمیں

امراض کُلّیہ مثلاً سوء مزاج، تفرق اتصال، مرض ترکیب، ورم اور مرض مرکبہ اور امراض جزئیہ مثلاً سوء مزاج قلب، سوء مزاج معدہ، سوء مزاج جگر، جلد کا تفرق اتصال، مرض ترکیب میں صغر معدہ، عظم قلب، اور امراض مرکبہ میں ورم دماغ، ورم ریہ، ورم جگر وغیرہ۔ چنانچہ اس وقت فن چہارم میں امراض کلیہ ہی کے معالجات لکھے جائینگے۔ رہے امراض جزئیہ ان کے معالجات "کتاب سوم" میں درج ہونگے۔

وھو احد وثلثون فصلاً　　اس فن میں اکتیس فصلیں ہیں۔

الفصل الاول قول کلی فی العلاج　　فصل (۱) علاج کے بارہ میں ایک عمومی گفتگو

نقول ان العلاج یتم من اشیاء ثلثۃ احدھا التدبیر والتغذیۃ والآخر استعمال الادویۃ والثالث استعمال اعمال الید　　ہم کہتے ہیں کہ علاج میں تین چیزیں استعمال کی جاتی ہیں: اول تدبیر وتغذیہ، دوئم دوائیں، سوئم اعمال ید (دستکاری)۔

ونعنی بالتدبیر التصرف فی الاسباب الضروریۃ المعدودۃ التی ھی جاریۃ فی العادۃ والغذاء من جملتھا　　تدبیر سے ہماری مراد ان اسباب ضروریہ میں ردوبدل اور تصرف کرنا ہے، جن کی تعداد بتائی جا چکی ہے (کہ وہ چھ ہیں)، اور جو انسانی زندگی میں عادتاً جاری ہیں۔ چنانچہ غذا بھی اسی جملہ (یا اسی مجموعہ) میں شامل ہے۔

واحکام التدبیر من جھۃ کیفیتھا مناسبۃ لاحکام الادویۃ　　اس تدبیر کے احکام کیفیت کے لحاظ سے وہی ہیں جو دواؤں کے ہوتے ہیں۔

یعنی جس طرح دواؤں میں علاج بالضد کا اصول جاری ہے، یعنی امراض باردہ میں ادویہ حارہ دی جاتی ہیں، اور امراض حارہ میں ادویہ باردہ، اسی طرح امراض باردہ میں اغذیہ حارہ دی جاتی ہیں، اور امراض حارہ میں اغذیہ باردہ۔ علیٰ ہٰذا اسی اصول کے مطابق ہوا، پانی، اور دیگر اسباب ستہ ضروریہ میں کیفیت کے تضاد کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

لکن للغذاء من جملتھا احکام تخصہ　　لیکن ان اسباب ضروریہ میں سے غذا کے متعلق مقدا

فی باب الکمیۃ — کے لحاظ سے چند مخصوص اور ممتاز احکام ہیں (جنکا الگ ذکر کرنا ضروری ہے) +

لان الغذاء قد یمنع وقد یقلل وقد یعدل وقد یزاد فیہ

علاج میں غذا کے احکام — چنانچہ غذا کا گاہے بالکل روک دی جاتی ہے؛ گاہے غذا کی مقدار میں کمی کر دی جاتی ہے؛ گاہے معتدل مقدار میں دیجاتی ہے، اور گاہے غذا کی مقدار بڑھا دی جاتی ہے +

وانما یمنع الغذاء عند اراد الطبیب شغل الطبیعۃ بنضج الاخلاط

غذا اُس وقت روکی جاتی ہے، جبکہ معالج کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ طبیعت بدن کے اخلاط اور مواد کے نضج دینے میں مشغول رہے (اور اس کی توجہ کسی اور طرف نہ ہونے پائے) +

ایسا اُس وقت کیا جاتا ہے، جبکہ قوت بدنی قوی ہوتی ہے، اور مرض زمانۂ انتہا کے قریب ہوتا ہے۔ کیونکہ طبیعت جب ہضم غذا میں مصروف ہوجانے کی وجہ سے اپنی توجہ مرض کی طرف سے ہٹا لیتی ہے، تو مرض کا غلبہ ہوجاتا ہے، اور اس حالت میں غذا بھی ہضم نہیں ہوتی ہے، جس سے خرابی اور بھی بڑھ جاتی ہے، اور مرض میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ لیکن جب عدم غذا کی وجہ سے قوت نڈھال ہوتی ہے۔ تو خواہ بحران کا وقت کیوں نہ ہو؛ غذا فوراً دیدی جاتی ہے +

وانما یقلل اذا کان لہ مع ذلک غرض حفظ القوۃ فبما یغذ ویراعی جنبۃ القوۃ وبما ینقص یراعی جنبۃ المادۃ لئلا یشتغل عنہا الطبیعۃ بھضم الغذاء الکثیر

اور غذا کی مقدار میں کمی اُس وقت کی جاتی ہے، جبکہ اس منشاء کے ساتھ ساتھ یہ غرض بھی مدنظر ہوتی ہے کہ بدنی قوت بھی محفوظ رہے (اور ترکِ غذاء سے طبیعت نڈھال نہ ہوجائے)؛ چنانچہ قوت کی جانبداری کی رعایت سے تو غذا دی جاتی ہے (اور یک لخت بند نہیں کی جاتی) اور مادہ کی جانبداری کی رعایت سے اس کی مقدار میں کمی کر دی جاتی ہے؛ تاکہ ایسا نہ ہو کہ غذا کی بڑی مقدار کے ہضم کرنے میں طبیعت مصروف ہوجائے، اور مادۂ مرض کی طرف سے اس کی توجہ ہٹ جائے +

ویراعی دائما اھمھما وھو القوۃ ان کانت ضعیفۃ جدا والمرض ان کان قویا جدا؛

ان دونوں باتوں میں سے جو بات زیادہ اہم اور بڑی ہوتی ہے، ہمیشہ اسی کی رعایت مقدم رکھی جاتی ہے، چنانچہ قوت اگر بہت ہی نڈھال ہوتی ہے، تو اس کا خیال کیا جاتا

ہے (اور تقویت کے لئے غذار دیدی جاتی ہے) اور اگر مرض نہایت قوی ہوتا ہے۔ تو اس کا خیال کیا جاتا ہے (اور غذا ر بند کردی جاتی ہے)۔

والغذاء یقلل من جهتین احدیهما من جهة الکمیة والاخری من جهة الکیفیة ولك ان تجعل اجتماع الجهتین قسما ثالثا

تقلیل غذاء تقلیل غذار کی دو صورتیں ہیں: (۱) گاہے غذاء کمیت یعنی مقدار کے لحاظ سے کم کی جاتی ہے، اور (۲) گاہے کیفیت کے لحاظ سے۔ اور اگر تم چاہو، تو دونوں کمیت اور کیفیت کو ملا کر تیسری صورت بھی بنا سکتے ہو (چنانچہ تیسری صورت یہ ہوئی کہ غذار، کمیت اور کیفیت دونوں کے لحاظ سے کم کردی جائے)۔

والفرق بین جهتی الکمیة والکیفیة انه قد یکون غذاء کثیر الکمیة قلیل التغذیة مثل البقول والفواکه فان المستکثر منها یستکثر من کمیة الغذاء دون کیفیة

غذار کی کمیت اور کیفیت میں کیا فرق ہے؟ اس کی تفصیل وتوضیح یہ ہے کہ غذار گاہے مقدار کے لحاظ سے تو زیادہ ہوتی ہے مگر اس میں غذائیت کم ہوتی ہے، مثلاً سبزیاں رساگ پات اور ہری ترکاریاں) اور (بعض) فواکہ (بعض پھل، جیسے تربوز، خربوزہ وغیرہ)۔ چنانچہ جب کوئی شخص ان چیزوں کو زیادہ کھاتا ہے، تو درحقیقت وہ محض غذار کی مقدار زیادہ استعمال کرتا ہے، غذار کی کیفیت (اس کی غذائیت) زیادہ استعمال نہیں کرتا ہے (یعنی ایسی قلیل التغذیہ چیزوں کے زیادہ استعمال کرنے سے بدن میں تغذیہ زیادہ حاصل نہیں ہوا کرتا ہے)۔

وقد یکون غذاء قلیل الکمیة کثیر التغذیة مثل البیض النیمبرشت ومثل خصی الدیوك

علی ہذا اس کے برعکس گاہے غذار مقدار میں تو کم ہوتی ہے مگر اس میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے، مثلاً بیضۂ نیمبرشت اور مرغوں کے خصیے۔

ونحن ربما احتجنا الی ان نقلل الکیفیة ونکثر الکمیة وذلك اذا کانت الشهوة غالبة وکان فی العروق اخلاط نیّة فاردنا ان نسکن الشهوة

(اس وضاحت کے بعد) اب ہمیں بتانا یہ ہے کہ گاہے ہمیں اس بات کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے کہ غذار کی کیفیت (غذائیت) کو تو کم کریں، مگر اس کی مقدار کو بڑھا دیں۔ ایسی ضرورت اُس وقت لاحق ہوا کرتی ہے، جبکہ اُس آدمی کی بھوک بڑی

بملاء المعدة وان نمنع العروق مادة كثيرة لينضج او لاما فيها ولاغراض اخرى غير ذلك كما اذا اريد التهزيل

ہوتی ہے، اور اس کے بدن کی رگوں میں کچھ مواد موجود ہوتے ہیں اور (ان دونوں وجوہ سے) ہماری یہ خواہش ہوتی ہے کہ معدہ کو بھر کر بھوک کو بھی ٹھہرا دیا جائے، اور اس کے باوجود عروق کے مواد میں (غذا سے) مزید اضافہ بھی نہ ہوجائے، تاکہ جو مواد ان عروق میں موجود ہیں، پہلے وہ نضج پالیں، یا اس کے علاوہ کوئی اور غرض ہوا کرتی ہے، مثلاً گاہے اُس شخص کو لاغر کرنا مقصود ہوا کرتا ہے +

وربما احتجنا ان نكثر الكيفية ونقلل الكمية وذلك اذا اردنا ان نقوى القوة وكانت الطبيعة الموكلة بالمعدة تضعف عن ان تزاول هضم شئ كثير

اس کے برعکس گاہے ہمیں اس امر کی ضرورت پیش آتی ہے کہ غذا کی کیفیت (غذائیت) کو تو بڑھا دیں، مگر اس کی کمیت کو کم کردیں۔ ایسی ضرورت اُس وقت لاحق ہوا کرتی ہے، جبکہ ہم قوت کو قوی کرنا چاہتے ہیں، مگر طبیعت[1] معدیہ ضعف کی وجہ سے زیادہ مقدار کی غذا کے ہضم کرنے پر قادر نہیں ہوتی +

واكثر ما نتكلف تقليل الغذاء ومنعه اذا كنا نعالج الامراض الحادة

غذا کے کم کرنے یا بند کرنے کی تکلیف مریض کو زیادہ تر امراض حادّہ کے علاج ہی کے سلسلہ میں ہم دیا کرتے ہیں۔

واما فى الامراض المزمنة فانا قد نقلل ايضا ولكن تقليلا اقل من تقليلنا مما فى الامراض الحادة لان عنايتنا بالقوة فى الامراض المزمنة اكثر لانا نعلم ان بحرانها بعيد ومنتهاها بعيد فاذا لم تحفظ القوة لم تف بالثبات الى وقت البحران ولم تف بنضج ما يطول مدة انضاجه

رہے امراض مزمنہ، تو ان میں بھی اگرچہ غذا میں کمی کرنی پڑتی ہے لیکن اتنی نہیں، جتنی امراض حادّہ میں کی کی جاتی ہے۔ کیونکہ امراض مزمنہ میں ہماری توجہ قوت کی طرف اس لئے زیادہ ہوتی ہے کہ ان امراض میں ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ ان کا بحران دیر میں ہوگا، اور ان امراض کی انتہاء دور ہے۔ اگر (اس طویل مدت تک غذا کے ذریعہ) قوت کی حفاظت نہ کی جائے، تو بحران کے وقت تک قوت برقرار نہیں رہ سکتی، اور نہ اُس مادہ کے نضج دینے پر قادر رہ سکتی ہے، جس کا انضاج دیر طلب ہے +

واما الامراض الحادة فان بحرانها قريب فنرجو ان لاتخور القوة

برخلاف ازیں امراض حادّہ میں چونکہ بحران کا وقت قریب ہوا کرتا ہے، اس لئے ہمیں اتنی توقع ہوتی ہے کہ مرض

---

[1] طبیعت معدیہ: وہ طبعی قوت یا طبیعت جو معدہ کے ساتھ وابستہ کی گئی ہے +

قبل انتہا ئہا فان خفنا ذلک لم کے انتہار سے پہلے قوت ضعیف نہ ہوسکے گی. لیکن جب ہم کو
نبالغ فی تقلیل الغذاء اس قسم کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے کہ قوت کمزور ہوجائیگی ، تو
خواہ مرض حاد ہی کیوں نہ ہو) تقلیل غذار میں ہم زیادتی
نہیں کرتے (بلکہ حسب تقاضائے وقت غذار دیدیا کرتے ہیں)+

مرض حادّ اُس مرض کو کہتے ہیں جس کی منتہا قریب ہوتی ہے ، اور مرض مُزْمِنْ اُسے کہتے ہیں
جس کی منتہا دور ہوتی ہے +

پھر مرض کی انتہار (اور اس کا انجام) گاہے بصورت صحت ہوتی ہے ، گاہے بصورت موت ، اور
گاہے بصورت انتقال (یعنی وہ مرض کسی دوسرے مرض میں تبدیل ہوجاتا ہے) . علاوہ ازیں گاہے انتہار
کے وقت مرض میں ایک نمایاں تغیر نمودار ہوا کرتا ہے . جسے بُحران کہتے ہیں ، اور گاہے کوئی نمایاں
تغیر نمودار نہیں ہوا کرتا ہے ، جسے تَحَلُّل کہتے ہیں +

پھر حدت وازمان میں منتہا کے قُرب و بُعد کے لحاظ سے چند مدارج و مراتب ہیں ، جنہیں اکثر اطبار
نے اس ترتیب سے بیان کیا ہے :

مدارج مرض حاد و مزمن

جس مرض کی انتہار چوتھے دن یا اس سے پہلے ہو ، اسے "حادٌ فِي الغايةِ القُصوىٰ"
کہتے ہیں (حاد فی الغایۃ القصوٰی = بغایت انتہائی تیز) +

جس مرض کی انتہار چوتھے اور ساتویں روز کے درمیان ہو ، اُسے "حادٌ فِي الغاية" کہتے ہیں
(حادّ = تیز + فِي الغاية = بغایت) +

جس مرض کی انتہار ساتویں اور گیارہویں روز کے درمیان ہو ، اُسے "حادٌ جِدًّا" کہتے ہیں
(حاد جدًّا = بہت تیز) +

جس مرض کی انتہار چودہویں روز ہو ، اُسے "حادٌ مُطْلَق" کہتے ہیں (حاد مطلق =
بلا قید تیز) +

جس مرض کی انتہار سترہویں ، بیسویں ، اور چوبیسویں روز تک ہو ، اُسے "قليل الحِدّة"
کہتے ہیں (قلیل الحدّۃ = کم تیز) +

جس مرض کی انتہار سینتیسویں روز تک ہو ، اُسے "حادُّ المُزْمِنات" کہتے ہیں
(حادّ المزمنات = امراض مُزمنہ میں سے تیز) +

جس مرض کی انتہار چالیسویں روز یا اس کے بعد ہو ، اُسے "مُزْمِن" کہتے ہیں

ہیں (ھُرْ مِنْ = دیر پا) ۔

وکلما کان المرض فیھا اقرب من المبتدأ وکالاعراض اسکن غذونا مقوین للقوۃ وکلما جعل المرض یاخذ فی التزید ویاخذ الاعراض ایضاً فی التزید قللنا التغذیۃ ثقۃً بما اسلفنا وتخفیفا عن القوۃ وقت جہادھا وعند المنتھی نلطف التدبیر جداً

امراض حادّہ میں مرض زمانۂ ابتدار سے جس قدر زیادہ قریب ہوتا ہے، اور عوارضِ مرض میں جس قدر زیادہ سکون ہوتا ہے، اُسی قدر قوت کی تقویت کے خیال سے غذا زیادہ دی جاتی ہے۔ پھر جس قدر مرض زمانۂ تزید میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے، اور عوارضِ مرض جسقدر بڑھتے چلے جاتے ہیں، اُسی قدر تغذیہ کو کم کرتے چلے جاتے ہیں؛ کیونکہ پچھلی غذاؤں پر (اور اُس قوت پر جو پچھلی غذاؤں سے ہم پیدا کر چکے ہیں) کافی بھروسہ ہوتا ہے (کہ اب اگر ہم غذا کم بھی کر دینگے، تو قوت ہرگز کمزور نہ ہو سکے گی)؛ نیز اس وقت غذا کم کرنے کی غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ لڑنے اور مقابلہ کرنے کے وقت "قوت" ہلکی پھلکی رہے۔ پھر منتہار کے وقت نہایت ہلکی تدبیریں اختیار کی جاتی ہیں (نہایت ہلکی غذائیں دیجاتی ہیں)۔

وکلما کان المرض احد وبحرانہ اقرب لطفنا التدبیر اشد الا ان تعرض اسباب تمنعنا من ذلک کما سنذکرہ فی الکتب الجزئیۃ

اسی طرح مرض جس قدر زیادہ تیز، اور بحران جسقدر زیادہ قریب ہوا کرتا ہے، تدابیریں اُسی قدر زیادہ لطافت اختیار کی جاتی ہے (یعنی اُسی قدر زیادہ ہلکی غذائیں دی جاتی ہیں)؛ ہاں اگر ایسے اسباب پیش آجائیں جو اس اصول پر عمل کرنے سے روک دیں، تو وہ اور بات ہے؛ جیسا کہ ہم آئندہ "جزئی کتابوں" (معالجات امراض جزئیہ) میں ذکر کرینگے ۔

غذا کی دو جداگانہ خصوصیات ابتک غذار کے جو احکام بتائے گئے ہیں، وہ غذار کی کمیت اور کیفیت (غذائیت) سے متعلق تھے۔ لیکن کمیت اور کیفیت کے علاوہ غذار میں دو خصوصیات یا امتیازات اور بھی پائی جاتی ہیں: (۱) اس لحاظ سے کہ غذا سریع النفوذ ہے، یا بطی النفوذ؛ (۲) اس لحاظ سے کہ غذار سے جو خون پیدا ہوتا ہے، وہ یا غلیظ القوام ہے، یا رقیق۔ چنانچہ اب شیخ غذار کے احکام انہی دونوں امور کے لحاظ سے بیان فرماتے ہیں:

والغذاء من جہۃ ما یغتذی بہ　　اس لحاظ سے کہ غذار جزو بدن بنتی ہے، اور اس سے

فصلان اخران وهما سرعة النفوذ | تغذیہ حاصل کیا جاتا ہے، غذاء میں دکیت وکیفیت کے علاوہ،
كحال الخمر وبطوء النفوذ كحال الشواء | دو خصوصیات اور بھی پائی جاتی ہیں، (یا: غذاء کے متعلق دو حیثیں
والقلايا وايضاً نحن نتوهم ما يتولد | اور بھی ہیں)۔ چنانچہ ایک خصوصیت یا امتیاز تو یہ ہے کہ آیا
منه من الدم واستمساكه كما يكون من حال | وہ غذاء سریع النفوذ ہے، جیسے شراب، یا بطی النفوذ، جیسے
غذاء لحم الخنازير والعجاجيل ورقته | کباب، قلیے؛ اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس غذاء سے
وسرعة تحلله كما يكون من حال الغذاء | جو خون پیدا ہوگا، آیا وہ غلیظ القوام اور لزج (لیسدار) ہے،
الكائن من الشراب ومن التين | جیسے سور اور بچھڑے کے گوشت کی غذائیں، یا رقیق اور بسرعت تحلیل ہونے والا، جیسے شراب اور انجیر کی غذائیں +

انجیر سے جو خون پیدا ہوتا ہے، اگرچہ وہ دوسرے فواکہ کے خون سے غلیظ ہوتا ہے۔ لیکن گوشت سے جو خون پیدا ہوتا ہے، اس کے مقابلہ میں یہ رقیق اور سریع التحلل ہی ہوتا ہے۔ گیلانی +

ونحن نحتاج الى الغذاء السريع النفوذ | چنانچہ غذاء سریع النفوذ کی ضرورت ہمیں اُس
اذا اردنا ان نتدارك سقوط القوة | وقت پڑا کرتی ہے، جبکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ قوت حیوانیہ
الحيوانية وننعشها ولم تكن المدة | جو نڈھال ہو رہی ہے، اور غذاء بطی النفوذ کے ھضم کرنے کی
والقوة تفي بريث هضم الغذاء | نہ بدن میں قوت ہے، اور نہ اتنی مہلت، اس لئے (جلد سے جلد)
البطئ الهضم | قوت کو برانگیختہ کیا جائے، اور جہاں تک ممکن ہو، اس ضعف وناتوانی کا تدارک عمل میں لایا جائے +

ونحن نتوقى الغذاء السريع الهضم | اس کے برعکس غذاء سریع النفوذ سے پرہیز کرانے
ان اتفق ان سبق غذاء بطئ الهضم | کی ضرورت ہمیں اُس وقت لاحق ہوا کرتی ہے، جبکہ مریض نے
فيخاف ان يختلط به فيصير على النحو | اتفاقاً غذاء بطی النفوذ پہلے کھالی ہے۔ ایسی حالت میں اگر
الذى سبق منا بيانه | سریع النفوذ غذاء کھلادی جائے، تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ دونوں غذائیں ملکر کہیں وہ صورت نہ پیدا کردیں، جسے ہم پہلے بیان کرچکے ہیں (کہ غذاء سریع النفوذ ایسی حالت میں خود بھی فاسد ہوجاتی ہے، اور دوسری غذاء کو بھی فاسد کردیتی ہے) +

ونحن نتوقى الغليظ عند التقائنا | اسی طرح غذاء غلیظ سے اُس وقت پرہیز کیا

حدوث السدد | جاتا ہے، جبکہ سدوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے +

لکنا نوثر الغذاء القوی التغذیۃ البطئ النفوذ لمن البطئ الھضم لمن اراد ان نقویہ وتھیئہ للریاضات القویۃ | لیکن غذاء قوی التغذیہ بطی النفوذ اُس وقت اختیار کی جاتی ہے۔ جبکہ اُس شخص کو قوی کرنا چاہتے، اور اُسے قوی ریاضتوں کے لئے تیار کرنا چاہتے ہیں (جیساکہ پہلوانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جو ہزاروں ڈنڈ اور بیٹھکیاں روزانہ لگایا کرتے ہیں) +

یہاں "غذاء قوی التغذیہ" سے مراد غذاء غلیظ ہے، کیونکہ غذاء غلیظ ہی قوی التغذیہ ہوسکتی ہے۔ گیلانی +

ونوثر الغذاء السخیف لمن یعرض لہ تکاثف المسام سریعًا | غذاء سخیف (رقیق) اُن لوگوں کے لئے اختیار کی جاتی ہے، جن کے بدن کے مسامات میں بہت جلد تکاثف عارض ہوجایا کرتا ہے +

مراتب غذاء بلحاظ لطافت وغلظت اغذیہ کی لطافت وغلظت میں گاہے تندرستوں کا لحاظ کیا جاتا ہے، اور گاہے بیماروں کا؛ کیونکہ ایک غذاء تندرستوں کے لحاظ سے اگر لطیف اور زود ہضم ہوتی ہے، تو مرض کی حالت میں وہ معدہ پر بوجھل بن جاتی ہے۔ اس لئے غذاء کی لطافت وغلظت میں دونوں کا الگ الگ لحاظ کیا جاتا ہے۔ جو ذیل کی تفصیل سے واضح ہوجائیگا:

مذکورہ بالا بیان سے یہ واضح طور پر مفہوم ہوتا ہے کہ غذاء کی تین قسمیں ہیں: لطیف — غلیظ — متوسط، یا معتدل +

ذیل میں غذاء لطیف کے تینوں مدارج اور متوسط اور غلیظ کی مثالیں درج ہیں:

(۱) لطیف مطلق، تندرستوں کے لحاظ سے، مثلاً بھیڑ کے پائے (اکارع)، اور بکری کے بچہ کا گوشت؛ اور مریضوں کے لحاظ سے، مثلاً مزورات اور چوزوں کے اطراف (بازو اور ٹانگیں) +

(۲) لطیف جدًا، تندرستوں کے لحاظ سے، مثلاً مرغیاں، اور بکری کے بچوں کے اگلے پچھلے دست: اور مریضوں کے لحاظ سے، مثلاً چوزوں کے شوربے اور گاڑھا ماء الشعیر +

(۳) لطیف فی الغایۃ القصوی، تندرستوں کے لحاظ سے، مثلاً مرغیوں کے شوربے اور چوزوں کے اطراف (بازو اور ٹانگیں)؛ اور مریضوں کے لحاظ سے، مثلاً جلاب (شربت گل) اور ماء الشعیر +

غذاء متوسط، تندرستوں کے لحاظ سے، مثلاً بچھڑے اور یکسالہ بھیڑ کا گوشت، اور

مریضوں کے لحاظ سے۔ مثلاً چوزے +

غذاء غلیظ۔ تندرستوں کے لحاظ سے۔ مثلاً بھیڑ اور بیل کا گوشت۔ اور مریضوں کے لحاظ سے: مثلاً بکری کے بچے کا گوشت اور چھوٹے پائے +

اب رہا یہ سوال کہ غذائے غلیظ کب استعمال کی جاتی ہے۔ اور غذائے لطیف کب؟ سو اس کا جواب علامہ گیلانی نے اس طرح دیا ہے کہ غذائے غلیظ وہاں استعمال کی جاتی ہے۔ جہاں غذائے کثیر کے استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور غذائے لطیف وہاں۔ جہاں تقلیل مقدار میں غذا استعمال کرنے کی حاجت ہوتی ہے۔ اس کے بعد۔ جس طرح قلت و کثرت کے لحاظ سے مختلف مدارج و مراتب ہیں اور مختلف حالات میں ان کی کمی و بیشی ضرورت پیش آیا کرتی ہے۔ اسی طرح غذا کی لطافت و غلظت کے مختلف مراتب ہیں جو ضرورت کے لحاظ سے اختیار کئے جاتے ہیں +

اب یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ نہایت دیر پا امراض مزمن جیسا، میں غلیظ غذائیں استعمال کی جاتی ہیں، اوسط درجے کے مزمن اور متوسط الزمان امراض میں اوسط درجہ کی غذائیں، اور حاد مطلق امراض میں نہایت لطیف و لطیف جیسی غذائیں؛ اور ان تمام صورتوں میں غلظت و لطافت کا انتخاب "مریضوں کے لحاظ سے کیا جائیگا، نہ کہ تندرستوں کے اعتبار سے +

واما المعالجة بالدواء = علاج بالدواء (علاج بذریعہ دواء)

فله ثلثة قوانين	علاج بالدّواء کے تین قانون ہیں:
احدها قانون اختيار كيفيته اى اختياره حارا او بارداً او رطباً او يابساً	اول:۔ دواء کی کیفیت اختیار کرنے کا قانون یعنی آیا دواء حار اختیار کی جائے، یا بارد، یا رطب، یا یابس (یا مسہل، یا مُدِر، یا معرق وغیرہ) +
والثانی قانون اختيار كميته وهذا القانون ينقسم الى قانون تقدير وزنه والى قانون تقدير كيفيته اى درجة حرارته وبرودته وغير ذالك	دویم:۔ دواء کی کمیت (مقدار) اختیار کرنے کا قانون۔ پھر اس قانون کے دو حصے ہیں: (ا) دواء کے وزن مقرر کرنے کا قانون۔ (ب) دواء کی کیفیت کی مقدار (درجہ) مقرر کرنے کا قانون۔ یعنی دواء حار یا بارد وغیرہ کس درجہ کی اختیار کی جائے +
والثالث قانون ترتيب وقته	سویم: قانونِ ترتیب اوقات دواء (یعنی یہ

کہ کونسی دوا کس وقت اختیار کی جائے) +

ان کے علاوہ یہاں اور بھی چند قوانین ہیں، جن کی حاجت علاج بالدوا میں پڑا کرتی ہے : اگرچہ شیخ نے ان کا ذکر اس وجہ سے نہیں کیا ہے کہ بنیادی قوانین وہی تین ہیں :

(۱) دوا کس راستہ سے بدن کے اندر پہونچائی جائے، کہ وہ جلد سے جلد اعضا تک پہونچکر اپنا اثر دکھائیں ؟ مثلاً جلد کی راہ، منہ کی راہ، مبرز کی راہ، وعلے ہذا القیاس +

(۲) دوا کی کونسی ہیئت اختیار کی جائے ؟ مثلاً گولیوں کی شکل، جوشاندہ خیساندہ کی شکل، یا لعوق کی شکل ۔ چنانچہ بطور مثال کے کھانسی اور نزلہ کو لیا جائے، تو اس میں لعوق کی شکل بہت انسب ہوا کرتی ہے +

(۳) دوا مفرد اختیار کی جائے، یا مرکب ؟ کیونکہ بعض اوقات دوائے مفرد سے غرض مطلوب حاصل نہیں ہوا کرتی ہے ۔ اس لئے اس غرض کے مطابق دوسری دوائیں شامل کرنی پڑتی ہیں +

(۴) دوا نئی استعمال کی جائے، یا پرانی ؟ کیونکہ بعض دوائیں پرانی ہونے پر ہی قابل استعمال ہوا کرتی ہیں، اور بعض دوائیں پرانی ہوکر ضعیف و بے اثر ہوجایا کرتی ہیں +

(۵) کس جوہر کی دوا استعمال کی جائے ؟ یعنی اگر مثلاً تعدیل مزاج کیلئے دو دوائیں متساوی قوت کی ہوں، تو ان دو میں سے جس دوا کا جوہر طبیعت اور حیات کے لئے زیادہ مناسب ہو، مثلاً ان دونوں میں سے جو خوشبودار ہو، اسی کو اختیار کرنا چاہیئے + (گیلانی، ملخصاً)

اما اختیار کیفیۃ الدواء علی الاطلاق فانما یھتدی الیہ بالوقوف علی نوع المرض فانہ اذا عرف کیفیۃ المرض وجب ان یختار من الدواء ما یضادہ فی کیفیتہ فان المرض یعالج بالضد والصحۃ تحفظ بالشکل

قانون اول (اختیار کیفیت دوا)

چنانچہ (بلا تخصیص درجہ) دوا کی "مطلق کیفیت" اختیار کرنے کا قانون اسی وقت صحیح رہنمائی کرسکتا ہے، جبکہ مرض کی نوعیت و حقیقت معلوم ہو؛ کیونکہ جب مرض کی کیفیت اور طبیعت (از قبیل حرارت و برودت وغیرہ) معلوم ہوجاتی ہے، تو اس وقت لازمی طور پر ایسی دوا کا انتخاب کرنا پڑتا ہے، جس کی کیفیت اور طبیعت کیفیتِ مرض کی ضد ہو (یعنی جب یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ مرض مثلاً حار ہے، تو دوا بارد کا انتخاب کرنا اصولاً ضروری ہوجاتا ہے) ! کیونکہ مرض کا علاج "بالضد" ہی کیا جاتا ہے، اور صحت کی حفاظت "بالمثل" +

یعنی مرض کے علاج میں "مُضَاد" اور مخالف چیزیں استعمال کی جاتی ہیں، اور صحت کی حفاظت میں "مشابہ" اور مناسب چیزیں، جن میں کوئی کیفیت غالب نہ ہو، جو بدن میں داخل ہوکر انقلاب عظیم اور تغیر شدید پیدا کردیں (بالضِدّ = مضاد چیزوں سے + بِالمِثْل = مشابہ چیزوں سے) +

حفظ صحت بالمِثْل کی بحث علامہ گیلانی فرماتے ہیں: متقدمین کا قول ہے کہ صحت کی حفاظت مِثْل (ہم شکل، مشابہ) سے کی جاتی ہے، اور مرض کا علاج ضِدّ (مخالف) سے" +

متقدمین کے اس اصول پر اس طرح اعتراض کیا گیا ہے کہ "وہ تندرست انسان، جو قدرتاً محرور المزاج ہو، وہ گرم چیزوں سے ضرر پاتا ہے، اور ٹھنڈی چیزوں سے نفع؛ حالانکہ سابق اصول کے مطابق گرم مزاجوں کے لئے گرم چیزیں ہم شکل اور مِثْل ہیں، اور حفاظت صحت کے لئے مثل ہی کا استعمال کرنا ضروری ہے"+

اس اعتراض کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ "حفاظت صحت کے لئے ایسے تدابیر کا اختیار کرنا ضروری ہے، جس سے وہ اپنی حالت پر قائم رہے، اور وہ سابقہ کیفیت سے منحرف نہ ہوجائے۔ اس اصول کے ماتحت ایک محرور المزاج تندرست انسان کی غذا ایسی ہونی چاہئے کہ وہ غذا رحقیقی اور جزو بدن ہونے پر بدن کو سابق حالت سے زیادہ گرم نہ بنائے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ محرور المزاج انسان کی غذا اسی قسم کی ہونی چاہئے، جسے ہم لوگ غذاء بارد کہا کرتے ہیں، مثلاً کدو، پالک وغیرہ کی ترکاریاں، جو در اصل غذاء عرفی ہیں۔ ورنہ غذاء حقیقی تو وہ ہے جو انہضام کے تمام مدارج طے کرنیکے بعد جزو بدن اور بدل ما یتحلل ہوجاتا ہے" (ملخصاً) +

اس بیان سے یہ ظاہر ہے کہ اگر غذا رعرفی کا لحاظ کیا جائے، تو ہمارا اصول تغذیہ یہ ہوگا کہ معتدل المزاج انسان کو معتدل غذائیں دی جائیں گی، محرور المزاجوں کو بارد غذائیں، اور مبرود المزاجوں کو حار غذائیں +

علامہ قرشی فرماتے ہیں: "متقدمین کا یہ قول ــــ صحت کی حفاظت مثل سے کی جاتی ہے ــــ باوجود شہرت کے غلط ہے۔ اگر یہ اصول صحیح ہوتا، تو جوان تندرستوں، اور گرم مزاجوں کی صحت گرم اشیاء سے محفوظ رہتی، اور بوڑھے اور بارد المزاج لوگ سرد چیزوں سے نفع اٹھاتے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور خلاف تجربہ ومشاہدہ ہے"+

محاکمہ: اگر تمام اقوال پر انصاف کی نظر ڈالی جائے، تو علامہ قرشی کا اعتراض اپنی جگہ پر بہت معقول ہے۔ اور جب عمل درآمد یہی ہے کہ باردالمزاجوں کو گرم غذائیں دی جاتی ہیں، اور حار المزاجوں کو بارد غذائیں، تو پھر اس میں اور علاج بالضّد میں کیا فرق رہا؟ امراض باردہ وحارہ میں بھی جس طرح مخالف اور متضاد دوائیں دی جاتی ہیں، اسی طرح مبرود المزاج اور محرور المزاج کی صحت مضاد غذاؤں اور تدبیروں سے محفوظ رکھی جاتی ہے۔ اس صاف اور صریح عمل درآمد کے ہوتے ہوئے تاویلات کی الجھن

میں پڑنا فن کے لئے کوئی سود مند بات نہیں ہے +

علاج بالضد کی صداقت پر قرشی[1] نے چند شبہات پیش کئے ہیں:

(۱) گاہے دستوں کے مرض میں دست لائے جاتے، اور مسہلات استعمال کئے جاتے ہیں، اور قئے کے مرض میں قے لائی جاتی، اور مقیات استعمال کئے جاتے ہیں، جس سے یہ دونوں مرض اچھے ہوجاتے ہیں +

جواب: اس اعتراض کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ دستوں کے مرض میں اگر دستوں سے فائدہ پہونچتا ہے، اور قئے کے مرض میں اگر قے لانے سے فائدہ پہونچتا ہے، تو اس کی وجہ محض یہ ہوتی ہے کہ دست اور قے لانے سے وہ مواد بدن سے نکل جاتے ہیں، جو اسہال اور قئے کے موجب ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ حقیقت میں امتلاء کا علاج استفراغ سے ہوا؛ اور یہ ظاہر ہے کہ استفراغ اور احتباس دونوں باہم متضاد ہیں +

(۲) حمائے صفراوی ایک گرم مرض ہے، اور اس کا علاج "سقمونیا" سے کیا جاتا ہے، حالانکہ سقمونیا بھی ایک گرم دوا ہے۔ اسی طرح قولنج اطبا کے نزدیک ایک بارد مرض ہے، اور اس کے علاج میں گاہے "افیون" استعمال کی جاتی ہے، حالانکہ افیون کو اطبا بارد ہی کہتے ہیں +

جواب: صفراوی بخاروں میں اگر سقمونیا سے فائدہ پہونچتا ہے، تو اس کی حقیقی وجہ یہ ہے کہ سقمونیا کے عمل سے متعفن صفرا دستوں کی شکل میں خارج ہوجاتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ صفرا کا استفراغ "امتلاء صفرا" کا ضد ہے۔ اسی طرح قولنج کے درد میں اگر افیون استعمال کی جاتی ہے، تو محض اس لئے کہ اس سے قولنج کے درد میں محض سکون پیدا ہوجاتا ہے؛ افیون دراصل حقیقی مرض کا علاج نہیں ہے +

واما تقدیر کمیتہ من الوجہین جمیعًا فیعرف علی سبیل الحدس الصناعی من طبیعۃ العضو ومن مقدار المرض ومن الاشیاء التی تدل بموافقتہا وملائمتہا التی ہی الجنس والسن والعادۃ

قانون دوئم (اختیار کمیت کا قانون)

بلحاظ وزن اور بلحاظ درجہ دوا کی کمیت اختیار کرنے کا قانون اسی وقت رہبری کرسکتا ہے، جبکہ فنی فراست و دانشوری سے طبیب کو عضو کی طبیعت کا علم ہوجائے، مرض کی مقدار کا پتہ چل جائے، اور ان اشیاء کا علم ہوجائے، جنکی مناسبت (اور مخالفت) اس قانون میں رہنمائی کیا کرتی[2] ہے (اور جن کو اشیاء ملائمہ کہتے ہیں) اور

[1] علامہ علاء الدین قرشی مولف موجز القانون وشرح قانون +

[2] یعنی یہ چیزیں گاہے مناسب حال ہوتی ہیں اور گاہے مخالفِ حال جس سے دوا کے وزن اور درجہ کے اختیار کرنے میں اثر پڑتا ہے، جیساکہ ذیل کی تفصیل سے معلوم ہوجائیگا +

والفصل والبلد والصناعة والقوة والسحنة

وہ چیزیں یہ ہیں :۔ مریض کس جنس سے ہے؟ (مثلاً وہ مرد ہے، یا عورت؟) — مریض کی عمر کیا ہے؟ — مریض کے عادات کیسے ہیں؟ — موسم کیسا ہے؟ (مثلاً سردیوں کا موسم ہے، یا گرمیوں کا؟) — مریض کس ملک سے تعلق رکھتا ہے؟ — مریض کا پیشہ کیا ہے؟ (مثلاً وہ لوہار کا سا پیشہ رکھتا ہے، یا دھوبیوں جیسا؟) — مریض کی قوّلے کیسے ہیں؟ (آیا وہ کمزور و ناتواں ہے، یا قوی؟) — مریض کا سحنہ (جسمانی فربہی) کیسا ہے؟ (آیا وہ لاغر ہے، یا فربہ؟) — (اُس وقت ہوا کی حالت کیسی ہے؟ — سابقہ تدابیر کس قسم کے گذر چکے ہیں؟ — مرض اپنے اوقات میں سے کس وقت میں ہے؟ — بحران کتنا دور ہے، اور کب تک اُسکے ہونے کی توقع ہے؟)

ومعرفة طبيعة العضو يتضمن معرفة امور اربعة مزاج العضو وخلقته ووضعه وقوته

چنانچہ عضو کی طبیعت پہچاننے کے معنے یہ ہیں کہ ہمیں چار چیزوں کا علم ہو:۔ عضو کا مزاج کیسا ہے؟ — اُس کی خلقت (ساخت) کیسی ہے؟ — اُس کی وضع کیا ہے؟ (یعنی وہ کہاں واقع ہے؟) — اُس کی قوت کیسی ہے؟

اما مزاج العضو فانه اذا عرف مزاجه الطبيعي وعرف مزاجه المرضي عرف بالحدس انه كم بَعُدَ عن مزاجه الطبيعي فيعرف مقدار ما يرده اليه

(الف) **عضو کا مزاج**: جب عضوِ مریض کا طبعی اور اصلی مزاج معلوم ہو جاتا ہے، اور اس کے بعد یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا مرضی مزاج کیا ہے، (جو مرض کی وجہ سے اس عضو میں لاحق ہو گیا ہے،) تو طبیب اپنی فراست سے یہ معلوم کر لیتا ہے کہ وہ عضو اپنے طبعی مزاج سے کتنا ہٹ گیا ہے۔ اس کے بعد اُسے اسکا صحیح اندازہ مل جاتا ہے کہ دوا کی کتنی مقدار اس مزاج کو لوٹا سکتی ہے +

مثاله ان كان المزاج الصحيح باردًا

مثال: اسکی مثال یہ ہے کہ عضو کا اصلی مزاج

والمرض حار فقد بَعُدَ عن مزاجه بعداً كثيراً فيحتاج الى تبريد كثير وان كان كلاهما حارين كفى الخطب فيه تبريد يسير	(مزاجِ صحّی) بارد ہو، اور اس میں مرض حار لاحق ہوجائے، تو سمجھ لو کہ عضو کا ذاتی مزاج بہت دور ہٹ گیا ہے (یعنی اصلی مزاج بارد تھا، جو حار ہوگیا ہے۔ حالانکہ حرارت ضد برودت ہے، اور ضد کا تسلط اسی وقت ہوسکتا ہے، جبکہ وہ قوی ہو)۔ ایسی حالت میں لازمی طور پر تبرید قوی کی ضرورت ہوگی (تاکہ اس کے عمل سے حرارتِ قویہ کا قلع قمع ہوسکے)۔ اس کے برعکس اگر عضو کا اصلی مزاج بھی گرم ہی ہو، اور اس میں مرض بھی گرم ہی لاحق ہو تو (سمجھنا چاہئے کہ وہ عضو اصلی مزاج سے زیادہ دور نہیں ہٹا ہے، اور ایسی حالت میں) معمولی تبرید سے بھی کام چل سکتا ہے +

کیونکہ مثلاً جو عضو خود ہی گرم ہے، اس کی حرارت بڑھنے کے لئے معمولی حرارت بھی کافی ہوسکتی ہے +

واما من خلقة العضو فقد قلنا ان الخلقة على كم معنى تشتمل فتامل من هناك	(ب) عضو کی خِلقت: عضو کی خلقت کے بارہ میں ہم پہلے ہی (بحث تقسیم امراض میں) بتا چکے ہیں کہ "خلقت" کے مفہوم میں کتنی باتیں شامل ہیں، اس کے متعلق تمھیں وہیں غور کرنا چاہئے +

امراض کی تقسیم میں بتایا گیا ہے کہ "امراض خلقت" کی چار قسمیں ہیں: امراض شکل ــــ امراض مجاری ــــ امراض تجاویف ــــ امراض صفائح (امراض سطوح)۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلقت کے مفہوم میں چار باتیں داخل ہیں: شکل ــــ مجاری ــــ تجاویف ــــ سطوح +

ثم اعلم ان من الاعضاء ما هو في خلقته سهل المنافذ وفي داخله وفي خارجه موضع خال فيندفع عنه الفضل بدواء لطيف معتدل	اس کے بعد تمھیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ بعض اعضاء کی خلقت اس قسم کی ہوتی ہے کہ اُن میں مواد کا نفوذ کرنا آسان ہوتا ہے، اور اُن کے باہر اور اندر کی طرف فضائیں (خالی مقامات) ہوتی ہیں؛ اس وجہ سے ان اعضاء کے فضلات محض ہلکی اور معمولی دواؤں سے خارج ہوجاتے ہیں +

ومنها ما ليس كذلك فيحتاج الى دواء قوى

علے ہذا بعض اعضاء میں یہ باتیں نہیں ہوتی ہیں، اس لئے ان میں زیادہ قوی دواؤں کی ضرورت پڑا کرتی ہے +

وكذلك بعضها متخلخل وبعضها متكاثف والمتخلخل يكفيه الدواء اللطيف والكثيف يحتاج الى دواء قوى

اسی طرح بعض اعضاء خلقةً متخلخل (پولے) ہوا کرتے ہیں، اور بعض متکاثف (ٹھوس). متخلخل اعضاء کے لئے ہلکی دوائیں کافی ہوا کرتی ہیں، اور ٹھوس اعضاء کے لئے قوی دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے +

فاكثر الاعضاء حاجة الى الدواء القوى ما ليس له تجويف ولا من احد الجانبين ولا فضاء ثم الذى له ذلك من جانب واحد ثم الذى له فضاء من الجانبين لكنه ملزز كثيف كالكلية ثم الذى له تجويف من الجانبين وهو سخيف كالرئة

چنانچہ (اگر بلحاظ حاجت وضرورت کے دیکھا جائے تو) قوی دواء کے سب سے زیادہ حاجتمند وہ اعضاء ہیں، جن میں کوئی بھی تجویف اور فضاء نہ ہو — نہ اندر کی طرف اور نہ باہر کی طرف؛ اسکے بعد وہ اعضاء ہیں، جن میں محض ایک جانب کوئی تجویف ہو؛ اسکے بعد وہ اعضاء ہیں، جن میں دونوں جانب تجویف ہو، لیکن بلحاظ ساخت کے ٹھوس اور کثیف ہوں، مثلاً گردے؛ اسکے بعد وہ اعضاء ہیں، جن میں دونوں جانب تجویف ہو، اور اُنکی ساخت متخلخل ہو جیسے پھیپھڑے

واما من وضع العضو والوضع يقتضى كما تعلم اما موضعًا واما مشاركة

(ج) عضو کی وضع: عضو کی وضع میں، جیسا کہ تمہیں معلوم ہے، دو باتیں شریک ہیں: موضع اور مشارکت +

فالانتفاع به من علم المشاركة اخصه باختيار جهة جذب الدواء واماليته اليه

اعضاء کی مشارکت کے علم سے طبیب جو فوائد اور منافع حاصل کر سکتا ہے، اُن میں سے مخصوص ترین (اور قابل ذکر) فائدہ یہ ہے کہ طبیب اس علم کی مدد سے وہ راستہ اختیار کرے جدھر دواء کے ذریعہ مواد کا جذب وامالہ بہ آسانی ہو سکے +

مثاله انه اذا كانت المادة فى حدبة الكبد استفرغتها بالبول وان كانت فى تقعير الكبد استفرغتها بالاسهال لان حدبة الكبد مشاركة لاعضاء البول وتقعيرها مشارك للامعاء

مثال:- اسکی مثال یہ ہے کہ اگر مادہ جگر کے محدب میں ہو، تو اس کا استفراغ پیشاب کی راہ کرنا چاہئے، اور اگر جگر کے مقعر حصہ میں ہو، تو اس کا استفراغ دستوں کی راہ؛ اس لئے کہ جگر کا محدب حصہ اعضاء بول سے شرکت اور لگاؤ رکھتا ہے، اور جگر کا مقعر حصہ آنتوں سے +

واما الانتفاع بہ من جہۃ علم الوضع فمن وجوہ ثلثۃ	اعضاء کے مقام اور محل وقوع کے علم سے طبیب تین طور پر فوائد حاصل کرتا ہے :
احدھا بعدہ وقربہ فان کان قریبا مثل المعدۃ وصلت الیہ الادویۃ المعتدلۃ وفعلت فیہ وان کان بعیدا کالریۃ فان الادویۃ المعتدلۃ تفسد قواھا قبل الوصول الیھا فیحتاج الی ان یزاد فی قواھا	اول : اعضاء کے قرب و بُعد سے : چنانچہ جو اعضاء معدہ کی طرح منفذ دواء سے قریب ہوتے ہیں ، اُن میں معمولی دوائیں بھی پہونچکر اپنا کام کر جاتی ہیں ؛ اور جو اعضاء پھیپھڑوں کی طرح منفذ دواء سے دور رہتے ہیں ، اُن میں معمولی دواؤں کے اثرات چونکہ پہونچتے پہونچتے ٹوٹ جاتے ہیں ، اسلئے ان میں زیادہ قوی دواؤں کی ضرورت پیش آتی ہے ۔
والعضو القریب الذی یلقاہ الدواء یجب ان یکون قوۃ الدواء بالقدر المقابل للعلۃ	اور جب اعضاء اتنے قریب ہوں کہ دواء اُن کے ساتھ (براہ راست) ملاقی ہو سکے تو ایسی صورت میں دواء کی "قوتِ تاثیر" مرض کی قوت کے برابر ہونی چاہئے ۔

کیونکہ دواء کی قوت مرض کی قوت سے زیادہ تو محض اُس صورت میں اختیار کی جاتی ہے ، جبکہ بُعد مسافت کی وجہ سے دواء کی قوت کے ٹوٹ جانے اور ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے ۔

وان کان بینھما بُعدٌ وبَوْنٌ وھو ذا یحتاج الدواء فی ان ینفذ الیہ الی قوۃ غائصۃ فیحتاج ان یکون قوۃ الدواء اکثر من المحتاج الیہ مثل الحال فی اضمدۃ عرق النساء وغیرہ	اور اگر (اعضاء دواء سے اتنے قریب نہ ہوں ، بلکہ) دونوں کے درمیان کافی فاصلہ اور بُعد مسافت ہو ، اور ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں دواء عضو ماؤف تک پہونچنے اور وہاں تک نفوذ کرنے کے لئے قوت نافذہ کی محتاج اور ضرورت مند ہوگی (ورنہ اس قوت نافذہ کے بغیر وہ اتنی دور تک کیسے گھس سکیگی) ، اس وقت طبیب اس بات کا محتاج ہوگا کہ دواء کی قوتِ تاثیر اپنی ضرورت سے زیادہ رکھے (یعنی اپنی اُس حاجت اور ضرورت سے زیادہ رکھے ، جو نفس مرض کی قوت کے لحاظ سے وہ تجویز کریگا) ، چنانچہ عرق النسا جیسے امراض کے ضمادوں میں یہی کیا جاتا ہے (کیونکہ عرق النسا کا مادّہ جس عصب میں ہوتا ہے ، وہ جلد سے دور گہرائی میں گھسا ہوا ہے) ۔

اعضائے بعیدہ تک دواء کا اثر اس طرح پہونچتا ہے کہ دوائی اجزاء عروق میں منجذب ہوکر اور خون کے

ساتھ ملکر عضو ماؤف تک پہونچ جاتے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ جس قدر جلد اور جس قدر زیادہ مقدار میں یہ اجزاء ان اعضاء تک پہونچینگے، اُسی قدر جلد ان کا اثر ظاہر ہوگا۔ اسی اصول کے ماتحت اب دواؤں کو پچکاریوں کے ذریعہ جلد، عضلات، اور عروق وغیرہ میں براہ راست پہونچایا کرتے ہیں +

والوجہ الثانی ان یعرف ما الذی ینبغی ان یخلط بالادویۃ لیسرع ایصالہا الی العضو کما یخلط بادویۃ اعضاء البول المدرات وبادویۃ القلب الزعفران

دوم: (اعضاء اور امراض کے محل و قوع کے علم سے طبیب کو) یہ نفع پہونچتا ہے کہ اس علم کے بعد آسانی سے وہ یہ جان لیتا ہے کہ کس قسم کی چیزیں اس مرض کی دواؤں کے ساتھ ملائی جائیں، جس سے ان ادویہ کا اثر اُن اعضاء تک جلد پہونچ سکے۔ چنانچہ (جب یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ مرض اعضائے بول میں ہے، تو) اعضائے بول کی دواؤں میں مُدِرّات شامل کردی جاتی ہیں، اور (جب یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ مرض قلب میں ہے، تو) ادویہ قلبیہ میں زعفران شامل کردی جاتی ہے +

اس قول کی وضاحت اطباء کی زبان میں یہ ہے کہ مُدِرّ ادویہ اعضائے بول کے امراض میں انکی مخصوص ادویہ کے لئے بَذْرَقہ اور رہنما بنکر ان کو اعضائے مریضہ تک جلد پہونچانے کا ذریعہ بن جاتی ہیں، اور دوسری مثال میں زعفران قلبی امراض کے لئے بدرقہ بنکر ان امراض کی مخصوص ادویہ کی قوتِ تاثیر کو قلب تک پہونچانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ زعفران ایک مفرح قلب دوا ہے، اور اس کو قلب کے ساتھ زبردست خصوصیت اور لگاؤ ہے، اور قلب تک بہت جلد پہونچ جاتی ہے، اس لئے اپنے ساتھ دوسری دواؤں کو بھی لے جاتی ہے +

والوجہ الثالث ان یعرف جہۃ ایصال الدواء الیہ مثلاً انا اذا عرفنا ان القرحۃ فی الامعاء السفلی اوصلناہ بالحقنۃ اوحدسنا بانہا فی الامعاء العلیا اوصلناہ بالشرب

سوم: محل مرض کے علم سے طبیب کو تیسرا فائدہ یہ پہونچتا ہے کہ اس علم کے بعد اُسے بہ آسانی یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ عضوِ مریض تک دوا پہونچانے کا کونسا راستہ اختیار کیا جائے۔ مثلاً جب ہمیں یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ قرحہ زیریں امعاء میں ہے، تو ہم اس کی دوائیں حقنہ کے ذریعہ (مبرز کی راہ) پہونچاتے ہیں، اور جب ہمیں یہ علم ہوجاتا ہے کہ قرحہ بالائی امعاء میں ہے، تو ہم اس کی دوائیں (منہ کی راہ)

پینے کی صورت میں پہونچاتے ہیں +

بعض اعضاء ایک راستہ سے قریب ہوتے ہیں، اور دوسرے راستہ سے دور؛ مثلاً مثانہ اور رحم. یہ اعضاء منہ سے دور ہیں، اور مجرائے بول اور حبل سے قریب ہیں۔ چنانچہ ادویہ مشروبہ کا اثر ان اعضاء تک بہت بعید راستہ سے پہونچتا ہے، اور ادویہ مزرَّقہ[1] کا منفذ قریب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرحۂ مثانہ اور قرحۂ رحم وغیرہ کی صورتوں میں پچکاریوں کا استعمال زیادہ مناسب اور موثر ثابت ہوا کرتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق کھانسی کی دوائیں بصورت لعوق و حبوب انسب ہوا کرتی ہیں، اور ہدایت کی جاتی ہے کہ گولیاں منہ میں رکھی جائیں، اور دیر تک انکو چوسا جائے، اور لعوق کو شب و روز میں کئی بار ذرا ذرا چاٹا جائے +

وقد ینتفع بمراعاۃ الموضع والمشارکۃ معاوذلک فیما ینبغی ان یفعلہ والمادۃ منصبۃ بتمامہا الی العضو وما ینبغی ان یفعلہ والمادۃ بعد فی الانصباب

محل اور مشارکت دونوں کی رعایت گاہے طبیب کو محل مرض اور مشارکت باہمی، دونوں، کا ایک ساتھ لحاظ کرنا پڑتا ہے، اور اس رعایت سے وہ اپنے علاج میں فائدہ حاصل کرتا ہے: یعنی: اگر مادۂ مرض کسی عضو میں پورے طور پر انصباب پاچکا ہو، تو طبیب کو کیا کرنا چاہیے؛ اور اگر مادۂ مرض ابھی انصباب پارہا ہو، تو اس وقت اُسے کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیے +

حتی ان کانت فی الانصباب بعد جذبنا ھامن موضعہا بعد مراعاۃ شرائط اربعۃ

(۱) جب مادہ انصباب پارہا ہو چنانچہ جب دوسری صورت ہوتی ہے. یعنی مادۂ مرض انصباب پا رہا ہوتا ہے، تو طبیب اس مقام سے مادۂ مرض کو (دوسرے مشارک اعضاء کی طرف) جذب کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور اس وقت وہ چار شرطوں کا خیال رکھتا ہے:

احدہا مخالفۃ الجھۃ کما یجذب من الیمین الی الیسار ومن فوق الی تحت

جذب مواد کے چار شرائط اوّل: جذب مادہ اور امالہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ جہت اور رُخ کی مخالفت کا لحاظ کیا جائے (یعنی مادۂ مرض کا جدھر رُخ ہو، اُس کے خلاف جانب اُسے پھیر دیا جائے)۔ چنانچہ دائیں جانب کا مادہ بائیں جانب اور بالائی جانب کا مادہ زیرین جانب جذب کیا جاتا ہے +

---

[1] ادویہ مزرقہ: وہ دوائیں جو پچکاری کے ذریعہ پہونچائی جائیں +

والثانیۃ مراعاۃ المشارکۃ کما یحبس الطمث بوضع المحاجم علی الثدیین جذبا الی الشریک

دویم: جذب و امالہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ مشارکت باہمی کا لحاظ کیا جائے (یعنی جس عضو کی طرف مادہ کو جذب کرنا ہے، اور جس عضو سے جذب کرنا ہے، دونوں کے درمیان اس قسم کی مشارکت اور تعلق ہونا چاہیے کہ مادہ کا انجذاب بہ آسانی ہو سکے) چنانچہ حیض کو بند کرنے کیلئے چھاتیوں پر اس مقصد سے سنگھیاں (محاجم) کھچوائی جاتی ہیں کہ (رحم سے) ایک شریک عضو کی طرف خون منجذب اور مائل ہو جائے۔

والثالثۃ مراعاۃ المحاذاۃ کما یفصد فی علل الکبد من الباسلیق الایمن وفی علل الطحال من الباسلیق الایسر

سویم: جذب و امالہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ محاذات اور مقابلہ کا لحاظ کیا جائے (یعنی دونوں اعضاء کے درمیان محاذات اور مقابلہ ہو)، چنانچہ امراض جگر میں داہنی باسلیق کی فصد کھولی جاتی ہے۔ اور امراض طحال میں بائیں باسلیق کی۔

تحقیق نے اب اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہونچا دیا ہے کہ دائیں اور بائیں باسلیق کو جگر اور طحال کے ساتھ کوئی ایسی خصوصیت نہیں ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جائے۔ اسکے بعد اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ دوسری شرط کی موجودگی میں اس تیسری شرط کی ضرورت بھی باقی رہتی ہے، یا نہیں؟

والرابعۃ مراعاۃ التبعید فی ذلک لئلا یکون المجذوب الیہ قریبا جداً من المجذوب منہ

چہارم: جذب و امالہ کی چوتھی شرط یہ ہے کہ تبعید (دوری) کا لحاظ کیا جائے؛ یعنی یہ کہ مجذوب الیہ مجذوب منہ سے بہت ہی قریب نہ ہو۔

مَجْذُوْبٌ اِلَیْہ = جدھر مادہ جذب کیا گیا ہے۔ مَجْذُوْبٌ مِنْہُ = جس عضو سے دوسری کی طرف مادہ کو پھیرا گیا ہے۔

جذب و امالہ کی دوسری شرطیں گیلانی فرماتے ہیں کہ اس مقام پر لوگ اور بھی چند شرطوں کا ذکر کیا کرتے ہیں:-

(۱) جذب و امالہ سے پہلے مواد کی توجہ اپنے طبعی مخرج کی طرف نہ ہو، اور اگر اس کی توجہ پہلے سے مخرج طبعی کی طرف ہو، تو دوسری طرف جذب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(۲) مخرج طبعی کی طرف اگر مادہ کو متوجہ کرنے میں ضرر کا اندیشہ ہو، تو اسے دوسری طرف پھیر دیا جائے۔

(۳) فصد وغیرہ کے ذریعہ کسی عضو سے مواد کے خارج کرنے میں اگر یہ اندیشہ ہو کہ انصباب مادہ کی وجہ سے یہاں کوئی بڑی آفت پیدا ہو جائے گی، تو اس عضو کی طرف مادہ کا امالہ نہ کیا جائے۔

(۴) کسی عضو شریف کی طرف، یا ایسے عضو کی طرف مادّہ کا امالہ نہ کیا جائے، جس میں قوتِ برداشت تھوڑی ہو۔
(۵) اگر یہ صورت ہو کہ امالہ کی وجہ سے مادہ کسی عضو پر گذریگا، اور اس "عبور مادہ" سے کسی آفت کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، تو امالہ نکرنا چاہیئے +

(۶) جس عضو سے مادہ کو دوسری طرف پھیرنا مقصود ہے، امالہ میں کوئی ایسی صورت اختیار نکرنی چاہئے کہ بدن کے مواد کا گذر اسی عضو کی طرف سے ہو، اور اسی راستہ سے مادہ کو چلنا پڑے +

(۷) کسی عضو بعید کی طرف مادہ کا امالہ کرنا چاہیئے +

(۸) بدن میں، یا عضو مجذوب منہ میں، غیر معمولی امتلاء کی زیادتی نہ ہو، کہ امالہ کے بعد دوسرے مواد ادھر آکر مزید آفت ڈھاویں +

(۹) عضو مجذوب الیہ میں انصباب مادہ کی پہلے ہی سے بہت زیادہ قابلیت نہ ہو، ورنہ ادھر یکبارگی ناقابل برداشت طور پر مادہ چلا آئیگا +

(۱۰) مجذوب منہ میں اگر پہلے سے درد ہو، تو تاوقتیکہ درد کی تسکین نہ کرلیں، جذب و امالہ کی جرأت نہ کریں، ورنہ جذب و امالہ میں دقت واقع ہوگی +

مترجم ہاں اگر جذب و امالہ اسی مقصد سے کرنا ہو کہ اس عضو کا درد کم ہوجائے، جیساکہ دردسر کی صورت میں پیشانی پر، اور بعض احشاء کے درد میں بیرونی جلد پر ادویہ لذاعہ اس مقصد سے لگاتے ہیں کہ مادہ کا امالہ جلد کی طرف ہوجائے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے +

جذب و امالہ کی صورتیں مادۂ مرض کو کسی عضو سے دوسرے عضو کی طرف پھیرنے کی صورتیں متعدد ہیں:
(۱) مسہل سے مادۂ مرض آنتوں کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے؛ (۲) مدر بول سے گردہ اور مثانہ کی طرف؛ (۳) معرّق اور دلک و مالش سے جلد کی طرف؛ (۴) مُقی سے معدہ کی طرف؛ (۵) مدر حیض سے رحم کی طرف؛ (۶) ادویہ لاذعہ و مُہیّجہ سے مقام لذع کی طرف، خواہ جلد میں لذع پیدا کیا جائے، یا اغشاء بلغمی وغیرہ میں. چنانچہ ضماد خردل (رائی کا لیپ) اسکی ایک عام مثال ہے۔ اسی طرح ادویہ لذاعہ جب بطور ہلاس کے ناک میں داخل کی جاتی ہیں، تو مواد کی توجہ ناک کی غشاء کی طرف ہوجاتی ہے؛ (۷) ورم تقرّح سے مقام ورم و قرحہ کی طرف؛ (۸) ریاضت سے عضو مرتاض کی طرف +

جذب و امالہ میں جتنے اسباب مؤثرہ ابھی بتائے گئے ہیں، سب میں مشترک طور پر یہ بات پائی جاتی

لہ اگرچہ گاہے دردسر کی حالت میں تسکین درد کے لئے پیشانی پر ادویہ لذاعہ اور ورم جگر وغیرہ کی صورت میں بیرونِ جلد پر امالہ مواد کی غرض سے ضماد خردل وغیرہ لگایا کرتے ہیں +

ہیں کہ ان اسباب سے اُس عضو متعلق کی رگیں پھول جاتی ہیں، اور خون کا دوران تیز ہو جاتا ہے +

واما اذا كانت المادة منصبة فينتفع بالامرين جميعاً من جهة انا اما ان ناخذها من العضو نفسه او ننقلها الى العضو القريب المشارك ونخرجها منه كما نفصد الصافن في علل الرحم والعرق الذى تحت اللسان في علاج ورم اللوزتين

(۲) جب مادہ انصباب پا چکا ہو | جب مادۂ مرض کسی عضو میں پورے طور پر انصباب پا چکا ہوتا ہے، تو دونوں باتوں سے (محلِ مرض کے علم سے، اور مشارکت باہمی کے علم سے) اس طرح فائدہ حاصل کیا جاتا ہے، کہ گاہے ہم اُس خاص عضو سے مادۂ مرض کو لیکر خارج کرتے ہیں، اور گاہے ہم اُسے کسی عضو قریب کی طرف، جسکو اس کے ساتھ کوئی باہمی شرکت بھی حاصل ہوتی ہے، منتقل کرکے خارج کرتے ہیں؛ جیسا کہ ہم امراض رحم میں صافن کی فصد کھولتے ہیں، (یہ عضو قریب کی طرف مادہ کے منتقل کرنے کی مثال ہے) اور ورم لوزتین کے علاج میں اُس رگ (ورید تحت اللسان) کی فصد کھولتے ہیں جو زبان کے نیچے واقع ہے (یہ خاص عضو سے مادہ کے نکالنے کی مثال ہے) +

ومتى اردت ان تجذب الى الخلاف فسكن اولا وجع العضو المجذوب عنه وانظر حتى لا يكون المجاز على رئيس

شذرہ | جب تم کسی مادہ کو مخالف جانب جذب کرنا چاہو، تو پہلے تم عضو مجذوب منہ کے درد کو ساکن کر لو، (بشرطیکہ اس میں درد موجود ہو،) اور یہ بھی دیکھ لو کہ جذب والا کے وقت مادہ کا گذر کسی عضو رئیس پر تو نہ ہوگا +

واما الانتفاع من جهة قوة العضو فمن طرق ثلثة

(د) **عضو کی قوت:** (طبیعت عضو کے مفہوم میں جو چار باتیں شامل ہیں، اُن میں سے "قوت" چوتھی چیز ہے) عضو کی قوت کے علم سے (مقدار اور قوتِ دوا کے اختیار کرنے میں) طبیب تین طریقہ سے فائدہ اُٹھاتا ہے:-

احدها مراعاة الرياسة والمبدأية فانا لا نخاطر على الاعضاء الرئيسة بالادوية القوية ما امكن فنكون قد عممنا البدن

اول: عضو کی ریاست اور مَبدَأیت کا لحاظ: چنانچہ ہمارا اصول یہ ہے کہ حتی الامکان ہم قوی دواؤں کے استعمال سے اعضائے رئیسہ کو خطرہ میں ڈالا نہیں کرتے؛ اگر ہم ایسا کریں، تو سارے بدن میں ایک عام آفت برپا

بالضرر	کرنیکے مرتکب بن جائیں +
ولذلك لا نستفرغ من الدماغ والكبد ما نحتاج ان نستفرغه منهما دفعة واحدة ولا نبردهما تبريداً اشد يداً البتة و اذا ضمدنا الكبد بادوية محللة لم نخلها من قابضة طيبة الرائحة لحفظ القوة وكذلك فيما نسقيه لاجلها واولى الاعضاء بهذه المراعاة القلب ثم الدماغ والكبد	یہی وجہ ہے کہ دماغ اور جگر سے جب کبھی ہمیں استفراغ کرنے کی ضرورت دامنگیر ہوا کرتی ہے، تو ہم یک لخت ان کے مواد کے استفراغ کرنے کی جراءت نہیں کرتے (بلکہ اس میں تدریج و آہستگی کا خیال رکھتے ہیں)؛ اور نہ ان دونوں اعضائے رئیسہ میں شدید تبرید پہونچاتے ہیں (بلکہ تبرید کی ضرورت کے وقت مُبرّدات شدیدہ کے ساتھ کچھ گرم دوائیں بھی ملا لیا کرتے ہیں)۔ اور جب ہم جگر پر محلل دواؤں کا بطور ضماد کے استعمال کرتے ہیں، تو محلل دواؤں کے ساتھ ہم کچھ قابض اور خوشبودار دوائیں ملا دیا کرتے ہیں؛ تاکہ ایسی قابض چیزیں جگر کی قوتوں کی حفاظت کرسکیں (اور محللات کی کثرت سے جگر کی قوتیں تحلیل نہ ہو جائیں)۔ اسی طرح جب ہم جگر کے لئے کوئی دوا پلایا کرتے ہیں، تو اُس میں بھی اسی مقصد کے لئے ایسا ہی کیا کرتے ہیں +

اس رعایت کا سب سے زیادہ مستحق قلب ہے، اس کے بعد دماغ، اور اس کے بعد جگر۔ بڑے پھوڑوں سے یک لخت اگر بہت سی پیپ نکالی جاتی ہے، تو غیر معمولی طور پر ضعف لاحق ہو جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اعضائے رئیسہ سے دفعۃً استفراغ کرنا کتنا مُضر ہوگا۔ اسی طرح استسقائے زقی کی صورت میں پیٹ کا پانی یک لخت نکالنا نامناسب سمجھا جاتا ہے +

والطريق الثاني مراعاة الفعل المشترك للعضو وان لم يكن رئيسا مثل المعدة والرية ولذلك لا نسقي في الحميات مع ضعف المعدة ماء باردا اشد يد البرد	**دوسرا**: عضو کے عام اور مشترک فعل کا لحاظ، خواہ وہ عضو خود رئیس نہ ہو، جیسے معدہ اور شُش، کہ دونوں اگرچہ اعضائے رئیسہ میں داخل نہیں ہیں، مگر ان کے افعال سے سارا بدن متمتع اور مستفید ہوتا ہے، اس لئے ایسے اَہم عضو کے کام کا خاص طور پر لحاظ رکھا جاتا ہے)۔ یہی وجہ ہے کہ بخار کے ساتھ اگر ضعف معدہ شریک ہوتا ہے، تو باوجود ضرورت کے (زیادہ ٹھنڈا) پانی نہیں پلایا کرتے ہیں (کیونکہ

اس وقت یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں ٹھنڈے پانی کی شدتِ تبرید سے معدہ کا ضعف اور زیادہ نہ بڑھ جائے)۔

واعلم ان استعمال المرخيات على الرئيسة وما يتلوها صرفاً خطر جداً في الحيوة

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اعضائے رئیسہ پر، اور اُن اعضاء پر، جو اعضائے رئیسہ کے قریب ہوں (جنکو اعضائے شریفہ کہا جاتا ہے) تنہا مرخیات کا استعمال قوتِ حیات کے لئے سخت خطرناک ہے۔

والطريق الثالث مراعاة ذكاء الحس وكلاله فان الاعضاء الكثيرة الحس العصبية يجب ان يتوقى فيها استعمال الادوية الردية الكيفية واللاذعة والموذية كاليتوعات وغيرها عليها

سویم: عضو کی حس کی شدت و قلت کا لحاظ: چنانچہ ذکی الحس اور عصبی اعضاء میں ایسی دواؤں سے گریز کرنا ضروری ہے، جو ردی الکیفیت، لذّاع، اور موذی ہوں، مثلاً یتوعات وغیرہ۔
یتوعات = یتوع کی جمع ہے۔ وہ بوٹیاں جن میں تیز اور زہریلا دودھ ہو، مثلاً آکھ۔

والادوية التي يتحاشى عن استعمالها ثلثة اصناف المحللات والمبردات بالقوة والتي لها كيفيات مخالفة كالزنجار واسفيداج الرصاص والنحاس المحرق وما اشبهها

جن دواؤں کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے، وہ تین قسم کی ہیں: (۱) محللاتِ قویہ[1]، (۲) مبرداتِ قویہ، (۳) وہ دوائیں جن میں مخالفِ حیات کیفیات پائی جاتی ہوں (سمیات)، مثلاً زنگار، سفیدۂ قلعی، تانبہ سوختہ، اور اسی قسم کی دوسری (زہریلی) چیزیں۔

فهذا هو تفصيل اختيار الدواء بحسب طبيعة العضو

یہ تو قانون اختیارِ دوا کی وہ تفصیل تھی جس میں عضو کی طبیعت کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

واما مقدار المرض فان الذي يكون مثلاً حرارته العرضية شديدة فيحتاج الى ان نطفيها بدواء اشد تبريداً والذي برودته العرضية شديدة فيحتاج الى ان نسخنها بدواء اشد تسخينا واذا لم تكونا قويتين اكتفينا بدواء اقل قوة

مقدارِ مرض (دوا) کی مقدار کے اختیار کرنے میں مرض کی مقدار کا پہلے سے لازمی طور پر اندازہ ہونا چاہیئے) چنانچہ جن امراض میں عارضی حرارت شدید ہوتی ہے، اُن میں اطفائے حرارت کے لئے ہمیں شدید مبردات کی حاجت ہوا کرتی ہے؛ اور جن امراض میں عارضی برودت شدید ہوتی ہے، اُن میں تسخین کے لئے ہم شدید مسخنات کے محتاج ہوتے ہیں؛ لیکن جب حرارت و برودت میں اتنی شدت نہیں ہوتی ہے، تو

[1] محللاتِ قویہ کی مثال شارحین قانون نے حاشا اور مازریون بتائی ہے، اور مبرداتِ قویہ کی افیون۔

اس سے ضعیف دواؤں پر ہم اکتفا کیا کرتے ہیں +

قانون سوئم (قانون ترتیبِ اوقاتِ دواء)

واما من وقت المرض فبان تعرف ان المرض فی ای وقت من اوقاته مثلا الورم ان کان فی الابتداء استعملنا علیه ما یردع وحده وان کان فی المنتهی استعملنا ما یحلل وحده واما فیما بین ذینك فنخلطهما جمیعًا

(گیلانی فرماتے ہیں کہ ترتیب اوقاتِ دواء میں (زیادہ تر) مرض کے اوقات کا لحاظ کیا جاتا ہے) قانونِ علاج میں اوقاتِ مرض سے امداد لینے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً یہ معلوم کریں کہ مرض اپنے اوقات (اوقات چہارگانہ) میں سے کس وقت میں ہے؟ مثال کے طور پر ورم کو لیجئے؛ چنانچہ جب ورم زمانۂ ابتداء میں ہوتا ہے، تو ہم فقط رَادِع استعمال کرتے ہیں، اور جب وہ زمانۂ انتہا میں ہوتا ہے، تو ہم فقط مُحَلِّلات استعمال کرتے ہیں، اور دونوں زمانوں کے درمیان ہم دونوں قسم کی دواؤں کو ملاکر استعمال کرتے ہیں (اسی طرح ہم سارے امراض میں مختلف اوقات کا لحاظ کرتے ہیں، اور انہی اوقات کے لحاظ سے مختلف تدابیر عمل میں لاتے ہیں) +

وان کان المرض حادا فی الابتداء لطفنا التدبیر تلطیفا معتدلا وان کان الی المنتهی بالغنا فی التلطیف

اسی طرح جب مرض حاد ہوتا ہے، اور اس کا زمانۂ ابتداء ہوتا ہے، تو تدابیر میں ہم اوسط درجہ کی تلطیف برتتے ہیں (مثلاً غذاؤں میں بہت زیادہ لطافت کی پابندی نہیں کراتے ہیں)؛ لیکن جب مرض حاد زمانہ انتہاء کے قریب ہوتا ہے، تو تدابیر کی تلطیف میں ہم زیادتی کردیتے ہیں (حتی کہ غذاء کو ترک بھی کردیتے ہیں) +

وان کان مزمنا لم نلطف فی الابتداء ذلك التلطیف ولطفنا تلطیفا معتدلا عند الانتهاء

اور جب مرض مُزمِن ہوتا ہے، تو زمانۂ ابتداء میں مرض حاد کی طرح تلطیف نہیں برتی جاتی ہے؛ ہاں انتہاء کے قریب اوسط درجہ کی تلطیف اختیار کی جاتی ہے +

علی ان کثیرا من الامراض المزمنة غیر المحمیات یحللها التدبیر الملطف

علاوہ ازیں حمیات کے ماسوا بہت سے امراض مزمنہ محض تدبیر کی لطافت سے (تلطیف غذا سے) تحلیل ہوجایا کرتے ہیں +

وایضا ان کان المرض کثیر المادة هاجمها استفرغنا فی الابتداء ولم ننتظر النضج وان کان معتدلا النضجنا ثم استفرغنا

علیٰ ھذا! جب کسی مرض میں مادہ کی کثرت، اور ہیجان میں شدت ہوا کرتی ہے، تو ابتداء ہی میں، بلا انتظار نضج، ہم استفراغ کرا دیتے ہیں، اور جب مادہ کی مقدار اوسط درجہ کی ہوتی ہے، تو (حسب اصول مقررہ) نضج دینے کے بعد استفراغ کیا کرتے ہیں ؛

واما الاستدلال من الاشیاء التی تدل بملائمتها فهو سهل علیك تعرفه

اشیاء ملائمہ اب رہی وہ چیزیں جو قانون مقدار دوا میں اپنی مناسبت (اور مخالفت) سے رہبری کرتی ہیں، وہ تمہارے لئے کوئی مشکل امر نہیں ہے ـــــ اسے تم جانتے ہو ؛

اشیاء ملائمہ کی فہرست پہلے گزر چکی ہے، یعنی جنس، عمر، عادت، موسم، ملک، پیشہ، قوت، سحنہ، ہوا، ان سب چیزوں سے مقدار دوا میں جو اثر پڑ سکتا ہے، اس کا مختصراً ذیل میں بطور مثال کے ذکر کیا جاتا ہے ؛

جنس: عورتوں کو مردوں کی نسبت ہلکی اور تھوڑی مقدار میں دوا دیجاتی ہے ؛

عمر: بچوں کو جوانوں کی نسبت دوا ہلکی اور تھوڑی مقدار میں دی جاتی ہے ؛

عادت: اگر کوئی شخص کسی دوا کا عادی ہو، مثلاً افیون، بھنگ، سنکھیا وغیرہ، تو اس دوا کی تھوڑی مقدار سے کچھ اثر نہیں ہوتا ہے ؛ بلکہ ضرورت کے وقت زیادہ مقدار میں دی جاتی ہے ؛

موسم: موسم گرما میں زیادہ گرم اور سرما میں زیادہ سرد دوائیں استعمال نہیں کی جاتی ہیں، بلکہ اگر اس کے برعکس کیا جائے، تو ممکن ہے ؛

ملک: گرم ممالک میں زیادہ گرم، اور سرد ممالک میں زیادہ سرد دوائیں نہیں دی جا سکتی ہیں، بلکہ اگر برعکس کیا جائے، تو ممکن ہے ؛

پیشہ: بعض پیشے اس قسم کے ہیں، جن سے بدن کے مواد تحلیل ہوتے رہتے ہیں، مثلاً لوہار کا پیشہ، حمام والوں کا پیشہ، ان میں زیادہ گرم اور خشک دوائیں نہیں دیجا سکتی ہیں، اور بعض سرد پیشوں میں زیادہ گرم دوائیں دی جا سکتی ہیں، مثلاً دھوبیوں اور ملاحوں کا پیشہ ؛

قوت: زیادہ قوی لوگ زیادہ تیز دوائیں برداشت کر سکتے ہیں، اور کمزور لوگوں کو ہلکی ہی دوا کافی ہوتی ہے ؛

سحنہ: لاغروں کو زیادہ گرم اور زیادہ خشک دوائیں نہیں دی جا سکتی ہیں، اور فربہ لوگ اسے برداشت کر سکتے ہیں (افادہ) ؛

والھواء من جملتھا اولی ما یجب ان یراعی امرہ و ھل ھو معین للدواء او للمرض

ان اشیاء ملائمہ میں سے (علاج کے وقت) ہوا کا لحاظ کرنا اولین واجبات میں سے ہے۔ اور یہ کہ موجودہ ہوا، ایا دوا، کی مددگار ثابت ہوگی، یا مرض کی معاون +

علاج کے وقت موجودہ ہوا کا لحاظ رکھنا طبیب کا نہایت اہم فریضہ ہے۔ چنانچہ بہت سے امراض گرم اور مرطوب ہوا کی وجہ سے ترقی پکڑ لیتے ہیں، اور بہت سے امراض محض تبدیل ہوا سے صحتیاب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح فضا کی ہوا اگر گرم ہو، تو اس سے ادویہ محللہ، منضجہ، اور مسہلہ کے فعل میں امداد پہونچ جاتی ہے، اور برودت ہوا کے وقت ان کے اثرات میں رکاوٹ پیش آجاتی ہے +

ونقول ان الامراض التی یکون فیھا خطر ولا یومن من فوت القوۃ مع تاخیر الواجب او التخفیف فیھا فالواجب ان یبدأ فیھا بالعلاج القوی اولا

قانون جب کوئی خطرناک مرض لاحق ہو (وہ مرض بڑا ہو، معمولی نہ ہو)، اور اس میں (شدت مرض کی وجہ سے) یہ اندیشہ دامنگیر ہو کہ اگر ضروری علاج میں ذرا تاخیر کی گئی، یا اگر ضروری علاج میں ذرا کمی کی گئی، تو مریض کی اصلی قوت ہی نڈھال ہو جائیگی، تو اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ ابتدا ہی سے قوی علاج شروع کر دیا جائے (اور انتہائی تدابیر عمل میں لائی جائیں؛ اس اصول کی قطعًا پرواہ نہ کی جائے کہ پہلے ہلکے علاج، اور اس کے بعد بتدریج قوی علاج عمل میں لائے جائیں) +

والتی لا خطر فیھا یتدرج الی الاقوی ان لم یغن الاخف

لیکن جن امراض میں اس قسم کا خطرہ نہ ہو، اُن میں ہلکے علاجوں سے کام نہ چلنے پر قوی اور شدید علاجوں کی طرف بتدریج قدم بڑھانا چاہیئے +

کیونکہ دواؤں میں جتنی زیادہ قوت ہوگی، اُتنی ہی زیادہ وہ طبیعت بدنیہ کی دشمن ہونگی۔ اس لئے بڑے دشمن کو محض مجبوری ہی کی حالت میں داخلہ کی اجازت دینی چاہیئے۔ یہی حال دوسرے قوی تدابیر کا ہے، اور ان تدبیروں کو دواؤں پر قیاس کرنا چاہیئے +

وایاك ان تھرب عن الصواب لان تاثیرہ یتاخر وان تقیم علی الغلط لان ضررہ لا یتبین

قانون درست اور صحیح طریقۂ علاج سے ہرگز نہ ہٹنا چاہیئے (خواہ اُس کا فائدہ اُس وقت نمودار نہ ہو رہا ہو)، کیونکہ صحیح طریقۂ علاج کا اثر (بعض اوقات) دیر میں نمودار ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح کسی غلط طریقۂ علاج پر ہرگز جمے نہ رہنا چاہیئے (خواہ اُسکی خرابیاں

اُس وقت نہ ظاہر ہو رہی ہوں) کیونکہ غلط علاج کی بُرائیاں ممکن ہے کہ اس وقت) نمودار نہ ہوں (اور بعد کو اپنا رنگ دکھلائیں)۔

ومع ذلك فليس يجب ان نقيم على علاج واحد بدواء واحد بل وتبدل الادوية فان المألوف لا ينفعل عنه

قانون لیکن اس (مذکورہ اصول) کے باوجود یہ بھی کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ایک ہی علاج پر اڑے رہیں، اور ایک ہی دوا سے علاج کرتے رہیں (خواہ کوئی نفع نہ ظاہر ہو رہا ہو)، بلکہ یہ ضروری ہے کہ (نفع نہ ظاہر ہونے پر) دواؤں کو بدلتے رہیں، کیونکہ بدن جس چیز سے مالوف ومانوس اور عادی ہو جاتا ہے، اُس چیز سے وہ متاثر نہیں ہوا کرتا ہے (یعنی شئے مالوف سے بدن بہت کم متاثر ہوا کرتا ہے، چنانچہ افیونی افیون کی خفیف مقدار سے نہ نیند میں اثر پذیر ہوتا ہے، اور نہ درد میں)۔

ولكل بدن بل لكل عضو بل للبدن والعضو الواحد فى وقت دون وقت خاصية فى الانفعال عن دواء دون دواء

خصوصیت مزاجی ہر بدن، بلکہ ہر عضو میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ ایک دوا سے متاثر ہوتا ہے، اور (اسی قسم کی) دوسری دوا سے متاثر نہیں ہوتا ہے، بلکہ ایک ہی بدن اور ایک ہی عضو ایک وقت میں ایک دوا سے متاثر ہوتا ہے، اور دوسرے وقت میں اس سے متاثر نہیں ہوتا۔

یعنی ہر شخص اور ہر عضو میں مزاجی خصوصیت کے باعث بعض دواؤں سے متاثر ہونے کی مخصوص قابلیت ہوا کرتی ہے، اور بعض دواؤں سے وہ شخص اور وہ عضو اپنی مخصوص مزاج و قوت کے باعث متاثر ہی نہیں ہوا کرتا۔

واذا اشكلت العلة فخل بينها وبين الطبيعة ولا تستعجل فان الطبيعة اما ان تقهر العلة واما ان تظهر العلة

قانون جب کسی مرض کی تشخیص تجھ پر دشوار ہو جائے (اور مرض کی ماہیت کا پتہ نہ چلے) تو مرض کو طبیعت کے حوالہ کرکے چھوڑ دو اور لاعلمی کی حالت میں عجلت سے کام نہ لو، طبیعت (جب اپنا عمل کرنا شروع کریگی تو) یا مرض کو دبائیگی، یا (خود مغلوب ہو جائیگی، اور) مرض غالب ہو جائیگا۔

اس جنگ وجدال کے زمانہ میں اگر طبیعت غالب ہوگئی، تو مطلوب حاصل ہوگیا۔ اور اگر مرض غالب ہوگیا تو اس کے علامات نمایاں ہو جائینگے، جو تشخیص کو واضح کردینگے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ مرض کو بلا دوا اور تدبیر کے چھوڑ دینا، اور طبیعت کے حوالہ کردینا اگرچہ اندیشہ ناک ضرور ہے، مگر اس سے زیادہ اندیشہ اس میں ہے کہ لاعلمی اور جہل کی حالت میں اس کا اُلٹا پلٹا علاج شروع کر دیا جائے۔

بعض اوقات ایسی لاعلمی کی حالت میں طبیب اپنی دانائی اور فراست سے کام لیکر ایسی ضعیف العمل اور مشترک النفع ادویہ استعمال کرتا ہے کہ باوجود مرض کے پورے طور پر مشخص نہ ہونے کے وہ دوائیں اگر بہت زیادہ نفع نہیں پہونچاتیں، تو زیادہ ضرر بھی نہیں پہونچاتی ہیں، مثلاً:

نسخۂ غلل[1] شکم کی ترکیب اس لحاظ سے ایک بے نظیر ترکیب ہے؛ جب یہ پتہ نہ چلے کہ مریض کو کون سا عفونی بخار ہے، صفراوی یا بلغمی، یا کوئی اور، یا یہ کہ احشار — جگر، معدہ، طحال، امعاء — میں سے کس میں خرابی ہے، تو نسخۂ غلل شکم بلا کسی اندیشہ کے دیا جا سکتا ہے؛ تشخیص متعین نہ ہونے کی صورت میں اس نسخہ سے کوئی غیر معمولی تغیر بدن میں نمودار نہیں ہو سکتا، بلکہ بسا اوقات فائدہ نمودار ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اگر مریض نزلہ، زکام، کھانسی، خرابی تنفس کی کسی شکایت میں مبتلا ہو، اور پوری تعیین و تشخیص نہ ہو سکے، تو بھی یہ نسخہ دیا جا سکتا ہے، اور اس میں طبیب اپنی فراست سے نزلہ کی چند مخصوص دوائیں بڑھا سکتا ہے۔

مشترک النفع دواؤں کی دوسری مثال میں ہم اس وقت "ہلکی ملین" دواؤں کو پیش کرسکتے ہیں۔ اگر تمہارے پاس کوئی مریض آئے، اور تم اس کے مرض کو پورے طور پر متعین نہ کرسکو، تو اگر تم اپنے پاس سے کوئی ہلکی ملین دوا دیدوگے، تو عام طور پر اس سے اُس غیر مشخص مرض میں، اور مریض کی حالت میں نفع ہی ظاہر ہوگا، بشرطیکہ اُسے آنتوں کا کوئی ایسا مرض نہ ہو، جس میں مسہلات اور ملینات کی ممانعت ہو سکتی ہے۔

اگر مریض تمہارے پاس آئے اور اسکی جلد میں کوئی غیر معمولی تغیر ہو، یعنی اس کی جلد میں کوئی مرض نمودار ہو، جس سے تم صرف اتنا سمجھ سکو کہ مریض کے خون میں کوئی خرابی ہے، اور پوری تشخیص نہ کرسکو کہ یہ خرابی کس نوعیت کی ہے، تو اس حالت میں اگر مصفیات خون کا استعمال کرایا جائے، جس میں ہلکے ملینات بھی شامل ہوں تو، عام طور پر فائدہ ہی حاصل ہو جاتا ہے، اور بڑے بڑے اطباء کا یہی پنہاں دستور العمل ہے۔

واذا اجتمع مرض مع وجع او سببہ وجع او موجب وجع کالضربۃ و السقطۃ فابدأ بتسکین الوجع

قانون جب کوئی مرض کسی درد کے ساتھ اکٹھا ہو جائے (اور یہ دونوں الگ الگ ہوں، ان میں سے ایک بھی دوسرے کا سبب نہ ہو، شلاً ردا اور درد سر، دونوں اکٹھے ہو جائیں)

[1] نسخۂ غلل شکم منضج اور ہلکا ملین ہے، جو صفراوی اور بلغمی بخاروں میں مفید ہے: گل بنفشہ ۷ ما، بادیان ۷ ما، گاؤزباں ۵ ما، بیخ کاسنی ۷ ما، مویز منقے ۹ دانہ، خمیرہ بنفشہ ۲ تولہ۔

یا جب کوئی ایسا مرض کسی درد کے ساتھ اکٹھا ہو جائے، جس کا سبب کوئی درد ہو، (مثلاً غشی اور درد قولنج دونوں جمع ہو جائیں اور غشی اسی درد قولنج کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو) یا جب کسی درد کے ساتھ کوئی ایسا مرض اکٹھا ہو جائے، جو خود موجب درد ہو، (مثلاً درد اور ورم اکٹھے ہو جائیں، اور درد کا سبب بھی ورم ہو، اور مثلاً ضربہ اور سقطہ، (ضربہ اور سقطہ کے ساتھ بسا اوقات ورم بھی ہوتا ہے، اور شدتِ درد بھی،) تو ان تمام صورتوں میں پہلے (مخدرات سے) تسکین درد کرنا چاہئے +

کیونکہ درد محلل قوی اور مضعفِ طبیعت وعضو ہے، اس لئے اس سے مرض کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور طبیعت کی قوت مقاومت ومقابلہ (مناعت) کمزور ہو جاتی ہے؛ نیز درد کی وجہ سے مقامی شرائین کشادہ ہو جاتی ہیں، اس لئے وہاں مواد کا انجذاب وانصباب غیر معمولی طور پر بڑھ جاتا ہے، جس سے بعض اوقات مرض بڑھ جاتا ہے، یا اس سے کوئی دوسرا مرض پیدا ہو جاتا ہے، اور طبیعت کی توجہ اصلی مرض سے ہٹ جاتی ہے +

وان احتجت الی التخدیر فلا تجاوز مثل الخشخاش فانہ مع تخدیرہ مالوف ماکول | قانون | جب تمھیں (مذکورہ حالت میں، یا کسی اور درد کے وقت) تخدیر اور تسکین درد کی ضرورت پیش آئے، تو (معمولی اور عام حالات میں) خشخاش جیسی (ہلکی مخدر) چیزوں سے آگے نہ بڑھو، کیونکہ خشخاش باوجود مخدر ہونے کے ایک مالوف چیز ہے جو (بطور غذاء کے) کھائی جاتی ہے +

اور یہ ظاہر ہے کہ مالوف اور معتاد چیزیں کم مضرت رساں ہوا کرتی ہیں۔ ہاں اگر درد اتنا شدید اور ناقابل برداشت ہو کہ اس سے قوتوں کے نڈھال ہونے، غشی آجانے، اور مریض کے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہو، تو درد کی شدت کے مطابق افیون اور اس کے خالص جوہر مخدر تک ترقی کی جا سکتی ہے +

معمولی اور عام حالات میں قوی مخدرات سے اس لئے گریز کرایا گیا ہے کہ اشیاء مخدرہ مضعفِ قوی ہوتی ہیں، جس سے اجزاء بدن کے افعال تغذیہ وتولید حرارت، جو ہر وقت جاری رہتے ہیں، سست پڑ جاتے ہیں +

واذا بلیت بشدۃ حس العضو فاغذہ بما یغلظ الدم جدًا | قانون | جب کسی عضو کی شدتِ حس (ذکاوت حس) تمھارے لئے مصیبت بن جائے، تو تغذیہ میں ایسی چیزیں استعمال کرو

کالھراش وان لم تخف التبرید فاغذ بالمبردات کالخس ونحوہ

جو مغلظ خون ہوں، مثلاً ہریسہ[1] (ایسی مغلظ خون چیزوں کے کھانے سے ذکاوت حس میں کمی آجایا کرتی ہے) اور اگر تبرید سے کوئی اندیشہ نہ ہو، اور مریض کے حالات اس کی اجازت دیں) تو (اس مقصد کے لئے) مبردات کھلاؤ، مثلاً کاہو، اور اسی قسم کی دوسری چیزیں +

حس کی تیزی گو بظاہر ایک اچھی بات معلوم ہوتی ہے، مگر لبا اوقات یہ ایک بلا اور مصیبت بن جاتی ہے، چنانچہ جن معمولی چیزوں کا ادراک ہمیں روزمرہ نہیں ہوا کرتا ہے، ذکاوت حس کی صورت میں ان کا تکلیف دہ احساس وادراک ہونے لگتا ہے، جس سے جان تنگ آجاتی ہے +

بقول: اے روشنی طبع! تو برمن بلا شدی +

واعلم ان من المعالجات الجیدۃ الناجعۃ الاستعانۃ بما یقوی القوی النفسانیۃ والحیوانیۃ کالفرح ولقاء ما یستأنس بہ وملازمۃ من یسر بہ

قانون — علاج روحانی واضح ہو کہ جو چیزیں قوائے نفسانیہ وحیوانیہ کے تقویت کی باعث بنتی ہیں، ان سے مدد لینا بھی جیّد اور مفید علاجات میں سے ہے، مثلاً فرحت وانبساط، اُن لوگوں کا دیدار، جن سے طبیعت کو اُنس ومحبت کا لگاؤ ہو اور ایسے لوگوں کی صحبت اور ہمنشینی، جو باعث انبساط ومسرت ہوں +

وربما نفعت ملازمۃ المحتشمین ومن یستحیی منہ فمنعت المریض عن اشیاء تضرہ

بعض اوقات ایسے لوگوں کا مریض کے پاس رہنا مفید ثابت ہوا کرتا ہے، جن سے مریض جھیپتا اور شرم وحیا کرتا ہے، ایسے محترم لوگوں کی صحبت مریض کے لئے اس وجہ سے سودمند ثابت ہوا کرتی ہے کہ وہ بہتیری غلط کاریوں سے بچا رہتا ہے +

ومما یقارب ہذا الصنف من المعالجات الانتقال من بلد الی بلد ومن ہواء الی ہواء

قانون — تبدیل آب وہوا (بعض اوقات تبدیل آب وہوا، اور تبدیل ہیئت وغیرہ سے مریض کو بہت زیادہ فائدہ ہوا کرتا ہے، اس اصول کو شیخ اس طرح بیان فرماتے ہیں:) اسی نوعیت علاج کے قریب قریب یہ بھی ہے کہ مریض ایک شہر سے دوسرے شہر

---

[1] ھریسہ کو اُردو میں حلیم کہتے ہیں (حلیم گو عام طور پر ح سے لکھی جاتی ہے، مگر میرا خیال ہے کہ اسے ھلیم (ہ سے) لکھا جائے، یعنی ھلام اور ھلیم، دونوں ایک مادّہ کے مشتق ہیں) +

میں منتقل ہوجائے، یا ایک ہوا ر سے دوسری ہوار میں چلا جائے
(جسکو **تبدیل آب و ہواء** کہا کرتے ہیں) +

تبدیل مقام اور تبدیل آب وہوا ر میں دو باتیں حاصل ہوتی ہیں: (۱) بُری اور غیر موافق آب وہوا ر سے اچھی اور موافق آب وہوا ر میں مریض آجاتا ہے، جس سے طبیعت کو فائدہ پہونچتا، اور وہ دفع مرض پر قادر ہوجاتی ہے؛ (۲) تبدیل مقام کی وجہ سے آنکھوں کے سامنے نئے نئے اور دلچسپ مناظر قدرت آتے رہتے ہیں، جس سے نفس میں ایک قسم کا انبساط حاصل ہوتا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ نفس کا انبساط بجائے خود ایک مؤثر علاج ہے، اور اس سے بدنی افعال میں بیحد اچھا اثر پڑا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے تبدیل آب وہوا ر کے علاج کو شیخ نے "علاج روحانی" کے قریب بتایا جاتا ہے +

علاوہ ازیں، ان دونوں کے باہمی قرب کو دوسرے طور پر بھی سمجھا یا جا سکتا ہے: یعنی جس طرح علاج روحانی میں بلا دوا کے، اور بغیر ظاہری سامانِ علاج کے استعمال کے، فائدہ حاصل ہوجاتا ہے، اسی کے قریب قریب تبدیل آب وہوا ر بھی ہے، جس میں بعض اوقات دوا ر کے بغیر ہی فائدہ ہوجاتا ہے +

والانتقال من هيئة الى هيئة [تبدیل ہیئت] اسی طرح بعض اوقات محض تبدیل ہیئت (اور تبدیل وضع) سے علاج کیا جاتا ہے (اور یہ بھی ایک غیر دوائی علاج ہے)

چنانچہ بعض اوقات درد کمر محض وضع بدل لینے سے۔ مثلاً کھڑے ہوجانے سے۔ دور ہوجایا کرتا ہے۔ اسی طرح اگر پھوڑے کا مریض ایسی وضع میں ہو کہ پیپ کو نکلنے کا موقع نہ مل رہا ہو، تو ایسی صورت میں یہ نہایت مفید ثابت ہوتا ہے کہ مریض کی وضع تبدیل کر دی جائے، اور اُسے ایسی ہیئت میں رکھا جائے کہ پیپ کے بہاؤ میں کوئی رکاوٹ نہ پیش آئے +

وتكلف هيئة وحركات يستوى بها عضو او يتغير مزاج مثل ما يكلف الصبى الاحول من النظر الشزر الى شئ ملوح له ومثل ما يكلف صاحب اللقوة من النظر فى المرأة الصينية فان ذلك ادعى له الى تكلف تسوية علیٰ ہذا بہ تکلف ایسی ہیئت اور حرکت کا پیدا کرنا جس سے کوئی (ٹیڑھا) عضو سیدھا ہوجائے، یا جس سے مزاج میں کوئی تغیر پیدا ہوجائے، اسی قسم کا (غیر دوائی) علاج ہے، جیسا کہ احول[1] بچے کے لئے یہ تدبیر کی جاتی ہے کہ وہ ترچھی نظر سے کسی چمکدار چیز کو گھور کر دیکھا کرے، یا مثلاً مریضانِ لقوہ کو ہدایت کیجاتی ہے کہ وہ آئینہ چینی میں اپنا منہ دیکھا کرے۔ ان تدابیر میں بہ تکلف چہرہ اور آنکھوں کو ہموار اور سیدھا کرنے کی کوشش

[1] احول = بھینگا، وہ شخص جسکی آنکھ میں مرض حَوَل ہو، جس میں آنکھیں پھر جاتی ہیں +

وجهه وعينيه فربما عاد بالتكلف　کرنی پڑتی ہے، اس لئے بعض اوقات اس تکلف سے یہ اعضاء
الی الصلاح　　　ٹھیک ہوجاتے ہیں +

مرض حَوَل میں چونکہ آنکھ کا ڈھیلا بعض عضلات کے غیر طبعی سکڑنے سے پھر جاتا ہے، اس لئے دونوں نگاہیں ایک زاویہ پر نہیں جمتیں۔ بچپن اور کم عمری میں، جب کہ تمام اعضاء ملائم اور نازک ہوتے ہیں، حَوَل کا علاج اس تدبیر سے کیا جاتا ہے کہ جس طرف آنکھ پھر گئی ہے، اس کے مقابل جانب چراغ جیسی کوئی روشن چیز رکھ دی جاتی ہے تاکہ بچہ اس طرف شوق اور تکلف سے دیکھنے کی کوشش کرے۔ چونکہ اس حالت میں آنکھ کا ڈھیلا جانب مقابل کی طرف زور سے کھنچتا ہے، اس لئے بعض اوقات آنکھ سیدھی اور درست ہوجاتی ہے +

آئینۂ چینی: مریض لقوہ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ تاریک کمرہ میں رہے، اور آئینۂ چینی میں اپنا منہ دیکھتا رہے۔ اس عمل سے مرض میں افاقہ کیوں ہوتا ہے؟ اسکی توجیہ اطباء نے اس طرح بیان کی ہے: "چونکہ مریض کو اپنا منہ آئینہ میں تکلف اور دشواری سے نظر آتا ہے، اور وہ جدوجہد کرنے پر مجبور ہوتا ہے، اس جدوجہد اور ریاضت سے مادۂ مرض تحلیل ہوتا ہے" +

آئینۂ چینی میں کیا خصوصیت ہوتی ہے؟ ابھی تک مجھے اسکی پوری تحقیق نہ ہوسکی۔ بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ حلبی آئینوں کی طرح چینی آئینہ بھی بہتریں ہوتا ہے، جو کبھی طبقۂ امراء میں مروّج[1] و مستعمل تھا +

ومما يجب ان يحفظ من القوانين　**قانون** اس قانون کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ سخت اور قوی معمول ان تترك المعالجات القوية　میں (گرما اور سرما کی شدتوں میں) حتی الامکان قوی معالجات في الفصول القوية ما استطعت　استعمال نہ کئے جائیں؛ مثلاً موسم گرما اور سرما میں اسہال مثل الاسهال القوي والكي والبط　قوی، کَے (داغ)، بَطّ (شگاف)، اور قئے سے (حتی الامکان) والقئ في الصيف والشتاء　اجتناب برتا جائے؛ (رہی ضرورت شدید، تو اس وقت سب کچھ روا ہے) +

ان مثالوں کی صراحت سے، بقول گیلانی، مقصود یہ ہے کہ "علاجات قویہ" سے مراد محض مذکورہ بالا قسم کے امور ہیں، جو طبیعت کے لئے ہر وقت اور ہر موسم میں پریشان کُن ثابت ہوا کرتے ہیں۔ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ کسی قسم کے قوی معالجات قوی موسموں میں جائز نہیں ہیں؛ کیونکہ موسم گرما کی شدت میں نہایت بارد چیزوں کا استعمال محمود ہے، اور موسم سرما کی شدت میں نہایت گرم چیزوں کا استعمال +

ومن الامور التي يحتاج في　**قانون** جن حالات میں معالج کو نہایت باریکی کے ساتھ غور

---

[1] ایک شعر ہے:　از قضا آئینۂ چینی شکست + خوب شد، سامانِ خود بینی شکست +

علاجها الی نظر دقیق ان یجتمع فی مرض واحد استحقاقان متضادان نیستحق المرض مثلاً تبریداً وسببه تسخینا مثل ما یقتضی الحمی تبریدا والسدة التی تکون سببا للحمی تسخینا او بالعکس

کرنے کی ضرورت ہوسکتی ہے، اُن میں سے ایک صورت یہ ہے کہ ایک ہی مرض میں دو متضاد مطالبات اور مختلف حقوق جمع ہو جائیں؛ شلاً نفسِ مرض تو تبرید کا طالب ہو، اور سببِ مرض تسخین کا؛ جیسا کہ (حمائے سُدّیہ میں) بخار تو تبرید کا خواہاں ہوا کرتا ہے، اور سُدّہ، جوکہ بخار کا سبب ہوتا ہے، تسخین کا متقاضی ہوتا ہے؛ یا اس کے برعکس کوئی صورت پیدا ہو جائے (جس میں نفسِ مرض تسخین کا خواہاں ہو، اور سببِ مرض تبرید کا)۔

وکذلك ان استحق المرض مثلا تسخینا وعرضه تبریداً مثل ما یستحق مادة القولنج تسخینا وتقطیعاً ویستحق شدة وجعه تبریداً او تخدیراً او بالعکس

اسی طرح شلاً جبکہ نفسِ مرض تو تسخین کا طالب ہو، اور عرضِ مرض تبرید کا؛ جیسا کہ قولنج کا مادہ تو تسخین و تقطیع کا طالب ہوا کرتا ہے، اور درد قولنج کی شدت تبرید و تخدیر کو چاہتی ہے؛ یا اس کے برعکس کوئی صورت پیدا ہو جائے (جس میں مرض تو تبرید کا متقاضی ہو، اور عرض تسخین کا)۔

ظاہر ہے کہ ایسی پیچیدہ صورتوں اور متضاد تقاضوں کے وقت طبیب کو بغور یہ سوچنا پڑتا ہے کہ وہ کیا کرے، آیا اس وقت یہ بہتر ہے کہ وہ کوئی علاج کرے، یا مرض کو طبیعت کے حوالہ کرکے چھوڑ دے؟ اور اگر علاج کرے، تو ان دو متضاد امور میں سے کس کو اہمیت دے، اور کس کو قابلِ توجہ سمجھے؟ اور جب اسکا بھی فیصلہ کر چکے، تو کس طریقہ سے علاج کرے کہ دوسرا پہلو بھی یکسر نظر انداز نہ ہو جائے، اور اُس کی رعایت جہاں تک ممکن ہوسکے؟

واعلم انه لیس کل امتلاء وکل سوء مزاج یعالج بالضد من الاستفراغ والمقابلة بل کثیراً ما یکفی حسن التدبیر المهمّ فی الامتلاء وسوء المزاج

[قانون] یہ بھی یاد رکھو کہ ہر امتلاء اور ہر سوءِ مزاج کا علاج بالضد نہیں کیا جاتا، یعنی ہر امتلاء کا علاج استفراغ سے، اور ہر سوءِ مزاج کا علاج اس کے مقابل و مضاد سے نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ بسا اوقات محض حُسنِ تدبیر (اور اسباب ضروریہ کے تصرفات) سے ہی امتلاء اور سوءِ مزاج کی مُہم سر ہو جایا کرتی ہے (اور کسی علاج کی ضرورت پیش نہیں آتی)۔

اصولاً اگرچہ ہر مرض کا علاج بالضد ہی ہونا چاہیے، لیکن ہر مرض کے علاج میں عجلت نہ کرنی چاہیے، کیونکہ

بسا اوقات طبیعت قوی ہوتی، اور مرض کمزور ہوتا ہے؛ ایسی حالت میں غذا، پانی، اور ہوا، وغیرہ میں معمولی تصرف اور ایر پھیر کر دینا اُس مرض کے لئے کافی ہو جایا کرتا ہے؛ مثلاً بعض اوقات امتلاء کی صورت میں محض فاقہ کرنا ہی کافی ہو جاتا ہے، اور سوء مزاج حار میں بعض اوقات محض اتنا ہی کافی ہو جاتا ہے کہ حرارت بڑھانے والی چیزوں سے پرہیز کرایا جائے، اور دن رات کی غذاؤں اور مشروبات میں حرارت کی معمولی سی رعایت کر دی جائے، اور مریض کے مسکن کو بارد رکھا جائے +

الفصل الثانی فی معالجات امراض سوء المزاج — فصل (۲) معالجات امراض سوء مزاج

اما ما کان منہ بلا مادۃ فانا نبدل المزاج فقط وان کان معہ مادۃ فانا نستفرغ فربما کفانا الاستفراغ وحدہ ان لم یتخلف عنہ سوء المزاج لتمکنہ السالف وربما لم یکفنا ذلک ان خلفت سوء المزاج بعد بل نحتاج الی تبدیل المزاج بعد الفراغ من الاستفراغ

سوء مزاج مادی وساذج کا علاج سوء مزاج جب بلا مادہ (ساذج) ہوتا ہے تو اس میں صرف یہ کافی ہوا کرتا ہے کہ ہم محض مزاج کو تبدیل کر دیں (اور کسی قسم کا استفراغ نہ کریں)؛ اور جب سوء مزاج مادہ کے ساتھ (مادی) ہوتا ہے، تو ہمیں استفراغ کرنا پڑتا ہے (تاکہ وہ مادہ ہی نکل جائے، جس نے مزاج کو بگاڑ دیا ہے)۔ اس کے بعد گاہے فقط یہی استفراغ کافی ہوتا ہے (اور کسی دوسرے علاج کی مزید ضرورت باقی نہیں رہتی)، بشرطیکہ اسکے بعد کچھ سوء مزاج گذشتہ استحکام و پائداری کی وجہ سے باقی نہ رہ جائے؛ اور گاہے صرف استفراغ کافی نہیں ہوا کرتا ہے، بلکہ استفراغ کے بعد تبدیل مزاج کی مزید تدبیریں بھی کرنی پڑتی ہیں، بشرطیکہ استفراغ کے بعد کچھ سوء مزاج باقی رہ جائے +

ونقول ان معالجۃ سوء المزاج اصناف ثلثۃ لان سوء المزاج اما ان یکون مستحکما فیکون علاجہ بالضد علی الاطلاق وھذا ھو المداواۃ المطلقۃ

سوء مزاج مستحکم وغیرہ کا علاج اسکے بعد ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ سوء مزاج کے علاج کی تین صورتیں ہیں: اسلئے کہ (۱) سوء مزاج گاہے مُستحکَم ہوتا ہے (یعنی پورے طور پر پیدا ہو چکا ہوتا ہے، خواہ زیادہ پائدار ہو یا کم)؛ اس صورت میں بلا کسی قید کے بالضد علاج کیا جاتا ہے۔ اسکو (بلا قید علاج بالضد کو) مداواۃ مطلقہ کہا جاتا ہے +

واما ان یکون فی حد الکون واصلاحہ المداواۃ مع التقدم بالحفظ بمنع السبب

(۲) گاہے سوء مزاج پیدائش کے دَور میں ہوتا ہے (یعنی تھوڑا بہت ہو چکا ہوتا ہے، اور تھوڑا باقی ہوتا ہے): اسکی تدبیر و اصلاح (علاج) یہ ہے کہ (جتنا لاحق ہو چکا ہے) اس کا علاج (بالضد) کیا جائے، اور (جتنا ابھی باقی ہے، اُس سے تحفظ اور بچاؤ کے لئے ایسی روک تھام کی جائے کہ وہ سبب ہی رونما نہ ہو (جو نمودار ہوکر باعث مرض ہو سکے) +

ومنہ ما یرید ان یکون ونحتاج فیہ الی منع السبب فقط ویسمی التقدم بالحفظ

(۳) گاہے سوء مزاج پیدا ہونے والا ہوتا ہے (یعنے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا ہے): اس صورت میں ہمیں صرف سبب کو روکنے کی ضرورت ہوتی ہے: اس قسم کی تدبیر کو تَقَدُّم بِالْحِفْظ (پیشگی بچاؤ) کہا جاتا ہے +

کسی سوء مزاج کے پیدا ہونے کا علم قبل از وقت کیونکر ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گاہے اس کا علم مخصوص قرائن و آثار سے ہو جایا کرتا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو عادتاً منخات سے درد سر لاحق ہو جایا کرتا ہو، اور اسکا ہمیں علم ہو، اس کے بعد اُسے گرم ہوا، میں چلنے کا اتفاق پڑے، اور کوئی گرم چیز استعمال کرے، تو ہم قبل از وقت درد پیدا ہونے کا حکم لگا سکتے ہیں +

مثال المداواۃ مع الجۃ عفونۃ حمی الربع بالتریاق وسقی الماء البارد فی الغب لیطفی

مداوات مطلقہ کی مثال یہ ہے کہ ہم حمائے ربع کی عفونت کا علاج تریاق کے ذریعہ کریں، اور حمائے غب میں حرارت بجھانے کے لئے ٹھنڈا پانی پلائیں +

دونوں صورتوں میں مادہ کا استفراغ نہیں ہوتا ہے، بلکہ تریاق اور پانی سے محض مریض کے سوء مزاج کو بدلنا مقصود ہوا کرتا ہے +

ومثال المداواۃ والتقدم بالحفظ الاستفراغ فی الربع بالخربق وفی الغب بالسقمونیا اذا اردنا بذلک ان نمنع ابتداء نوبۃ تقع

مداوات اور تقدم بالحفظ کی مثال یہ ہے کہ ہم حمائے ربع میں خربق کے ذریعہ اور حمائے غب میں سقمونیا کے ذریعہ استفراغ کرائیں، جس سے ہمیں یہ مقصود ہو کہ بخار کی جو باری آنے والی ہے، وہ شروع ہی نہ ہونے پائے +

ومثال التقدم بالحفظ مفرداً استفراغ المستعد لحمی الربع

تنہا تقدم بالحفظ کی مثال یہ ہے کہ غلبۂ سوداء کی وجہ سے جس شخص میں حمائے ربع کے پیدا ہونے کی قابلیت ہو، مگر ابھی

لغلبة السوداء بالخربق و نحتمی الغب لغلبة الصفراء بالسقمونیا	وہ نمودار نہ ہوا ہو)، ان میں خربق کے ذریعہ ہم (مادۂ سوداویہ کا) استفراغ کریں، یا غلبۂ صفرار کی وجہ سے جن میں حمائے غب پیدا ہونے کی استعداد ہو، ان میں سقمونیا کے ذریعہ (مادۂ صفراویہ کا) استفراغ کریں، (تاکہ یہ نمودار ہی نہ ہونے پائیں)+
واذا اشکل علیك شئ من الامراض سببه حر او برد و اردت ان تجرب فلا تجربن بمفرط و انظر کیلا یغرك انتاثیر الذی بالعرض	قانون جب کوئی مرض تمہیں دشواری میں ڈالدے کہ آیا اس کا سبب حار ہے، یا بارد، اور تم اس کا تجربہ کرنا چاہو، تو کسی قوی الکیفیت چیز سے ہرگز اس کی آزمائش نہ کرو، (مبادا مرض بھی شلاً گرم ہو، اور تمہاری دوا بھی شدید گرم ہو، توکیا حشر ہوگا)؛ اور تجربہ کے وقت خوب غور کرتے رہو، مبادا دوا کی عارضی تاثیریں تمہیں دھوکہ اور غلط فہمی میں نہ ڈالدیں+

یہ تمکو پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ بعض چیزیں باوجود بارد ہونے کے بالعرض حرارت بھی پیدا کردیا کرتی ہیں، اور اس کے برعکس بھی ہوا کرتا ہے+

واعلم ان التبرید والتسخین مدتھما سواء لکن الخطر فی التبرید اکثر لان الحرارة صدیقة الطبیعة	شذرہ واضح ہو کہ اعضار کی تبرید و تسخین، دونوں، میں اگرچہ ایک سی مدت خرچ ہوا کرتی ہے (یعنی جتنی دیر میں کسی عضو کی حرارت کم کی جا سکتی ہے، اتنی ہی دیر میں اس کی برودت). لیکن (اگر بلحاظ خطرہ کے ان دونوں کو دیکھا جائے، تو) تبرید میں خطرات کے اندیشے زیادہ ہیں؛ کیونکہ حرارت پھر بھی طبیعت (اور حیات) کی دوست ہے+
وان الخطر فی الترطیب والتیبیس سواء لکن مدة الترطیب اطول	اسی طرح ترطیب اور تجفیف بلحاظ خطرات کے ایک جیسے ہیں، مگر ترطیب میں وقت زیادہ خرچ ہوا کرتا ہے (کیونکہ اسباب محللہ سے کسی دم بدن کو چھٹکارہ نہیں، جس سے یبوست میں امداد پہونچا کرتی ہے)+
والرطوبة والیبوسة کل واحدة منھما تحفظ بتقویة اسبابھا و تبدل بتقویة اسباب ضدھا	شذرہ بدنی رطوبت اور یبوست کے تحفظ کا ذریعہ یہ ہے کہ ان کے اسباب کو قوی کیا جائے۔ اور اگر ہم ان کو بدلنا چاہیں، تو اس کا ذریعہ یہ ہے کہ ان کے ضد کے اسباب کو قوی کیا جائے+

یعنی اگر ہم بدنی رطوبت کو تبدیل کرنا چاہیں، تو ہمیں چاہئے کہ ہم رطوبت کی ضد — یبوست — کے اسباب کو تقویت پہونچائیں +

والحرارة تقوى بالاسباب التی فرغنا عن ذکرها ثم بالمنعشات وهو نفض الفضل والامتلاء و تفتیح المسام ثم بما یحفظها وهو الرطوبة المعتدلة

شذرہ بدنی حرارت اُن اسباب سے قوی ہوا کرتی ہے، جن کا ذکر پہلے (بحث اسباب میں) ہوچکا ہے؛ لیکن ان اسباب کے علاوہ مُنعِشات سے بھی بدنی حرارت کو تقویت پہونچا کرتی ہے۔ منعشات یہ ہیں: (۱) فضلات اور امتلاء مواد کو دور کرنا (۲) سدوں کو کھولنا۔ علیٰ ہٰذا معتدل المقدار رطوبت سے بھی حفاظتِ حرارت کا ذریعہ ہے، حرارت کو تقویت پہونچتی ہے (کیونکہ بدنی رطوبت ہی کے ساتھ بدنی حرارت وابستہ ہے) +

بدن میں اجزاء دہنیہ، سکریہ، اور لحمیہ سے حرارت پیدا ہوا کرتی ہے، اور ان سب چیزوں کو اطباء نے رَطَب تسلیم کیا ہے +

والبرودة تقوى بتقوية اسبابها وبخنق الحرارة وبما یفرط تحلیلها وهو الیبوسة بالذات والحرارة بالعرض

اسی طرح برودت کی تقویت کی صورت یہ ہے کہ اسبابِ برودت کو تقویت پہونچائی جائے؛ نیز اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ (رطوبت کی افراط کے ذریعہ) حرارت کو گھونٹ دیا جائے (حرارت کو دبا دیا جائے، جسکو "خنقِ حرارت" کہتے ہیں)؛ علیٰ ہٰذا برودت اُن اسباب سے بھی تقویت پاتی ہے جو فرطِ تحلیل کے باعث ہوں (جن سے بدنی رطوبتیں بکثرت تحلیل ہوجائیں)؛ وہ اسباب دو ہیں: یبوست اور حرارت۔ یبوست تو بالذات بدنی رطوبت کو تحلیل و فنا کرتی ہے، اور حرارت بالعرض +

یہ ظاہر ہے کہ ہماری بدنی حرارت رطوبات بدنیہ ہی کے ساتھ قائم ہے، اور انہی سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ جب بدنی رطوبتیں افراط کے ساتھ بدن سے تحلیل و فنا ہوجائینگی، تو یقیناً بدنی حرارت کم ہوجائیگی، جیسا کہ پسینہ کی کثرت میں ہم دیکھا کرتے ہیں۔ اور جب حرارت کم ہوگی، تو بدن میں یقیناً برودت کا غلبہ ہوجائیگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بدنی رطوبت کن اسباب سے تحلیل و فنا ہوسکتی ہے؟ یہ تو بدیہی ہے کہ رطوبت کی دشمن اور ضد "یبوست" ہے؛ جہاں یبوست کا تسلط ہوا، وہاں رطوبت کیونکر رہ سکتی ہے۔ رہی "حرارت" تو وہ گو بالذات اور براہ راست

رطوبت کی دشمن نہیں ہے، مگر وہ یبوست پیدا کرکے رطوبتوں کو فنا کرسکتی ہے، اور یبوست کا پیدا کرنا حرارت کا ذاتی فعل ہے۔ الغرض حرارت تحلیل وافنائے رطوبات کا کام یبوست کے توسط سے انجام دیتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کے اس فعل کو "بالعرض" کہا گیا ہے۔ (آملی)

والمعالجون فرط الحرارة بتفتيح السدد ينبغي ان يتوقى التبريد المفرط لئلا يزيد في تحجير السدد فازيد في سوء المزاج الحار بل ينبغي ان يرفق فيعالج اولا بما يجلو فان كفى جال مبرد كماء الشعير وماء الهندبا فبها ونعمت وان لم يقنع ذلك فبما يكون معتدلا فان لم يقنع فبما فيه حرارة لطيفة لا نبالي من ذلك فان نفع تفتيحه في التبريد اكثر من ضرر تسخينه السهل التطفية بعد التفتيح

[قانون] جو لوگ تفتیح سُدد کے ذریعہ فرطِ حرارت (سوءمزاج حار) کا علاج کرنا چاہیں، اُنہیں چاہیئے کہ وہ تبرید کی زیادتی سے اجتناب رکھیں، ورنہ ممکن ہے کہ تبرید کی زیادتی سے سُدے اور بھی زیادہ متحجر اور سخت ہوجائیں، اور سوءمزاج حار میں کمی کی جگہ اور بھی اضافہ ہوجائے۔ ایسے وقت میں تدریج اور آہستگی سے کام لینا چاہیئے، یعنی پہلے جالی چیزوں سے علاج کرنا چاہیئے؛ چنانچہ اگر (تفتیح سدد کے لئے) ماءالشعیر اور آب کاسنی کی طرح کوئی مبرّد جالی کافی ہوجائے (اور ایسی ٹھنڈی چیزوں سے سُدے کھل جائیں) تو خیر، لیکن اگر ایسی چیزوں سے کام نہ چل سکے، تو اس وقت ایسی جالی چیزیں استعمال کی جاسکتی ہیں، جو معتدل ہوں؛ پھر اگر ایسی چیزیں بھی کافی نہ ثابت ہوں، تو ایسی جالی چیزیں استعمال کی جاسکتی ہیں، جن میں ہلکی سی حرارت موجود ہو، اور قطعی پرواہ نہ کی جائے کہ یہ چیزیں قدرے گرم ہیں (اور ان سے سوءمزاج حار میں اضافہ ہوجائیگا)؛ کیونکہ (نفع ونقصان کا اگر باہمی مقابلہ کیا جائے، تو) ایسی چیزوں کی حرارت سے بدن میں جو (بالفعل) مضرت حاصل ہوگی، اس سے کہیں زیادہ نفع مقصد خاص --- تبرید --- میں تفتیح سدد کے بعد حاصل ہوگا۔ علاوہ ازیں تفتیح کے بعد اُس خفیف حرارت کا دور کرنا زیادہ دشوار بھی نہیں +

اسلئے ایسی حالتوں میں معمولی گرم دواؤں کی گرمی کی قطعی پرواہ نہ کی جائے کہ بدن کا سوءمزاج حار اس سے اور بھی بڑھ جائیگا؛ کیونکہ اگر ایک طرف ان سے بدن میں کچھ حرارت بڑھے گی، تو دوسری طرف اس سے

[۱] یعنی جب بدن میں سوءمزاج حار سدوں کی وجہ سے لاحق ہوا ہو + ۵۷ بہ ترکیب اضافت، چنانچہ آملی اور گیلانی نے اسی نسخہ کو پسند کیا ہے۔

ایک بہت بڑا کام ـــ ازالۂ سبب ـــ بھی انجام پا جائیگا، جو سوء مزاج حار کا اصلی باعث ہے +

اخلاط حارّہ، مثلاً صفراء کے جوش و ہیجان کے وقت اصولاً تبرید پہونچائی جاتی ہے۔ اب شیخ یہ بتانا چاہتے کہ ایسے وقت بلا دریغ اور آنکھ بند کر کے تبرید میں مبالغہ نہ کرنا چاہئے، ورنہ خطرات کے اندیشے ہیں:

وربما منع فرط التطفية من نضج الاخلاط الحارة وان كان بعض الناس مصرا على ابطال هذا الرای وليس يدری ان التطفية القوية تسقط القوة ولاسيما التی ضعفت بالمرض وان كان تصلح من المادة فضل اصلاح فانه قد تعقب امراضا اخری اما من سوء مزاج بارد مفرد واما مع مواد مضادة للمزاج الذی اصلحه	ترجمہ بعض اوقات تبرید کی زیادتی، اخلاط حارہ کو نضج سے روک دیتی ہے۔ اگرچہ بعض لوگ اس رائے کی تغلیط و ابطال پہ مُصر ہیں (اور وہ کسی طرح تسلیم نہیں کرتے کہ ٹھنڈک کی زیادتی سے اخلاط حارہ کا نضج رُک سکتا ہے)؛ اُنہیں یہ خبر نہیں کہ تبرید قوی سے بدنی قوتیں نڈھال ہو جاتی ہیں، علی الخصوص اُس وقت، جبکہ یہ قوتیں مرض کی وجہ سے اور بھی زیادہ ناتواں ہو چکی ہوں۔ علاوہ ازیں تبرید مفرط سے اگرچہ اُس مادہ کی بہت کچھ اصلاح ہوسکتی ہے۔ لیکن اس سے بعض اوقات دوسرے امراض پیدا ہوجاتے ہیں، جو گاہے سوء مزاج بارد سادہ کی شکل میں ہوتے ہیں، اور گاہے مادی کی شکل میں، جنکے مواد کے مزاج اُس مزاج کے مضاد ہوتے ہیں، جسکی اصلاح تبرید مفرط سے کی گئی ہے۔

یعنی امراض حارّہ میں بیقاعدہ طور پر ٹھنڈک کی زیادتی سے گو مواد حارہ کی حرارت زائل ہوسکتی ہے، لیکن گاہے اس سے مزاج میں برودت لاحق ہوجاتی ہے، جو گاہے سادہ ہوتی ہے، اور گاہے مادّی۔ جس کے ساتھ مادّہ بارد ہوتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ مادّہ باردہ کا مزاج مادّہ حارہ کے مزاج سے مضاد ہوتا ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اصلی مرض حارّ تھا، اور مادہ حارہ ہی کی اصلاح و تدبیر کے لئے تبرید کا استعمال مبالغہ سے کیا گیا تھا +

قرشی فرماتے ہیں: شیخ کا یہ قول کچھ عجیب و غریب سا ہے۔ افراط کی شکل میں جس طرح تبرید سے مضرت کے اندیشے ہوسکتے ہیں، اسی طرح تسخین سے بھی۔ ان دونوں میں اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر تبرید کے احکام کو اس قدر خطرناک شکل میں پیش کرنے کے کیا معنٰی ہوسکتے ہیں؟

واما تسخين المزاج البارد فكانه صعب اذا كان قد استحكم وغاية فی السهولة فی الابتداء	ترجمہ مستحکم ہوجانے کے بعد سوء مزاج بارد کا دور کرنا تقریباً دشوار ہی سا ہے، لیکن ابتداء میں (استحکام سے پہلے) بغایت سہل ہے +

وبالجملة فان تسخين البارد في الابتداء اسهل من تبريد السخين في الابتداء ولكن تبريد السخين في الانتهاء وان كان صعبًا اسهل من تسخين البارد في الانتهاء لان البرودة البالغة هي موت من الغريزة او مشارفة له

خلاصہ یہ ہے کہ ابتدار میں گرم کو ٹھنڈا کرنا اتنا آسان نہیں ہے، جتنا کہ ابتدار میں ٹھنڈے کو گرم کرنا؛ لیکن انتہار میں (استحکام و استواری کے بعد) گرم کو ٹھنڈا کرنا بھی اگرچہ دشوار ہی سا ہے، مگر اتنا زیادہ دشوار نہیں، جتنا کہ انتہار میں ٹھنڈے کو گرم کرنا؛ کیونکہ **کمال برودت** طبیعت کی موت ہے، یا اس کے لگ بھگ +

جب طبیعت ہی مردہ ہو جائیگی، تو کونسا کام انجام پاسکیگا، اور مزاج کی اتنی شدید اور انتہائی برودت کو کونسی قوت زائل کرسکیگی؟

واعلم ان التبريد قد يقارن التيبيس وقد يقارن الترطيب وقد يخلو عنهما

شذرہ واضح رہے کہ تبرید کے ساتھ گاہے تجفیف (تیبیس) شریک ہوا کرتی ہے، اور گاہے ترطیب، اور گاہے ان دونوں سے خالی (تنہا تبرید) ہوا کرتی ہے +

یعنی بعض اوقات بدن میں حرارت بھی زائد ہوتی ہے، اور رطوبت بھی؛ ایسی صورت میں تبرید اور تجفیف دونوں کی ضرورت پیش آتی ہے؛ اور بعض اوقات حرارت کے ساتھ یبوست زائد ہوتی ہے: ایسی صورت میں تبرید کے ساتھ ترطیب کی بھی ضرورت دامنگیر ہوتی ہے؛ اور بعض اوقات بدن میں تنہا حرارت کا غلبہ ہوتا ہے؛ اس وقت محض تبرید کافی ہوتی ہے +

تبرید کے اصول پر تسخین کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے +

والتيبيس اشد اتباعا للبرودة التي قد حدثت والترطيب اشد جلبا للبرودة المستحدثة

شذرہ اگر بدن میں برودت لاحق ہے، تو یبوست اُس کو دیرپا کر دیتی ہے (کیونکہ یبوست کا کام ہی تحفظ و استقلال ہے)؛ اور اگر بدن میں رطوبت لاحق ہے، تو برودت کو یہ جلد کھینچ لاتی ہے (یعنی رطوبت اپنے غلبہ سے حرارت کو بجھا کر بدن میں برودت پیدا کر دیتی ہے) +

وقد يعين في التيبيس جميع اسباب الحرارة اذا افرطت ويعين في الترطيب جميع اسباب البرودة اذا افرطت

شذرہ حرارت پیدا کرنے والے اسباب میں جب افراط اور زیادتی لاحق ہو جاتی ہے، تو (فرط تحلّل کی وجہ سے) یہ بدن کے اندر یبوست پیدا کرنے میں معاون ہو جاتے ہیں؛ اسی طرح جب برودت پیدا کرنے والے اسباب افراط کی صورت

اختیار کرلیتے ہیں، تو وہ (تحلل کو روک کر) رطوبت پیدا کرنے میں معاون ہوجاتے ہیں +

ولا یبلغ فیه شئ مبلغ الدعة والاستحمام الداثم الخفیف والابزن وقد عرفنا هذا فیما سبق وشرب الممزوج قوی فی الترطیب

شذرہ ترطیب پیدا کرنے میں دوسری باتیں مندرجہ ذیل امور کا مقابلہ نہیں کرسکتیں: سکون وآرام — ہلکے حمام کی پابندی جس میں زیادہ دیر تک قیام نہ کیا جائے — آبزن — جیسا کہ گزشتہ بیان (بحث اسباب) میں تمہیں ان کا علم ہوچکا ہے۔ اسی طرح شراب ممزوج کا استعمال بھی ایک قوی مرطب ہے +

واعلم ان الشیخ اذا احتاج الے تبرید وترطیب فانه لا یکفیه من ذلك ما یردہ الی الاعتدال بل ما یجاوز ذلك الی مزاجه البارد الرطب الذی وقع له فانه وان کان عرضیا فهوله کالطبیعی

قانون بوڑھے آدمیوں میں (ان کے سوء مزاج حار یابس کو زائل کرنے کے لئے) جب بدن میں برودت ورطوبت پیدا کرنیکی ضرورت ہوتی ہے، تو اس وقت انکے لئے صرف اتنی تبرید وترطیب کافی نہیں ہوسکتی، جو ان کے مزاج کو بدل کر محض اعتدال تک پہونچادے، بلکہ اس سے زائد تبرید وترطیب کی حاجت ہوا کرتی ہے، جو اعتدال کی حد سے تجاوز کرکے بڈھوں کے مزاج — بارد رطب — کی حد تک پہونچادے؛ کیونکہ بڈھوں کے مزاج میں برودت ورطوبت جو پیدا ہوجاتی ہے، یہ اگرچہ (اصلی نہیں، بلکہ) عارضی ہے، لیکن یہ ان میں اصلی اور طبعی ہی کے مانند ہوجاتی ہے +

ویجب ان تعلم ان کثیرا ما یحوج فی تبدیل مزاج ما الی ان یستعمل ما یقوی ذلك المزاج مخلوطا بما یضادہ مثل ما یحوج الی استعمال الخل مع الادویة المسخنة لعضو حتی تغوص قوتها ومثل ما یحوج الی استعمال الزعفران فی الادویة المبردة للقلب لیوصلها الیه

قانون واضح ہو کہ بعض مزاجوں کی تبدیلی میں بسا اوقات ایسی دوائیں باہم مخلوط کرکے استعمال کرنی پڑتی ہیں، جن میں سے کچھ دوائیں تو اُس مزاج کے مضاد ہوتی ہیں، اور کچھ دوائیں اُس مزاج کی مقوی (جس کا دور کرنا مقصود ہوتا ہے)؛ **مثلاً** جب کسی عضو (کے سوء مزاج بارد) میں ہم گرم دواؤں سے تبدیلی پیدا کرنا چاہتے ہیں، تو ان گرم دواؤں کے ساتھ ہمیں سرکہ ملانے کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے، تاکہ (سرکہ کی قوتِ نفاذہ کی وجہ سے) ان دواؤں کی قوتیں اندر نفوذ کرجائیں (حالانکہ سرکہ بطور خود بارد ہے)؛ اور **مثلاً** قلب کی مبرد دواؤں کے ساتھ ہمیں زعفران کے استعمال

کرنے کی ضرورت لاحق ہوا کرتی ہے، تاکہ وہ ان قلبی ادویہ کو (ان کے اثرات کو) قلب تک پہونچادے (حالانکہ زعفران خود ایک گرم دوا ہے، اور قلبی مرض بھی گرم ہی ہوتا ہے) +

وكثيرا ما يكون الدواء قوى التاثير في تغيير المزاج الا انه للطفه لا يلبث ريثما يفعل فعله فيحتاج الى ان تخلط به شيئا يكثفه ويحبسه وان كان موجبا لضد فعله مثل ما يخلط بدهن البلسان الشمع وغيره ليحبسه على العضو مدة تفعل فيها فعله

قانون بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دواؤں میں تبدیل مزاج کی قوت اگرچہ کافی قوی ہوا کرتی ہے، لیکن وہ اپنی لطافت کی وجہ سے اتنی دیر ٹھہرنے نہیں پاتیں کہ اپنا عمل کرسکیں؛ ایسی حالت میں اس امر کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے کہ لطیف دواؤں کے ساتھ کوئی ایسی چیز ملادی جائے جو ان کو کثیف و غلیظ بنا کر اعضاء پر ٹھہرانے اور روکنے کا ذریعہ بن جائے؛ خواہ اس کا عمل ان دواؤں کے فعل کے مضاد ہی کیوں نہ ہو؛ مثلاً روغن بلسان کے ساتھ موم وغیرہ اس لئے ملا دیا جاتا ہے کہ وہ روغن بلسان کو عضو پر اتنی دیر تک روکے رکھے کہ اسے اپنا عمل کرنے کا موقعہ مل جائے +

الفصل الثالث في انه كيف يجب ومتى يجب ان يستفرغ

فصل (۳) استفراغ کیونکر کرنا چاہیئے، اور کب؟

الاشياء التي تدل على صواب الحكم في الاستفراغ عشرة الامتلاء والقوة والمزاج والاعراض الملائمة مثل ان تكون الطبيعة التي تريد اسهالها يعرض لها اسهال فان الاسهال على الاسهال خطر والسحنة والسن والفصل وحال هواء البلد وعادة الاستفراغ والصناعة وهذه اذا كانت على ضد جهة كالة تقتضي الاستفراغ منعت من الاستفراغ فالخلاء لا محالة يمنع عن الاستفراغ

۱ اصول استفراغ جن چیزوں سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ استفراغ اصولاً صحیح اور برمحل ہے، وہ دس ہیں:- امتلاء — قوت — مزاج — اعراض ملائمہ[1]، مثلاً تم نے بغرض اسہال کسی شخص کو مسہل پلایا، مگر دست نہ آئے، تو ایسی صورت میں مسہل پر مسہل دینا خطرناک ہے — سحنہ — عمر — موسم — ملک کی ہوا، کی حالت — استفراغ کی عادت — پیشہ +

چنانچہ جب ان امور مذکورہ کا رخ مقتضائے استفراغ کے خلاف واقع ہوتا ہے، تو استفراغ کی ممانعت کرنی پڑتی ہے +

۱-۱ امتلاء چنانچہ بدن کا مواد سے خالی ہونا بلا دریغ مانع استفراغ

[1] اعراض ملائمہ سے وہ عوارض مراد ہیں، جو دوران استفراغ میں پیدا ہوجائیں، جیسا کہ خود شیخ نے ایک مثال بتائی ہے؛ یا بدن مریض میں پہلے سے پائے جاتے ہوں، جس کی مثال آیندہ آنے والی ہے +

ہے (ایسی حالت میں کسی طرح استفراغ کی اجازت نہیں دیجا سکتی) +

ان تمام بیانات میں، جہاں جہاں استفراغ کی ممانعت کی گئی ہے، قوی استفراغ مراد ہے، نہ کہ معمولی اور خفیف استفراغات، جو کسی حالت میں روکے نہیں جاتے +

وکذلك ضعف ایۃ قوۃ کانت من الثلث

۲- قوت　اسی طرح تینوں قسم کے قوی (حیوانیہ، نفسانیہ، اور طبعیہ) میں سے خواہ کوئی قوت بھی ضعیف ہو، (یا ان کے ضعیف ہوجانے کا اندیشہ ہو، دونوں صورتوں میں استفراغ کی اجازت نہیں دی جاسکتی) +

الا انا ربما آثرنا ضعف قوۃ ما علی ضرر ترك الاستفراغ

لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ "ترک استفراغ کی مضرت" کے مقابلہ میں کسی "قوت کے ضعف" کو اختیار کرلیا کرتے ہیں (مگر استفراغ کو نہیں روکتے) +

ایسا اُس وقت کرتے ہیں، جبکہ ترک استفراغ کی مضرت بہت شدید اور اہم ہوتی ہے، مادہ مقدار میں کثیر، اور ہیجان میں ہوتا ہے؛ اس لئے اس وقت اس کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے کہ استفراغ کی وجہ سے ضعف پیدا ہوجائیگا؛ چنانچہ عمل مسہل کے اواخر میں بعض اوقات تشنج، سدر و دوار، اور ضعف حرکت لاحق ہوجاتا ہے، اور فصد و مسہل کے بعد غشی لاحق ہوجاتی ہے +

وذلك فی القوی الحسیۃ والحرکیۃ

(لیکن اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ خواہ کوئی قوت بھی ضعیف ہو، ہم اس کی مطلق پرواہ ہی نہیں کیا کرتے، بلکہ) یہ محض قوائے حسیہ و حرکیہ (یعنی محض قوائے نفسانیہ) کے ساتھ مخصوص ہے (نہ کہ عام قوی اس میں شریک ہیں) +

او رجونا تدارك الامر الخطیر ان وقع وذلك فی جمیع القوی

علے ہذا اس وقت بھی اہم استفراغ کو ترک استفراغ پر ترجیح دیتے ہیں) جبکہ ہمیں یہ توقع ہوتی ہے کہ اگر استفراغ سے (بالفرض) کوئی خطرہ لاحق ہوگیا (اور کوئی قوت کمزور ہوگئی)، تو ہم اس کا تدارک کرسکینگے۔ اس بارہ میں ساری قوتیں شریک ہیں (قوائے نفسانیہ کے ساتھ کوئی خصوصیت نہیں ہے) +

یعنی جب ہمیں خطرات کے تدارک و اصلاح کی توقع ہوتی ہے، تو ہم کسی قوت کے ضعف کی پرواہ نہیں کرتے، اور استفراغ کو نہیں روکتے +

والمزاج الحار اليابس يمنع منه والبارد الرطب العديم الحرارة او ضعيفها يمنع منه ايضا

۳۔ مزاج مزاج کا حار یابس ہونا مانع استفراغ ہے۔ اسی طرح مزاج کا بارد رطب ہونا بھی مانع استفراغ ہے، خواہ حرارت بالکل ہی نہ ہو (یعنی برودت کا بہت ہی غلبہ ہو) اور خواہ ضعیف ہو (یعنی برودت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو)۔

واما الحار الرطب فيرخص فيه شديداً

رہا مزاج کا حار رطب ہونا، اس صورت میں تو آزادی اور فراخدلی کے ساتھ استفراغ کی اجازت دیجایا کرتی ہے۔

لیکن ان مزاجوں کے ساتھ اگر مادہ شریک ہو تو بلا کراہت اس کا استفراغ جائز ہے۔

واما السحنة فان الافراط في القضافة والتخلخل يمنع منه خوفا من تحلل القوة

۴۔ سحنہ (سحنہ = ڈیل ڈول ــ انگلیٹ) استفراغ میں بدن کی فربہی ولاغری کا اگر لحاظ کیا جائے، تو حد درجہ کی لاغری اور حد درجہ کا بدنی تخلخل مانع استفراغ ہیں؛ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں تحلل قوت کا اندیشہ ہے۔

ولذلك فان الواجب عليك في تدبير الضعيف النحيف الكثير المرار في الدم ان تداويه ولا تستفرغه وتغذوه بما يولد الدم الجيد المائل الى البرودة والرطوبة فربما اصلحت بذلك مزاج خلطه وربما قويته فيحتمل الاستفراغ

یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص ضعیف ونحیف اور لاغر ہو، اور اس کے خون میں صفراء کا غلبہ ہو، تو ایسے شخص کے علاج کے وقت مناسب یہی ہے کہ استفراغ نہ کرایا جائے؛ بلکہ (تبدیل مزاج اور غلبۂ صفراء کو توڑنے کے لئے) مناسب دوائیں دی جائیں اور ایسی (ٹھنڈی) غذائیں کھلائی جائیں، جن سے خون صالح مائل بہ برودت ورطوبت پیدا ہو۔ اس حیلہ وتدبیر سے بعض اوقات تو صفراء کے مزاج کی اصلاح ہو جاتی ہے (اس کا غلبہ ٹوٹ جاتا ہے، اور کسی مزید علاج کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی)؛ اور بعض اوقات اس سے مریض کے بدن میں اتنی تقویت پہونچ جاتی ہے کہ اب وہ استفراغ کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے قابل ہو جاتا ہے (اور پہلے اگر اس میں اتنی سکت نہ تھی، تو اب ان تدابیر سے اس کے بدن میں اتنی سکت پیدا ہو جاتی ہے)۔

وكذلك يجب ان لا تقدم على استفراغ القليل الاكل عادةً

علیٰ هذا جو لوگ عادتاً کم خوراک ہوں، اور استفراغ سے بچنے کی کوئی ادنیٰ سبیل بھی موجود ہو، تو ان میں بھی استفراغ

کی جرأت ہرگز نہ کرنی چاہئے +

والسمن المفرط ایضًا یمنع منه خوفًا من استیلاء البرد وخوفًا من ان یضغط اللحم العروق ویطبقها اذا استخلاها فیختنق الحرارة اولیعصر الفضول الی الاحشاء

(لاغری کی طرح) **زیادہ فربہی** بھی اس وجہ سے مانع استفراغ ہے کہ اس صورت میں غلبۂ برودت کا اندیشہ ہوتا ہے؛ (یہ اندیشہ تھمی فربہی میں ہوا کرتا ہے)۔ اور یا یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ جب رگوں کو استفراغ کے ذریعہ خالی کردیا جائیگا، تو گوشت (فربہ گوشت) کے نیچے رگیں دب کر بند ہو جائیں گی، جس سے حرارت گھُٹ جائیگی[۱]، یا (اس بند کے مقام سے) فضلات واپس ہو کر احشاء کی طرف چلے جائینگے۔ (یہ اندیشہ بھی فربہی میں ہوسکتا ہے)+

والاعراض الردیة ایضًا مثل الاستعداد للذرب والتشنج یمنع منه

۵۔ اعراض ملائمہ — بدنِ مریض کے بُرے عوارض بھی مانع استفراغ ہوا کرتے ہیں؛ مثلاً مریض میں پہلے ہی سے ذرب اور تشنج کی استعداد و قابلیت کا پایا جانا؛ (ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ مریض کو مسہل کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔) +

والسن القاصر عن تمام النشؤ والمجاوز الی حد الذبول یمنع منه

۶۔ عمر مریض — ایسی (بچپنے کی) عمر بھی مانع استفراغ ہے، جس میں اعضاء کا پورا نشو ونما نہ ہوا ہو، اور ایسی (بڑھاپے کی) عمر بھی جس میں اعضاء گھٹنے اور گھُلنے لگے ہوں +

والوقت القائظ والبارد جدًا یمنع منه

۷۔ موسم — سخت گرمی کا وقت، اور سخت سردی کا وقت، یہ دونوں مانع استفراغ ہیں +

والبلد الجنوبی الحار جدًا ممّا یحرم ذلك فان اكثر المسهلات حارة واجتماع حارین غیر محتمل ولان القوی تكون فیه ضعیفة مسترخیة ولان حر الخارج یجذب المادة الی خارج

۸۔ ہوا ملک — نہایت گرم جنوبی ممالک میں بھی استفراغ حرام ہے؛ کیونکہ (۱) مسہل ادویہ زیادہ تر گرم ہی ہوا کرتی ہیں اور دو گرمیوں کا اکٹھا ہو جانا ناقابل برداشت ہے (دواء مسہل کی گرمی، اور ہوا ملک کی گرمی)؛ اور (۲) اس لئے بھی (گرم ممالک میں مسہل دینا حرام ہے) کہ ایسے ممالک میں بدنی قوّے ڈھیلے ڈھالے اور کمزور ہوا کرتے ہیں؛ اور (۳) اس لئے

[۱] رگوں کے بند ہونے سے دورانِ خون رُک جائیگا، تولید حرارت کا سلسلہ بند ہو جائیگا، اور نسیم جدید اعضاء تک نہ پہونچ سکیگی، جسکو "**حرارت کا اختناق**" کہا جاسکتا ہے +

والدواء یجذبها الی داخل فتقع مجاذبة تودی الی تقاوم	بھی (حرام ہے) کہ بیرونی گرمی (بیرونی ہوا کی گرمی) تو مادہ کو باہر کی طرف جذب کرنا چاہتی ہے، اور دوا مسہل اندر کیطرف (آنتوں کی طرف) کھینچنا چاہتی ہے؛ یہ باہمی کشمکش اور کھینچ تان مقابلۂ جنگ کی سی صورت اختیار کرلیتی ہے (جس سے دوا کا پورا عمل نہیں ہونے پاتا) +
والشمالی البارد جدا یمنع منہ	اسی طرح شمالی سمت کے نہایت سرد ممالک بھی مانع استفراغ ہیں +
وقلة عادة الاستفراغ یمنع منہ	۹۔عادت استفراغ کا کم عادی ہونا بھی مانع استفراغ ہے +
والصناعة الکثیرة الاستفراغ کخدمة الحمام والحمالیة یمنع منہ وبالجملة کل صناعة متعبة	۱۰۔پیشہ ایسے پیشے بھی مانع استفراغ ہیں، جن میں مواد خود بخود بکثرت خارج ہوا کرتے اور طبعًا استفراغ پاتے رہتے ہیں، مثلاً حمام کی نوکری، باربرداری کی مزدوری؛ خلاصہ یہ کہ وہ سارے پیشے مانع استفراغ ہیں، جو تکان کے باعث ہوسکتے ہیں +
وینبغی ان یعلم ان الغرض فی کل استفراغ احد امور خمسة	**مقاصدِ استفراغ** واضح ہو کہ ہر استفراغ کے وقت مندرجۂ ذیل پانچ امور میں سے کسی ایک امر کو اپنا مقصد بنایا جاتا ہے (بلکہ اکثر استفراغات میں ان پانچوں امور کا لحاظ کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے) +
استفراغ ما یجب استفراغہ وتعقبہ لا محالة راحة	**اوّل:** استفراغ کے وقت اسی مادہ کو نکالا جائے، جسکا بدن سے خارج کرنا مناسب ہے (یعنی محض مادہ فاسدہ کے نکالنے کی کوشش کی جائے)۔ ایسی صورت میں (جبکہ مادہ فاسدہ بدن سے نکل جائیگا) بلاشبہ استفراغ کے بعد راحت وآرام محسوس ہوگا +
الا ان یتعقبہ اعیاء الاوعیة او ثوران الحرارة او حمی یوم او مرض آخر مما یلزم کسحج الاسہال للامعاء وتقریح الادرار للمثانة	ہاں، یہ اور بات ہے کہ استفراغ کے بعد (مواد کے گذرنے سے) عروق میں تکان (کی سی کیفیت) پیدا ہو جائے؛ یا (استفراغ کی گڑبڑ سے) بدنی حرارت بھڑک اٹھے؛ یا حمی یوم پیدا ہو جائے؛ یا استفراغ کے لوازمات میں سے

کوئی دوسرا مرض لاحق ہو جائے ؛ مثلاً دستوں کی کثرت سے گا ہے آنتیں چھل جاتی ہیں (سحج امعاء) اور ادرار کے اثر سے گا ہے مثانہ زخمی ہو جاتا ہے (تقرّح مثانہ) +

فهذا وان نفع فلا يحس بنفعه بل ربما ادى فى الحال الى ان يزول العارض

ان تمام صورتوں میں گو استفراغ فی نفسہ مفید ہی ہوتا ہے، مگر اس کا فائدہ اُس وقت بظاہر محسوس نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات فائدہ کا احساس اُن مذکورہ عوارض کے زائل ہونے تک ملتوی ہو جایا کرتا ہے، جو استفراغ کے نتیجہ میں پیدا ہو جاتے ہیں +

مثلاً کسی شخص نے مسہل کے ذریعہ اپنے بدن کا تنقیہ کرایا، لیکن اثنائے مسہل میں دستوں کے اثر سے آنتوں میں سحج لاحق ہو گیا، اور پیچش کی تکلیف دامنگیر ہو گئی، تو تا وقتیکہ پیچش میں آرام نہ ہو، مریض کو تنقیہ کا فائدہ محسوس نہ ہو گا +

والثانى تامل جهة ميله كالغثيان ينقى بالقئ والمغص بالاسهال

دوئم : استفراغ کے وقت مواد کے میلان کا رُخ دیکھا جائے (کہ کس طرف اُسکی توجہ ہے)، مثلاً اگر متلی دامنگیر ہو تو (سمجھنا چاہیئے کہ مادہ کا میلان قے کی طرف ہے) ایسی حالت میں مادّہ کو قے کی صورت میں خارج کرنا چاہیئے ؛ اور اگر آنتوں میں مروڑ ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ مادّہ کا میلان دستوں کی طرف ہے) ایسی حالت میں مادّہ کو دستوں کے ذریعہ خارج کرنا چاہیئے +

والثالث عضو مخرجه من جهة ميله كالباسليق الايمن لعلة الكبد لا القيفال الايمن

سوئم : استفراغ کے وقت مواد کے رُخ اور اُنکی توجہ کے لحاظ سے اُس عضو کو دیکھا جائے، جہاں سے یہ مواد خارج ہو سکتے ہیں ؛ مثلاً امراض کبد کے لئے (بوقتِ فصد) دائیں باسلیق اختیار کی جائے، نہ کہ دائیں قیفال +

اطباء کا خیال ہے کہ جگر کے ساتھ دائیں باسلیق کو اتنا لگاؤ ہے کہ جگر کے مواد دائیں باسلیق ہی کی فصد سے خارج ہو سکتے ہیں ؛ مگر دوران خون نے اس خیال کو بہت کمزور کر دیا ہے +

فانه وان اخطأ فى مثل هذا ربما جلب خطراً

اس قسم کی باتوں میں اگر غلطی کی گئی (اور مادّہ کو بیقاعدہ طور پر ایسے عضو سے نکالنے کی کوشش کی گئی، جہاں سے وہ خارج نہیں ہو سکتے) تو اس سے بعض اوقات (بجائے فوائد کے) خطرات پیدا ہو جاتے ہیں +

ویجب ان یکون عضوالمخرج اخس من المستفرغ منہ لئلا یمیل المادۃ الی ما ھواشرف

یہ بھی ضروری ہے کہ جس عضو کی راہ مادہ کو خارج کیا جائے، وہ عضو مریض سے، جس سے مادہ کا استفراغ مطلوب ہے، خسیس اور کم رتبہ ہو، تاکہ ایسا نہ ہو کہ مادہ مرض خسیس اور کم رتبہ عضو سے ایک شریف اور بلند مرتبہ عضو کی طرف چلا جائے (اور پہلی آفت سے دُگنی آفت پیدا ہو جائے)+

ویجب ان یکون مخرجہ منہ طبیعیا کالاعضاء البول لحدابۃ الکبد والامعاء لتقعیرہٖ

یہ بھی ضروری ہے کہ جس عضو سے مادہ خارج کیا جائے، وہ اُن مواد کو خارج ہونیکا طبعی راستہ (مخرج طبعی) ہو جیسے اعضائے بول محدب جگر کے مواد کیلئے مخرج طبعی ہیں، اور آنتیں مقعر جگر کیلئے+

وربما کان العضوالذی یندفع منہ ھوالعضوالذی یجب ان یستفرغ منہ لکن بہ علۃ اومرض یخاف علیہ من مرور الاخلاط بہ فیحتاج ان یمال الی غیرہ مما ھواصوب

گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس عضو کی طرف مادہ مندفع ہو رہا ہے، اصولاً اسی عضو کی راہ اسکو نکالنا بھی چاہئے، مگر اس عضو میں کوئی ایسی علت یا مرض ہے کہ ادھر سے مواد کا گذارنا خوف وخطرے خالی نہیں؛ ایسی حالت میں ضرورت اس امر کی دامنگیر ہوتی ہے کہ مادہ کو اس عضو کی بجائے کسی دوسرے عضو کیطرف منتقل کر دیا جائے، جو اس کے لئے زیادہ موزوں ہو+

مثلاً جگر کے مقعر حصے کے مواد طبعاً آنتوں کی طرف مائل ہوا کرتے ہیں، اور اصولاً اسی راستہ سے خارج کئے جاتے ہیں، لیکن اگر معائے مستقیم میں قرحہ ہو، تو جگر کے مواد کو دستوں کی صورت میں خارج کرنا مناسب نہ ہوگا؛ بلکہ اس کے لئے کوئی اور حیلہ کرنا پڑیگا+

وربما خیف علیہ من غلبۃ الاخلاط مرض مثل ما یندفع عن العین الی الحلق فربما خیف منہ الخناق

بعض اوقات (ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس عضو کی طرف مادہ مندفع ہو رہا ہے، اس میں اگرچہ کوئی مرض موجود نہیں ہے، لیکن) یہ اندیشہ رہتا ہے کہ (اگر اس طرف مادہ کو متوجہ کیا گیا، تو) کہیں غلبۂ مواد (اور اخلاط کے گذرنے) کی وجہ سے اس عضو میں کوئی مرض نہ لاحق ہو جائے؛ مثلاً آنکھ کے مواد اگر حلق کی طرف جا رہے ہوں (یا اگر آنکھ کے مواد کو غرغرہ وغیرہ کے ذریعہ حلق کی طرف مائل کیا جائے) تو بعض اوقات اس سے خناق کے پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے+

فیجب ان یرفق فی مثلہ والطبیعۃ

ایسی صورت میں مناسب یہی ہے کہ نرمی اور آہستگی سے

قد تفعل مثل هذا فتستفرغ من غير جهة العادة صيانة لذالك العضو عند ضعفه	کام لیا جائے (سارے مواد کو یک لخت حلق کی طرف مائل نہ کیا جائے، بلکہ حتی الامکان دوسرے راستوں سے، مثلاً اسہال وغیرہ کی راہ ان کو خارج کیا جائے)۔ (یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ نرمی اور آہستگی سے کام لینا، اور مادہ کو مقتضائے توجہ کے خلاف دوسری طرف پھیر دینا، "مقتضائے طبیعت" کے خلاف ہے، کیونکہ) بعض اوقات طبیعت بھی اسی قسم کا کام کر جاتی ہے، یعنی گا ہے ایسا ہوتا ہے کہ کوئی خاص عضو کمزور ہے، اور طبیعت اسکو بچانا چاہتی ہے، اس حالت میں طبیعت اس کو بچا کر مادہ کو دوسرے غیر معتاد راستہ سے نکال دیتی ہے، (جو اس کے طبعی رخ کے خلاف ہوتا ہے)۔
وربما كان ما يستفرغ الطبيعة من الجهة البعيدة المقابلة تبقى معها اشكال مثل ما يندفع من الرأس الى المقعدة او الى الساق والقدم فانه لا يعلم بالحقيقة كان من الدماغ كله او من بطن واحد	شذرہ: بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ طبیعت مادہ کو ایک عضو سے دوسرے دور کے عضو مقابل کی طرف روانہ کر دیتی ہے، جس میں ایک دشواری سی پیدا ہو جاتی ہے؛ مثلاً گاہے سر کا مادہ مقعد کی طرف، یا پنڈلی اور قدم کی طرف چلا آتا ہے: جس میں صحت کے ساتھ کا پتہ چلنا "دشوار" ہو جاتا ہے کہ آیا یہ مادہ سارے دماغ سے آیا ہے، یا کسی ایک بطن سے۔
والرابع وقت استفراغه	چہارم: استفراغ کے وقت یہ بھی دیکھا جائے کہ آیا (نضج کے لحاظ سے) مادہ کے استفراغ کا صحیح وقت آگیا ہے، یا نہیں۔
وجالينوس يجزم القول بان الامراض المزمنة ينتظر فيها النضج التام لاغير وقد علمت النضج ما هو	جالینوس کا یہ عقیدہ ہے کہ نضج کا انتظار محض مزمن امراض میں کرنا چاہیے، دوسرے امراض میں انتظار نضج کی ضرورت نہیں۔ (چنانچہ امراض حادہ میں جالینوس کے اصول کے مطابق نضج کے انتظار کی قطعاً ضرورت نہیں۔) لیکن نضج کے حقیقی معنے کیا ہیں؟ اسے تم (بیان قارورہ میں) معلوم کر چکے ہو۔

جالینوس اور نضج: جالینوس امراض حادہ میں انتظار نضج کی اس لئے ضرورت نہیں سمجھتا ہے کہ اُس کے خیال میں نضج سے مقصود محض "مادہ کی ترقیق" ہے؛ اور امراض حادہ کا مادہ خود ہی رقیق ہوا کرتا ہے، اس لئے اس میں نضج کی ضرورت ہی

نہیں۔ لیکن شیخ اس خیال کو ضعیف سمجھتا ہے، اور یہ بتانا چاہتا ہے کہ جالینوس نے نضج کا مفہوم غلط سمجھا ہے۔ نضج سے مقصود "ترقیق" نہیں ہوا کرتا ہے، بلکہ "تعدیل قوام" یعنے مادہ کے قوام کو اوسط درجہ پر لے آنا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ امراض حادہ میں اگر مواد رقیق ہوتے ہیں، تو اس لحاظ سے وہ بھی نضج کے محتاج ہیں، تاکہ وہ کسی قدر غلیظ ہوکر اوسط درجہ پر آجائیں ✦

وقبل الاستفراغ وبعد النضج يجب فيها ان يسقى من الملطفات كماء الرزوفا والحاشا والبزور

شذرہ امراض مزمنہ میں مناسب یہ ہے کہ استفراغ کرنے سے پہلے، اور مادہ میں نضج حاصل ہوجانے کے بعد، کچھ ملطف دوائیں استعمال کی جائیں، مثلاً آب زوفا، آب حاشا، اور بزور (تخم کرفس، انیسون، بادیان وغیرہ) ✦

امراض مزمنہ کے مواد بشکل نضج پاتے، اور بشکل خارج ہوا کرتے ہیں؛ اس لئے منضجات کے استعمال کے بعد بھی اس کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ استفراغ سے پہلے ان میں مزید لطافت پیدا کی جائے، تاکہ یہ آسانی سے نکل سکیں ✦

واما فی الامراض الحادة فالاصوب ايضاً انتظار النضج وخصوصاً ان كانت ساكنة واما ان كانت متحركة فالبدار الى استفراغ المادة اولى اذ ضرر حركتها اكثر عن ضرر استفراغها قبل نضجها وخصوصاً اذا كانت الاخلاط رقيقة وخصوصاً اذا كانت فی تجاويف العروق غير مداخلة للاعضاء

رہے **امراض حادہ**، تو ان میں بھی بہتر یہی ہے کہ نضج مادہ کا انتظار کیا جائے، علی الخصوص اُس وقت، جبکہ ان امراض کے مواد میں جوش وحرکت نہ ہو۔ لیکن اگر ان کے مواد جوش وحرکت میں ہوں، تو (انتظار نضج سے پہلے ہی) بعجلت تمام استفراغ کرا دینا ہی مناسب ہے؛ کیونکہ نضج کے بغیر مادہ کے اخراج میں خطرات کا اتنا اندیشہ نہیں ہوسکتا، جتنا کہ مادہ کے جوش وہیجان سے خطرات کا امکان ہوسکتا ہے؛ علی الخصوص اُس وقت جبکہ اخلاط میں حرکت وہیجان کے علاوہ رقت بھی موجود ہو؛ اور علے الخصوص اُس وقت جبکہ مادہ ابھی عروق ہی کے اندر ہو، (عروق سے باہر نکلکر) اعضاء کی ساختوں) میں پیوست نہ ہوچکا ہو ✦

کیونکہ اعضاء کی ساختوں میں پیوست ہوچکنے کے بعد نضج سے پہلے مادہ کا خارج کرنا زیادہ دشوار ہوتا ہے۔ گیلانی

واما اذا كان الخلط محصوراً فی عضو واحد فلا يحرك البتة حتى ينضج ويحصل له القوام المعتدل على ما علمت فی موضعه

قانون لیکن اگر مادۂ مرض کسی ایک عضو میں بند ہو (رگوں سے نکلکر اس عضو کی ساختوں میں پیوست ہوچکا ہو) تو تاوقتیکہ اس میں نضج حاصل نہ ہولے، اور تاوقتیکہ اس کے قوام میں اعتدال نہ آلے اُس وقت تک اس مادہ کو (استفراغ کے ذریعہ) حرکت میں ہرگز

نہ لانا چاہئے ، جیسا کہ اپنی جگہ پر تمھیں بتایا جا چکا ہے +

یہ بارہا بتایا جا چکا ہے کہ نضج کے ذریعہ غلیظ ولزج مواد کو رقیق بنایا جاتا ہے ، اور رقیق مواد کو غلیظ ، تاکہ وہ اعضاء سے بہ آسانی خارج ہونے کے قابل ہو جائیں +

وکذلک ان لم نأمن ثبات القوۃ الی وقت النضج استفرغناھا بعد احتیاط منا فی معرفۃ رقتہا وغلظہا | قانون | اسی طرح اُس وقت بھی انتظار نضج کے بغیر ہم مادہ کا اخراج کر دیتے ہیں ، جبکہ ہمیں یہ بے اطمینانی ہوتی ہے کہ شاید مادہ کے نضج پانے تک بدنی قوت قائم نہ رہ سکیگی ؛ لیکن استفراغ سے پہلے احتیاطاً یہ دیکھ لیتے ہیں کہ مادہ رقیق ہے ، یا غلیظ +

یعنی اس حالتِ مجبوری کے باوجود یہ پھر بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ آیا مادہ اسقدر غلیظ تو نہیں ہے کہ ہماری کوشش اخراج ناکام رہے ، یا اسقدر رقیق اور عضو میں پیوست تو نہیں ہے کہ استفراغ میں قطعاً ناکامی ہو ، اور اس سے محض ضعف میں اضافہ ہو +

وان کانت رقیقۃ غیر متشربۃ او معتدلۃ فنستفرغ | قانون | مادۂ مرض جبکہ رقیق ہو ، لیکن وہ عضو کے اندر پیوست نہو ، یا جبکہ وہ معتدل القوام ہو ، تو اس کے استفراغ میں تامل کرنے کی ضرورت نہیں +

وان کانت ثخینۃ غلیظۃ لم یجز لک ان تحرکھا الا بعد الترقیق لیکن اگر مادہ گاڑھا اور غلیظ ہو (بہ نسخۂ دیگر : اگر مادہ تخمی[1] اور غلیظ ہو) تو قبل اس کے کہ انہیں رقیق بنالیا جائے ، حرکت میں لانا (استفراغ کرنا) ہرگز روا نہیں ہے +

ویستدل علی غلظہا من تقدم تخم سالفۃ ووجع تحت الشراسیف ممدد او حدوث اورام فی الاحشاء ان مواد کے غلیظ ہونے کی علامت یہ ہے کہ پہلے بدہضمیاں لاحق ہو چکی ہونگی ، پسلیوں کے نیچے تناؤ کے درد اُٹھا کرتے ہونگے اور (معاملہ کی شدت کی صورت میں) احشاء متورم ہونگے +

ومن اوجب ما نراعیہ فی مثل ھذہ الحال حال المنافذ حتی لا یکون منسدۃ ان حالات میں (جن میں انتظار نضج کے بغیر استفراغ کر دینے کی اجازت ہے) منافذ ومجاری کا خیال رکھنا سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ پہلے سے بند نہوں (ورنہ استفراغ کی صورت میں باوجود کوشش کے مواد خارج نہ ہو سکینگے) +

اسی لئے ضروری ہے کہ مسہلات قویہ کے استعمال سے پہلے آنتوں کو سدوں سے صاف کر لیا جائے +

---

[1] تخمی مواد : وہ غلیظ مواد جو بدہضمی اور تخمہ کی وجہ سے پیدا ہوئے ہوں +

وبعد هذا كله فلك ان تسهل قبل النضج
ان ساری باتوں کے بعد (تمام شرائط مذکورہ کی پابندیوں کا لحاظ کرتے ہوئے) مادۂ مرض کو نضج دیئے بغیر تم خارج کر سکتے ہو +

والخامس تقدير ما يستفرغ وهذا يحصل من النظر في كمية المادة ومن النظر في القوة ومن النظر في الاعراض التي يتخلف بعد الاستفراغ فانها ان كان منها عرض يتبعه استفراغ نقص مما يراد استفراغه بقدر ما يقدر ان ذلك العرض الذي يتبعه استفراغ يستدركه كما يفعل في التشنج الامتلائي
پنجم: استفراغ کے وقت یہ بھی بطور اندازہ کے متعین کر لیا جائے کہ کتنی مقدار میں مادہ کو نکالنا ہے۔ اسکے لئے اس امر پر غور کرنے کی ضرورت ہوگی کہ بدن میں مادۂ مرض کی مقدار کتنی ہے، بدنی قوت کیسی ہے، اور وہ عوارض کیسے ہیں جو استفراغ کے بعد عموماً پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر استفراغ سے اس قسم کے عوارض کے پیدا ہونے کا کوئی اندیشہ ہو، تو پہلے یہ اندازہ قائم کریں کہ وہ عوارض اور تکلیفات کتنے استفراغ سے لاحق ہو سکتے ہیں، اسی اندازہ کے مطابق استفراغ میں کمی کر دیں، تاکہ اس کمی کی وجہ سے ان تکلیفات کا تدارک ہو جائے (یعنی وہ عوارض پیدا ہی نہ ہونے پائیں)، جیسا کہ تشنج امتلائی میں (غلبۂ یبوست کے اندیشہ سے) کیا جاتا ہے +

تشنج امتلائی میں اگرچہ استفراغ بھی ضروری ہے، مگر اس میں یہ بھی اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں استفراغ کی وجہ سے یبوست نہ لاحق ہو جائے، اور تشنج امتلائی سے تشنج یبسی نہ واقع ہو جائے۔ اس اندیشہ کو مدنظر رکھکر استفراغ میں کمی کر دی جاتی ہے، اور تشنج کے مواد کو تھوڑی مقدار میں بتدریج خارج کیا جاتا ہے +

واعلم ان استفراغ المادة ونقلها من موضعها يكون على وجهين احدهما بالجذب الى الخلاف البعيد والآخر بالجذب الى الخلاف القريب
امالہ وجذب مواد: واضح ہو کہ کسی مادہ کو "اپنی جگہ" سے نکالنے اور ہٹانے کی دو صورتیں ہوا کرتی ہیں:
اول: مادہ کو کسی دور کے عضو مخالف کی طرف جذب کرنا (ایسے عضو کو "خلاف بعید" کہا جاتا ہے)؛ **دویم**: مادہ کو کسی قریب کے عضو مخالف کی طرف جذب کرنا (ایسے عضو کو "خلاف قریب" کہا جاتا ہے) +

واولى اوقاته ان لا يكون في البدن امتلاء مفرط ولا من المواد توجه
جذب وامالہ کا بہترین وقت وہ ہے جبکہ بدن میں مواد کی بہت زیادہ کثرت نہ ہو، اور جبکہ یہ صورت بھی نہ ہو کہ اُس

ولنفرض رجلاً یسیل من اعلیٰ فمہ دم کثیر او امرأة یفرط سیلان بواسیرها فنحن لا نخلو اما ان نستفرغ باما لتہ الی الخلاف القریب

عضو کی طرف، جدھر مواد کو جذب کرنا ہے، پہلے ہی سے) مواد کی توجہ موجود ہے۔ **تمثیل**: مثال کے طور پر ہم فرض کرتے ہیں کہ **ایک مرد** ہے، جسکے منہ کے بالائی حصے سے خون بکثرت جاری ہے، اور **دوسری عورت** ہے، جس کی بواسیر سے خون خوب بہ رہا ہے؛ اس صورت میں ہمارے لئے دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱) یا ہم خلاف قریب کی طرف مادہ کو پھیر کر نکالینگے، (۲) یا خلاف بعید کی طرف +

فیکون الواجب امالة المادة فی الاول الی الانف بالترعیف و فی الثانی الی الرحم بادرار الطمث

چنانچہ جب ہم خلاف قریب کی طرف پھیر کر مادہ کو نکالنا چاہینگے، تو ہمارے لئے یہ مناسب ہوگا کہ **پہلی مثال** میں نکسیر پیدا کرکے ناک کی طرف مادہ کو پھیردیں؛ اور **دوسری مثال** میں ادرار حیض کے ذریعہ رحم کی طرف +

فان اردنا ان نجذب الی الخلاف البعید استفرغنا الدم فی الاول من العروق والمواضع التی فی اسفل البدن و فی الثانی من العروق والمواضع التی فی اعلی البدن

لیکن اگر ہم (مرد وعورت کی دونوں مثالوں میں) خلاف بعید کی طرف مادہ کو جذب کرنے کا ارادہ کرینگے، تو **پہلی مثال** میں ہم زیرین حصۂ بدن کے عروق و مقامات سے خون خارج کرینگے، اور **دوسری مثال** میں بالائی حصۂ بدن کے عروق و مقامات سے +

والخلاف البعید لا یجب ان یباعد فی قطرین بل فی قطر واحد وهو القطر الابعد

قانون: جب مادہ کو خلاف بعید کی طرف جذب کرنا ہو، تو مناسب یہ ہے کہ وہ عضو دونوں قطروں (طول وعرض) کے لحاظ سے دور نہ ہو، بلکہ ایسے عضو کی طرف جذب کرنا چاہیئے جو محض ایک قطر کے لحاظ سے دور ہو، یعنی ان دونوں اقطار (طول وعرض) میں سے جو زیادہ بعید (اور دراز) ہو +

فانہ وان کانت المادة فی الاعالی من الیمین فلا تجذبها الی الاسافل من الشمال بل اما الی الاسافل من الیمین نفسہ وهو الاوجب واما الی

تمثیل: چنانچہ اگر مادہ بالائی حصۂ بدن کے دائیں جانب ہو، تو اس مادہ کو زیرین حصۂ بدن کے بائیں جانب ہرگز جذب نہ کرنا چاہیئے (کیونکہ یہ تو دونوں قطروں کے لحاظ سے دور ہوگیا)؛ بلکہ اُسے یا تو زیرین حصۂ بدن کے اُسی دائیں طرف

الیسار من العلوان کان بعیداً عنه بُعد المنکب عن المنکب ولم یکن حاله کحال جانبی الرأس فانه اذا کانت المادۃ فی یمین الراس امیلت الی الاسافل لا الی یسار الراس	جذب کرنا چاہئے، جو زیادہ بہتر ہے، یا بالائی حصۂ بدن کے بائیں طرف؛ بشرطیکہ دونوں جانبوں کے درمیان (کم ازکم) اتنا فاصلہ تو ہو، جتنا کہ ایک کندھے کو دوسرے کندھے سے ہے؛ دونوں جانبوں کی حالت قرب ایسی نہ ہو، جیسی سر کے دائیں بائیں جانبوں کی ہے؛ کیونکہ جب مادہ سر کے دائیں طرف ہوتا ہے، تو اُسے زیرینِ بدن کی طرف پھیر دیا جاتا ہے، نہ کہ سر کے بائیں طرف +

یعنی "خلاف بعید" کی طرف جذب کرنے میں یہ ضروری ہے کہ دونوں جانب باہم اتنے قریب نہ ہوں، جتنے سر کے دونوں — دائیں اور بائیں — جانب باہم قریب ہیں +

اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ اگر مادہ کو "خلاف بعید" کی طرف جذب کرنا ہو، تو مجذوب الیہ اور مجذوب منہ کے درمیان کم ازکم اتنا فاصلہ ضرور ہونا چاہئے، جتنا ایک کندھے کو دوسرے کندھے سے ہے۔ اسکے برعکس اگر دونوں کے درمیان اتنا تھوڑا فاصلہ ہو، جتنا سر کے دائیں اور بائیں جانبوں کے درمیان ہے، تو اسے "خلاف قریب" سمجھنا چاہئے، نہ کہ خلاف بعید۔ اس سے یہ ہرگز مقصود نہیں ہے کہ اگر دونوں اعضاء کے درمیان اتنا قلیل فاصلہ ہو، جتنا سر کے دونوں جانبوں کے درمیان ہے، تو ایک کا امالہ دوسرے کی طرف ناجائز ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ بعض اوقات دردِ سر کی حالت میں ادویہ مہیجہ و محمرہ پیشانی پر لگائی جاتی ہیں؛ بالفاظ دیگر: ادویہ محمرہ سے دماغ کے مواد کو جلد کی طرف پھیرا جاتا ہے، اور بعض اوقات سر اور آنکھ کے مواد کو گُدی (قفا) کی طرف محاجم کے ذریعہ مائل کیا جاتا ہے، بعض اوقات ورم جگر، ورم طحال، ورم معدہ وغیرہ میں امالہ کے لئے ادویہ محمرہ جذابہ ان اعضاء کے محاذی جلد پر لگائی جاتی ہیں +

واذا اردت ان تجذب مادۃ الی ابعد فسکّن وجع الموضع المجذوب منه لئلا یثقل مزاحمته بالجذب فان الوجع جذاب	**قانون** جب تم کسی مادہ کو "دور" جذب کرنا چاہو، تو (اگر اُس مقام میں درد ہو، تو) پہلے تم اُس مقام مجذوب منہ کے درد میں سکون پیدا کرلو؛ تاکہ وہاں کے درد اور تمہارے جذب و امالہ کی کشمکش کم ہوجائے؛ کیونکہ درد خود بھی جذّاب ہے (یعنی درد مقام درد کی طرف مواد کے انجذاب کا ذریعہ ہے) +

طبیعت مقام درد کی طرف جب توجہ کرتی ہے، تو مقامی عروق کو پھیلاکر اس طرف خون اور روح زیادہ مقدار میں روانہ کرتی ہے، اور وہاں مواد کا انصباب شروع ہوجاتا ہے۔ اسی معنے سے درد کو "جذاب"

کہا جاتا ہے +

واذا استعصے الی حیث تجذب بہ فلا تعنف فربما حرکہ التعنیف ورققہ فلم ینجذب وصار اسرع میلا الی الموضع الوجع

قانون مادہ کو تم کسی طرف جذب کرنا چاہتے ہو، مگر اُدھر منجذب نہیں ہو رہا ہے، تو اس بارہ میں تمھیں زیادہ سختی نہ برتنی چاہیئے! کیونکہ گاہے اس قسم کی سختی سے مادہ جوش وہیجان میں آجاتا اور رقیق بنجاتا ہے، اور پھر منجذب نہ ہونے کی وجہ سے دردناک عضو کی طرف اُس کی توجہ اور بھی بڑھ جاتی ہے +

وربما کفاک ان تجذب وان لم تستفرغ فان الجذب نفسہ یمنع توجھہ الی العضو وان لم تخرجہ فیکون الجذب نفسہ یبلغ الغرض وان لم تستفرغ معہ بل اقتصرت علی مثل الشد للاعضاء المقابلۃ او بالمحاجم او بالادویۃ المحمرۃ وبالجملۃ بما یولم ایلاماً ما

جذب وامالہ کے لئے مادہ کا استفراغ ضروری نہیں (مادہ کو مقام مرض سے ہٹانے میں) بعض اوقات محض اسی قدر کافی ہوجایا کرتاہے کہ مادہ کو کسی طرف پھیر دیا جائے، خواہ بدن سے اس کا استفراغ نہ کیا جائے (اور اسے باہر نہ نکالا جائے)؛ کیونکہ تنہا جذب ہی سے مادہ کی توجہ عضو سے ہٹ جاتی ہے؛ خواہ مادہ کو باہر خارج نہ کیا جائے۔ **الغرض** بعض اوقات فقط جذب امالہ سے، استفراغ کئے بغیر، مقصود حاصل ہوجایا کرتاہے؛ مثلاً (تسکین درد کے لئے۔ یا امالہ مواد کے لئے) محض مقابل کے اعضاء کو کس کر باندھنا، یا محاجم کا لگانا، یا **ادویہ محمرہ** کا جلد پر استعمال کرنا، المختصر کسی تدبیر سے (عضو مقابل میں) درد پیدا کرنا +

مَحَاجِم (سنگیاں) گاہے مُنہ سے چوسی جاتی ہیں، اور گاہے آگ سے لگائی جاتی ہیں (محاجم ناریہ)، جو زیادہ قوی الاثر اور جذاب ہیں۔ محاجم کے ساتھ گاہے پچھنے لگائے جاتے ہیں، اور گاہے سادہ طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ محاجم ناریہ کی شکل گاہے کدو کی سی (قرعہ)۔ گاہے سینگھ کی سی (قرنہ)، اور گاہے آبخورہ اور پیالہ کی سی ہوتی ہے۔ ان ظروف کے اندر کسی اشتعال پذیر مادہ کے ذریعہ آگ جلائی جاتی ہے، اور اس ظرف کو اوندھا کر عضو پر دبا دیا جاتا ہے، جس سے اندر کی آگ بجھ جاتی ہے، اور ہوا جو آگ کی حرارت سے پھیل گئی تھی، وہ اب حجم میں کم ہوجاتی ہے، جس سے ظرف کے اندر خلاء پیدا ہوجاتی ہے۔ اسکو پُر کرنے کے لئے متصلہ جلد، گوشت، اور خون وغیرہ اندر کی طرف کھنچتے اور منجذب ہوتے ہیں، اس لئے یہ ظرف اُس عضو کو پکڑ لیتاہے +

ادویۂ مُحَمِّرَہ وہ دوائیں کہلاتی ہیں، جو جلد کی طرف خون کو جذب کرکے اُسے سُرخ کر دیتی

ہیں، مثلاً رائی، سداب وغیرہ۔ (مُحَمِّرَة = سُرخ کر دینے والی) +

بعض اوقات اندرونی اعضاء کے درد اور ورم محض اس تدبیر سے زائل ہو جایا کرتے ہیں کہ باہر جلد پر ادویہ محمرہ لگائی جاتی ہیں، مثلاً رائی کا لیپ کیا جاتا ہے، یا سنگھیاں کھچوائی جاتی ہیں، یا کسی اور طرح یہاں درد پیدا کیا جاتا ہے +

واسهل المواد استفراغاً ما هو في العروق ثم ما في الاعضاء والمفاصل فانها قد يصعب اخراجها واستفراغها فلا بد ان يخرج في استفراغها معها غيرها

شذرہ عروق کے مواد مقابلۃً آسانی کے ساتھ نکل سکتے ہیں، اس کے بعد اعضاء اور مفاصل کے مواد؛ جوڑوں کے مواد کے اخراج و استفراغ میں بعض اوقات دشواری لاحق ہو جایا کرتی ہے، اور ان مواد کے استفراغ کی صورت میں ان کے ساتھ دوسرے (مفید) مواد بھی خارج ہو جاتے ہیں (جنکا نکلنا مناسب نہیں ہوتا) +

والمستفرغ يجب ان لا يبادر الى تناول اغذية كثيرة ونية فتجذبها الطبيعة غير مهضومة فان اوجب شئ من ذلك فيجب ان يكون قليلاً قليلاً شيئاً بعد شئ حتى يكون بالتدريج ويكون الداخل في البدن مهضوماً جيداً

قانون جن لوگوں نے اپنے بدن سے مواد کا استفراغ کرایا ہو (یعنی مثلاً انھوں نے باقاعدہ مسہل لئے ہوں) اُن کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ جلد ہی غذاء میں زیادتی شروع کر دیں، اور کچی غذائیں کھانے لگیں؛ ورنہ طبیعت (اس حالت میں) غیر مہضوم غذاؤں کو جذب کرے گی۔ لیکن اگر کسی ضرورت کا یہی تقاضا ہو، تو ان باتوں میں محض تھوڑا تھوڑا اور آہستہ آہستہ قدم بڑھائیں؛ تاکہ اس ترقی میں رفتار تدریجی رہے؛ اور تاکہ جو غذا عروقِ بدن کے اندر داخل ہو، وہ پورے طور پر منہضم ہو +

والفصد هو الاستفراغ الخاص بالاخلاط الزائدة بالسوية

شذرہ اگر بدن کے سارے اخلاط زائد ہو گئے ہوں، تو فصد سے یہ سارے اخلاط "برابر" خارج ہو سکتے ہیں +

یعنی جس تناسب کے ساتھ یہ اخلاط عروقِ بدن کے اندر ہوتے ہیں، فصد کی صورت میں یہ اسی تناسب کے ساتھ خارج ہوتے ہیں؛ "برابر خارج ہو سکنے" سے بس یہی مراد ہے +

واما الاستفراغ الخاص بخلط يكثر وحده في كمية او يفسد

لیکن اگر کوئی ایک خلط کمیت کے لحاظ سے بڑھ گئی ہو، یا کیفیت کے لحاظ سے بگڑ گئی ہو، تو اس صورت میں استفراغ

فی کیفیۃ فهو غیر الفصد

کے لئے فصد سے کام نہ چلیگا، بلکہ کوئی دوسرا طریقۂ استفراغ اختیار کرنا پڑے گا +

وكل استفراغ افرط فانه يحدث حمى في اكثر الامر

شذرہ جب کسی استفراغ میں غیر معمولی زیادتی ہوجاتی ہے، تو بسا اوقات اس سے بخار (حمائے یوم) لاحق ہوجایا کرتا ہے +

ومن اورثه انقطاع اسهال كان يعتاده علة فمعاودة ذلك الاستفراغ يبرئها في الاكثر مثل من اورثه انقطاع وسخ اذنه او مخاط انفه سدرًا فان عودها يذهب به

شذرہ جو لوگ (کسی استفراغ کے، مثلاً) دستوں کے عادی ہوں، اور ان کے بند ہونے سے وہ کسی مرض میں مبتلا ہوجائیں، تو اس استفراغ کے اعادہ سے بسا اوقات وہ مرض زائل ہوجایا کرتا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کے کان سے میل نکلنا بند ہوجائے (یا کان کا بہنا رک جائے)، یا کسی کی ناک سے بلغم کا خروج رک جائے، (اور پہلے یہ چیزیں عادتاً جاری تھیں)، اور اس سے اس شخص کو مرض[1] سدر لاحق ہوجائے، تو ان رطوبات کے مکرر اجرا سے یہ مرض جاتا رہیگا +

واعلم ان ابقاء بقية من المادة التي تحتاج الى استفراغها اقل غائلة من الاستقصاء في الاستفراغ والبلوغ به الى ان تخور القوة فكثيرا ما تحلل الطبيعة تلك البقية

شذرہ واضح ہو کہ قابلِ اخراج مادہ کا بدن کے اندر کسی قدر چھوڑ دینا (بعض اوقات) اتنا تکلیف دہ ثابت نہیں ہوتا، جتنا کہ اسے شدت وقوت کے ساتھ پورے طور پر نکالنا اور اس حد تک استفراغ کو پہونچا دینا کہ بدنی قوتیں نڈھال ہوجائیں۔ کیونکہ بسا اوقات طبیعت اس بچے کچھے مادہ کو خود ہی اپنے طور پر تحلیل کر دیا کرتی ہے +

وما دام الخلط من الجنس الذي ينبغي ان يستفرغ والمريض يحتمله فلا تخف من الافراط بما احتجت الى ان تستفرغ الى الغشي

شذرہ استفراغ کی حالت میں جو مواد خارج ہوا کرتے ہیں، یہ جب تک اسی قسم کے خارج ہونے کے قابل اور ردی نکلتے رہیں، اور مریض میں ابھی قوتِ برداشت موجود ہو، تو مواد کے بکثرت خارج ہونے سے خوف نہ کھانا چاہئے۔ بلکہ بعض اوقات استفراغ کی ضرورت ہی اتنی شدید ہوتی ہے کہ غشی کی نوبت تک پہونچ جاتی ہے +

[1] مرض سدر، دوران سر کا مقدمہ ہے، جس میں آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا جاتا ہے +

ومن کانت قوتہ غیر قویۃ ومادۃ اخلاط الردیۃ کثیرۃ فاستفرغہ قلیلا قلیلا

قانون جن لوگوں کی بدنی قوت قوی نہ ہو، اور اُنکے بدن میں اخلاط ردیہ کی کثرت ہو، تو ایسے وقت میں استفراغ بتدریج اور تھوڑا تھوڑا کرنا چاہئے +

وکذلک اذا کانت المادۃ شدیدۃ اللجوج اوشدیدۃ الاختلاط بالدم فلا یمکن ان تستفرغ دفعۃ واحدۃ کما یکون فی عرق النساء وفی اوجاع المفاصل المزمنۃ وفی السرطان والجرب المزمن والدمامیل المزمنۃ

اسی طرح اُس وقت بھی تدریج سے کام لینا پڑتا ہے جبکہ مادہ میں لزوجت اور چیک زیادہ ہوتی ہے، یا جبکہ خون کے ساتھ مادہ ایسا ملا ہوا ہوتا ہے کہ یکلخت اس کا نکالنا غیر ممکن ہوتا ہے، جیسا کہ عرق النسا، اوجاع مفاصل مزمن، سرطان، جرب مزمن، اور دما میل مزمنہ میں ہوا کرتا ہے +

شذرہ اب شیخ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اخراج مادہ کے لحاظ سے اسہال، قئے، اور فصد میں باہمی کیا فرق ہے۔ چنانچہ اسہال میں چونکہ مواد معائے مستقیم سے خارج ہوا کرتے ہیں، اور مواد کو امعاء و آلات ہضم میں اوپر سے نیچے کی طرف جانا پڑتا ہے، اس لئے اطباء کہا کرتے ہیں کہ " اسہال میں مواد اوپر سے نیچے کی طرف جذب ہوا کرتے ہیں "، لیکن چونکہ اسہال میں جس طرح بالائی اعضاء کے مواد نیچے منجذب ہوا کرتے ہیں، اسی طرح زیرین اعضاء کے مواد بھی خارج ہوا کرتے ہیں اس لئے اسہال دونوں صورتوں کے لئے مناسب ہے: خواہ مادہ کو اس کے میلان کے رُخ کے خلاف — نیچے سے اوپر کی طرف — کھینچنا ہو، یا مقتضائے ثقل کے موافق اور میلان کے رُخ کی سمت اوپر سے نیچے کی طرف — علے ہذا اسہال اُس وقت بھی مفید ہے، جبکہ مادہ کسی ایک جگہ جما ہوا اور ٹھہرا ہوا ہو، اور کسی جانب اُس میں حرکت اور میلان نہ ہو، نہ اوپر کی طرف، اور نہ نیچے کی طرف، مثلاً درد ورک مزمن کے مواد۔ اس کے مقابلہ میں قئے کا حال اسہال کے برعکس ہے اس توضیح کے بعد اب شیخ کے کلام پر غور کرو، یہ دراصل شیخ کے کلام ذیل کی ترجمانی ہے:

واعلم ان الاسہال یجذب من فوق ویقلع من تحت

واضح رہے کہ اسہال کی وجہ سے جس طرح بالائی اعضاء کے مواد اوپر سے نیچے کی طرف کھنچکر آیا کرتے ہیں، اسی طرح زیرین اعضاء کے مواد بھی (ادویہ مسہلہ کے عمل کے باعث) اپنی جگہ سے اوکھڑ جایا کرتے ہیں +

فھو موافق للجذب بین المخالف والموافق وموافق ایضا بعد استقرار المواد فاذا کانت المواد من تحت جذبھا الی الخلاف وقلعھا ایضا

اس لئے "اسہال" دونوں صورتوں میں مفید ہے: خواہ مادہ کو مخالف جانب (نیچے سے اوپر کی طرف) جذب کرنا ہو، یا موافق جانب (اوپر سے نیچے کی طرف)۔ علے ہذا اسہال اُس وقت بھی مفید اور نافع ہے، جبکہ مادہ کسی ایک جگہ جم کر بیٹھ گیا ہو (اور اوپر یا

من حیث ھی

نیچے کی طرف اس کی کوئی توجہ نہ رہی ہو) ۔

والقیئ یفعل الجذب والقلع بالعکس

قیٔ کا عمل مواد کے جذب کرنے اور اکھیڑنے میں اسہال کے برعکس ہے۔ (یعنی تے اگر زیریں اعضاء کے مواد کو اوپر کی طرف جذب کرتی ہے، تو بالائی اعضاء کے مواد کو بھی اپنی جگہ سے اکھیڑ دیتی ہے) +

والفصد یختلف حالہ بحسب المواضع التی یوخذ منہا الدم علی ما علمت

لیکن فصد کے حالات اس بارہ میں اُن مقامات کے لحاظ سے مختلف ہیں، جہاں سے فصد کی جاتی اور خون نکالا جاتا ہے، جیسا کہ تمہیں معلوم ہے (اور کچھ آئندہ معلوم ہوگا) +

یعنی فصد کی صورت میں بلحاظ مقام فصد کے کبھی بالائی اعضاء کے مواد خارج جدا کرتے ہیں، کبھی زیریں اعضاء کے؛ اسی طرح بعض رگوں کا تعلق اگر جگر سے ہے، تو بعض کا دماغ سے؛ اسلئے فصد کے بارہ میں متعین کرکے نہیں بتایا جا سکتا، کہ یہ بالائی اعضاء کے مواد خارج کرتی ہے، یا زیریں اعضاء کے؛ یا یہ کہ فصد مواد کو اوپر سے نیچے کی طرف جذب کرتی ہے، یا نیچے سے اوپر کی طرف۔

واقل الناس حاجۃ الی الاستفراغ من کان جید الغذاء جید الہضم

شذرہ بلحاظ ضرورت کے اگر دیکھا جائے، تو استفراغ کی سب سے کم ضرورت اُن لوگوں کو ہو سکتی ہے، جو (طبی اصول سے) اچھی غذا استعمال کرتے، اور جن کی قوت ہاضمہ اچھی ہے +

واصحاب البلدان الحارۃ قلیلو الحاجۃ الی الاستفراغ

نیز گرم ممالک کے باشندوں میں بھی استفراغ کی حاجت کم ہی ہوا کرتی ہے +

بلدان حارّہ کو "مقاظات" بھی کہا جاتا ہے، جو "قیظ" سے مشتق ہے (قیظ = شدت گرما)

الفصل الرابع فی قوانین مشترکۃ للقیٔ والاسہال کیفیۃ جذب الادویۃ المسہل والمقی

فصل (۴)، قیٔ اور اسہال کے مشترک قوانین اور مسہل و مقی کے عمل جذب کی کیفیت

گیلانی فرماتے ہیں۔ جب معدہ آنتوں کے اور ان کے آس پاس کے مواد خارج کئے جاتے ہیں، تو اسے عرف اطباء میں **تنقیہ** کہتے ہیں، اور جب عروق سے اور دور کے اعضاء سے مواد خارج کئے جاتے ہیں، تو اسے اصطلاح اطباء میں **اسہال** کہتے ہیں، اور کبھی بلا تخصیص و تعیین دونوں کو اسہال کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر یہ لفظ اسی عام معنی میں بولا گیا ہے +

یستحب لمن اراد ان یستسهل و یتقیأ ان یفرق طعامه فیتناول قدره المبلغ الذی یجتزئ به فی الیوم فی مرار و ان یجعلها اطعمة مختلفة واشربة مختلفة ایضا .

قانون جو شخص (مسہل وحقنہ وغیرہ سے) دست لانے یا قے کرنیکا ارادہ کرے اُسکے لئے بہتر یہ ہے کہ اپنی خوراک میں تفریق کرے؛ (اپنی غذا تھوڑی تھوڑی بدفعات کھائے) یعنی جو مقدار غذا اُس کیلئے روزانہ کافی ہوا کرتی ہے اُسکو (بجائے ایک دفعہ پیٹ بھر کھانیکے) چند دفعات میں کھائے ؛ نیز ایسے شخص کے لئے یہ بھی مناسب ہے کہ (دن بھر کے متعدد دفعات میں ایک ہی غذاء استعمال نکرے، بلکہ) اپنے ماکولات ومشروبات میں مختلف انواع واقسام کی چیزیں استعمال کرے +

فان المعدة تعرض لها من هذه الحال ان تشتاق الی دفع ما فیها الی فوق والی تحت فاما الطعام الغیر المختلف الغیر المدخول به علی طعام آخر فان المعدة تشتبه وتضن وتقبض علیه قبضا شدیدا وخصوصا ان کان قلیل المقدار

کیونکہ جب مختلف قسم کی چیزیں کھانے پینے میں استعمال کی جاتی ہیں، تو (چونکہ ہضم معدہ کے لئے یہ چیزیں باعث خاطر ہو جاتی ہیں، اسلئے) معدہ خود ہی اس امر کا خواہشمند ہو جاتا ہے کہ اپنے جوف کی چیزوں کو اوپر یا نیچے کی طرف دفع کر دے ؛ (چنانچہ اسکے بعد دستوں کے جاری کرنے اور قے لانے میں آسانی ہو جاتی ہے)۔ برخلاف ازیں جب اس طرح مختلف غذائیں ایک دوسرے پر بصورت تداخل نہیں دیجاتی ہیں (بلکہ صرف ایک ہی غذاء کھلائی جاتی ہے، اور وہ بھی اس طرح کہ جب پہلی غذاء باقاعدہ طور پر ہضم ہو چکتی ہے)، تو ایسی حالت میں معدہ حریص بخیلوں کی طرح غذا کو جھپٹ کر تھام لیتا ہے، جسے چھوڑنے کا نام ہی نہیں لیتا ؛ علی الخصوص اُس وقت، جبکہ وہ غذاء مقدار میں بھی تھوڑی ہی دیجائے +

واما اللین الطبیعة فلا ینبغی ان یفعل شیئا من ذلك

رہے وہ لوگ، جنکو پہلے ہی سے نرم اجابتیں ہو رہی ہوں، ان میں اس قسم کی تدبیر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے +

واعلم ان الحاجة الی القئ والاسهال ونحوهما غیر واقعة بمن کان حسن التدبیر فان حسن التدبیر یحتاج الی ما هو اخف منها

شذرہ واضح ہو کہ اسہال اور قے وغیرہ کی ضرورت اُن لوگوں میں پیش نہیں آیا کرتی، جنکے تدابیر (قوانین غذاء واصول حفظانِ صحت) اچھے ہوں۔ جو لوگ اصول حفظانِ صحت کی پابندی کرتے ہیں، اُنہیں اگر کبھی ضرورت بھی پیش آتی ہے تو

(اسہال اور قے کی نہیں، بلکہ) ان سے ہلکی چیزوں کی +

یعنی پابند لوگوں کے بدن میں زیادہ فضلات اور مواد اکٹھے ہی نہیں ہونے پاتے، ان کی قوتیں — دافعہ وہاضمہ وغیرہ — قوی ہوا کرتی ہیں، اس لئے اگر گاہ بگاہ کوئی ضرورت بھی پیش آجاتی ہے، تو محض خفیف اور ادنےٰ چیزوں کی، مثلاً فاقہ کرلینے، ہلکی تلیین لے لینے، کبھی کبھی کوئی دوا ہاضم ومقوی معدہ کھالینے کی +

وربما کفاہ المھم فیه الریاضة والدلك والحمام

بسا اوقات ایسے محتاط اور پابند لوگوں میں استفراغ کی مہم ریاضت، دلک، اور حمام ہی سے پوری ہو جایا کرتی ہے (اور مسہل ومقی اور ملین وغیرہ کی ضرورت ہی پیش نہیں آیا کرتی)

ثم ان امتلاء بدنه فاکثر امتلاءه مثله من اجود الاخلاط اعنی من الدم فالفصد هو المحتاج الیه فی تنقیته دون الاسہال

پھر یہ بھی صحیح ہے کہ اگر ایسے لوگوں کے بدن میں مواد جمع بھی ہوتے ہیں، تو زیادہ تر بہترین خلط — خون — ہی جمع ہوا کرتا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ خون کے تنقیہ کے لئے فصد کی ضرورت ہوا کرتی ہے، نہ کہ اسہال کی +

واذا وجب الضرورة فصداً واستفراغاً بمثل الخربق وبالادویة القویة فیجب ان یبدأ بالفصد هذا من وصایا ابقراط فی کتاب ابیذیمیا وهو الحق

قانون جب (غلبۂ خون کی وجہ سے) فصد کی ضرورت ہو، اور (اسکے ساتھ ہی غلبۂ اخلاط کی وجہ سے) خربق جیسی قوی دواؤں سے استفراغ کرنے کی ضرورت ہو، تو اس صورت میں ابتداء فصد سے کرنی چاہئے (اسکے بعد استفراغ؛ اس صورت میں یہ ہرگز مناسب نہ ہوگا کہ پہلے استفراغ کیا جائے، اور اسکے بعد فصد). یہ بقراط کی اُن وصیتوں میں سے ہے، جو اس نے کتاب ابیذیمیا میں لکھی ہے، اور یہ درست بھی ہے (غلط نہیں ہے) +

یہ صورت اُس وقت کی ہے، جبکہ (۱) سارے اخلاط بدن کے اندر بڑھ گئے ہوں، لیکن یہ زیادتی طبعی تناسب کے ساتھ نہ ہو، بلکہ اس زیادتی میں خون کے سوا کسی دوسری خلط کا غلبہ ہو، یا جبکہ (۲) بدن کے اندر چند اخلاط بڑھ گئے ہوں، نہ کہ سارے، اور اس زیادتی میں دوسری خلط کے ساتھ خون کا بھی غلبہ ہو +

ان دونوں صورتوں میں گو فصد کے ساتھ استفراغ کی بھی ضرورت ہے، اور استفراغ بھی معمولی نہیں بلکہ قوی دواؤں سے، مگر تقدیم استفراغ سے نہ کرنی چاہئے؛ کیونکہ ادویہ مسہلہ کی سمیت اور تحریک وہیجان سے سخت خطرات کا اندیشہ ہے۔ اس کے برعکس فصد کی وجہ سے بجائے تحریک وہیجان کے خون کے ساتھ کچھ نہ کچھ دوسرے اخلاط بھی خارج ہی ہوجاوینگے (گیلانی) +

لیکن جب بدن کے اندر اخلاط کی زیادتی طبعی تناسب کے ساتھ ہو، تو اسکا حکم ذیل میں آنے والا ہے +

وکذلك اذا کانت الاخلاط البلغمیة مختلطة بالدم ولکن اذا کانت الاخلاط لزجة باردة فربما زادها الفصد غلظا ولزوجة فالواجب ان یبدأ بالاسهال

قانون اسی طرح اُس وقت بھی فصد کو مقدم کرنا چاہیئے، جبکہ بلغمی مواد خون کے ساتھ مخلوط طور پر (عروق میں) پائے جاتے ہوں؛ لیکن اگر مواد لزج اور بارد ہوں، (اور خون کے ساتھ مخلوط نہ ہوں) بلکہ مثلاً وہ مفاصل کے اندر پائے جاتے ہوں، اور خون رگوں کے اندر) تو بعض اوقات فصد کی وجہ سے ان کی غلظت اور لزوجت اور بھی بڑھ جایا کرتی ہے؛ ایسی صورت میں (بجائے تقدیم فصد کے) اسہال سے ابتداء کرنی چاہیئے +

وبالجملة ان کانت الاخلاط متساویة قدم الفصد فان غلب خلط بعد ذلك استفرغ

خلاصہ یہ ہے کہ اگر بدن کے سارے اخلاط متساوی طور پر (بڑھے ہوئے) ہوں، تو پہلے فصد کرنی چاہیئے۔ پھر اسکے بعد اگر کسی خلط کا غلبہ ثابت ہو، تو اُس کا استفراغ کردینا چاہیئے +

وان کانت غیر متساویة استفرغ اولا الفضل حتی یتساوی ثم یفصد

اور اگر بدن کے اخلاط متساوی طور پر (نسبت طبعی پر بڑھے ہوئے) نہ ہوں، تو پہلے اس بڑھی ہوئی خلط کو بذریعہ استفراغ کے نکالو، تاکہ ساری خلطیں متساوی ہوجاویں (اور سب کی زیادتی طبعی تناسب پر آجائے)، اسکے بعد فصد کردو +

ومن قدم الدواء علی الفصد وکان ینبغی ان یقدم الفصد فلیؤخر الفصد ایاما قلائل

قانون اگر کسی نے غلطی سے بجائے فصد کے پہلے دواء پلادی (اور فصد کی بجائے استفراغ کو مقدم کر دیا)، درانحالیکہ پہلے فصد ہونی چاہیئے تھی، تو اس صورت میں مناسب یہ ہے کہ اب فصد کرنے میں چند روز کی اور بھی تاخیر کردے (تاکہ اس عرصہ میں بدنی قوتیں کچھ جمع ہوجائیں) +

یہ اصول صرف اسی جگہ کے لئے مخصوص نہیں ہے، بلکہ جب کبھی دو استفراغ ضروری ہوجاتے ہیں، تو دونوں کے درمیان وقفہ کرنا ضروری ہے +

ومن کان قریب العهد بالفصد واحتاج الی استفراغ فشرب الدواء

قانون اگر کسی شخص کو فصد لئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ اسے اب استفراغ کی بھی ضرورت لاحق ہوگئی، ایسی حالت میں

اوفق له

اُسے دوا ر پلانا ہی (اور بجائے فصد کے مسہل لینا ہی) انسب ہے۔

وكثيرا ما اوقع شرب الدواء في الواجب كان فيه الفصد في حمى واضطراب فان لم يسكن بالمسكنات فليعلم انه كان يجب ان يقدم عليه الفصد

شذرہ ایسا بارہا ہوا کرتا ہے کہ جس موقع پر فصد کرنی چاہئے تھی، وہاں غلطی سے دوا ر پلا دی گئی (اور بجائے تقدیمِ فصد کے پہلے مسہل دیدیا گیا) تو اس سے مریض بخار اور اضطراب (بے چینی) میں مبتلا ہو جایا کرتا ہے۔ چنانچہ اگر یہ عوارض مسکنات پلانے سے دور نہ ہوں، تو یقیناً سمجھ لو کہ (ان عوارض کی دوسری کوئی وجہ نہیں ہے) اس کی وجہ محض یہی ہے کہ یہاں پہلے فصد کرنا ضروری تھا۔

وليس كل استفراغ يحتاج اليه لفرط الامتلاء بل قد يدعو اليه عظم العلة والامتلاء بحسب الكيفية لا الكمية

شذرہ واضح رہے کہ ہمیشہ استفراغ کی ضرورت صرف اسی لئے نہیں ہوا کرتی ہے کہ امتلاء کی زیادتی، اور بلحاظ مقدار کے مواد کی کثرت ہے؛ بلکہ گاہے کسی بڑی بات[1] کی وجہ سے بھی استفراغ کی ضرورت ہو جایا کرتی ہے اور گاہے اس لئے بھی کہ مادہ (اگرچہ بلحاظ مقدار کے کم ہے، لیکن) بلحاظ کیفیت کے شدید ہے۔

چنانچہ ضربہ سقطہ (چوٹ وغیرہ) کی صورت میں بعض اوقات امتلاء کے بغیر محض احتیاطاً مسہلات اور ملینات پلادی جاتی ہیں، تاکہ چوٹ کے مقام پر مواد کا بہت زیادہ اجتماع وانصباب نہ ہونے پائے، اور ورم اگر وہاں پیدا ہو، تو ہلکا ہو۔

وكثيرا ما يغني تحسين التدبير عن الفصد الواجب في الوقت

شذرہ اگر پہلے سے اچھے تدابیر عمل میں لائے جائیں، تو بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس وقت فصد (اور استفراغ) کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی (اور مواد کا امتلاء ہی نہیں ہونے پاتا ہے)۔

وكثيرا ما يدعو الداعي الى الاستفراغ فيعارضه عائق فلا يكون الحيلة فيه الا الصوم والنوم وتدارك سوء هضم اوجبه الامتلاء

شذرہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کرتا ہے کہ (امتلاء کی موجودگی کی وجہ سے) استفراغ کی ضرورت تو دامنگیر ہوتی ہے، مگر کسی مجبوری سے استفراغ کرنا دشوار ہوتا ہے: ایسی صورت میں اس کے سوا کوئی تدبیر و حیلہ کارگر نہیں ہے کہ مریض سے

---

[1] میں نے یہاں علت کا ترجمہ "بات" کیا ہے، گیلانی فرماتے ہیں۔ علت ایک عام لفظ ہے۔ جو مرض، عرض، اور سبب سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ علت ہر اس چیز کو کہتے ہیں، جو بدن کے اندر کوئی غیر طبعی تغیر پیدا کر دے۔

روزے رکھوائے جائیں (فاقہ کرایا جائے)، اور اُسے ہدایت کی جائے کہ وہ سویا کرے، اور موجودہ امتلاء کی وجہ سے جو سوء مزاج لاحق ہوگیا ہے، اُس کا مناسب تدارک کیا جائے +

ومن الاستفراغ ما هو على سبيل الاستظهار مثل ما يحتاج اليه من يعتاده النقرس او الصرع او غير ذلك في وقت معلوم و خصوصاً في الربيع فيحتاج ان يستظهر قبل وقته ويستفرغ الاستفراغ الذي يخص مرضه كان فصداً او اسهالاً

شذرہ　گاہے استفراغ بطور استظہار کے (یعنی پیش بندی اور تقدم بالحفظ کے طور پر) کیا جاتا ہے، (تاکہ وہ مرض پیدا نہ ہونے پائے، جس کا اندیشہ ہے) مثلاً بعض لوگوں کو مرض نقرس اور صرع وغیرہ ایک وقت مقرر میں، علی الخصوص موسم ربیع میں عادتاً لاحق ہوا کرتا ہے؛ ایسی صورت میں قبل از وقت پیش بندی کے طور پر اس امر کی ضرورت دامنگیر ہوتی ہے کہ جس مرض کا اندیشہ ہے، اُسکے مادہ کا استفراغ کردیا جائے؛ خواہ وہ استفراغ فصد کی صورت میں ہو، یا اسہال کی صورت میں +

وربما كان استعمال المجففات من خارج والادوية الناشفة استفراغا مثل ما يفعل باصحاب الاستسقاء

شذرہ　بیرونی طور پر ادویہ مجففہ ناشفہ کا لگانا بھی بعض اوقات استفراغ ہی کا کام کرتا ہے، جیسا کہ گاہے استسقاء والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے +

اَدْوِیَہ مُجَفِّفَہ نَاشِفَہ : رطوبت کی خشک اور جذب کرنے والی دوائیں +

استسقاء کے مریضوں کو گاہے گرم ریت میں دبایا جاتا ہے، گاہے گرم ریت پر لوٹنے کیلئے اُنہیں بتایا جاتا ہے، اور گاہے اُن کے اعضاء پر جاذب رطوبات دوائیں بطور تکمید کے استعمال کی جاتی ہیں +

وقد يحوجك الامر الى استعمال دواء مجانس للخلط المستفرغ في الكيفية كالسقمونيا عند حاجتك الى استفراغ الصفراء فيجب ح ان يخلط به ما يخالفه في الكيفية ويوافقه في الاسهال او لا يمنعه عن الاسهال كالهليلج

قانون　جس خلط کا خارج کرنا مقصود ہوتا ہے، بعض اوقات اُسی خلط کے مشابہ اور ہم کیفیت دواء استعمال کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے؛ مثلاً صفراء کے استفراغ کرنے کے لئے بعض اوقات سقمونیا استعمال کی جاتی ہے (حالانکہ صفراء اور سقمونیا، دونوں، گرم ہیں)؛ ایسی حالت میں مناسب یہ ہے کہ اس دواء کے ساتھ کوئی ایسی چیز ملادی جائے جو کیفیت میں تو اس کے مخالف ہو، مگر دست لانے میں موافق ہو یا کم از کم

ویتدارك سوء مزاج ان حدث عنه من بعد	(اگر معین اور موافق نہ ہو، تو) دستوں میں کوئی رکاوٹ نہ پیدا کرے؛ مثلاً ہلیلہ، (مذکورہ بالا صورت میں اگر سقمونیا کے ساتھ ہلیلہ ملا دی جائے، تو اس سے ایک حد تک سقمونیا کی حدت و حرارت بھی ٹوٹ جائیگی، اور درست لانے میں بھی کچھ نہ کچھ اس سے امداد ہی ملے گی) اور اگر (اس پر بھی) اُس دوا سے کچھ سوء مزاج پیدا ہو جائے، تو بعد کو (مناسب تدابیر سے) اُس کا بھی تدارک کر دیا جائے۔
واصحاب اورام الاحشاء فیصعب اسهالهم وقیئهم فان اضطررت الی ذلك فاستعمل لهم مثل اللبلاب والقرطم والبسفائج والخیار شنبر ونحو ذلك	قانون جن لوگوں کے احشاء میں ورم ہوتا ہے، ان کے لئے اسہال اور قے، دونوں، دشوار ہیں (ان کو مسہل دینا بھی خطرناک ہے، اور قے دینا بھی)؛ لیکن اگر ضرورت ہی اسہال کی داعی ہو جائے، تو لبلاب، قرطم، بسفائج، خیار شنبر جیسی (ہلکی) دوائیں استعمال کی جائیں (جو ورم کے لئے محلل بھی ہوں، اور مواد کو بتدریج دستوں کی راہ خارج کرنیوالی ہوں)۔
قال ابقراط من کان قضیفا سهل اجابة الطبیعة الی القیء فالاولی فی تنقیته ان یستعمل القیء وان یکون ذلك فی صیف او ربیع او خریف دون الشتاء ومن کان معتدل السحنة فالاسهال اولی به فان دعی الی استفراغه بالقیء داع فلینتظر به الصیف ویتوقاه فی غیر موضع الحاجة	قانون ابقراط کا قول ہے کہ "جو لوگ لاغر ہوں، جو (عموماً) طبعی طور پر قے کو بآسانی قبول کیا کرتے ہیں، اُن کے تنقیہ کے لئے (بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو) قے ہی لانا بہتر ہے۔ اور قے کا بہترین وقت ان کے لئے موسم گرما، ربیع، یا خریف ہے، نہ کہ سرما۔ اور جو لوگ اوسط درجہ کے فربہ (معتدل السحنہ) ہوں، اُنکے تنقیہ کے لئے اسہال ہی بہتر ہے؛ لیکن اگر ایسے (معتدل السحنہ) لوگوں میں کوئی خاص وجہ اس امر کی داعی ہو کہ ان کے امتلاء بدن کا تنقیہ قے ہی کے ذریعہ کیا جائے (اور مسہل دینا مناسب نہ ہو) تو موسم گرما کا انتظار کیا جائے، مگر بلاضرورت کے (ضرورت شدیدہ کے بغیر) ایسے لوگوں میں قے ہرگز نہ کرائی جائے"۔

کتاب فصول بقراطیہ میں بقراط کا قول اس طرح درج ہے: جو لوگ لاغر ہوں۔ اور قے

کرنا اُن کے لئے آسان ہو، اُن کا استفراغ تم دوا کے ذریعہ اوپر سے کرو (قے لاؤ)، اور احتیاط رکھو کہ یہ کام موسم سرما میں نہ کیا جائے۔ لیکن جن لوگوں میں قے دشوار ہو، اور اُن کے بدن میں گوشت اوسط درجہ پر اچھا ہو، اُنکا استفراغ تم دوا، کے ذریعہ نیچے سے کرو (مسہل دو)، اور احتیاط رکھو کہ یہ کام موسم گرما میں نہ کیا جائے"۔ (گیلانی)+

ویجب ان یتقدم قبل الاسہال والقئ بتلطیف الخلط الذی یرید استفراغہ وتوسیع المجاری وفتحہا فان ذلك یؤمن البدن من التعب

قانون جس خلط کا استفراغ مقصود ہو، بہتر ہے کہ اسہال اور قے سے پہلے اُس خلط کو لطیف و رقیق بنا لیا جائے (اُس خلط کے غلیظ قوام کو رقیق بنا کر قابل اخراج کر دیا جائے)، عروق و مجاری کو کشادہ کر کے کھول دیا جائے، تاکہ بدن (اسہال وقے کی) تکان و تکلیف سے محفوظ و مامون رہے +

گیلانی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد غالبًا یہ ہے کہ استفراغ سے پہلے جس طرح منضجات پلا کر مادہ کے قوام کو درست اور قابل اخراج بنایا جاتا ہے، اسی طرح اس کے ساتھ ساتھ حمام اور مالش وغیرہ کا بھی استعمال کرایا جائے، تاکہ عروق و مسامات کشادہ ہو جائیں، اور اخلاطِ بدن آسانی سے نکلنے کا راستہ پا سکیں، اور جید الکیموس غذائیں کھلائی جائیں، تاکہ بدن کے اندر فضلات کم پیدا ہوں +

واعلم ان تعوید الطبیعۃ لینا واجابۃ الی ما یراد من القئ او الاسہال بسہولۃ قبل استعمال الدواء القوی من اجل التدابیر المفلحۃ

قانون کامیاب تدابیر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کسی سخت دوا سے قے کرانی ہو، یا دست لانے ہوں، تو دوا قوی کھلانے سے پہلے ہی جو کچھ کرنا ہے، طبیعت کو نرم کر کے اُس کا عادی بنا لیا جائے کہ وہ اُسے بہ آسانی قبول کر سکے +

یعنی اگر مثلاً کسی قوی دوا مسہل سے دست لانے ہیں، تو پہلے سے شکم کو نرم کر لیا جائے، یہی وجہ ہے کہ اطبا منضج ادویہ کے ساتھ اکثر ہلکی مسہل اور ملین دوائیں شامل کر دیا کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی دوا مقی سے قے کرانی ہے، تو گرم پانی وغیرہ پلا کر پہلے سے قے کی عادت ڈال لی جائے؛ ورنہ ممکن ہے کہ سخت دوا مقی پلا دی جائے اور آسانی سے قے نہ ہو، تو اضطراب عظیم واقع ہو سکتا ہے +

والاسہال والقئ مع ھزال المراق صعب متعب وخطر

شذرہ مراق کی لاغری کی حالت میں (قوی) مسہل اور مقی پلانا سخت تکلیف دہ اور خطرناک امر ہے +

مَرَاق سے مراد شکم کی جلد ہے، جس میں جلد کے نیچے کی ساخت بھی شامل ہوتی ہے + مراق کی لاغری علی العموم ورم احشاء اور ضعف احشاء کے ساتھ ہوا کرتی ہے، اور اس حالت میں بدن کے

لہ شیخ فرماتے ہیں: "سارے اورام احشاء مراق کو رقیق اور لاغر بنا دیتے ہیں" (صفحہ ۲۶۸ قانون جلد اول) +

اندر جس طرح قوت کم ہوتی ہے، اسی طرح خون بھی کم ہوا کرتا ہے۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ نہ تو مسہل کی اجازت ہوسکتی ہے، اور نہ مقی کی +

والدواء المقئ قد یعود مسهلاً اذا کانت المعدۃ قویۃ او شرب علی شدۃ جوع او کان اشارب ذربا لین الطبیعۃ او غیر معتاد للقئ او کان الدواء ثقیل الجوھر سریع النزول

شذرہ گاہے "دواء مقی" مسہل بن جاتی ہے (یعنی اس سے قے کی بجائے دست آجاتے ہیں)۔ اسکی وجہ (۱) گاہے یہ ہوتی ہے کہ مریض کا معدہ قوی ہوتا ہے (اور قوت کے باعث دواء مقی کی اذیتوں سے کم متأثر ہوتا ہے)۔ (۲) یا یہ کہ مریض نے دواء مقی سخت بھوک کی حالت میں پی ہے، (۳) یا یہ کہ مریض پہلے سے دستوں کے مرض میں مبتلا ہے، اور اسکا شکم جاری ہے، (۴) یا یہ کہ مریض قے کا عادی نہیں ہے، (۵) یا یہ کہ دواء مقی کا جوہر ثقیل اور نیچے کی طرف (معدہ سے امعاء کی طرف) جلد اتر جانے والا ہے +

بعض مؤلفین نے اس مقام سے پہلی اور آخری صورت کو اڑا دیا ہے +

والمسهل یصیر مقیا لضعف المعدۃ ولشدۃ یبوسۃ الثفل او لکون الدواء کریها او کون صاحبه ذا تخم

اسکے برعکس گاہے "دواء مسہل" مقی بن جاتی ہے (یعنی اس سے دست کی بجائے قے آنے لگتی ہے)۔ اسکی وجہ (۱) گاہے یہ ہوتی ہے کہ مریض کا معدہ ضعیف ہوتا ہے (اور ضعف کی وجہ سے دواء مسہل کی اذیت کو برداشت نہیں کرسکتا، اسلئے وہ جلد ہی بصورت قے خارج کردیتا ہے)۔ (۲) یا یہ کہ (امعاء میں) پائخانہ بہت زیادہ خشک ہوجاتا ہے (اور قبض کی وجہ سے مستحکم سدے بن جاتے ہیں)، (۳) یا یہ کہ دواء مسہل ناخوشگوار اور مکروہ ہوتی ہے، (۴) یا یہ مریض پہلے ہی سے تخمہ میں مبتلا ہوتا ہے (اور معدہ قے کی حرکات کا عادی ہوتا ہے) +

وکل دواء مسهل اذا لم یسهل او اسهل غیر نضیج فانه یحرک الخلط الذی یسهله و ینشرہ فی البدن فیستولی علی البدن و یستحیل الیه

شذرہ جب دواء مسہل سے دست نہیں آتے، یا جبکہ (تھوڑے بہت دست تو آجاتے ہیں، لیکن غیر پختہ اور نضج سے خالی مواد خارج ہوتے ہیں، تو جس خلط کی یہ دواء مسہل تھی، اسی خلط کو حرکت میں لاکر اسے بدن کے اندر پھیلا دیتی ہے، اور بدن کے

اخلاط اخری فیکثر ذلک الخلط فی البدن	اندر اسکا غلبہ ہو جاتا ہے، جس سے دوسرے اخلاط بھی اسی خلط کی شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں، اور اس خلط کی مقدار بدن کے اندر بڑھ جاتی ہے +
ومن الاخلاط ما ہو اسرع اجابۃً الی القئ فی اکثر الامر کالصفراء ومنہا ما ہو مستعص علی القئ کالسوداء ومنہا ما لہ حال وحال کالبلغم	شذرہ قئے کی شکل میں خارج ہونے کے لحاظ سے مختلف اخلاط میں صلاحیت کم و بیش ہے) بعض اخلاط اس قسم کے ہیں کہ اکثر اوقات قئے کو بہ آسانی قبول کر لیتے ہیں (اور قئے کی صورت میں نکل آتے ہیں)، مثلاً صفرا، اور بعض اخلاط (اس کے برعکس) قئے کو قبول نہیں کرتے (اور قئے کی صورت میں خارج نہیں ہوتے) مثلاً سودا، اور بعض اخلاط اس قسم کے ہیں کہ ان کے حالات اس بارہ میں مختلف ہیں، مثلاً بلغم (بلغم اگر رقیق ہو، تو یہ گاہے قئے کی صورت میں بہ آسانی خارج ہو جاتا ہے، اور اگر غلیظ ہو، تو یہ اسہال کی صورت میں بہ آسانی نکل جاتا ہے)۔
والمحموم اسہالہ اصوب من تقیئتہ	شذرہ بخار کے مریضوں کے لئے قئے سے بہتر اسہال ہی ہے (اسلئے مریضانِ تپ کے امتلاء بدنی کا تنقیہ حتی الامکان دستوں ہی کے ذریعہ کیا جائے) +
ومن کان خلطہ نازلا مثل اصحاب زلق الامعاء فتقیئہم محال	شذرہ جن لوگوں میں بدنی مواد اوپر سے نیچے کی طرف جا رہے ہوں، ان میں قئے کے ذریعہ ان مواد کا خارج کرنا "محال" ہے (یا بہ توجیہ گیلانی: "ناجائز ہے")، مثلاً زلق الامعاء کے مریض (میں اوپر سے مواد آنتوں کی طرف اوترتے رہا کرتے ہیں، ان کو اوپر کی طرف قئے سے مائل کرنا طبعاً دشوار اور طباً ناجائز ہے) +
وشر الادویۃ المسہلۃ ما ہو مرکب من ادویۃ شدیدۃ الاختلاف فی زمان الاسہال فیضطرب الاسہال ویسہل الاول قبل ان یسہل الثانی وربما	شذرہ اگر کوئی مسہل دوا کا نسخہ ایسے اجزاء سے مرکب ہو، جن کے اسہال کی مدت میں شدید اختلاف ہو، تو اسے بدترین مسہل سمجھنا چاہئے (مثلاً کسی دوا مسہل کے نسخہ میں سقمونیا خیار شنبر اور ایلوا، تینوں شامل ہوں، جن میں سے سقمونیا جلد دست لانے والی دوا ہے، اور خیار شنبر اور ایلوا دیر میں)، کیونکہ

اسہل الاول نفس الثانی

اس سے دستوں میں ایک طرح کی گڑبڑ مچ جاتی ہے: یعنی ایک دوا کا عمل دوسری دوا سے پہلے ہی ہوجاتا ہے، اور لگا ہے ایک دوا، دوسری دوا ہی کو دستوں کے ساتھ خارج کر دیتی ہے (جس سے اسکا عمل ہی نہیں ہونے پاتا، اور نسخہ میں اسکا داخل کرنا بے سود ثابت ہوتا ہے) +

اس قول کی توجیہ میں گیلانی نے جو کچھ کہا ہے، اسکا خلاصہ یہ ہے کہ "دوا مسہل کے نسخہ میں ایسے دو اجزاء ایک مستقل مسہل کی مقداریں، نہ شامل کرنے چاہئیں، جن میں سے ایک سریع الاسہال ہو، اور دوسرا بطئی الاسہال، ورنہ اس صورت میں وہی خطرات کے اندیشے ہیں، جو ایک ہی دن دو مسہل کے پلانے میں ہو سکتے ہیں"

"مستقل مسہل کی مقدار" سے مراد یہ ہے کہ ان دو میں سے ایک ہی دوا اُس مقصد کے لئے کافی ہو، جسکے لئے مسہل دیا گیا ہے +

مگر یہ اصول اور یہ توجیہ، دونوں، قابل غور ہیں، اور اطباء کے اکثر نسخہ جات ایسے اجزاء سے خالی نہیں ہوا کرتے +

ومن تعرض للاسہال والقئ وبدنہ نقی لم یکن لہ بد من دوار و مغص وکرب یلحقہ فیکون ما یستفرغ لیستفرغ بصعوبۃ جلاً

شذرہ جو شخص مسہل یا مقی (شدید مسہل اور قوی مقی) استعمال کرتا ہے، درانحالیکہ اُس کا بدن (مواد ردیہ سے) پاک صاف ہوتا ہے، اُسے یقیناً اور بلا ریب دُوار، مغص، اور کرب (اضطراب اور غشی) لاحق ہوجایا کرتا ہے، اور اگر کچھ مادّہ نکلتا بھی ہے، تو بڑی دشواری سے نکلتا ہے +

قول بقراط: "جس شخص کا بدن صحیح ہو، اُسنے اگر دوا مسہل یا مقی استعمال کی، تو وہ جلد ہی غشی میں مبتلا ہوجائیگا"

وبالجملۃ الدواء مادام یستفرغ الفضول فانہ لا یکون معہ اضطراب فاذا اخذ یضطرب فانما یستفرغ غیر الفضول

تنقیہ کی علامت خلاصہ یہ ہے کہ جب تک دوا سے (دوا مسہل یا مقی سے) فضلات خارج ہوتے رہتے ہیں، اُس وقت تک بدن میں کرب و اضطراب پیدا نہیں ہوتا (اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابتک بدن کا تنقیہ پورا نہیں ہوا ہے)! اور جب کرب و اضطراب شروع ہوجاتا ہے، تو سمجھنا چاہئے کہ (اب بدن مواد ردیہ سے پاک صاف ہوگیا، اور) جو چیز کہ خارج ہو رہی ہے

یہ فضلات کے قبیلے سے نہیں ہے (بلکہ بدن کے اچھے اور کارآمد مواد ہیں) +

جب کسی خاص خلط کا استفراغ حسب اصول طبی انضاج وغیرہ کے بعد اس خلط کی مخصوص ادویہ سے کیا جائے، تو مندرجۂ ذیل احکام سے اس کا پتہ چل سکتا ہے کہ بدن کا تنقیہ ہوگیا ہے:-

واذا تغیر الخلط المستفرغ بقی او اسهال الی خلط آخر دل علی نقاء البدن من الخلط المراد استفراغه

جو خلط کہ بذریعہ قے یا اسہال کے خارج ہو رہی تھی، اس کے نکلنے کے بعد جب دوسری خلط نکلنے لگے، تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ جس خلط کا استفراغ کیا جارہا تھا، وہ بدن سے نکل چکا ہے (اور اب مسہل دواؤں کے بقیہ اثر سے دوسرے اخلاط نکل رہے ہیں) +

واذا تغیر الی خراطة وشئ اسود منتن فهو ردی

اور جب اس کے بعد خراطہ (آنتوں کے غشائی ٹکڑے اور چھلکے) اور کالی کالی بدبودار سی چیز برآمد ہونے لگے، تو اسکو ایک بری علامت سمجھنا چاہیے +

والنوم اذا اشتد عقیب الاسهال والقئ دل علی ان الاستفراغ نقی البدن تنقیة بالغة ونفع

اسہال یا قے کے بعد جب نیند کا زور ہو جائے، تو یہ اس امر کو بتاتا ہے کہ استفراغ کے عمل سے بدن کا پورا تنقیہ ہوچکا ہے، اور اس نے پورا فائدہ پہونچایا ہے (یا یہ کہ: استفراغ کے بعد کی نیند مریض کے لئے سودمند ہوا کرتی ہے) +

واعلم ان العطش اذا اشتد فی الاسهال والقئ دل علی مبالغة وبلوغ غایة وجودة تنقیة

یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اسہال اور قے (کے دوران عمل) میں پیاس کا غلبہ ہوجانا اس امر کی علامت ہے کہ استفراغ پورا ہوچکا، اور منزل مقصود کی حد تک پہونچ چکا، اور بدن کا اچھی طرح تنقیہ ہوچکا ہے +

دوا مسہل کیونکر مواد کو جذب کرتی ہے؟

کسی دوا مسہل سے جو دست آتے، اور بدن کے مواد کھنچکر دستوں کی راہ خارج ہوتے ہیں، اس میں تین مختلف مذاہب ہیں:-

(۱) صحیح مذہب تو یہ ہے کہ دوا مسہل اپنی مخصوص خاصیت اور مخصوص کشش سے کسی خاص خلط کو آنتوں کی طرف جذب کرتی ہے، یعنی یہ دوا مسہل اپنی مخصوص قوت تاثیر سے معدہ اور آنتوں کی غشاء مخاطی کے مخصوص اجزاء میں تحریک پیدا کردیتی ہے، جس سے غشاء مذکور کے یہ اجزاء مخصوص اخلاط کو خارج کرنے کا کام شروع کردیتے ہیں +

خواہ وہ خلط قوام کے لحاظ سے رقیق ہو، یا غلیظ۔ اسی مذہب کو شیخ نے پسند کیا ہے +

(۲) دوسرا مذہب یہ ہے کہ مسہل دوا میں کسی خاص خلط کو جذب کرنے کی خاصیت اور کشش نہیں ہوتی، بلکہ ہر ایک مسہل دوا پہلے بدن کے رقیق اخلاط کو خارج کیا کرتی ہے، اس کے بعد بہ ترتیب غلیظ کو اور اس کے بعد غلیظ تر کو +

(۳) جالینوس کا مذہب یہ ہے کہ ہر ایک مسہل دوا اُسی خلط کو جذب کیا کرتی ہے، جس سے اُس دوا کی **مشابہت ومشاکلت** ہوتی ہے، یعنی دوا مسہل اپنے مشابہ اور اپنے ہم جنس خلط کو "مشابہ اور ہم جنس ہونے" کی وجہ سے جذب کیا کرتی ہے +

شیخ نے ان دونوں آخری مذاہب کی تردید کی ہے:۔

واعلم ان الدواء المسهل يسهل ماليسهله بقوة جاذبة تجذب ذلك الخلط نفسه لا بما يجذب الخلط الغليظ و خلى الرقيق كما يفعل المسهل للسوداء

واضح رہے کہ دوا مسہل جس خلط کو بھی دستوں کی شکل میں خارج کرتی ہے، اس کو اپنی مخصوص قوت جاذبہ کی وجہ سے جذب کر کے خارج کیا کرتی ہے (یعنی یہ قوت جاذبہ خصوصیت کے ساتھ فقط اسی خلط کو جذب کرتی ہے)؛ چنانچہ بعض اوقات دوا مسہل خصوصیت کے ساتھ محض خلط غلیظ کو جذب کر لیتی اور خلط رقیق کو بدن کے اندر ہی چھوڑ دیتی ہے، چنانچہ جو دوائیں "مسہل سودا" کہلاتی ہیں، اُن کا عمل اسی قسم کا ہوا کرتا ہے +

بعض مسہل دواؤں کو بلغم سے، اور بعض کو سوداء سے، اور بعض کو صفراء سے، خصوصیت ہوتی ہے؛ یعنے وہ دوائیں فقط انہی اخلاط کو جذب کر کے خارج کرتی ہیں؛ مثلاً سقمونیا صفراء کو، افتیمون سوداء کو، اور ترید بلغم کو دستوں کی راہ خارج کرتا ہے؛ اسی وجہ سے ہر ایک خلط کے لئے علیحدہ علیحدہ مسہل معین ہیں: مسہل بلغم —— مسہل صفراء —— مسہل سوداء۔ اگر یہ خیال صحیح ہوتا کہ ہر مسہل دوا پہلے رقیق ترین مواد کو جذب کر کے خارج کیا کرتی ہے، تو یہ صورت کبھی بھی ممکن نہ ہوتی کہ بدن کے اندر خلط رقیق باقی رہے، اور اس سے پہلے غلیظ خلط خارج ہو جائے +

وليس قول من يقول انه يولد ما يجذبه او انه يجذب الارق اولا بشئ

بعض لوگوں کا یہ قول قطعاً بے بنیاد ہے کہ "دوا مسہل جس خلط کو جذب کر کے خارج کیا کرتی ہے، اسی کو پیدا بھی کر دیتی ہے" (جیسا کہ جالینوس کا خیال ہے)؛ اور یہ کہ "دوا مسہل پہلے

بدن کے رقیق ترین مواد کو جذب کیا کرتی ہے، (اور اس کے بعد بہ ترتیب غلیظ کو اور غلیظ تر کو")

دوسرے قول کی تردید شیخ نے اس لئے چھوڑ دی کہ اسکی کمزوری بالکل ظاہر ہے۔ علاوہ ازیں شیخ نے اوپر واضح ہی کر دیا کہ بعض مسہل دوائیں پہلے غلیظ خلط کو خارج کیا کرتی ہیں اور رقیق کو بدن کے اندر ہی چھوڑ دیتی ہیں +

وجالینوس معر انہ ھذا یطلق القول بان المسہل الذی لاسمیۃ فیہ اذا لم یسہل واستمر أ وَلَدَ الخلط الذی یجذ بہ ولیس ھذا القول بسدید

جالینوس کی یہی رائے ہے (کہ دوا مسہل جس خلط کو جذب کرتی ہے، اسی کو پیدا بھی کر دیتی ہے)، اور اس رائے کے ساتھ وہ یہ کہتا ہے کہ "جن مسہل دواؤں میں سمیت نہیں ہوتی ہے، جب ان سے دست نہیں آتے، اور یہ بدن ہی کے اندر ہضم ہو جاتی ہیں، تو یہ اسی خلط کو پیدا بھی کر دیتی ہیں، جسکو یہ جذب کرتی ہیں" (اور جس کی یہ دوا مسہل کہلاتی ہیں) حالانکہ جالینوس کی یہ بات درست نہیں ہے +

ان کا خیال ہے کہ مسہل دوائیں اگر سمی ہوں، تو ان سے کبھی بھی بدن کے اندر کوئی خلط پیدا نہیں ہو سکتی "جالینوس کی یہ بات درست نہیں ہے" اسکو شیخ نے دلائل سے ثابت نہیں کیا، کیونکہ دست نہ آنے کی صورت میں اس خلط کے غلبہ کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں، جیسا کہ شیخ پہلے بتا چکے ہیں +

ویظھر من حیث تحقیقہ جالینوس انہ یری ان بین الجاذب للدوائی والمجذوب الخلطی مشاکلۃ فی الجوھر ولذلک یجذب وھذا غیر صحیح

جالینوس کے اس تیقّن سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ خیال ہے کہ "دوائے جاذب (دوا مسہل) اور خلط مجذوب کے درمیان بلحاظ جوہر کے ایسی مشابہت ومشاکلت پائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ دوا، اس خلط کو جذب کیا کرتی ہے" حالانکہ یہ خیال بھی درست نہیں ہے +

ولوکان الجذب بالمشاکلۃ لوجب ان الحدید یجذب الحدید اذا غلبہ والذھب یجذب الذھب اذا غلبۃ بمقدارہ

اگر بالفرض مسہل دواؤں کا یہ جذب مشاکلت کی وجہ سے ہوتا، تو یقیناً ایک لوہا جو مقدار کے لحاظ سے غالب ہو، دوسرے کم مقدار کے لوہے کو، اور اسی طرح ایک سونا، جو مقدار کے لحاظ سے زیادہ ہو، دوسرے کم مقدار کے سونے کو اپنی طرف کھینچ لیا کرتا[1] +

[1] یہ اعتراض جالینوس ہی کیا ہے، جو آپ نے آپ پر کیا ہو، اور اسکا ضعیف سا جواب یا ہے: کہ یہاں مشاکلت سے "مشاکلت تامہ" مراد نہیں ہے، کیونکہ تیز دوا مسہلہ

لکن الاستقصاء فی هذا الی غیر الطبیب — لیکن اس مسئلہ کی انتہا تک کرید کرنا اور اس کی تہ تک پہونچنا طبیب کے فرائض سے خارج ہے (یہ کام تو علم طبیعی کا ہو سکتا ہے) +

یہاں یہ امر یقیناً غور طلب ہے کہ زہرۂ گاؤ (بیل کا پت) مسہل صفراء ہے، جو صفراء سے بہت کچھ مشاکلت رکھتا ہے، اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ بعض مسہل دوائیں اپنے ہم شکل اخلاط کو خارج کیا کرتی ہیں +

واعلم ان انجذاب الاخلاط فی شرب المسہل والمقئ انما هو فی الطرق التی انفذ فیها حتی تحصل فی الامعاء والمعدۃ وهنالك تحرك الطبیعۃ الی دفعها الی خارج — شذرہ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ دوا مسہل یا مقئ استعمال کرنے کے بعد بدن کے اخلاط انہیں راستوں سے کھنچکر (معدہ اور امعاء کی طرف) آیا کرتے ہیں، جن راستوں سے یہ (اعضاء کی طرف) جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ معدہ اور آنتوں کے جوف میں پہونچ جاتے ہیں، تو طبیعت انکو (معدہ اور امعاء کے الیاف عضلیہ کی امداد سے) باہر کی طرف دفع کر دیتی ہے +

معدہ اور امعاء کی عروق شعریہ اور غشاء مخاطی کے مسامات کے ذریعہ خلاصۂ غذاء جذب ہوا کرتا ہے۔

انہی راستوں سے بدن کے مواد دستوں اور قے کی صورت میں خارج ہوا کرتے ہیں +

معدہ اور امعاء کی اندرونی سطح میں مخصوص اجزاء اور مخصوص ساختیں ہیں، جن سے مخصوص قسم کے مواد ادویہ مسہلہ کی مخصوص تحریک سے مترشح ہوا کرتے ہیں، جو ان اعضاء کی حرکت دودیہ — حرکت دافعہ — سے خارج ہو جاتے ہیں +

وقلما یتفق لها عن شرب المسہل ان تصعد الی المعدۃ فان تصعدت مالت الی القئ — شذرہ بعض اوقات یہ بھی اتفاق ہوتا ہے کہ دوا مسہل پینے کے بعد بدن کے مواد معدہ کی طرف چڑھ جاتے ہیں (اور معدہ کے جوف میں مواد کا انصباب شروع ہو جاتا ہے)، چنانچہ جب بدن کے اخلاط معدہ کی طرف چڑھ جاتے ہیں، تو طبیعت ان کو (گا ہے) قے کے ذریعہ خارج کر دیا کرتی ہے، (اور گاہے امعاء کی طرف اوتار دیتی ہے، جو دستوں کے ذریعہ خارج ہو جاتے ہیں) +

وانما لا یصعد الی المعدۃ لشیئین — رہا یہ سوال کہ یہ مواد معدہ کی طرف (ہمیشہ) کیوں نہیں چڑھا کرتے؟ تو اس کے دو اسباب ہیں:

احدهما ان الدواء المسهل سریع النفوذ الی الامعاء	**اوّل:** یہ کہ دوا مسہل آنتوں کی طرف جلد اوتر جایا کرتی ہے (کیونکہ دوا مسہل کی مخصوص تحریک و تاثیر سے معدہ اور آنتوں کی حرکت دودیہ — حرکتِ دفعیہ — بہت تیز ہو جایا کرتی ہے) +
والثانی ان الطبیعة عند شرب المسهل یستعجل به فی دفعها عن اوردة ماساریقا الی تحت والی اسفل لا الی فوق فان ذلك اقرب و اسهل	**دوم:** یہ کہ دوا مسہل کے استعمال کے بعد (طبیعت میں ایک مخصوص تحریک پیدا ہوجاتی ہے، جس سے) طبیعت مواد کو بعجلت تمام اوردۂ ماساریقا سے نیچے کی طرف، نہ کہ اوپر کی طرف، دفع کرنا شروع کردیتی ہے، کیونکہ یہی راستہ قریب ترین اور (عادتاً) سہل ترین ہے (یعنی عروقِ ماساریقا کے مواد کا نیچے کی طرف روانہ ہونا طبعاً اور عادتاً سہل ہے) +
ولان ما خلفها یزاحمها ایضا وذلك مما یحرك الطبیعة الی الدفع من اقرب الطرق	علاوہ ازیں مسہل پینے کی صورت میں اگلے مواد کو پچھلے مواد برابر دباتے اور دھکیلتے رہا کرتے ہیں، جس سے طبیعت میں اس قسم کی تحریک واقع ہوتی ہے کہ وہ ان مواد کو قریب ترین راہ سے خارج کردے +

اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بقول شیخ کے دوا مسہل میں تو قوتِ جاذبہ ہوا کرتی ہے، جسکی وجہ سے خلط دوا کے ساتھ چمٹ جایا کرتی ہے، اسلئے جب معدہ اور آنتوں کے اندر دوا مسہل اور خلط کی باہمی ملاقات ہوگی، تو یہ دونوں باہم اس طرح چمٹ جائینگے، جس طرح مقناطیس اور لوہا باہم چسپاں ہو جاتے ہیں، پھر یہ بصورت دست باہر کیونکر خارج ہوتے ہیں +

اس کا **جواب** شیخ ذیل میں اس طرح دیتے ہیں کہ گو ایسا ضرور ہے، مگر طبیعت اپنی قوتِ دافعہ کے ذریعہ سے ان کو خارج کردیا کرتی ہے:۔

ولو کان للدواء قوة جاذبة تلزم الخلط لکن قوة الطبیعة الدافعة اولی ان تغلب فی الصحیح القوی	اگرچہ دوا مسہل میں قوتِ جاذبہ ہوا کرتی ہے، جس کی وجہ سے دوا مسہل خلط کے ساتھ چمٹ جایا کرتی ہے، لیکن طبیعت کی قوت دافعہ غالب ہوا کرتی ہے، بشرطیکہ اُس شخص کی قوتیں قائم ہوں +

لیکن اگر بالفرض اُس شخص کی قوتیں مردہ ہوچکی ہیں، تو ظاہر ہے کہ اس وقت طبیعت کی قوت دافعہ

لہ اوردۂ ماساریقا: آنتوں کی وریدیں +

غالب نہ ہوسکیگی، اور نہ اُس خلط کو خارج کر سکیگی، جو دواء مسہل کے ساتھ جُٹی ہوئی ہوتی ہے، بلکہ وہ آنتوں کے جوف میں "قوت کی مردگی" کی وجہ سے اسی طرح پڑی رہیگی +

على ان الدواء انما يجذب بها الى طريق معين

علاوہ ازیں دواء مسہل مواد بدن کو ایک معین راستہ ہی کی طرف جذب کیا کرتی ہے +

اور وہ "معین راستہ" آنتوں کا ہے؛ اس لئے اسہال کی صورت میں مواد بدن معدہ کی طرف صعود کرنے سے رُک جاتے ہیں +

لكن حال الدواء المقيئ بخلاف هذا فانه ان كان في المعدة وقف فيها وجذب الخلط الى نفسه من الامعاء وقيأ بقوته و مقاومته قوة الطبيعة

دواء مقیٔ لیکن دواء مُقیٔ کا حال دواء مسہل کے برعکس ہے: کیونکہ دواء مُقیٔ جب معدہ میں ہوتی ہے، تو معدہ ہی کے اندر ٹھہر جاتی ہے (دواء مسہل کی طرح جلد آنتوں کی طرف نہیں اُتر جاتی)، اور مواد کو (مسہل کے برعکس، تمام اعضاء سے حتیٰ کہ) آنتوں سے بھی اپنی طرف کھینچ لیتی ہے، اور پھر ان مواد کو قے کی صورت میں اپنی ذاتی قوت کے ذریعہ، اور طبیعت کا مقابلہ کرکے (طبعی حرکت کے خلاف) خارج کر دیتی ہے +

دواء مقیٔ "طبیعت کا مقابلہ" کیونکر کرتی ہے؟ اس لئے کہ معدہ کے مواد بالطبع آنتوں ہی کی طرف اُترا کرتے ہیں، نہ کہ مری اور منہ کی طرف، اس لئے قے کی حرکت ایک بالکل غیر طبعی فعل ہے، جسکو منازلۂ جلاد کہا گیاہے. اس کے برعکس دواء مسہل مواد بدن کو اُسی راستہ سے خارج کیا کرتی ہے، جدھر سے طبعًا یہ مواد خارج ہوا کرتے ہیں (آملی) +

و يجب ان تعلم ان اكثر انجذاب الاخلاط بجذب الادوية انما هو من العروق الا ما كان شديد المجاورة فينجذب منه في العروق وغير العروق مثل الاخلاط التي في الرية فانها تنجذب من طريق المجاورة الى المعدة والامعاء وان لم تسلك العروق

شذرہ یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ (اسہال اور قے میں) جو مواد دواؤں کے ذریعہ کھنچکر (جوف معدہ اور امعاء کی طرف) آیا کرتے ہیں، یہ زیادہ تر عروق سے (اور عروق کی راہ) آیا کرتے ہیں؛ رہے وہ مواد جو (معدہ اور امعاء سے) بہت ہی قریب (کے اعضاء میں) واقع ہوتے ہیں، تو یہ دونوں طریقوں سے منجذب ہوا کرتے ہیں: براہ عروق اور براہ غیر عروق؛ مثلاً پھیپھڑے کے مواد معدہ اور امعاء تک قربت اور پڑوس کی وجہ سے کھنچکر پہونچ جاتے ہیں، خواہ

یہ عروق کا راستہ نہ طے کریں +

واعلم ان کثیرا ما یکون النشف من الادویۃ الیابسۃ سببا لاستفراغ رطوبات من البدن کما فی الاستسقاء

شذرہ واضح ہو کہ خشک دوائیں جو بدنی رطوبات کو چوس لیا کرتی ہیں (ادویہ ناشفہ) گاہے یہ بدنی رطوبات کے استفراغ کا ذریعہ بن جاتی ہیں، جیسا کہ استسقاء میں کیا جاتا ہے (جسکا ذکر پہلے گذر چکا کہ مریض استسقاء کو گاہے گرم ریت میں رطوبات کے خشک کرنے کیلئے دبایا جاتا ہے) +

شذرہ بعض مسہل دوائیں عروق سے خون کی مائیت (بلغم مائی) کو بہت زیادہ جذب کر لیا کرتی ہیں، اور دست پانی کے سے آتے ہیں +

بعض مسہل دوائیں عروق میں خود منجذب نہیں ہوتی ہیں، مگر عروق سے کچھ مادہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں، جس سے آنتوں میں بوجھ سا پیدا ہو جاتا ہے، اور طبیعت اس بار خاطر کو دفع کرنے کے لئے آنتوں کی قوت دافعہ کو تیز تر کر دیتی ہے +

بعض مسہل دوائیں معدہ اور امعاء کی اندرونی سطح میں لذع و ہیجان پیدا کر دیتی ہیں، جس سے ان کی قوتِ دافعہ تیز تر ہو جاتی ہے، اور دست آجاتے ہیں +

بعض مسہل دوائیں منجذب ہوکر اور دماغ تک پہونچکر براہ راست اعصاب کے مرکز پر اثر کرکے آنتوں کی قوتِ دافعہ کو تیز کر دیتی ہیں +

بعض "مسہل صفراء دوائیں" صفراء کے انصباب کو جگر سے امعاء کی طرف بڑھا دیتی ہیں، اور بعض دوائیں اس لئے "مسہل صفراء" کہلاتی ہیں کہ صفراء جونہی آنتوں پر گرتا ہے کہ وہ دستوں کی شکل میں خارج ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے +

معدہ اور امعاء کی سطح میں مخصوص ساختیں اور مخصوص گلٹیاں ہیں، جو مسہل اور مقی کی مختلف تحریکات سے متاثر ہوا کرتی ہیں، اور مخصوص رطوبتیں پیدا کرکے خارج کرتی ہیں، اس لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ حقیقی دوا مسہل اور حقیقی دوا مقی میں ایک مخصوص قوتِ جاذبہ ہوا کرتی ہے، جس سے بدن کے محض مخصوص مواد ہی ان گلٹیوں سے خارج اور مترشح ہوا کرتے ہیں +

الفصل الخامس الکلام فی الاسہال و قوانینہ

فصل (۵) اسہال اور اس کے قوانین

اس فصل میں محض اسہال کے مخصوص احکام بیان کئے گئے ہیں۔ بقول قرشی اس فصل کا عنوان

"اسہال کا بقیہ ذکر اور اسکے قوانین" ہونا چاہئے تھا +

قد سبق منا الكلام فى وجوب اعداد البدن قبل الدواء المسهل لقبول المسهل وتوسيع المسام وتليين الطبيعة وخصوصا فى العلل الباردة

یہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ دوا مسہل کھلانے سے پہلے (منضج کے ذریعہ) بدن کو اسہال کے لئے تیار کر لینا چاہئے، مسامات (اور مجاری) کو کشادہ کر لینا چاہئے، اور شکم کو نرم کر لینا چاہئے؛ خصوصیت سے ان باتوں کا امراض باردہ میں زیادہ لحاظ کرنے کی ضرورت ہے +

وبالجملة لين الطبيعة قبل الاسهال قانون جيد فيه امان الا فيمن هو شديد الاستعداد للذرب فان هذا لا يجب ان يفعل به شئ من هذا فانه يكون سببا لافراط يقع به

خلاصہ یہ کہ (مرض خواہ حار ہو، یا بارد) اسہال سے قبل شکم کا نرم کر لینا ایک بہترین اصول ہے، جس میں بہت سی باتوں سے امن واطمینان حاصل ہو جاتا ہے. ہاں جو لوگ پہلے ہی سے ذرب (دستوں کے مرض) کی شدید استعداد رکھتے ہوں، ان لوگوں میں یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ اس قسم کی کوئی تدبیر عمل میں لائی جائے، ورنہ یہ افراط کا سبب بن جائے گا (اور اُسے اتنے دست آجائینگے کہ روکنا دشوار ہو جائیگا) +

ومثل هذا يجب ان يخلط بمسهله ماله قوة مقيئة لئلا يستعجل فى النزول عن المعدة قبل ان يفعل فعله بل يتعدل فيه قوة الدوائين فيفعل المسهل فعله ويفعل المقيئ فعله فى عكس هذه الحالة

بلکہ ایسے لوگوں کے لئے یہ مناسب ہے کہ ان کے مسہل دواؤں کے ساتھ کچھ مقی دوائیں بھی ملا دی جائیں، تاکہ مسہل دوائیں اپنے عمل سے پہلے بعجلت معدہ سے آنتوں میں نہ اتر جائیں (اور بلا عمل کے خارج نہ ہو جائیں)؛ بلکہ اس اختلاط کی وجہ سے دونوں قسم کی دواؤں کے اثرات اس مخلوط میں برابر برابر ہو جائینگے: دوا مسہل اپنا کام کرے گی اور دوا مقی مسہل کے برعکس اپنا کام کریگی +

جن لوگوں میں ذرب کی استعداد شدید ہوتی ہے، ان میں مسہل سے دو خطرے ہوتے ہیں: **اول** یہ کہ دستوں میں افراط نہ ہو جائے. **دوم** یہ کہ دوا مسہل بلا عمل آنتوں میں نہ اتر جائے. لیکن جب مسہل کے ساتھ کوئی دوا مقی بھی شامل کر دی جائے گی، تو نہ پہلا خطرہ رہیگا، اور نہ دوسرا؛ یعنی دوا مسہل اگر مادہ کو نیچے لائیگی، تو دوا مقی مادہ کو اوپر لیجانا چاہے گی. گیلانی +

اسکے بعد گیلانی فرماتے ہیں کہ دوا مقی اتنی نہ شامل کرنی چاہئے کہ اس سے قے آجائے، اور نہ دوا مسہل

قوی — پوری خوراک میں — ہونی چاہئے +

واللثغ من المستعدین للذرب فلا یحتملون دواء قویا — شذرہ توتلے اشخاص (لُثغ[1]) میں چونکہ (طبعًا) ذرب کی استعداد پائی جاتی ہے، اسلئے وہ قوی مسہلات کو برداشت نہیں کرسکتے +

یہ اس عقیدہ پر مبنی ہے کہ توتلوں کے معدہ اور امعاء عمومًا دماغی نزلات کی وجہ سے مرطوب ہوا کرتے ہیں، اسلئے یہ مرض ذرب کے لئے آمادہ رہتے ہیں، ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ مسہلات قویہ سے بہت سے خطرات پیدا ہوسکتے ہیں۔ رہا یہ خیال کہ توتلے پن کو رطوبت سے کیا تعلق ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب بچوں کو دیکھا جاتا ہے، تو اس خیال کی تائید ہوجاتی ہے۔ بچے عمومًا توتلے ہوا کرتے ہیں؛ لیکن جب جوان ہوتے ہیں، اور انکی رطوبت کم ہوجاتی ہے، تو ان کی زبان بھی درست ہوجاتی ہے +

واکثر ذربھم من نوازل رؤسھم — ایسے توتلے لوگوں میں جو مرض ذرب ہوا کرتا ہے، وہ زیادہ تر ان کے دماغی نزلہ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے +

ومن المخاطرۃ ان یشرب المسھل وفی المعاء ثفل یابس بل یجب ان یخرجہ ولو بحقنۃ او بمرقۃ مزلقۃ — شذرہ خطرناک امور میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ آنتوں میں خشک پائخانہ پڑا ہوا ہو (اس نے راستہ روک رکھا ہو) اور اسی حالت میں مسہل پی لیا جائے۔ ایسے موقع پر مناسب یہ ہے کہ آنتوں سے ایسے سدوں کو پہلے خارج کرلیں، خواہ اس کام کے لئے حقنہ مزلقہ استعمال کریں، یا مَرَقَہ مزلقہ (پھسلا دینے والا شوربہ، جس سے آنتوں کا ثُفل پھسل کر خارج ہوجائے) +

واستعمال الحمام قبل الدواء المسھل ایاما ملطف وھو من المعدات الجیدۃ الا ان یمنع مانع ویجب ان یکون بین الحمام وبین شرب الدواء زمان یسیر — شذرہ مسہل لینے سے پہلے کچھ دنوں تک، بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو، حمام کرتے رہنا ملطِّف مواد (مرقق مواد) ہے؛ نیز یہ اُن بہترین ذرائع میں سے ہے، جن سے مسہل کے لئے آسانیاں پیدا ہوجاتی ہیں (مُعِدَّات)۔ لیکن حمام کرنے اور دوا مسہل پینے کے درمیان تھوڑا سا وقفہ دینا ضروری ہے (یہ کسی طرح مناسب نہ ہوگا کہ حمام سے نکلتے ہی دوا مسہل پی لی جائے) +

ولا یدخل الحمام بعد الدواء فانہ یجذب المادۃ الی خارج — اسی طرح یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ دوا پینے کے بعد حمام میں داخل ہوجائیں؛ کیونکہ حمام مواد بدن کو (مسہل کے

[1] لُثغ: اَلثغ کی جمع ہے: توتلہ جو مثلاً رے کو لام سے ادا کریں۔ یا لے سے +

وانما یصلح لحبس الاسہال لا للمعونۃ علی الاسہال اللہم الا فی الشتاء فلا بأس بان ید خل البیت الاول من الحمام بحیث لا تکون حرارتہ مقدارۃ علی الجذب البتۃ بل علی التلیین	برعکس، باہر کی طرف کھینچتا ہے (جس سے دونوں کے متضاد اعمال میں تعارض واقع ہو جاتا ہے)۔ یہ کام تو صرف اُسی وقت اچھا ہے، جبکہ دستوں کو بند کرنے کا ارادہ ہو، نہ کہ انہیں بڑھانے اور تیز کرنے کا! ہاں اگر سردیوں کا موسم ہو، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ مریض حمام کے پہلے کمرہ (بیت اول) میں داخل ہو، جہاں (ہوا) میں، محض اتنی حرارت ہونی چاہیے کہ بدن کے مواد کو باہر کی طرف نہ جذب کر سکے، بلکہ صرف اس کو نرم کر سکے +
وبالجملۃ فان ھواء من یشرب الدواء یجب ان یکون الی حرارۃ یسیرۃ لا یعرق ولا یکرب فان ذلک من المعدات	خلاصہ یہ کہ مسہل پینے والوں کے لئے ایسی ہوا کی ضرورت ہے، جس میں محض تھوڑی سی حرارت ہو جس سے پسینہ نہ آسکے، اور بے چینی نہ پیدا ہو سکے۔ ایسی ہوا، مسہل کے مُعِدّات میں سے ہے (جس سے مسہل کے لئے عمل اسہال میں آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں) +
والدلک والتمریخ بالدھن قبل ذلک من المعدات ایضاً	اسی طرح مسہل سے قبل بدن کی مالش کرنی اور تیل ملنا بھی مُعِدّات میں سے ہے +
ومن لم یعتد الدواء ولم یشربہ فالاولی بالطبیب ان یتوقف عن سقیہ المسہلات ذوات القوۃ	قانون جو لوگ دوا اور مسہل کے عادی نہ ہوں، اور جنہوں نے کبھی دوا، مسہل پی نہ ہو، ایسی حالت میں طبیب کے لئے یہی مناسب ہے کہ انہیں قوی مسہلات پلانے سے توقف برتیں +
واما صاحب التخم والاخلاط اللزجۃ والتمدد فی الشراسیف ومن فی احشائہ التھاب وسدد فلا یجب ان یسقی شیئاً حتی یصلح ذلک بالاغذیۃ الملینۃ وبالحمام والراحۃ وترک ما یحرک ویلھب	قانون جن لوگوں کو تخمہ کی شکایت ہو، یا جنکے بدن میں اخلاط لزجہ ہوں، یا جنکے شراسیف میں تمدد (تناؤ) ہو، یا جنکے احشاء میں التہاب (سوزش، جلن) یا سُدّے ہوں، اُنہیں مسہلات میں سے کوئی چیز اُس وقت تک استعمال نہ کرانی چاہئے، جب تک ان عوارض کی اغذیہ ملینہ، حمام، راحت و سکون، اور ترک محرکات و مُلہِبات[1] سے اصلاح نہ کر لی جائے +

[1] مُلہِبات: التہاب یعنی سوزش و جلن پیدا کرنیوالی چیزیں +

والذین یشربون المیاہ القائمۃ والمطحولون فانھم یحتاجون الی ادویۃ قویۃ

| شذرہ | جو لوگ ٹھہرا ہوا پانی پیا کرتے ہیں، یا جنکو ورم طحال کی شکایت ہے، اُنہیں قوی مسہلات کی ضرورت ہوا کرتی ہے (میاہ قائمہ: کھڑا پانی) +

واذا شرب انسان المسھل فالاولی بہ ان کان دواءہ قویا ان ینام علیہ قبل عملہ فانہ یعمل اجود وان کان ضعیفا فالاولی ان لا ینام علیہ فان الطبیعۃ تھضم الدواء

| قانون | جب کوئی آدمی دوا، مسہل پیئے تو بہتر یہ ہے کہ دوار کے عمل سے پہلے وہ سو جائے، بشرطیکہ وہ مسہل **قوی** ہو (مسہل ضعیف نہ ہو)، کیونکہ ایسا کرنے سے مسہل کا عمل اچھا ہوتا ہے (جیسا کہ حب ایارج اور حب شبیار میں کیا جاتا ہے)۔ لیکن اگر **مسہل ضعیف** ہو، تو اسے کھانے کے بعد سونا بہتر نہیں ہے۔ کیونکہ اگر مسہل ضعیف کھا کر وہ شخص سو گیا، تو طبیعت دوار کو ہضم کر جائیگی (اور اسکا کوئی عمل ظاہر نہ ہو سکیگا) +

واذا اخذ الدواء یعمل فالاولی بہ ان لا ینام علیہ کیف کان

جب دوار کا عمل شروع ہو جائے (یعنی دست شروع ہو جائیں) تو جس طرح بھی ممکن ہو، اُس شخص کو سونا نہ چاہیے (یا: "تو دوا، خواہ کیسی بھی ہو، قوی یا ضعیف، اُس شخص کو سونا نہ چاہیے") +

کیونکہ اگر وہ شخص سو گیا، تو بہت ممکن ہے کہ نیند اتنی گہری آئے کہ وہ شخص باوجود تحریک حاجت کے بیدار نہ ہو سکے، اور قضاء حاجت میں غفلت اور تاخیر ہو جائے، جسکی مضرتیں ظاہر ہیں (گیلانی) +

ولا یجب ان یتحرک علی الدواء کما یشرب بل یسکن علیہ لیشتمل علیہ الطبع فیعمل فیہ فان الطبع ما لم یعمل فیہ لم یعمل ھو فی الطبع

| قانون | یہ مناسب نہیں ہے کہ دوار پیتے ہی مریض چلنا پھرنا اور حرکت کرنا شروع کر دے، بلکہ دوا، مسہل پینے کے بعد تھوڑی دیر سکون کرنا چاہیے، تاکہ طبیعت (طبیعت معدیہ) اُسے اپنے گھیرے میں لیلے، اور اُسے اس دوا، میں عمل کرنیکا موقعہ مل جائے (ورنہ حرکت کی حالت میں طبیعت کو اتنا اطمینان کا موقعہ عموماً نہیں ملا کرتا ہے)۔ کیونکہ جب تک دوار میں طبیعت اپنا عمل نہیں کر لیتی ہے، دوار بھی اپنا کوئی عمل طبیعت بدنیہ میں نہیں کر سکتی +

ولکن یجب ان یتشمم الروائح المانعۃ

| قانون | دوار مسہل پینے کے بعد ایسی چیزیں سونگھانی چاہئیں،

للغثیان مثل رائحة النعناع والسداب والکرفس والاسفرجل والطین الخراسانی مرشوشا بماء الورد وقلیل خل

جو متلی کو روکتی ہوں۔ مثلاً نعناع (پودینہ کو بھی)، سداب، کرفس، بہی، گل خراسانی[1]، جس پر گلاب اور تھوڑے سے سرکہ بھڑک لیا گیا ہو۔

فان نفر عند الشرب عن رائحة الدواء سد منخریه

قانون اگر دوا مسہل پیتے وقت اس کی بو سے نفرت و کراہت معلوم ہو، تو ناک کے نتھنوں کو بند کر لینا چاہئے۔

ویجب ان یمضغ العائف للدواء شیئا مثل الطرخون حتی تخدر قوة فمه

قانون جس شخص کو دوا مسہل پینے سے (اس کی بدمزگی کے باعث) نفرت ہو، وہ طرخون جیسی کوئی (مخدر) چیز چبا لے، تاکہ اس کے منہ کی قوت حس سن ہو جائے۔

وان خاف القذف شد الاطراف فاذا شرب تناول علیه قابضا

قانون اگر قے ہو جانے کا خوف ہو، تو (دوا مسہل پلانے سے پہلے) مریض کے ہاتھ پاؤں کو کس کر باندھ دیا جائے، اور دوا پینے کے بعد اسے کوئی قابض چیز کھلا دی جائے۔

والاطباء قد یلوّثون لهم الحب بالعسل وقد یجرون[2] علیه العسل مقوما او سکرا مقوما حتی یکسونه قمیصا

گولیوں پر شکر چڑھانا (جن لوگوں میں قے کا اندیشہ ہوتا ہے اور جو لوگ دوا مسہل سے نفرت و کراہت رکھتے ہیں) گاہے اطباء ایسے لوگوں کے لئے گولیوں کو شہد سے لتھیڑ دیا کرتے ہیں، اور گاہے گولیوں پر شہد کا، یا شکر کا قوام چڑھا دیا کرتے، اور گولیوں کو قمیص (غلاف) پہنا دیا کرتے ہیں۔

آجکل کئی قسم کے خول (مَحْفَظَه، غلاف) بنائے گئے ہیں جن میں گولیاں، اور بدمزہ دوائیں بند کرکے مریض کو نگلا دیتے ہیں: یہ خول پیٹ میں جا کر حل ہو جاتے، اور دوا اپنا کام شروع کر دیتی ہے۔

ومما هو حیلة جیدة ان یمسح بالقیروطی ومما هو غایة جداً ان یملأ الفم ماء او شیئا آخر ثم یشرب علیه الحب کما هو او

اس مقصد کے لئے ایک یہ بھی اچھی تدبیر ہے کہ گولیوں پر قیروطی لگا دی جائے۔ اور دوسرا نہایت ہی اچھا اور آسان حیلہ یہ ہے کہ منہ کو پانی سے، یا کسی اور چیز سے بھر لیا جائے، اس کے بعد گولی اصلی صورت میں، یا کسی ترکیب کے

---

[1] گل خراسانی: ایک قسم کی سفید، سوندھی مٹی ہے۔

[2] یجرون کا ترجمہ ہے، جو اِجْرَاء یا تَجْرِیَه سے مشتق ہے، یا جَرّ (بمعنے کشیدن) سے۔ اسے یُجَرِّدُون، تجرید سے پڑھنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ تجرید کے معنے یہاں کسی طرح نہیں بنتے۔

والذين يشربون المياه القائمة والمطحولون فانهم يحتاجون الى ادوية قوية	[شذرہ] جو لوگ ٹھہرا ہوا پانی پیا کرتے ہیں، یا جنکو ورم طحال کی شکایت ہے، اُنہیں قوی مسہلات کی ضرورت ہوا کرتی ہے (میاہ قائمہ: کھڑا پانی) +
واذا شرب انسان المسهل فالاولى به ان كان دواءه قويا ان ينام عليه قبل عمله فانه يعمل اجود وان كان ضعيفا فالاولى ان لا ينام عليه فان الطبيعة تهضم الدواء	[قانون] جب کوئی آدمی دوار مسہل پیئے تو بہتر یہ ہے کہ دوار کے عمل سے پہلے وہ سو جائے؛ بشرطیکہ وہ مسہل قوی ہو (مسہل ضعیف نہ ہو)، کیونکہ ایسا کرنے سے مسہل کا عمل اچھا ہوتا ہے (جیسا کہ حب ایارج اور حب شبیار میں کیا جاتا ہے)۔ لیکن اگر مسہل ضعیف ہو، تو اسے کھانے کے بعد سونا بہتر نہیں ہے۔ کیونکہ اگر مسہل ضعیف کھا کر وہ شخص سو گیا، تو طبیعت دوار کو ہضم کر جائیگی (اور اسکا کوئی عمل ظاہر نہ ہو سکیگا) +
واذا اخذ الدواء يعمل فالاولى به ان لا ينام عليه كيف كان	جب دوار کا عمل شروع ہو جائے (یعنی دست شروع ہو جائیں) تو جس طرح بھی ممکن ہو، اُس شخص کو سونا نہ چاہئے (یا: "تو دوار خواہ کیسی بھی ہو، قوی یا ضعیف، اُس شخص کو سونا نہ چاہئے") +

کیونکہ اگر وہ شخص سو گیا، تو بہت ممکن ہے کہ نیند اتنی گہری آئے کہ وہ شخص باوجود تحریک حاجت کے بیدار نہ ہو سکے، اور تقضار حاجت میں غفلت اور تاخیر ہو جائے، جسکی مضرتیں ظاہر ہیں (گیلانی) +

ولا يجب ان يتحرك على الدواء كما يشرب بل يسكن عليه ليشتمل عليه الطبع فيعمل فيه فان الطبع ما لم يعمل فيه لم يعمل هو في الطبع	[قانون] یہ مناسب نہیں ہے کہ دوار پیتے ہی مریض چلنا پھرنا اور حرکت کرنا شروع کر دے، بلکہ دوار مسہل پینے کے بعد تھوڑی دیر سکون کرنا چاہئے، تاکہ طبیعت (طبیعت معدیہ) اُسے اپنے گھیرے میں لیلے، اور اُسے اس دوار میں عمل کرنیکا موقعہ مل جائے (ورنہ حرکت کی حالت میں طبیعت کو اتنا اطمینان کا موقعہ عموماً نہیں ملا کرتا ہے)؛ کیونکہ جب تک دوار میں طبیعت اپنا عمل نہیں کر لیتی ہے، دوار بھی اپنا کوئی عمل طبیعت بدنیہ میں نہیں کر سکتی +
ولكن يجب ان يتشمم الروائح المانعة	[قانون] دوار مسہل پینے کے بعد ایسی چیزیں سونگھانی چاہئیں،

الغثیان مثل رائحۃ النعناع والسداب والکرفس والسفرجل والطین الخراسانی مرشوشاً بماء الورد قلیل خل	جو متلی کو دور کرتی ہوں، مثلاً نعناع (پودینہ کو بھی)، سداب، کرفس، بہی، گل خراسانی[1]، جس پر گلاب اور قدرے سرکہ چھڑک لیا گیا ہو +
فان نفر عند الشرب عن رائحۃ الدواء سد منخریہ	قانون اگر دوا مسہل پیتے وقت اُس کی بو سے نفرت و کراہت معلوم ہو، تو ناک کے نتھنوں کو بند کر لینا چاہیئے +
ویجب ان یمضغ العائف للدواء شیئاً مثل الطرخون حتی تخدر قوۃ فمہ	قانون جس شخص کو دوا مسہل پینے سے (اس کی بدمزگی کے باعث) تنفر ہو، وہ طرخون جیسی کوئی (مخدر) چیز چبالے، تاکہ اُسکے منہ کی قوت حس سُن ہو جائے +
وان خاف القذف شد الاطراف فاذا شرب تناول علیہ قابضا	قانون اگر قے ہو جانے کا خوف ہو، تو (دوا مسہل پلانے سے پہلے) مریض کے ہاتھ پاؤں کو کس کر باندھ دیا جائے، اور دوا پینے کے بعد اسے کوئی قابض چیز کھلا دی جائے +
والاطباء قد یلوثون لھم الحب بالعسل وقد یجرون علیہ العسل مقوما او سکرا مقوما حتے یکسونہ قمیصا	گولیوں پر شکر چڑھانا (جن لوگوں میں قے کا اندیشہ ہوتا ہے اور جو لوگ دوا مسہل سے نفرت و کراہت رکھتے ہیں) کا ہے اطباء ایسے لوگوں کے لئے گولیوں کو شہد سے لتھیڑ دیا کرتے ہیں، اور گاہے گولیوں پر شہد کا، یا شکر کا قوام چڑھا دیا[2] کرتے، اور گولیوں کو قمیص (غلاف) پہنا دیا کرتے ہیں +

آجکل کئی قسم کے خول (مَحْفَظَہ، غلاف) بنائے گئے ہیں، جن میں گولیاں اور بدمزہ دوائیں بند کرکے مریض کو نگلا دیتے ہیں۔ یہ خول پیٹ میں جاکر حل ہو جاتے، اور دوا اپنا کام شروع کر دیتی ہے +

ومما ھو حیلۃ جیدۃ ان یمسح بالقیروطی ومما ھو غایۃ جدا ان یملأ الفم ماء او شیئا اخر ثم لیشرب علیہ الحب کما ھو او	اس مقصد کے لئے ایک یہ بھی اچھی تدبیر ہے کہ گولیوں پر قیروطی لگا دی جائے۔ اور دوسرا نہایت ہی اچھا اور آسان حیلہ یہ ہے کہ منہ کو پانی سے، یا کسی اور چیز سے بھر لیا جائے، اس کے بعد گولی اصلی صورت میں، یا کسی ترکیب کے

[1] گل خراسانی: ایک قسم کی سفید، سوندھی مٹی ہے +

[2] یہ یجرون کا ترجمہ ہے، جو اِجْرَاء یا تَجْرِیَہ سے مشتق ہے، یا جَرّ (بمعنے کشیدن) سے۔ اسے یُجَرِّدُوْن، تجرید سے پڑھنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ تجرید کے معنے یہاں کسی طرح نہیں بنتے۔

معمولاً بہ بعض الحیل فیبلع الجمیع من غیر ان یظھر اثر الدواء

بعد (مثلاً شکر، یا قیر دطی چڑھا کر) منہ میں ڈالی جائے، اور بلا توقف سب کو حلق میں اس طرح فرو کرلیا جائے کہ دوا کا کوئی اثر (منہ کے پانی میں) نمایاں نہ ہوسکے +

ویجب ان یشرب المطبوخ فاترًا ولیشرب الحب فی ماء فاتر

قانون دوا مسہل اگر بصورت جوشاندہ ہو، تو اسے نیم گرم پینا چاہئے، اور اگر گولی کی شکل میں ہو تو نیگرم پانی کے ساتھ اسے استعمال کرنا چاہئے +

شربت ورد اور نقوع ہلیلہ اگر ٹھنڈے استعمال کئے جائیں، تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح بعض گولیاں ٹھنڈے پانی کے ساتھ استعمال کی جاتی ہیں، مثلاً حب ترید +

ویجب ان یسخن معدة الشارب وقدمہ

قانون یہ بھی ضروری ہے کہ مسہل پینے والے کے معدہ وشکم اور قدموں کو گرم رکھا جائے +

یہ ظاہر ہے کہ قدم اُسی وقت گرم رہ سکتے ہیں، جبکہ سارا بدن گرم ہو، کیونکہ قدم قلب سے بعید ترین عضو ہے۔ اس حکم سے مقصود یہ ہے کہ مسہل پینے کے بعد سارا بدن گرم رہے، اسے ٹھنڈا نہ رکھا جائے +

فاذا سکنت منہ النفس نھض فتحرك یسیرًا یسیرًا فان ھذہ الحرکة معینة

قانون دوا پینے کے بعد جب نفس میں سکون پیدا ہوجائے (اور متلی اور قے سے اطمینان ہوجائے) تو مریض کھڑا ہو کر آہستہ آہستہ چہل قدمی کرے۔ کیونکہ اس قسم کی چہل قدمی اور خفیف حرکات مسہل کے لئے معین و مددگار ثابت ہوا کرتی ہیں +

ویتجرع وقتا بعد وقت من الماء الحار بقدر ما لا یسھل الدواء ویخرجہ ویکسر قوتہ الا فی وقت الحاجة الی قطع الاسھال

قانون مسہل پینے کے بعد یہ بھی مناسب ہے کہ مریض گرم پانی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد (خواہ پیاس نہ ہو) گھونٹ گھونٹ پیتا رہے، لیکن اتنی مقدار میں نہیں کہ یہ گرم پانی دوا کو دستوں کی شکل میں خود ہی خارج کردے، اور اس سے دوا کی قوت ہی ٹوٹ جائے۔ ھاں، جب دستوں کو بند کرنے کی ضرورت ہی ہو تو ایسا کیا جاسکتا ہے +

وفی تجرع الماء الحار ایضا کسر من عادیة الدواء

علاوہ ازیں گرم پانی پلانے میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے (بعض) ادویۂ مسہلہ کی مضرتیں (اور اسکی سمیتیں) ٹوٹ جایا کرتی ہیں +

ومن اراد ان یشرب دواء و هو حار المزاج ضعیف الترکیب ضعیف المعدة فالاولی به ان یتناوله وقد شرب قبله مثل ماء الشعیر ومثل ماء الرمان وحصل فی المعدة فی الجملة غذاء لطیفا خفیفا ومن لم یکن کذلک فالاولی ان یشرب علی الریق

قانون جن لوگوں کے مزاج میں حرارت ہو، اُن کی بدنی ترکیب اور اُن کا معدہ کمزور ہو، (یعنی وہ لوگ باوجود حار المزاج ہونے کے ضعیف الاعضاء اور ضعیف المعدہ بھی ہوں) اور وہ (مثلاً صبح کے وقت) دوا مسہل پینا چاہتے ہیں (ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ یہ لوگ صبح سے دن کے آخر وقت تک بھوک نہ برداشت کرسکینگے)، ایسے لوگوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ ماء الشعیر اور آب انار جیسی کوئی ہلکی چیز دوا مسہل پینے سے پہلے استعمال کرلیں، خلاصہ یہ ہے کہ کوئی ہلکی پھلکی غذاء معدہ میں پہلے ڈال دیں۔ اور جو لوگ ایسے نہ ہوں، ان کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ نہار منہ ہی مسہل پیا کریں +

واکثر من یسهل فی القیظ یحم

شذرہ جو لوگ سخت گرمیوں (قیظ) میں مسہل لیا کرتے ہیں، وہ عموماً بخار میں مبتلا ہوجایا کرتے ہیں +

ویجب علی شارب الدواء ان لا یاکل ولا یشرب حتی تفرغ الدواء من عمله وان لا ینام علی اسهاله ایضا الا ان یرید القطع

قانون مسہل پینے والوں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اُس وقت تک کچھ نہ کھائیں پئیں، جب تک دوا کا عمل ختم نہ ہوچکے۔ اسی طرح جب تک مسہل کا عمل جاری ہے، اُس وقت تک انہیں سونا بھی نہ چاہئے۔ ہاں، اگر دستوں کو روکنا ہو تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے +

فان لم یحتمل معدته ان لا یاکل لان معدته مرارية سريعة انصباب المرة اليها او لانه قد طال الاحتماء والجوع اعطي خبزا منقوعا فی شراب قليل يعطاه علی الدواء قبل الاسهال وهذا مما نما اعان علی الدواء

لیکن اگر کسی شخص کا معدہ صفراوی ہو جس میں صفراء کا انصباب بہت جلد ہوا کرتا ہے، یا اگر کوئی شخص عرصہ سے پرہیز کر رہا ہو، اور بھوکا ہو، اور ان حالات کی وجہ سے اُس شخص کا معدہ اس کا متحمل نہ ہو، کہ اُسے بلا کچھ کھلائے دن بھر یونہی رکھا جائے، تو دوا مسہل پلانے کے بعد دستوں کے جاری ہونے سے پیشتر قدرے شراب میں روٹی بھگو کر اُسے کھلا دی جائے۔ اس تدبیر سے گاہے دوا مسہل کے فعل میں امداد واعانت ہوجایا کرتی ہے +

ویجب ان لا یغسل المقعدة بماء بارد بل بماء حار	قانون (مسہل کے دن) آبدست ٹھنڈے پانی سے کرنا مناسب نہیں ہے، بلکہ آبدست کا پانی گرم ہونا چاہئے۔
قالوا والحبوب التی یجب ان تسقی فی مطبوخات یجب ان تسقی فی طبیخ ما یجانسها فان الحب المسہل للصفراء یجب ان یسقی فی طبیخ مثل شاہترج مثلا والمسہل للسوداء فی طبیخ مثل الافتیمون والبسفائج ونحوہ والذی یخرج البلغم فی طبیخ مثل قنطوریون	قانون اطبا کا قول ہے کہ جو گولیاں (حبوب یا مسہل) جوشاندوں کے ساتھ کھلائی جاتی ہیں، اُن کے جوشاندے (افعال وتاثیر میں) انہی گولیوں کے مشابہ و مجانس ہونے چاہئیں۔ مثلاً مسہل صفراء گولیاں شاہترہ جیسی (مسہل صفراء) دواؤں کے جوشاندہ کے ساتھ کھلانی چاہئیں؛ مسہل سوداء گولیاں افتیمون بسفائج وغیرہ جیسی دواؤں کے جوشاندہ کے ساتھ؛ اور مسہل بلغم گولیاں قنطوریون جیسی دواؤں کے جوشاندہ کے ساتھ۔
واذا احتیجت الی استفراغ بدن یابس صلب اللحم بدواء قوی مثل الخربق ونحوہ فبالغ قبل الاستفراغ فی ترطیبہ بالاغذیۃ الدسمۃ.	قانون اگر خربق وغیرہ جیسی کسی قوی دوا (مسہل) سے کسی ایسے شخص کا استفراغ کرنا پڑے، جو یابس البدن ہو، اور جس کے بدن کا گوشت سخت ہو، تو استفراغ سے پیشتر اُس کے بدن میں روغنی غذاؤں کے ذریعہ کافی ترطیب پیدا کر لینی چاہئے۔
وبالجملۃ فان الادویۃ القویۃ شدیدۃ الخطر اعنی مثل الخربق فانہ یشنج البدن النقی ویحرک رطوبۃ البدن الممتلی رطوبۃ تحریکا خانقا ویجلب الی الاحشاء ما یعسر دفعہ	خلاصہ یہ ہے کہ قوی مسہل دوائیں سخت خطرناک ہوا کرتی ہیں (اس لئے ان کے استعمال میں بہت کچھ اہتمام و احتیاط کی ضرورت ہے)؛ قوی دواؤں سے میری مراد خربق جیسی دوائیں ہیں؛ چنانچہ اگر بدن (رطوبات و موادسے) پاک ہوتا ہے، تو خربق سے (اُگا ہے) تشنج لاحق ہوجایا کرتا ہے اور اگر بدن رطوبات و مواد سے ممتلی ہوتا ہے، تو اِس سے مواد بدن میں (اُگا ہے) ایسی تحریک واقع ہوتی ہے جس سے یہ مواد خانق[1] (قلب و دماغ) کی طرف چلے جاتے ہیں (تحریک خانق واقع ہوجاتی ہے)، اور (اُگا ہے) احشاء کی طرف ایسے مواد کھنچکر آجاتے ہیں کہ ان کا پھر ان سے دفع کرنا دشوار ہوجاتا ہے۔

[1] خانق: گلا گھونٹنے والی، مار ڈالنے والی۔

والیتوعات السمیة کالماذریون والشبرم یقطع مضرتها اذا افرطت الماست ویعقل

شذرہ ماذریون اور شبرم جیسی یَتُوعاتِ سَمِّیَہ[1] سے اگر دستوں میں افراط کی صورت واقع ہو جائے، تو وہی ان کی مضرتوں کو دور کر دیتا اور دستوں کو بند کر دیتا ہے +

وکثیرا ما یتخلف الدواء المختمر فی المعدة فیکون کانه باق فیها ویکون دواءه سویق الشعیر لغسله فهو اوفق السفوفات

شذرہ اکثر اوقات دوا مسہل اپنی بو معدہ (شکم) میں چھوڑ جاتی ہے، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوا ابھی معدہ کے اندر موجود ہے (یعنی دوا مسہل اگرچہ شکم سے نکل چکی ہوتی ہے، مگر اس کا اثر باقی ہوتا ہے، اور دست جاری رہتے ہیں)۔ اسکا علاج جَو کا ستو ہے، جو اس اثر باقی کو دھو ڈالتا ہے، اور یہ دوسرے سفوفوں سے بہتر ہے (جو کا ستو دستوں کو بند کرنے کے علاوہ مغذی بھی ہے)۔

واذا طالت المدة ولم یاخذ الدواء فی الاسهال فان امکن ان یخفف ولا یحرک شیئا فعل

قانون جبکہ دوا مسہل پیے ہوئے کافی دیر ہو جائے، اور ابتک دست نہ جاری ہوں، اور (کسی قسم کا خطرہ دامنگیر نہ ہونے کی وجہ سے) ہمارے لئے بلا تحریک مزید یونہی چھوڑ دینا ممکن ہو، تو ہمیں یونہی چھوڑ دینا چاہیے (اور تحریک دیگر دستوں کے جاری کرنے کی سعی نہ کرنی چاہیے) +

وان خاف شیئا فمن الصواب ان یتجرع ماء العسل او شرابه او ماء قد دیف فیه نطرون او یحتمل فتیلة او حقنة

اور اگر کسی قسم کے خطرے کا اندیشہ ہو، تو ماء العسل، یا شربت شہد، یا پانی میں نطرون حل کر کے گھونٹ گھونٹ پلائیں؛ یا کوئی فتیلہ (فتیلہ مسہلہ) بطور شافہ کے استعمال کریں، یا حقنہ کریں +

ومن اسباب تقصیر الدواء ضیق المجاری خلقة او لمزاج او لمجاورة علة فان اصحاب الفالج والسکتة یضیق منهم مجاری الادویة الی موادها

دوا مسہل اپنے عمل میں گاہے کمی کیوں کر جاتی ہے؟
اس کے اسباب میں سے ایک سبب "مجاری کی تنگی" ہے؛ خواہ یہ تنگی خلقی اور پیدائشی ہو، خواہ سوء مزاج یابس کی وجہ سے، خواہ کسی علت و مرض کی مجاورت کی وجہ سے (مثلاً ورم، رسولی، یا غیر طبعی زیادتی کے دباؤ کی وجہ سے)۔ چنانچہ

[1] یتوعات: شیر دار زہریلی بوٹیاں، جیسے آکھ +

فیصعب اسہالہم	فالج اور سکتہ کے مریضوں میں وہ راستے تنگ ہو جایا کرتے ہیں، جن سے دوا، ان امراض کے مواد تک پہونچ سکتی ہے، اسلئے ان لوگوں میں مسہل کا عمل مشکل سے ہوتا ہے +

علاوہ ازیں ان دونوں امراض میں اعصاب اور مرکز اعصاب کے افعال بھی خراب ہو جایا کرتے ہیں، اور حس و حرکت میں فتور آجاتا ہے، اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ ان دونوں امراض میں آنتوں کے اندر ادویہ مسہلہ کے عمل سے حرکت دودیہ — حرکت دفعیہ — تیز نہ ہوتی ہو، اور احساس کی کمی سے امعاء کی سطح میں اخراج مواد بھی کم ہوتا ہو +

واما جمع مسہلین فی یوم واحد فہو خطر وخارج عن الصواب	لیکن (دست نہ ہونیکی صورت میں اور یوں بھی) ایک ہی دن میں دو مسہل دیدینا خطرہ سے خالی نہیں، اور راستی سے خارج ہے (یعنی قطعاً غلط اور بے اصولی بات ہے) +
وکل دواء خاص بخلط فانہ ان لم یجدہ شوش واسہل بعسر وکذلک اذا وجدہ مغموراً فی اضدادہ	شذرہ جو دوا کسی خاص خلط کی خصوصیت کے ساتھ مسہل ہوا کرتی ہے جب وہ دوا، بدن کے اندر اس مخصوص خلط کو نہیں پاتی ہے، تو بدن میں تشویش و پریشانی پیدا کر دیتی، اور بدشواری دست لاتی ہے۔ اسی طرح اُس وقت بھی تشویش و دشواری لاحق ہوتی ہے، جبکہ اس خلط کو دوسری مخالف خلطوں میں دبا ہوا پاتی ہے +
وکل دواء فانہ یسہل اولا الخلط الذی یختص بہ ثم الذی یلیہ فی الکثرۃ والرقۃ وعلی ذلک التدریج الا الدم فانہ تدخرہ وتضن بہ الطبیعۃ	شذرہ ہر دوا ءِ مسہل پہلے اُسی خلط کو خارج کیا کرتی ہے، جس کے ساتھ اُسے خصوصیت ہوتی ہے، اس کے بعد اس خلط کو جو بلحاظ کثرت اور رقت کے (اور بلحاظ سہولتِ خروج کے) اُس کے لگ بھگ ہوتی ہے، وعلی ہذا القیاس، اسی تدریج کے ساتھ، اور اسی ترتیب سے دوسرے اخلاط کو، ہاں خون اس حکم سے خارج ہے، کیونکہ طبیعت خون کو بطور ذخیرہ کے جمع رکھتی، اور اس بارہ میں بخل سے کام لیتی ہے +
وجذب الخلط البعید صعب	شذرہ جو مواد بدن کے اندر دور واقع ہیں، ان کا (دوا ءِ مسہل سے اسی بُعد مسافت کے مطابق) جذب کرنا دشوار ثابت ہوا کرتا ہے +

ومن خاف كربا وغشيانا يعرض له بعد شرب الدواء فالصواب ان يسقيا قبل شرب الدواء بثلثة ايام او يومين بمرقة الفجل واكل الفجل

قانون جن لوگوں کو یہ اندیشہ ہو کہ دوا ر مسہل پینے کے بعد اُنہیں بے قراری لاحق ہوگی، اور متلی ستائیگی، اُن کے لئے بہتر یہی کہ دوا پینے سے دو تین روز قبل مولی کا جوشاندہ پیکر یا مولی کھا کر قئے کر ڈالیں +

ويجب ان لا يكثر الملح في طعام من يريد ان يستسهل

قانون جو لوگ مسہل لینا چاہتے ہوں، اُن کی غذاؤں میں نمک کی زیادتی نہ ہونی چاہئے +

وكثيرا ما يجلب الدواء كربا وغشيانا وغشيا وخفقانا ومغصا وخصوصا اذا لم يسهل او عوق فكثيرا ما يحتاج الى قيئه وكثيرا ما يكفي الخطب فيه تناول القوابض

قانون اکثر اوقات دوا ر مسہل سے کرب، متلی، غشی، خفقان، اور مغص امعاء (جیسے عوارض) لاحق ہو جایا کرتے ہیں، علی الخصوص جس وقت، جبکہ دوا ر مسہل سے دست نہیں آتے، یا کسی وجہ سے ان کے عمل میں تاخیر و تعویق واقع ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں بسا اوقات قئے کرانے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے (اور یہ ضرورت اکثر اسی وقت پڑا کرتی ہے، جبکہ دوا ر مسہل سے دست نہ آئے ہوں، اور مسہل ابتک معدہ کے اندر پڑا ہوا ہو)۔ اور بسا اوقات اس مقصد کے لئے محض یہی کافی ہو جایا کرتا ہے کہ قابض (مقوی، مغذی، مفرح) چیزیں کھلا دی جائیں (مثلاً سیب، انار، بہی وغیرہ) +

وشرب ماء الشعير بعد الاسهال يدفع غائلة المسهل و يغسل ما التزق بالممار

اسی طرح دستوں کے بعد (مسہل کے عمل کے بعد) ماء الشعیر کا پلانا مسہل کی مضرتوں کو دفع کر دیتا، اور اُن مواد و رطوبات کو دھو ڈالتا ہے، جو گذرگاہوں (منافذ، مجاری) میں چسپاں ہو جاتی ہیں +

ومن كان بارد المزاج غالبا على اخلاطه البلغم فليتناول بعد الدواء وعمله حرفا مغسولا بماء حار مع زيت

مسہل کے بعد تبرید وغیرہ جو لوگ بارد المزاج ہوں، اور اُن کے بدنی اخلاط میں بلغم کا غلبہ ہو، اُنہیں مسہل کے عمل کے بعد حُرف (ہالوں) کو گرم پانی سے دھو کر روغن زیتون کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے +

وان كان حار المزاج استعمل

جو لوگ محرور المزاج ہوں، وہ (مسہل کے عمل کے بعد)

بزر قطونا بماء بارد و دهن بنفسج و سکر طبرزد او جلاب

اسپغول، سرد پانی، روغن بنفشہ، نبات سفید کے ساتھ یا جلاب (شہد کے شربت) کے ساتھ استعمال کریں +

والمعتدل المزاج بزر الکتان

اور جو لوگ معتدل المزاج ہوں، وہ تخم کتان استعمال کریں +

بہر حال عملِ مسہل کے بعد لعابدار تخم حسب اختلافِ مزاج استعمال کرنے چاہئیں؛ اس قسم کی دواؤں کو "مسہل کی تبرید" کہا کرتے ہیں۔ آجکل اسی اصول پر مختلف تبرید کے نسخے مروج و مستعمل ہیں[1]۔

ومن خاف سحجا تناول الطین الارمنی بماء الرمان

جن لوگوں کو یہ اندیشہ ہو کہ اُن کی آنتوں میں (مسہل کے عمل سے) سحج لاحق ہو جائیگا، اُنہیں چاہئے کہ گل ارمنی، آب انار کے ساتھ استعمال کریں +

ویجب ان یکون استعمال ما ذکرناہ بعد الاسہال و الا قطعہ

یہ ساری چیزیں جو ہم نے ابھی بتائی ہیں، اس قسم کی چیزیں مسہل کے عمل کے بعد ہی استعمال کرنی چاہئیں؛ ورنہ ان سے دست بند ہو جائینگے (یعنی اگر غلطی سے اس قسم کی چیزیں دستوں کے جاری ہونے کی حالت میں استعمال کی گئیں، تو دست رُک جائینگے) +

وکل شارب دواء استعقب حمی فاوفق الاشیاء لہ ماء الشعیر واما السکنجبین فساج ویجب ان یوخر الی یومین او ثلثۃ حتی تعود الی الامعاء قوتہا

قانون مسہل پینے والوں کو اگر (دوا مسہل کے اثر سے) بخار آ جائے، تو اُن کے لئے (غذاؤں میں) ماء الشعیر بہترین چیز ہے؛ رہی سکنجبین، تو وہ ایک خراش پیدا کرنے والی چیز ہے، اسلئے (اگر کوئی ضرورت داعی ہو، تو) دو تین روز کے بعد، جبکہ آنتوں کی ذاتی قوت عود کر آئے، اسکا استعمال کرنا چاہئے +

ویجب ان یدخل المستہل فی الیوم الثانی الحمام فان کان قد بقیت من اخلاطہ بقیۃ فان وجد انہ یستطیب الحمام ویستلذہ

قانون مسہل پینے والے کو دوسرے روز حمام میں داخل کرنا چاہئے چنانچہ اُس کے بدن میں اگر بقایا اخلاط موجود ہونگے، تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر حمام اس شخص کو بھلا معلوم ہو رہا ہے، اور اس سے اس کا جی خوش ہو رہا ہے، تو اس سے یہ

---

[1] مثلاً: خمیرہ گاؤزباں ۱ تولہ، بورق نقرہ یکیدہ ۲ ماشہ، ہمراہ لعاب بہدانہ ۵ دانہ، شیرہ عناب ۱۲ عدد، در عرق گاؤزباں ۱۲ تولہ، بہ آوردہ، شربت بنفشہ ۲ تولہ حل کردہ، تخم ریحاں ۶ ماشہ پاشیدہ بخورند +

فذلك دليل على ان الحمام ينقيه من الباقي فدعه وان وجدته لا يستلذه ويضجره فاخرجه

سمجھنا چاہئے کہ حمام سے بقیہ مواد کا تنقیہ ہو رہا ہے۔ اور ایسی حالت میں اُس شخص کو حمام سے خارج ہونے کا حکم نہ دینا چاہئے۔ (۲) اور اگر حمام بجائے بھلا معلوم ہونے کے ناگوار خاطر اور بے قراری کا باعث ہو، تو ایسی حالت میں اُس شخص کو حمام سے خارج ہونے کا حکم دینا چاہئے +

واعلم ان ضعيف الامعاء ربما استفاد من الادوية المسهلة قوة مسهلة فطال عليه الامر واحتاج الى علاجات كثيرة حتى يمسك وكذلك المشائخ يخاف عليهم من الاسهال غوائله

شذرہ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جن لوگوں کی آنتیں ضعیف ہوا کرتی ہیں، وہ بعض اوقات ادویۂ مسہلہ کی وجہ سے قوتِ مسہلہ حاصل کر لیتی ہیں (یعنی ادویۂ مسہلہ کے بعد امعاء میں دستوں کی تحریک قائم ہو جاتی ہے)۔ عرصہ تک دست آتے رہتے ہیں اور اس کے روکنے کے لئے بہت علاج کرنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح بوڑھوں میں بھی خطراتِ اسہال کے اندیشے بہت ہوا کرتے ہیں +

واعلم ان شرب النبيذ عقيب المسهلات يورث حميات واضطرابا

شذرہ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ادویۂ مسہلہ کے اسہال کے بعد نبیذ (چھوہارے کی نبیذ) کے استعمال سے بے چینی اور مختلف اقسام کے بخار پیدا ہو جایا کرتے ہیں +

وكثيرا ما يعقب الاسهال والفصد وجعا في الكبد ويقلعه شرب الماء الحار

شذرہ بسا اوقات اسہال و فصد کے بعد درد جگر پیدا ہو جایا کرتا ہے، جو گرم پانی کے پینے سے جاتا رہتا ہے +

واعلم ان وقت طلوع الشعرى والبرد الشديد ووقوع الثلج على الجبال ليس وقتا للدواء فليشرب الدواء ربيعا وخريفا

قانون وہ وقت جبکہ شعریٰ نامی ستارہ طلوع کرتا ہے (یعنی جبکہ سخت گرمی کا موسم ہوتا ہے)، اور وہ وقت جبکہ سخت سردی ہوتی ہے، اور پہاڑوں پر برف جم جاتی ہے، یہ دونوں دوائے مسہل کے اوقات نہیں ہیں؛ دوائے مسہل تو ربیع یا خریف ہی میں پینی چاہئے +

طلوع شعریٰ کا قصہ دراصل بقراط کے کلام کی نقل ہے۔ جس زمانہ میں توابت نامی ستاروں کی حرکت معلوم نہ تھی۔ یہاں دراصل یہ بتانا مقصود ہے کہ گرما اور سرما میں مسہل ممنوع ہے۔ بقراط کے زمانہ میں شعریٰ نامی ستارہ اُس وقت طلوع کیا کرتا تھا، جبکہ آفتاب برج سرطان میں داخل ہوتا تھا، جو سخت گرمی کا زمانہ ہے، درانحالیکہ

آجکل وہ ستارہ اُس جگہ پر نہیں ہے۔ گیلانی +

مسہل کے لئے اوقات کی تعیین اور ایک وقت اجازت، اور دوسرے وقت ممانعت، یہ محض اطمینانی حالات کے لئے ہیں۔ رہا ضرورت شدید کے وقت، تو ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں کسی وقت کی پابندی نہیں کی جاسکتی +

والربیع یستقبلہ الصیف فلایتناول فیہ الا لطیفا واما الخریف فھو الوقت

چونکہ ربیع کے بعد گرمیوں کا موسم آیا کرتا ہے، اس لئے اس میں محض ہلکے مسہل دینے چاہئیں! رہا خریف کا موسم، وہ تو مسہل کا وقت ہی ہے (قوی سے قوی مسہل اس موسم میں دیا جاسکتا ہے) +

ولا یجب ان تعود الطبیعۃ شرب الدواء کلما احتاجت الی تلیین فیصیر ذلک دیدنا و یوقع صاحبہ فی شغل وخیم العاقبۃ

قانون طبیعت کو دوا مسہل کا عادی نہ بنانا چاہئیے، بایں معنے کہ تلیین کی جب کبھی ضرورت واقع ہوئی، مسہل پلادیا۔ اس سے تو مسہل کی عادت پڑ جائے گی، اور ایک ایسا کام بڑھ جائیگا کہ اُس شخص کی عافیت تنگ ہوجائیگی +

بار بار مسہل کا دینا گویا بار بار کپڑا دھونا اور بھٹی چڑھانا ہے، جس سے کپڑے کی عمر بہت گھٹ جایا کرتی ہے +

وکل من کان یابس المزاج ینھکہ الدواء القوی

شذرہ جو لوگ یابس المزاج ہوتے ہیں، وہ مسہلات قویہ سے کمزور و ناتواں ہوجایا کرتے ہیں +

والدواء الضعیف یجب ان یقلل الحرکۃ علیہ لئلا تتحلل قوتہ

شذرہ مسہل ضعیف استعمال کرنے کے بعد حرکت کم کرنی چاہئیے، تاکہ اُس کی قوت تحلیل نہ ہوجائے۔ (اور مسہل کا عمل باطل نہ ہوجائے) +

ومن الادویۃ الضعیفۃ المبارکۃ بنفسج وسکر

چنانچہ بنفشہ اور شکر ایک ہلکا اور مبارک مسہل ہے (یہ ایک معتدل مسہل ہونے کے باوجود کسی عضو کو ضرر نہیں پہونچاتا) +

ومن احتاج الی مسھل فی الشتاء فلیرصد ریح الجنوب

قانون جس شخص کو سردیوں کے موسم میں مسہل پینے کی ضرورت پیش آئے، تو اُسے جنوبی ہوا کا انتظار کرنا چاہئیے (کیونکہ جنوبی ہوا ر بلخ و بخارا جیسے ممالک میں نسبتاً گرم ہوا کرتی ہے)+

سردیوں کے موسم میں جب پچھوا چلتی ہے، تو ہمارے ملک میں سردی چمک جایا کرتی ہے، اور پُروا جب چلتی ہے تو سردی کم ہوجاتی ہے۔ بلخ و بخارا میں جو حالات جنوبی ہوا کے بیان کئے گئے ہیں، قریب قریب یہی حالات ہمارے ملک

کے لئے پورا میں پائے جاتے ہیں +

وفی الصیف قال بعضھم بالعکس ولہ تفصیل

اور اگر گرمیوں کے موسم میں مسہل پینے کی ضرورت پیش آئے، تو بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس میں اُسکے برعکس۔ شمالی ہوا، کا انتظار کرنا چاہیے۔ یہ مبحث (یعنی اسہال میں موسموں کی رعایت) مزید تفصیل کا محتاج ہے +

ہوا اور مساکن کے باب میں بہت کچھ تفصیلات گذر چکی ہیں، ان سب کا لحاظ مسہل میں کرنا چاہیے +

والمریض اذا احتاج الی مسھل ضعیف فلم یعمل فلا یجوز التحریك بل یترك

قانون جب کسی شخص کو ضرورتاً کوئی ہلکا مسہل دیا جائے، اور یہ کوئی عمل نہ کرے، تو دوبارہ تحریک دینا جائز نہیں ہے (بلکہ یونہی چھوڑ دینا چاہیے) +

وکثیرا ما یھیج الدم لا اسھال فیحدث عنہ الحمی وربما کفاہ الفصد

شذرہ بسا اوقات مسہل کی وجہ سے خون ہیجان اور جوش میں آجاتا ہے، اور خون کے جوش سے بخار لاحق ہو جاتا ہے۔ اس بخار کے لئے بعض اوقات (صرف) فصد ہی کافی ہو جایا کرتی ہے (اور گاہے صرف فصد سے کام نہیں چلتا، اور دوسرے علاج کرنے پڑتے ہیں) +

الفصل السادس فی افراط المسھل ووقت قطعہ

فصل (۶) مسہل کے عمل کی زیادتی اور دستوں کے روکنے کا وقت

من العلامات التی یعرف بھا وقت وجوب قطع الاسھال العطش واذا دام الاسھال ولم یحدث العطش فلا یجب ان یخاف ان افراطا وقع

جن علامات سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اسہال کے روکنے کا وقت اب آگیا، اُن میں سے ایک تو پیاس ہے۔ چنانچہ اگر دست برابر جاری ہوں، لیکن پیاس نہ بڑھی ہو، تو خوف نہ کھانا چاہیے کہ مسہل کے عمل میں افراط واقع ہوگئی (اور دستوں کو بند کرنے کی فکر نہ کرنی چاہیے) +

لکن العطش قد یعرض ایضاً لا لکثرۃ الاسھال وافراطہ بل بسبب حال المعدۃ فانھا اذا کانت حارۃ

لیکن بعض اوقات پیاس کی زیادتی کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ دستوں کی کثرت ہوگئی ہے، بلکہ اس کے اسباب دوسرے ہوتے ہیں: مثلاً گاہے پیاس معدہ کی وجہ سے ہوتی

او یابسا او کلیهما عطشت بسرعة

ہے۔ چنانچہ جب معدہ میں حرارت، یا یبوست، یا دونوں بڑھی ہوئی ہوتی ہیں، تو (مسہل پینے کے بعد) بہت جلد پیاس بھڑک جاتی ہے +

وبسبب حال الدواء اذا کان حارا لذاعا

گاہے پیاس دوا مسہل کی وجہ سے ہوتی ہے؛ ایسا اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ دوا مسہل گرم اور لَذّاع (سوزندہ) ہوتی ہے +

وبسبب المادة فی نفسها اذا کانت حارة کالصفراء

گاہے پیاس کی وجہ خود وہی مادہ ہوتا ہے (جس کو دستوں کے ذریعہ خارج کرنا مقصود ہوتا ہے)۔ ایسا اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ وہ مادہ صفراء کی طرح گرم ہوتا ہے +

وفی مثل هذه الاسباب لا یبعد ان یجیء العطش مستعجلا کما اذا اتفق اضداد هذه الاسباب لم یبعد ان یجیء العطش متاخرا

اس قسم کے اسباب سے (جس طرح) یہ امر بعید نہیں ہے کہ (مسہل پینے کے بعد) پیاس جلد ہی لگ جائے، اسی طرح یہ امر بھی بعید اور غیر ممکن نہیں ہے کہ اگر ان سے متضاد اسباب جمع ہو جائیں، تو پیاس دیر میں لگے +

وعلی کل حال فاذا رأیت العطش قد افرط ورأیت الاسهال لیس بالقلیل فاحبس وخصوصا اذا لم یکن اسباب سرعة العطش وبدارة موجودة وفی مثله لا یجب ان یؤخر مع ظهور العطش

بہرحال جب یہ معلوم ہو کہ مسہل پینے والے کی پیاس بڑھ گئی ہے، اور دست بھی کم نہیں آئے ہیں (بلکہ کافی آچکے ہیں) تو اسے بند کرنے کی فکر کرنی چاہیئے، علی الخصوص اُس وقت جبکہ ایسے اسباب بھی موجود نہ ہوں، جن سے پیاس جلد لگ سکتی ہے۔ اس قسم کے حالات میں جب پیاس کی زیادتی موجود ہو، تو دستوں کے بند کرنے میں ہرگز تاخیر اور تغافل نہ برتنا چاہیئے +

وربما کان خروج ما یخرج دلیلا علی وقت القطع فان المستسهل للصفراء اذا رأی الاسهال قد انتهی الی البلغم فاعلم انه قد افرط فکیف اذا انتهی الی الاسهال

بعض اوقات خود خارج ہونے والے مواد بھی اس طرف رہنمائی کرجاتے ہیں کہ اب دستوں کے روکنے کا وقت آگیا؛ چنانچہ اگر کسی شخص کو صفراء کا مسہل پلایا جائے، اور صفراء کے خارج ہو چکنے کے بعد بلغم نکلنے لگے، تو سمجھنا چاہیئے کہ اسہال میں افراط ہو گئی (اب اسے بند کرنے کی فکر کرنی چاہیئے)؛ چہ جائیکہ

السوداء واما الدم فھو اعظم خطراً واجل خطبًا ومن اعقبہ الدواء مغصا فلیتأمل ما قیل فی باب المغص

بلغم کے بعد سودا بھی خارج ہونے لگے۔ رہا مسہل کے بعد آخر کا خون کا نکلنا، تو یہ نہایت خطرناک امر اور بہت بڑی بات ہے۔

اگر کسی شخص کو دوا مسہل پینے کے بعد مروڑ لاحق ہو جائے تو اُن تدابیر پر غور کرنا چاہیے، جو مروڑ کے باب (باب مغص کتاب جزئی) میں بتائی گئی ہیں۔

فصل فی التدبیر لمن افرط بہ الاسھال

فصل (۷) اُس شخص کا تدارک جسے زیادہ دست آگئے ہوں

الاسھال یفرط اما لضعف العروق

[اسباب] دستوں کی زیادتی متعدد اسباب سے ہوا کرتی ہے:-

(۱) عروق ضعیف ہوں (یعنی عروق کی قوت ماسکہ کمزور ہو، جس سے وہ مافی العروق کی حفاظت نہ کر سکیں)۔

او لسعۃ افواھھا

(۲) فوہات[1] عروق (عروق کے دہانے اور ان کے مسامات) کشادہ ہوں (یعنی عروق شعریہ اور عروق صغیرہ کی دیواریں بوسیدہ اور پرانے کپڑوں کی طرح، باریک، کثیر المسام اور ناتواں ہوں)۔

او للذع المسھل لقوتھا

(۳) دوا مسہل (اَلذَّاع اور تیز ہونے کی وجہ سے) فوہاتِ عروق میں لذع و خراش پیدا کریں (جس سے ایک طرف اگر آنتوں کی حرکت دافعہ تیز ہو جائیگی، تو دوسری طرف ان کا عمل افراز و اخراج مواد بھی بڑھ جائیگا)۔

او لاکتساب البدن سوء المزاج منہ وما یجری مجراہ

(۴) دوا مسہل کے اثر سے اُس شخص کے بدن میں کسی قسم کا سوء مزاج، یا سوء مزاج کے مانند کوئی دوسری بات پیدا ہو جائے (مثلاً دوا مسہل عروق میں منجذب ہو کر مواد بدن میں تغیرات پیدا کر کے تحریک اسہال کو بڑھا دے، یا مرکز اعصاب اور دماغ کے مرکز تحریک اسہال تک پہونچ جائے)۔

---

[1] فوہاتِ عروق: وہ باریک باریک مسامات کہلاتے ہیں، جو عروق شعریہ وغیرہ کی دیواروں میں ہوتے ہیں، جن کی راہ رطوبات وغیرہ خارج و داخل ہوا کرتی ہیں۔

بعض حالات میں یہ بھی ممکن ہے کہ ان اسباب میں سے چند ایک جگہ جمع ہو جائیں +

فاذا افرط الاسهال فاربط الاطراف من فوق ومن اسفل سباً دیا من الآباط والاربیة نازلاً منهما واسقه التریاق او قلیلاً من الفلونیا وعرقه ان امکنك بالحمام او ببخار ماء حار تحت ثیابه ویخرج رأسه منها

الغرض جب مسہل کے عمل سے دستوں میں زیادتی ہو جائے، تو بالائی اور زیریں اطراف (ہاتھ پاؤں) کسکر باندھ دیئے جائیں، اور باندھتے وقت اوپر سے شروع کریں یعنی بغل اور کنج ران سے ابتدا کریں، اور نیچے کی طرف اترتے چلے جائیں. نیز مریض کو تریاق، یا قدرے[1] فلونیا کھلائیں. اگر ممکن ہو تو پسینہ لانے کی کوشش کریں! اس مقصد کیلئے خواہ حمام کرائیں، یا گرم پانی کا بھپارہ کرائیں، جس کی صورت یہ ہے کہ بدن کو کپڑوں سے چھپا دیتے ہیں، اور سر کو باہر نکال لیتے ہیں، اور کپڑوں کے نیچے گرم پانی کے بخارات پہونچاتے ہیں +

واذا اكثر عرقهم جلدا دلكوا وسقوا القوابض واستعملوا اللخالخ الطيبة من مياه الرياحين والصندل والكافور وعصارات الفواكه

جب پسینہ خوب آجائے (اور پھر بھی دست بند نہوں) تو بدن کی مالش کی جائے، قابضات[2] کھلائی جائیں، اور خوشبودار لخلخے سنگھائے جائیں، جو خوشبودار نباتات کے عرق، صندل، کافور، اور آبِ فواکہ سے تیار کئے گئے ہوں +

ويجب ان تدلك اعضاؤه الخارجة وتسخنها ولو بالمحاجم بالنار توضع تحت اضلاعه وبين الكتفين

یہ بھی مناسب ہے کہ بیرونی اعضاء کی مالش کی جائے اور ان کو گرم رکھنے کی کوشش کی جائے، خواہ اس مقصد کے لئے محاجم ناریہ (آگ کی سنگھیاں) پسلیوں کے نیچے اور شانوں کے درمیان لگانی پڑیں +

فان احتجت ان تضع على معدته وعلى احشائه اضمدة من السويق والمياه القابضة فعلت وكذلك من الادهان دهن السفرجل ودهن المصطكى ودهن الناردين

اگر (دستوں کو روکنے کے لئے) اس امر کی ضرورت محسوس ہو کہ مریض کے معدہ اور احشاء پر سویق (کوئی قابض ستو) اور میاہ قابضہ بطور ضماد کے استعمال کئے جائیں، تو ایسا کر دینا چاہئے. اسی طرح اگر روغنوں میں سے روغن بہی، روغن مصطگی، اور روغن ناردین احشاء پر لگانے کی ضرورت ہو، تو لگا سکتے ہیں +

[1] فلونیا: ایک مرکب معجون کا نام ہے +

[2] قابضات شکم: دستوں کی بند کرنے والی دوائیں +

ویجب ان یجتنبوا الهواء البارد فانه یعصرهم فیسهل والحار ایضًا فانه یرخی قوتهم

جن لوگوں کو مسہل سے دست زیادہ آگئے ہوں، انہیں سرد اور گرم ہوا سے بچائے رکھیں؛ سرد ہوا، تو عصر پیدا کرکے اسہال کو بڑھاتی ہے، اور گرم ہوا، ارخا پیدا کرکے اسہال کی اعانت کرتی ہے +

ویجب ان یقوّوا بالمشمومات الطیبة ویجرعوا القوابض والکعك فی الشراب الریحانی ویجب ان یکون ذلك حارًا وقد قدّم علیه خبز بماء الرمان

ایسے لوگوں کو خوشبودار چیزیں (مشمومات طیبہ) سنگھا کر تقویت پہونچائیں، قابضات پلائیں، اور شراب ریحانی میں کعک (نرم خمیری کلچہ) بھگوکر کھلائیں؛ لیکن شراب مذکور ٹھنڈی نہ استعمال کی جائے، بلکہ گرم گرم، اور اس سے پہلے روٹی آب انار کے ساتھ کھلادی جائے +

تاکہ خلاء معدہ کی حالت میں شراب معدہ کے اندر نہ پہونچے؛ علاوہ ازیں آب انار خود مقوی اور قابض شکم ہے +

وکذلك الاسوقة وقشور الخشخاش مسحوقة

اسی طرح (دستوں کو بند کرنے کے لئے) مختلف ستو اور پوست خشخاش مسفوف بھی مفید ہے +

ومما جرب ان یوخذ حب الرشاد وزن ثلثة دراهم ویقلی ثم یطبخ فی الدوغ حتی ینعقد ویسقی فانه غایة

یہ نسخہ (دستوں کے حبس کے لئے) مجربات سے ہے: حبُّ الرشاد (ہالون) بقدر تین درہم لیکر بریاں کریں، پھر اسے چھاچھ میں اسقدر پکائیں کہ وہ جم جائے؛ اسکے بعد اسے پلادیں۔ یہ بغایت مؤثر ہے +

ویجب ان یکون غذاؤه قابضًا مبردا بالثلج مثل ماء الحصرم ونحوه

غذاء ایسے لوگوں کی غذاء قابض ہونی چاہیے، مثلاً آب انگور ترش، وغیرہ، جسے برف سے ٹھنڈا کرلیا گیا ہو +

ومما یعین علی حبس اسهالهم تهییج القیء بماء حار ویوضع الاطراف ایضًا فیه

شذرہ دستوں کو روکنے کے لئے ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ گرم پانی پلاکر قے کرائی جائے، اور گرم پانی میں ہاتھ پاؤں ڈالے جائیں +

ولا تبردهم وان غشی علیهم مثلا وامنعهم الشراب

ایسے مریضوں کو کسی طرح ٹھنڈک نہ پہونچائیں، خواہ ان پر مثلاً غشی طاری ہوجائے، اور ان کو شراب (خالص شراب) سے بچائے رکھیں +

وان لم ینجع جمیع ذلك استعملت فی آخر

اگر مذکورہ بالا تدابیر کارگر نہ ثابت ہوں، تو آخرکار

الاھم المخدرات والمعالجات القویۃ المعلومۃ فی باب منع الاسہال

مخدرات اور وہ قوی علاجات استعمال کئے جائیں، جو دستوں کے بند کرنے کے باب (کتاب سوم) میں بتائے گئے ہیں +

وبالحری ان یکون الطبیب مستظھرا باعداد الاقراص والسفوفات القابضۃ قبل الوقت وان یکون مستظھرا بالحقن وآلاتھا

[شذرہ] مناسب یہ ہے کہ طبیب قابض اقراص اور سفوفات مسہل کے روز قبل از وقت تیار کر رکھے؛ اسی طرح اس کے پاس قبل از وقت حقنہ اور اس کا سامان موجود رہے (تاکہ بوقت ضرورت فوراً ان چیزوں سے کام لے سکے) +

ورنہ ممکن ہے کہ دستوں میں افراط واقع ہو جائے، اور ادویہ قابضہ کی تیاری میں طبیب کو دیر لگ جائے، یا مسہل پلانے کے بعد دست نہ آئے، اور حقنہ کرنے کی ضرورت پیش آئے، مگر اسکا سامان نہ مل سکے +

الفصل الثامن فی تدابیر من شرب الدواء ولم یسھلہ

فصل (۸) اس امر کے تدابیر کہ کسی نے دواء مسہل پی، اور اسے دست نہ آئے

اذا لم یسھل الدواء وامغص وشوش واسدر وصدع واحدث تمطیا وتثاؤبا فیجب ان یفزع الی الحقنۃ والحمولات المعلومۃ ولیشرب من المصطکی قدر ثلث کرمات فی ماء فاتر

[قانون] جب مسہل سے دست نہیں آتے، اور مغص امعاء، تشویش و پریشانی، سدر، دردسر، انگڑائی اور جمائی پیدا ہو جاتی ہے، تو اس حالت میں حقنہ اور حمولات سے ان خطرات کو دور کرنا چاہئے، اور مریض کو مصطگی بقدر تین کرمہ* (تقریباً ۲۰ رتی) نیم گرم پانی کے ساتھ کھلانا چاہئے +

وربما اعمل الدواء شرب القوابض وتناول مثل السفرجل والتفاح علیہ لعصرہ لفم المعدۃ وما تحتہ وتسکینہ للغثیان وتردہ الدواء من حرکتہ الی فوق نحو الاسفل وتقویتہ للطبع

[شذرہ] بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مسہل دوا کے بعد قابضات کے پلا دینے سے، اور بہی اور سیب جیسی چیزوں کے کھلا دینے سے مسہل کا عمل جاری ہو جاتا ہے؛ کیونکہ قابض چیزیں فم معدہ اور اس سے نیچے کے اعضاء میں قوت عاصرہ (نچوڑنے کی طاقت) بڑھا دیتی ہیں، متلی روک دیتی ہیں، اور دوا مسہل کو اوپر کی طرف جانے کی بجائے نیچے کی طرف مائل کر دیتی ہیں، اور طبیعت بدنی میں تقویت پہونچاتی ہیں +

فان لم ینفع الحقنۃ وحدثت اعراض

[قانون] چنانچہ اگر حقنہ کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہو، اور برے

* ایک کرمہ = ڈیڑھ دانگ سے دو دانگ کے برابر ہے، اور ایک دانگ چار رتی کے برابر +

ردیۃ من تمدد البدن وجحوظ العینین فکانت الحرکۃ الی فوق فلا بد من فصدہ

عوارض پیدا ہو جائیں، مثلاً بدن میں غیر معمولی تمدد و تناؤ لاحق ہو جائے، اور آنکھیں نکل آئیں، جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ مواد کی توجہ اوپر کی طرف (اعضاء راس کی طرف) ہو گئی ہے تو ایسی حالت میں فصد ایک ناگزیر عمل ہے +

واذا لم یسہل الدواء ولم یتبعہ ذلک اعراض ردیۃ فالصواب ایضاً ان یتبع بفصد ولو بعد یومین او ثلثۃ فانہ ان لم یفعل ذلک خیف حرکۃ الاخلاط الی بعض الاعضاء الرئیسۃ

اگر مسہل پینے کے بعد دست نہ آئیں، اور اس سے بُرے عوارض بھی پیدا نہ ہوں۔ تو اس صورت میں بھی یہی بہتر ہے کہ فصد کر دی جائے، خواہ دو تین روز گذر چکے ہوں۔ کیونکہ اگر ایسی حالت میں فصد نہ کی گئی، تو اس سے یہ اندیشہ ہے کہ مواد بعض اعضائے رئیسہ کی طرف نہ چلے جائیں +

الفصل التاسع فی احوال الادویۃ المسہلۃ

فصل (۹) ادویہ مسہلہ کے احوال

من الادویۃ المسہلۃ ما غائلتہ عظیمۃ مثل الخربق الاسود ومثل التربد اذا لم یکن ابیض جیدا بل کان من جنس الاصفر ومثل الغاریقون اذا لم یکن ابیض خالصاً بل کان مائلاً الی السواد وکالمازریون فان ھذہ الاشیاء ردیۃ

بعض مسہل دوائیں بڑی خطرناک اور نہایت مضر ہوا کرتی ہیں، مثلاً خربق سیاہ، اور مثلاً تربد، جبکہ یہ سفید اور اچھی نہ ہو، بلکہ زرد قسم کی ہو، اور مثلاً غاریقون، جبکہ یہ سفید اور خالص نہ ہو، بلکہ سیاہی مائل ہو، اور مثلاً مازریون؛ یہ ساری چیزیں (تجربۃً) بُری ثابت ہوئی ہیں +

فاذا اتفق شرب شئی من ذلک وعرضت اعراض ردیۃ فالصواب ان یدفع الدواء عن البدن ما امکن بقیئ واخلاء

[قانون] اگر ان میں سے کسی چیز کے استعمال کرنے کا اتفاق پڑے، اور بُرے عوارض پیدا ہو جائیں، تو صحیح طریقہ علاج یہ ہے کہ اس دوا کو حتی الامکان (جلد سے جلد) قے یا دست کے ذریعہ بدن سے نکال ڈالا جائے +

اگر دوا، معدہ کے اندر ابھی موجود ہو تو قے کرانا بہتر ہے، اور اگر آنتوں میں اتر گئی ہو، تو دست لانا بہتر ہے +

قے میں گرم پانی، روغن کنجد، یا روغن زیتون استعمال کرنا چاہئے، اور حقنہ میں ماء الشعیر، لعاب ریشہ خطمی اور قدرے صابون +

ان حالات میں بقول گیلانی، روغن بادام بھی بہت ہی اچھی چیز ہے +

ویعالج بالتریاق

اور (دونوں حالتوں ـــ قے یا دست ـــ میں

تریاق استعمال کرایا جائے (کیونکہ تریاق سے ادویہ سمیہ کی مضرت دور ہوجاتی ہے؛ نیز یہ مقوی ارواح و قوی ہے) +

وکثیر منہا ما یُحْدِثُ شَرًّا وفسادہ للنفس بسقی الماء البارد جدًّا والجلوس فیہ کالتربد الاصفر والعفن وبکل ما یکسر الحدۃ ایضًا بتغریۃ وتلیین ودسومۃ فیہا غرویۃ فینفع من ذلك

شذرہ بہت سی مسہل دوائیں جو نفس (طبیعت یا روح) میں شر و فساد پیدا کرتی ہیں، ان کا یہ شر و فساد گا ہے اس طرح توڑا جاتا ہے کہ مریض کو بہت ہی ٹھنڈا پانی پلایا جاتا، اور اسی قسم کے ٹھنڈے پانی میں اسکو بٹھایا جاتا ہے؛ مثلاً زرد اور سڑی ہوئی تربد۔ علیٰ ہذا ان کی اصلاح اُن چیزوں سے بھی ہوسکتی ہے، جن میں غرویّت (لیس)، تلیین، اور دسومت غرویّت[1] کے ساتھ ہو جن کے ذریعہ سے وہ ادویہ کی حدّت کو توڑ دیا کرتی ہوں (چنانچہ روغنہا شوربے ان کی بہترین مثالیں ہیں) — چنانچہ یہ چیزیں ان حالات میں نافع ثابت ہوا کرتی ہیں +

وقد یناسب بعض الادویۃ بعض الامزجۃ ولا یناسب بعضہا فالسقمونیا لا یعمل فی اهل البلاد الباردۃ الا فعلا ضعیفا ما لم یستعمل منہ مقدار کثیر کعادتہ فی بلاد الترك

شذرہ بعض مسہل دوائیں بعض لوگوں کے مزاج کے موافق ثابت ہوتی ہیں، اور بعض کے لئے مناسب نہیں ہوتیں؛ مثلاً سقمونیا کا عمل، تاوقتیکہ اسے بڑی مقدار میں استعمال نہ کیا جائے، سرد ممالک کے باشندوں میں محض ضعیف و خفیف ہی ہوا کرتا ہے، جیسا کہ ترکی ممالک میں عادتاً اسکا تجربہ ہوتا رہتا ہے +

اطبار کا قول ہے: سقمونیا بلاد باردہ میں ضعیف العمل ہے، اسکے برعکس تربد اور غاریقون ایسے ممالک میں کثیر العمل + بلاد حارّہ (مقاطات) اور بلاد جنوبیہ میں لوگوں کے قویٰ کمزور ہوا کرتے ہیں، اور بلاد باردہ اور بلاد شمالیہ میں بہتر

وربما احتیج فی بعض الابدان او البلاد الی ان لا یستعمل اجرام الادویۃ بل قواها

شذرہ بعض لوگوں میں، اور بعض شہروں میں، گاہے اس امر کی ضرورت داعی ہوتی ہے کہ ادویہ مسہلہ کے جرم استعمال نہ کئے جائیں، بلکہ ان کی قوتیں (مثلاً ان کے جوشاندے، جن میں جوش دینے سے ادویہ کے اثرات آجاتے ہیں) +

ناقہین، محرور المزاج، اور گرم ممالک کے باشندوں کے قویٰ عموماً ضعیف ہوا کرتے ہیں، ایسے لوگوں میں ہلکے مسہلات کافی ہوجایا کرتے ہیں، اسلئے ان میں براہ راست مسہلات کے اجرام و اجسام بدن کے اندر نہیں پہنچائے جاتے، بلکہ انکے اثرات و قویٰ، اور وہ بھی مناسب مقدار میں، تاکہ افراط نہ ہوجائے +

[1] دسومت دچکنائی) غرویت کے بغیر ہو+

بعض مسہل دوائیں اس قسم کی ہیں، جنکے اجزاء مسہلہ جوشاندہ میں کم آیا کرتے ہیں، اس لئے بمقابلہ جرم کے جوشاندہ ضعیف العمل ہوا کرتا ہے +

ومن الواجب ان یخلط بالادویۃ المسہلۃ الادویۃ العطریۃ لتحفظ بہا قوی الاعضاء

قانون یہ بھی ضروری ہے کہ مسہل دواؤں کے ساتھ خوشبودار دوائیں (ادویہ عطریہ) ملادی جائیں، تاکہ ادویہ عطریہ کی وجہ سے اعضاء کے قوی (ادویہ مسہلہ کی سمیت سے) محفوظ رہیں (جہاں مواد بدن کا، اور ادویہ مسہلہ کے اجزاء مؤثرہ کا گذر ہوا کرتا ہے، علی الخصوص جگر) +

اس قسم کی ادویہ عطریہ میں سب سے بہتر، بقول گیلانی، مصطگی ہے، جو باوجود خوشبودار ہونے کے مقوی اور قابض ہے، اس سے جگر، معدہ، اور امعاء تقویت حاصل کرتے ہیں +

والادویۃ القلبیۃ حسنۃ الموقع فی ذلک لانہا تقوی الروح الحیوانی فی کل عضو واکثرہا معین بتلطیفہ وتسییلہ

اس موقعہ کے لئے ادویہ قلبیہ نہایت موزوں ہیں، کیونکہ یہ ہر عضو کی روح حیوانی کے لئے مقوی ہوتی ہیں، اور ان میں سے اکثر دوائیں اپنی قوتِ تلطیف و ترقیق کی وجہ سے (دستوں میں کچھ نہ کچھ) اعانت پہونچا دیتی ہیں +

مسہل کے نسخہ میں سریع اور بطی کی آمیزش شیخ کا کلام ذیل اُس بیان سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے، جو چوتھی فصل میں مذکور ہے:— "اگر کوئی مسہل دواء کا نسخہ ایسے اجزاء سے مرکب ہو جن کے اسہال کی مدت میں شدید اختلاف ہو، تو اسے بدترین مسہل سمجھنا چاہئے، کیونکہ اس سے دستوں میں ایک طرح کی گڑبڑ مچ جاتی ہے"۔

وقد یجتمع دواء ان احدہما سریع الاسہال لخلطہ والآخر بطئ فیفرغ الاول من فعلہ

بعض اوقات ایک مسہل میں دو دوائیں اس قسم کی اکٹھی ہو جاتی ہیں کہ ایک کا عمل اسہال تو اپنی خلط کے لئے سریع ہوتا ہے، اور دوسرے کا عمل دیرطلب؛ اس سے یہ خرابی ہوتی ہے کہ ایک دواء کا عمل (دوسری کے عمل سے) پہلے ہی ختم ہو جاتا ہے +

وقد یزاحم الثانی فی خلطہ ایضاً مزاحمۃً ما بان یفعل فیہ فیکسر قوتہ واذا ابتدأ الثانی بعدہ کان ضعیف المنیۃ محرکا غیر بالغ

اور لگا ہے ایک دواء دوسری دواء کے عمل اسہال میں جو کسی خلط کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے، کم و بیش مزاحمت بھی پیدا کر دیتی ہے۔ یعنی اُس دواء میں اثر کر کے اُس کی قوت کو توڑ دیتی ہے۔ چنانچہ جب پہلی دواء کے بعد دوسری دواء کا عمل شروع ہوتا ہے، تو اس کا عمل ضعیف ہوتا ہے۔ جو نا تمام اور ناکافی

تحریک کا باعث بن جاتا ہے (جس سے پورے طور پر مواد خارج نہیں ہوتے) ۔

فيجب ان يركب معه ما يستعجله كالزنجبيل للتربد فانه لا يدعه يتبلد الى حين وذلك ان جودت الخلط بينهما

اسلئے مناسب ہے کہ ایسی بطیٔ العمل اور دیر طلب دواؤں کے ساتھ ایسی دوائیں ملادی جائیں جو اُن کے عمل کو تیز کردیں؛ مثلاً تربد کے ساتھ زنجبیل کے ملانے سے یہی فائدہ حاصل ہوتا ہے؛ یعنی زنجبیل کی وجہ سے (تربد کا عمل تیز ہوتا ہے، اور بدن کے اندر) دیر تک اُسکی سستی قائم نہیں رہتی۔ لیکن یہ بات اُس وقت حاصل ہوسکتی ہے، جبکہ ایسی دو دواؤں کی آمیزش اچھی ہو (اور اس میں تجارب وقیاس کی رہبری کے ساتھ پوری دانشوری اور طبی قابلیت صرف کی گئی ہو) ۔

ويجب ان تتامل اصولا بيناها في قوى الادوية المسهلة حيث تكلمنا في اصول كلية للادوية المفردة

یہ بھی ضروری ہے کہ اس موقعہ پر وہ اصول و قوانین بھی ملحوظ خاطر اور زیر غور رہیں، جو ہمنے "ادویہ مسہلہ کی تاثیرات" کے ذیل میں بتائے ہیں، جہاں ادویہ مفردہ کے اصول کلیہ کا ذکر کیا گیا ہے (دیکھو کتاب دوئم - کتاب الادویہ) ۔

والدواء المسهل قد يسهل بالتحليل مع خاصية كالتربد

اقسام مسہل بلحاظ نوعیت عمل ادویہ مسہلہ، جو (بدن کے مواد کو) دستوں کی شکل میں خارج کرتی ہیں، (نوعیتِ عمل کے لحاظ سے) ان کی متعدد صورتیں ہیں: (۱) بعض دوائیں باوجود خاصیتِ اسہال کے تحلیل بھی کرتی ہیں، جیسے تربد؛ (یعنی ان میں خاصیتِ اسہال کے علاوہ قوت تحلیل و ترقیق مواد بھی ہے) ۔

وقد يسهل بالعصر مع خاصية كالهليلج

(۲) بعض دوائیں باوجود خاصیتِ اسہال کے آنتوں کو نچوڑتی بھی ہیں (یعنی امعا کی قوتِ عاصرہ قابضہ کو بڑھا دیتی ہیں؛ ایسی دواؤں کو مُسہِل بالعصر کہتے ہیں) جیسے ہلیلہ ۔

وقد يسهل بالتليين مع خاصية كالشيرخشت

(۳) بعض دوائیں باوجود خاصیتِ اسہال کے مادّہ کو نرم کرتی ہیں (تلیین)، جیسے شیر خشت ۔

وقد یسهل بالازلاق کلعاب بزر قطونا وکالاجاص (۴) بعض دوائیں مادہ کو پھسلا کر دستوں کے ذریعہ خارج کرتی ہیں (مُسہل بالاِزلاق)، جیسے لعاب اسپغول اور آلو بخارا +

(۵) بعض مسہل دوائیں، بقول آملی، محض بالخاصۃ عمل کرتی ہیں، جیسے سقمونیا +

(۶) بعض مسہل دوائیں جلاء اور تقطیع سے عمل کرتی ہیں، جیسے بورق اور نمک (آملی) +

(۷) بعض مسہل دوائیں اِذابت کے ذریعہ (مادہ کو پگھلا کر) عمل کرتی ہیں، جیسے ترنجبین۔ (آملی) +

اس کے بعد آملی فرماتے ہیں کہ چھٹی اور ساتویں قسم کے متعلق یہ کہنا مقامِ تامل ہو کہ یہ دوائیں خاصیتِ اسہال سے خالی ہوتی ہیں، اور ان کے عمل اسہال میں خاصیت کو کوئی دخل نہیں ہے +

والاکثر الادویۃ القویۃ فیھا سمیۃ ما فیسھل علی سبیل قھر الطبیعۃ فیجب ان تصلحھا بما فیہ فادزھریۃ شذرہ اکثر مسہلات قویہ میں کچھ نہ کچھ سمیت ہوا کرتی ہے، اس لئے وہ طبیعت کو مغلوب و مقہور کر کے دست لاتی ہیں (یا: دستوں کے ساتھ اپنی سمیت کی وجہ سے طبیعت کو مغلوب و مقہور کر دیا کرتی ہیں)، اس لئے ایسی دواؤں کی اصلاح اُن دواؤں سے کی جائے، جن میں کچھ فادزہریت (اور دفع سمیت کی قوت) ہو +

وقد یعین المرارۃ والحرافۃ والقبض والعفوصۃ والحموضۃ کثیرا علی فعل الدواء اذا وافقت خاصیتہ فان المرارۃ والحرافۃ تعین علی التحلیل والعفوصۃ علی العصر والحموضۃ علی التقطیع المعد للازلاق شذرہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دواء مسہل کی "خاصیتِ اسہال" کے ساتھ مرارت، حرافت، قبض، عفوصت، یا حموضت جمع ہو جاتی ہے، جس سے اس دواء کے عمل اسہال میں بہت کچھ تقویت و اعانت پہونچ جاتی ہے۔ کیونکہ مرارت اور حرافت سے قوتِ تحلیل میں امداد حاصل ہو جاتی ہے، عفوصت سے قوتِ عاصرہ میں، اور حموضت سے قوتِ تقطیع میں، جو مادہ کو پھسلنے کے لئے آمادہ کر دیتی ہے +

یہ مختلف مزے مختلف جواہر پر دلالت کرتے ہیں، جو یقیناً امعاء میں مختلف اثرات رکھتے ہیں، مثلاً جوہر حامض سے تقطیع، جوہر عفص سے قبض و عصر، جوہر مُر و حِرّیف سے تحلیل و ترقیق، وعلی ہذا +

ویجب ان لا یجمع بین مزلق وعاصر قانون دواء مزلق اور دواء عاصر[۱] کو دیا: مسہل بالازلاق

لغات: مرارت: کڑواہٹ۔ حرافت: تیزی۔ چرپراہٹ۔ عفوصت: کسیلاپن۔ حموضت: ترشی +

[۱] دواء مزلق کی مثال بنفشہ، اور دواء عاصر کی مثال ہلیلہ ہے +

على وجه يتكافأ فيه قوتاهما بل يصلح في مثله ان يتباطأ احدهما على الاخر فيكون مثلا احد الدوائين مليناً يفعل فعله قبل فعل العاصر ثم يلحق العاصر فيسهل ما لينه وعلى هذا القياس	اور مسہل بالعصر کو) اس طور پر اکٹھا نہ کرنا چاہیے کہ دونوں کے اثرات مساوی ہو جائیں، بلکہ ایسی حالت میں بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں آگے پیچھے استعمال کی جائیں، تاکہ یہ صورت ہو کہ اگر مثلاً ان دونوں میں سے ایک دوا ملین ہے، اور دوسری عاصر، تو دوا ملین دوا عاصر سے پہلے اپنا عمل کر لے۔ اس کے بعد دوا عاصر اپنے عمل سے نچوڑ کر اُس مادّہ کو خارج کر دے جسے دوا ملین نے پہلے سے نرم کر دیا ہے۔ اسی مثال پر دوسری جگہ قیاس کرنا چاہیے +

خلاصہ یہ ہے کہ جب اس قسم کی دو دوائیں متساوی قوت کی اکٹھی کی جائینگی، جن کی نوعیتِ عمل میں تناقض اور تضاد ہو، تو دونوں کا عمل ٹوٹ جائیگا۔ اسلئے ترکیبِ ادویہ کے وقت اسکا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً اگر ہلیلہ اور بنفشہ دونوں مساوی قوت کے ساتھ کھلائی جائینگی، تو ان میں سے کسی کا عمل ظاہر نہ ہو سکیگا؛ اسی طرح جب بنفشہ سے پہلے ہلیلہ کھلائی جائیگی، تو بنفشہ کا عمل نہ ہو سکیگا؛ اس لئے ضروری ہے کہ پہلے بنفشہ استعمال کی جائے، اس کے بعد ہلیلہ +

الفصل العاشر فيما يجب ان يطلب من هذا الباب في كتب اخر — فصل (۱۰) اس مبحث کی وہ باتیں جو دوسری کتابوں میں تلاش کی جائیں

یعنی ادویۂ مسہلہ کے حالات و تدابیر اور دیگر اصول جو یہاں نہیں بتائے گئے ہیں، بلکہ دوسری کتابوں (کتاب دوم و پنجم) میں اُن کے تذکرے ہیں +

يجب ان يطلب من قراباذيننا ادوية مسهلة وملينة مشروبة وملطوخة وغير ذلك بحسب الاسنان ويطلب في الادوية المفردة صلاح كل دواء من المفردة وتداركه وكيفية سقيه	ادویۂ مسہلہ و ملینہ کے نسخہ جات مختلف عمروں کے لحاظ سے ہماری قراباذین (کتاب پنجم) میں ملینگے، خواہ وہ پینے کے ہوں، یا بطور لطوخ بیرونی استعمال کے، یا ان کے علاوہ کسی اور قسم کے (مثلاً شیافات و حقنہ جات وغیرہ کے نسخہ جات)۔ اور ادویہ مفردہ (کتاب الادویہ) میں ہر دواءِ مفرد کی اصلاح، تدبیر کا طریقہ اور ترکیب استعمال ملے گی +
والمحبوب يجب ان يتناول ولم	مسہل زیادہ خشک نہ ہوں گویاں جو استعمال کی جائیں، وہ

يجرجفافا ولا يتناول ايضًا وهي طرية لينة تلجج وتتشبث بل كما تأخذ في الجفاف ويكون لها تطأمنٌ تحت الاصابع

نہ اتنی زیادہ سوکھی ہونی چاہئیں کہ خشک ہو کر پتھر سی ہو گئی ہوں، اور نہ اتنی زیادہ تر و تازہ اور نرم کہ (مرچی غیرہ کے ساتھ گلتے وقت) چپک جائیں، بلکہ اُس وقت استعمال کرنا چاہیے۔ جبکہ یہ کچھ سوکھ جائیں، اور انگلیوں کے نیچے دبانے سے دب جائیں۔

الفصل الحادي عشر في القيئ

فصل (۱۱) قئے کا بیان

ابعد الناس استحقاقًا لان يقيئه الطبيب اما بسبب الطبيعة فكل ضيق الصدر رادي النفس مهيا لنفث الدم وجميع دقيق الرقاب والمتهيئين لاورام تحدث في حلوقهم

وہ لوگ جو اس کے مستحق اور سزاوار ہیں کہ طبیب انہیں قئے سے دور رکھے۔ یہ دو قسم کے ہیں: (۱) وہ جو اپنی طبیعت[1] کے باعث قئے سے دور ہیں، (۲) وہ جو اپنی عادت کے باعث قئے سے دور ہیں۔ چنانچہ جو لوگ اپنی طبیعت کے باعث قئے سے دور ہیں، ان میں وہ لوگ داخل ہیں، جن کے سینے تنگ ہوں، جنکے سانس کے حالات بگڑے ہوئے ہوں، جو نفث الدم کے لئے آمادہ ہوں، جنکی گردنیں باریک ہوں، اور جو اورام حلق کی استعداد رکھتے ہوں۔

واما الضعاف المعدة والسمان جدًا فان هولاء انما يليق بهم الاسهال والقضاف اخلق بالقيئ لصفراويتهم

رہے وہ لوگ، جن کے معدے کمزور ہوں، اور وہ لوگ جو بہت فربہ ہوں، ان لوگوں کے لئے (قئے سے زیادہ) اسہال ہی مناسب ہے۔ لیکن لاغروں میں چونکہ (عمومًا) صفراویت ہوا کرتی ہے، اسلئے ان میں قئے ہی مناسب ہے۔

واما بسبب العادة فكل من يعسر عليه القيئ او لم يعتده وهولاء اذا قيئوا بالمقيئات القوية لم تلبث عروقهم ان تتصدع في اعضاء النفس فيقعون في السل

جو لوگ اپنی عادت کے باعث قئے سے دور رہیں، ان میں وہ لوگ شامل ہیں، جنہیں قئے بہ دشواری آیا کرتی ہے، یا جو لوگ قئے کے عادی نہیں ہوتے۔ ایسے لوگوں میں اگر مقئیات قویہ سے بزور قئے کرائی گئی، تو اعضائے تنفس کے عروق پھٹنے سے نہ بچ سکینگے، اور (معمولی اسباب سے) یہ سل میں مبتلا ہو جائینگے (خواہ حقیقی سل ہو، یا مجازی، جس میں بعض علامتیں[2] سل کے

[1] یہاں طبیعت ایک ایسے وسیع معنے میں بولا گیا ہے، جس میں "عادت" کے سوا ساری باتیں شریک ہیں۔ [2] سل کے مشابہ علامات بقول گیلانی، کھانسی، نفث، پیپ، اور بخار وغیرہ۔

مشابہ پائی جاتی ہیں) +

ومن اشکل امرہ جرب بالمقیئات الخفیفۃ فان سھل علیہ تجسر بعد ذلک علی استعمال القویۃ علیہ کالخربق ونحوہ

جن لوگوں کا معاملہ دشوار اور مشتبہ ہو (اور یہ پتہ نہ ہو کہ آیا ان میں قے آسانی سے آئیگی، یا دشواری سے)، تو ان میں آزمایش (امتحان کے لئے پہلے ہلکے مقیئات استعمال کئے جائیں؛ چنانچہ اگر آسانی کے ساتھ قے آجائے (اور اس کا عملی تجربہ ہوجائے) تو اس کے بعد خربق جیسی قوی دواؤں کے استعمال کرنیکی جرأت کی جائے +

فان کان ممن یجب ان لا یقیٔ واحد ولا بد من تقیئتہ فھیئۃ او لا وعودہ ولیّن اغذیتہ ودسّمہا وحلّہا وروحہ عن الریاضات ثم استعلہ واسقہ الدسومات والادھان بشراب

اور اگر (تجربہ سے معلوم ہو کہ) یہ شخص اُن لوگوں میں سے ہے، جن میں قے کرانا مناسب نہیں، لیکن قے کرانے کی ضرورت بہرحال ناگزیر ہو، تو پہلے اُس میں قے کے لئے آمادگی اور استعداد پیدا کرو، (اور اس مقصد کے لئے) اُسے بتدریج اس کی عادت ڈالو، اُسے نرم، چکنی اور میٹھی غذائیں کھلاؤ، ریاضتوں سے اُسے روک دو، اس کے بعد (ان ساری باتوں کے بعد جب اس میں قے کی استعداد پیدا ہو جائے، تو) اُسے قے کراؤ، اور (قے سے ذرا پیشتر، قے لانے کے لئے) چکنائیاں اور روغن شراب کے ساتھ استعمال کراؤ +

واطعمہ قبل القذف اغذیۃ جید ثم خصوصًا ان کان صعب القیٔ فانہ ربما لم یتقیأ وبخلت الطبیعۃ فان بخل بالجید خیر من ان یبخل بالردی

اور قے سے پہلے اُس شخص کو اچھی غذائیں (اغذیۂ جیدہ) کھلاؤ، علی الخصوص اُس وقت ایسی غذائیں کھلانا ضروری ہے جبکہ اُسے دشواری سے قے آیا کرتی ہو، کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ قے نہیں آتی، اور طبیعت بخل کر جاتی ہے (یعنی غذا کو قے کی شکل میں خارج ہونے نہیں دیتی)، تو اس وقت بجائے اس کے کہ طبیعت کے بخل سے بُری غذائیں اندر رہ جائیں، اس سے زیادہ اچھا یہ ہے کہ اس کے بخل سے اچھی غذائیں اندر رہ جائیں +

یعنی اگر باوجود کوشش کے کسی وجہ سے قے نہ آئے، تو کم از کم جو غذا اندر رہ جائے، وہ تو بُری نہ ہو، ورنہ

ممکن ہے کہ بُری غذاؤں کے رُک جانے سے اور بھی فساد بڑھ جائے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ بھرے پیٹ میں قے آسانی سے آجاتی ہے۔ اور خلوئے معدہ میں دشواری سے۔ کیونکہ تھوڑی غذا معدہ کے قبضہ میں کم آتی ہے۔ اور اُس کا براہ قے دفع کرنا مشکل ہوا کرتا ہے۔ اسی لئے پیٹ بھرنے کے بعد قے کرایا کرتے ہیں۔

وإذا تقيأ بعد طعام أكله للقي فليداقم بالأكل إلى أن يشتد الجوع ويسكن عطشه بمثل شراب التفاح دون الماء ودون الجلاب والسكنجبين فإنهما يغثيان

قانون: جب کسی شخص کو کوئی غذا، قے کرانے کیلئے کھلائی اور اس نے قے کر دی۔ تو اب تمہیں چاہئے کہ جب تک اُسے سخت بھوک نہ لگ جائے، اُس وقت تک اُسے کھانے نہ دو۔ اور (اگر اُسے پیاس لگے۔ تو) پیاس کی تسکین کے لئے شربت سیب جیسی (مقوی قلب اور مقوی معدہ) چیزیں پلاؤ۔ پانی، جلاب، اور سکنجبین نہ دو۔ جلاب اور سکنجبین میں یہ عیب ہے کہ یہ دونوں چیزیں مُغثی (متلی لانے والی) ہیں۔

وغذاء الملائمة له فروج كردناج وثلاثة أقداح بعده

قے کرنے والوں کے لئے مناسب غذا (قے کے بعد) بھنے ہوئے چوزے ہیں (فروج کردناج)، اور اس کے بعد شراب کے تین پیالے۔

كردناج: ایک قسم کا کباب ہے۔ جس میں چوزوں کو پہلے (شکم کے اندر مسالہ بھر کر) کچھ پکا لیا جاتا۔ اس کے بعد کباب کی طرح آگ پر بھون لیا جاتا ہے۔

ومن قذف حامضا ولم يكن له بمثله عهد وكان في نبضه يسير حمى فليؤخر الغذاء إلى نصف النهار وليشرب ماء ورد قبله حارا

قانون: اگر کسی شخص کو (کھانا کھانے کے کچھ دیر بعد) ترش قے آجائے، اور اس قسم کی قے کی اُسے پہلے سے عادت نہ ہو، اور نبض میں تھوڑی سی حرارت (یا: تھوڑا سا بخار) موجود ہو تو اسے دوپہر تک (یعنی تقریباً چھ گھنٹہ تک) غذا کھانی نہ چاہئے۔ اور (قے کے بعد) غذا کھانے سے پہلے عرق گلاب گرم کرکے پی لینا چاہئے۔

معدہ کی غذا دو طور پر ترش ہوا کرتی ہے: (۱) ایک صورت تو یہ ہے کہ نفس غذا میں تغیرات واقع ہوں اور ان میں ترشی آجائے۔ اور (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ معدہ کے اندر ترش رطوبات مترشح ہوں۔ پہلی صورت غیر طبعی اور مرضی ہے۔ اور دوسری صورت طبعی جس میں حرارت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

ومن عرض له قئ السوداء و دام به فليوضع على معدته اسفنجة متشربة خلاً حاداً مسخنا

قانون اگر کسی شخص کو سوداوی قئے (ترش قئے) برابر آیا کرتی ہو، اُسے چاہئے کہ گرم کئے ہوئے تیز سرکہ میں اسفنجہ (اسفنج کا ایک ٹکڑا) بھگو کر معدہ پر رکھے +

والاجود ان يكون طعام المتقئ مختلفا فان الواحد ربما اشتملت عليه المعدة ضانة بذه

قانون بہتر یہ ہے کہ جو غذا قئے لانے کی غرض سے کھلائی جائے. وہ مختلف انواع غذا سے مرکب ہو (وہ ایک غذا نہ ہو)؛ کیونکہ معدہ بعض اوقات اس قسم کی ایک غذا کو (بجائے دفع کرنے کے) اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے، اور دفع کرنے میں بُخل کرتا ہے +

لیکن جب مختلف انواع کی غذائیں ایک ساتھ بڑی مقدار میں معدہ کے اندر بھر دی جاتی ہیں، تو معدہ شوق سے دفع کرنے پر مجبور و مائل ہو جاتا ہے +

و بعد قئ الرطوبة ينتفع بالعصافير والنواهض بعد ان لا يوكل عظام اطرافها فانها ثقيلة بطيئة فى المعدة وادخله الحمام

قانون جب قئے واقع ہو، اور اس میں رطوبات (بلغمیہ) خارج ہوں، تو اس حالت میں چڑیوں (گوریا) اور کبوتر کے چوزوں کا گوشت کھلانا سود مند ہے۔ لیکن ان کی ٹانگ اور بازو (اطراف) کی ہڈیاں نہ کھلائی جائیں، کیونکہ یہ ثقیل اور دیر ہضم ہونے کی وجہ سے) معدہ کے اندر دیر تک قائم رہتی ہیں۔ نیز ایسے لوگوں کو حمام میں داخل کرنا چاہئے (تاکہ حمام کی حرارت سے بدنی رطوبات تحلیل ہوں) +

واما فى حال شرب المقيئ فيجب ان يحضر واو يرتاضوا ثم يتعبوا ثم يقيئوا وذلك فى انتصاف النهار و يجب عند التقيئة ان يغطى عينه برفادة ثم يشد و يعصب بطنه بقماط لين شدا معتدلا

ضروری ہدایات قئے کرنے کے وقت (قئے کرنے کے وقت) دوا مقئی پینے کے بعد مناسب ہے کہ قئے کرنے والا کچھ دوڑے بھاگے، بدنی ریاضت کرے، اور تھکے، اس کے بعد قئے کرے۔ یہ کام دوپہر کے وقت ہونا چاہئے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ قئے کے وقت آنکھوں پر گدّی[1] (رفادہ) رکھکر پٹی باندھ لی جائے، اور اسی طرح شکم پر بھی ایک نرم پٹی باندھی جائے، جسے زیادہ کسا نہ جائے +

نیز جہاں تک ممکن ہو، لوگوں کے سامنے مجمع عام میں قئے نکرائی جائے، اور وہ مقام زیادہ روشن اور

[1] مثلاً دُھنی ہوئی روئی کی گدی +

کھلا ہوا بھی نہ ہو +

والاشیاء المھیئة للقئ ھی الجرجیر والفجل والطریخ والفودنج الجبلی الطری والبصل والکراث وماء الشعیر بثفله مع العسل وحسوء الباقلا بحلاوة والشراب الحلو واللوز بالعسل وما یشبه البلکند من الخبز الفطیر المعمول فی الدھن والبطیخ والقثاء وبزرھما او شئ من اصولھما منقوعة فی الماء ملقوقة مع حلاوة والشوربا ج الفجل

معدات قے مندرجۂ ذیل چیزیں قے کی آمادگی پیدا کرتی ہیں: جرجیر (ترمرا) — مولی — طریخ[1] — پودینہ کوہی تازہ — پیاز — گندنا — ماء الشعیر جب ثفل سمیت شہد کے ساتھ پلایا جائے — حسو[2] باقلا، مٹھاس کے ساتھ — میٹھی شراب[3] — بادام شہد کے ساتھ — بلکند کے مانند فطیری روٹی جو روغن میں بھونی گئی ہو (اور اُسے شہد یا قند کے شیرہ میں ڈبویا گیا ہو) — خربزہ — ککڑی — ان دونوں کے تخم — یا کسی قدر خربزہ یا ککڑی کی جڑ لیکر اور کوٹ کر پانی میں بھگوئیں، اور مٹھاس کے ساتھ استعمال کریں — اور مولی کا شوربہ +

بلکند: وہ فطیری روٹی، جسے روغن میں بھون لیا جاتا ہے، اور شہد کے قوام یا شیرۂ انگور وغیرہ کے قوام میں ڈبو دیا جاتا ہے (آملی) +

گیلانی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ "بلکند" دراصل فارسی لفظ "برکند" کا معرب ہے، جسکے معنے قطعہ (ٹکڑا) کے ہیں +

ومن شرب شرابا مسکرا للقئ فلا یتقیأ علی قلیله بل یشرب کثیرا

قانون جو لوگ قے کرنے کی غرض سے شراب (شراب[4] مُسکر) پیا کرتے ہیں۔ اُنھیں چاہئے کہ تھوڑی سی شراب پیکر قے نہ کریں بلکہ زیادہ مقدار میں پیکر قے کریں (کیونکہ تھوڑی مقدار میں آسانی کے ساتھ قے نہ ہوسکے گی) +

والفقاع اذا شرب بالعسل بعد الحمام قیأ واسھل

شذرہ حمام کرنے کے بعد اگر فقاع[5] (بوزہ) پی لی جائے، تو یہ قے بھی لے آتی ہے، اور دست بھی +

ومن اراد ان یتقیأ فلا یجب ان

قانون جس شخص کا ارادہ قے کرنے کا ہو، اُسے چاہئے کہ اس

---

[1] ایک قسم کی مچھلی ہے، جسکو "حلوا ماہی" بھی کہتے ہیں۔ اسے نمک لگا کر سکھا لیا جاتا ہے + [2] حریرہ جو باقلا سے بنایا جائے + [3] سکنجبین بھی اگرچہ محاورہ عرب کے لحاظ سے شراب ہے۔ مگر یہ مُسکر نہیں ہے۔ عربی میں شراب اُنھی معنے میں آتا ہے، جسے ہم لوگ شربت کہتے ہیں + [4] فُقاع (بوزہ) ایک قسم کی شراب ہے جو جَو کے آٹے، یا دوسرے غلوں سے خوشبودار مصالح ڈال کر بنائی جاتی ہے۔ آجکل بعض لوگ جَو کی شراب (بیئر) کو بوزہ کہتے ہیں +

یستعمل فی ذلك القرب المضغ وقت (جو غذا کھائے، اُسے) بہت زیادہ چبا کر نہ کھائے
الشدید (کیونکہ یہاں غذا کو براہ قےَ خارج کرنا ہے، نہ کہ اسے ہضم کرنا)۔

مدارج مقیئات مقیئات کے تین درجے قائم کئے گئے ہیں: مقیئات ضعیفہ، متوسطہ، اور قویہ۔ چنانچہ ضعیف مقیئات یہ ہیں: گرم پانی — ماء الشعیر — سکنجبین — جوشاندہ شبت ۔

اوسط درجہ کی مقیئات: بیخ خربزہ — تخم خیار — پیاز نرگس — مولی کا پانی ۔

قوی مقیئات خربق کی دونوں قسمیں — کندش — جبلاہنگ[1] — جوز القیٔ — تخم ترب — مولی جس میں خربق گاڑ دیا گیا ہو[2]۔

فاذا سقی الانسان مقیئا قویا **قانون** اگر کوئی شخص خربق جیسی کوئی شدید مقی دوا استعمال کرنا مثل الخربق فیجب ان یسقی علی الریق چاہے، تو اسے تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے: (۱) اگر کوئی ان لم یکن مانع و بعد ساعتین امر مانع نہ ہو، تو نہار منہ (خلوئے معدہ کی حالت میں) دوا من النہار و بعد اخراج الثفل کھائے؛ جبکہ (۲) صبح کے بعد دو گھنٹہ دن چڑھ چکا ہو؛ اور من الامعاء (۳) آنتوں سے فضلات خارج ہو چکے ہوں (اور اجابت ہو چکی ہو) ۔

فان تقیأ بالریشۃ والا حرك یسیرا والا ادخل الحمام چنانچہ اگر (دوا مقی استعمال کرنے کے بعد) حلق میں پر کے ڈالنے سے قے آجائے، تو خیر، ورنہ مریض سے کہا جائے کہ وہ چلے پھرے، اور ہلکی سی ریاضت کرے۔ اگر اس تدبیر سے بھی قے نہ آئے، تو اُس شخص کو حمام میں داخل کیا جائے ۔

امتلاء معدہ کے بعد حرکت و ریاضت کرنا قے کا معین ثابت ہوا کرتا ہے، اور اس حالت میں حمام کرنا بھی قریب قریب یہی حکم رکھتا ہے ۔

والریشۃ التی یتقیأ بھا یجب ان یمسح بمثل دھن الحناء یہ بھی مناسب ہے کہ جس پر کو قے لانے کے لئے استعمال کیا جائے، اُسکو (پاک صاف کرنے کے بعد) روغن حنا (یا: روغن کنجد) جیسے تیل سے تر کر لیا جائے ۔

فان عرض لہ تقطیع وکرب سقی ماء حارا و زیتا فاما ان یسھل اگر (دوا مقی استعمال کرنے کے بعد) تقطیع اور کرب و بیقراری لاحق ہو جائے (اور قے پوری طرح نہ آئی ہو)، تو گرم

---

[1] جبلاہنگ: جنگلی تل (چھوٹے چھوٹے زرد رنگ کے، توری کے مانند تخم ہوتے ہیں) ۔

[2] مثلاً جبکہ قے کرنے کی عادت نہو، اور مثلاً معدہ کی حس زیادہ ذکی ہو؛ جس میں خربق کی اذیت لذع و خراش کا اندیشہ ہے ۔

واما ان یقئ	پانی اور روغن زیتون ملا کر پلا دیا جائے (اور اگر پوری طرح قے آچکی ہو، تو کرب وغیرہ کی تسکین کے لئے شربت سیب جیسے مفرحات ومقویات معدہ اسپغول کے ساتھ کھلائے جائیں)+
ومما یعین علی ذلك تسخین المعدة والاطراف فان ذلك یحدث الغثیان	قے کی معین و مددگار تدابیر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ معدہ اور اطراف کو گرم کیا جائے، کیونکہ اس سے متلی ہیجان میں آجاتی ہے (بشرطیکہ قے لانے کے لئے کوئی سخت دوا مقی کھلائی گئی ہو، ورنہ اس تدبیر سے بعض اوقات متلی میں سکون پیدا ہوجاتا ہے) +
واذا اسرع الدواء المقیئ فاخذ فی العمل بسرعة فیجب ان یسکن المتقیئ ویشتم الروائح الطیبة ویغمز اطرافه ویسقی شیئا من الخل ویتناول التفاح والسفرجل مع قلیل المصطکی	قانون اگر دوا مقی (خلاف توقع) تیزی ظاہر کرے، اور بسرعت تمام (قبل از وقت) اس کا عمل شروع ہوجائے (جس میں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ دوا اپنا پورا عمل کئے بغیر خارج ہوجائیگی) تو اس وقت یہ مناسب ہے کہ (قے کی عجلت کو روکنے کے لئے) قے کرنے والا راحت وسکون اختیار کرے، اسے روائح طیبہ (خوشبودار چیزیں) سنگھائی جائیں، اُسکے اطراف (ہاتھ پاؤں) دبائے جائیں، تھوڑا سا سرکہ پلا دیا جائے، اور سیب اور بہی تھوڑی سی مصطگی کے ساتھ کھلائے جائیں +
واعلم ان الحرکة تجعل القیئ اکثر والسکون یجعله اقل	شذرہ یہ بھی یاد رکھو کہ حرکت جسمانی سے (جو مقی کھانے کے بعد کی جاتی ہے) قے میں زیادتی ہوجاتی ہے، اور سکون سے قے میں کمی +

بقراط کا قول ہے: جب تم چاہو کہ خراج کا عمل زیادہ ہو، تو مریض کے بدن کو حرکت دو، اور جب تم چاہو کہ قے میں سکون ہو، تو اُسے سلا دو، اور اُسے حرکت نہ دو +

والصیف اولی زمان یستعمل فیه القیئ	شذرہ قے کرنے کے لئے بہترین زمانہ "موسم گرما" ہے (اگرچہ بقول مسیحی، موسم سرما کی قے بہت مفید ہے) +

زمانہ اور موسم کی قید وپابندی "طبعی قے" کے لئے نہیں ہے، جو خود بخود بہ اقتضائے طبیعت لاحق ہوتی ہے اور نہ "ضروری قے" کے لئے، طبعی قے میں طبیب کی رائے کو کچھ دخل ہی نہیں ہے، اور ضروری قے کا

وقت یہ ہے کہ جب ضرورت اسکی داعی ہو +

فان احتاج الیه من لا یؤاتی القئ سحنته فالصیف اولی وقت یرخص له منه فی ذلك

قانون جن لوگوں کا سحنہ (بدنی فربہی) ایسا نہ ہو کہ اُنہیں قے کرائی جاسکے (مثلاً وہ بہت زیادہ لاغر یا بہت زیادہ فربہ ہوں)، لیکن اُنہیں قے کی ضرورت پیش آجائے، تو موسم گرما ہی ایسے لوگوں کے لئے ایک موزوں زمانہ ہے، جس میں انہیں اسکی اجازت دی جاسکتی ہے +

والبعد غایات القئ اما علی سبیل التنقیة الاولی فالمعدة وحدها دون الامعاء واما علی سبیل التنقیة الثانیة فمن الراس وسائر البدن واما الجذب والقلع فمن الاسافل

شذرہ انتہائی اغراض ومقاصد جو قے سے وابستہ ہوسکتے ہیں، اُن کی دو قسمیں ہیں: (۱) اگر یہ دیکھا جائے کہ قے سے براہ راست کن اعضاء کا تنقیہ ہوتا ہے (تنقیۂ اُولیٰ)، تو قے کی انتہائی غرض محض معدہ پر ختم ہوجاتی ہے (یعنی قے سے براہ راست محض معدہ کا تنقیہ ہوتا ہے) امعاء تک سے کوئی تعلق نہیں؛ اور (۲) اگر یہ دیکھا جائے کہ قے سے ثانوی طور پر (دوسرے درجہ پر، اور بالواسطہ) کن اعضاء کا تنقیہ ہوتا ہے (تنقیۂ ثانیہ)، تو ان میں سر اور تمام اعضاء شریک ہیں۔ چنانچہ (اوپر کے اعضاء سے تو مادہ کھنچکر آتا ہی ہے) زیریں اعضاء سے بھی مادہ اکھڑ کر کھنچ آتا ہے +

وانت تعرف القئ النافع من غیر النافع بما یتبعه من الخفة والشهوة الجیدة والنفس والنبض الجیدین وكذلك حال سائر القوی

مفید قے یہ معلوم کرنا کہ یہ قے مفید اور نافع ہے، اور غیر مفید نہیں، اس کا پتہ مندرجۂ ذیل علامات سے چل سکتا ہے: قے کے بعد (۱) بدن میں خِفّت لاحق ہو (اور جسم ہلکا محسوس ہو)؛ (۲) بھوک خوب لگے؛ (۳) سانس اور نبض کی رفتار بہتر ہوجائے؛ اسی طرح تمام قویٰ اپنے اپنے افعال بخوبی انجام دیں +

ویکون ابتداؤه غثیانا واکثر

(۴) قے کی آمد سے پہلے متلی لاحق ہو[1]؛ (۵) اگر

[1] بلا متلی کے اگر یکایک سے قے آجائے، تو اس اصول کے مطابق وہ بہتر نہیں ہے +

مایوذی معه لذع شدید فی المعدة وحرقة فی المعدة ان کان الدواء قویا مثل الخربق وما یتخذ منه ثم یبتدی بسیلان لعاب ثم یتبعه قی بلغم کثیر دفعات ثم یتبعه قیٔ شیٔ سیال بصناقیٔ	خربق اور مرکباتِ خربق جیسی مُقی دوائیں استعمال کی جائیں، تو اس سے زائد سے زائد جو اذیت وتکلیف لاحق ہو، وہ محض معدہ کی شدید سوزش وجلن تک محدود رہے (اس سے زیادہ کوئی تکلیف لاحق نہ ہو)؛ اسکے بعد (۶) لعاب دہن بہنے لگے، اور اسکے بعد جوقئے کا سلسلہ شروع ہو، تو اس میں کثرت سے چند بار بلغم خارج ہو، اسکے بعد (۷) قئے میں تھوک جیسی سیال رطوبت خارج ہونے لگے (جو اس امر کی علامت ہوگی کہ معدہ دیگر مواد سے پاک ہوگیا، اور اب اس سے صاف رطوبت خارج ہونے لگی)+
ویکون اللذع والوجع ثابتا من غیر ان یتعدی الی اعراض اخری غیر الغثیان والکرب وربما استطلق البطن	(۸) معدہ میں درد و سوزش برابر قائم رہتی ہے (جو اس امر کی علامت ہے کہ دوا مقی اس وقت تک معدہ میں موجود ہے، اور وہ اپنا کام کر رہی ہے)، اور متلی اور بے قراری کے علاوہ دوسرے عوارض نمودار نہ ہوں۔ اگر چہ بعض اوقات دوا مقی سے دست بھی آجاتے ہیں (جبکہ اُس میں قوتِ مقیئہ کے ساتھ قوتِ مسہلہ بھی ہوتی ہے) +
ثم یاخذ فی الساعة الرابعة یسکن ویمیل الی الراحة	(۹) پھر چار گھنٹے کے بعد قئے میں سکون آنے لگے، اور قئے کرنے والے کا طبعی میلان راحت وآرام کی طرف ہوجائے +

یہ بات تجربہ سے معلوم ہوئی ہے کہ خربق جیسی دوائیں اپنے عمل کو چار گھنٹے میں ختم کردیتی ہیں +

واما الردی فانه لا یجیب القی و یعظم الکرب ویحدث تمدد وجحوظ عین وشدة حمرة فیها شدیدة وعرق کثیر وانقطاع صوت	ردی قئے: بُری اور غیر مفید قئے میں مندرجۂ ذیل صفات پائے جاتے ہیں: (۱) قئے آسانی کے ساتھ نہیں آتی؛ (۲) کرب و بے چینی بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے؛ (۳) (گردن اور اوپر کے اعضاء میں) تمدد اور تناؤ پیدا ہوجاتا ہے؛ (۴) آنکھیں باہر اُبھر جاتی ہیں، اور ان میں خوب سُرخی پیدا ہوجاتی ہے؛ (۵) پسینہ کثرت سے آتا ہے؛ (۶) آواز بند ہوجاتی ہے

سلہ یہ صورت نہ ہو کہ پہلی ہی قئے میں دوا مقی معدہ سے خارج ہوجائے، اور اسکا عمل کمزور ہوجائے +

سلہ مثلاً آنکھوں کا اُبھر جانا، انکا سرخ ہوجانا۔ پسینہ کا بکثرت آنا، وغیرہ +

(کیونکہ غضلات صدر وتنفس اپنے فعل پر قادر نہیں رہتے)۔

ومن عرض له هذا ولم يتدارك صار الى الموت

جب یہ عوارض (کسی قے کرنے والے میں) پیدا ہوجاتے ہیں، اور ان کا جلد تدارک نہیں کیا جاتا ہے، تو وہ شخص ہلاک ہوجاتا ہے (کیونکہ مذکورہ بالا عوارض بدنی مواد کی کثرت و دوائے اور دوا مسقی کی سمیت کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں)۔

وتداركه بالحقنة وسقى العسل والماء الفاتر والادهان الترياقية كدهن السوسن ويجتهد حتى يقئ فان قاء لم يختنق وافزع ايضا الى حقنة معدة عندك

ان عوارض کا تدارک و علاج یہ ہے کہ حقنہ (حقنۂ حادہ) کیا جائے، شہد اور نیم گرم پانی پلایا جائے، اور روغن سوسن جیسے ادہان تریاقیہ (تریاقی روغن) استعمال کرائے جائیں، اور حتی الامکان قے لانے کی کوشش کی جائے۔ اگر قے آگئی، تو سمجھ لو کہ وہ نہ مریگا۔ علی ہذا اُس حقنہ سے بھی کام لیا جائے جو تیرے پاس پہلے سے تیار ہوگا (جسکی تمھیں ہدایت کردی گئی ہے کہ قے اور اسہال کے وقت دوسری ضروریات کے ساتھ حقنہ کا سامان بھی تیار رہے)۔

اس کا مدعا یہ ہے کہ اگر حسب مدعا دوسرا حقنۂ حادّہ تیار کرنے میں دیر کا اندیشہ ہو، تو جو سامان تمھارے پاس پہلے سے موجود ہے، اسی سے کام لینا شروع کردو، مبادا، تاخیر کی وجہ سے موت لاحق ہوجائے۔

واولى ما يستعمل فيه القئ الامراض المزمنة كالاستسقاء والصرع والماليخوليا والجذام والنقرس وعرق النسا

بہترین فوائد قے سے امراض مزمنہ میں حاصل کئے جاتے ہیں، جیسے صرع (جو بشرکت معدہ عارض ہوا ہو)، استسقاء (طبلی ولحمی)، مالیخولیا (مراقی)، جُذام، نقرس، اور عرق النسا۔

والقئ مع منافعه قد يجلب امراضا مثل ما يجلب الطرش

شذرہ قے میں اگر کچھ فوائد ہیں، تو کچھ مضار بھی ہیں، کیونکہ اس سے بعض اوقات کچھ امراض بھی پیدا ہوجاتے ہیں، مثلاً گاہے اس سے بہراپن پیدا ہوجاتا ہے (اور گاہے دانت بھی کھٹے ہوجاتے ہیں)۔

ولا يجب ان يوصل به الفصد بل يؤخر ثلثة ايام لاسيما اذا كان في فم المعدة خلط

قانون یہ مناسب نہیں ہے کہ قے اور فصد کو ملا دیا جائے (اور بوقت ضرورت قے کے ساتھ ہی فصد کردی جائے)، بلکہ درمیان میں تین روز کا فاصلہ ڈالا جائے، علی الخصوص، جبکہ فم معدہ میں

کوئی خلط (خلط غلیظ) موجود ہو (یا: جبکہ معدہ میں کوئی ورم وغیرہ موجود ہو)+

وکثیراما عسرالقیٔ لرقۃ الخلط فیجب ان یثخن بتناول سویق حب الرمان

شذرہ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ اخلاط کی رقت کی وجہ سے قئے میں دُشواری لاحق ہوتی ہے (اور قئے مشکل سے آتی ہے)۔ ایسی حالت میں مناسب یہ ہے کہ انار دانہ کا ستو استعمال کرکے ان اخلاط میں غلظت پیدا کرلی جائے +

واعلم ان القیام الفاسد بعد القیٔ دلیل علی انہ فاع تخمۃ الی اسفل والقذف بعد القیام دلیل علی انہ من اعراض القیام

شذرہ یہ یاد رہے کہ قئے کے بعد بُرے قسم کے دستوں کا آنا (اسہال تخمی) اس امر کی علامت ہے کہ تخمہ کو طبیعت نے نیچے کی طرف متوجہ کردیا ہے، اور دستوں کے بعد قے کا آنا اس امر کو بتاتا ہے کہ یہ دستوں کے عوارض و نتائج میں سے ہے +

یعنی یہ کہ جس مادہ کی وجہ سے دست جاری ہیں، یہی مادہ اب تک بدن میں باقی ہے، اور اپنی کثرت کی وجہ سے معدہ کی طرف متوجہ ہو کر غیر طبعی راہ سے بصورت قئے خارج ہو رہا ہے +

وافضل الاوقات للقیٔ صیفا بسبب وجع ھو نصف النھار

شذرہ بعض امراض (مثلاً وجع مفاصل) کے لئے قے کا بہترین وقت موسم گرما میں دوپہر کا وقت ہے +

یہ یاد رکھو کہ یہ حکم اُس قئے کے لئے نہیں ہے، جو خربق جیسی مقیات سے کرائی جاتی ہے، کیونکہ اُس میں تو قئے صبح کے وقت کرائی جاتی ہے۔ اسی طرح دوپہر کی پابندی اُس قئے کے لئے بھی نہیں ہے، جو بخاروں کی باری کے شروع میں کرائی جاتی ہے۔ گیلانی +

والقیٔ نافع للجسد ردی للبصر

شذرہ قئے جسم کے لئے تو مفید ہے، مگر آنکھ کے لئے مضر +

والحبلی لا تقیأ فان فضول حیضھا لا تندفع بذلک والتعب یوقعھا فی اضطراب فیجب ان تسکن واما سائر من یعتریہ القیٔ فیجب ان یعان

شذرہ حاملہ عورتوں کو (اگر قے کی شکایت عارض ہوجائے، تو) یہ مناسب نہیں ہے کہ قے کرانے کی کوشش کی جائے، کیونکہ حیض کے فضلات ردیہ قے کے ذریعہ دفع نہیں ہوا کرتے ہیں، اور قے کرانے سے جو تکان لاحق ہوگی، اس سے مزید اضطراب اور بے چینی کا اندیشہ ہے، اس لئے مناسب یہی ہے کہ حتی الامکان ان کی قے کو روکا جائے۔ لیکن حاملہ عورتوں کے علاوہ اگر

دوسرے لوگوں کو قے کی شکایت عارض ہو، تو اس وقت یہی مناسب ہے کہ قے کی مزید امداد کی جائے (اور اسے روکا نہ جائے) +

الفصل الثانی عشر فیما یفعله من تقیأ

فصل (۱۲) قے کرنیوالے کو کیا کیا کرنا چاہیئے

فاذا فرغ المتقئ من قیئه غسل فمه ووجهه بعد القیٔ بخل ممزوج بماء لیذهب الثقل الذی ربما یعرض للراس وشرب شیئا من المصطکی بماء التفاح ویمتنع عن الاکل وعن شرب الماء ویلزم الراحة ویدهن شراسیفه ویدخل الحمام ویغتسل بعجلة ویخرج

جب قے کرنے والا قے سے فارغ ہو چکے، تو اسے چاہیئے کہ اسکے بعد سرکہ اور پانی سے اپنے مُنہ اور چہرہ کو دھوڈالے تاکہ اس تدبیر سے سر کی گرانی جاتی رہے، جو اکثر قے کے بعد پیدا ہو جایا کرتی ہے، نیز وہ آب سیب کے ساتھ قدرے مصطگی کھالے؛ علیٰ ہذا کھانا کھانے اور پانی پینے سے اپنے آپ کو حتی الامکان (دیر تک) روکے، آرام و سکون اختیار کرے؛ شراسیف پر روغن کی مالش کرے؛ حمام میں داخل ہوکر جلد غسل کرکے باہر نکل آئے +

فان کان لابد من اطعام فشئ لذیذ جید الجوهر سریع الانهضام

اگر (بھوک کی بیتابی کی وجہ سے) کھلانا ضروری ہو تو کوئی اچھی اور لذیذ غذا کھلائی جائے، جو زود ہضم ہو +

الفصل الثالث عشر فی منافع القیٔ

فصل (۱۳) قۓ کی منفعتیں

ان ابقراط یامر بان یستعمل القیٔ فی الشهر یومین متوالیین لیتدارك الثانی ما قصر وتعسر فی الاول ویخرج ما یتجلب الی المعدة وابقراط یضمن معه حفظ الصحة والاکثر من هذا ردی

بقراط کی ہدایت ہے کہ مہینے میں آگے پیچھے لگاتار دو روز قۓ کی جائے، تاکہ پہلے دن کی قۓ میں جو کچھ کمی رہ گئی ہے، اور جو مواد پہلی قۓ میں خارج نہ ہو سکے ہیں، دوسرے دن کی قۓ سے اُس کا تدارک ہو جائے، اور وہ مواد بھی خارج ہو جائیں جو (پہلی قۓ کے بعد) معدہ کی طرف کھنچکر آتے ہیں بقراط اس بات کی ضمانت لیتا ہے کہ جو شخص اس ہدایت کی پابندی کریگا، اُسکی صحت محفوظ رہیگی۔ لیکن قۓ کی زیادتی اچھی نہیں ہے (یا: مہینہ میں دو بار سے زیادہ قے کرنا اچھی بات

نہیں ہے) +

ومثل هذا القئ يستفرغ البلغم والمرة وينقي المعدة فانها ليس لها ما ينقيها مثل ما للامعاء من المرار الذي ينصب اليها وينقيها

چنانچہ اس قسم کی قے (جس کی ہدایت بقراط کرتا ہے) بلغم اور مرۂ[1] کو نکالتی ہے، اور معدہ کا تنقیہ کرتی ہے، کیونکہ جس طرح آنتوں کے لئے ایک چیز — صفراء — مقرر ہے، جو آنتوں پر گر کر ان کو صاف کیا کرتا ہے، ایسی کوئی چیز معدہ کے تنقیہ کیلئے مقرر نہیں ہے (اس لئے معدہ کے تنقیہ کی خدمت قے سے لی جائے) +

ويذهب الثقل العارض للراس ويجلو البصر ويدفع التخمة

نیز قے سے سر کی گرانی دور ہو جاتی ہے، جو گاہے سر میں پیدا ہو جایا کرتی ہے، بینائی صاف ہو جاتی ہے، اور تخمہ دور ہو جاتا ہے +

وينفع من ينصب الى معدته مرار يفسد طعامه فاذا تقدم القئ ورد طعامه على نقاء

علی ہذا قے اُن لوگوں کے لئے مفید ثابت ہوتی ہے جنکے معدہ میں صفراء کا انصباب ہوا کرتا ہے، اور اس انصباب سے اُن کی غذاء (معدہ کے اندر) بگڑ جایا کرتی ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں میں جب غذاء سے پہلے قے کرا دی جاتی ہے، تو غذاء معدہ کی صفائی کے بعد پہونچتی ہے (اور وہ بگڑنے سے بچ جاتی ہے)

ويذهب نفور المعدة عن الدسومة وسقوط شهوتها الصحيحة واشتهائها للحريف والحامض والعفص

چکنی غذاؤں سے اگر معدہ کو نفرت ہے، تو قے کی وجہ سے یہ نفرت دور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سچی بھوک اگر مر گئی ہے، تو اس سے یہ لوٹ آتی ہے، اور تیز چرپری، ترش، اور کسیلی چیزوں کی اگر خواہش ہے (جو فساد شہوت کی ایک علامت ہے) تو قے سے یہ شکایت جاتی رہتی ہے +

وينفع من ترهل البدن ومن القروح الكائنة فى الكلى والمثانة وهو علاج قوى للجذام ولرداءة اللون والصرع المعدى واليرقان وللانتصاب النفس والرعشة والفالج

قے بدن کے ترہل کے لئے مفید اور گردہ و مثانہ کے قروح کے لئے نافع ہے؛ اسی طرح جذام، بدن کے رنگ کی خرابی، صرع معدی، یرقان، انتصاب النفس، رعشہ، اور فالج کے لئے قے ایک زبردست اور قوی علاج ہے۔ نیز

[1] بقول گیلانی: خواہ مرۂ صفراء ہو، یا مرۂ سوداء +

وھو من المعالجات الجیدة لاصحاب القویا	وادوالوں کے لئے یہ اچھا علاج ہے۔
ویجب ان یستعمل فی الشھر مرة او مرتین علی الامتلاء من غیر ان یحفظ دور معلوم و عدد ایام معلومة	قانون مہینے میں خواہ ایک بار قے کریں، یا دو بار، دونوں صورتوں میں مناسب یہی ہے کہ سیری شکم کی حالت میں قے کریں (نہ کہ خلائے معدہ کی حالت میں)؛ مگر قے کے مقررہ دورے کی، اور مقررہ دنوں کی، پابندی نہ کریں (تاکہ اس پابندی سے ان مخصوص دنوں کی عادت نہ پڑ جائے) +
واشد موافقة للقیئ ھو من مزاجه الاول مراری تضیف	شذرہ قے اُن لوگوں کے لئے بہت ہی زیادہ موزوں ہے، جنکا اصلی مزاج (مزاج اولی) صفراوی ہو، اور وہ لاغر ہوں +

الفصل الرابع عشر فی مضار القیئ المفرط	فصل (۱۴) افراط قے کی مضرتیں

القیئ المفرط یضر بالمعدة و یضعفھا و یجعلھا عرضةً لتوجه المواد الیھا و یضر بالصدر و البصر و الاسنان و باوجاع الراس المزمنة الا ما کان بمشارکة المعدة و یضر فی الصرع السراسی الذی لیس بسبب الاعضاء السفلی	قے کی زیادتی معدہ کے لئے مضر ہے، اسے کمزور کرتی، اور اسے توجہ و انصباب مواد کا نشانہ بنا دیتی ہے۔ نیز سینہ، بینائی، اور دانتوں کے لئے اور سر کے مزمن دردوں کے لئے مضر ہے؛ لیکن جو درد سر معدہ کی شرکت سے عارض ہوتا ہے، اس کے لئے قے مضر نہیں ہوتی۔ علے ہذا قے کی کثرت صرع راسی کے لئے بھی مضر ہے، جو زیریں اعضاء کی شرکت سے لاحق نہیں ہوتا (بلکہ اُس کا سبب سر ہی کے اندر پایا جاتا ہے؛ اسی وجہ سے اسکا نام "صرع راسی" رکھا گیا ہے) +
والافراط منه یضر بالکبد و الریة و العین و ربما صدع بعض العروق	قے کی زیادتی جگر، پھیپھڑے، اور آنکھوں کے لئے بھی مضر ہے، اور گاہے اس سے بعض رگیں پھٹ جاتی ہیں (خواہ وہ رگیں پھیپھڑے کی ہوں، یا کسی دوسرے عضو کی) +
ومن الناس من یحب ان یمتلأ بسرعة ثم لا یحتمله فیفزع الی القیئ و ھذا الصنیع مما یؤدی به الی امراض ردیة مزمنة	شذرہ بعض لوگوں کی یہ بدعادت ہوتی ہے، اور اس عادت کو وہ لوگ پسند کرتے ہیں کہ (حرص و لالچ کی وجہ سے) تیزی کے ساتھ وہ اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں، اس کے بعد چونکہ وہ اسے برداشت نہیں کر سکتے، اسلئے وہ مجبوراً قے کر ڈالتے ہیں۔ اس عادت

فیجب ان یمنع عن الامتلاء ویعدل طعامہ وشرابہ

(کا انجام نہایت خراب ہے، اور اس سے) بُرے قسم کے امراض مزمنہ پیدا ہوجاتے ہیں۔ اسلئے ایسے لوگوں کو ایسی شکم سیری سے روکا جائے، اور کھانے پینے میں اعتدال سے کام لیا جائے (کہ انہیں قے کے لئے مجبور نہ ہونا پڑے)۔

الفصل الخامس عشر فی تدارک احوال تعرض للمتقی

فصل (۱۵) اُن حالات کا تدارک جو قے کرنے والوں کو عارض ہوتے ہیں

اما امتناع القیٔ فقد قلنا فیہ ما وجب

(مقی دوا استعمال کرنیکے بعد) اگر قے نہ آئی، تو اس وقت جو تدابیر اختیار کرنے چاہئیں، اسے ہم اس سے پہلے بیان کر چکے (مثلاً استعمال حقنہ وغیرہ)۔

واما التمدد والوجع اللذان یعرضان تحت الشراسیف فینفع منہا التکمید بالماء الحار والادھان الملینۃ والمحاجم بالنار

اگر پسلیوں کے نیچے تمدد اور درد لاحق ہوجائے، تو اس کے دفعیہ کی مفید تدبیر یہ ہے کہ گرم پانی سے ٹکور کیا جائے، ادہان ملینہ ملے جائیں، اور محاجم ناریہ لگائے جائیں۔

واما اللذع الشدید الباقی فی المعدۃ فیدفعہ شرب المرقۃ الدسمۃ السریعۃ الھضم ویمرخ الموضع بمثل دھن البنفسج مخلوطا بدھن الخیری مع قلیل شمع

اگر قے کے بعد معدہ میں سوزش موجود ہو، تو چکنے اور زود ہضم شوربے پلائے جائیں، معدہ کے مقام پر روغن بنفشہ، روغن خیری، وغیرہ تھوڑے موم میں ملا کر ملے جائیں۔

واما الفواق اذا عرض معہ دام بہ فیسکنہ التعطیس وتجریع الماء الحار قلیلا قلیلا

اگر دوران قے میں ہچکی کی شکایت لاحق ہوجائے، اور یہ شکایت قائم ہوجائے، تو اسکے ازالہ کے لئے چھینک لانے کی کوشش کریں، اور گرم پانی تھوڑا تھوڑا گھونٹ گھونٹ پلائیں۔

بقراط کا قول ہے: "اگر کسی شخص کو ہچکی ہو، اسکے بعد اُسے چھینک آجائے، تو ہچکی دور ہوجاتی ہے"۔

واما قیٔ الدم فقد قلنا فیہ فی باب مضار القی

اگر دوا (مقی اور تحریک قے سے) قئ الدم کی شکایت لاحق ہوجائے۔ تو اس کی تدبیر ہم اوپر کی فصل میں ذکر کر چکے ہیں، جس میں "قے کی مضرتوں" کا ذکر ہے۔

حالانکہ اوپر کی فصل میں اس قسم کی کسی تدبیر کا ذکر مطلق نہیں ہے۔

شائد شیخ نے اُس فصل میں لکھا ہو، اور بعد کو نقل کرنے والوں سے سہوًا رہگیا ہو۔ لیکن کتاب سوئم، معالجات قانون میں اسکا تذکرہ مفصلاً موجود ہے ۔

واما الکزاز والامراض البارد ة	اگر قئے کے بعد کزاز، امراض باردہ (امراض عصبیہ،
والسبات وانقطاع الصوت العارضة	مثلاً تشنج وتمدد وغیرہ) سبات، اور انقطاع آواز لاحق ہوجائیں
بعدہ فینفع منها شد الاطراف	توان حالات میں اطراف (ہاتھ پاؤں) کا کسکر باندھنا،
وربطها وتکمید المعدة بزیت	روغن زیتون میں سداب اور قثاء الحمار پکا کر معدہ کا ٹکور کرنا
قد طبخ فیه سداب وقثاء الحمار	اور شہد اور گرم پانی پلانا سودمند ہے۔ سبات ہونے کی
ویسقی عسلاً وماءً حارًا والمسبوت	صورت میں یہ تمام تدبیریں کی جائیں، اور روغن زیتون نکو
یستعمل له ذلك ویصب فی اذنه	کان میں ڈالا جائے ۔

الفصل السادس عشر فیمن افرط علیه القئ — فصل (۱۶) اُس شخص کی تدبیر جسکو بافراط قئے آگئی ہو

ینبغی ان ینوم ویجلب له النوم بکل	جب قئے میں افراط واقع ہوگئی ہو، تو مریض کو سُلانے
حیلة ولیربط اطرافه کربطها	اور ہر ممکن تدبیر سے نیند لانے کی سعی کرنی چاہیئے، اور اُسکے
فی حبس الاسهال ولیعالج معدته	ہاتھ پاؤں اُسی طریقے سے باندھنے چاہئیں، جس طرح
بالاضمدة المقویة القابضة	"دستوں کے روکنے" کے لئے باندھے جاتے ہیں، نیز اُسکے معدہ پر ضمادات مقویہ قابضہ لگانے چاہئیں ۔
فان افرط القئ وانذر فعرالی ان یستفرغ	اگر قئے میں اتنی زیادتی ہوجائے کہ اس کے ساتھ
الدم نامنعه یسقی اللبن ممزوجًا	خون آنے لگے، تو اسے روکنے کے لئے دودھ میں چار قوطول
بالخمر اربع قوطولات فانه یوهن	شراب ملاکر پلادینا چاہیئے، کیونکہ اس سے دوا مقی کی اذیت
عادیة الدواء المقئ ویمنع الدم	کمزور پڑجاتی ہے، خون رُک جاتا ہے، اور نرم اجابت
ویلین الطبیعة	کُھلکر آجاتی ہے ۔

ایک قوطول یا قوطولی: سات مثقال کے برابر ہے، جو تقریبًا ۳۱ ½ ماشہ ہوتا ہے ۔

فان اردت ان تنقی نواحی الصدر	اگر تم یہ چاہو کہ ناحیۂ صدر ومعدہ خون سے پاک ہوجائے
والمعدة من الدم مع ذلك لئلا	تاکہ وہ (جو کچھ نکل چکا ہے) وہاں جم نہ جائے، اور اس کے
ینعقد فیها فاسقه سکنجبینًا مبردًا	ساتھ ہی خون کا نکلنا بھی بند ہوجائے، تو سکنجبین کو برف میں

بالثلج قليلاً قليلاً	ٹھنڈا کرکے تھوڑا تھوڑا پلاؤ ÷
وقد ينفع من ذلك شرب عصارة بقلة الحمقاء مع الطين الارمنى اذا جرع من افرط عليه دواء نقاءه	ہے قے الدم کے لئے آب برگ خرفہ، گل ارمنی کے ساتھ پلانا بھی مفید ثابت ہوتا ہے؛ بشرطیکہ اسکا استعمال ایسا شخص کرے، جس میں دوائے مقی کا عمل زیادہ ہوگیا ہو، اور اسی افراط عمل کی وجہ سے خون کی قے آگئی ہو ÷
ويجب ان تطلب الادوية المقيئة على طبقاتها وكيف يجب ان يسقى كل واحد منها والخربق خاصة من القراباذين والادوية المفردة	ادویہ مقئیہ، ان کے اقسام و درجات، انکے استعمال کے طریقے، علی الخصوص خربق کا مفصل تذکرہ، قرابادین اور ادویہ مفردہ میں تلاش کرنا چاہئے ÷
الفصل السابع عشر في الحقنة	فصل (۱۷) حقنہ کا بیان

حقنہ کی ابتداء، حقنہ کا دلچسپ آغاز بقراط کے دور زندگی سے اس طرح ہوتا ہے کہ ساحل سمندر پر وہ دیکھتا ہے کہ ایک مچھلی پڑی ہوئی ہے، جس کو نوچ نوچ کر ایک کوّا اپنا پیٹ اتنا بھر لیتا ہے کہ وہ اُڑنے سے مجبور ہو جاتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد بقراط جب یہ دیکھتا ہے، تو اُسکے تعجب و حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی کہ کوّا اپنی چونچ میں سمندر کا پانی لیکر اپنی دُبر میں داخل کر رہا ہے۔ چنانچہ اس عمل سے اُسکے شکم کے فضلات بڑی مقدار میں خارج ہو جاتے ہیں، اور وہ ہلکا پھلکا ہوکر اُڑ جاتا ہے ÷

اس چشم دید واقعہ سے بقراط کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ سمندر کے پانی میں امعاء سے فضلات خارج کرنے کی خاصیت ہے۔ چنانچہ اس قیاس کی بنا پر وہ اپنے مریضوں کو سمندر کے پانی سے حقنہ کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اور یہ نیا طریقۂ علاج بہت جلد مشہور ہو جاتا ہے، اور لوگ اس کے فوائد سے بہرہ یاب ہوتے ہیں ÷

اسکے بعد لوگ بجائے سمندر کے پانی کے نمک اور پانی مصنوعی طور پر ملاکر حقنہ میں استعمال کرتے ہیں۔ پھر اسکے بعد نمک کی حدت کو کم کرنے کی غرض سے اس میں روغن زیتون کا اضافہ کیا جاتا ہے، اور زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ اسکے بعد دیگر اغراض ——— اسہال، تنقیۂ قروح امعاء، تبدیل مزاج، تحلیل ریاح وغیرہ ——— کے مطابق برابر دوسری دواؤں کے اضافات ہوتے چلے گئے، اور حقنہ کے رواج کو وسعت ہوتی چلی گئی؛ حتیٰ کہ حقنہ کا استعمال تقویت باہ، تسمین بدن، اور تغذیہ کے لئے بھی ہونے لگا۔ جن میں دودھ اور ماء الشعیر جیسی چیزیں استعمال ہوتی ہیں، اور نمک اور پانی کو حذف کر دیا جاتا ہے ÷

مذکورہ بالا مقاصد کے علاوہ حقنہ کا ستے دستوں کو روکنے نیچ کو دور کرنے آنتوں کو دھونے اور حِس کرنے، اور درد کو کم کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے (گیلانی) ÷

انھی مذکورہ بالا مقاصد کے لحاظ سے حقنہ کی مندرجۂ ذیل قسمیں کی جاتی ہیں :

(۱) حقنۂ مُبَدِّلۂ مزاج : جس سے امعاء اور احشاء وغیرہ کے سوء مزاج کا دور کرنا مقصود ہوا کرتا ہے۔ مثلاً حمیاتِ محرقہ اور حرارتِ احشاء کی صورت میں آبِ تربوز، آبِ خیار، آبِ نیلوفر، اور برف کا ٹھنڈا پانی بصورت حقنہ استعمال کیا جاتا ہے +

(۲) حقنۂ مُسْہِلَہ : جس سے غرض وغایت یہ ہوتی ہے کہ امعاء وغیرہ کے مواد کو دستوں کی صورت میں خارج کیا جائے۔ بلحاظ مراتب اسکی تین قسمیں ہیں : حقنۂ حادّہ — لیّنہ — متوسطہ +

شیخ کا مقصود بیان اس موقعہ پر یہی "حقنۂ مسہلہ" ہے، جس میں مختلف قسم کی ادویہ مسہلہ استعمال کی جاتی ہیں، مثلاً مسہلات قویہ، لعابات، مرخیات، ادہان، گرم پانی، اور صابون وغیرہ +

(۳) حقنۂ مُحَلِّلَہ : کی غرض تحلیل ریاح ہوا کرتی ہے +

(۴) حقنۂ قابضہ، یا حابسہ : کی غرض حبس اسہال اور حبس خون ہوا کرتی ہے +

(۵) حقنۂ مُخَدِّرہ و مُسَکِّنَہ : کی غرض تسکین درد اور خراش و سحج امعاء کا ازالہ ہوا کرتا ہے +

(۶) حُقنۂ مُغَذِّیَہ کی غرض تغذیۂ بدن ہوا کرتی ہے، جس میں چوزوں کی یخنی، آبِ انگور، آبِ انار، ماء الشعیر، اور دودھ وغیرہ جیسی سیال غذائیں استعمال کی جاتی ہیں۔ حقنہ غذائیہ کی ضرورت اُس وقت لاحق ہوتی ہے، جبکہ خناق جیسے امراض حلق کی وجہ سے مُنہ کی راہ غذا پہونچانا محال ہوجاتا ہے۔ حقنہ غذائیہ کا استعمال امعاء کو فضلات سے صاف کرنے کے بعد کیا جاتا ہے ؛ یعنی پہلے گرم پانی وغیرہ کے ساتھ حقنہ کرکے آنتوں کے فضلات بازنہ خارج کردیئے جاتے ہیں، اسکے بعد غذائی مواد تھوڑی مقدار میں پہونچائے جاتے ہیں، تاکہ آنتوں پر زیادہ بوجھ نہ پڑے، اور دستوں کی صورت میں جلد خارج نہ ہوجائیں +

علاوہ ازیں امراض گردہ و مثانہ اور امراض باہ وغیرہ میں دیگر اغراض و مقاصد کے لئے بھی حقنہ کا استعمال کیا جاتا ہے (ازآملی) +

شذرہ ادویہ مسہلہ کی تین قسمیں ہیں : (۱) وہ دوائیں جو دونوں صورتوں میں دست لاتی ہیں، خواہ پلائی جائیں یا بصورت حقنہ استعمال کی جائیں۔ (۲) وہ دوائیں جو کھلانے سے توخوب دست لاتی ہیں، مگر بصورت حقنہ استعمال کرنے سے خوب دست نہیں لاتی ہیں، مثلاً ہلیلہ اور ایلوا۔ (۳) وہ دوائیں جو حقنہ کرنے سے توخوب دست لاتی ہیں، مگر کھلانے سے کم ؛ مثلاً شکر سُرخ، آبِ نمک، اور بورق (گیلانی) +

علیٰ ہذا بعض دوائیں اس قسم کی بھی ہیں، جنکا استعمال بطور حقنہ جائز ہے، مگر بصورت مشروب جائز نہیں ؛ مثلاً صابون +

الحقنۃ معالجۃ فاضلۃ فی نفض الفضول عن الامعاء و تسکین اوجاع الکلی والمثانۃ واورامہا وفی امراض القولنج وفی جذب الفضول عن الاعضاء الرئیسۃ العالیۃ	حقنہ معالجہ فاضلہ ہے: آنتوں کے فضلات کو صاف کرنے کے لئے، گردہ اور مثانہ کے دردوں اور ورموں کو تسکین دینے کے لئے امراض قولنج (اقسام قولنج) کے لئے اور بالائی اعضائے رئیسہ کے فضلات کو جذب کرنے کے لئے حقنہ ایک بہترین علاج (معالجہ فاضلہ) ہے +

شرح گیلانی کے حاشیہ پر "امراض قولنج" کے ذیل میں ایک انتباہ یہ ہے:-

بہتر یہ تھا کہ شیخ یہاں "امراض قولنج" کی بجائے محض لفظ "قولنج" استعمال کرتا۔ یا "امراض قولن" کہتا (علامہ) +

اس انتباہ سے پتا اور بھی واضح ہوتا ہے کہ "قولون" کو بعض لوگ "قولن" بھی بولتے ہیں (مترجم) +

الا ان الحادۃ منہا تضعف الکبد وتورث الحمی	لیکن حقنہ حادّہ سے (جس میں مسہلات قویہ استعمال کی جاتی ہیں) جگر میں ضعف اور بخار لاحق ہوجایا کرتا ہے، (اسلئے بوقت حاجت حزم و احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے) +
والحقن یستعان بہا فی نفض البقایا التی تخلفہا الاستفراغات	بعض اوقات حقنہ سے اُن مواد کے نکالنے میں امداد لی جاتی ہے، جو استفراغات کے بعد بدن میں باقی رہجاتے ہیں +
واما صورۃ المحقنۃ وکیفیۃ الحقن فقد ذکرناہا فی باب القولنج	رہا یہ امر کہ مُحْقَنَہ کی صورت (آلۂ حقنہ کی شکل و صورت) کیا ہوتی ہے، اور حقنہ کرنے کا طریقہ کیا ہے، اسے ہم قولنج کے بیان (کتاب المعالجات) میں ذکر کرچکے ہیں +
ولعل افضل اوضاع المحتقن ان یکون مستلقیا ثم یضطجع علی جانب الوجع	وضع مریض: حقنہ لینے والے انسان (مُحْتَقِنْ) کے لئے شائد بہتر وضع یہ ہے کہ وہ (اس عمل کے وقت) چت لیٹا رہے، اور اسکے بعد اُس کروٹ پر آجائے، جدہر مرض ہو +

اس عبارت کے ذیل میں گیلانی نے دو باتیں بتائی ہیں:

(۱) یہ کہ شیخ نے یہ بات دوسرے اطبار سے بطور نقل کے پیش کی ہے (جو غالباً قابل غور ہے)، اسی وجہ سے وہ یہاں "شائد" کا لفظ استعمال کر رہا ہے +

(۲) چت لیٹنے میں بدنی قوت سب سے کم خرچ ہوا کرتی ہے +

لیکن اگر یہ خیال مدنظر ہو کہ دوا رحقنہ آسانی سے چڑھ جائے، تو مریض کو بائیں کروٹ لٹانا چاہئے، اور بائیں پاؤں کو دراز رکھنا چاہئے، اور دائیں پاؤں کو سمیٹ کر شکم کی طرف لے آنا چاہئے +

وافضل اوقات الحقنة برد الهواء وهو الا برد ان يقل الكرب والاضطراب والغشى	[وقت] حقنہ کے استعمال کا بہترین وقت وہ ہے، جبکہ ہوا میں ٹھنڈک ہو، یعنی صبح اور شام کے دونوں ٹھنڈے اوقات، تاکہ (ان اوقات کی ٹھنڈک کی وجہ سے) کرب وا ضطراب اور غشی کی تکلیفیں کم ہوں ÷
والحمام من شانه ان يثور الاخلاط ويفرقها والحقنة من شانها ان تجذب الاخلاط المحتقنة فلهذا لا يحسن فى الاكثر ان يقدم الحمام على الحقنة	[شذرہ] حمام کا عمل چونکہ بدن کے مواد کو پھیلانا اور منتشر کرنا ہے (یعنی اندرونی اعضاء سے بیرونی اعضاء کی طرف پھیلانا ہے) اور حقنہ کا کام اندرونی بند مواد کو (آنتوں کی طرف) جذب کرنا، اسلئے بیشتر اوقات یہ بہتر ثابت نہیں ہوتا کہ حقنہ سے پہلے حمام کرایا جائے (کیونکہ دونوں کے عمل کا رُخ ایک دوسرے سے متضاد ہے؛ ایک اگر مادہ کو جلد کی طرف لاتا ہے، تو دوسرا آنتوں کی غشاء مخاطی کی طرف کھینچتا ہے) ÷
ومن كان به عقر فى الامعاء واحتاج بسبب حمى او مرض الى حقنة وخاف ان لا يحتبس الحقنة فيجب ان يكمد مقعدته وسرته وما حواليها بجاورس مسخن	اگر کسی شخص کی آنتوں میں ورم وقرحہ ہو (یا: عفونت ہو) اور بخار، یا کسی اور مرض کی وجہ سے اُسے حقنہ کی ضرورت لاحق ہو، اور اس کے ساتھ یہ بھی خوف ہو کہیں حقنہ اندر ہی رُک نہ جائے (اور دست نہ آئیں)، ایسی صورت میں مناسب یہ ہے کہ مقعد، ناف، اور ان کے اردگرد کے اعضاء کی گرم باجرے سے تکمید کی جائے ÷

حقنہ کے وقت ایسی باتوں سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے، جن سے دوا، حقنہ کے خارج ہو جانے کا اندیشہ ہے، مثلاً چھینک، کھانسی وغیرہ (گیلانی) علے ہذا سانس کا باہر پھینکنا دوا رکے چڑھنے میں معین ثابت ہوا کرتا ہے ÷

الفصل الثامن عشر فى الاطلية — فصل (۱۸) طلاؤں (اور ضمادوں) کا بیان

ان الطلاء من المعالجات الموصلة الى نفس المرض	طِلاء (اور اسی قسم کی دوسری چیزیں، مثلاً ضماد، اور نطول وغیرہ) اُن علاجات میں سے ہیں، جو نفس مرض (اور عضو مریض) سے براہ راست تعلق واتصال رکھتے ہیں (یعنی یہ علاجات

واصلہ، یا علاجات موضعیہ میں سے ہیں)۔

اسکے مقابلہ میں دوسرے علاجات وہ ہیں، جنکے اثرات چند وسائط اور مدارج کو طے کرنے کے بعد عضو مریض تک پہونچتے ہیں، مثلاً درد سر اور درد گردہ میں مسکن اور جاذب ادویہ کا منہ کی راہ استعمال کرنا۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ان ادویہ کا اثر یا جوہر مؤثر معدہ، جگر، اور عروق وغیرہ کے بہت سے منازل طے کرنیکے بعد سر اور گردہ تک پہونچیگا۔ ایسے علاجات کو اطبا، علاجات عامّہ کہتے ہیں؛ اور قسم اول کو اسکے مقابلہ میں علاجات خاصّہ۔

وربما کان للدواء قوتان لطیفۃ وکثیفۃ والحاجۃ الی اللطیفۃ اکثر من الحاجۃ الی الکثیفۃ فان کانت الکثافۃ منہ معدلۃ للطافۃ فاذا استعمل ضماداً نفذت لطیفتہٗ واحتبست کثیفتہٗ فانتفع بالنافذ کما یفعل الکزبرۃ بالسویق فی تضمید الخنازیر بھا

گاہے ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی دوا میں دو قوتیں ہوا کرتی ہیں (یعنی دو قسم کے جوہر ہوا کرتے ہیں)؛ ایک لطیف (اور قابل نفوذ) ہوتی ہے، اور دوسری کثیف (جو جلد میں نفوذ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی)؛ لیکن علاج میں بمقابلہ کثیف کے لطیف جزء کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر (اس قسم کی مرکب القُویٰ دوا میں) لطافت اور کثافت، دونوں برابر اور مساوی ہوں، (اور اس کو مثلاً مشروب کے طور پر استعمال کیا جائے، تو وہ ضرورت ہرگز نہ حاصل ہوگی، کیونکہ اندر جاکر جس طرح لطیف جوہر عمل کریگا، اسی طرح کثیف جوہر بھی لیکن) اگر ایسی دوا کو بطور ضماد یا: بطور طلاء) کے استعمال کیا جاتا ہے تو اس کی لطیف قوت تو (براہ جلد) اندر نفوذ کر جاتی ہے، اور کثیف حصہ یونہی باہر رکارہ جاتا ہے۔ الغرض جو حصہ اندر نفوذ کر جاتا ہے، اُسی حصہ کی وجہ سے فائدہ حاصل ہوتا ہے (اور معالج کی طبی ضرورت اُسی جزء سے پوری ہو جاتی ہے)؛ مثلاً ضماد کشنیز ہمراہ سویق[1] خنازیر میں یہی عمل کرتا ہے۔

اس بیان کا خلاصہ یہ ہوا کہ بعض دواؤں کے کھلانے سے وہ فوائد حاصل نہیں ہوتے، جو بطور ضماد یا طلاء بیرونی استعمال سے حاصل ہوتے ہیں؛ کیونکہ آلات غذا میں پہونچنے کے بعد ادویہ میں جو جو تغیرات حاصل ہوتے ہیں، اور جو جو اجزاء ان آلات کے ذریعہ جذب ہوتے ہیں، یہ ضروری نہیں کہ اسی قسم کے تغیرات جلد میں ہوں، اور اسی طرح یہ اجزاء

[1] سویق: ستو۔ کشنیز سبز کا ضماد بعض اوقات ستو کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ کشنیز کے ضماد سے جو خاص فوائد وابستہ ہیں، وہ اسکے کھلانے سے حاصل نہیں ہوتے۔

منجذب بھی ہوں۔ اسلئے بہت ممکن ہے کہ ایک دوا کا جو عمل شراباً ہو، ضماداً، یا طلاءً اس سے مختلف عمل ظاہر ہو

والاضمدة كالاطلية الا ان الاضمدة متماسكة والاطلية سيالة

ضمادات کے احکام بھی طلاؤں کے مانند ہیں؛ فرق صرف اسقدر ہے کہ ضمادات گاڑھے ہوا کرتے ہیں، اور اطلیہ سیال +

علیٰ ہذا مراہم کے احکام بھی طلاؤں اور ضمادوں کے مانند ہیں، جو موم روغن (قیروطی) سے یا موم روغن جیسی چیزوں سے بنائے جاتے ہیں +

وكثيرا ما تكون الاطلية بالخرق

[شذرہ] بسا اوقات طلاؤں کا استعمال خرقہ[1] کے ساتھ کیا جاتا ہے (مثلاً سرسام کی صورت میں سرکہ اور روغن گل سے کپڑے کی گدی تر کرکے یا فوخ پر رکھتے ہیں) +

واذا كانت على الاعضاء الرئيسة كالكبد والقلب ولم يكن مانع نفعت الخرق المبخرة يا لعود الخام واعطيت قوى الاطلية عطرية تنتجها الاعضاء

[شذرہ] جب جگر اور قلب جیسے اعضاء رئیسہ پر طلاء کرنا مقصود ہو، اور کوئی رکاوٹ نہ ہو، تو خرقہ کو عود خام کی دھونی سے بسالینا مفید ہوا کرتا ہے، کیونکہ اس سے اطلیہ کے اجزاء مؤثرہ میں عطریت (خوشبو) حاصل ہوجاتی ہے، جسے اعضاء رئیسہ پسند کرتے ہیں (یا: جسکی طرف اعضاء رئیسہ میں کشش ہوتی ہے) +

الفصل التاسع عشر في النطولات — فصل (۱۹) نُطُولات کا بیان

نطولات کو سکوبات بھی کہا جاتا ہے۔ نطولات (ترپڑے) اُن چیزوں کو کہا جاتا ہے جو اعضاء پر دھاری جاتی ہیں، مثلاً دویہ کے جوشاندے، اور گرم پانی وغیرہ +

ان النطولات علاجات جيدة لما يحتاج ان يحلل من الراس وغيره من الاعضاء وما يحتاج ان يبدل مزاجه من الاعضاء المحتاجة الى التحليل بالحار والتبريد

نطولات (بھی اطلیہ و اضمدہ کی طرح) چند حالات کے لئے بہترین طریقۂ علاج ہیں: (۱) جبکہ سر سے، یا کسی دوسرے عضو سے، مواد کو تحلیل کرنا ہو؛ (۲) جبکہ کسی عضو کے مزاج کو بدلنا ہو، اور اُسے تقویت پہونچانی ہو؛ اور اسکے لیے وہاں اس امر کی ضرورت ہو کہ نطول حار اور بارد آگے پیچھے، ایک ساتھ دونوں، استعمال کئے جائیں +

---

[1] خرقہ: کپڑے کا ٹکڑا، یا گدی +

فان لم یکن هناک فضول منصبة استعمل اولا النطول مسخنا ثم یستعمل الماء البارد لیشتد

نطول مقوی چنانچہ جب عضو فضلات سے خالی ہو، اور اس میں کسی مادّہ کا انصباب نہ ہوا ہو (یعنی اس میں کسی قسم کا امتلاء موجود نہ ہو، اور نہ جدید انصباب کا اندیشہ ہو) تو پہلے نطول حار استعمال کیا جائے، اس کے بعد ٹھنڈا پانی، تاکہ اس عضو میں تقویت حاصل ہو +

وان کان الامر بالخلاف بدیٔ بالبارد

لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہو (یعنی عضو میں فضلات انصباب پا رہے ہوں)، تو نطول بارد سے ابتدا کی جائے (اور اسکے بعد نطول حار استعمال کیا جائے) +

آجکل ضعف باہ کے مریضوں میں تقویت اعصاب کے لئے یہ طریقۂ علاج بتایا جاتا ہے، اور اسکو ایک جدید علاج سمجھا جاتا ہے، کہ مریض اپنے عضو مخصوص پر پے در پے، گرم اور ٹھنڈا پانی ڈالے۔ حالانکہ شیخ کے قانون سے یہ ایک قدیم طریقہ علاج ثابت ہوتا ہے +

مقاصد تنطیل نطولات کے مقاصد کو گیلانی نے ایک جگہ اس طرح ترتیب دیا ہے:

(۱) نطولات گاہے تحلیل مواد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، جیسا کہ شیخ نے اس جگہ بتایا ہے۔ یہ ہمیشہ بالفعل گرم ہوا کرتے ہیں۔

(۲) گاہے تسکین درد اور خار کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ نطولات ہمیشہ بالفعل گرم ہوا کرتے ہیں۔

(۳) گاہے قبض عروق کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، تاکہ وہاں مادّہ کا انصباب نہ ہو، جیسا کہ ضربہ و سقطہ وغیرہ کے بعد ٹھنڈے پانی کا ترشّح کیا جاتا ہے +

(۴) گاہے عضو اور اعصاب کی تقویت کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس قسم کے نطولات بارد ہوا کرتے ہیں، جیسا کہ مذکورہ بالا طریقہ میں گرم کے بعد ٹھنڈے پانی کے تنطیل کی ہدایت کی گئی ہے +

الفصل العشرون فی الفصد

فصل (۲۰) فصد

الفصد هو استفراغ کلی یستفرغ الکثرة والکثرة هی تزاید الاخلاط علی تساوٍ منها فی العروق

فصد ایک کلی استفراغ ہے، جو (بلا تخصیص) کثرت کو یعنی اخلاط کی زیادتی کو اُس تناسب سے دور کرتا ہے، جس تناسب سے یہ عروق میں پائی جاتی ہے +

کلی استفراغ سے مراد یہاں یہ ہے کہ فصد سے بلا تخصیص سارے مواد خارج ہوا کرتے ہیں، جو

عروق میں پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ اس کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے کہ فصد سے جب بدن کا خون خارج کیا جاتا ہے، تو خواہ کتنا ہی خون نکالا جائے، اسی تناسب سے سارے بدن کے خون میں کمی آجاتی ہے۔ اس طریقے سے فصد کا اثر کم و بیش سارے اخلاط اور سارے بدن پر پڑتا ہے +

وانما ینبغی ان یفصد احد نفسین احدھما المتھیئ للامراض اذا کثر دمہ و قعر فیھا

فصد کے اہل کون لوگ ہیں؟ فصد کیلئے محض دو قسم کے لوگ اہل اور مناسب ہیں: اوّل وہ لوگ جو (کثرت خون کے) امراض میں مبتلا ہو جانے کی استعداد رکھتے ہوں، بایں معنے کہ جونہی انکے بدن میں خون کی کثرت لاحق ہوئی، یہ مرض میں مبتلا ہوئے +

والاخر الواقع فیھا

دوئم وہ لوگ جو (خون کی کثرت کے) کسی مرض میں مبتلا ہو گئے ہوں +

بعض قدماء کا خیال تھا، جس میں ارسطو بھی شامل ہے، کہ کسی حالت میں اور کسی شخص کے لئے فصد جائز نہیں؛ کیونکہ خون ہی سے تمام اعضاء اور ارواح بنتے ہیں، اور حیات و صحت کا دار و مدار اسی پر ہے؛ ایسے قیمتی جوہر کو کیونکر ضائع کیا جا سکتا ہے +

لیکن اس خیال کی کمزوری اس طرح ثابت کی جاتی ہے کہ خون کے مذکورہ بالا صفات و افعال میں کوئی شک نہیں، لیکن یہ افعال خون سے اسی وقت تک سرزد ہو سکتے ہیں، جب تک خون کیفیت اور مقدار کے لحاظ سے اعتدالی حالت پر ہو +

وکل واحد منھما اما ان یفصد لکثرۃ الدم واما ان یفصد لرداءۃ الدم واما ان یفصد لکلیھما

ان دونوں حالات میں گاہے فصد اسلئے کی جاتی ہے، کہ خون کی کثرت ہے، گاہے اسلئے کی جاتی ہے کہ خون میں ردائت ہے؛ اور گاہے اسلئے کی جاتی ہے کہ یہ دونوں باتیں موجود ہیں +

والمتھیئ لھذہ الامراض ھو مثل المستعد لعرق النساء والنقرس الدموی واوجاع المفاصل الدمویۃ

ان امراض دمویہ کی استعداد جن لوگوں میں پائی جاتی ہے، ان کی مثالیں یہ ہیں: (۱) وہ لوگ جو عرق النسا دموی، نقرس دموی، اور وجع مفاصل دموی میں مبتلا ہونے کی قابلیت رکھتے ہوں +

والذی یعتریہ نفث الدم من عروق صدرہ لانفتاح ... ق تی ریتہ برقیق الملتحم

(۲) وہ لوگ جو پھیپھڑے کی کسی رگ کے پھٹ جانے کے باعث نفث الدم کی شکایت میں (بار بار) اس وجہ سے

وكلما كثر دمه انصدع

مبتلا ہو جایا کرتے ہوں کہ اُن کے پھیپھڑے کی وہ رگ پھٹ ... طرح ملتحم نہ ہوئی ہو (اچھی طرح نہ جُڑی ہو)، بلکہ اُسکی حالت ایسی ہو کہ جہاں خون میں زیادتی ہوئی کہ وہ پھٹی۔

والمستعدون للصرع والسكتة والماليخوليا مع وفور الدم وللخوانيق واورام الاحشاء والرمد الحار

(۳) وہ لوگ جو اس امر کی استعداد رکھتے ہوں کہ خون کی زیادتی کے ساتھ وہ صرع، سکتہ، یا مالیخولیا میں مبتلا ہو جائیں گے؛ اور وہ لوگ جو خناق، اورام احشاء، اور رمد حار میں مبتلا ہونے کی استعداد رکھتے ہوں۔

والمنقطع عنهم دم بواسير كان يسيل في العادة

(۴) وہ لوگ جن میں خون بواسیر کے سیلان کی عادت ہو، اور اب وہ بند ہو گیا ہو۔

والمحتبس عنهن من النساء دم حيضهن

(۵) وہ عورتیں جن کا خونِ حیض بند ہو گیا ہو؛

وهذان لا يدل لونهما على وجوب الفصد لكمودتها وبياضها وخضرتها

ان دونوں اقسام کے لوگوں کا بدنی رنگ اس قسم کا نہیں ہوتا جس سے فصد کا وجوب اور اسکی ضرورت ثابت ہو؛ کیونکہ ان لوگوں کے بدن کا رنگ (سُرخ ہونے کی بجائے) گاہے سیاہ، گاہے سفید[1]، اور گاہے سبز ہوا کرتا ہے۔

والذين بهم ضعف في الاعضاء الباطنة مع مزاج حار

(۶) وہ لوگ جنکے اندرونی اعضاء میں ضعف اور سوء مزاج حار (مادّی) ہو۔

فان هولاء الاصوب لهم ان يفصدوا في الربيع وان لم يكونوا قد وقعوا في هذه الامراض

ان سارے لوگوں کے لئے مناسب یہی ہے کہ موسم ربیع میں ان کی فصد کی جائے۔ خواہ یہ لوگ ان امراض میں (ابتک) مبتلا نہ ہوئے ہوں۔

والذين يصيبهم ضربة او سقطة فقد يفصدون احتياطا لئلا يحدث بهم ورم

قانون جن لوگوں کو ضربہ یا سقطہ پہونچتا ہے، اُن میں بھی گاہے بنظر احتیاط فصد کھول دی جاتی ہے، تاکہ مضروب عضو میں ورم نہ پیدا ہو جائے۔

ضربہ یا سقطہ سے کسی عضو میں جب آفت پہونچتی ہے، اور درد لاحق ہوتا ہے، تو اس درد کی وجہ سے

[1] گاہے بدن کے رنگ کو "سفید" اُس وقت بھی کہدیا کرتے ہیں، جبکہ سُرخی، رونق، اور تازگی کم ہوا کرتی ہے؛ خواہ بدن میں زردی نمودار ہو۔

اعصاب اور عروق میں تحریک واقع ہوتی ہے، جس سے اس مقام کی چھوٹی شریانیں پھیل جاتی ہیں، اور اس مقام کا دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اطباء کہتے ہیں: اَلْوَجَعُ جَذَّاب (درد مواد کو جذب کیا کرتا ہے)۔ نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ "طبیعت مدبرِ بدن، بہ ایماء قدرت، ایسی حالت میں عضو ماؤف کی طرف کثیر مقدار میں خون اور روح روانہ کرتی ہے، تاکہ جو آفت وہاں پہونچی ہے، کم و بیش اسکی اصلاح و تدارک ہو سکے"۔ لیکن چونکہ ضربہ وسقطہ کی وجہ سے عضو میں ضعف لاحق ہو جاتا ہے (یعنی اس عضو کی طبیعت مدبرہ، یا، قوتِ مناعت کمزور ہو جاتی ہے) اسلئے اس مقام پر گاہے ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب فصد کر دی جاتی ہے، تو کمی خون کی وجہ سے مقام ضرب کی طرف غیر معمولی مقدار میں خون آ ہی نہیں سکتا ہے، اس لئے ورم کے حدوث کا اندیشہ کم ہو جاتا ہے (گیلانی مع اضافہ)+

ومن یکون بہ ورم ویخاف انفجارہ قبل النضج فانہ یفصد وان لم یحتج الیہ ولم یکن کثرۃ

قانون علی ہٰذا، اگر کسی شخص کو کوئی ایسا ورم لاحق ہو، جسکے پکنے سے پہلے پھوٹنے کا اندیشہ ہو، تو اس وقت بھی (احتیاطاً) فصد کھول دی جاتی ہے، خواہ فصد کی ضرورت نہ ہو (یعنی خواہ فصد کی اُس قسم کی ضرورت نہ ہو، جو اوپر بتائی گئی ہے) اور خواہ (عروق میں) اخلاط کی کثرت نہ ہو+

یہ صورت احتیاطاً اور اعضائے شریفہ کو بچانے کے لئے اختیار کی جاتی ہے، کیونکہ بعض اوقات شدتِ درد کی وجہ سے کسی عضو شریف میں ورم لاحق ہو جاتا ہے، اور مادہ کی کثرت اور امتلاء عروق کی زیادتی کی وجہ سے، یا اُس عضو کی ذکاوتِ حس اور شدتِ درد کی وجہ سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اس طرف اتنا مادہ نہ آجائے کہ یہ ورم قبل از وقت پھٹ جائے؛ اسلئے فصد کے ذریعہ خون کی ایک مقدار نکال دی جاتی ہے، تاکہ اسکا امکان کم ہو جائے۔

ویجب ان تعلم ان ہٰذہ الامراض ما دامت مخوفۃ ولم یوقع فیھا فان اباحۃ الفصد فیہا اوسع

قانون واضح ہو کہ جب تک اُن امراض (امراض کثرتِ خون) کے پیدا ہونے کا محض خطرہ ہوتا ہے (اور جس خطرہ کا پتہ علامات وقرائن سے چلتا ہے)، لیکن ابھی ان امراض کا وقوع نہیں ہوتا اُس وقت تک فصد کے جواز میں زیادہ وسعت ہوتی ہے (یعنی ایسی حالت میں فصد کے لئے نضج کے انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی)+

فان وقع فیہا فلیترک فی اوائلہا الفصد اصلاً فانہ یرق الفضول

لیکن جب اس قسم کے امراض پیدا ہو جائیں، تو ان امراض کے اوائل میں فصد کا خیال قطعاً ترک کر دینا چاہئے

ویجریها فی البدن ویخلطها بالدم الصحیح وربما لم یستفرغ من المحتاج الیه شیئا واحوج الی معاودات مجحفۃ

(اور کچھ عرصہ تک نضج کا انتظار کرنا چاہیئے)؛ کیونکہ ایسی بے موقعہ فصد سے (جو اوائل مرض میں بلا انتظار نضج کی جاتی ہے) فضلات رقیق ہو کر بدن میں پھیل جاتے، اور خون صالح کے ساتھ (بیقاعدہ طور پر) مخلوط ہو جاتے ہیں (جس سے بجائے فائدہ کے نقصان پہونچتا ہے)؛ ایسی حالت میں بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ فصد کے ذریعہ جس مادہ کو نکالنا مدنظر ہوتا ہے، اسکا معتدبہ حصہ نکلنے سے رہ جاتا ہے، جسکی وجہ سے فصد کی تکلیف مالا یطاق کا بار بار اعادہ کرنا پڑتا ہے +

فاذا ظہر النضج وجاوز المرض الابتداء والانتہاء فحینئذ ان وجب الفصد ولم یمنع مانع فصد

ہاں، جب نضج کے علامات ظاہر ہو جائیں، اور زمانۂ ابتدار سے مرض متجاوز ہو جائے، اس صورت میں اگر فصد کی ضرورت ہو، اور کسی قسم کی رکاوٹ موجود نہ ہو، تو فصد (بلا تأمل) کی جاسکتی ہے +

قول شیخ:۔ "اور زمانۂ ابتدار سے مرض متجاوز ہو جائے"۔ یہ ترجمہ بعض نسخوں کے مطابق ہے۔ ورنہ اکثر نسخوں میں لفظ "ابتدار" کے ساتھ "انتہار" کا لفظ بھی موجود ہے؛ اس حالت میں گیلانی نے جو مفہوم بتایا ہے، اس کا ترجمہ اس طرح کیا جاسکتا ہے:۔ "خواہ مرض زمانۂ ابتدار اور انتہار سے متجاوز ہو جائے"۔

ولا تفصدن ولا تستفرغن فی یوم حرکۃ المرض فانہ یوم راحۃ ویوم طلب النوم ویوم ثوران العلۃ

قانون مرض کے حرکت و ہیجان کے دن (یعنی باری کے دن) فصد اور استفراغ[۱] ہرگز نہ کرنا چاہیئے (اور فصد و اسہال کے ذریعہ طبیعت کو پریشان کرکے تھکانا نہ چاہیئے)، کیونکہ باری کا دن دراصل راحت و سکون کا دن ہے، (مناسب اور جائز طور پر) سونے کا[۲] دن ہے، (نہ کہ بیدار رہنے، اور استفراغ

---

[۱] استفراغ سے مراد اگر یہاں اسہال لیا جائے، تو بہتر ہے۔ کیونکہ بخاروں کی باری کے دن قے اکثر مفید ہوا کرتی ہے +

[۲] سونے سے مراد یہ نہیں ہے کہ ناجائز طور پر ٹھیک باری کے وقت سلا دیا جائے؛ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو پہلے سے سُلا کر اور آرام پہونچا کر طبیعت کی پریشانیوں کو کم کیا جائے، تاکہ باری کے وقت پوری قوت سے وہ مقابلہ کر سکے۔ مثلاً اگر باری تین بجے آنے والی ہے، تو اس سے پہلے اگر مریض سو کر بیدار ہو سکتا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ طبیعت کیلئے باعث تقویت ہے +

کی پریشانیوں میں مبتلا رہنے کا دن ہے، اور مرض کے جوش و ہیجان کا دن ہے (اسلئے مرض کے جوش و ہیجان کے دن طبیعت کو جنگ کے لئے صبر و سکون کے ساتھ آمادہ رکھنا چاہیئے اور دوسری پریشانیوں میں اسے مبتلا نہ کرنا چاہیئے) +

واذا کان المرض ذا بحرانات فی مدۃ تطول ما فلیس یجوز ان تستفرغ دما کثیرا اصلا بل ان امکن ان یسکن فعل وان لم یمکن فلتفصد قلیلاً ولیخلفن فی البدن عدۃ دم لفصدات ان سنحت و یحفظ القوۃ فی مقاومۃ البحرانات

قانون اگر کوئی مرض اس قسم کا ہو کہ اس میں کئی بحرانات کے وقوع کا امکان ہو، یعنی وہ مرض طویل المدت ہو، تو اس حالت میں (فصد کے ذریعہ) زیادہ خون نکالنا ہرگز روا نہیں ہے، بلکہ اگر فصد کے بغیر ہی کام چل سکے، تو بہتر ہے، یونہی کیا جائے، اور اگر فصد کے بغیر کام نہ چل سکے، تو فصد کر کے تھوڑا خون نکالا جائے اور بدن میں اتنا کافی خون چھوڑ دیا جائے کہ آئندہ، بشرط ضرورت اور فصدیں کی جا سکیں، اور (خون کم نکالنے کی وجہ سے) بدن میں اتنی قوت محفوظ رہے کہ وہ متعدد بحرانوں کا مقابلہ کر سکے +

واذا اشتکی فی الشتاء بعید العہد بالفصد تکسراً فلیفصد ولیخلفن دماً للعدۃ

قانون اگر کوئی شخص فصد کا عادی ہو، لیکن کسی وجہ سے وہ ایک عرصہ تک فصد نہ کرا سکے، اور موسم سرما میں اسے اعضاء شکنی کی شکایت لاحق ہو (جو امتلاء کی علامت ہے) تو اسکی فصد کرا دینی چاہیئے، اور بدن میں بطور سامان ذخیرہ کے کافی خون چھوڑ دینا چاہیئے (تاکہ وہ موسم سرما کی سردی کا مقابلہ کر سکے) +

والفصد یجذب الی الخلاف یحبس الطبیعۃ کثیراً

فصد سے پیاس فصد چونکہ خون (اور مائیت) کو دوسری طرف کھینچ لیا کرتی ہے (اور اعضاء اپنی پیاس کی وجہ سے آنتوں کی مائیت کو چوس لیا کرتے ہیں)، اسلئے اس سے اکثر اوقات قبض پیدا ہو جایا کرتا ہے +

واذا ضعفت القوۃ من الفصد الکثیر تولدت اخلاط کثیرۃ

شذرہ فصد کی کثرت سے جب قویٰ ضعیف ہو جایا کرتے ہیں، تو بدن میں مواد (فاسدہ) بکثرت پیدا ہو جاتے ہیں +

والغشی یعرض فی اول الفصد لمفاجاۃ غیر المعتاد وتقدم القئ

فصد اور غشی پہلی فصد میں (بسا اوقات) فصد کرانے والے کو ناگاہ ایک امر غیر معتاد (اور خونی منظر) پیش آ جانے کی وجہ سے

مما یمنعہ ولکن الثالث التقی وقت وقوعہ — غشی لاحق ہوجایا کرتی ہے، اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ فصد سے پہلے مریض قے کرلے؛ اسی طرح اس وقت بھی قے کرانا غشی کے لئے نافع ہے، جبکہ وہ غشی میں مبتلا ہوجائے +

یہ ظاہر ہے کہ غشی کے لئے قے کرانا محض خاص خاص حالات ہی میں مفید ہے، نہ کہ کلیتہً ہر حالت میں مثلاً اگر غشی کا خطرہ ضعف قلب اور بزدلی کی وجہ سے ہو، تو نفس کو بہادر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے؛ اور اگر ضعف معدہ اور اخلاط فاسدہ کی موجودگی کی وجہ سے عروض غشی کے امکانات ہوں، تو ان اسباب کا ازالہ کرنا چاہئے +

واعلم ان الفصد مثیر اسلی ان یسکن — فصد اور ہیجان اخلاط — فصد بدن کے اخلاط میں جوش و ہیجان پیدا کردیتی ہے؛ ہاں اگر جوش کے روکنے کا سامان پیدا کردیا جائے تو یہ دوسری بات ہے +

والفصل والقولنج قلما یجتمعان — شذرہ — فصد اور قولنج کی یکجائی کمتر ہی ہوا کرتی ہے (یعنی قولنج ایک ایسا مرض ہے کہ اس میں فصد کی ضرورت بغرض علاج کمتر ہی پیش آیا کرتی ہے) +

سوائے خاص اور شاذ حالات کے قولنج میں فصد سراسر مضر ہے؛ کیونکہ اس سے قبض بڑھ جایا کرتا ہے، ضعف میں اضافہ ہوجاتا ہے، اور بدنی حرارت میں کمی کے اسباب لاحق ہوجاتے ہیں. قولنج میں اگر فصد جائز ہوسکتی ہے، تو اسکی محض ایک صورت اطباء نے بتائی ہے، جبکہ آنتوں میں ورم حار ہوتا ہے +

والحبلی والطامث لا تفصد ا ن لا لضرورۃ عظیمۃ مثل الحاجۃ الی حبس نفث الدم القوی ان کانت القوۃ مواتیۃ — حاملہ اور حائضہ — حاملہ اور حائضہ عورتوں میں فصد نہیں کھولی جاتی ہے؛ ہاں اگر کوئی بہت بڑی ضرورت دامنگیر ہو، مثلاً شدید نفث الدم کے خون کو بند کرنا ہو، تو فصد کی اجازت دی جاسکتی ہے، مگر وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اُس عورت کے بدن میں قوت کافی موجود ہو +

بعض نسخوں میں اتنی عبارت اور بھی موجود ہے: "بہتر اور مناسب یہ ہے کہ حاملہ عورتوں میں ہرگز ہرگز فصد نہ کھولی جائے؛ ورنہ شکم میں جنین ہلاک ہوجائیگا"

ویجب ان یعلم انہ لیس کلما ظہرت علامات الامتلاء المذکورۃ وجب الفصد بل ربما کان الامتلاء — قانون — واضح ہو کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ جب کبھی امتلاء کی مذکورہ بالا علامتیں نمودار ہوں، تو فصد کرنا ضروری ہے. کیونکہ بعض اوقات بدنی امتلاء کچے اخلاط (مثلاً بلغم) سے ہوا کرتا ہے

من اخلاط نیّة فکان الفصد ضارًّا جدًّا فانك ان فصدت لم تنضج وخیف ان یهلك العلیل	اور اس حالت میں فصد کرنا نہایت مضر ثابت ہوتا ہے۔ اگر ایسی حالت میں معالج فصد کرا دے، تو یہ مواد خام رہ جاتے۔ ان میں نضج حاصل نہیں ہوتا، اور یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں مریض ہلاک نہ ہو جائے +
واما من یغلب علیه السوداء فلا بأس ان فصد ثم استفرغ بالاسهال	لیکن جن لوگوں میں سوداء کی زیادتی ہو (یعنی سوداء کی وجہ سے امتلاء حاصل ہو) تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ پہلے فصد کی جائے، اس کے بعد (حسب شرائط منضج) مسہل کے ذریعہ سوداء کا استفراغ کیا جائے +
بل علیك بمراعاة حال اللون علی الشرط الذی سنذکره و اعتبار التمدد فان فشو التمدد فی البدن یفید الحدس ثقةً بوجوب الفصد	بلکہ مسئلہ جواز فصد میں یہ ضروری ہے کہ بدنی امتلاء و تمدد کے ساتھ ساتھ بدن کی رنگت کو بھی دیکھیں، اور بدنی رنگت میں اُس شرط کا بھی لحاظ کریں، جسے ہم آیندہ بیان کریں گے۔ چنانچہ عام بدن میں تمدد اور تناؤ کا پھیلا ہوا ہونا اس گمان کو یقین میں تبدیل کر دیتا ہے کہ اب فصد کرنا واجب ہے +

چنانچہ جب امتلاء کے ساتھ بدن کی رنگت سُرخ ہوتی ہے، اور بدن میں کافی تناؤ ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں خون کا غالب ہونا ضروری ہے +

"بدنی رنگت" کے ساتھ "شرط" لگانے کی ضرورت یہ ہے کہ بدن کا رنگ گاہے ایسے اسباب سے بھی سُرخ ہو جایا کرتا ہے۔ جن کے ساتھ خون کی زیادتی نہیں ہوا کرتی؛ مثلاً بعض اوقات درد کی وجہ سے رنگ سُرخ ہو جایا کرتا ہے۔ بعض اوقات اورام بارده میں مقام ورم سُرخ ہو جایا کرتا ہے (گیلانی) +

واما من یکون دمه المحمود قلیلاً وفی بدنه اخلاط ردیة کثیرة فان الفصد یسلبه الجید ویخلف فیه الردی	قانون لیکن جن لوگوں کے بدن میں خون صالح تو تھوڑا ہو، اور اخلاط ردیہ زیادہ ہوں، تو فصد سے خون کے اجزاء صالحہ کم ہو جائینگے، اور اجزاء ردیہ رہ جائینگے +

یہ صورت اُس وقت ممکن ہے، جبکہ مواد فاسدہ بدن میں اس طرح پھنسے ہوئے ہوں کہ فصد کی صورت میں خون کے ساتھ برابر برابر خارج نہ ہو سکیں +

ومن کان دمه ردیا وقلیلا او کان مائلا الی عضو یعظم ضرره میله	قانون اگر کسی شخص کے بدن میں خون ردی اور فاسد ہو، اور مقدار میں تھوڑا ہو، یا اگر کسی شخص کے بدن میں باوجود دائت کے

الیه ولم یکن بد من فصد فیجب ان یوخذ دم قلیلا ثم یغذی بغذاء محمود ثم یفصد کرۃ اخری فی ایام یخرج عنه الدم الردی ویخلفه الجید

خون کی توجہ کسی ایسے عضو کی طرف ہو، جدھر اس کا متوجہ ہونا ضرر شدید سے خالی نہیں، اور فصد کے بغیر چارہ بھی نہ ہو، (جیسا کہ ضربہ سقطہ کی صورت میں تورم کے ڈر سے فصد کرانا ضروری ہوا کرتا ہے) تو ایسی حالت میں مناسب یہ ہے کہ فصد کرکے محض تھوڑا خون خارج کیا جائے، پھر اچھی اچھی غذائیں کھلا کر چند روز کے بعد بار دیگر فصد کی جائے، تاکہ فاسد خون بدن سے نکل جائے، اور خون صالح بدن کے اندر رہ جائے +

وان کانت الاخلاط الردیة فیه مراریة احتیل فی استفراغها اولا بالاسهال اللطیف او القیئ او تسکینها واجتهد فی تسکین المریض وتودیعه

قانون: لیکن اگر اخلاط ردیہ صفراوی ہوں، (اور اس کے ساتھ ہی فصد کی ضرورت بھی ہو) تو اس وقت فصد سے پہلے یہ تدبیر اختیار کرنی چاہیئے کہ ہلکے مسہلات یاقے کے ذریعہ اخلاط صفراویہ کا استفراغ کرلیا جائے، یا مسکنات کے ذریعہ ان کی حدت توڑ لی جائے اور کوشش کی جائے کہ مریض راحت وسکون اختیار کرے (اس تدبیر کے بعد فصد عمل میں لائی جائے) +

صفراء کے غلبہ کی حالت میں فصد کرنے سے صفراء کی حدت اور بھی بڑھ جایا کرتی ہے، اس لئے یہ ہدایت بتائی گئی کہ فصد سے پہلے یہ تدابیر عمل میں لائے جائیں، تاکہ صفراء کی حدت ٹوٹ جائے، اور اسکا غلبہ جاتا رہے +

وان کانت غلیظة فقد کان القدماء[1] یکلفونهم الاستحمام والمشی فی حوائجهم وربما سقوهم قبل الفصد وبعده قبل التثنیة السکنجبین الملطف المطبوخ بالزوفا والحاشا

قانون: اور اگر یہ اخلاط غلیظ ہوں، تو اس حالت میں اطبائے متقدمین کا یہ اصول تھا کہ (تلطیف وترقیق مادہ کی غرض سے) ایسے لوگوں کو حمام کراتے تھے، اور کام کاج میں چلاتے پھراتے تھے؛ اور بعض اوقات فصد سے پہلے، اور اس کے بعد، یعنی دوسری فصد سے پہلے، سکنجبین[1] ملطف پلاتے تھے، جو زوفا اور حاشا کے ساتھ جوش دی گئی ہو +

واذا اضطر الی فصد مع ضعف قوۃ الحمی او الاخلاط اخری ردیة فلیفرق الفصد کما قلنا

قانون: جب ضعف کے باوجود بخار کی شدت کی وجہ سے، یا دوسرے اخلاط ردیہ کی وجہ سے فصد کرنا پڑے، تو تفریق وتکرار عمل سے کام لیں، جیسا کہ ہم ابھی بتا چکے ہیں +

---

[1] یعنی ایسی سکنجبین پلاتے تھے، جو مادہ میں لطافت ورقت پیدا کرنیکی خاصیت رکھتی ہے + ۵۲ اس سے اوپر کے قانون میں ضمناً تکرار عمل کا ذکر آ چکا ہے: "فصد سے پہلے، اور اسکے بعد، یعنی دوسری فصد سے پہلے" +

یعنی بجائے ایک بار فصد کرنے اور زیادہ خون خارج کرنے کے، کئی بار فصد کر کے تھوڑا تھوڑا خون نکالیں؛ خواہ اس عمل کی تکرار "تثنیہ[1]" یا "تثلیث" کی صورت میں کریں، جس میں چند فصدوں کے درمیان کافی وقفہ نہیں چھوڑا جاتا، بلکہ زیادہ سے زیادہ ایک دن یا دو دن مہلت دی جاتی ہے؛ اور خواہ تلثیم[2] و فصل کی صورت میں، جس میں چند فصدوں کے درمیان کافی وقفہ چھوڑا جاتا، اور اس اثنا میں اغذیۂ مقویہ سے تقویت پہونچائی جاتی ہے؛ اور جب تقویت حاصل ہو جاتی ہے، تو دوسری فصد کی جاتی ہے +

والفصد الضیق احفظ للقوة لکنه ربما اسال الرقیق الصافی وحبس الکثیف والکدر

شذرہ فصد ضیق (تنگ اور باریک فصد، جس میں باریک نشتر سے چھوٹا سا چھید کیا جاتا ہے) بدنی قوت کو نسبتاً کم ضائع کرتی ہے (کیونکہ اس سے خون کم خارج ہوا کرتا ہے)، لیکن بعض اوقات باریک فصد سے خون کا رقیق اور صاف جزء تو نکل جاتا ہے، اور کثیف و مکدر جزء اندر ہی رک جاتا ہے +

واما الواسع فهو اسرع الی الغشی واعمل فی التنقیة وابطأ اندمالا وهو اولی لمن یفصد للاستظهار وفی السمان

لیکن فصد واسع (کشادہ فصد، جس میں نشتر سے رگ میں بڑا اور کشادہ چھید کیا جاتا ہے) جلد تر غشی لے آتی ہے؛ تنقیہ خوب تر کرتی ہے، اور دیر میں اندمال پذیر ہوتی ہے (یعنی فصد کا زخم بڑے ہونے کی وجہ سے دیر میں جڑتا ہے)۔ ایسی کشادہ فصد اُن (تندرست اور قوی) لوگوں کے لئے مناسب ہے، جو بطور استظہار و تحفظ فصد کرائیں، اور اُن لوگوں کے لئے جو فربہ (اور توانا) ہوں +

بل التوسیع فی الشتاء اولی لئلا یجمد الدم والتضییق فی الصیف اولی ان احتیج الیه

اسی طرح موسم سرما میں فصد کا کشادہ کرنا مناسب ہے، تاکہ خون جمنے نہ پائے، اور موسم گرما میں، بشرطیکہ فصد کی ضرورت اس وقت دامنگیر ہو، فصد کا تنگ کرنا مناسب ہے +

ولیفصد المفصود وهو مستلق فان ذلك احری ان یحفظ قوته ولا یجلب الیه الغشی

قانون فصد کھولتے وقت بہتر یہ ہے کہ فصد کرانے والا انسان (مفصود) چت لیٹا رہے۔ حفاظتِ قوت کے لئے یہی وضع بہتر ہے، اور اس وضع میں غشی نہیں آیا کرتی ہے +

[1] تَثْنِیَه: دُوہرانا۔ تَثْلِیث: تہرانا + [2] تَلْثِیم: اصلاح کرنا۔ بنانا۔ فَصْل: جدا کرنا۔ فاصلہ ڈالنا +

چت لیٹنے میں عضلات آزاد رہتے ہیں۔ اور کسی عضو کو اٹھانا نہیں پڑتا ہے۔ نیز اس وضع میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ہاتھ پاؤں میں خون کا زیادہ امتلاء بھی نہیں ہونے پاتا جس سے قلب کے خون میں کمی آجائے +

واما فی الحمیات فیجب ان یجتنب الفصد[1] فی الحمیات الشدیدۃ الالتهاب فی جمیع الحمیات الغیر الحادۃ فی ابتدائها وفی ایام الدور

فصد اور حمیات سخت التہاب و سوزش کے بخاروں میں، تمام حمیات غیر حادہ کے اوائل میں، اور دورہ کے دن (باری کے دن) فصد نہ کرنی چاہئے +

ویقلل الفصد فی الحمیات التی یصحبها تشنج وان کانت الحاجۃ الی الفصد واقعۃ لان التشنج اذا عرض اسهر واعرق عرقا کثیرا او اسقط القوۃ فیجب ان یبقی لذلك عدۃ دم

اور اُن بخاروں میں فصد کے ذریعہ خون کی مقدار کم خارج کرنی چاہئے، جن کے ساتھ تشنج شریک ہوا کرتا ہے، خواہ فصد کی حاجت وضرورت کافی موجود ہو؛ کیونکہ تشنج جب لاحق ہوتا ہے، تو یہ بیداری بڑھا دیتا ہے، بکثرت پسینہ بہاتا ہے، اور قوت کو نڈھال کر دیتا ہے۔ اسلئے ضرورت ہے کہ ان حالات کے لئے بدن میں خون کا سرمایہ موجود رہے +

بیداری اور پسینہ کی زیادتی وغیرہ سے قوتیں نڈھال ہو جاتی ہیں؛ اگر اسکے ساتھ بدن میں سرمایۂ خون بھی نہ رہے تو پھر قوٰی کے اضمحلال وسقوط کا کیا عالم ہوگا!

وکذلك من فصد محموما لیس حماہ عن عفن فیجب ان یقلل فصدہ لیبقی لتحلیل الحمی عدۃ

اسی طرح، اگر کسی شخص کو عفونت کی وجہ سے بخار نہ ہو (بلکہ سونوخس وغیرہ کی طرح غیر عفونی بخار ہو)، اور اُس کی فصد کھولی جائے، تو اس صورت میں بھی یہی مناسب ہے کہ خون کے نکالنے میں زیادتی نہ کی جائے، تاکہ بخار (کی حرارت) سے تحلیل ہونے کے لئے بدن کے اندر سرمایہ (سرمایۂ رطوبت دمویہ) موجود رہے +

فان لم تکن شدیدۃ الالتهاب وکانت عفنیۃ فانظر الی القوانین العشرۃ ثم تامل القارورۃ فان کان الماء غلیظا الی الحمرۃ وکان ایضا النبض عظیما والسحنۃ منتفخۃ

جن بخاروں میں فصد جائز ہے لیکن اگر بخار سخت التہاب و سوزش کے نہ ہوں، اور عفونی ہوں، تو استفراغ کے قوانین عشرہ (دس اصول) کا لحاظ کرتے ہوئے قارورہ کو دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ اگر قارورہ سرخی مائل غلیظ ہو، اور نبض عظیم ہو، اور بدن پھولا ہوا ہو، اور بخار تیزی

[1] شدید الالتہاب بخاروں میں فصد کی بجائے اسہال زیادہ مناسب ہے؛ کیونکہ فصد سے التہاب اور بھی بڑھ جایا کرتا ہے۔

ولیس یبادر الحمی فی خرطها فافصد علی وقت خلاء من المعدۃ عن الطعام کے ساتھ بدن کو لاغر نہ کر رہا ہو، تو خلوئے معدہ کے وقت، جبکہ اس کے اندر کوئی غذا موجود نہ ہو، فصد کرا دینی چاہئے +

استفراغ کے قوانین عشرہ سے مراد یہ ہیں: (۱) قوت ــــ (۲) عمر ــــ (۳) مزاج طبعی ــــ (۴) مزاج عارضی ــــ (۵) عادت ــــ (۶) سحنہ ــــ (۷) پیشہ ــــ (۸) سابقہ تدابیر ــــ (۹) موجودہ وقت ــــ (۱۰) ملک + (گیلانی)

مذکورہ بالا علامات سے اطباء یہ استدلال کرتے ہیں کہ بدن کے اندر خون کا امتلاء ہے۔ جس کو فصد کے ذریعہ دور کیا جاتا ہے +

اطباء کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خون کے بخاروں میں زیادہ سوزش اور بلن اور حرارت بدنیہ میں زیادہ تیزی نہیں ہوا کرتی ہے، بلکہ یہ صفراوی بخاروں میں ہوتی ہے، جسکے لئے اسہال اور قے مناسب ہیں +

اگر فصد کے وقت معدہ کے اندر شربت سیب اور لعاب گاؤزباں جیسی مقوی و مسکن چیزیں موجود رہیں، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (گیلانی) +

واما ان کان الماء رقیقا او ناریا او کانت السحنۃ تنخرط منذ ابتداء المرض فایاک والفصد (اسکے برعکس) اگر قارورہ رقیق یا ناری ہو، یا بخار کی ابتداء ہی سے مریض لاغر ہوتا جا رہا ہو، تو ہرگز فصد نہ کھولنی چاہئے +

وان کان هناك فترات وسکنات للحمی فلیکن الفصد فیها [قانون] اگر ان بخاروں میں (جن میں فصد کرنا جائز ہے) فترے یا سکون کی باریاں ہوں (یہ صورت نہ ہو کہ بخار یکساں اور ایک حالت میں برابر قائم رہے) تو اس فترہ یا سکون کے وقت فصد کھولنی چاہئے (نہ کہ بخار کی تیزی کے وقت) +

فَتَرَات اور سَکَنَات، دونوں کے مفہوم قریب قریب ہی ہیں؛ یعنی وہ وقت، جبکہ بخار اتر جاتا ہے، یا جبکہ اس میں کمی آجاتی ہے، لیکن **فترات** زیادہ تر باری کے بخاروں میں بولا جاتا ہے، اور **سکنات** زیادہ تر دائمی بخاروں میں +

واعتبر حال النافض فان لذا فض ان کان قویا فایاك والفصد [قانون] فصد کے وقت بخار کے لرزہ کو بھی دیکھنا چاہئے؛ چنانچہ اگر لرزہ سخت ہو، تو فصد ہرگز نہ کرنی چاہئے +

وتامل لون الدم الذی یخرج فان کان رقیقا الی البیاض [قانون] اسی طرح (فصد کے وقت) خون کی رنگت کو بھی دیکھنا چاہئے؛ چنانچہ اگر فصد کے وقت خون رقیق اور سفیدی مائل

فاحبس فی الوقت	خارج ہو رہا ہو (جو سوء القنیہ[1] کی علامت ہے)، تو فوراً خون کو روک دینا چاہیے +

"خون کے سفید ہونے" کے معنے یہ ہیں کہ اسکی سُرخی میں کمی ہو، ورنہ ظاہر ہے کہ خون کسی حالت میں سفید نہیں ہو سکتا۔ (گیلانی) +

بقول گیلانی فصد کے وقت خون کی رنگت، خون کا قوام، اور خون کے نکلنے کا زور (دُفوب) دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ خون جتنا زیادہ زور سے کود کر خارج ہوا کرتا ہے، اُسی قدر وہ اس امر کی زیادہ اطلاع دیتا ہے کہ (عروق کے اندر تناؤ زیادہ ہے، اور) ابھی اور زیادہ خون نکالا جا سکتا ہے +

وتوق فی الجملۃ ان لا تجلب علی المریض	خلاصہ یہ ہے کہ مریض کو دو باتوں سے بچانا چاہیئے:
احد الامرین تھییج الاخلاط المراریۃ	(۱) صفراوی اخلاط (فصد کی وجہ سے) جوش و ہیجان میں نہ آجائیں
وتفجج الاخلاط البارد ۃ	(۲) اخلاط باردہ میں (فصد کی وجہ سے) فجاجت نہ آجائے (اور یہ نُضج پانے سے رُک جائیں)۔

یعنی اگر بدن میں اخلاط صفراویہ یا بلغمیہ کا غلبہ ہو، تو فصد نکرنی چاہیئے؛ کیونکہ فصد کی وجہ سے جب خون خارج ہوجائیگا، تو اگر صفراوی اخلاط بدن میں غالب ہونگے، تو یہ جوش میں آجائینگے؛ اور اگر بارد بلغمی اخلاط غالب ہونگے، تو یہ نضج نہ پاسکینگے +

واذا وجب ان یفصد فی الحمے	قانون بخار کی حالت میں جس وقت فصد کرنے کی ضرورت دامنگیر
فلا تلتفت الی ما یقال انہ لا سبیل	ہو (بسرعت، یا بدیر، اُس وقت فصد کرنی چاہیئے) اس وقت
الیہ بعد الرابع فسبیل الیہ ان	بعض لوگوں کے اس قول کی طرف توجہ و التفات نکرنی چاہیئے
وجب ولو بعد اربعین ھذا رای	کہ "چار روز کے بعد فصد ناجائز ہے"۔ **بلکہ** چالیس روز کے
جالینوس	بعد بھی فصد کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ اس کی ضرورت ہو۔ یہ جالینوس کی رائے ہے +
علی ان التقدیم والتعجیل اولی	البتہ یہ بہتر ضرور ہے کہ فصد کرنے میں حتی الامکان
اذا صحت الدلائل فان قصر فی	عجلت سے کام لیا جائے، اور تاخیر نہ برتی جائے، بشرطیکہ
ذلک فاتی وقت ادرکتہ ووجب	ضرورتِ فصد کے دلائل و علامات درست اور ٹھیک ہوں۔
فافصد بعد مراعاۃ الامور	لیکن اگر اس میں کوتاہی ہوجائے (اور غفلت کے باعث فصد

[1] سُوءُ القِنیہ سے مراد خون کے اجزاء کی خرابی اور اسکا ضعف ہے +

العشرة

میں تقدیم وتعجیل سے کام نہ لیا جاسکے) تو جس وقت بھی اس کا موقعہ ہاتھ آئے، اور اس کی ضرورت ہو۔ امور عشرہ (قوانین عشرہ) کا لحاظ رکھتے ہوئے فصد کھول دی جائے۔

وكثيرا ما يكون الفصد في الحميات وان لم يحتج اليه مقويا للطبيعة على المادة بتقليلها هذا اذا كانت السحنة والسن والقوة وغير ذلك يرخص فيه

شذرہ بسا اوقات بخاروں میں فصد کردی جاتی ہے۔ نہ اسلئے کہ (بلحاظ غلبۂ خون کے) اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ مادہ کو کم کرکے طبیعت میں قوت وقدرت پیدا کردیجائے مگر ایسا اس وقت کیا جاتا ہے، جبکہ مریض کا سحنہ، عمر، اور قوت وغیرہ بھی اسکی اجازت دیں۔

واما الحمى الدموية فلا بد فيها من استفراغ بالفصد غير مفرط اولا ومفرط عند النضج ان اقلعها في الحال الفصد

حمی دمویہ میں اسکے بغیر چارہ ہی نہیں ہوتا کہ فصد کے ذریعہ اسکے مادہ کا استفراغ کیا جائے۔ چنانچہ ابتداء مرض میں (تخفیف کی غرض سے) تھوڑا خون نکالا جاتا ہے، اور جب نضج کے علامات ظاہر ہوجاتے ہیں۔ تو (استیصال مرض کیلئے) خون کے اخراج میں افراط سے کام لیا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں بسا اوقات یہی ہوتا ہے کہ فصد کرتے ہی بخار کافور ہوجاتا ہے۔

ويجب ان يجتنب الفصد في المزاج الشديد البرد والبلاد الشديدة البرد وعند الوجع الشديد وبعد الاستحمام المحلل وبعقب الجماع وفي السن القاصر عن الرابع عشر ما امكن وفي سن الشيخوخة ما امكن اللهم الا ان تثق بالسحنة واكتناز العضل وسعة العروق وامتلائها وحمرة الالوان فهؤلاء من المشائخ والاحداث تجترئ على فصدهم

فصد سے پرہیز مندرجۂ ذیل حالات میں فصد سے پرہیز کرنا چاہئے: شدید البرد مزاجوں میں — سخت ٹھنڈے ممالک میں — درد کی شدت کے وقت — حمام محلل کے بعد — جماع کے بعد — علی ہذا حتی الامکان چودہ برس سے کم عمر کے لڑکوں میں اور بوڑھوں میں بھی فصد سے احتراز کرنا چاہئے۔ ہاں اگر ان کی جسمانی حالت (سحنہ)، عضلات کی قوت وصلابت عروق کی کشادگی اور انکا امتلاء، اور بدنی رنگت کی سرخی پر کافی بھروسہ اور اعتماد ہو اور یہ قطعی اندیشہ نہ ہو کہ فصد کی وجہ سے یہ نڈھال ہوجائینگے۔ اور اس کو برداشت نہ کرسکینگے، تو ان بوڑھوں اور بچوں میں فصد کی جرأت کی جاسکتی ہے۔

یکون خلطات بالدم جیدۃ فلیفصد قلیلا یفصد یسیرا

بعض لوگوں میں فصد کا مادہ ... تھوڑا تھوڑا خون نکال کر ... کی جاتی ہے۔

ویجب ان یحذر ما یفصد الابدان المتخلخلۃ القضافۃ والشدیدۃ السخن والمتخلخلۃ البیض المترھلۃ والصفر العدیمۃ الدم ومحتی ویتوقی الفصد ابدان طالت علیھا الامراض الا ان یکون فساد دمھا یستدعی ذلک فیفصد

اسی طرح نہایت لاغر اور نہایت فربہ لوگوں ... اور ... جن کا بدن سفید ... [illegible] ... جن کے ... خون کی کمی ... فصد سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ نیز ایسے لوگوں ... فصد ... عرصے سے کسی مرض میں مبتلا ہوں۔ ہاں اگر ان کے خون کی خرابی ہی فصد کی متقاضی ہو (یعنی اگر ان کے امراض فساد خون ہی کے باعث لاحق ہوئے ہوں جو فصد کے متقاضی ہیں) تو فصد کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

وما لیس بالدم فان کان اسود ثخینا فاخرجوا ان رأیتہ ابیض رقیقا فشد فی الحال فان فی ذلک خطرا عظیما

لیکن فصد سے جو خون خارج ہو اسے بغور دیکھا جائے۔ چنانچہ اگر یہ خون سیاہ اور غلیظ ہو تو اسے نکالا جائے اور اگر یہ سفید اور رقیق نظر آئے تو اسے فوراً روک دینا اور ... بند کر دینا چاہیے ... بڑا خطرہ ہے۔

ویجب ان یجتنب الفصد عقیب الامتلاء من الطعام کیلا یجذب بعض المادۃ غیر نضیجۃ الی العروق بدل ما استفرغ

غذا ... اس وقت بھی فصد سے گریز کرنا چاہیے جبکہ معدہ غذا سے پر ہو تاکہ ایسا نہ ہو کہ ... معدہ سے ... مادہ ... عروق کی طرف ... جو عروق سے خارج ہوئے ہیں۔

وان یتوقی ذلک ایضا عقیب المجامعۃ والحمام من الثقل ... والقی ولا یجتہد فی استفراغ اما من المعدۃ ... واما من الامعاء السفلی فیھما

نیز اس وقت بھی فصد سے احتراز کرنا چاہیے جبکہ ... [illegible] ... (... فصد سے) پہلے ان فضلات کے ... اور ... وغیرہ کے فضلات ...

یمکن ولو بالحقنۃ	ذریعہ خارج کئے جائیں، اور زیریں امعاء کے فضلات جس ذریعہ سے ممکن ہو، خارج کئے جائیں، خواہ اس کام کیلئے حقنہ استعمال کرنا پڑے ۔
ویتوقی فصد صاحب التخمۃ بل تمھلہ الی ان ینھضم تخمتہ	**علیٰ ہذا تخمہ** والوں کو بھی فصد سے اُس وقت تک احتراز کرنا چاہیئے، جب تک اُنکا تخمہ ہضم نہ ہو جائے (یعنی جب تک تخمہ کی اصلاح نہ ہو جائے) ۔
وفصد صاحب ذکاء حس فم المعدۃ او ضعف فمھا او الممنو بتولد المرار فیھا فان مثلہ یجب ان یتوقی التھور فی فصدہ وخصوصا علی الریق	**اسی طرح**، اُن لوگوں کو بھی فصد سے بچانا چاہیئے، جن کا فمِ معدہ ذکی الحس ہو، یا جن کے فمِ معدہ میں ضعف ہو، یا جن کے معدہ میں عادتًا صفرا زیادہ پیدا ہوا کرتا ہو، اس قسم کے لوگوں میں بے پروائی سے فصد کی جسارت ہرگز نہ کرنی چاہیئے، اور علی الخصوص نہار منہ (خالی معدہ کی حالت میں) ۔
اما صاحب ذکاء حس فم المعدۃ فتعرفہ بتاذیہ من بلع اللذاعات وصاحب ضعف فم المعدۃ تعرفہ من ضعف شھوتہ واوجاع فم معدتہ وصاحب قبول فم المعدۃ للمرار وکثرۃ تولدھا فیہ تعرفہ من دوام غثیانہ ومن قیئہ المرار کل وقت ومن مرارۃ فمہ	چنانچہ "فمِ معدہ کی ذکاوتِ حس" کی شناخت یہ ہے کہ اشیاء لذاعہ (مثلاً ابازیر لذاعہ جیسی تیز چیزوں) کے کھانے سے فمِ معدہ میں اذیت پہونچا کرتی ہے۔ "فمِ معدہ کے ضعف والوں" کی شناخت یہ ہے کہ ان میں بھوک کمزور ہوا کرتی ہے اور فمِ معدہ میں دردُکھ ہوتے ہیں۔ اور جن لوگوں کا فمِ معدہ (جگر اور مرارہ سے) صفرا قبول کیا کرتا ہے، اور جن میں صفرا بکثرت پیدا ہوا کرتا ہے، ان کی شناخت یہ ہے کہ ان میں متلی کی شکایت ہمیشہ رہا کرتی ہے، صفراوی قے ہر وقت ہوا کرتی ہے، اور اُنکا مُنہ کڑوا رہا کرتا ہے ۔
فھؤلاء اذا فصدوا من غیر تعھد یسبق الی فم معدتھم عرض من ذلک خطر شدید وربما ھلک منھم بعضھم	چنانچہ جب ایسے لوگوں میں فمِ معدہ کی پہلے دیکھ بھال کئے بغیر فصد کی جاتی ہے، تو سخت خطرناک عوارض پیش آجاتے ہیں، اور گاہے بعض لوگ ہلاک بھی ہو جاتے ہیں ۔
فیجب ان یلقم صاحب ذکاء الحس	اسلئے مناسب یہ ہے کہ (فمِ معدہ کی) ذکاوتِ حس

وصاحب الضعف لقما من خبز نقي مغموسة في رب حامض طيب الرائحة وان كان الضعف من مزاج بارد فمغموسة في مثل ماء السكر بالافاوية او شراب النعناع المسك او الميبة المسك ثم يفصد

والوں کو، اور ضعف والوں کو، چند لقمے اچھی اور صاف روٹی کے (فصد سے پہلے) کھلا دیں، جسے کسی ترش خوشبودار رُب میں بھگو دیا گیا ہو. لیکن اگر فم معدہ کا ضعف برودتِ مزاج کیوجہ سے لاحق ہوا ہو، تو روٹی کو مثلاً آب شکر (جلاب) میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ بھگوئیں یا شراب نعناع مشکی میں یا میبہ مشکی (شراب بہی مشکی) میں، اور اسکے بعد فصد کریں +

واما صاحب تولد المرار فيجب ان يقئ بسقي ماء حار كثير مع السكنجبين ثم يطعم لقما ويراح يسيرا ثم يفصد ويحتاج ان يتدارك بدل ما يتحلل من الدم الجيد

اور جن لوگوں میں صفراء کی پیدائش زیادہ ہوتی ہو، انہیں سکنجبین کے ساتھ بہت سا گرم پانی پلا کر پہلے قے کرا دینی چاہئے، اس کے بعد (مذکورہ بالا صورت کے مطابق) روٹی کے چند لقمے کھلا دینے چاہئیں، اور تھوڑی دیر تک راحت وسکون دینے کے بعد فصد کرنی چاہئے. اور اس کے بعد فصد کی وجہ سے جتنا اچھا خون بدن سے ضائع ہوا ہے، اس کے عوض میں (اچھی غذاؤں سے) اسکا تدارک بھی کر دینا چاہئے (کیونکہ اس قسم کے صفراوی لوگ فصد کی وجہ سے بہت زیادہ ناتواں ہوجایا کرتے ہیں) +

فان كان قويا فالكباب على ثقله فانه ان انهضم غذى كثيرا جيدا ولكن يجب ان يكون اقل فان المعدة ضعيفة بسبب الفصد

چنانچہ اگر یہ لوگ قوی اور توانا ہوں (اور انکی قوت ہاضمہ درست ہو) تو باوجود ثقیل ہونے کے انہیں کباب کھلا سکتے ہیں. کیونکہ کباب جب (اچھی طرح) ہضم ہوجاتا ہے، تو اس سے بہت ہی خوب تغذیہ حاصل ہوتا ہے. لیکن یہ مناسب ہے کہ اس وقت کباب کچھ کم ہی کھلانا چاہئے، کیونکہ فصد کی وجہ سے معدہ (کچھ نہ کچھ) ضرور کمزور ہوجاتا ہے +

وقد يفصد العرق لمنع نزف الدم من الرعاف او الرحم او المقعدة والصدر وبعض الخراجات بان يجذب الدم الى خلاف

شذرہ بعض اوقات کسی رگ کی فصد نزف دم (جریان خون) کو روکنے کے لئے کی جاتی ہے، خواہ وہ نزف نکسیر کا ہو، یا رحم، مقعد، یا سینہ سے آ رہا ہو، یا کسی پھوڑے سے خون بہ رہا ہو. اس فصد کی غرض یہ ہوتی ہے کہ خون جس طرف بہ رہا

تلك الجهة وهذا علاج قوی نافع

ہے، اُس کے خلاف جانب اُسے کھینچ لیا جائے (اور اُس کے رُخ کو دوسری طرف پھیر دیا جائے)۔ یہ علاج اس بارہ میں نہایت قوی اور مفید ہے +

فیجب ان یکون البضع ضیقا جدا وان یکون المرات کثیرة لا فی یوم واحد الا ان یضطر الضرورة بل فی یوم بعد یوم وکل مرة یقلل ما امکن وبالجملة فان تکثیر اعداد الفصد اوفق من تکثیر مقداره

چنانچہ اس مقصد کے لئے جو فصد کی جائے، اُس میں نشتر سے بڑا شگاف نہ لگایا جائے، بلکہ نہایت تنگ، اور فصد چند بار کی جائے، اور وہ بھی ایک دن نہیں، بلکہ ایک دن کا وقفہ دیکر؛ ہاں اگر کوئی قوی ضرورت ہی مجبور کردے، تو ایک روز میں چند بار فصد کی جاسکتی ہے؛ اور جہاں تک ہوسکے، ہر دوسری مرتبہ پہلی بار سے خون کم ہی خارج کیا جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ (اس حالت میں ایک ہی بار) زیادہ خون خارج کرنے سے بہتر یہ ہے کہ بار بار فصد کی جائے +

والفصد الذی لم یکن الیه حاجة یهیج المرار ویعقب جفافا للسان ونحوه فلیتدارك بماء الشعیر والسکر

شذرہ جو فصد بلا ضرورت وحاجت کھولی جاتی ہے، اس سے صفرا ہیجان میں آجاتا ہے، اور زبان وغیرہ (خیاشیم) خشک ہوجاتی ہے (بشرطیکہ وہ شخص صفراوی المزاج ہو)۔ اس لئے اسکا تدارک آشجو (ماء الشعیر) اور شکر سے کریں (اور تغذیۂ بدن کے لئے جو زوں کے شوربے پلائیں) +

ومن اراد التثنیة فیجب ان یفصد العرق طولا لیمنع حرکة العضل عن التحام وان یوسع

تثنیۂ فصد (تکرار فصد) جن لوگوں کا ارادہ دوبارہ سہ بارہ فصد کرانے (تثنیہ: تکرار فصد) کا ہو، اُن کی رگ میں فصد کے وقت نشتر سے طولاً شگاف دیا جائے؛ تاکہ (اُس مقام کے) عضلات کی حرکت سے یہ شگاف بھرنے نہ پائے (اور دوسری مرتبہ نیا شگاف نہ دینا پڑے)، نیز شگاف بھی زیادہ کشادہ لگایا جائے +

بعض نسخوں میں ہے: تاکہ "(اس مقام کے) مفصل کی حرکت سے یہ شگاف بھرنے نہ پائے"۔

وان خیف مع ذلك الالتحام بسرعة وضع علیه خرقة مبلولة بزیت

اگر ان تدابیر کے باوجود شگاف کے جلد جُڑ جانے کا اندیشہ ہو، تو اس مقام پر خرقہ رکھدیں، جسے روغن زیتون

وقلیل ملح وعصب فوقها	اور قدرے نمک میں تر کر لیا گیا ہو، اور اس کے اوپر پٹی باندھ دیں +

خرقہ کی شکل اس طرح گول ہونی چاہیئے اور اس طرح شگاف پر رکھی جائے کہ شگاف کے دونوں لب کھلے رہیں، اور اس کے اوپر پٹی باندھ دی جائے +

وان دهن مبضعه عند الفصد منع سرعة الالتحام وقلل الوجع وذلك هو ان يمسح عليه الزيت ونحوه مسحا خفيفا او يغمس في الزيت ثم يمسح بخرقة	اگر فصاد اپنے نشتر میں فصد کے وقت تیل لگا لے، تو اس سے شگاف کا التحام جلد نہیں ہونے پاتا، اور درد بھی کم ہوتا ہے۔ تیل لگانے کی صورت یہ ہے کہ نشتر پر روغن زیتون یا کوئی دوسرا اسی قسم کا تیل، خفیف طور پر مل لیا جائے، یا نشتر کو روغن زیتون میں ڈبو کر کپڑے سے پونچھ لیا جائے +
والنوم بين الفصد والتثنية يسرع التحام البضع	شذرہ پہلی فصد کے بعد، اور دوسری فصد کے دُہرانے سے قبل، سو جانے سے شگاف جلد بھر جایا کرتا ہے (اس لئے اگر دُہرانے — تثنیہ — کا ارادہ ہو، تو فصد کے بعد سونا چاہیئے)

نیند کی حالت میں سکون ہوتا ہے، اور سکون اندمال جراحات پر معین ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں "سونا" اور بھی کئی طور پر اندمال جراحات پر معاون ہوا کرتا ہے +

وتذكر ما قلناه من الاستفراغ في الشتاء بالدواء وانه يجب ان يترصد له يوم جنوبي فكذلك الفصد	قانون یہاں اس بات کو بھی یاد کر لو، جو ہم نے موسم سرما میں "استفراغ بالدواء" (اسہال) کے لئے بتائی ہے، یعنی یہ کہ اس موسم میں اسکے لئے یوم جنوبی کا انتظار کیا جائے (جس دن گرمی ہوتی ہے، اور جنوبی ہوا چلتی ہے)؛ یہی حال (موسم سرما کی) فصد کا بھی ہے +
واعلم ان فصد الموسوسين والمجانين والذين يحتاجون الى فصد في الليل وفي زمان النوم يجب ان يكون ضيقا لئلا يحدث نزف الدم وكذلك كل من لا يحتاج الى التثنية	قانون واضح رہے کہ حسب ذیل قسم کے لوگوں میں فصد تنگ کرنی چاہیئے، تاکہ (غیر معمولی اور ناواجب) جریان خون نہ واقع ہو جائے: (۱) خبطیوں اور پاگلوں میں (اور اسی قسم کے دوسرے بدحواس لوگوں میں، مثلاً مرگی اور اختناق کے مریضوں میں)؛ (۲) اُن لوگوں میں، جن میں (ضرورتاً) رات کے وقت اور سونے کے اوقات میں فصد کی جاتی ہے (نیز نیند کے

عالم میں)، (۳۲) اُن لوگوں میں جو تثنیہ (تکرار فصد) کے محتاج نہیں ہوتے +

گیلانی کہتے ہیں کہ رات کے وقت اُن لوگوں میں فصد کی جاتی ہے، جنکے قُویٰ ضعیف ہوتے ہیں، اور جو فصد کی دہشت سے غشی میں مبتلا ہوجایا کرتے ہیں؛ کیونکہ رات کے وقت انسان کے قُویٰ اجتماعی شان میں ہوتے ہیں، نہ کہ پراگندگی اور انتشار میں. لیکن اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ نیند کی حالت میں فصد کی جائے؛ کیونکہ اس سے تو دہشت اور زیادہ بڑھے گی، اور اچانک نیند ٹوٹنے کے بعد اُسے زیادہ خوف طاری ہوگا +

واعلم ان التثنية تؤخر بمقدار الضعف فان لم يكن هناك ضعف فغايته ساعة والمراد من ارسال دمه الجذب يوم واحد

قانون (فصد کے دُہرانے اور دوبارہ سہ بارہ کرنے میں کتنا وقفہ درمیان میں ڈالنا چاہیئے؟ اسکا تعلق ضعف سے ہے؛ چنانچہ شیخ فرماتے ہیں:) فصد کے دُہرانے کی صورت میں دونوں فصدوں کے درمیان "ضُعف" کے مطابق تاخیر کرنی چاہیے. چنانچہ اگر (پہلی فصد کے بعد) ضعف محسوس نہ ہو، تو ایک گھنٹہ وقفہ دینا انتہا رہے. اسی طرح جن لوگوں میں (تثنیہ فصد کے ذریعہ) خون بہانے کی غرض یہ ہو کہ مادہ کو دوسری جانب پھیرا جائے، تو اس صورت میں ایک دن کی تاخیر کافی ہے +

والفصد الموترب اوفق لمن يريد التثنية فى اليوم والمعرض لمن يريد التثنية فى الوقت والمطول لمن لا يريد الاقتصار على تثنية واحدة ومن عزمه ان يسرح عدة ايام كل يوم

شذرہ فصدِ مُوَرَّب (ترچھی فصد، جس میں رگ کے اندر ترچھے طور پر شگاف لگایا جاتا ہے) اُن لوگوں کے لئے بہتر اور مناسب ہے، جو اُسی دن اسے دُہرانا چاہتے ہوں. فصدِ مُعَرَّض (آڑی فصد، جس میں رگ کو آڑے طور پر کاٹا جاتا ہے) اُن لوگوں کے لئے مناسب ہے، جو اُسی وقت (بلا تاخیر مزید) دوبارہ فصد کرانی چاہتے ہوں. اور فصدِ مُطَوَّل (طولانی فصد، جس میں رگ کو لمبائی میں کاٹا جاتا ہے) اُن لوگوں کے لئے موزوں ہے، جو چند روز تک متواتر روزانہ فصد کرانی چاہیں +

گیلانی کہتے ہیں: "شریان کی طولانی فصد، بدیر اندمال پذیر ہوا کرتی ہے، اور آڑی فصد زود تر، اور ترچھی فصد بلحاظ مدت التحام کے دونوں کے بیچ میں ہے؛ کیونکہ شریان کے طبقات میں زیادہ تر آڑے ریشے ہوا کرتے

ہیں، جو طولانی شگاف سے بکثرت کٹ جایا کرتے ہیں" +

"اسکے برعکس وریدوں کی طولانی فصد جلد اندمال پذیر ہوتی ہے، اسکے بعد مورب، اور اسکے بعد معرض"۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شیخ کے بیان میں جو فصد مطول کا ذکر آیا ہے، یہ صرف فصد شریانی میں صحیح ہوسکتا ہے؛ ورنہ وریدی فصد میں طولانی فصد زود تر التحام پذیر ہوا کرتی ہے +

وکلما کان الفصد اکثر وجعا کان ابطأ التحاما

شذرہ فصد میں جس قدر درد زیادہ ہوا کرتا ہے، اُسی قدر اسکے شگاف کا اندمال و التحام دیر میں ہوا کرتا ہے (کیونکہ درد کی زیادتی سے قوت مُلحِمَہ (زخم کی بھرنے والی قوت) کمزور ہوجایا کرتی ہے) +

والاستفراغ الکثیر فی التثنیة یجلب الغشی الا ان یکون قبل تناول المثنی شیئا

شذرہ تثنیہ اور تکرار فصد میں (پہلی فصد کے بعد دوسری فصد میں) زیادہ خون نکالنا موجب غشی ہوا کرتا ہے (کیونکہ پہلی فصد میں ایک مرتبہ خون نکل ہی چکا ہے، اس لئے باردیگر خون کے بہ افراط اخراج میں یقیناً ضعف بہت زیادہ پیدا ہوجائیگا)۔ ہاں اگر (بہ نظر احتیاط) دوسری مرتبہ فصد کرتے وقت کوئی (مناسب اور مقوی) چیز کھلا دی گئی، تو ممکن ہے کہ غشی سے تحفظ ہوجائے +

والنوم بین الفصد والتثنیة یمنع ان یندفع فی الدم من الفضول ما ینجذب بالانجذاب الا اخلاط بالنوم الی غور البدن

شذرہ (تثنیہ کی صورت میں) پہلی فصد کے بعد اور دوسری فصد (مُثَنّیٰ) کے قبل سو رہنے سے وہ فضلات خونِ فصد کے ساتھ خارج ہونے سے رُک جاتے ہیں، جو نیند کی وجہ سے دوسرے مواد کے ساتھ اندرونِ بدن کی طرف منجذب ہوجاتے ہیں +

اس قول کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا ارادہ ایک دن میں دو مرتبہ فصد کرانے کا ہو، اور اس کے بدن میں ایسے مواد بھی موجود ہوں، جنکے متعلق یہ اندیشہ ہو کہ نیند کی وجہ سے وہ باطنِ بدن کی طرف رجوع کرجائینگے، تو ایسی حالت میں فصد مثنّٰی سے قبل سونا نہ چاہئے +

ومن منافع التثنیة حفظ قوة المفصود مع استکمال استفراغ الواجب له

شذرہ تثنیۂ فصد کے منافع میں سے ایک منفعت یہ ہے کہ (چند بار میں بتدریج خون نکالنے سے) شخص مفصود کی قوت زیادہ ضائع ہونے نہیں پاتی؛ اور اس کے ساتھ ہی (مہلت

عربی متن	ترجمہ
	دینے سے) ضروری تنقیہ بھی پورے طور پر ہو جاتا ہے +
وخیر التثنیۃ ما اخّر یومین اوثلاثۃ	شذرہ تثنیہ اور تکرار فصد کی بہترین صورت یہ ہے کہ بیچ میں دو روز، یا تین روز کا وقفہ دیا جائے +
والنوم بعد الفصد ربما احدث انکسارا فی الاعضاء	شذرہ فصد کے بعد (بہ نسخۂ دیگر: فصد کے قریب) سو جانے سے بعض اوقات اعضا رشکنی لاحق ہو جاتی ہے +
والاستحمام قبل الفصد ربما عسر الفصد بما یغلظ من الجلد ویلینہ ویھیئہ للزلق الا ان یکون المفتصد شدید غلظ الدم	شذرہ فصد سے قبل حمام کرنے سے بعض اوقات فصد کرنا دشوار ہو جایا کرتا ہے؛ کیونکہ حمام کی وجہ سے جلد موٹی اور نرم اور پھسلنے کے لئے آمادہ ہو جاتی ہے (اس لئے نشتر پوری طرح کام نہیں کرتا)۔ ہاں اگر فصد کرانے والے شخص (مُفتصِد، مُفتَصِد) کا خون نہایت غلیظ ہو، تو وہ فصد سے پہلے حمام کر سکتا ہے +
والمفتصد ینبغی لہ ان لا یقدم علی الامتلاء بعدہ بل یتدرج فی الغذاء ویستلطفہ اولا	قانون فصد کرانے والوں کے لئے یہ مناسب ہے کہ فصد کے بعد شکم سیری کی جلد جرأت نہ کریں، بلکہ آہستہ آہستہ غذا کو بڑھائیں، اور اوائل میں لطیف اغذیہ (کم مقدار میں) استعمال کریں +
وکذلک یجب ان لا یرتاض بعدہ بل یمیل الی الاستلقاء وان لا یستحم بعدہ استحماما محللا	اسی طرح فصد کے بعد ریاضت کرنا بھی مناسب نہیں ہے؛ بلکہ بہتر ہے کہ وہ شخص چت لیٹ جائے۔ علیٰ ہذا فصد کے بعد حمام محلل کرنا بھی ٹھیک نہیں ہے +
ومن افتصد وتورم علیہ الید افتصد من الید الاخری مقدار الاحتمال ووضع علیہ مرہم الاسفیداج وطلی حوالیہ بالمبردات القویۃ	قانون اگر کسی شخص کے ہاتھ میں فصد کے بعد (کوئی غیر معمولی) ورم پیدا ہو جائے، تو دوسرے ہاتھ کی فصد کھول کر بقدر برداشت خون نکالنا چاہیئے۔ نیز مقام ورم پر مرہم سفیدہ لگانا چاہیئے، اور ورم کے گرد قوی مبردات کا طلاء کرنا چاہیئے +

بعض اوقات عضو معمول یا عضو منصود میں ورم عام بصورت حمرہ یا فلغمونی اس وجہ سے لاحق ہو جاتا ہے

لہ گیلانی کہتے ہیں کہ اسکا تجربہ تم اس طرح کر سکتے ہو کہ خفیف طور پر ہاتھ بھی دھو کر دیکھ لو۔ مگر آملی کہتے ہیں کہ حمام مجفف سے تو جلد موٹی ہو جاتی ہے، اور حمام مرطب سے نرم +

کہ باہر سے — جلد یا نشتر سے — سمی مواد داخل ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں دوسرے ہاتھ کی فصد سے کوئی فائدہ نہیں +

وإذا افتصد من الغالب على بدنه الأخلاط صار الفصد علة لثوران تلك الأخلاط وجريانها واختلاطها فيحوج إلى فصد متواتر

شذرہ اگر کسی شخص کے بدن میں اخلاط کا غلبہ ہو (سارے اخلاط اس طور پر بڑھے ہوئے ہوں کہ فصد کرنا ضروری ہو) تو فصد کھولنے کی وجہ سے (بعض اوقات) ان اخلاط میں جوش وہیجان پیدا ہو جاتا ہے[1]، اور بے جا تحریک کی وجہ سے یہ سب باہم بیقاعدہ طور پر مل جاتے ہیں؛ ایسی حالت میں ان کی تدبیر و اصلاح کے لئے متواتر فصد کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے +

والدم السوداوي يحوج إلى فصد متواتر فيخف في الحال ويعقب عند الشيخوخة أمراضا منها السكتة

شذرہ سوداوی خون کے غلبہ کے وقت بھی (دگاہے) متواتر طور پر (جلد جلد) فصد کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، جس سے اگرچہ وقتی طور پر (مرض میں) تخفیف حاصل ہو جاتی ہے، لیکن بڑھاپے میں جا کر سکتہ جیسے بعض امراض پیدا ہو جاتے ہیں +

دم سوداوی سے یہاں مراد غلیظ اور کثیف خون ہے، یا وہ خون جس کے ساتھ سوداء ملا ہوا ہو؛ جس کی وجہ سے وہ تغذیۂ بدن کے لائق نہ رہا ہو، اور طبیعت کے نزدیک وہ ایک بے کار بوجھ ہو +

والفصد كثيرا ما يهيج الحميات وتلك الحميات كثيرا ما تحلل العفونات

شذرہ فصد بسا اوقات حمیات کا باعث بن جاتی ہے، اور یہ حمیات بسا اوقات عفونتوں کو تحلیل کر دیتے ہیں +

بخار حقیقت میں ایک علامتِ جنگ ہے، جو طبیعت اور مرض کے درمیان ہوتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جنگ سے غرض ہمیشہ یہی ہوا کرتی ہے کہ دشمن ہلاک ہوں، اور اپنے مورچے زیادہ مستحکم ہو جائیں۔ چنانچہ عفونت اور وہ مواد جن سے عفونت پیدا ہوتی ہے، دونوں اس فطری جنگ سے، جو بخار کی صورت میں ہویدا ہوتی ہے، برباد ہوتے ہیں، اور ہر جنگ کے بعد طبیعت اپنی فوج کے مورچوں کو زیادہ مستحکم کر دیتی ہے، کیونکہ دشمن کی نوعیتِ جنگ سے طبیعت کو ایک بصیرت کے ساتھ تجربہ ہو جاتا ہے، اور اسکی کمک کے لئے پوری تیاری کر لیتی ہے +

وكل صحيح افتصد فيجب أن يتناول

قانون جو لوگ صحیح و تندرست ہوں۔ اور (بہ غرض تحفظ و پیش

[1] ایسا اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ پہلی فصد سے خون تھوڑا سا نکالا جاتا ہے +

ماقلناہ فی باب الشراب | یعنی) فصد کرائیں، انہیں چاہیئے کہ ہم نے "باب شراب" میں جو بتایا ہے، وہ استعمال کریں (یعنی شراب کے دو تین پیالے پی لیں) +

واعلم ان العروق المفصودة | **عُرُوقِ مَفصُودَہ** جن رگوں میں فصد کھولی جاتی ہے،

بعضھا اوردة وبعضھا شرائین | ان میں سے کچھ تو وریدیں ہیں، اور کچھ شریانیں +

والشرائین تفصد فی الاقل | **مگر شریانوں میں کمتر ہی فصد کھولی جاتی ہے**

(کیونکہ شریانی خون زیادہ قیمتی ہے، اس میں بمقابلہ وریدوں کے ارواح زیادہ ہوتی ہے، اور وریدوں میں بمقابلہ شریانوں کے **دُخان زیادہ ہوتا ہے**) +

روح اور خون شریانی ارسسطراطس کا خیال تھا کہ شرائین میں فقط روح ہوا کرتی ہے، اور اس میں خون قطعاً نہیں ہوتا۔ اور شرائین کی فصد سے جو خون نکلتا ہے، یہ ان میں متصل وریدوں سے آجاتا ہے۔ لیکن جالینوس نے اس خیال کی تردید کی، اور اس نے بتادیا کہ جس شریان کو چاہو چیر کر دیکھ لو، اس میں ان کے چیرتے ہی خون ملے گا، اس میں ذرا دیر بھی نہ لگے گی۔ اگر ان شرائین میں محض روح بھری ہوئی ہوتی، اور خون دوسری جگہ سے آتا، تو فصد کے وقت پہلے روح نکلتی، اس کے بعد خون خارج ہوتا +

ویتوقی مایقع فیھا من الخطر من نزف الدم واقل احوالہ ان یحدث انورسما وذلک اذا کان الشق ضیقا جدا | شریان کے فصد میں چونکہ (ناواجب) نزف الدم کے وقوع کا اندیشہ ہے، اسلئے اس کی فصد سے اجتناب کیا جاتا ہے اور کم سے کم جو فصدِ شریانی میں خطرہ ہے، وہ یہ کہ اس سے گاہے انورسما پیدا ہو جاتا ہے؛ اور یہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ جلدی شگاف باریک لگایا جاتا ہے +

انورسما یونانی لفظ ہے، جسکے معنے "سیلان خون" کے ہیں۔ عربی میں اسے **اُمُّ الدَّم** کہا جاتا ہے +

الا انھا اذا امن من نزف الدم منھا کانت عظیمۃ النفع فی امراض خاصۃ یفصد ھی لاجلھا | لیکن جب نزف دم کے خطرہ سے (کسی طور پر) امن حاصل کرلیا جاتا ہے، تو شریانی فصد اُن مخصوص امراض کے لئے بغایت نافع ثابت ہوتی ہے، جن میں شریانوں کی فصد کھولی جاتی ہے (جن میں سے بعض امراض کا ذکر ذیل

میں درج ہے) +

واکثر نفع فصد الشریان انما یکون اذا کان فی العضو المجاور له امراض ردیۃ سببھا دم لطیف حاد فاذا فصد الشریان المجاور له ولم یکن مما فیه خطر کان عظیم المنفعۃ	شریانی فصد زیادہ تر اُس وقت نافع ثابت ہوا کرتی ہے، جبکہ شریان کے عضو مجاور میں کوئی ردی مرض ہو، جس کا سبب لطیف اور حاد خون ہو (جو شریانی فصد سے خارج ہوسکے، یا شریانی فصد اسکے لئے کسی طور پر مفید ثابت ہوسکے)۔ چنانچہ ایسی حالت میں جب شریان مجاور کی فصد کھولی جاتی ہے، اور اس میں کوئی اندیشہ نہیں ہوتا، تو اس مرض کے لئے یہ فصد بغایت مفید ثابت ہوتی ہے +
والعروق المفصودۃ من الیدین اما الاوردۃ فستۃ القیفال والاکحل والباسلیق وحبل الذراع والاسیلم والذی یخص باسم الابطی وھو شعبۃ من الباسلیق	اور وہ مفصودہ ہاتھ کی — جن وریدوں کی فصد ہاتھ میں کھولی جاتی ہے وہ چھ ہیں: قیفال — اکحل — باسلیق — حبل الذراع — اُسیلم — وہ ورید جسے مخصوص طور پر "اِبطی" (یا: باسلیق ابطی) کہا جاتا ہے، اور جو دراصل باسلیق کی شاخ ہے +

قِیفال[1]: وہ ورید ہے، جو کلائی کے بطن میں کہنی کے موڑ کے پاس باسلیق سے باہر کی طرف معلوم ہوتی ہے، یہ مونڈھے اور بازو کے بیرونی جانب سے اوترتی ہے، اور نیچے کی طرف آگے بڑھکر اور باسلیق سے ملکر "اکحل" بناتی ہے +

اَکْحَلْ: وہ رگ ہے، جو قیفال کے پاس اس سے نیچے، کلائی کے بطن میں وسط سے ذرا اوپر ظاہر ہوتی ہے۔ یہ باسلیق اور قیفال سے ملکر بنتی ہے۔ (بطن ساعد: انسی ساعد)

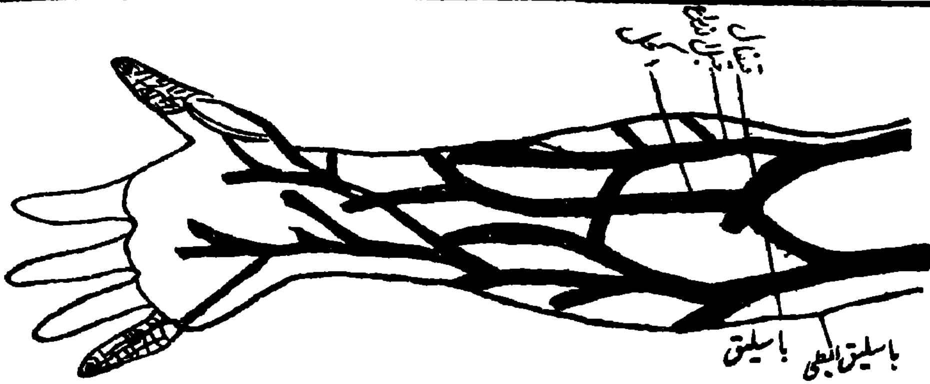
باسلیق[2]: وہ رگ ہے، جو کہنی کے جوڑ (کہنی کے موڑ) میں اندر کی طرف (قیفال سے اندر کیطرف) ظاہر ہوتی ہے۔ یہ بغل اور بازو کے اندرونی جانب سے آتی ہے۔ باسلیق نیچے اوترکر اور قیفال سے ملکر "اکحل" کہلاتی ہے +

حَبْلُ الذِّراع: وہ رگ — جو کہنی کے موڑ کے پاس قیفال سے باہر کی طرف نمودار ہوتی ہے۔ یہ نیچے کی طرف اس طرح اوترتی ہے کہ [illegible] باہر کی طرف ہوتا ہے، پھر وہ کلائی کی پشت پر پہونچ جاتی ہے۔ اس کا اتصال اوپر کی طرف اُسی ورید سے ہوتا ہے، جس سے قیفال نکلتی ہے +

---

[1] جدید تشریحی کتب میں اسکو قیفالی متوسط کہتے ہیں، اور قیفال اُس بڑی ورید کو، جو بازو اور مونڈھے کو اوترکر آتی ہے، اور جس سے یہ نکلتی ہے +

[2] جدید تشریحی کتب میں اسکو باسلیقی متوسط کہا جاتا ہے، اور باسلیق اُس بڑی ورید کو جو بازو کی طرف سے آتی ہے، اور جس سے یہ نکلتی ہے +



عروق مفصودہ

ابطی: وہ وریدہے جو کلائی کے بطن میں باسلیق سے اندر کی طرف نمودار ہوتی ہے۔ یہ اُسی وریدسے نکلتی ہے، جس سے باسلیق نکلتی ہے۔ اسی وجہ سے اسکا دوسرا نام باسلیق البطی ہے +

اُسَیلِم: وہ رگ ہے، جو خنصر اور بنصر کے درمیان پشتِ کف کی طرف نظر آتی ہے +

ان تمام بیانات میں انسان کی وضع یہ فرض کی گئی ہے کہ وہ اس طرح ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہے، کہ دونوں ہاتھ کی ہتھیلی سامنے کی طرف ہے، اور ہتھیلی کی پشت پیچھے کی طرف، یعنی انگوٹھا باہر کی طرف۔ اور خنصر اندر کی طرف (ران کے قریب) ہے +

لیکن عام اطباء نے ان وریدوں کی تشریح جس وضع انسانی میں بیان کی ہے، اس میں شخص مفروض دونوں ہاتھوں کو لٹکانے کی بجائے آگے کھینچے ہوئے ہے، جس میں انگوٹھا اوپر، خنصر نیچے، بطنِ کف اور بطنِ ساعد اندر کی طرف، اور پشتِ کف اور پشتِ ساعد باہر کی طرف ہے +

واسلمها القیفال

شذرہ ان سب رگوں میں قیفال کی فصد کھولنا (نوعیتِ عمل جراحیہ کے لحاظ سے) بے خطر ہے (کیونکہ اس کی مجاورت میں ایسے اعصاب و شرائین نہیں ہیں، جو قیفال کی فصد کھولتے وقت ماؤف ہو جائیں) +

ویجب فی جمیع الثلثۃ ان یفتح فوق المابض لا تحتہ ولا یحاذاۃ لیخرج الدم خروجاً جیداً کما ینزرق ویؤمن آفات العصب

قانون تینوں عروق کی فصد (یعنی حسب تفسیر گیلانی وآملی: اکحل اور دونوں باسلیق کی فصد) کہنی کے موڑ کے نیچے اور اس کے مقابل نہ کھولنی چاہیے۔ بلکہ اس سے اوپر ہی کھولنی چاہیئے تاکہ خون اچھی طرح پچکاری کے طور پر خارج ہو سکے،

والشریان وکذلک القیفال — اور اعصاب و شرائین بھی خطرہ سے محفوظ رہیں۔ اسی طرح قیفال کی فصد بھی کہنی کے موڑ سے اوپر ہی کھولنی چاہئے +

"تینوں عروق" کی تفسیر میں گیلانی نے لکھا ہے کہ "اس سے مراد اکحل —— باسلیق —— اور باسلیق ابطی ہیں۔ کیونکہ قیفال کا علیحدہ تذکرہ آگے موجود ہے، اور حبل الذراع کہنی کے موڑ کے اوپر دکھائی نہیں دیتی"۔ حالانکہ عام طور پر اکحل کہنی کے موڑ سے نیچے ملا کرتی ہے، اور قیفال کے ساتھ حبل الذراع کا کچھ حصہ موڑ کے اوپر بھی ہوتا ہے۔ لہذا "تینوں عروق" کی تفسیر میں اگر دونوں باسلیق کے ساتھ حبل الذراع رکھی جائے، تو بہتر ہے +

آملی فرماتے ہیں: "لوگوں میں یہی دستور جاری ہے کہ ان چاروں عروق (اکحل، دونوں باسلیق اور قیفال) کی فصد کہنی کے موڑ (مابض مرفق) سے نیچے کیا کرتے ہیں، اور شیخ اسکو ایک غلطی تصور کرتے ہیں، اسلئے بتاکید منع فرماتے ہیں کہ موڑ کے مقابل بھی ان رگوں کی فصد نہ کرنی چاہئے +

وفصدها الطویل ابطأ التحاما لانها مفصلیة وفی غیر المفصلیة الامر بالخلاف — ان چاروں عروق کی طولانی فصد (جس میں طولاً شگاف لگایا جاتا ہے)، مفصلی مقام ہونے کی وجہ سے دیر میں اندمال پذیر ہوا کرتی ہے، اور غیر مفصلی مقامات میں معاملہ اس کے برعکس ہے (یعنی غیر مفصلی مقامات میں آڑی فصد بدیر اندمال پذیر ہوا کرتی ہے) +

گیلانی فرماتے ہیں: جب اس مفصلی مقام کی چاروں عروق میں فصد کے وقت طولاً شگاف دیا جائیگا، تو کہنی کی حرکت سے یہ شگاف کھل جایا کریگا، اس لئے طولاً شگاف دینا یہاں جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر تنقیۂ فصد مقصود ہو، تو ایسا کیا جاسکتا ہے۔ اور "مفصلی مقام" سے مراد یہ ہے کہ یہ مقام مفصل سلس سے قریب ہے +

وعرق النسا والاسیلم وعروق اخری الاموب فیها ان تفصد طولا — لیکن عرق النسا، اسیلم، اور دوسری رگوں میں فصد طولی ہی زیادہ مناسب ہوا کرتی ہے +

ومع ذلک فینبغی ان ینحی فی القیفال عن راس العضلة الی الموضع اللین ویوسع بضعه ولا یتبع بضعا بضعا فیرم — با اینہمہ رگ قیفال کی فصد میں یہ بھی مناسب ہے کہ عضلہ کے سرے سے قیفال کو نرم مقام کی طرف (باہر کی طرف) ہٹا لیا جائے؛ نیز اس میں شگاف کشادہ لگایا جاسکتا ہے، اور فصد کرتے وقت نشتر چند بار نہ مارا جائے (بلکہ کوشش کیجائے کہ ایک ہی ضرب میں فصد ہو جائے)، ورنہ اس سے ورم پیدا ہو جائیگا +

قیفال کے قریب عضلہ ذات الراسین کا وتر پایا جاتا ہے، جو یقیناً ایک سخت چیز ہے، اور اس سے باہر کی طرف کا مقام "نرم مقام" کہلا سکتا ہے +

والاکثر من وقع علیہ الخطأ فی موضع فصد القیفال لم یقع بضربۃ واحدۃ وان عظمت بل انما یحدث النکایۃ بتکریر الضربات

فصد قیفال فصد قیفال کھولنے میں بعض اوقات جو غلطی ہو جایا کرتی ہے (اور اس غلطی سے بعض اوقات تکلیفیں پہونچ جایا کرتی ہیں) یہ ضرب واحد کی صورت میں (ایک مرتبہ نشتر مارنے کی صورت میں) عموماً نہیں ہوا کرتی ہے، خواہ ضرب بڑی ہو (اور اس سے بڑا شگاف پیدا کیا گیا ہو)، بلکہ زیادہ تر یہ تکلیف اُسی صورت میں لاحق ہوتی ہے، جبکہ فصد کے وقت کئی بار نشتر مارنا پڑا ہو +

وابطأ فصدہ التحاما ھو الذی فی الطول

قیفال کی فصد جو بدیر اندمال پذیر ہوتی ہے، یہ وہی ہوتی ہے، جس میں طولاً شگاف دیا جائے +

ویوسع فصدہ ان ارید ان یثنی

جب قیفال کی فصد میں تثنیہ وتکرار عمل کا ارادہ ہوتا ہے تو شگاف کشادہ لگایا جاتا ہے +

واذا لم یوجد طلب بعض شعبۃ التی فی وحشی الساعد

اگر (اختلاف خلقت کی وجہ سے) قیفال نہ ملے تو اس کی کوئی دوسری شاخ تلاش کی جائے، جو کلائی کے بیرونی حصے میں موجود ہو (یا کلائی کی پشت میں موجود ہو) +

والاکحل فیہ خطر للعصبۃ التی تحتہ وربما وقعت الضربۃ بین عصبتین فیجب ان یجتھد لیفصد طولا ویعلق فصدہ

فصد اکحل اکحل کی فصد میں یہ خطرہ ہے کہ کہیں وہ عصب نہ کٹ جائے جو اس کے نیچے (اور بیرونی پہلو میں) ہوا کرتا ہے. بعض اوقات اکحل دو اعصاب (دو عصبی شاخوں) کے درمیان ہوا کرتی ہے! اس لئے مناسب ہے کہ اسکی فصد میں طولاً شگاف لگانے کی کوشش کیجائے اور گہرا نشتر نہ لگایا جائے +

اکحل نامی ورید کے بیرونی جانب اور گہرائی میں عصب عضلی جلدی کی شاخ — بلدی مقدم — ہوا کرتی ہے. عصب عضلی جلدی کے الیاف پانچویں، چھٹے، اور ساتویں نخاعی اعصاب سے آیا کرتے ہیں. یہ عصب چونکہ سطحی اور جلدی ہے، اسلئے فصد قیفال اور فصد اکحل کے وقت نشتر کی غلطی سے کٹ سکتا ہے +

وربما کان فوقہ عصبۃ دقیقۃ ممدودۃ کالوتر فیجب ان یتعرف

بعض اوقات ورید اکحل کے اوپر ایک باریک عصب وتر (تانت) کے مانند تنا ہوا پایا جاتا ہے. اسلئے مناسب ہے

ذلك ويحتاط من ان يصيبها — کہ اسے جاننے کی کوشش کی جائے، اور اس امر کی احتیاط برتی
الضاربة فيحدث خدر مزمن — جائے کہ اسے نشتر کی ضرب نہ پہونچے، ورنہ اس سے خدر مزمن
پیدا ہوجائیگا +

بہت ممکن ہے کہ وہی جلدی عصب اختلافِ خلقت سے بجائے نیچے ہونے کے اس ورید کے اوپر ہو، یہ کوئی امر مستبعد یا محال نہیں ہے۔ یا کوئی دوسری ایسی شاخ ہو +

ومن كان عرقه اغلظ فهذه الشعبة فيه ابين والخطأ فيها اشد نكاية — جن لوگوں میں یہ ورید (اکحل) زیادہ نمودار اور موٹی ہوتی ہے، اُن میں یہ عصب بھی زیادہ نمایاں ہوا کرتا ہے۔ ایسے لوگوں میں اگر غلطی (سے یہ عصب مجروح) ہو جائے، تو تکلیف بھی زیادہ ہوتی ہے +

فان وقع الغلط فاصيبت تلك العصبة فلا تُلحم الفصد وضع عليه ما يمنع التحام وعالجه بعلاج جراحات العصبة وقد قلنا فيها في الكتاب الرابع واياك ان تقرب منها مبرّدا من مثال عصارة عنب الثعلب والصندل بل امرخ نواحيها والبدن كله بالدهن المسخن — چنانچہ اگر غلطی سے یہ عصب مجروح ہوجائے، تو فصد کی جراحت کو بھرنے نہ دو، اس پر ایسی چیزیں رکھو، جو زخم کو مندمل نہ ہونے دیں (مثلاً روغن)، اور "جراحات عصب" کا علاج کرو، جو کتاب رابع" میں بتائے گئے ہیں۔ علے ہذا عصارۂ عنب الثعلب (آب مکوۓ سبز) اور صندل جیسی مبرد چیزیں زخم کے قریب بھی نہ لیجاؤ، بلکہ اس کے ارد گرد اور سارے بدن میں تیل گرم کرکے ملو +

وحبل الذراع ايضا الاصوب فيه ان يفصد موربا الا ان يكون مراوغا من الجانبين فيفصد طولا — **فصد حبل الذراع** حبل الذراع کی فصد بھی (اس ورید کی ترچھی رفتار کے مطابق) ترچھی ہی ہونی چاہیے۔ ہاں اگر یہ ورید (ترچھی ہونے کی بجائے) کسی ایک طرف ہٹی ہوئی ہو (اور مثلاً وہ کلائی میں سیدھی ہو) تو اسکی فصد طولاً کرنی چاہیے +

اس سے غرض یہ ہے کہ بہرحال فصد اس رگ کی رفتار کے مطابق طولاً ہی ہونی چاہیے۔ چنانچہ یہ رگ چونکہ کلائی کے لحاظ سے ترچھی ہے، اسلئے اس رگ کی طولانی فصد کلائی کے رخ سے ترچھی ہوگی۔ اور جب اس کی رفتار کلائی میں سیدھی ہوگی، تو اس کی فصد بھی طولانی ہوگی۔ گیلانی +

والباسليق اعظم خطرا الوقوع الشريان تحته فاحتط في فصده فان الشريان اذا بضع لم يرقأ الدم — **فصد باسلیق** باسلیق کی فصد ان سب میں اس وجہ سے سخت خطرناک ہے کہ اس کے نیچے شریان (شریان عضدی) ہوا کرتی ہے؛ اسلئے اس کی فصد میں احتیاط برتنے کی ضرورت ہے؛ کیونکہ شریان اگر

وعسر رقوءه

کٹ گئی، تو خون نہ رکے گا، اور خون کے روکنے میں سخت دشواری لاحق ہوگی +

ومن الناس من یکتنف باسلیقۃ شریانان فاذا اُعلِمَ علی احدهما ظن انہ قد اَمِنَ فربما اصاب الثانی فعلیك ان تتعرف هذا

بعض لوگوں میں باسلیق کو دو شریانیں گھیرے ہوئے ہوتی ہیں۔ چنانچہ جب فصّاد کو ایک کا پتہ چل جاتا، اور وہ نشان قائم کر دیتا ہے تو (وہ غفلت سے دوسری شریان کی جستجو ہی نہیں کرتا، اور) وہ سمجھ لیتا ہے کہ اب وہ خطرہ سے مامون و محفوظ ہے؛ اتنے میں (بے خبری کے باعث) دوسری شریان کٹ جاتی ہے۔ اسلئے اس کی تحقیق ضروری ہے (اور پہلے ہی سے فصّاد کو باہوش اور باخبر رہنا چاہیئے) +

جدید تشریحی تحقیقات اس بیان کی پوری تصدیق کرتی ہیں۔ یعنی بعض اوقات شریان عضدی اپنی انتہائی شاخوں — زندی و نبضی — میں منفصل مرفق سے اوپر ہی منقسم ہوجاتی ہے، اور یہ دونوں شریانیں کم و بیش مسافت تک باسلیق کے دونوں پہلو پر ساتھ چلتی ہیں +

شریان پر نشان لگانے کی صورت یہ ہے کہ پہلے ورید کے ایک طرف ٹٹولیں، اور حرکت ضربانی سے شریان کو معلوم کریں۔ جب اسکا پتہ چلے، تو سیاہی سے شریان کے طول میں، نشان بنالیں۔ اس کے بعد اسی طرح دوسری طرف ٹٹولیں؛ اگر اس طرف بھی حرکت شریانی کا احساس ہو، تو اس پر بھی اسی طرح نشان لگائیں۔ اس کے بعد ورید پر اطمینان سے فصد کا عمل کریں۔ آملی +

واذا عصب ففی اکثر الامر یعرض هناك انتفاخ تارۃ من الشریان وتارۃ من الباسلیق وکیف کان فیجب ان یحل الرباط ویمسح النفخ مسحًا برفق ثم

باسلیق کو نمایاں کرنا اور پھلانا

(باسلیق کو نمایاں کرنے کے لئے) جب بازو پر بند باندھا جاتا ہے، تو اکثر اوقات (بند کے نیچے) **انتفاخ عروق** لاحق ہوا کرتا ہے، یعنی گاہے شریان پھول جایا کرتی ہے[1]، اور گاہے باسلیق۔ بہرحال ان دونوں میں سے جونسی صورت بھی ہو، اس وقت مناسب یہ ہے کہ بند

[1] بازو کے باندھنے سے بند کے نیچے کی شریان پھول جائے، اور ورید نہ پھولے، یہ ناممکن ہے۔ ہاں یہ ضرور ممکن ہے کہ بند کے نیچے کی محض وریدیں پھول جائیں، اور شریان کا پھولنا ممتاز طور پر نہ ظاہر ہوسکے؛ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں پھول جائیں، یا دونوں نہ پھول سکیں۔ چنانچہ بند کی سختی کے وقت یہ ممکن ہے کہ دونوں نہ پھولیں، اور حرکت شریانی تک بند ہوجائے +

یعاود العصب فان عاد عیند کھول دیا جائے، اور اس انتفاخ کو نرمی کے ساتھ ملا جائے (اگر انتفاخ جلد زائل ہو جائے۔ تو سمجھنا چاہیے کہ یہ شریان پھولی ہوئی ہے، ورنہ ورید)؛ اس کے بعد پھر بند باندھا جائے۔ چنانچہ اگر پھر وہی انتفاخ عود کر آئے، تو پھر بند کھول کر اسی طرح ملا جائے +

اس مقام پر **شارحین قانون** لکھتے ہیں: شریانی اور وریدی انتفاخ میں فرق یہ ہے کہ بند کے کھولنے کے بعد شریانی انتفاخ زود تر زائل ہو جایا کرتا ہے، اور وریدی انتفاخ دیر میں +

لیکن یہ مسئلہ بہت حد تک قابل غور ہے، کیونکہ بند لگانے کے بعد وریدیں تو اس لئے پھول جاتی ہیں کہ خون کی بازگشت بند ہو جاتی ہے۔ اور شریان اسلئے پھول سکتی ہے کہ جب وریدوں میں خون کا ازدحام ہوگا، اور عروق شعریہ تک خون سے پُر ہو جائینگی۔ تو آخر کار شریانیں اپنے خون کو آگے ڈھکیل نہ سکیں گی، اور وہ پھولنے اور تننے پر مجبور ہو جائینگی +

اس امر محقق کے بعد یہ کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ "بند کھولنے کے بعد شریانی انتفاخ جلد تر زائل ہوا کرتا ہے"۔ شریانی انتفاخ کا زائل ہونا تو اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے بند کے نیچے کی وریدیں اپنے خون کو اوپر روانہ کر دیں، اس کے بعد شریان کو موقع ملیگا، کہ وہ اپنے خون کو عروق شعریہ کی طرف ڈھکیل سکے۔ واللہ اعلم بالصواب +

فان لم یغن فما علیك لو ترکت الباسلیق و فصدت الشعبة المسماة بالابطیة وھو الذی علی الانسی الساعد الی اسفل

اگر (اس کھولنے اور ملنے سے) کوئی فائدہ نہ پہونچے (اور ورید و شریان میں اس طرح امتیاز نہ ہو سکے)، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ باسلیق کی فصد ترک کر کے اُس وریدی شاخ کی فصد کھولی جائے، جسے اِبطی (یا: باسلیق اِبطی) کہا جاتا ہے اور جو کلائی کے اندرونی حصے (بطن ساعد = انسی ساعد) میں (باسلیق سابق سے) نیچے ہوا کرتی ہے +

وکثیرا ما یغلط النفخ

تشذرہ (بند باندھنے سے جو رگیں پھول جایا کرتی ہیں)، بسا اوقات یہ انتفاخ غلطی کا باعث بن جایا کرتا ہے (جس کی وجہ **شیخ** ذیل میں اس طرح بیان کرتا ہے):

وکثیرا ما یسکن الربط والنفخ من نبض الشریان و یعلیه و یشھقه فیظن وریدا او یفصد

بسا اوقات بند باندھنے سے اور شریان کے (بہت زیادہ) پھول جانے سے شریان کی تڑپ بند ہو جایا کرتی ہے اور وہ اُوبھر کر بلند ہو جایا کرتی ہے، جسے ورید سمجھا جاتا ہے،

اور اسکی فصد کر دی جاتی ہے +

وإذا ربطت اي عرق كان فحدث من الربط عليه اشباه العدس والحمص فافعل به ما قلناه في الباسليق

شذرہ جب کسی رگ (کی فصد کے وقت اسکو نمایاں کرنے اور پھلانے کے لئے کسی عضو) کو بندسے باندھا جاتا ہے، اور اس رگ پر (امتلاء و انتفاخ کی حالت میں) مسور اور چنے کی سی بلندیاں پیدا ہو جاتی ہیں، تو اس وقت (اسکے ازالہ کے لئے) وہی تدبیر کرنی چاہیئے، جو ابھی ہمنے باسلیق میں بتائی ہے (یعنی بند کو کھول دینا۔ اور نرمی کے ساتھ ملنا) +

والباسليق كلما انحطت في فصده الى الذراع فهو اسلم

باسلیق کی فصد، کو جہاں تک کلائی میں نیچے اوتارا جائے، اُسی قدر وہ بے خطر ہے +

کیونکہ کلائی کے موڑکے پاس اور اس سے اوپر باسلیق کی مجاورت میں اعصاب، شریان، اور وتر ہوتے ہیں، جنکے کٹ جانے کا ڈر ہے +

وليكن مسلك المبضع في خلاف جهة الشريان من العرق

باسلیق کی فصد کے وقت نشتر کی رفتار اس رگ میں شریان کی رفتار کے خلاف (اور شریانی سمت سے حتما امکن دور) ہونی چاہیئے (تاکہ شریان کٹنے سے بچ جائے) +

وليس الخطأ في الباسليق من جهة الشريان فقط بل تحته عضلة وعصبة يقع الخطأ بسببهما ايضا قد خبرناك بهذا

باسلیق کی فصد میں جو غلطی کا اندیشہ ہے، اسکی وجہ صرف یہی نہیں ہے کہ اسکی مجاورت میں شریان (عضدی) ہوتی ہے، بلکہ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اسکے نیچے (یا اس کی مجاورت میں) عضلہ (ذات الراسین کا وتر) اور عصب ہوتا ہے۔ جنکی وجہ سے بھی غلطی ہو سکتی ہے، اور جس سے تمہیں ہم (تشریح میں) باخبر کر چکے ہیں +

بازو کے زیرین حصے میں اور کہنی کے قریب باسلیق کے سامنے اور پیچھے عصب[1] جلدی انسی کی شاخیں پائی جاتی ہیں، اور جو تشریح سے ایک امر محقق ہے +

وعلامة الخطأ في الباسليق وصابة الشريان ان يخرج الدم رقيقا

باسلیق کی فصد میں غلطی سے شریان کے مجروح ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ فصد کے مقام سے رقیق اور اشقر خون

---

[1] اس عصب کا دوسرا نام: عصب جلدی عضدی مقدم وسطانی +

اشتریشب وثبا ویلین بعدہ المجسۃ فینخفض | (دم شریانی) کو دکر خارج ہوتا ہے، اور خون کے نکل جانے کے بعد وہاں کا ملمس نرم ہو کر دب جاتا ہے +

فبادر حینئذ والقمر فمہ المبضع شیئامن وبرالارنب مع شئ من دقاق الکندر ودم الاخوین والصبر والمر مع شئ من القلقطار والزاج ورش علیہ الماء البارد ما امکن وشدہ من فوق الفصد واربطہ رباطاً شدیداً بشد حابس | لہٰذا ایسے وقت میں جلد تر (خون کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے، جس کی صورت یہ ہے کہ) خرگوش کی اُون (مصفیٰ وطاہر) تھوڑے دقاق کندر اور دم الاخوین کے ساتھ، ایلوا، مرکی یا تھوڑی سی قلقطار (زاج اصفر) اور کسیس کے ساتھ شگاف کے منہ میں بھر دینا چاہیے (اِلقام)، اور زخم پر جتنا ہو سکے، ٹھنڈا پانی چھڑکنا چاہیے (کیونکہ سردی کی وجہ سے عرق کے الیاف عضلیہ سکڑ جاتے ہیں)۔ نیز مقام فصد سے اوپر اچھی طرح کسکر بند لگا دینا چاہیے، جس سے جریان خون بند ہو جائے +

فاذا احتبس فلا یحل اشد ثلثۃ ایام وبعد الثلثۃ یجب علیك ان تحتاط ایضاً ما امکن فضمد الناحیۃ بالقوابض | جب اس بندش سے خون بند ہو جائے، تو اسے تین روز تک بالکل نہ کھولنا چاہیے (تاکہ اس عرصہ میں جراحت کا التحام واندمال ہو جائے)؛ اور تین روز کے بعد بھی بند کے کھولنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ نیز مقام جراحت (ناحیۂ جراحت) پر قابضات کا ضماد کرنا چاہیے +

فوقانی بند لگانے میں بعض اوقات یہ بھی اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اُس عضو میں شریانی خون نہ پہونچنے کی وجہ سے غانغرانا نہ پیدا ہو جائے؛ اسلئے اس میں پوری ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اوپر کے بند کو زیادہ کسنے اور عرصہ تک بند جاری رکھنے کی بجائے اِلقام کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیے +

وکثیر من الناس من یبتر شریانھم وذلك لیتقلص العرق وینطبق علیہ اللحم فیحبسہ | **بترشریانی** بہت سے لوگوں میں (شریانی نزف الدم کو روکنے کے لئے) یہ تدبیر اختیار کی جاتی ہے کہ اُن کی شریان میں عَمَلِ بَتر کر دیا جاتا ہے (یعنی کھلی ہوئی شریان کو کاٹ کر کے دو کر دیا جاتا ہے)۔ تاکہ (اس عمل سے) شریان کی یہ دونوں کٹی ہوئی شاخیں سکڑ جائیں، اور گوشت (عضلات) کے نیچے دب کر ان سے جریان خون بند ہو جائے +

وکثیر من الناس مات بسبب | **شذرہ** بعض لوگ جریان خون (نزف الدم کی کثرت) سے

نزف الدم

ہلاک ہوجایا کرتے ہیں +

ومنهم من مات بسبب شدة وجع الربط الذی اريد بشدة منع دم الشريان حتی صار العضو الی طريق الموت

شذرہ بعض لوگ اس وجہ سے ہلاک ہوجایا کرتے ہیں کہ شریانی خون کو روکنے کے لئے اسقدر کسکر بند لگایا جاتا ہے کہ وہ عضو مرنے لگتا ہے (غانغرانا)، اور اس سے سخت اذیت وتکلیف لاحق ہوتی ہے +

واعلم ان نزف الدم قد يقع من الاوردة ايضًا

شذرہ یہ بھی یاد رکھو کہ نزف دم (جس طرح گاہے شریانوں سے ہوا کرتا ہے، اسی طرح) گاہے وریدوں سے بھی ہوا کرتا ہے +

مختلف عروق کی فصد کے اغراض ومنافع

ذیل میں مختلف عروق کی فصد کے جو اغراض ومقاصد بتائے گئے ہیں، دوران خون کی صحت کو تسلیم کرلینے کے بعد (جس میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے) قابل غور ہوجاتے ہیں کیونکہ تمام اعضاء میں خون قلب سے شرائین کے ذریعہ آیا کرتا، اور وریدوں کی راہ واپس جایا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر قیفال، باسلیق، ابطی، اکحل، حبل الذراع، اور اسیلم پر غور کیا جائے، تو ان کی راہ ہاتھ کا وہی خون قلب کی طرف واپس ہوا کرتا ہے، جو ان میں قلب سے براہ شرائین آیا کرتا ہے۔ نہ قیفال کو براہ راست سر اور چہرے سے تعلق ہے، نہ باسلیق کو تنور بدن کے ساتھ تخصیص ہے، نہ دائیں اسیلم کو جگر کے ساتھ، اور نہ بائیں اسیلم کو طحال کے ساتھ۔ وعلیٰ ہذا القیاس دوسری رگیں +

واعلم ان القيفال يستفرغ الدم اکثر من الرقبة وما فوقها وشيئا قليلا مما دون الرقبة ولا يجاوز حد ناحية الكبد والشراسيف ولا ينقی الشراسيف والاسافل تنقية يعتد به

قیفال کی فصد قیفال کی فصد سے زیادہ تر خون گردن سے اور گردن کے اوپر کے اعضاء سے خارج ہوتا ہے؛ اور قدرے قلیل گردن کے نیچے کے اعضاء سے بھی، (جنکی آخری حد نیچے کی طرف) ناحیۂ جگر اور ناحیۂ شراسیف ہے؛ اس حد سے آگے قیفال کا اثر تجاوز نہیں کرتا۔ شراسیف اور زیرین اعضاء کا تنقیہ اگر قیفال کی فصد سے کچھ ہوتا بھی ہے، تو وہ اسقدر قلیل اور ناکافی کہ وہ کسی شمار میں نہیں آسکتا +

والاكحل متوسط الحكم بين القيفال والباسليق

اکحل کی فصد اکحل کی فصد (تنقیہ اور اخراج خون کے بارہ میں) قیفال اور باسلیق کے درمیان ہے (یعنی اس سے قیفال اور باسلیق، دونوں، کے منافع حاصل ہوتے ہیں) +

والباسليق يستفرغ من نواحی

باسلیق کی فصد باسلیق کی فصد سے تنوّر بدن کا، اور تنور بدن

تنور البدن الی اسفل التنور
سے نیچے تک کے اعضاء کا (ٹانگوں تک کا) تنقیہ حاصل ہوتا ہے +

تنور بدن سے مراد وہ جوف بدن ہے جس کے اندر احشاء واقع ہیں (آملی) اور احشاء سے مراد احشاء صدر و بطن، دونوں، ہیں؛ کیونکہ باسلیق کی فصد کے منافع میں جن اعضاء کے امراض کو شارحین نے شمار کیا ہے، ان میں دونوں مقامات کے اعضاء آگئے ہیں +

وحبل الذراع مشاکل للقیفال
حبل الذراع حبل الذراع کی فصد قیفال کی فصد کے مشابہ ہے (دونوں کا عمل ایک جیسا ہے) +

والاسیلم یذکر انہ ینفع الایمن منہ من اوجاع الکبد والایسر من اوجاع الطحال وانہ یفصد ولا یعصب حتی یرقأ الدم بنفسہ
اُسَیلِم اسیلم کے متعلق یہ بتایا جاتا ہے کہ دائیں اسیلم امراض جگر کے لئے مفید ہے، اور بائیں اسیلم امراض طحال کے لئے۔ علیٰ ہذا یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ اسیلم کی فصد کھولنے پر پٹی اُس وقت تک نہ باندھنی چاہئے، جب تک اُس کا خون خود بخود بند نہ ہو جائے (کیونکہ اسیلم ایک باریک ورید ہے؛ اسکا خون تھوڑی دیر کے بعد خود بخود بند ہو جایا کرتا ہے) +

ویحتاج ان یوضع الید المفصودۃ فی ماء حار لئلا یحتبس الدم ویخرج بسہولۃ ان کان الدم ضعیف الانخفاز کما ھو فی الاکثر من مفصودی الاسیلم
اسیلم کی فصد میں اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ جس ہاتھ کی فصد کھولی گئی ہے، اسے (نشتر لگانے کے بعد) گرم پانی میں ڈالا جائے، تاکہ خون کا نکلنا بند نہ ہو جائے (پانی کی حرارت کی وجہ سے رگ منقبض ہو کر بند نہ ہونے پائے)، اور خون بسہولت خارج ہوتا رہے۔ ایسا اُس وقت کیا جاتا ہے، جبکہ خون زیادہ زور سے خارج نہیں ہوتا؛ چنانچہ بیشتر لوگوں کی فصد اسیلم میں یہی صورت ہوا کرتی ہے (اور ایسا بہت کم مشاہدہ میں آیا ہے کہ اسیلم کی فصد سے خون بہت تیزی سے کود کر خارج ہو رہا ہو) +

وافضل فصد الاسیلم ما کان طولا
اسیلم کی فصد (عرضاً اور وراباً کرنے سے) بہتر یہی ہے کہ طولاً کی جائے +

والابطی حکمہ حکم الباسلیق
ابطی ابطی کی فصد کا حکم باسلیق کی فصد کے مطابق ہے (یعنی باسلیق کی فصد سے جہاں کا خون خارج ہوتا ہے، ابطی کی فصد سے بھی وہیں کا خون نکلتا ہے) +

واما الشریان الذی یفصد من الید | **ہاتھ کی شرائین مفصودہ** | دائیں ہاتھ کی جس شریان
الیمنی فھو الذی علی ظھر الکف کی فصد کھولی جاتی ہے، یہ پشتِ کف پر سبابہ اور انگوٹھے
ما بین السبابۃ والابھام کے درمیان پائی جاتی ہے +

اس مقام پر ید کے نیچے جو شریان تڑپتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، یہ شریان النبض کی وہ شاخ ہے، جو شریان مذکور سے شروع ہوتی ہیں: دو شاخوں — ظہرالابہام وظہرالسبابہ — میں منقسم ہوکر انگوٹھے اور سبابہ کی متصلہ سطحوں میں پھیل جاتی ہے +

وھو عجیب النفع من اوجاع الکبد اس کی فصد جگر اور حجاب حاجز کے مزمن امراض میں
والحجاب المزمنۃ نہایت ہی عجیب نفع ہوجاتی ہے +

وقد رأی جالینوس ھذا جالینوس، جبکہ جگر کے کسی مرض میں مبتلا تھا، اس نے
فی الرؤیا کان آمرًا امرہ بہ لوجع خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اسے ہدایت کر رہا ہے کہ "دائیں
کان فی کبدہ ففعل فعوفی ہاتھ کی اس شریان کی فصد کھول"۔ چنانچہ (بیدار ہونے کے بعد) جالینوس نے اس ہدایت کی تعمیل کی، اور وہ اپنے دُکھ سے شفایاب ہوگیا +

وقد یفصد شریان آخر امیل منہ گاہے ہاتھ میں ایک دوسری شریان کی بھی فصد کھولی
الی باطن الکف مقارب المنفعۃ جاتی ہے، جو شریان مذکور کے مقابلہ میں بطن کف کی طرف مائل
المنفعۃ ہوتی ہے۔ لیکن دونوں کا فائدہ قریب قریب ایک ہی ہے +

اس دوسری شریان سے مراد "شریان زندی اسفل" کا وہ حصہ ہے۔ جو بطنِ کف میں پایا جاتا ہے، اور جو شریان النبض کی ایک شاخ — راحی سطحی — سے ملکر "قوس راحی سطحی" بناتا ہے۔ یہ قوس لاغروں کی ہتھیلی میں اندر کی طرف تڑپتا ہوا محسوس ہوا کرتا ہے +

ومن احب فصد العرق من الید | قانون | جو شخص ہاتھ کی کسی رگ کی فصد کرنا چاہے (خواہ وہ رگ
فلم یتأت فلا یلحّن فی الملے والعصب ورید ہو، یا شریان)، اور اس میں کامیابی حاصل نہ ہو لیعنے
الشدید وتکریر البضع بل نشتر لگانے کے بعد خون کا اخراج نہ ہو)، تو رگ کے ابھارنے
لیترکہ یومًا او یومین فان دعت کے لئے ہاتھ کو زیادہ مروڑنا نہ چاہیئے (جیسا کہ فصادوں کا
الضرورۃ الی تکریر البضع دستور ہے) اور نہ بہت زیادہ کسکر پٹی باندھنی چاہیئے؛ اور
ارتفع عن البضعۃ الاولے نہ بار بار نشتر مارنا چاہیئے؛ بلکہ ایسی ناکامی کی صورت میں

ولا یحتاج عنها

ایک دفعہ رونہ کھول دینا ہی مناسب ہے (بشرطیکہ شریانوں سے
اسی روز فصد کرنے کی ضرورت ہو)۔ لیکن اگر ضرورت دوبارہ
نشتر لگانے اور اسی دن فصد کرنے کے لئے مجبور ہی کر دے
تو جس جگہ پہلے نشتر لگایا گیا ہے، دوسرا نشتر اس سے اوپر کی
طرف لگانا چاہئے۔ اس سے نیچے نہ لگانا چاہئے +

والرباط استدلاله یجب لورم ویکون بعد الفصد وتوطئتها بعد + الرباط ویبعد مصالحه موافق ویجب ان لا یزول الرباط الجید عن موضعه قبل الفصد وبعده +

پٹی زیادہ کسکر نہ باندھنا (بعض نسخوں میں) ورم کا باعث
بن جایا کرتا ہے جس کے لئے اچھا اور مناسب یہ ہے کہ گدی کو
گلاب یا ٹھنڈے پانی سے بھگو کر ٹھنڈا کیا جائے +

[قانون] یہ بھی مناسب ہے کہ پٹی جو فصد کرنے سے پہلے اور فصد
کرنے کے بعد لگایا جاتا ہے اس طرح نہ لگایا جائے کہ جلد اپنی جگہ
سے ہٹ جائے بلکہ پٹی باندھتے وقت یہ کوشش کی جائے کہ
جلد اپنی جگہ قائم رہے) +

فصد سے پہلے گدی جاری رکھنے کے لئے پٹی لگایا جاتا ہے، اور فصد کے بعد اخراج خون کو روکنے کے لئے چنانچہ
فصد لینے کے بعد پہلے پٹی کو ڈھیلا کر دیا جاتا ہے تاکہ خون آسانی کے ساتھ خارج ہو سکے۔ اور یہ خیال رہے کہ یہ
مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے، جبکہ جلد کی شگاف اور رگ کی شگاف کے مطابق ہو۔ لیکن اگر پٹی کی وجہ سے جلد
اپنی جگہ سے ہٹ گئی ہو اور پٹی کے ڈھیلا کرنے پر جلد اپنی جگہ پہنچ جائے تو اس صورت میں جلد کی شگاف اور رگ کی
شگاف کے مطابق سے ہٹ جائیگی اور اخراج خون میں رکاوٹ پیدا ہو جائیگی +

اسی طرح اگر دوسرے پٹی کی وجہ سے، جو فصد کے بعد لگایا جاتا ہے، جلد اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو
اس صورت میں یہ خرابی لازم آئے گی، کہ گدی (رفادہ) جو خون کو بند کرنے کی غرض سے باندھی جاتی ہے، وہ ٹھیک
رگ اور جلد کی شگاف پر نہیں رہے۔ اس وجہ سے پورا دباؤ ٹھیک مقام پر نہ پڑیگا، اور خون کے جاری ہونے کا
امکان رہیگا (گیلانی) +

ولا یجب ان تخفیف تصیر بشد الرباط علیها بسبب لخلاء العروق واحتباس الدم عنها

لاغر آدمیوں میں پٹی زیادہ کسکر باندھنے سے رگیں
نڈھال ہو جاتی ہیں (خون کی آمد ہی بند ہو جاتی ہے) اور ان کی
شدید ضرورت اخراج خون کے روکنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اس لئے
لاغروں میں رگوں کو ... کے لئے اگر پٹی لگایا جائے

تو اسے اتنا زیادہ نہ کسا جائے کہ خون کی آمد ہی رُک جائے) +

والابدان السمینۃ فان الارخاء لا یکاد یظھر العرق فیھا مالم یشد

فربہ لوگوں میں (شحم ولحم کی کثرت کی وجہ سے) چونکہ ارخاء ہوا کرتا ہے، اس لئے ان میں تاوقتیکہ بند کو زیادہ کسا نہ جائے، رگیں نمودار نہیں ہوا کرتی ہیں +

وقد یتلطف بعض الفصادین فی اخفاء الوجع فیجذ الید اشد الربط و ترکہ ساعۃ

[نصد کی تکلیف کو کم کرنا] بعض ہوشیار فصاد نشتر کے درد کو کم کرنے کے لئے یہ ترکیب کرتے ہیں کہ ہاتھ کو سُن کرنے کے لئے بند کو خوب کسکر باندھ دیتے؛ اور تھوڑی دیر تک اسی حالت میں چھوڑ دیتے ہیں +

ومنھم من یمسح الشعیرۃ اللینۃ بالدھن وھذا کما قلنا یخفف بہ وجعہ و یبطؤ التحامہ

اور بعض فصاد اس مقصد کے لئے نشتر کے تیز سرے (شعیرہ: جَوَا) پر تیل مل لیتے ہیں۔ اس عمل سے، جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں، اگرچہ درد میں کمی ہو جاتی ہے۔ لیکن زخم فصد کا اندمال (روغن کی وجہ سے) بدیر ہوتا ہے +

واذا لم تظھر العرق المذکورۃ فی الید وظھرت شعبھا فلیغمز بالید علی الشعب مسحا فان کان الدم عند مفارقۃ المسح ینصب الیھا بسرعۃ فینفھا فصد و الا لم تفصد

[شذرہ] اگر ہاتھ کی مذکورہ بالا رگیں (اختلافِ خلقت کی وجہ سے) نمودار نہ ہوں، بلکہ بجائے ان کے دوسری شاخ نمودار ہو، تو اس شاخ کو ہاتھ سے دبا کر ملا جائے؛ چنانچہ اگر مالش کے ختم ہونے پر اُس شاخ میں تیزی کے ساتھ خون آ جائے، یعنی وہ تیزی کے ساتھ پھول جائے، تو (اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس وقت اصلی ورید کی جگہ) اسی شاخ میں فصد کھولی جائے، اور اگر اس میں اس عمل سے خون تیزی کے ساتھ نہ آئے تو اسکی فصد نہ کھولی جائے +

واذا ارید الغسل جذب الجلد لیستر البضع وغسل ثم رد الی موضعہ وھذہ مت الزیادۃ وغیرھا الکریۃ وعصبت

[قانون] (فصد کرنے کے بعد) جب ہاتھ دھونا چاہیں، تو دھوتے وقت جلد کو اس طرح کھینچ لینا چاہئے کہ رگ کے شگاف کو جلد ڈھانک لے (تاکہ شگاف کی راہ ورید کے اندر بیرونی چیز و نجو داخل ہونے کا موقع نہ ملے)؛ دھونے کے بعد جلد کو چھوڑ دیا جائے، تاکہ وہ اپنی جگہ لوٹ جائے۔ پھر اس شگاف پر رفادہ

لہ یعنی ایک شئے رِخوُ (نرم چیز) درمیان میں حائل ہوتی ہے +

(گدی) رنگکر پٹی سے اسے باندھ دیا جائے۔ گدی کے لئے بہترین شکل یہ ہے کہ وہ گردی ہو (گول ہو) بشرطیکہ تثنیہ فصد مقصود ہو۔ ورنہ بقول گیلانی گول سے بہتر مستطیل ہے۔ مثلاً چوکور) +

وإذا مال على وجه البضع تحجر يجب أن يجلى بالمرفق ولا يجوز أن يقطع وهؤلاء لا يجب أن يطمع في تثنيتهم من غير بضع

قانون: جب شگاف کے منہ پر چربی آجائے، تو یہ جائز نہیں ہے کہ اسے کاٹ دیا جائے، بلکہ مناسب یہ ہے کہ اسے نرمی سے ہٹا دیا جائے۔ ایسے لوگوں میں تثنیہ اور تکرار عمل کی آرزو ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔ تا وقتیکہ دوسرا نیا شگاف (کسی دوسرے مقام پر) نہ لگایا جائے +

یعنی ایسی حالت میں یہ ہرگز مناسب نہ ہوگا کہ تثنیہ فصد کے وقت اسی شگاف کی چربی ہٹا کر خون نکال لیا جائے، بلکہ دوسرا شگاف دوبارہ کسی دوسرے حصے میں لگانا پڑیگا +

واعلم أن لحبس الدم وشد البضع وقتا محدودا وأوقات كان مختلفا فمن الناس من يحتمل ولو في حمى خمسة أو ستة أرطال من الدم ومنهم من لا يحتمل في الصحة أخذ رطل

خون کے روکنے کا وقت: معلوم ہونا چاہیے کہ فصد کے وقت خون کے روکنے اور شگاف فصد کو باندھنے کا ایک معین و محدود وقت ہے۔ اگرچہ لوگوں کے اختلاف حالات کے لحاظ سے اس وقت کے حدود میں کم و بیش اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض لوگ خواہ بخار میں مبتلا ہوں، پانچ چھ رطل تک خون خارج کرانے کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ اور بعض لوگ باوجود صحت و تندرستی کے ایک رطل اخراج خون کو برداشت نہیں کر سکتے +

لكن يجب أن يراعي في ذلك أحوال ثلثة

لیکن فصد کے وقت خون کے خارج کرنے میں تین باتوں کو دیکھنا چاہیئے:

أحدها ما حفز الدم واسترخاؤه

(۱) خون کو دیکھنا۔ زور سے خارج ہو رہا ہے، یا کمزوری کے ساتھ (چنانچہ اگر خون سستی سے خارج ہو رہا ہے، تو فوراً روک دینا چاہیئے) +

والثاني لون الدم وربما غلط كثيرا بأن يخرج أول ما يخرج منه رقيقا أبيض وإذا كان هناك

(۲) خون کا رنگ: (چنانچہ فصد کے وقت جب تک خون کا رنگ سیاہی مائل ہو، اس وقت تک سمجھنا چاہیے کہ ابھی اسکا بند کرنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن یہ اصول دائمی اور کلی

علامات الامتلاء واوجب الحال الفصد فلا تغترن بذلك

نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ فرماتے ہیں:) بسا اوقات خون کا رنگ مغالطہ میں مبتلا کر دیا کرتا ہے؛ یعنی فصد کے وقت اول اول جو خون خارج ہوتا ہے، وہ رقیق اور سفید ہوتا ہے (یعنی کم سُرخ ہوتا ہے ایسی حالت میں رنگِ خون کے علاوہ دوسرے حالات پر غور کرنا چاہیئے) چنانچہ ایسی حالت میں اگر امتلاء دموی کی علامتیں موجود ہوں، اور مریض کے حالات فصد کو ضروری گردان رہے ہوں، تو ایسے خون کے خارج ہونے سے دھوکے میں نہ پڑ جانا چاہیئے (اور ڈر کر خون نہ بند کر دینا چاہیئے بلکہ بقدر برداشت خون نکال ہی لینا چاہیئے)۔

وقد یغلط لون الدم فی صاحب الاورام لان الورم یجذب الدم الی نفسہ

اسی طرح گاہے ورم کی حالت میں خون کا رنگ دھوکے میں ڈال دیا کرتا ہے، کیونکہ ورم خون کو اپنی طرف جذب کر لیا کرتا ہے۔

یعنی ورم کی حالت میں خون زیادہ تر مقام ورم کی طرف منجذب ہو جایا کرتا ہے، جو مقام فصد سے دور ہوتا ہے، اسلئے فصد کے وقت جو خون خارج ہوتا ہے، وہ زیادہ غلیظ و سیاہ نہیں ہوتا، بلکہ شوخ سُرخ ہوتا ہے اسلئے رنگ کو دیکھکر خون کو بند کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک دھوکہ ہے؛ ایسی حالت میں خون کی اس رنگت کو دیکھکر بند نہ کرنا چاہیئے۔

والثالث النبض یجب ان لا یفارقہ

(۳) نبض کے حالات پر (فصد کے وقت) برابر غور کرتے رہنا چاہیئے (اور فصاد کا ہاتھ نبض سے الگ نہ ہونا چاہیئے)۔

فاذا خار الحفر او تغیر لون الدم او صغر النبض وخصوصاً اسے ضعف فاحبس وکذلك ان عرض عارض کتثاؤب وتمط وفواق وغثیان

چنانچہ جب فصد کے وقت خون کا بہاؤ (زور کے بعد) کمزور ہو جائے، یا جب خون کا رنگ بدل جائے (یعنی خون کے نکلتے نکلتے سیاہی کے بعد شوخی آجائے)، یا جب نبض میں (عظم کے بعد) صغر پیدا ہو جائے، اور خصوصاً جبکہ نبض ضعیف ہو جائے، تو خون کو روک دینا چاہیئے۔ اسی طرح اُس وقت بھی خون کا بند کر دینا ضروری ہے، جبکہ جمہائی، انگڑائی، ہچکی، اور متلی جیسے عوارض لاحق ہو جائیں۔

فان اسرع تغیر اللون بل الحفن فاعتمد فیہ النبض

اگر فصد کے وقت بہت ہی جلد خون کا رنگ بدل جائے، یا بہت ہی جلد خون کے بہاؤ میں تبدیلی آجائے (یعنی بہاؤ میں بہت ہی جلد کمزوری آجائے) تو ایسے وقت میں (خون کو بند کرنے کے لئے) نبض کی حالت پر اعتماد کرنا چاہئے +

یعنی جب تک نبض میں صغر و ضعف لاحق نہ ہو، اُس وقت تک محض رنگ کو دیکھکر، یا بہاؤ کو کمزور پاکر خون کو بند نہ کردینا چاہئے +

واسرع الناس مبادرۃً الیہ الغشی ھم الحار والمزاج النحاف المتخلخل ابدانھم

فصد سے جن لوگوں میں جلد تر غشی لاحق ہو سکتی ہے، وہ گرم مزاج کے لاغر اشخاص ہوتے ہیں، جنکا بدن متخلخل ہوا کرتا ہے +

وابطأھم وقوعًا فیہ الابدان المعتدلۃ المکتنزۃ اللحم

اور غشی کے وقوع سے دور تر وہ لوگ ہیں، جن کا بدن (لاغری و فربہی کے لحاظ سے) اوسط درجہ کا ہوتا ہے، اور جن کا گوشت ٹھوس ہوتا ہے +

قالوا یجب ان یکون مع الفصاد

فصاد کے ساتھ کیا کیا سامان رہنا چاہئے

لوگوں نے بتایا ہے کہ فصاد کے ساتھ یہ سامان ضرور رہنا چاہئے :-

مباضع کثیرۃ ذات شعیرۃ وغیر ذات شعیرۃ وذات الشعیرۃ اولی بالعروق الزوالۃ کالوداج

(۱) بہت سے نشتر، باریک نوکدار، اور بغیر نوک کے (مَبَاضِع ذات شعیرہ: نشتر جنکے سرے باریک اور نوکدار ہوں، گول نہ ہوں) ؛ چنانچہ نوکدار نشتر اُن رگوں کیلئے مناسب ثابت ہوا کرتے ہیں، جو اپنی جگہ سے (فصد کے وقت) ٹل جانے والی ہوں (اور اُنپر نشتر کا دباؤ پوری طرح نہ پڑ سکتا ہو) جیسے گردن کی ورید — وداج +

وان یکون معہ کُبّۃٌ من خز وحریر ومقیأ من خشب او ریش

(۲-۳) فصاد کے ساتھ ریشم کی ایک گولی (یا: پنڈی) ہونی چاہئے، نیز قے کرانے کا ایک آلہ (مِقْیَا)، جو لکڑی یا پر کا بنا ہوا ہو +

وان یکون معہ وبر الارنب ودواء الصبر والکندر ونافجۃ المسک ودواء المسک واقراص المسک

(۴) علی ہذا فصاد کے ساتھ بطور سامان کے خرگوش کی اون، دوا صبر و کندر، نافۂ مشک، دواء المسک، اور اقراص مشک ہونے چاہئیں +

حتی اذا عرض غشی وهو احد ما یخاف فی الفصد وربما لم یفق صاحبه فبادر فالقم الکبة وقیأه بالآلة وشممه النافجة وجرعه من دواء المسك واقراص شیئا فینعش قوته

(فصاد کے ساتھ ان چیزوں کے رہنے کی غرض یہ ہے کہ) اگر فصد کے وقت غشی طاری ہوجائے — جو فصد کے خطرات میں سے ایک خطرہ ہے، اور وہ بھی ایسا خطرہ کہ بعض اوقات مریض اس غشی سے جانبر بھی نہیں ہونے پاتا — تو جلدی سے ریشم کی گولی کو (دانت کھول کر) منہ میں داخل کردیا جائے (اس طرح کی کہ یہ گولی دانتوں کے درمیان محض ایک جانب رہے، اور دوسری جانب کھلی رہے)، آلۂ قے سے قے کرائی جائے، نافۂ مشک سنگھایا جائے، اور کسی قدر دواء المسک، یا قرص کافور کھلائے جائیں، تاکہ مریض کی قوت بر انگیختہ ہوجائے (اور اسکی بیہوشی ہوش میں تبدیل ہوجائے) +

وان حدث بثق دم بادر فحشاه بوبر الارنب ودواء الکندر

(اسی طرح فصاد کے ساتھ اون اور دواء کندر رہنے کی غرض یہ ہے کہ) اگر خون فصد تیزی کے ساتھ جاری ہو (اور معمولی تدابیر اور بندشوں سے بند نہ ہوتا ہو) تو بعجلت تمام خرگوش کے اون اور دواء کندر سے شگاف کے مقام کو بھر دیا جائے +

وما اقل ما یعرض الغشی والدم بعد فی طریق الخروج بل انما یعرض اکثره بعد الحبس الا ان یفرط

شذرہ تعجب کی بات یہ ہے کہ فصد کے وقت جب تک خون بہتا رہتا ہے، غشی کمتر ہی لاحق ہوا کرتی ہے، اور زیادہ تر غشی اس وقت عارض ہوتی ہے، جبکہ خون روک لیا جاتا ہے؛ ہاں اگر خون بافراط نکل جائے، تو دوران فصد میں (خون بند کرنے سے پہلے) بھی غشی طاری ہوسکتی ہے +

علی انه لا یبالی من مقارنة الغشی فی الحمیات المطبقة ومبادی السکتة والخوانیق والاورام العظیمة المهلکة وفی الاوجاع الشدیدة ولا یعمل بذلك الا

علاوہ ازیں حمیات مطبقہ، اوائل سکتہ، خناق، بڑے بڑے مہلک اورام، اور شدید دردوں میں اگر فصد کی وجہ سے غشی طاری ہوجائے، تو اس کی پرواہ نہ کرنی چاہیے (اور بلا خوف تنقیہ کے لئے پورے طور پر خون نکالنا چاہیے)۔ لیکن ایسی دلیری اسی وقت کی جاسکتی ہے، جبکہ بدنی قوتیں قوی ہوں

اذا کانت القوة قویة	(ورنہ ظاہر ہے کہ ضعف کی حالت میں فصد کے وقت غشی تک کی پرواہ نہ کرنی خطرہ سے خالی نہیں) +
وقد اتفق علینا ان بسطنا القول بعد القول فی عروق الید بسطاً فی معان اخری ونسینا عروق الرجل وعروقا اخری فیجب علینا ان نصل کلامنا بھا	یہ کچھ عجیب اتفاق ہے کہ ہاتھ کی رگوں کے بتانے کے بعد بات میں بات نکلتی چلی گئی، اور بہت سے دوسرے مضامین بسط و تفصیل کے ساتھ ہم بیان کرتے چلے گئے، اور پاؤں کی رگوں، اور دوسری عروق کو بالکل بھول گئے، اسلئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب ہم اپنے اس بیان کو اُس بیان کے ساتھ جوڑ دیں +
نقول اما عروق الرجل فمن ذلك عرق النسا ویفصد عند الجانب الوحشی من الکعب اما تحتہ واما فوقہ ویشد ما فوقہ من الورک الی الکعب ویلف بلفافة او عصابة قویة والاولی ان یستحم قبلہ والاصوب ان یفصد طولا وان خفی فصدت من شعبة ما بین الخنصر والبنصر	**پاؤں کی رگیں** چنانچہ ہم بتاتے ہیں: پاؤں کی رگوں میں سے ایک **عِرْقُ النَّسَا** ہے، جس کی فصد[1] بیرونی گٹے کے پاس، گٹے سے اوپر یا نیچے، کھولی جاتی ہے۔ اسکی فصد کے وقت ٹانگ کو اوپر کی طرف کولھے سے گٹے (کے قریب) تک باندھتے، اور لفافہ[2] یا کسی مضبوط پٹی سے لپیٹتے ہیں (کیونکہ یہ ورید نسبتاً گہری ہے، اسلئے بدقت نمودار ہوتی ہے)۔ عرق النسا کی فصد میں پہلے حمام کرلینا بہتر ہے۔ نیز عرق النسا کی فصد طول میں کھولنا بہتر ہے۔ اگر یہ رگ نمودار نہ ہو، تو اس کی اُس شاخ کی فصد کھولنی چاہیئے، جو خنصر اور بنصر کے درمیان واقع ہے +
ومنفعة فصد عرق النسا فی عرق النسا عظیمة وکذلك فی النقرس وفی الدوالی وداء الفیل	عرق النسا کی فصد درد "عرق النسا" کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ اسی طرح مرض نقرس، دوالی، اور داء الفیل میں بھی یہ بہت مفید ہے +
وتثنیة عرق النسا صعبة	عرق النسا کی فصد میں عمل تثنیہ (تکرار فصد) دشوار ہے (کیونکہ یہ رگ گہری اور چھپی ہوئی ہوتی ہے) +

[1] بقول گیلانی: عرق النسا کی فصد اکثر فاس نامی آلہ سے کھولی جاتی ہے۔ [2] لفافہ: جس سے کسی عضو کو ملفوف کیا جاتا ہے لفافہ اُس لمبی دھجی کو بھی کہتے ہیں، جسے لپیٹ کر گول بنا لیا جاتا ہے +

ومن ذلك الصافن وهو علی الجانب الانسی من الکعب هو اظهر من عرق النسا	**صافن**[1]: پاؤں کی رگوں میں سے دوسری "صافن" ہے، جو اندرونی جانب گٹّے کے پاس واقع ہے۔ صافن بمقابلہ عرق النسار کے زیادہ نمودار ہوتی ہے +
ویفصد لاستفراغ الدم من الاعضاء التی تحت الکبد ولامالة الدم من النواحی العالیة الی السافلة ولذلك یدار الطمث بقوة ویفتح افواه البواسیر	صافن کی فصد اُن اعضار کے استفراغ وتنقیہ کے لئے مفید ہے، جو جگر سے نیچے واقع ہیں۔ نیز اس کی فصد اس مقصد کے لئے بھی کی جاتی ہے کہ بالائی اعضار کے خون کا امالہ زیریں اعضا کی طرف کیا جائے۔ اسی وجہ سے اس کی فصد شدید مدرّ حیض ہے، اور اس سے بواسیر کے مُنہ بھی کھل جاتے ہیں (یعنی اسکی وجہ سے بواسیری مسوں سے بند خون جاری ہوجاتا ہے) +
والقیاس یوجب ان یکون عرق النسا والصافن متشابهی المنفعة ولکن التجربة ترجح تاثیر عرق النسا فی وجع عرق النسا لشئ کثیر ولعل ذلك للمحاذاة	قیاس (اور عقلی استدلال) تو اس امر کو چاہتا ہے کہ عرق النسا اور صافن، دونوں کا فائدہ یکساں ہی ہو؛ لیکن تجربہ اس امر کا شاہد ہے کہ عرق النسا کی فصد درد عرق النسا میں بہت زیادہ مفید اور قابل ترجیح ہے؛ جسکی وجہ شائد دونوں کی محاذات ہو +

یعنی درد عرق النسا میں رگ عرق النسا کی فصد شائد اس وجہ سے زیادہ مفید ہو کہ جدھر ورید عرق النسا ہے، اُدھر ہی عصبۂ عریضہ بھی ہوتا ہے، جو درد عرق النسا کا موضوع ومحل ہے +

گیلانی فرماتے ہیں: عرق النسا جس طرح ایک رگ کا نام ہے، اسی طرح ایک درد کا بھی نام ہے۔ لیکن اس باہمی مشارکت سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ مرض اسی رگ میں ہوتا ہے۔ اس درد کا محل دراصل "عصبۂ عریضہ" ہے (جس سے زیادہ چوڑا بدن میں کوئی دوسرا پٹھہ نہیں) +

وافضل فصد الصافن ان یکون موربا الی العرض	صافن کی فصد کی بہترین صورت یہ ہے کہ ترچھے طور پر کی جائے، جو کسی قدر آڑی رفتار لئے ہوئے ہو +
ومن ذلك عرق مابض الرکبة ویذهب مذهب الصافن الا انه اقوی من الصافن فی درار	**عرق مابض رکبہ**: (اس ورید کا مقام مفصل رکبہ کا وہ حصہ یا جانب ہے، جدھر یہ جوڑ مُڑتا ہے، اور جسکو مابض کہا جاتا ہے)۔ اس کی فصد کے احکام ومنافع وہی

[1] صافن: یونانی لفظ ہے، جسکے معنے ظاہر اور عیاں کے ہیں۔ اسی ورید کو عربی میں اسلم بھی کہا جاتا ہے +

الطمث وفي أوجاع المقعدة والبواسير

ہیں، جو فصد صافن کے ہیں، لیکن حدت استفراغ کے بمقابلہ صافن کے اور حیض، اوجاع مقعد و بواسیر تک زیادہ قوی اور خوب تر ہے۔

ومن ذلك العرق الذي خلف العرقوب وكأنه شعبة من الصافن ويذهب مذهبه

عرق خلف العرقوب: پاؤں کی چوتھی ورید ہے جو عرقوب (ایڑی کا عقب) یعنی ایڑی کی نس کے پیچھے واقع ہے۔ گویا یہ صافن کی ایک شاخ ہے۔ اور اس کے منافع بھی اسی کے مطابق ہیں۔

وفصد عروق الرجل بالجملة نافع من الأمراض التي تكون عن مواد مائلة إلى الرأس ومن الأمراض السوداوية وإضعافه للقوة أشد من إضعاف فصد عروق اليد

خلاصہ یہ ہے کہ پاؤں کی رگوں کی فصد ان امراض میں مفید ہے۔ جنکے مواد کی توجہ اور میلان سر کی طرف ہو، اسی طرح یہ امراض سوداویہ میں بھی مفید ہے۔ لیکن پاؤں کی رگوں کی فصد بمقابلہ ہاتھ کی عروق کی فصد کے قوی میں ضعف زیادہ پیدا کرتی ہے۔

"پاؤں کی فصد بمقابلہ ہاتھ کے ضعف زیادہ پیدا کرتی ہے۔" اسکی توجیہ و تعلیل شارحین نے جو کچھ بیان کی ہے، عقل و قیاس اسے گوارا نہیں کرتے۔

وأما العروق المفصودة التي في نواحي الرأس والأصداغ فيما خلا الودجين فيفصد منها وهذه العروق منها أوردة ومنها شرايين

نواحی سر کی عروق مفصودہ: ان کی، جو سر کے آس پاس کی ہیں جن رگوں میں فصد کھولی جاتی ہے، ان میں ودجین کے علاوہ، بہتر یہی ہے کہ فصد شریانی کھولی جائے۔ ان عروق میں بعض تو وریدیں ہیں۔ اور بعض شریانیں۔

فالأوردة مثل عرق الجبهة وهو المنتصب ما بين الحاجبين وفصده ينفع من ثقل الرأس وخصوصاً في مؤخره وثقل العينين والصداع الدائم المزمن

اوردہ میں سے ایک عرق الجبہہ: پیشانی کی رگ ہے۔ جو دونوں ابروؤں کے درمیان کھڑی ہوتی ہے۔ اس کی فصد گرانی سر سے خصوصاً جبکہ یہ گرانی سر کے پچھلے حصے میں ہو، گرانی چشم، ... اور پرانے درد سر کے لئے مفید ہے۔

والعرق الذي على الهامة وهو عرق

عرق الیافوخ: وہ رگ جو سر کے بالائی حصے

له یعنی ان کا فصل نہیں ہے، بلکہ وہ سب رگیں ہیں جو شریانات بھی رکھتے ہیں ... اور صلاحیت ہے۔

الیافوخ یفصد للشقیقة وقروح الرأس

(ھامہ: چندیا) پر واقع ہے، اور جس کا نام عِرقُ الیافوخ (چندیا کی رگ) ہے، اسکی فصد درد شقیقہ اور سر کے قروح کے لئے کی جاتی ہے +

وعرقا الصدغین الملتویان علی الصدغین

عِرقُ الصُّدغ: دونوں کنپٹی کی رگیں (بھی سر کی عروق مفصودہ میں داخل ہیں، جو) کنپٹیوں پر بل کھاتی ہوئی چلتی ہیں. (ان کی فصد شقیقہ، صداع مزمن، اور امراض چشم میں مفید ہے) +

وعرقا الماقین فی الاغلب لا یظهران الا بعد الخنق ویجب ان لا یغور البضع فیهما فربما صار ناصورًا وانما یسیل الدم منهما قلیلا ومنفعة فصدهما فی الصداع والشقیقة والرمد المزمن والدمعة والغشاوة وجرب الاجفان وبثورهما والعشا

عِرقُ الماق: (ماق اکبر، یا اندرونی گوشۂ چشم کی وریدیں) یہ وریدیں اکثر لوگوں میں اس وجہ سے ظاہر اور نمودار نہیں ہوتی ہیں کہ یہ گوشت میں دبی رہتی ہیں، لیکن جب گلا گھونٹا جاتا ہے (یعنی رومال وغیرہ سے جب گردن میں نرمی کے ساتھ پھندا لگا کر اسے اتنا کسا جاتا ہے کہ چہرہ سُرخ ہو جائے) تو یہ رگیں ابھر آتی ہیں. ان رگوں میں نشتر سے گہرا شگاف لگانا درست نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات گہرے نشتر کی وجہ سے اس مقام پر ناصور بن جایا کرتا ہے. فصد کے وقت ان رگوں سے خون تھوڑا ہی بہا کرتا ہے. ان عروق کی فصد درد سر، شقیقہ، رمد مزمن، دمعہ (ڈھلکا)، غشاوہ (دھولہ)، جرب الاجفان (کُھرے) پپوٹوں کے بثور، اور شبکوری کے لئے مفید ہے +

وثلاثة عروق صغار موضعها وراء ما یحقه طرف الاذن عند الالتصاق بالشعر واحد هذه الثلاثة اظهر

عِرق خلفَ الاُذُن: تین چھوٹی چھوٹی رگیں اور ہیں، جو اُس مقام کے پیچھے واقع ہیں، جہاں کان کا بالائی سرا سر کے بالوں سے ملاقی ہوتا ہے. ان تین میں سے کوئی ایک نسبتًا زیادہ نمودار ہوا کرتی ہے +

بقول گیلانی: یہ دراصل ایک رگ ہے. جو بعض لوگوں میں تین شاخوں میں منقسم ہو جاتی ہے، جس میں سے کوئی ایک شاخ زیادہ نمایاں ہوتی ہے، جسکی فصد کھولی جاتی ہے +

ویفصد من ابتداء الماء

اسکی فصد ابتداء نزول الماء میں نافع ہے، اور اُس

وقبول الراس لبخارات المعدة	حالت کے لئے بھی مفید ہے، جبکہ بخارات (اور اخلاط فاسدہ)
وینفع ذلك من قروح الاذن	معدہ سے سر کی طرف چڑھ رہے ہوں، اور سر انہیں قبول کر رہا
والقفا ومؤخر الراس	ہو۔ علیٰ ہذا کان، گُدی۔ اور سر کے پچھلے حصے کے قروح کے لئے بھی اسکی فصد سود مند ہے +
وینکر جالینوس ما یقال ان عرقی خلف الاذن یفصدھا المتبتلون لیبطل النسل	یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ "تارکین دُنیا اور صوفیائے کرام قوائے تناسلیہ کو باطل کرنے کی غرض سے کان کے پیچھے کی دونوں رگوں کی فصد کر دیا کرتے ہیں (انہیں کاٹ دیا کرتے ہیں) جالینوس اس قول کی صداقت و واقعیت سے انکار کرتا ہے + (عروق خلف الاذن اور قطع نسل)

دراصل یہ قول بقراط کا ہے، جسکی جالینوس نے تردید کی ہے۔ یہ تردید فی نفسہ بجا اور درست ہے؛ مگر شیخ نے اسکو شان بقراط کی عظمت و احترام کی وجہ سے اپنی طرف منسوب کرنے سے دریغ کیا، اور جالینوس کے انکار کو اُسی کے انکار کی شکل میں پیش کر دیا۔ گیلانی ۔

ابقراط نے کتاب المنی میں لکھا ہے کہ "منی دماغ میں تیار ہوتی ہے، اور عروق خلف الاذن کی راہ سے نیچے اوتر کر اوعیۂ منی تک پہونچتی ہے"۔ اس خیال کی تائید میں بطور شہادت کے یہ پیش کیا ہے کہ صقالبہ جب ترک دنیا کرنی چاہتے ہیں، اور خواہشات نفسانی اور شہوات تناسلی سے آزاد ہوکر اپنی عبادت گاہوں میں پڑے یادِ خدا میں لگے رہنا چاہتے ہیں، تو ان دونوں وریدوں کو کاٹ دیا کرتے ہیں" +

لیکن جالینوس کے اس خیال سے انکار کرنے کی بنا یہ ہے کہ "تجربہ اس کے خلاف شہادت دیتا ہے: یہ رگیں کاٹ دی جاتی ہیں، مگر شہوتِ باہ اور نسل میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ علاوہ ازیں تشریح بتاتی ہے کہ منی خصیہ میں، اور خصیہ کے آس پاس کی مخصوص عروق میں بنا کرتی ہے؛ نیز یہ کہ دماغ اور خصیوں کے درمیان کسی ورید کا وجود تشریح سے ثابت نہیں ہوتا، چہ جائیکہ یہ ثابت ہو کہ کسی ورید کی راہ دماغ سے منی خصیوں کی طرف اُترا کرتی ہے"۔

ہیجڑوں کی قسمیں: اس موقعہ پر شارحین ہیجڑوں (خصیوں) کی قسمیں بیان کرتے ہیں:
خصی[1] بنانے کی پانچ صورتیں ہیں۔
(۱) قضیب اور خصیے، دونوں، کاٹ دیے جائیں (یا بیکار کر دیے جائیں) +

[1] خصی کی جمع خِصیان ہے +

(۲) محض دونوں خصیے کاٹ دیئے جائیں (نکال دیئے جائیں، یا بیکار کر دیئے جائیں) +

(۳) محض قضیب کاٹ دیا جائے +

(۴) ان دونوں میں سے کوئی چیز کاٹی نہ جائے، بلکہ کنج ران کے پاس جلد میں شگاف دیکر اور قضیب کو اُسکے اندر رکھکر اس طرح ٹانکے لگا دیئے جائیں، کہ پیشاب کرنے کے لئے محض حشفہ باہر نکلا رہے +

(۵) ناف کے نیچے کی جلد میں شگاف دیکر قضیب کو اسی طرح داخل کیا جائے +

ان پانچ میں سے جن صورتوں میں خصیے بیکار کر دیئے جاتے ہیں، ان میں قوتِ باہ حقیقی طور پر مرجاتی ہے، اور جن صورتوں میں یہ قائم رہتے ہیں، ان میں قوتِ باہ اصالتاً منقطع نہیں ہوا کرتی ہے۔ لیکن قضیب فعل جماع سے عاجز ہوتا ہے +

ومن هذه الاوردة الوداجان وهما اثنان ويفصدان عند ابتداء الجذام والخناق الشديد وضيق النفس والربو الحار وبحة الصوت وذات الرية والبهر الكائن من كثرة دم حار وعلل الطحال والجنبين

وِدَاج: نواحی سر کی ا ردہ مفصودہ میں سے وِدَاجَیْن بھی ہیں، جو عدداً دو ہیں (ہر طرف ایک ایک)؛ وداج کی فصد ابتدائے جذام، خناق شدید، ضیق النفس، ربو حار، بحۃ الصوت، ذات الریہ، بُہر، جو گرم خون کی کثرت کی وجہ سے عارض ہو، امراض طحال، اور امراض جنب (مثلاً ذات الجنب وغیرہ) میں کی جاتی ہے +

ويجب على ما اخبرنا عنه قبل ان فصدها بمبضع ذى شعيرة

وداج کی فصد کے لئے مبضع ذی شعیرہ (نوکدار نشتر) ہونا چاہیئے، جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں +

واما كيفية تقئيده فيجب ان يميل فيه الرأس الى ضد جانب الفصد ليتوتر العروق ويتامل الجهة التى هى اشد نزوا فيوخذ من ضد تلك الجهة

فصد کے وقت وداج کو گرفت میں لانے کی صورت یہ ہے کہ جس جانب فصد کرنی ہو، اُس کے دوسری طرف سر کو موڑ دیا جائے (مثلاً اگر دائیں طرف فصد کرنی ہو، تو مریض کا سر اور راس کا منہ بائیں طرف پھیر دیا جائے)، تاکہ اس سے اس طرف کی رگیں تن جائیں۔ نیز اس امر پر بھی غور کیا جائے کہ کس جانب کی وداج زیادہ آزاد، متحرک۔ اور اپنی جگہ سے ہٹ جانے والی ہے؛ چنانچہ جس طرف یہ صورت زیادہ پائی جاتی ہو، اُس کے مخالف جانب کی فصد کھولنی چاہیئے +

ويجب ان يكون الى عرضا لا طولا

یہ بھی ضروری ہے کہ (فصد کے وقت رگ کو نمودار کرنے

كما يفعل بالصافن وعرق النسا ومع ذلك فيجب ان يقع فصده طولا

اور اُبھارنے کے لئے جو بند یا پٹی باندھی جاتی ہے، اس کی لپیٹ اور گردش گردن میں عرضًا ہونی چاہئے، جیسا کہ صافن اور عرق النسا میں کیا جاتا ہے (یعنی جس طرح ان رگوں کے اُبھارنے کے لئے ٹانگ میں عرضًا پٹی باندھی جاتی ہے)۔ لیکن اس کے ساتھ فصد میں نشتر کی رفتار طولاً ہونی چاہیے +

ومنها العرق الذي في الارنبة وموضع فصده المتشقق من طرفها الذي اذا غمز بالاصبع يفرق باثنين وهناك يبضع والدم السائل منه قليل

عِرْق اَرْنَبَہ: نواحی سر کی اور وہ مفصودہ میں میں سے عرق ارنبہ[1] بھی ہے۔ اس کی فصد کا مقام وہ ہے، جہاں ناک کا سرا دو حصوں میں پھٹا ہوا سا معلوم ہوتا ہے: یعنی جب اس مقام کو انگلی سے دبایا جاتا ہے، تو دونوں حصے الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ فصد کے وقت اسی مقام پر نشتر مارا جاتا ہے۔ اس رگ سے فصد کے وقت خون بہت ہی قلیل خارج ہوا کرتا ہے +

وينفع فصده من الكلف وكدورة اللون والبواسير والبثور التي تكون في الانف والحكة فيه لكنه ربما احدث حمرة لون هو منه تشبه السعفة وتفشو في الوجه فتكون مضرتها اعظم من منفعتها كثيرا

اس کی فصد کلف، رنگ کے تکدر، بواسیر، بثور الانف، اور ناک کی خارش (حکۃ الانف) کے لئے مفید ہے۔ لیکن گاہے اس کی فصد سے ایک قسم کی [illegible] سُرخی (باد شنام) پیدا ہو جاتی ہے، جو سعفہ (گنج) سے مشابہ ہوتی ہے۔ اور چہرہ پر پھیلی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے، تو اسکی فصد سے جو فوائد و منافع حاصل ہوتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ نقصان و مضرت حاصل ہوتی ہے +

والعروق التي تحت الخششاء مما يلي النقرة نافع فصدها من السدر الكائن من الدم اللطيف والاوجاع المتقادمة في الراس

عروق تحت الخُشَّاء: وہ رگیں جو زائدۂ حلمیہ (خُشَّاء[2]) کے نیچے، اور گدی کے قریب واقع ہیں، اُن کی فصد سدر کی اُس قسم کے لئے مفید ہے، جو لطیف خون سے پیدا ہوتا ہے؛ نیز یہ سر کے پرانے دردوں میں فائدہ بخشتا ہے +

[1] اَرْنَبَہ: ناک کا سرا، جو جوانوں میں پھٹا ہوا سا ہوتا ہے، یعنی دونوں کریاں بذریعہ ایک خفیف نشیب نما خط کے جدا معلوم ہوتی ہیں + [2] خُشَّاء: زائدۂ حلمیہ۔ وہ ہڈی جو کان کے پیچھے اُبھری ہوئی ہوتی ہے +

ومنہا الجہارگ وھی عروق اربعۃ علی کل شفۃ منہا زوج وینفع من قروح الفم والقلاع واوجاع اللثۃ واورامہا واسترخائہا وقروحہا والبواسیر والشقاق فیہا	**چہار رگ:** انہی اوردہ مفصودہ میں "چہار رگ" نامی رگیں بھی ہیں، جو عدداً چار ہوتی ہیں (جیسا کہ فارسی لفظ "چہار رگ" سے ظاہر ہے)، ہر ہونٹھ میں دو دو۔ ان کی فصد منہ کے قروح، قلاع، مسوڑھے کے اوجاع، اورام، استرخاء، قروح، بواسیر (بواسیر لثہ)، اور انشقاق کے لئے مفید ہے +

چہار رگ کی فصد ہونٹھوں میں اندر کی طرف پانچویں اور چھٹے دانت کی جڑوں کے درمیان کی جاتی ہے؛ اور دانت کا شمار ثنایا سے کیا جاتا ہے۔ ان رگوں کی فصد گول سر کے نشتر سے کی جاتی ہے، جسے قَرْدَہ کہا جاتا ہے، جسکی شکل چاقو سے مشابہ ہوتی ہے۔ گیلانی +

ومنہا العرق الذی تحت اللسان علی باطن الذقن ویفصد فی الخوانیق واورام اللوزتین	**عِرق تَحتَ اللّسان:** مذکورہ اوردہ مفصودہ میں سے ایک وہ رگ یا ورید بھی ہے، جو زبان کے نیچے، ذقن (ٹھوڑی) کے اندرونی جانب، واقع ہے۔ اسکی فصد خناق، اور اورام لوزتین میں کھولی جاتی ہے +
ومنہا عرق تحت اللسان وعلی اللسان نفسہ ویفصد لثقل اللسان الذی یکون من الدم ویجب ان یفصد طولا فان فصد عرضا صعب رقاء دمہ	اس کے علاوہ ایک اور رگ بھی ہے، جو زبان کے نیچے اور خاص زبان پر واقع ہے؛ اس کی فصد ثقل زبان کے لئے کھولی جاتی ہے، جو خون کی وجہ سے عارض ہوتا ہے۔ اس ورید کی فصد طولاً کرنی چاہیئے؛ لیکن اگر غلطی سے اس کی فصد عرضاً کی گئی، تو باریکی کی وجہ سے یہ ورید کٹ کر دو ہو جائیگی (اور کیا عجب ہے کہ اس کے ساتھ کی شریان بھی کٹ جائے)، اس صورت میں اس کے خون کا روکنا دشوار ہو جائیگا +

ان دونوں وریدوں کے امتیاز کے لئے میں ذیل میں تشریح اوردہ کا ایک مختصر انتباہ پیش کرتا ہوں، جس سے زبان کی وریدوں پر تھوڑی سی روشنی پڑیگی:

اَوْرِدَۂ لِسانیہ زبان کی زیرین سطح، دونوں پہلو، اور پشتِ زبان پر پھیلتی ہیں۔ یہ ورداج غائر سے شروع ہو کر اور شریان لسانی کے ساتھ پیچھے سے آگے کی طرف بڑھتی ہیں +

ورید ضِفْدَعی: - ایک کافی موٹی شاخ ہے، جو گا ہے اوردہ لسانیہ سے، اور گاہے

وریدالوجہ مشترک ہے، شروع ہوکر زبان کے نیچے نیچے آگے کی طرف بڑھتی اور زبان کی نوک پر ختم ہوتی ہے۔ یہ دراصل شریان لسانی کی "ورید مرافق" ہے +

ومنہا عرق عند العنفقۃ یفصد للبخر — **عِرْقِ عَنْفَقَہ**: ایک رگ "عنفقہ" کے پاس ہے، جسکی فصد بخرالفم (گندگی دہن) کے لئے کیجاتی ہے +

عَنْفَقَہ: اُس مقام کو کہتے ہیں، جو زیریں لب اور ٹھوڑی کے مابین واقع ہے۔ داڑھی کے بال جب اُگتے ہیں، تو اس مقام پر بھی بال اُگ آتے ہیں۔ اس مقام کی ورید کی فصد ہونٹھ کے اندر کی طرف (مُنہ کے اندر) کی جاتی ہے۔ گیلانی +

ومنہا عرق اللبۃ ویفصد فی معالجات فم المعدۃ — **عِرْقِ لَبَّہ**: ایک رگ "لبہ" کے پاس ہوتی ہے جسکی فصد امراض فم معدہ کے علاج میں کی جاتی ہے +

لَبّہ: سینے کا وہ مقام ہے، جہاں گلے کا طوق (قلادہ) قیام پاتا ہے؛ یا، جہاں قص کا بالائی حصہ قیام رکھتا ہے +

واما الشرائین التی فی الراس فمنہا شریان الصدغین فقد یفصد وقد یبتر وقد یسل وقد یکوی — **شرائین مفصودہ** رہی وہ شریانیں، جو سر میں واقع ہیں (اور جن کی فصد کھولی جاتی ہے)، ان میں سے ایک تو **شریانِ صُدْغ** (کنپٹی کی شریان) ہے۔ شریان صدغ کی گاہے فصد کھولی جاتی ہے، گاہے اس میں **بَتْر** کیا جاتا ہے، اور گاہے **سَلّ**؛ اور گاہے اس کو داغ دیا جاتا ہے (کَیّ) +

بَتْر سے یہاں مراد یہ ہے کہ شریانی مقام کی جلد وغیرہ کو کاٹ کر صاف کیا جائے اور شریان نکال لی جائے اور اسے صِنّارہ نامی خمیدہ کانٹے سے اُٹھایا جائے۔ اس کے بعد کم وبیش فاصلہ پر شریان کو دو مقام سے ریشمی ڈورہ کے ذریعہ خوب کسکر باندھا جائے۔ پھر ان دونوں بندشوں کے درمیان شریان اس طرح کاٹ دی جائے کہ دونوں سرے کٹ کر آزاد ہو جائیں۔ اسکے بعد اس زخمی مقام کا علاج حسب دستور ادویہ حابسہ اور ملحمہ سے کیا جائے +

سَلّ سے مراد یہ ہے کہ جلد میں شگاف دیکر شریان نمودار کی جائے، اور صنارہ کے ذریعہ اسے اُٹھایا جائے۔ اسکے بعد اسے کھینچکر اور دونوں سروں کو ملا کر باندھ دیا جائے، اور بند کے باہر کے حصے کو کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے۔ شریان کا جو حصہ کاٹ کر علیحدہ کر دیا جاتا ہے، اسکی مقدار اطبا نے تین انگشت بتائی ہے،

بقول علامہ علی سل کی صورت یہ ہے کہ تین انگشت کے فاصلے سے شریان کو دو مقام سے باندھا جائے۔ اور دونوں بندشوں کے درمیان کا حصہ کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے +

صورت سل

کئ : شریان صدغی کو داغنے کی دونوں صورتیں ہیں: خواہ جلد کو اس طرح داغا جائے کہ داغ کا اثر شریان تک پہونچے، اور جلد کے ساتھ شریان بھی جل جائے، اور خواہ داغنے کے لئے شریان کو باہر نکال لیا جائے، اور مناسب باریک آلہ داغ سے اسے داغ دیا جائے +

ویفعل ذلك بحبس النوازل الحادة اللطیفة المنصبة الی العین ولابتداء الانتشار

یہ سارے کام (حسب موقع و مصلحت) اس وقت کئے جاتے ہیں، جبکہ حاد اور رقیق نزلات آنکھوں کی طرف انصباب پاتے ہیں، جنکا روکنا مقصود ہوتا ہے، اور انتشار العین کی ابتداء کے وقت +

علے ہذا یہ اعمال اس وقت بھی بہت مفید ہوتے ہیں، جبکہ مزمن شقیقہ کی اذیت آنکھوں کو، دبینائی کو برباد کر رہی ہو۔ گیلانی +

والشریانان اللذان خلف الاذنین ویفصدان لانواع الرمد وابتداء الماء والغشاوة والعشاء والصداع المزمن ولا یخلو فصدهما عن خطر ویبطئ معه الالتحام

شریان خلف الاذن

(کان کے پیچھے کی شریان): اس شریان کی فصد آشوب چشم کی اقسام نزول الماء کی ابتداء، غشاوہ (پھولا) عشا (رتوندھی)، اور مزمن دردسر میں مفید ہے۔ لیکن اسکی فصد خطرہ (خطرۂ جریان خون) سے خالی نہیں، اسکے ساتھ ہی اسکا زخم بھی دیر میں اندمال پاتا ہے +

وقد ذکر جالینوس ان مجروحا فی حلقه اصیب شریانه وسال منه دم بمقدار صالح فتدارکه جالینوس بلداء الکندر والصبر ودم الاخوین والمر فاحتبس الدم وزال عنه وجع مزمن کان به فی ناحیة ورکه

اتفاقی حادثہ اور شفاء مرض

جالینوس نے (ایک اتفاقی حادثہ کا) ذکر کیا ہے کہ" ایک شخص کے حلق میں جراحت پہونچی، جس سے اسکی شریان مجروح ہوگئی، اور اس سے کافی مقدار میں خون بہا۔ جالینوس نے دواء کندر، صبر، دم الاخوین، اور مرّ سے اس جراحت کا علاج کیا، جس سے خون بند ہوگیا، اور اس کے ساتھ ہی اسکا دیرینہ درد بھی جاتا رہا، جو اس کے ناحیۂ ورک (کولھے) میں موجود تھا۔"

اس قسم کے اتفاقی حادثات سے، جن میں کم وبیش خون بہ جاتا ہے، بہت سے مزمن امراض دور ہو جایا کرتے ہیں۔ ایسی روایتیں بکثرت سننے میں آتی ہیں۔ ان حادثات سے تدریجاً وریدی اور شریانی فصد ہو جایا کرتی ہے +

ان حادثات سے مزمن امراض دور کیوں ہو جایا کرتے ہیں؟ اسکی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب عروق سے خون کے پرانے دانے (خلایا دمویہ) نکل جاتے ہیں، تو نئے دانے بڑی تیزی سے پیدا ہوتے ہیں، جن میں نئی توتیں جوش پر ہوتی ہیں، نیز اس سے نظام بدن میں ایک ہلچل اور ہیجان کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے دیرینہ امراض کے مواد بھی متاثر ہوتے ہیں، اور گاہے یہ کم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں +

یہی توجیہ فصد کے باب میں بھی کی جاتی ہے، یعنی فصد بھی اس اصول پر عجیب وغریب فوائد بخش سکتی ہے

ومن العروق التی تفصد فی البدن عرقان **دھڑ کی رگیں** دھڑ (بدن) کی عروق مفصودہ میں سے علی البطن احدھما موضوع علی الکبد دو رگیں ہیں، جو شکم پر واقع ہیں: ان میں سے ایک جگر پر واقع والآخر موضوع علی الطحال یفصد الایمن ہے، اور دوسری طحال پر۔ چنانچہ دائیں رگ کی فصد مرض فی الاستسقاء والایسر فی علل الطحال استسقاء میں کی جاتی ہے، اور بائیں رگ کی امراض طحال میں +

دھڑ (بدن) سے یہاں مراد بدن کا درمیانی حصہ ہے، جس سے ہاتھ پاؤں اور سر الگ کر لئے گئے ہوں، یعنی جس میں سینہ، شکم، اور رعانہ شامل ہوں +

پہلے ہاتھ پاؤں کی عروق مفصودہ کا تذکرہ کیا گیا، اسکے بعد نواحی سر کا، اب دھڑ کی عروق باقی تھیں، جنکا ذکر آخر میں کیا گیا ہے +

ساری عروق مفصودہ کی تعداد اور غفلت مترجمین گیلانی فرماتے ہیں: "بدن کی ساری عروق مفصودہ کی تعداد، جن میں وریدیں اور شریانیں دونوں شامل ہیں، جہاں تک استقراء وتلاش کی رہبری سے پتہ چلتا ہے، اور جو ہماری کتابوں (عربی کتب) میں مذکور رہیں، چھتیس[۳۶] ہے۔ حالانکہ یونانیوں کے نزدیک کل عروق مفصودہ چھیاسٹھ تھیں۔ میں نے ارسطاطالیس کی تصنیفات میں سے ایک کتاب دیکھی ہے، جو یونانی خط اور یونانی زبان میں تھی۔ اس میں ایک انسان کی تصویر بنی ہوئی تھی، جو کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس تصویر میں اسی تعداد مذکورہ کے مطابق اس کی رگوں کی فصد دکھلائی گئی تھی، اور ہر ایک فصد کا فائدہ اسی کے قریب کناروں پر لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ ان عروق میں سے خصیتین کے پاس چھ رگیں دکھلائی گئی تھیں، جن کی فصد خصیتین کے اورام وجارع میں مفید ہے۔ حالانکہ ہماری کتابوں میں ان میں سے بیشتر کے نشانات نہیں ملتے ہیں۔ اس سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ مترجمین نے کتنی غفلت سے کام لیا ہے، اور ہم تک ان علوم کے منتقل کرنے والوں نے کتنی کوتاہی برتی ہے"

واعلم ان الفصد له وقتان وقت اختیار و وقت ضرورة

فصد کے دو وقت واضح ہو کہ (بلحاظ نوعیتِ حاجت کے) فصد کے دو وقت ہیں: ایک اختیاری وقت، اور دوسرا ضروری اور اضطراری۔

یعنی ایک میں فصد کی حاجت اس قسم کی ہوتی ہے کہ اس میں یہ سوچنے کا موقعہ ملتا ہے کہ فصد کرنے کے لئے بہترین اور پسندیدہ وقت کونسا ہوسکتا ہے، اور دوسرے میں فصد کی حاجت ایسی ضروری اور فوری ہوتی ہے کہ اس میں ان مصلحتوں پر غور کرنے کی مہلت ہی نہیں ہوتی۔

فالمختار فیہ ضحوة النہار بعد تمام الہضم والنفض

چنانچہ فصد کا اختیاری وقت (پسندیدہ وقت) دن کے دوپہر کا وقت ہے، جبکہ غذا پورے طور پر ہضم ہوچکی ہو، اور فضلات (براز یہ وبولیہ) سے فراغت حاصل ہوچکی ہو۔

والوقت المضطر الیہ ہو الوقت الموجب الذی لا یسع تاخیرہ ولا یلتفت فیہ الی سبب مانع

اور فصد کا اضطراری وقت وہ ہے، جس پر تاخیر کی گنجائش نہیں ہوتی، اور نہ کسی رکاوٹ کی طرف دھیان کیا جاسکتا ہے (مثلاً وہ وقت جبکہ سکتہ دمویہ اور مرض خناق کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، جس میں بلا امتیاز وقت فصد کردی جاتی ہے)۔

واعلم ان المبضع الکال کثیر المضرة فانہ یخطی فلا یلحق ویورم ویوجع

کُند نشتر واضح ہو کہ فصد کے لئے کُند نشتر بہت ہی بُرا ہے۔ کیونکہ کُند نشتر غلطی کرجایا کرتا ہے: یعنی بار بار ایسا ہوتا ہے کہ) نشتر رگ تک نہیں پہونچتا۔ علاوہ ازیں ایسا نشتر گا ہے ورم کا، اور گاہے غیر معمولی درد و اذیت کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

فاذا اعملت المبضع فلا تدفعہ بالید غمزا بل ارفق بالاختلاس لیوصل طرف المبضع حشو العروق واذا عنفت فکثیرا ما ینکسر رأس المبضع انکسارا خفیا فیصیر آلۃ لاقتاً لا یجرح العرق فان الجمت بفصد

لیکن جب تم نے نشتر کو (حسب مرضی تیز اور مناسب) تیار کرلیا، تو فصد کے وقت یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ نشتر کو رگ کے اندر زور سے دبا کر داخل کیا جائے؛ بلکہ نرمی اور ہوشیاری کے ساتھ چور ہاتھ[1] مارا جائے کہ نشتر کا سرا (اوپر کے طبقہ کو چیرکر) رگ کے محض جوف تک پہونچ جائے (اور رگ کے زیریں طبقہ کو چیرنے نہ پائے، بلکہ نشتر کی ضرب محض اتنی ہونی

[1] چور ہاتھ مارنے سے مراد یہ ہے کہ جھٹکے سے (زیادہ زور کے بغیر) ضرب لگائی جائے۔

به زادت شرًا

چاہئے کہ رگ کے اوپر کے طبقہ کو کاٹ دے، اور اس کے بعد نشتر اوپر کو کھینچ لیا جائے)۔ اس لئے کہ اکثر اوقات (زور لگانے سے اور ضرب شدید کی وجہ سے) نشتر کا سرا ٹوٹ کر رگ میں رہ جایا کرتا ہے، اور نشتر (کند ہوکر، جلد پر) پھسلنے لگ جاتا ہے، اور رگ کو کاٹ نہیں سکتا۔ پھر اگر ایسے بے نوک کے نشتر سے فصد کی جائیگی، تو اس سے شر و فساد میں اور بھی اضافہ ہو جائیگا +

ولذلك يجب ان تجرب كيفية علوق المبضع بالجلد قبل الفصد به وعند معاودة ضربته ان اردتها

اسی لئے ضروری ہے کہ فصد کرنے سے قبل، اور جبکہ نشتر کی دوسری ضرب مارنی ہو، بدن کی کھال پر نشتر کو لگا کر تجربہ کر لیا جائے کہ آیا نشتر کھال کو پکڑتا ہے، یا نہیں (اگر وہ کھال کو پکڑتا ہے، تو سمجھنا چاہئے کہ وہ کافی تیز ہے، ورنہ کند ہے) +

واجتهد ان تملأ العرق وتنفخه بالدم فحينئذ يكون الزلق والزوال اقل

رگوں کا پھلانا فصد کے وقت یہ بھی کوشش کرنی چاہئے کہ رگیں خون سے پُر ہوکر خوب پھول جائیں؛ کیونکہ رگیں جب پُر ہوکر خوب پھول جاتی ہیں، تو ان کے پھسلنے اور جگہ سے ٹلنے کا احتمال کم ہوتا ہے +

فاذا استعصى العرق ولم يظهر امتلاؤه تحت الدستبند فحُلّه وشُدّه مرارًا وامسحه وانزل في الضغط واصعد حتى تبينه وتظهره

جب دستبند (پٹی) کے نیچے رگ ابھر کر نمایاں نہ ہو، تو اسے نمایاں کرنے کی غرض سے بار بار کوشش کیجائے (یعنی) بار بار اس بند کو کھولا اور باندھا جائے، اور اس عضو کو خوب ملا جائے، اور دباتے ہوئے گاہے نیچے کو اترتے چلے آئیں، اور گاہے اوپر کو چڑھ جائیں۔ حتی کہ ان ترکیبوں سے وہ نمایاں اور ظاہر ہو جائے (یا: وہ بیدار ہوکر نمودار ہو جائے) +

وتجرب ذلك بين قبض صبعين على موضع من المواضع التي تعلم

انگلیوں سے تجربۂ عروق اس کا تجربہ گاہے اس طرح کیا جاتا ہے کہ جن مقامات سے وہ رگ گذرتی ہے، ان میں سے

امتداد العرق فيها بان تحبس بها تارةً وتارةً تحبس باحديها وتسيل الدم بالاخرى حتى تحس بالوا قفة منه عند الاسالة وجزره عند التخلية

کسی مقام پر دو انگلیوں کے درمیان اس رگ کو لے لیا جاتا ہے یعنی گاہے دونوں انگلیوں کے ذریعہ سے اس رگ کے خون کے بہاؤ کو روک دیا جاتا ہے؛ اور گاہے ایک انگلی سے اس رگ کو دبا کر اسکے خون کو روکا جاتا ہے۔ اور دوسری انگلی سے (اسکی طرف) خون بہا کر لایا جاتا ہے۔ چنانچہ پہلی انگلی جو خون کو روکنے کے لئے قائم کر دی جاتی ہے، اسکے ذریعہ سے اُس رگ کا مد و جزر (جوار بھاٹا، یا امتلاء و خلاء) اچھی طرح معلوم ہوجاتا ہے: یعنی جب دوسری انگلی سے خون اوپر کی طرف بہایا جاتا ہے (یعنی دوسری انگلی رگ پر نیچے سے اوپر گذاری جاتی ہے، تو چونکہ نیچے کا خون چڑھکر اُس رگ کو پُر کر دیتا ہے اس لئے) اس وقت اس رگ میں "جوار" (مدّ) آتا ہے؛ اور جب اسکو خالی کر دیا جاتا ہے، تو اُس رگ میں "بھاٹا" (جزر) کی کیفیت لاحق ہوجاتی ہے +

ويجب ان يكون لرأس المبضع مسافةٌ ينفذ فيها غير بعيدة فيتعداها الى شريان او عصب

یہ بھی ضروری ہے کہ فصد کے وقت نشتر کی نوک (مختلف رگوں کے مطابق) ایک خاص مسافت تک داخل کی جائے اسے زیادہ دور نہ پہونچایا جائے، ورنہ ممکن ہے کہ وہ کسی شریان یا عصب تک پہونچ جائے (اور ان کے مجروح ہونے سے ایک نئی آفت برپا ہوجائے) +

واشد ما يجب ان يملأ حيث يكون العرق ادق

جو رگ زیادہ باریک ہوتی ہے، اُسے اُبھارنے اور نمودار کرنے کی ضرورت زیادہ شدید ہوتی ہے +

واما اخذ المبضع فينبغي ان يكون بالابهام والوسطى ويترك السبابة للجس وان يقع الاخذ على نصف الحديدة ولا ياخذه فوق ذلك فيكون التمكن منه مضطربًا

نشتر کی گرفت نشتر کو فصد کے وقت انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے پکڑنا چاہئے، اور سبابہ کو ٹٹولنے کی غرض سے آزاد چھوڑ دینا چاہئے (تاکہ اگر کسی وقت رگ کو ٹٹول کر معلوم کرنا پڑے، تو یہ مقصد بلاتکلف حاصل ہوسکے)۔ نیز نشتر کی گرفت اس طرح ہونی چاہئے کہ نصف پھل (حدیدہ) گرفت کے سامنے

رہے: اس سے اوپر گرفت نہ رکھنی چاہیئے، ورنہ گرفت مستحکم اور پائدار نہ ہوگی +

گیلانی کہتے ہیں کہ (۱) نشتر کے پھل (حدیدہ) کی لمبائی دو تین انگشت ہونی چاہیئے +

(۲) حسب ضرورت نشتر کی گرفت وسط سے نیچے بھی ہو سکتی ہے، بشرطیکہ نشتر کے عمل میں کوئی رکاوٹ نہو۔

واذا کان العرق یزول الی جانب واحد فقابلہٗ بالربط والضبط من ضد الجانب وان کان یزول الی جانبین سواء فاختلس فصدہ طولاً

قانون: اگر کوئی رگ فصد کے وقت کسی ایک جانب کو ٹل جایا کرتی ہو، تو جانب مقابل کی طرف سے اُسے باندھا اور روکا تھاما جائے۔ اور جب وہ دونوں طرف یکساں طور پر ٹل جاتی ہو، تو اسکی طولانی فصد ہوشیاری سے کھولنی چاہیئے (یا: اس کی طولانی فصد چور ہاتھ سے کھولنی چاہیئے) +

واعلم ان الشد والغمز یجب ان یکون بقدر احوال الجلد فی صلابتہ وغلظہ وبحسب کثرۃ اللحم ووفورہ

واضح ہو کہ (فصد کے قبل رگوں کو ابھارنے کے لئے) بندش اور دباؤ جلد کی صلابت وغلظت، اور گوشت کی کثرت وقلت کے لحاظ سے کم وبیش ہونی چاہیئے +

چنانچہ جب جلد سخت اور موٹی ہو، اور گوشت کی کثرت ہو، تو اس حالت میں چونکہ رگیں اندر دبی ہوئی ہوتی ہیں، اسلئے پٹی زیادہ کسکر باندھنی چاہیئے، ورنہ نسبتاً اس سے کم +

والتقئیل یجب ان یکون قریبا

قانون: یہ بھی ضروری ہے کہ جس رگ کی فصد کھولنی مقصود ہے، بند اسی کے قریب لگایا جائے (بند: تقئیل) +

لیکن یہ خیال رہے کہ یہ بند جوڑ پر، یا جوڑ کے پاس، اس طرح نہ ہو کہ جوڑ ہل نہ سکے، جسکی ضرورت بعض اوقات عروق کو نمودار کرنے کی غرض سے پیش آیا کرتی ہے، یعنی اس جوڑ کو سکیڑا اور پھیلایا جاتا ہے +

علاوہ ازیں ہاتھ کی رگوں میں بازو پر بند لگانے کے بعد رگوں کو نمودار کرنے کی غرض سے مٹھی میں لٹو پکڑا دیا جاتا ہے، اور اُس شخص سے کہا جاتا ہے کہ اپنی مٹھی کو بار بار کھولے اور بند کرے +

واذا اخفی التقئیل العرق فاعلم علیہ واحذر ان لا یزول عن محاذاۃ العلامۃ بحرکتک فی التقئیل ومع ذلک فعلّق الفصد

قانون: اگر (زیادہ کسکر) بند لگانے سے رگ دب جائے، تو بند لگانے سے قبل اُس رگ پر نشان لگا دینا چاہیئے، اور بند لگاتے وقت احتیاط کرنی چاہیئے کہ زیادہ کسنے کی وجہ سے رگ نشان کے مقام سے ٹل نہ جائے۔ اور ان تدبیروں کے باوجود نشتر کا چور ہاتھ، یا اوپری ہاتھ مارنا چاہیئے (یعنی نشتر زور سے

گہرائی تک داخل نہ کرنا چاہیئے) +

واذا استعصى عليك تشيل العرق واشالته تشق عنه في الابدان القضيفة خاصة واستعمل الصنارة

قانون اگر (اتفاقاً کسی وجہ سے) رگ اُبھر کر نمودار نہ ہو سکے (اور اس مقصد کی ساری کوششیں ناکام ثابت ہوں، تو لاغر لوگوں میں جلد کو چاک کر کے (رگ کو کھول کر) اور صنارہ نامی خار سے اُٹھا کر فصد کرنی چاہیئے +

ووقوع التقييد والشد عند المفصل يمنع امتلاء العروق

شذرہ مفصل کے پاس بند لگانے اور پٹی باندھنے سے (چونکہ رگ چھپ جاتی ہے، اسلئے ایسی صورت میں) یہ پھولنے (ابھرنے) نہیں پاتی +

واعلم ان من يعرق كثيرا بسبب الامتلاء فهو محتاج الى الفصد

شذرہ واضح ہو کہ جو شخص (امتلاء دموی) کی وجہ سے پسینہ کی کثرت میں مبتلا ہو، وہ فصد کا حاجتمند ہے +

وكثيرا ما وقع للمحموم المصدوع المدبر في بابه بالفصد اسهال طبيعي فاستغنى عن الفصد قطعاً

شذرہ کسی شخص کو بخار ہو، اور بخار کے ساتھ دردِ سر بھی لاحق ہو، جسکے علاج کے لئے (بغرض ازالہ) فصد کی حاجت ہو، ایسی صورت میں لبسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ اگر اُسے خود بخود دست آنے لگ جاتے ہیں، تو پھر فصد کی قطعاً ضرورت ہی باقی نہیں رہتی (کیونکہ تنقیہ اور ازالہ مرض کے لئے فصد کے قائم مقام اسہال ہوجاتا ہے) +

واذا اردت ان تغسل فمدّ الجلد باصبعك فيغيب عن محاذاة الثقبة ثم اغسلْ ونَشِّفْ موضع الرفادة ودع الجلدَ يرتد الى موضعه

قانون جب تم زخمی مقام کو فصد کے وقت دھونا چاہو، تو وہاں جلد کو اپنی انگلی سے پکڑ کر اس طرح کھینچ لو کہ زخم کے سوراخ سے جلد ہٹ جائے (اور شگافِ فصد بند ہوجائے)، اس کے بعد دھو کر اس مقام کو پونچھ ڈالو، جہاں گدی اور پٹی باندھنی ہے۔ اسکے بعد جلد کو چھوڑ دو کہ وہ اپنی جگہ چلی آئے +

اس عمل کا مقصد یہ ہے کہ دھوتے وقت تازہ زخم میں پانی وغیرہ داخل نہ ہونے پائے، جہاں کی رگ کھلی ہوئی ہوتی ہے +



الفصل الحادی والعشرون فی الحجامة — فصل (۲۱) حجامت[1] (سنگھی لگانا)

حجامت کی دو قسمیں ہیں: (۱) گاہے اسکے ساتھ پچھنے بھی لگائے جاتے ہیں۔ اسکو حجامت مع الشُرط کہتے ہیں۔ (۲) گاہے یہ سادہ ہوتی ہیں۔ اسکو حجامت بلا شرط کہتے ہیں (شرط: پچھنے لگانا)۔

چنانچہ اول میں شیخ نے حجامت مع الشرط کے احکام بتائے ہیں، جس میں بدن سے خون نکلتا ہے۔ اور بدن کا تنقیہ ہوتا ہے، اور آخر میں حجامت بلا شرط کے۔

مِحْجَمہ اس آلہ کو کہا جاتا ہے، جو سنگھی لگاتے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ گاہے یہ سینگھ ہی کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ جیسا کہ "سنگھی" کا لفظ اس طرف رہبری کرتا ہو گاہے شیشے کا ہوتا ہے، اور گاہے مٹی کا، کلھیا کی شکل پر۔ نیز سنگھیاں گاہے آگ کے ذریعہ لگائی جاتی ہیں (محاجم ناریہ)، اور گاہے منہ سے چوسی جاتی ہیں۔

حجّام کے لغوی معنے عربی میں بال مونڈنے یا کاٹنے والے کے نہیں ہیں، بلکہ سنگھی لگانے والے کے ہیں۔

حجامت مع الشرط کے فوائد

الحجامة تنقیتها لنواحی الجلد اکثر من تنقیة الفصد — نواحی جلد (جلد اور جلد کے آس پاس) کا تنقیہ جتنا فصد سے ہوا کرتا ہے، اس سے زیادہ ان کا تنقیہ حجامت سے ہوتا ہے (بشرطیکہ اسکے ساتھ پچھنے لگائے جائیں)۔

واستخراجها للدم الرقیق اکثر من استخراجها للغلیظ — حجامت سے بمقابلہ غلیظ خون کے رقیق خون زیادہ خارج ہوا کرتا ہے۔

ومنفعتها فی الابدان العبال الغلیظة الدم قلیلة لانها لاتبرز دماءها ولاتخرجه کما ینبغی بل الرقیق جدا منها بتکلف — فربہ لوگوں میں، جن کے بدن میں خون غلیظ ہو، حجامت کم مفید ہوا کرتی ہے، اسلئے کہ ایسے لوگوں کا خون (غلظت کی وجہ سے) اچھی طرح خارج نہیں ہوا کرتا ہے۔ بلکہ رقیق خون بھی (جتنا کچھ نکلا کرتا ہے) وہ بمشکل ہی خارج ہوا کرتا ہے۔

وتحدث فی العضو المحجوم ضعفا — عضو محجوم، یعنی جس عضو میں حجامت کا عمل

---

[1] حجامت عربی لفظ ہے۔ جسکے یہی معنے ہیں۔ اردو میں اس کا استعمال غلط طور پر بدل گیا ہے جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ پہلے لوگ دونوں کام کرتے ہوں، اور آخر میں ایک کام پر (بال بنانے پر) زور دیدیا ہو۔

کیا جاتا ہے، وہ ضعیف ہوجایا کرتا ہے +

ویؤمر باستعمال الحجامة لا فی اول الشهر لان الاخلاط لا تکون قد تحرکت وهاجت ولا فی آخره لانها تکون قد نقصت بل فی وسط الشهر حتی تکون الاخلاط الهائجة تابعة فی تزیدها لتزید النور فی جرم القمر وتزید الدماغ فی الاقحاف والمیاه فی الانهار ذوات المد والجزر

تاریخیں: حجامت کرنے میں یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ نہ مہینے کے ابتدائی ایام میں کی جائے، اور نہ آخری ایام میں. کیونکہ (قمری مہینوں کے) ابتدائی ایام میں (چاند کی روشنی کی کمی کی وجہ سے) اخلاط متحرک اور ہیجان پذیر نہیں ہوتے؛ اور آخری ایام میں بھی (چاند کی روشنی کے گھٹ جانے کی وجہ سے) اخلاط کا ہیجان وجوش گھٹ جایا کرتا ہے. بلکہ یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ حجامت وسط ماہ میں کرائی جائے، جبکہ چاند کی روشنی (بڑھی ہوئی) ہوتی ہے، اور اس کی روشنی) کی زیادتی کی وجہ سے بدنی اخلاط جوش وہیجان میں ہوتے ہیں، (اسی روشنی کی زیادتی کی وجہ سے) کھوپڑیوں کے اندر بھیجے بھی بڑھے ہوئے ہوتے ہیں، اور جن نہروں اور دریاؤں میں مدوجزر آیا کرتے ہیں، انکا پانی بھی بڑھا ہوا ہوتا ہے +

نورقمر اور رطوبات عالم: گیلانی فرماتے ہیں: "رطوباتِ عالم نورقمر کے ساتھ وابستہ ہیں: اسکی روشنی کی زیادتی کے ساتھ یہ بڑھتے ہیں، اور اس کے گھٹنے کے ساتھ یہ گھٹتے ہیں. اسکی علت وتوجیہ کیا ہے، اور اسے کس طرح سمجھایا جاسکتا ہے؟ اس سوال کا بہترین جواب یہ ہے کہ یہ تجربہ ومشاہدہ سے ثابت ہے. اس سے زیادہ ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے. اگرچہ بعض لوگوں نے سمجھانا چاہا ہے کہ نور قمر میں ایک لطیف حرارت ہوتی ہے جو رطوبات میں سیلان پیدا کرتی ہے"

"مدوجزر، یا جوار بھاٹے، کے لحاظ سے سمندر اور دریا مختلف الاحوال ہیں؛ یعنی بعض میں مدوجزر خوب ہوا کرتا ہے، اور بعض میں کم، اور بعض میں قطعاً نمایاں نہیں ہوتا — اس بارہ میں حکما کے مقالات اور گفتگوئیں بہت مختلف ہیں"—

اسکے بعد گیلانی فرماتے ہیں کہ "چاند کی تاریخوں کا اگر فصد میں (جیسا کہ حجامت میں بتایا جاتا ہے) لحاظ کیا جائے، تو بہتر ہی ہے. اور اس قسم کی باتوں سے انکار کرنا ہٹ دھرمی"—

وافضل اوقاتها فی النهار هی الساعة

وقت: عمل حجامت کا بہترین وقت دن میں دوسرا اور تیسرا

الثانیة والثالثة　　گھنٹہ ہے (دو تین بجے کا وقت ہے) +

ویجب ان یتوقی الحجامة بعد الحمام الا فیمن دمه غلیظ فیجب ان یستحم ثم یقعد ساعةً ثم یحتجم　　مناسب یہ ہے کہ حمام کے بعد حجامت سے گریز کیا جائے۔ ہاں وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں، جنکا خون غلیظ ہو، ایسے لوگوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ پہلے حمام کریں، اسکے بعد ایک گھنٹہ تک آرام لیں، ازاں بعد سنگھیاں کھچوائیں +

حمام کے بعد حجامت کرانے میں ضعف کے علاوہ یہ بھی خطرہ ہے کہ پچھنوں کے زخم کے اندر جلد اور پانی وغیرہ کی سمیتیں اور تیتیخ پیدا کرنے والے فاسد مواد داخل ہو جائیں +

شرائط دیگر　گیلانی فرماتے ہیں: اختیاری حجامت (نہ کہ ضروری اور اضطراری حجامت) کے لئے اطبا چند دیگر شرائط بھی بیان کرتے ہیں: (۱) حجامت کے لئے بہترین موسم گرما ہے۔ (۲) حجامت کے وقت معدہ بالکل خالی نہ ہونا چاہیئے۔ (۳) اُن لوگوں میں اس عمل سے پرہیز کرنا چاہیئے، جنکے بدن میں خون غلیظ ہو، اور جنکے بدن کی فربہی شحمی ہو۔ (۴) حجامت کے بعد جماع سے، اور حجامت سے قبل و بعد انڈوں کے کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے انڈوں کا استعمال تجربۃً مضر ثابت ہوا ہے؛ اس سے لقوہ کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے +

واکثر الناس یکرهون الحجامة فی مقدم البدن ویحذرون منها اضرارًا بالحس والذهن　　بعض لوگ بدن کے اگلے حصے میں (سر کے اگلے حصے میں) اس عمل کو اس لئے ناپسند کرتے ہیں کہ اس سے حس (حسِ مشترک) اور ذہن میں ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہے +

گیلانی کہتے ہیں: بعض اطبا ہند پیشانی اور سینے پر بھی حجامت کیا کرتے ہیں +

یہ بھی واضح رہے کہ ان تمام بیانات میں "حجامت" سے مراد "حجامت بالشرط" ہے، جیسا کہ تمہید میں ظاہر کر دیا گیا ہے +

والحجامة علی النقرة خلیفة الاکحل وتنفع من ثقل الحاجبین وتخفف الجفن وتنفع من جرب العین والبخر فی الفم　　گدّی (النقرہ خلف العنق) پر سنگھی لگانا بلحاظ فوائد کے فصد اکحل کے قائم مقام ہے؛ نیز بھوؤں اور پپوٹوں کی گرانی میں مفید ہے۔ علیٰ ہذا جرب العین اور گندہ دہنی کے لئے نفع بخش ہے +

وعلی الکاهل خلیفة الباسلیق وتنفع من وجع المنکب والحلق　　اسی طرح دونوں مونڈھے کے درمیان (کاہل پر) سنگھی لگانا فصد باسلیق کے قائم مقام ہے؛ نیز اس سے مونڈھے اور حلق کے درد میں فائدہ پہونچتا ہے +

وعلى الاخدعين خليفة القيفال وتنفع من ارتعاش الراس وتنفع الاعضاء التي في الراس مثل الوجه والاسنان والضرس والاذنين والعينين والحلق والانف

اَخْدَعَیْن (دونوں اخدع) میں سے کسی ایک پر (یا: گردن کے پہلوی حصے پر) یہ عمل فصد قیفال کا قائم مقام ہے، اور سر کے ہلنے کے لئے اور اس کے علاوہ دوسرے اعضاء الراس کے لئے بھی مفید ہے، مثلاً چہرہ، دانت، داڑھ، کان، آنکھ، حلق، ناک وغیرہ +

اَخْدَعَیْن: دو وریدیں ہیں، جو گردن کے دونوں پہلو پر ہوتی ہیں +

ولكن الحجامة على النقرة تورث النسيان حقا كما قال سيدنا ومولانا صاحب شريعتنا محمد صلى الله عليه وآله وسلم فان مؤخر الدماغ موضع الحفظ وتضعفه الحجامة

لیکن یہ بالکل صحیح ہے کہ گدی کی حجامت نسیان پیدا کرتی ہے، جیسا کہ ہماری شریعت کے پیشوا اور رہنما، ہمارے مالک و سردار، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے؛ کیونکہ مؤخر دماغ قوت حافظہ کا مقام ہے، جسکو عمل حجامت ضعیف بنا دیتا ہے +

وعلى الكاهل تضعف فم المعدة والاخدعية ربما احدثت رعشة الراس فلتسفل النقرية قليلا ولتصعد الكاهلية قليلا الا ان يتوخى بها معالجة نزف الدم والسعال فيجب ان تنزل ولا تصعد

چونکہ دونوں مونڈھے کے درمیان (کاہل پر) حجامت کرانے سے فم معدہ کے ضعف کی شکایت لاحق ہو جاتی ہے، اور گردن کے پہلوی حصے پر حجامت کرانے سے بسا اوقات سر کا رعشہ پیدا ہو جاتا ہے، اسلئے مناسب ہے کہ گدی والی حجامت ذرا نیچے کی طرف اوتار دی جائے، اور مونڈھوں کے درمیان والی ذرا اوپر کی طرف چڑھا دی جائے۔ ہاں، اگر اس مؤخر الذکر حجامت (حجامت کاہلیہ) سے نفث الدم اور کھانسی کا علاج کرنا مقصود ہو تو اسے ذرا نیچے ہی اوتارنا چاہئے، اوپر چڑھانا نہ چاہئے +

وهذه الحجامة التي على الكاهل وبين الكتفين نافعة من امراض الصدر الدموية والربو الدموي لكنها تضعف المعدة وتحدث الخفقان

یہ حجامت جو کاہل پر، یعنی دونوں شانوں کے درمیان کرائی جاتی ہے، سینے کے دموی امراض اور ربو دموی میں مفید ہے؛ لیکن یہ معدہ کو ضعیف کرتی اور خفقان پیدا کر دیتی ہے +

والحجامة على الساق تقارب الفصد

پنڈلی کی حجامت قریب قریب فصد کے ہے، خون کا

وتنقی الدم وتدر الطمث ومن کانت　تنقیہ کرتی اور حیض کے ادرار میں امداد کرتی ہے۔ چنانچہ جن
من النساء بیضاء متخلخلۃ رقیقۃ الدم　عورتوں کی رنگت سفید۔ بدن متخلخل، اور خون رقیق ہو، انکے
فحجامۃ الساقین اوفق لہا من فصد الصافن　لئے پنڈلیوں کی حجامت فصدِ صافن سے زیادہ مفید ہے +

پنڈلی کی حجامت میں پچھنے زیادہ گہرے لگائے جاتے ہیں، اور تقریباً تیس بار محاجم سے چوسا جاتا ہے۔ گیلانی

والحجامۃ علی القمحدوۃ وعلی الہامۃ　قمحدوۃ[1] اور یافوخ[2] کی حجامت، بعض لوگوں
تنفع فیما ادعاہ بعضہم فی اختلاط　کے دعوےٰ کے مطابق، اختلاط عقل، اور دوار کے لئے نفع بخش
العقل والدوار وتبطی فیما یقال　ہے، اور بعض لوگوں کے قول کے مطابق اس سے بڑھاپا دیر
بالشیب　میں آتا ہے +
وفیہ نظر فانہا قد تفعل ذلک فی ابدان　لیکن یہ خیال قابل غور ہے۔ کیونکہ یہ اثر ہو سکتا ہے
دون ابدان وفی اکثر ابدان تسرع　تو محض بعض لوگوں میں، سب میں نہیں۔ بلکہ اکثر لوگوں میں تو
بالشیب　اس سے بجائے تاخیر کے بڑھاپا جلد ہی اثر انداز ہو جاتا ہے +
وتنفع من امراض العین وذلک اکثر　قمحدوہ اور یافوخ کی حجامت: امراض چشم کے لئے نافع ہے
منفعتہا فانہا تنفع من جربہا وبثورہا　اور یہی اس کا بڑا نفع ہے۔ کیونکہ یہ جرب العین، بثور چشم، اور
ومن الموسرج ولکنہا تضر بالذہن　موسرج کے لئے مفید ہے، لیکن ذہن کو اس سے نقصان پہنچتا
وتورث بلہا ونسیانا ورداءۃ　ہے، اور حماقت، نسیان، رداءت فکر (سمجھ بوجھ کی خرابی)
فکر وامراضًا مزمنۃ وتضر باصحاب　اور کچھ امراض مزمنہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اُن لوگوں کے لئے
الماء فی العین اللہم ان تصادف　بھی مضر ہے، جن کی آنکھ میں نزول الماء (موتیا بند) کی شکایت
الوقت والحال الذی یجب فیہ　ہو۔ لیکن اگر حالات اور وقت ہی کچھ اس قسم کے ساعد ملجائیں
استعمالہا فربما لم تضر　کہ اس کا استعمال ضروری اور مناسب ہو جائے، تو ممکن ہے
کہ یہ نقصان ومضرت نہ پہونچا سکے +

موسرج: آنکھ کا وہ مرض ہے، جس میں طبقۂ عنبیہ کا کچھ حصہ قرنیہ کے پھٹ جانے کی وجہ سے باہر نمودار
ہو جاتا ہے +

والحجامۃ تحت الذقن تنفع الاسنان　حجامت تحت الذقن (ٹھوڑی کے نیچے کی حجامت)

[1] حجامتِ قمحدوہ سے مراد وہ حجامت ہے، جو گردن کی گدی سے اوپر، سر کے پچھلے بلند حصے پر کی جائے +
[2] حجامتِ یافوخ: جو کھوپڑی کے وسط میں کرائی جائے +

والوجه والحلقوم وتنقي الرأس والفكين — دانت، چہرہ، اور حلقوم (نرخرہ) کے لئے مفید ہے، اور سر اور جبڑے کا تنقیہ کرتی ہے +

والحجامة على القطن نافعة من دماميل الفخذ وجربه وبثوره ومن النقرس والبواسير وداء الفيل ورياح المثانة والرحم ومن حكة الظهر واذا كان هذه الحجامة بالنار بشرط اوبغير شرط نفعت من ذلك ايضا — حجامتِ قطن (کمر کی حجامت) ران کے دامیل، اور ران کے جرب دبثور، نیز نقرس، بواسیر، داء الفیل، ریاح مثانہ، ریاح رحم، اور خارش پشت کے لئے نافع ہے۔ جب یہ حجامت کمر آگ کے ذریعہ کرائی جاتی ہے، خواہ اسکے ساتھ پچھنے لگائے جائیں، یا نہیں، تو بھی یہ مذکورہ بالا حالات میں مفید ہے +

والتي بشرط اقوى في غير الريح والتي بغير شرط اقوى في تحليل الريح البارد واستيصالها ههنا وفي كل موضع — شذرہ جو حجامت پچھنوں کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے، وہ زیادہ مؤثر اُن امراض وحالات میں ہوتی ہے، جنکو ریاح سے تعلق نہ ہو، اور جو حجامت پچھنوں کے بغیر استعمال کی جاتی ہے، وہ ریاح بارد کے تحلیل واستیصال میں زیادہ کارگر ہوتی ہے۔ اس قانون کو اس مقام سے تخصیص نہیں ہے، بلکہ ہر جگہ یہی قانون کلی ہے +

والحجامة على الفخذين من قدام تنفع من ورم الخصيتين وخراجات الفخذين والساقين والتي على الفخذين من خلف تنفع من الاورام والخراجات الحادثة في الاليتين — حجامتِ فخذین (رانوں کی حجامت): ران پر سامنے کی طرف حجامت کرنا ورم خصیہ کو دفع کرتا، اور ران اور پنڈلی کے پھوڑوں کو فائدہ بخشتا ہے۔ اور ران پر پیچھے کی طرف حجامت کرنا سُرین کے اورام وخراجات (اور بواسیر وشقاق مقعد) کو منفعت پہونچاتا ہے +

وعلى اسفل الركبة تنفع من ضربان الركبة الكائن من اخلاط حادة ومن الخراجات الردية والقروح العتيقة في الساق والرجل — حجامت تحت الرکبہ (گھٹنے کے نیچے کی حجامت) گھٹنے کی ٹیس کے لئے نافع ہے، جو اخلاط حادہ سے لاحق ہوئی ہو، نیز پنڈلی اور ٹانگ کے بُرے قسم کے پھوڑوں اور پُرانے زخموں میں مُفید ہے +

اس حجامت کا طریقہ گیلانی نے اس طرح بتایا ہے: "مریض اپنی ٹانگ کو زمین پر رکھکر اور سیدھا تانکر کھڑا ہو جائے، اور محاجم ران کی ہڈی کے سرے پر جوڑ کے قریب لگائے جائیں"۔ چونکہ ران کی ہڈی کا سر امفصل

کے اوپر واقع ہے، اس لئے گیلانی کی تقریر قابل غور ہے +

والتی علی الکعبین تنفع من احتباس حجامتِ کَعْبَیْن (ٹخنوں کی حجامت) احتباس حیض،

الطمث ومن عرق النساء والنقرس عرق النسا، اور نقرس کے لئے مفید ہے +

یہ سارے بیانات اور احکام حجامت بِالشُّرط کے تھے، جس میں پچھنے لگا کر محاجم (ٹکھیوں یا

پیالیوں) کے ذریعہ خون چوسا جاتا ہے۔ آملی +

گیلانی فرماتے ہیں کہ یہ وہ مشہور اعضاء تھے، جن میں حجامت بالشرط کی جاتی ہے +

اسکے بعد گیلانی لکھتے ہیں: گاہے ان اعضاء کے علاوہ دوسرے اعضاء میں بھی حجامت کرائی جاتی ہے:

مثلاً (۱) داہیں مونڈھے پر امراض جگر کے لئے، اور بائیں مونڈھے پر امراض طحال اور حمائے ربع کیلئے۔

(۲) داہیں ناغض پر امراض طحال کے لئے، اور بائیں ناغض پر امراض جگر کے لئے +

ناغض عظم کتف کے غضروف کو، یا غضروفی کنارہ کو، کہتے ہیں، جبکہ شانہ کی ہڈی تک بغل کیطرف

سے ہاتھ پہونچایا جاتا ہے +

(۳) ہاتھ کے رسغ پر ہاتھوں کے جرب، حکہ، اور شقاق کے لئے +

(۴) وَرِکَیْن (سرینوں) پر بواسیر، رحمی سیلان خون، ورم مقعد، ضربان مقعد، بول الدم، نزف الدم،

حرارتِ گردہ، حرقتِ بول، ورمِ اُنثیین، بدبوئے رحم، حکۂ رحم، اور دوالیِ فخذین کے لئے +

(۵) مقعد پر ادجاع وادرام مقعد، سوزش مقعد، بواسیر، اوجاع امعاء، اور احتباس حیض کیلئے +

(۶) پستانوں پر نزفِ دم حیض کے لئے، مگر چھاتیوں پر پچھنے نہیں لگائے جاتے +

(۷) کانوں پر، ایک خاص ترکیب سے پچھنے لگاتے جاتے ہیں، جسکو اصطلاحاً "حجامت" نہیں

کہا جاسکتا: یعنی کان کی لَو کو خوب ملکر لال کرلیتے ہیں، پھر اسپر پچھنے لگا کر خون کے چند قطرے گرادیتے ہیں۔ یہ

درد اور ثقل اجفان کے لئے مفید ہے +

واما الحجامۃ بلا شرط فقد تستعمل حجامت بلا شرط پچھنے کے بغیر سنگھیاں چند

لجذب المادۃ عن جھۃ حرکتھا صورتوں میں لگائی جاتی ہیں: (۱) گاہے مادّہ کو اُسکی حرکت

مثل وضعھا علی الثدی لتحبس کے رُخ کے خلاف جذب کرنا مقصود ہو، مثلاً چھاتیوں پر سنگھیاں

نزف دم الحیض اسلئے لگائی جاتی ہیں، تاکہ خون حیض کا سیلان بند ہوجائے +

ف جگر دائیں طرف واقع ہے، اور طحال بائیں طرف، اسلئے دائیں اور بائیں ناغضون کی منفعت میں کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے + واللہ اعلم

وقد يراد بها ابراز الورم الغائر ليصل اليها العلاج

(۲) گاہے کسی اندرونی ورم کو ابھارنا اور باہر لانا مقصود ہوتا ہے؛ تاکہ علاج کی رسائی وہاں تک ہو سکے (اور مثلاً اُس میں شگاف دیا جا سکے)+

وقد يراد بها نقل الورم الى عضو اخس في الجوار

(۳) گاہے کسی عضو شریف سے دوسرے خسیس اور مجاور عضو کی طرف ورم کا (مادۂ ورم کا) منتقل کرنا مقصود ہوتا ہے+

وقد يراد بها تسخين العضو وجذب الدم اليه وتحليل رياحه

(۴) گاہے کسی عضو کو گرم کرنا، اُسکی طرف خون جذب کرنا، اور اُس سے ریاح کو تحلیل کرنا مقصود ہوتا ہے+

وقد يراد بها رده الى موضعه الطبيعي المزول عنه كما في القيلة

(۵) گاہے یہ مقصود ہوتا ہے کہ اُس عضو کو اپنی جگہ پر واپس لایا جائے، جو اپنی جگہ سے ٹل گیا ہے، جیسا کہ قیلہ (فتق خصیہ) میں کیا جاتا ہے+

قیلہ: کیس خصیہ میں امعاء اور ثرب کے اوتر آنے کو کہتے ہیں۔ اگرچہ اس کے معانی اس کے علاوہ اور بھی کئی ہیں۔ گیلانی کہتے ہیں کہ اس قسم کی حالت میں شکم کے زیرین حصے پر محاجم رکھکر، امعاء وغیرہ کو اوپر کھینچنے کے لئے، چوسا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ عمل سامنے کی طرف ٹلے ہوئے مہرے میں، اور ٹوٹی ہوئی پسلی میں کیا جاتا ہے، جس کا سرا اندر کی طرف چلا گیا ہو+

وقد تستعمل لتسكين الوجع كما توضع على السرة لسبب القولنج المبرح ورياح البطن واوجاع الرحم التي تعرض عند حركة الحيض خصوصاً للفتيات

(۶) گاہے درد کو تسکین دینے کے لئے یہ عمل کیا جاتا ہے؛ جیسا کہ قولنج کی شدت میں، اور شکم کے ریاحی درد میں، ناف پر محاجم لگائے جاتے ہیں؛ اسی طرح رحم کے اُن دردوں کی حالت میں جو حرکت حیض کے وقت پیدا ہوا کرتے ہیں، علی الخصوص نوجوان لڑکیوں میں+

وعلى الورك لعرق النسا وخوف الخلع

(۷) ورک پر (سرین یا کولہے پر) سنگیاں لگانا درد عرق النسا کیلئے اور اُس حالت کیلئے مفید ہے؛ جبکہ کولہے کے اوکھڑنے کا اندیشہ ہو+

ومابين الوركين نافعة للوركين والفخذين والبواسير ولصاحب القيلة والنقرسين

(۸) دونوں سرین کے درمیان سنگیاں لگانا، کولھوں، رانوں، اور بواسیر کے لئے نیز مریضان قیلہ (قیلہ دیکھیے) اور نقرس کے لئے مفید ہے+

گاہے سنگیوں سے قرحہ کی پیپ کو بھی چوسا جاتا ہے، اور گاہے کسی عضو کے حجم کو بڑھانے کے لئے بھی سادہ سنگی (بغیر پچھنے کی) لگائی جاتی ہے۔ گیلانی+

ووضع المحاجم على المقعد لاجتذاب من جميع البدن ومن الرأس وينفع الامعاء ويشفي من فساد الحيض والبواسير ويخف معها البدن

(۹) مقعد پر سنگھیاں لگانا (خواہ پچھنے کے ساتھ ہو، یا بغیر پچھنے کے، اور خواہ آگ سے لگائی جائیں، یا سادہ طور پر گیلانی) تمام بدن کے مادہ کو، علی الخصوص سر کے مادہ کو اپنی طرف جذب کرتا ہے، آنتوں کے لئے مفید ہے، فساد حیض کو دور کرتا، بواسیر کو فائدہ پہونچاتا، اور بدن کو ہلکا بنا دیتا ہے +

ونقول ان للحجامة بالشرط فوائد ثلاثاً

حجامت بالشرط کی فضیلت حجامت بالشرط کے تین فوائد ہیں (انہی فوائد کی وجہ سے اسکو دوسرے استفراغات پر خصوصی فضیلت ہے) :

اولها الاستفراغ من نفس العضو

(۱) اس قسم کی حجامت اُس خاص عضو سے مادہ کا استفراغ کرتی ہے (اور وہیں سے خارج کر دیتی ہے، دوسرے اعضاء پر یہ مواد گذرنے نہیں پاتے) +

والثانية استبقاء جوهر الروح من غير استفراغ له تابع لاستفراغ ما يستفرغ من الخلط

(۲) جس طرح دوسرے استفراغات میں جوہر روح اخلاط کے ساتھ ساتھ (سارے بدن سے) خارج ہوجایا کرتا ہے، یہ بات اس میں نہیں ہوتی، یعنی جوہر روح (اس میں) اتنا ضائع نہیں ہونے پاتا +

والثالثة تركها التعرض للاستفراغ من الاعضاء الرئيسة

(۳) یہ اعضائے رئیسہ کو نہیں چھیڑتا، اور ان کے استفراغ سے کوئی تعرض نہیں کرتا (جس سے ان میں ضعف بڑھے)

دونوں آخری فوائد کی روح بقول گیلانی یہ ہے کہ بمقابلہ فصد کے حجامت کم مضعف ہے، اور اعضائے رئیسہ تک اس کا ضعف نہیں پہونچتا +

ويجب ان يعمق الشرط ليجذب من الغور

شذرہ یہ ضروری ہے کہ پچھنے گہرے لگائے جائیں (جو جلد کی حد سے نیچے اتر جائیں، بالکل سطحی نہ ہوں) تاکہ گہرائی سے خون خارج ہوسکے +

لیکن حسب اختلافِ احوال، حسب اختلافِ ضرورت، اور حسب اختلافِ موقعہ، پچھنوں کی گہرائی کم وبیش ہوگی، ہر جگہ ایک مقدار قائم نہیں ہوسکتی +

وربما ورم موضع التصاق المحجمة

شذرہ محجمہ یا سنگھی جہاں چسپاں کی جاتی ہے، بعض اوقات

لہ بقول بعض: یہ بیان حجامت بالشرط کے ابتدائی بیان سے ملا ہوا ہونا چاہئے +

فیعسر نزعہا فلیوخذ بخرق او اسفنجۃ مبلولۃ بماء فاتر الی الحرارۃ ویکمد بہا حوالیہا اولاً	یہ جگہ سوج جاتی ہے، جس سے سنگھی کا چھڑانا دشوار ہوجاتا ہے۔ ایسی صورت اگر واقع ہو تو نرتہ (کپڑا، دھجی) یا اسفنج کا ایک ٹکڑا لیکر نیمگرم پانی میں تر کرکے اس مقام کے اردگرد اس سے ٹکور کریں (تاکہ ورم کم ہوجائے، اور محجمہ آسانی کے ساتھ چھوٹ جائے) +
وھذا العرض کثیراً اذا استعملنا المحاجم علی نواحی الثدی لیمنع نزف الحیض او الرعاف فلذلک لا یجب ان یضعہا علی الثدی نفسہ	یہ بات اکثر اس وقت پیدا ہوا کرتی ہے، جبکہ خون حیض یا نکسیر کے خون کو بند کرنے کے لئے چھاتیوں پر سنگھیاں لگائی جاتی ہیں (کیونکہ چھاتیوں میں اس بات کی استعداد بہت زیادہ پائی جاتی ہے)۔ اسی وجہ سے نفس پستان پر محاجم لگانا جائز نہیں ہے +

گیلانی کہتے ہیں: اس قسم کے نرم اور ملائم اعضاء میں قَرْنَہ (سینگھ) استعمال کیا جائے، قَرْعَہ (کھیا) استعمال نہ کیا جائے، کیونکہ قرنہ کا چھڑانا سہل ہے، اور قرعہ کا دشوار +

واذا دھن موضع الحجامۃ فلیبادر الی اعلاقہا ولا یدافع بل یستعجل فی التشرط	شذرہ مقام حجامت پر جب تیل مل لیا جائے، تو اب دیر نہ کی جائے، بلکہ محاجم لٹکانے میں جلدی کی جائے (تاکہ تاخیر کے باعث روغن کی وجہ سے مسامات زیادہ بند نہ ہونے پائیں) +
وتکون الوضعۃ الاولی خفیفۃ سریعۃ القلع ثم یتدرج الی ابطاء القلع والامہال	شذرہ پہلی بار جو محجمہ لٹکایا جائے، وہ خفیف ہو: جلد ہی اسے ہٹا لیا جائے، پھر رفتہ رفتہ تاخیر کی مدت بڑھائی جائے +
وغذاء المحتجم یجب ان یکون بعد ساعۃ	غذا شخص مُحتَجِم[1] کو غذا ایک گھنٹہ کے بعد کھلانی چاہئے +
والصبی یحتجم فی السنۃ الثانیۃ وبعد ستین سنۃ لا یحتجم البتۃ	شذرہ بچہ کو دوسرے سال میں حجامت (مع الشرط) کراسکتے ہیں، اور چھ سال کے بعد یہ عمل ہرگز نہ کیا جائے +
وفی الحجامۃ علی الاعلی امن من انصباب المواد الی اسفل	شذرہ بالائی اعضاء کی حجامت سے زیریں اعضاء امن میں ہوجاتے ہیں، ان پر مواد کا انصباب نہیں ہونے پاتا +
والمحتجم الصفراوی یتناول بعد الحجامۃ حب الرمان وماء الرمان	شذرہ صفراوی لوگوں کو حجامت کے بعد انار دانہ، آب انار، آب کاسنی ہمراہ شکر، اور کاہو ہمراہ سرکہ استعمال کرانا

[1] مُحتَجِم: وہ شخص، جس نے حجامت کرائی ہے +

وماء الھندباء بالسکر والخس بالخل　چاہیئے +

الفصل الثانی والعشرون فی العلق　　فصل (۲۲) علق (جونکیں)

عَلَق:۔ علقہ کی جمع ہے، جسکے معنے "جونک" کے ہیں۔ یہ پانی کا مشہور کیڑا ہے، جو خون چوسا کرتا ہے۔ جونک لگانا علی الخصوص اُن مقامات میں بڑی اہمیت رکھتا ہے، جہاں نصد اور حجامت کے ذریعہ تنقیہ کرنا ناممکن ہوتا ہے +

قالت الھند ان من العلق ما فی طباعہ سمیۃ　　اَطِبَّاءِ ھند کا قول ہے کہ بعض جونکیں طبعاً زہریلی ہوتی ہیں +

گیلانی کہتے ہیں: طب ہندی، یعنی ویدک، کا دارو مدار "تجارب" پر ہے، اور جونکوں کا رواج اہل ہند میں بکثرت ہے، اس سے یہ بہت منافع حاصل کرتے ہیں۔ جونکوں کے احکام و مسائل کو دلائل سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ ان امور میں تجربہ کو مدار کار اور بنیاد قرار دیا جائے +

فلیجتنب منھا جمیع ما کان عظیم الراس　　چنانچہ ایسی جونکیں لگانے سے گریز کرنا چاہیئے۔

لونہ کحلی اسود ولونہ اخضر و　　جنکے سر بڑے ہوں اور ان کا رنگ سرمئی، سیاہ، یا جنکا رنگ

ذوات الزغب والشبیھۃ بمارماھیج　　سبز ہو ـــ جنکے جسم پر رونگٹے ہوں ـــ جو مارماہی

والتی علیھا خطوط لازوردیۃ　　(بام مچھلی) کے مشابہ ہوں ـــ جنکے جسم پر لاجوردی رنگ

والشبیھۃ الالوان بابی قلمون فان فی　　کی دھاریاں ہوں ـــ جنکا رنگ بوقلمون سے مشابہ ہو ـــ

جمیع ھذا سمیۃ تورث اورامًا وغشیا　　کیونکہ ان سارے اقسام میں سمیت ہوتی ہے۔ جو ورم، غشی

ونزف دم وحمی واسترخاءً وقرحۃ ردیۃ　　نزف دم، حمی، استرخاء، اور بُرے قروح پیدا کردیتی ہیں +

مارماھیج (مارماہی، بام مچھلی) یہ فارسی لفظ "مارماہی" کی تعریب ہے۔ جو سانپ جیسی لمبی مچھلی ہوتی ہے۔ گیلانی +

بوقلمون (ابوقلموں، منقلبون) ایک مشہور پرندہ ہے۔ جسکے پروں میں اختلاف منظر اور اختلاف جہات شعاع سے مختلف چمکیلے رنگ نظر آتے ہیں +

ولیجتنب المصیدۃ من المیاہ الحمائیۃ　　اسی طرح ایسی جونکوں سے بھی اجتناب رکھنا چاہیئے

الردیۃ بل یختار ما یصاد فی المیاہ　　جو بری قسم کی کیچڑ کے پانی (ردی دلدلی پانی) سے پکڑی گئی ہوں +

الطحلبیۃ وماوی الضفادع ولا　　بلکہ ایسی جونکیں اختیار کی جاتی ہیں، جو کائی والے

يلتفت الى ما يقال ان الكائنة في مياه مضفدعة ردية

پانی (میاہ طحلبیہ) سے شکار کی گئی ہوں، اور (۲) جن میں مینڈک رہتے ہوں؛ اور اس بات کی طرف توجہ نہ کی جائے کہ "مینڈک والے پانی کی جونکیں بُری ہوتی ہیں"۔

ولتكن ما شية الالوان تعلوها خضرة ويمتد عليها خطان زرنيخيان

(۳) نیز وہ جونکیں مونگیا رنگ کی ہوں (ماشی اللون) جسپر سبزی غالب ہو۔ اور ان کے جسم پر ہڑتال (زرد) کے رنگ کی دو دھاریاں ہوں +

والشقر المستديرة الجنوب

(۴) نیز وہ جونکیں بھی اختیار کی جا سکتی ہیں، جن کا رنگ اشقر (سُرخ زردی مائل، یا، بھورا) ہو، اور اُن کے پہلو گول ہوں (اُن کے پہلو چپٹے، باریک، اور زاویہ دار نہ ہوں) +

والكبدية الالوان

(۵) وہ بھی اختیار کی جا سکتی ہیں، جنکا رنگ کلیجی کا سا ہو +

والتي تشبه بالجراد الصغير

(۶) جو (سمٹنے کی حالت میں) چھوٹی ٹڈی کے مشابہ ہوں +

والتي تشبه ذنب الفار

(۷) جو چوہے کی دُم کی طرح باریک اور گول ہوں +

والدقاق الصغار الرؤس

(۸) جو باریک باریک اور چھوٹے سروالی ہو +

ولا يختار على حمر البطون خضر الظهور ولاسيما ان كانت في المياه الجارية

لیکن وہ جونکیں اختیار کی جائیں، جنکے شکم سُرخ، اور پشت سبز ہو؛ علی الخصوص جبکہ یہ بہتے ہوئے پانی میں ہوں +

وجذب العلق الدم اغور من جذب المحاجمة

جونکیں بمقابلہ محاجمت (پچھنے سنگھی) کے زیادہ گہرائی سے خون جذب کرتی ہیں +

ويجب ان يصاد قبل الاستعمال بيوم ويقيئ بالاكباب حتى يخرج ما في بطونها ان امكن ذلك ثم يصب لها شيئ يسير من الدم من حمل او غيره تتغذى به قبل الارسال ثم يوخذ وينظف

مناسب یہ ہے کہ جونکیں استعمال سے ایک روز پہلے پکڑی جائیں۔ اور اگر ممکن ہو تو ان کو اوندھا لٹکا کر قے کرانے کی کوشش کی جائے، تاکہ ان کے شکم میں جو کچھ موجود ہو، وہ نکل جائے (ان کی بھوک بڑھ جائے، اور لگانے کے وقت آسانی کے ساتھ جلد کے ساتھ چمٹ جائیں)۔ اس کے بعد ان کے تغذیہ کیلئے انکے لگانے سے پہلے بکری وغیرہ کا تھوڑا سا خون ڈال دیا جائے

لزوجتها وقذاراتها بمثل اسفنجة

(تاکہ ان کی بھوک بہت زیادہ نہ بڑھ جائے)۔ پھر ان کو پکڑ کر اسفنج جیسی کسی چیز سے ان کے جسم کی لزوجتوں اور گندگیوں کو صاف کر لیا جائے +

ویغسل موضع ارسالها ببورق ویحمر بالدلک

جس مقام پر جونک لگانا ہے، اسے بورق (بورہ ارمنی) سے دھو لیا جائے، اور ملکر اس مقام کو سرخ کر لیا جائے +

ثم یرسل العلق عند ارادة استعمالها فی ماء عذب فینظف ثم یرسل

پھر جس وقت جونک لگانے کا ارادہ ہو، اس وقت ان کو شیریں پانی میں ڈال دیا جائے، تاکہ یہ دھل کر پاک صاف ہو جائیں، اس کے بعد انہیں لگایا جائے +

ومما ینشطها للتعلق مسح الموضع بطین الراس وبالدم

جس مقام پر جونک لگانے کا ارادہ ہو، اس مقام پر اگر سر دھونے کی مٹی (چکنی مٹی) یا خون لگا دیا جائے، تو جونکیں خوشی سے بہت جلد چمٹ جاتی ہیں +

فاذا امتلأت وارید اسقاطها ذر علیها شئ من ملح او رماد او بورق اوحراقة خرقة کتان او اسفنجة محرقة اوصوفة محترقة فتسقط

جب جونکیں شکم سیر ہو کر پھول جائیں، اور انکو چھڑانے کا ارادہ ہو، تو انپر قدرے نمک، راکھ، بورہ، پارچۂ کتان سوختہ، اسفنج سوختہ، یا اون سوختہ چھڑک دینا چاہیئے، جس سے یہ گر جاتی ہیں +

بقول گیلانی: اجوائن مسفوف اگر ان کے سر پہ ڈال دی جائے، تو یہ فوراً چھوٹ کر گر جاتی ہیں +

والصواب بعد سقوطها ان یمتص بالمحجمة فتأخذ من دم الموضع شیئا یفارق معه اثر ضرر لسعها

جونک کے گر جانے کے بعد بہتر یہ ہے کہ اس مقام کو سنگھی سے چوسا جائے۔ تاکہ اس مقام سے تھوڑا سا خون نکل جائے، اور اس خون کے ساتھ جونک کے کاٹنے کا ضرر اور اثر بھی دور ہو جائے +

فان لم یحتبس الدم ذر علیه عفص محرق اونورة او رماد وخزف مسحوق جدا او غیر ذلک من حابسات الدم ویجب ان یکون عتیدا معداة عند تعلق العلق

اگر جونک کے چھڑانے کے بعد خود بخود خون بند نہ ہو جائے، تو مازو سوختہ، یا چونہ، یا راکھ، یا باریک پیسا ہوا ٹھیکرا (یا اینٹ) یا مابسات خون میں سے کوئی اور دوا اسپر چھڑک دیجائے، اور اس قسم کی چیزیں جونک لگانے کے وقت مہیا اور تیار رہیں (تاکہ ضرورت کے وقت انکے بنانے میں دیر نہ لگ جائے) +

گیلانی فرماتے ہیں: جونک کے چھڑانے کے بعد مقام زخم پر لگا سے ہلدی، منہدی یا فلفل کے ساتھ پیس کر چھڑک دی جاتی ہے، لگا ہے برادۂ چوب آبنوس باریک سفوف کی شکل میں، اور لگا ہے تسنا۔ کندر مکڑی کے جالے کے ساتھ +

واستعمال العلق جید فی الامراض الجلدیۃ مثل السعفۃ والقوباء والکلف والنمش ونحوہ

فائدہ جونک کا استعمال جلدی امراض، مثلاً سعفہ (گنج سر) قوبا (داد)، کلف، نمش، وغیرہ میں بہتر ہے +

اسکے بعد گیلانی نے مزید افادات قلمبند کئے ہیں، جن میں سے کچھ باتیں ہم بھی نقل کرتے ہیں:

(۱) نقیہ اور ناتوان مریضوں، بچوں، اور کمزور بوڑھوں میں فصد و حجامت کی اجازت نہیں دیجا سکتی ہے، لیکن ان میں جونکیں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح اکثر اوقات عورتیں فصد سے ڈرتی ہیں، اور جونکوں سے اسقدر نہیں گھبراتیں +

(۲) بقول اطباء ہند و فرانس، جونکیں لگا ہے دیرینہ متعفن زخموں کے گرد لگائی جاتی ہیں؛ اسی طرح داء الفیل، جراحات اکالہ وغیرا کالہ، بغل، کنج ران، اور پس گوش کے خراجات، ناک اور پستان کے بیشتر امراض علی الخصوص ان کے اورام و خراجات، امراض حلق، اورام چشم، مثلاً سلاق، اور ورم اجفان وغیرہ نیز سموم اور زہریلے جانوروں کے ڈسے ہوئے مقامات میں استعمال کیجاتی ہیں +

(۳) ناحیۂ شکم، ناحیۂ معدہ، ناحیۂ جگر و طحال و حالبین پہ جونکیں نہیں لگاتے +

(۴) ایسی جگہ، جہاں نہایت سرد ہوا چل رہی ہو، جونکیں لگانا پسند نہیں کرتے +

(۵) جونک کے چھوٹنے کے بعد کچھ دیر تک اس زخمی مقام سے خون کو بہنے دینا چاہئے۔ تجربہ سے یہ بات مفید ثابت ہوئی ہے +

الفصل الثالث والعشرون فی حبس الاستفراغات

فصل (۲۳) استفراغات کے روکنے کے ذرائع

استفراغات، مثلاً اسہال، قے، نزف، تعرق، ادرار بول، استحاضہ، وغیرہ خواہ طبیعت کے عمل سے خود بخود جاری ہوئے ہوں، یا معالج نے جاری کئے ہوں، یا کسی غلطی سے جاری ہو گئے ہوں، بسا اوقات ان کے روکنے کی ضرورت پیش آتی ہے، جس کے ذرائع اب بیان کئے جاتے ہیں:

الاستفراغات تحتبس

استفراغ کے روکنے کے متعدد ذرائع ہیں:

اما بامالۃ المادۃ من غیر استفراغ آخر

(۱) کا ہے استفراغ اس طرح روکا جاتا ہے کہ مادہ کو دوسرے طور پر خارج کئے بغیر دوسری طرف پھیر دیا جاتا ہے (امالہ

بلا استفراغ)۔

واما باستفراغ مع الامالۃ
(۲) گاہے امالہ کے ساتھ استفراغ بھی کیا جاتا ہے (امالہ مع استفراغ)۔

واما باعانۃ الاستفراغ نفسہ
(۳) گاہے خود اسی استفراغ کی مزید اعانت کیجاتی ہے۔

واما بادویۃ مبردۃ اوقابضۃ اومغریۃ اوکاویۃ
(۴) گاہے ادویہ مبردہ، یا قابضہ، یا مُغرّیہ، یا کاویہ کے ذریعہ۔

واما بالشد
(۵) گاہے بندش لگا کر۔

اما حبس الاستفراغ بالجذب من غیر استفراغ فمثل وضع المحاجم علی الثدی لیمنع نزف الدم من الرحم واجود الجذب ما کان مع تسکین وجع المجذوب عنہ
(۱) امالہ بلا استفراغ چنانچہ استفراغ کو روکنے کی پہلی صورت، جس میں استفراغ کے بغیر مادہ کو (کسی دوسری جانب) پھیر دیا جاتا ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ رحم کے جریان خون کو روکنے کے لئے مثلاً چھاتیوں پر محاجم لگائے جائیں (بغیر پچھنے کے سنگیاں لگائی جائیں)۔ لیکن جذب وامالۂ مواد کی بہترین صورت یہ ہے کہ پہلے عضو مجذوب عنہ کے درد کو ساکن کر لیا جائے۔

واما الذی یکون بجذب مع استفراغ فمثل فصد الباسلیق لذلک ومثل حبس القیٔ بالاسہال والاسہال بالقیٔ وحبس کلیھما بالتعریق
(۲) امالہ مع استفراغ استفراغ کو روکنے کی دوسری صورت جس میں استفراغ کے ساتھ جذب وامالہ کیا جاتا ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ اسی مقصد کے لئے (رحم کے جریان خون کو بند کرنے کے لئے) باسلیق کی فصد کھولی جائے، اور مثلاً قے کو دستوں کے ذریعہ روکا جائے، یا دستوں کو قے کے ذریعہ، یا قے اور دستوں کو پسینہ کے ذریعہ۔

واما بمعاونۃ الاستفراغ فمثل تنقیۃ المعدۃ والمعاء عن الاخلاط اللزجۃ المذربۃ المزلقۃ بالایارج
(۳) استفراغ کی مزید اعانت استفراغ کو روکنے کی تیسری صورت جس میں خود اسی استفراغ (استفراغ جاری، جسے بند کرنا مقصود ہے) کی مزید اعانت کی جاتی ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ ایارج کے ذریعہ معدہ اور آنتوں کا تنقیہ اُن لزج اخلاط سے کیا جائے، جو پھسلا کر ذرب واسہال کے باعث ہوتے ہیں۔

ذرب: اسہال معدی کا نام ہے، جو گاہے اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ معدہ میں رطوبت لزجہ جمع ہو کر

اس قسم کا اسہال پیدا کردیتی ہیں۔ انہی رطوبات کے تنقیہ واخراج کے لئے ایارجات استعمال کئے جاتے ہیں، جو خود اگرچہ مسہل ہیں، مگر ان رطوبات کا تنقیہ کرکے اور سبب کو زائل کرکے مرض ذرب کو روک دیتے ہیں +

والاجتهاد فی تنقیة فم المعدة بالقیٔ لیقطع مادة القیٔ الثابت

اور دوسری مثال یہ ہے کہ قے کے ذریعہ معدہ کا (بہ لفظ دیگر: فم معدہ کا) تنقیہ کرنے کی کوشش کی جائے، تاکہ وہ مادّہ خارج ہوجائے، جو قے کے دوام وقیام کا ذریعہ بنا ہوا ہے +

واما بالادویة المبردة فلتجمد السائل وتاخذ الفوهات وتضیقها

(۳) ادویہ سے استفراغ کو روکنا قوی مبرد دواؤں کے استعمال سے استفراغ کو بند کرنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایسی دواؤں سے وہ سیال مادہ غلیظ ومنجمد ہوجاتا ہے، اور ان فوہاتِ مجاری (اور مجاری) تنگ ہوجاتے ہیں +

مثلاً نکسیر اور جریان خون کو بند کرنے کی غرض سے کافور وصندل کا استعمال +

علیٰ ہذا ٹھنڈا پانی اور برف کا استعمال بھی جریان خون روکنے کے لئے، اسی عنوان کے تحت میں داخل ہے +

واما بالادویة القابضة فلتقبض المادة وتضم المجاری

ادویہ قابضہ سے استفراغ کو بند کرنے کی صورت یہ ہے کہ قابض دوائیں مادہ میں قبض اور سمیٹ پیدا کردیتی ہیں، اور مجاری کو (اپنی قوت قابضہ کی وجہ سے سکیڑ کر) بند کردیتی ہیں +

واما بالادویة المغریة فلتحدث السدد فی فوهات المجاری وان کانت حارة مجففة فهو ابلغ

ادویہ مُغرِیَہ سے استفراغ کو بند کرنے کی صورت یہ ہے کہ ایسی لیسدار دوائیں فوہاتِ مجاری (نالی کے دہانوں) میں سُدّے پیدا کردیتی ہیں (یا: ان فوہاتِ مجاری کو بند کردیتی ہیں) ایسی اس قسم کی لیسدار دوائیں اگر گرم اور مجفف بھی ہوں، تو زیادہ بہتر ہے +

واما بالکاویة فلتحدث خشکریشة تقوم علی وجه المجری فتسد وترتق ولها ضرر متوقع وذلک ان الخشکریشة ربما انقلعت فزاد المجری اتساعًا

ادویہ کاویہ سے (داغنے کے ذریعہ سے) استفراغ کو بند کرنے کی صورت یہ ہے کہ ان سے مجاری کے منہ پر دہاں سے کوئی مادہ استفراغ پارہا ہے، مثلاً شریان سے خون بہ رہا ہے) خشکریشہ پیدا ہوجاتا ہے، جس سے راستہ بند اور مسدود ہوجاتا ہے۔ لیکن اس میں ایک خطرے کا اندیشہ بھی رہتا ہے، یعنی بعض اوقات یہ کھرنڈ اکھڑ بھی جاتا ہے، جس سے اس کھلی ہوئی نالی کا منہ

اور بھی زیادہ وسیع اور کشادہ ہوجاتا ہے +

ومن الکاویۃ لہا قبض کالزاج و منہ ما لیس لہا قبض کالنورۃ الغیر المطفاۃ ویزاد الکاویۃ القابضۃ حیث یراد خشکریشۃ ثابتۃ ویزاد الاخری حیث یراد ان تسقط الخشکریشۃ سریعًا

بعض کاوی دواؤں میں قوت قابضہ بھی ہوتی ہے مثلاً زاج (کسیس)، اور بعض میں قوتِ قابضہ نہیں ہوتی ہے، مثلاً اَن بجھا چونہ۔ چنانچہ جب یہ مقصود ہوتا ہے کہ کھرنڈ دیر تک قائم رہے، تو ایسی کاوی دوائیں استعمال کی جاتی ہیں، جو قابض بھی ہوتی ہیں؛ اور جب یہ مطلوب ہوتا ہے کہ کھرنڈ جلد گرجائے تو کاوی غیر قابض استعمال کی جاتی ہیں +

واما الذی بالشد فبعصر باطباق المجری وقسرہ علی الانضمام کشد ما فوق المرفق عند خطأ الفصاد فی الباسلیق اذا اصاب الشریان

(۵) بندش لگاکر استفراغ کو روکنا — بندش لگاکر استفراغ روکنے کی دو صورتیں ہیں: ایک صورت تو یہ ہے کہ اُس نالی کو باندھکر مسدود کردیا جائے، جس سے کوئی چیز استفراغ پا رہی ہے؛ چنانچہ جب فصّاد کی غلطی سے باسلیق کی نصد کھولتے ہوئے شریان کٹ جاتی ہے، تو کہنی کے اوپر (بازو میں) بند لگایا جاتا ہے (تاکہ شریان بند کے دباؤ سے دبکر مسدود ہوجائے) +

اور جیسا کہ عام جراحات، اتفاقی حادثات، عملیات جراحیہ، اور عمل بتر وغیرہ کے وقت عروق دمویہ کو ریشم کے ڈوروں وغیرہ سے باندھکر نزف دموی کو روک دیا جاتا ہے +

وبعضہ بحشو فم الجراحۃ بما یسد طریق المستفرغ مثل القام الجراحۃ وبر الارنب

دوسری صورت یہ ہے کہ جراحت کے مُنہ میں کوئی چیز ٹھونس کر بھردی جاتی ہے، تاکہ نکلنے والی چیز کے نکلنے کا رستہ ہی مسدود ہوجائے (اس عملِ جراحی کو اِلْقام: "ٹھونسنا" کہا جاتا ہے)، جیسا کہ جراحتوں میں (غیر معمولی جریان خون کے وقت) پشم خرگوش کے ذریعہ عمل القام کیا جاتا ہے

ونقول ان نزف الدم ان کان من اجل انفتاح افواہ العروق عولج بالقابضۃ لیضم افواھہا

قانونِ علاج نزفِ دم — نزفِ دم کا اصول بتانے کے لئے ہم کچھ مزید گفتگو کرتے ہیں: اگر نزفِ دم اور جریانِ خون رگوں کے منہ کھُل جانے کی وجہ سے لاحق ہوا ہو، تو قابض چیزوں سے علاج کرنا چاہئے، جس سے یہ عرق سکڑ کر بند ہوجائیں +

وان کان من خرق فبالقابضۃ

اگر کٹنے پھٹنے کی وجہ سے جریان خون لاحق ہو، تو ایسی

نا مناسب

المغریۃ کالطین المختوم	چیزوں سے علاج کرنا چاہیئے، جو قابض اور مغری ہوں، دونوں خاصیتیں رکھتی ہوں، مثلاً گل مختوم :
وان کان من تاکل فبما ینبت اللحم مخلوطا بما یجلو التاکل	اور اگر تاکُّل کی وجہ سے نزفِ دم جاری ہو (جیساکہ قروح اکالہ میں گوشت پوست کے ساتھ رگیں بھی گل جایا کرتی ہیں) تو ایسی چیزوں سے علاج کرنا چاہیئے، جو مُنْبِتِ لحم (زخم کے اندر گوشت بھرلانے والی) ہوں، اور ان کے ساتھ دوسری ایسی چیزیں اور ملادی جائیں، جو تاکُّلات (گلن سڑن) کو صاف کرنے والی ہوں (جالی تاکلات ہوں) ۔

الفصل الرابع والعشرون فی معالجات السدد — فصل (۲۴) سدوں کا اصول علاج

السدد اما من اخلاط غلیظۃ واما من اخلاط لزجۃ واما من اخلاط کثیرۃ	سُدّے گاہے اخلاط غلیظہ سے پیدا ہوتے ہیں، گاہے اخلاط لزجہ سے، اور گاہے اخلاط کثیرہ سے ۔

سُدّے کے اسباب اخلاط کے علاوہ اور بھی ہیں جن کو شیخ نے "اسباب کی بحث" میں شمار کیا ہے، مثلاً نالی کے اندر کسی چیز کا پیدا ہوجانا، کسی جسم غریب کا اس میں اٹک جانا، بیرونی دباؤ سے نالی کا بند ہوجانا، وغیرہ، ان کا علاج ظاہر ہے کہ ان اسباب کا ازالہ ہی ہوسکتا ہے ۔

والاخلاط الکثیرۃ اذا لم یکن معھا سبب آخر کفی مضرتھا اخراجھا بالفصد والاسھال	چنانچہ (سدد کی حالت میں) جب اخلاط کی کثرت ہوتی ہے، اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا سبب شریک حال نہیں ہوتا ہے (یعنی اخلاط کی کثرت جبکہ تنہا ہوتی ہے، اسکے ساتھ غلظت، یا لزوجت نہیں ہوتی)، تو اس کی مضرت کے دور کرنے کے لئے محض یہی کافی ہوا کرتا ہے، کہ فصد و اسہال کے ذریعہ ان اخلاط کثیرہ کو بدن سے خارج کردیا جائے ۔
وان کانت غلیظۃ احتیج الی المحللات الجالیۃ	اور جب سدے اخلاط غلیظہ کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں، تو اس وقت محللات جالیہ کی ضرورت پیش آتی ہے (تاکہ

محللؔ کے اثر سے غلیظ مادہ میں رقت آجائے، اور جلاء کے اثر سے وہ عضو اور نالی پورے طور پر صاف ہوجائے)۔

وان کانت لزجۃ ولاسیما رقیقۃ فیحتاج الی المقطعات

اور جب سُدے اخلاط لزجہ کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں، علی الخصوص جبکہ ایسے اخلاط لزجہ رقیق بھی ہوں، تو اس وقت مُقطعاتؔ کی ضرورت پیش آتی ہے۔

وقد عرفت الفرق بین الغلیظ واللزج وھو الفرق بین الطین المغری والمذاب

شذرہ (قوام بول کی بحث میں) تمہیں یہ معلوم ہی ہوچکا ہے کہ "غلیظ اور لزج" میں کیا فرق ہے۔ اور یہ بعینہ وہی فرق ہے، جو مٹی اور پگھلے ہوئے سریش میں ہے۔

یعنی مٹی غلیظ ہے، اور پگھلا ہوا سریش لیسدار ہے۔ بعض قسم کی مٹیاں اگرچہ چکنی اور لیسدار ہوتی ہیں، مگر وہ یہاں مراد نہیں ہیں۔ یہاں تو لیسدار کے مقابلہ میں بے لیس چیز کو بطور مثال کے پیش کرنا ہے۔

والغلیظ یحتاج الی المحلل لیرقۃ فیسھل اندفاعہ

چنانچہ غلیظ مادہ محلل کا محتاج ہوا کرتا ہے، تاکہ وہ دوا محلل کے اثر سے رقیق ہوجائے، جس سے اس کا خروج واندفاع آسانی کے ساتھ عمل میں آسکے۔

واللزج یحتاج الی المقطع لیغوص بینہ وبین ما التصق بہ فیبرئہ عنہ ولیقطع اجزاءہ صغاراً صغاراً اذ اللزج لیس بالتصاقہ وتلازم اجزائہ

اور لزج مادہ مقطع کا محتاج ہوا کرتا ہے، تاکہ یہ (اپنی قوتِ تقطیع وتنفیذ کی وجہ سے) گھس کر لیسدار مادہ کو اس ساخت سے جُدا کردے، جسکے ساتھ یہ چپٹا ہوا ہے، اور تاکہ یہ لیسدار مادّہ کے اجزاء کو (ان کا لیس دور کرکے) چھوٹے چھوٹے اجزاء میں منقسم کردے۔ کیونکہ لیسدار مادہ کسی نالی میں سُدہ اسی طرح پیدا کرتا ہے کہ یہ اُس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے؛ اور اس کے اجزاء باہم ایسے وابستہ ہوتے ہیں کہ ایک کو دوسرا چھوڑتا نہیں۔

ویجب ان یحذر فی تحلیل الغلیظ شیأن متضادان احدھما التحلیل الضعیف الذی یزید فی تخلخل المادۃ

قانون غلیظ مادہ کے تحلیل کرنے میں دو باتوں سے گریز کیا جائے، اور یہ دونوں باتیں باہم متضاد ہیں: (۱) تحلیل ضعیف سے، یعنی اتنی کمزور تحلیل سے کہ جس سے مادہ میں بجائے

لہ محلل: وہ چیز جو غلیظ مادہ کو رقیق بنادے۔

لہ مُقطِع: وہ چیز جو لیسدار مادہ کو کاٹ چھانٹ کر بے لیس کردے۔

وزيادة حجمها من غير ان يبلغ التحليل فيزداد السدة	تحلل ہونے کے تخلخل زیادہ ہو جائے، اور اس کا حجم اور بھی بڑھ جائے، اور سُدہ میں اضافہ ہو جائے +
وللآخر التحليل الشديد القوى الذى يتجزمعه لطيفها ويتحجر كثيفها فاذا احتيج الى تحليل قوى ارفد بالتليين اللطيف بمادة لا غلظ فيها مع حرارة معتدلة ليعين ذلك على تحليل كلية السداد	(۲) ایسی قوی اور شدید تحلیل سے جس سے اُس غلیظ مادہ کے لطیف اجزاء تو تبخیر کے ذریعہ اُڑ جائیں، اور کثیف اجزاء (بجائے تحلیل ہونے کے) متحجر ہو کر زیادہ سخت بن جائیں۔ چنانچہ جب قوی تحلیل کی ضرورت لاحق ہو (یا: کسی قوی محلل کے استعمال کرنے کی ضرورت دامنگیر ہو) تو بطور معاون و مددگار کے اس کے ساتھ کوئی ہلکی دوا ملین بھی شامل کر دی جائے، جس میں کوئی غلظت نہ ہو، بلکہ اس میں اوسط درجہ کی حرارت ہو، تاکہ اس سے سدہ کی تحلیل کلی پر اعانت حاصل ہو جائے ورنہ محلل شدید سے وہی مذکورہ بالا اندیشہ رہیگا کہ کہیں اس مادہ کا تحجر اور زیادہ نہ ہو جائے) +
وان اصعب السدد سدد العروق واصعبها سدد الشرائين واصعبها ما كان فى الاعضاء الرئيسة	سدد عروق — عروق کے سدے (ضرر اور علاج کے لحاظ سے) بہت سخت (اہمیت رکھتے) ہیں۔ اور ان عروق کے سدوں میں شرائین کے سُدے، اور تمام سدوں میں اعضائے رئیسہ کے سدے (یا: شرائین کے سدوں میں اعضائے رئیسہ کی شرائین کے سُدے) +

عروق کے سُدے اعضاء سے تغذیہ اور حیات کو باطل کر دیتے ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں سے زیادہ کسی دوسری چیز میں اہمیت نہیں۔ اس کے برعکس اعصاب کے سدے حس یا حرکت کو باطل کرسکتے ہیں، جس کے بدون عضو مدتِ مدید تک زندہ رہ سکتا ہے۔ شرائین کے سدے سے متعلق عضو کی حیات باطل ہو جاتی ہے، اور وہ مردہ ہو جاتا ہے، یعنی اس میں غانغرانا اور شفاقلوس لاحق ہو جاتے ہیں +

اگرچہ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اعصاب، نخاع، اور دماغ کے سُدے بمقابلہ عروق کے سدوں کے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان سے فالج، صرع، اور سکتہ جیسے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ نیز دماغ کے بعض سدوں سے فوری موت بھی لاحق ہو سکتی ہے۔

واذا اجتمع فى المفتحات قبض وتلطيف	دوائے مفتح سدہ — سدہ کی کھولنے والی دواؤں میں (مفتحات میں)

کانت اوثق فان القبض یبدا مع اگر قوتِ ملطفہ کے ساتھ قوتِ قابضہ بھی بہت ہو جائے تو ایسی دوائیں عنف الملطف عن العضو بہت زیادہ موافق ثابت ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ قوتِ تلطیف و تحلیل سے عضو میں جو اذیت و تکلیف لاحق ہوتی ہے، وہ قوتِ قبض کی وجہ سے دور ہو جاتی ہے +

چنانچہ ریوند چینی باوجود مفتح عروق خشنہ ہونے کے، اور باوجود مسہل ہونے کے، اپنی قوتِ قابضہ کی وجہ سے آخر میں آنتوں کے انقباض کو بڑھا دیتا ہے +

سُدّہ کھولنے والی دواء (دواء مُفَتِّح) کا عمل عروق اور مجاری پر یہ ہوا کرتا ہے کہ یہ اپنی حرارت و رطوبت کی وجہ سے، یا اپنی خاصیت کی وجہ سے، ان عروق و مجاری کو زیادہ وسیع اور کشادہ کر دیتی ہے، اور بعض اوقات وہاں کے غلیظ و لیسدار مواد کو رقیق و بے بس بنا کر، اور عروق وغیرہ میں تحریکِ دفع پیدا کر کے خارج کر دیتی ہے +

الفصل الخامس والعشرون فی معالجات الاورام — فصل (۲۵) معالجات اورام

اورام کے اصول علاج اختلاف مواد، اختلافِ مقام، اور اختلافِ احوال، کی وجہ سے مختلف ہیں۔ چنانچہ انہی امور کے لحاظ سے اب اورام کے قوانین علاج بتائے جاتے ہیں +

الاورام منها حارۃ ومنها باردۃ رخوۃ ومنها باردۃ صلبۃ وقد عددناها (اورام کی مختلف قسمیں ہیں:) بعض اورام حارہ ہوتے ہیں، بعض باردہ، پھر اورام باردہ کی دو صورتیں ہیں: گاہے یہ نرم ہوتے ہیں (اورام تہبیجیہ، اوذیما)، اور گاہے سخت (سوداوی)۔ ان سب کو ہم گذشتہ بیانات میں گنا چکے ہیں (اور کتاب چہارم میں پھر ایک مرتبہ تفصیل آنے والی ہے) +

تہبیج اور اوذیما کو جو لوگ ورم حار میں شمار کرتے ہیں، میں اُن کی تائید نہیں کر سکتا۔ میرے نزدیک ورم بارد کی بہترین مثال یہی ہے، کیونکہ بالعموم تہبیج اور اوذیما مائیت دمویہ کے احتباس کی وجہ سے عارض ہوا کرتا ہے اس میں عفونت کا ہونا شرط نہیں ہے +

واسبابها اما بادیۃ واما سابقۃ اسی طرح اورام کے اسباب گاہے بادیہ ہوتے ہیں، اور گاہے سابقہ +

بعض قدماء کی اصطلاح میں **اسباب سابقہ** اسباب بدنیہ کو کہتے ہیں، جو اسباب بادیہ کے

مقابلہ میں ہیں: ان میں اسباب واصلہ بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ شائد اسی اصطلاح کے مطابق شیخ یہاں بادیہ کے مقابلہ میں "سابقہ" لائے ہیں، اور اسکے ساتھ "واصلہ" نہیں بولے۔ گیلانی:

والسابقة كالامتلاء والبادية مثل الضربة والسقطة والنهشة

چنانچہ اسباب سابقہ کی شال امتلاء (امتلاء خلطی) ہے اور اسباب بادیہ کی مثال ضربہ، سقطہ، اور نہشہ (زہریلے جانوروں کا ڈسنا) ہے۔

ضربہ، سقطہ، اور نہشہ سے ورم اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ ان سے درد لاحق ہوتا ہے، اور درد کی وجہ سے تفرق اتصال ہوا ہے: یعنی طبیعت اس درد اور تفرق کی اصلاح کی غرض سے اس طرف متوجہ ہوتی ہے، اور عروق کو پھیلا کر اس طرف رطوبات زیادہ مقدار میں روانہ کر دیتی ہے۔ جو انصباب پا کر باعث ورم ہو جاتی ہیں۔

والكائن عن اسباب بادية اما ان يتفق مع الامتلاء فى البدن او مع اعتدال من الاخلاط

جو اورام اسباب بادیہ سے لاحق ہوتے ہیں، گاہے اسکے ساتھ بدن میں امتلاء بھی ہوتا ہے، اور گاہے بجائے امتلاء کے اخلاط بدن میں اعتدال ہوتا ہے۔

والكائن عن اسباب سابقة وعن بادية موافية لامتلاء فى البدن فلا يخلو اما ان يكون فى اعضاء مجاورة للرئيسة هى كالمفرغات للرئيسة اولا يكون

قانون جو اورام اسباب سابقہ سے لاحق ہوتے ہیں، اور جو ایسے اسباب بادیہ سے لاحق ہوتے ہیں۔ جنکے ساتھ بدن میں امتلاء بھی ہو، تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) گاہے یہ ایسے اعضاء میں لاحق ہوتے ہیں، جو اعضائے رئیسہ (وشریفہ) کے مجاور اور ان کے لئے مَفْرَغَہ کے مانند ہیں (جہاں ان اعضاء رئیسہ کے فضلات پھینکے جاتے ہیں)۔ (۲) گاہے یہ صورت نہیں ہوتی ہے (یعنی ورم کسی ایسے عضو میں نہیں ہوتا جو عضو رئیس یا شریف سے قریب، اور اس کے لئے مفرغہ کی طرح ہو)۔

فان لم يكن فلا يجوز ان يقرب اليها من المحللات شئ البتة فى الابتداء

(چنانچہ اگر پہلی صورت ہو تو اسکے احکام آگے آنیوالے ہیں، اور) اگر دوسری صورت ہو (یعنی اگر ورم ایسے اعضاء میں ہو، جو اعضائے رئیسہ کے لئے مفرغہ نہیں ہیں) تو ابتداء میں محللات کا استعمال قطعاً جائز نہیں ہے (کیونکہ بدن میں ورم

---

[1] مَفْرَغَہ پھینکنے کی جگہ، مثلاً کوڑہ پھینکنے کی جگہ۔

کے ساتھ چونکہ امتلاء ہے، اس لئے محللات کے استعمال میں اسکا خطرہ ہے کہ اس طرف اور بھی مادہ منجذب نہ ہو جائے) +

بل یجب ان یصلح العضو الدافع ان کان له عضو دافع ویصلح البدن کله ان کان لیس له عضو مفرد

بلکہ مناسب یہ ہے کہ پہلے اُس عضو کی اصلاح کی جائے جسکے دفع کرنے اور پھینکنے سے یہ ورم لاحق ہوا ہے (عضو دافع کی اصلاح کی جائے) بشرطیکہ یہ ورم اسی قسم کے کسی عضو دافع کی وجہ سے پیدا ہوا ہو، ورنہ سارے بدن کی اصلاح کی جائے، بشرطیکہ اس ورم کا (باعث) کوئی ایک عضو نہ ہو (بلکہ سارے بدن کے اندر امتلاء ہو، اور یہ ورم اسی عام امتلاء کی وجہ سے عارض ہوا ہو) +

ورم کے پیدا ہونے کی صورت بعض اوقات یہ ہوتی ہے کہ طبیعت مادہ کو کسی ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف دفع کرتی ہے۔ چنانچہ جس عضو سے مادہ دفع کیا جاتا ہے (عضو دافع)، اس کی اصلاح مقدم ہے؛ اسی طرح اگر ورم اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ بدن میں ایک عام امتلاء ہے، جسے طبیعت نے جلد وغیرہ کی طرف دفع کرکے بہت سے اورام و بثور پیدا کر دیئے ہیں؛ اس صورت میں بھی سارے بدن کی اصلاح، یعنی امتلاء کا علاج مقدم کرنا چاہیئے +

وان یقرب الیه کل ما یردع ویجذب الی الخلاف ویقبض

پھر (اس اصلاح کے بعد) ایسی چیزیں استعمال کرنی چاہئیں، جو رادع ہوں، دوسری طرف مادہ کو پھیرنے والی ہوں، اور قابض ہوں (عروق کو سکیڑنے والی ہوں) +

اورام کے ابتدائی زمانہ میں رادع کیوں استعمال کئے جاتے ہیں؟ اسکی غرض یہ ہوا کرتی ہے کہ عضو متورم میں مواد زیادہ نفوذ کرنے سے رک جائیں، اُس عضو میں کثافت اور انقباض پیدا ہو جائے، اُسکی رگیں سکڑ جائیں، تاکہ اور مادہ وہاں نہ آسکے، اور جو مادہ رگوں کے اندر موجود ہے، واپس جانے پر مجبور ہو جائے۔ کیونکہ ادویہ رادعہ ہمیشہ باردا ور قابض ہوا کرتی ہیں +

جب اورام ایسے اعضاء میں لاحق ہوتے ہیں، جو اعضائے رئیسہ و شریفہ کے لئے مفرغ کے مانند ہیں، ان میں ابتداءً رادع کے استعمال سے احتیاط اسلئے برتی جاتی ہے کہ کہیں یہ مادہ اعضائے رئیسہ و شریف عضو کی طرف نہ لوٹ جائے، اور وہاں جاکر بڑی آفتیں نہ پیدا کر دے +

اسی طرح جب اورام بطور بحران کے عارض ہوتے ہیں، یا جب اورام طبیعت کے دفع کرنے سے پیدا ہوتے

ہیں، خواہ یہ دفعیہ کسی ایک عضو کی طرف سے ہو، یا امتلاء عام کی صورت ہو، ان تمام صورتوں میں ابتداً رادع کا استعمال ان کی اصلاح سے پہلے جائز نہیں ہے: یعنی ان تمام صورتوں میں پہلے فصد و اسہال وغیرہ کے ذریعہ پہلے امتلاء کو دور کر دینا چاہیئے، اسکے بعد رادع کا استعمال کرنا چاہیئے +

وربما جذب الی خلاف ذلك العضو الموضوع فی الجانب المخالف بریاضة اوحمل ثقیل علیه | شذرہ | بعض اوقات عضو متورم کا مادہ مخالف جانب کے عضو کی طرف (دواؤں سے، یا استفراغ سے جذب کرنے کی بجائے) اس طرح جذب کیا جاتا ہے کہ مخالف جانب کے عضو سے ریاضت کرائی جاتی ہے، یا اس سے کوئی بھاری چیز اٹھائی جاتی ہے +

وکثیرا ما ینجذب المادة عن الید المتورمة اذا حمل بالاخری ثقل وامسك ساعة | شذرہ | بسا اوقات متورم ہاتھ کا مادہ دوسرے ہاتھ کی طرف اس طرح بھی منجذب ہو جایا کرتا ہے کہ دوسرے ہاتھ سے کچھ دیر تک کوئی بوجھ اٹھایا جائے +

جالینوس کی ایک روایت ہے کہ ایک کسان کوئی بھاری چیز بطور ہدیہ کے جالینوس کی طرف لیکر چلا، اسکے پاس وہ پہونچنے بھی نہیں پایا تھا، کہ جس ہاتھ سے وہ چیز اٹھائے ہوئے تھا، وہ متورم ہوگیا۔ اسپر جالینوس نے اسے ہدایت کی کہ "واپسی کے وقت اسی وزن کی چیز تم دوسرے ہاتھ سے اٹھا کر لے جانا" چنانچہ وہ اپنی جگہ تک پہونچنے بھی نہ پایا کہ اسکے ہاتھ کا ورم جاتا رہا۔ گیلانی +

واما القابضات فیجب فیها ان یتوخی ان تکون القابضات الرادعة فی الاورام الحارة باردة المزاج صرفة وفی الاورام الباردة مخلوطة بما له قوة حارة مع القبض مثل الاذخر واظفار الطیب | قانون | رہے قابضات، تو اورام حارہ میں مناسب یہ ہے کہ قابضات رادعہ محض بارد استعمال کئے جائیں (ان کے ساتھ کوئی حار جزو نہ ملایا جائے، نیز یہ بالفعل بھی بارد ہوں)، اور اورام باردہ میں انکے ساتھ کچھ ایسے اجزاء بھی مخلوط کر دیئے جائیں جن میں باوجود قوت قابضہ کے کچھ گرم تاثیر بھی ہو، مثلاً اذخر، اظفار الطیب (کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ورم بارد میں اتنی برودت کی ضرورت نہیں لاحق ہو سکتی، جتنی ورم حار میں ہوتی ہے) +

وکلما تزید الصنفان نقص القبض وقرن به المحلل حتی توافی الانتهاء فیخلط بینهما بالسویة و | اسکے بعد اورام، خواہ حار ہوں، یا بارد، زمانۂ ابتداء سے جس قدر دور ہوتے چلے جائیں، اور زمانۂ تزید میں آگے بڑھتے چلے جائیں، اسی قدر قابضات کم کرتے چلے جائیں، اور

عند الانحطاط يقتصر على المحلل والمرخي

ان کے ساتھ محللات ملاتے چلے جائیں، حتی کہ ورم جب زمانۂ انتہاء کو پہونچ جائے، تو اس وقت رادعات اور محللات برابر برابر استعمال کئے جائیں۔ اور انحطاط کے وقت محض محللات اور مرخیات پر قناعت کی جائے ؞

والباردة الرخوة يجب ان يكون ما يحللها نشافا مُيَبِّسًا اكثر مما يكون في الحارة — هذا

اورام باردہ رِخوہ (مثلاً اورام بلغمیہ) میں مناسب یہی ہے کہ ان کے محللات بمقابلہ اورام حارّہ کے جاذب رطوبات اور باعث یبوست زیادہ ہوں (کیونکہ ایسے اورام میں نسبتہً رطوبت زیادہ ہوا کرتی ہے) ؞

یہ تو اُن اورام کے احکام تھے، جو اسباب سابقہ سے، اور اسباب بادیہ سے لاحق ہوتے ہیں، جنکے ساتھ **امتلاء** بھی ہو۔ اب ذیل میں اُن اورام کا ذکر کیا جاتا ہے، جو دوسرے اسباب سے لاحق ہوتے ہیں ؞

واما الحادث عن سبب بادٍ وليس هناك امتلاء من الاخلاط فيجب ان يعالج في اول الامر بالارخاء والتحليل والا فبمثل ما عولج به الاول

قانون لیکن اگر اورام اسباب بادیہ (اسباب خارجیہ) سے لاحق ہوں، اور انکے ساتھ امتلاء خلطی موجود نہ ہو، تو ایسی حالت میں مناسب ہے کہ ابتداء ہی سے مرخیات اور محللات سے علاج کیا جائے (اور روادع نہ لگائے جائیں)۔ اور اگر امتلاء موجود ہو تو اُسی طرح علاج کیا جائے جس طرح قسم اول میں بتایا گیا ہے (جو اسباب سابقہ یا بادیہ کی بمعیت امتلاء پیدا ہوتے ہیں)

واما اذا كان العضو المتورم مفرغة لعضو رئيس مثل المواضع الغددية من العنق وحول الاذنين للدماغ والاباطين للقلب والاربيتين للكبد فلا يجوز البتة ان يقرب اليها ما يردع ليس لاجل ان هذا ليس علاجا لاورامها فان هذا هو العلاج لاورامها غير انا نؤثر ان لا نعالج اورامها ونجتهد في الزيادة فيها وجذب المادة

قانون اگر ورم کسی ایسے عضو میں ہو، جو عضو رئیس کے لئے مفرغ کے مانند ہے، مثلاً گردن اور کان کے اردگرد کے غددی مقامات دماغ کے لئے مفرغہ کے مانند ہیں، بغل کے غددی مواضع قلب کے لئے، اور کنج ران کے غددی مواضع جگر کے لئے، تو ایسی حالت میں یہ کسی طرح جائز نہیں ہے کہ اس میں رادع کا استعمال کیا جائے؛ جسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ رادع کا استعمال ان ورموں کا حقیقی علاج نہیں (اور ان سے ان میں فائدہ نہیں پہونچ سکتا)، انکا حقیقی علاج تو در اصل یہی تھا، مگر ہم یہ چاہتے ہی نہیں کہ ان اورام کا علاج کریں، بلکہ اس کے برعکس ہم اس حالت میں کوشش کرتے ہیں کہ یہ اورام اور زیادہ بڑھیں،

الیها ولا نبالی من اشتداد الضرر بالعضو طلبا منا لمصلحة العضو الرئیس وخوفا منا اذا ردعنا المادة انصرفت الی العضو الرئیس فکان من ذلك مالا یطاق تدارکه	اور ان کی طرف مادّہ اور زیادہ جذب ہو کر آئے، اس وقت اسکی ہم پرواہ ہی نہیں کرتے کہ ورم کی زیادتی سے ان اعضاء کے افعال میں ضرور بڑھ جائیگا، چنانچہ اس میں ہماری غرض عضو رئیس کی مصلحت اور خیر خواہی ہوا کرتی ہے (اور اس معمولی عضو کو قربان کر کے عضو رئیس کو بچانا مقصود ہوا کرتا ہے)، اور اس عمل میں یہ اندیشہ بھی پنہاں ہوتا ہے کہ اگر ہم نے رداع کا استعمال کر دیا، اور مادّہ کو پھیرنے کی کوشش کی، تو کہیں یہ مادّہ عضو رئیس کی طرف نہ لوٹ جائے، جس کا تدارک ناممکن الوقوع ہو جائے۔
فنحن نستاثر وقوع الضرر بالعضو الخسیس حیث ینفع العضو الرئیس حتی انا نجتهد فی جذب المادة الی العضو الخسیس تورمیه ولو بالمحاجم والاضمدة الجاذبة الحارة	الغرض عضو رئیس کی منفعت کے لئے ہم عضو خسیس کی مضرت کو گوارہ کرتے ہیں، حتی کہ بعض اوقات عضو خسیس کی طرف مادّہ کو جذب کرنے اور اسے متورم کرنے کی ہم خود بھی اپنے طور پر کوشش کیا کرتے ہیں، خواہ اس مقصد کے لئے ہمیں محاجم اور جاذب مواد ضمادات حارہ استعمال کرنے پڑیں۔
واذا جمع امثال هذه الاورام وغیرها وخصوصا فی المواضع الخالیة فربما انفجر بذاته او بمعونة الانضاج وربما احتاجت الی الانضاج والبط معا	**اورام متقیحہ** جب اس قسم کے اورام (اورام مغابن: جو اعضائے رئیسہ کے مفرغہ میں واقع ہیں) اور ان کے علاوہ دوسرے اورام، علی الخصوص خالی مقامات کے اورام متقیح ہو جاتے ہیں (یعنی جب ان میں پیپ اکٹھی ہو جاتی ہے) تو گاہے یہ پک کر خود بخود پھوٹ جایا کرتے ہیں، اور گاہے یہ (خود بخود نہیں پھوٹتے، بلکہ) اُس وقت پھوٹتے ہیں، جبکہ ان کے پکانے میں (طبیعت کی) امداد کیجاتی ہے۔ اگرچہ بعض اوقات پکانے کی بھی ضرورت پڑتی ہے، اور شگاف دینے (بط) کی بھی (یعنی بعض اوقات یہ شگاف کے بغیر نہیں پھوٹتے)۔

خالی مقامات (مواضع خالیہ) کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس موقعہ پر اس لئے کیا گیا ہے کہ خالی مقامات میں پیپ بڑی مقدار میں جمع ہوا کرتی ہے، اور جب ایسے مقامات کے اورام پھوٹتے ہیں، تو قیاس

واسیر سے زیادہ پیپ خارج ہوا کرتی ہے، حتیٰ کہ طبیب وجراح اسے دیکھکر متحیر ہوجاتا ہے +

"خالی مقامات" سے ایسے مقامات مراد ہیں، جہاں ڈھیلی ساختیں بکثرت ہیں، الیاف عضلیہ وغیرہ محیط نہیں ہیں، اور جن میں پیپ وغیرہ کے جمع ہونے کے لئے کافی گنجائش نکل آتی ہے، مثلاً بغل، کنج ران، وغیرہ +

انجام ورم گیلانی فرماتے ہیں: ورم کا انجام تین امور میں سے کوئی ایک ہوا کرتا ہے: تحلل ــ تقیح ــ تحجر۔ ان تینوں میں بہترین انجام تو تحلل ہے، اور بدترین انجام تحجر۔ اگرچہ بعض اوقات تحجر بمقابلہ تقیح کے بہتر ثابت ہوتا ہے، مثلاً جگر، سینے، اور پہلو کے بعض اورام" (ملخصاً) +

میں اس وقت یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گیلانی کا یہ قول بالکل درست ہے کہ بعض اوقات تحجر بمقابلہ تقیح کے بہتر ثابت ہوتا ہے، چنانچہ بعض اوقات پھیپھڑے کے جوہر میں مادہ سلیہ جمع ہوجاتا ہے، جسکو طبیعت متحجر کرکے بے ضرر کردیتی ہے، اور پتھری کی سی شکل میں وہ تاعمر پڑا رہتا ہے۔ اسکے برعکس اگر اس میں پیپ پڑ جائے، تو وہ جلد ہی ہلاکت کا پیام لے آتا ہے: اسی طرح دوسرے اعضاء میں بھی اسکی مثالیں ملتی ہیں +

پیپ کا احساس پیپ کو دو طور پر معلوم کیا جاتا ہے: لمس سے (پیپ کے مقام کو چھوکر) ــ بصر سے (پیپ کے مقام کو دیکھکر):

چنانچہ لمس سے معلوم کرنے کی صورت یہ ہے کہ مشکوک مقام کو چھو کر دیکھا جائے، اگر وہ مقام نرم اور پلپلا محسوس ہو، اور دبانے سے بہ سہولت دب جائے، تو سمجھنا چاہئے کہ ورم میں پیپ پڑ گئی ہے +

علے ہذا بعض اوقات لمس سے پیپ کی موجیں اور لہریں بھی معلوم کی جاتی ہیں۔ اس قسم کی حرکت موجیہ کو تَمَوُّج کہا جاتا ہے +

بصر سے معلوم کرنے کی صورت یہ ہے کہ مقام ورم کا رنگ سفید، یا سفیدی مائل ہوجاتا ہے؛ اگرچہ گہرائی کی پیپ میں یہ صورت قابل اعتماد نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات پیپ پڑ چکی ہوتی ہے، مگر جلد کی رنگت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی +

علاوہ ازیں پیپ پڑ جانے کے بعد بخار، درد، اور دوسرے عوارض کی شدت میں کمی آجاتی ہے +

ورم کے پختہ ہوجانے کے بعد پیپ کی جگہ جس قدر زیادہ بلند اور نوکیلی ہو، اور اسکے گرد سرخی جس قدر زیادہ ہو، اُسی قدر بہتر ہے۔ از گیلانی وغیرہ +

والانضاج یتم بما فیہ مع الحرارۃ تسدید و تغریۃ یحصر بھا الحار

ورم کو پکانا ورموں کو پکانے کے لئے (انضاج اورام کیلئے) ایسی چیزوں کی ضرورت پیش آتی ہے، جن میں باوجود حرارت کے مسامات کو بند کرنے کی قوت اور لیس ہو (جن میں تسدید و تغریہ ہو)، تاکہ بدنی حرارت ان دونوں باتوں سے گھر جائے (اور وہ ضائع نہ ہونے پائے)۔

اور یہ ظاہر ہے کہ انضاج، ہضم، اور اسی قسم کے دیگر تغیرات حرارت کی موجودگی میں تیزی کے ساتھ ہوا کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے شارحین قانون اور دیگر اطباء نے اس موقعہ پر اس قدر اور بھی اضافہ کیا ہے کہ اورام کی پکانیوالی دوائیں ان صفات کے علاوہ بالفعل گرم اور تر بھی ہوں۔

السی کے ضماد میں یہی خوبیاں ہیں، جس کی وجہ سے اسکا استعمال اورام میں بکثرت کیا جاتا ہے، اور گرم گرم موٹا ضماد کیا جاتا ہے، تاکہ اس کی گرمی دیر تک محفوظ رہے۔

پیپ کا بننا اورام میں پیپ بننے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ عضو میں جو تفرق اتصال لاحق ہوتا ہے طبیعت اسکی طرف متوجہ ہوتی، اور اس کے تدارک و اصلاح کی کوشش میں لگ جاتی ہے؛ اسی جدوجہد اور جنگ طبعی کے نتیجے میں خون اور روح کی کافی مقدار ضائع ہو جاتی ہے، اور اسی ضیعان کے نتیجے میں پیپ بن جاتی ہے (گیلانی)۔

اس قول کی اگر تحقیق و تفتیش کی جائے، تو صداقت و قوت اور بھی بڑھتی ہوئی نظر آئے۔ کیونکہ جو اجزاء پیپ کے اندر پائے جاتے ہیں، ان میں بڑی مقدار خون کے سفید دانوں کی ہوتی ہے، جو طبیعت کے لئے فوج کے مانند ہیں، اور جو اسی دورانِ جنگ میں شہید ہو جاتے ہیں۔

ومن یحاول الانضاج بمثل ھذہ المنضجات یجب علیہ ان یتامل فان وجد الحار الغریزی ضعیفا ورای العضو یمیل الی الفساد نحی عنہ المغریات والمسددات واستعمل المفتحات والشرط العمیق ثم الادویۃ التی فیھا تجفیف و تحلیل کما نستقصی فیہ فی الکتب الجزئیۃ

قانون جو لوگ اورام کو مذکورہ بالا قسم کی ادویہ منضجہ سے (ادویۂ مسددہ و مغریہ حارّہ سے) پکانا چاہیں، انہیں پہلے (عضو کی حالت پر) غور کر لینا چاہئے: اگر حرارت غریزیہ ضعیف ہو، اور یہ نظر آرہا ہو کہ عضو کی طرف مائل ہے، تو ایسے عضو سے مغریات اور مسددات دور کر دیئے جائیں، اور ان کی بجائے مفتحات استعمال کئے جائیں، اور اس عضو میں گہرے پچھنے (نشگاف) لگائے جائیں، اسکے بعد ایسی دوائیں استعمال کی جائیں، جن میں قوت تجفیف و تحلیل ہو، جیسا کہ ہم "کتب جزئیہ" میں اسے پوری تفصیل سے بتائینگے۔

وکثیرا ما یکون الورم غائرًا فیحتاج الی جذبہ نحو الجلد ولو بالمحاجم بالنار

شذرہ بسا اوقات ورم گہرائی میں ہوا کرتا ہے، اور ضرورت اس امر کی داعی ہوتی ہے کہ اسے جلد کی طرف کھینچ کر لایا جائے، خواہ اس مقصد کے لئے محاجم ناریہ استعمال کرنے پڑیں +

اندرونی اور گہرے اورام میں بعض اوقات یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ ان کی وجہ سے کہیں دوسرے اعضائے رئیسہ وشریفہ ایذا نہ پائیں، اور کہیں ایسا نہ ہو کہ ان اورام کی پیپ اندر کی طرف پھوٹ پڑے، جسے باہر نکلنے کا رستہ نہ ملے؛ اس لئے یہ کوشش کی جاتی ہے کہ حتی الامکان انہیں جلد کی طرف کھینچ لیا جائے۔ اس مقصد کے لئے کبھی اور یہ محمرہ اور کبھی اور یہ مقرحہ استعمال کی جاتی ہیں، اور کبھی محاجم ناریہ +

واما الاورام الصلبۃ المجاوزۃ حد الابتداء فالقانون فیہا ان تلین تارۃ بما یقل اسخانہ وتجفیفہ لئلا یتحجر کثیفہ لشدۃ التحلیل بل یستعد جمیعہ للتحلیل ثم یشد علیہ التحلیل

اورام صلبہ (سوداویہ) اورام صلبہ (سوداویہ) جو زمانہ ابتدار سے تجاوز کر چکے ہوں، انکا قانون علاج ہے کہ ان پر کبھی ایسے ملینات استعمال کئے جائیں، جن میں حرارت و یبوست کم ہو، تاکہ شدتِ تحلیل کے باعث انکے کثیف اجزار سخت ہو کر پتھرا نہ جائیں، بلکہ ملینات مذکورہ کی وجہ سے انکے سارے (کثیف اور لطیف) اجزار تحلیل ہونے کے لئے آمادہ ہو جائیں؛ اس کے بعد محللات میں تحلیل کی قوت بڑھا دیجائے +

ثم ان خیف عن تحلل ما یحلل تحجر ما یبقی اقبل علی تلیینہ ثانیا ولا یزال یفعل ذلک حتی یفنی کلہ فی مداولۃ التلیین والتحلیل

پھر اگر یہ خوف دامنگیر ہو کہ محللات کے ذریعہ ان اجزار کے تحلیل ہو جانے کے بعد جو اجزاء باقی رہ گئے ہیں، کہیں وہ متحجر نہ ہو جائیں، تو دوبارہ اس میں نرمی پیدا کرنے کی طرف توجہ کی جائے (اور باردیگر اُسی قسم کے ملینات استعمال کئے جائیں)، اور اسی عمل کو برابر جاری رکھا جائے، حتی کہ سارا ورم انہیں دونوں کاموں — تلیین وتحلیل — سے غائب ہو جائے (یا: تلیین وتحلیل کے دونوں اوقات میں غائب ہو جائے) +

وللاورام النفخیۃ تعالج بما یسخن مع لطافۃ جوھر لیحلل الریح ویوسع المسام اذ السبب فی الاورام

اورام نفخیہ (ریحیہ) اورام نفخیہ (ریحیہ) کا علاج ایسی چیزوں سے کیا جائے، جو باوجود لطیف الجوہر ہونے کے مسخن ہوں، تاکہ ان سے ریح تحلیل ہو، اور مسامات کشادہ ہو جائیں؛ کیونکہ

التنقیہ غلظ الریح وانسداد المسام ویجب ایضاً ان یعتنی بجسم مادة ما یحدث البخار الریحی

اورام ریحیہ کے پیدا ہونے کی صورت یہی ہوتی ہے کہ ریح میں غلظت ہوتی ہے، اور مسامات بند ہوتے ہیں (اگر ریاح غلیظ نہ ہوں، یا مسامات بند نہ ہوں، تو ریاح بدن کے اندر ٹھہر ہی نہ سکے)۔ نیز اس حالت میں (علاج کے وقت) اُس مادہ کی طرف بھی توجہ کریں، جس سے یہ ریحی بخار پیدا ہو رہا ہے +

یعنی اورام ریحیہ کے علاج میں یہ بھی ضروری ہے کہ پہلے بدن کا اُس مادہ سے تنقیہ کیا جائے، جس سے ریح پیدا ہو رہی ہے؛ مثلاً مسہل وملین کا حسب ضرورت استعمال، حمام یابس، اور غذا مجفف، وغیرہ +

ومن الاورام اورام قروحیة کالنملة فیجب ان یبرد کالفلغمونی ولکن لا ینبغی ان یرطب وان کان الورم یقتضی الترطیب بل ینبغی ان یجفف لان العرض ههنا قد غلب السبب والعرض هو التقرح المتوقع والواقع والتقرح علاجه التجفیف واضر الاشیاء به الترطیب

اورام قروحیہ بعض اورام قروحی ہوتے ہیں (یعنی چند روز میں قرحہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں)، جیسے نملہ، ان میں مناسب یہ ہے کہ فلغمونی نامی ورم کی طرح تبرید پیدا کی جائے، مگر ترطیب سے اجتناب رکھا جائے؛ اگرچہ ورم تو ترطیب ہی کو چاہتا ہے؛ بلکہ یہاں ترطیب کی بجائے تجفیف پیدا کرنے کی کوشش کی جائے؛ کیونکہ یہاں عرض نے سبب کو دبا دیا ہے (یعنی علاج میں گو بمقابلہ عرض کے سبب ہی کو اہمیت ہوا کرتی ہے، مگر یہاں بجائے سبب مرض کے "عرض مرض" کو اہمیت حاصل ہو گئی ہے، جس نے سبب کی اہمیت کو پس پشت ڈال دیا ہے): اور وہ عرض یہاں تقرح ہے، جو ہونے والا ہو، یا ہو چکا ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ تقرح کا علاج تجفیف ہی ہے، اور ترطیب اسکے لئے مضر ترین اشیاء میں سے ہے +

کسی ورم میں جب پیپ پڑ جاتی ہے، اور وہ قرحہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے، تو اس حالت میں رطوبت پہونچانا نہایت مضر ثابت ہوا کرتا ہے +

واما الاورام الباطنة فیجب ان ینقص المادة عنها بالفصد والاسهال

اورام باطنہ (اندرونی اعضاء کے اورام کے علاج) میں مناسب یہ ہے کہ مادہ کے زور کو ان سے کم کرنے کے لئے فصد و اسہال عمل میں لائے جائیں +

اسہال میں احتیاط یہ برتی جائے کہ قوی مسہلات استعمال نہ کئے جائیں، بلکہ بنفشہ اور خیار شنبر جیسی

ہلکی مسہل دوائیں +

ویجتنب صاحبها الحمام والشراب والحرکات البدنیة والنفسانیة المفرطة کالغضب ونحوه

اورام باطنہ کا مریض حمام اور شراب سے، علی ہذا حرکات بدنیہ اور حرکات نفسانیہ کی زیادتی سے مثلاً غصہ وغیرہ سے پرہیز رکھے +

ثم یستعمل فی بدو الامر ما یردع من غیر حمل شدید وخصوصاً ان کانت فی مثل المعدة والکبد

اس کے بعد ان اورام پر زمانۂ ابتداء میں روادع کا استعمال کیا جائے، جن میں قوتِ ردع زیادہ نہو، علی الخصوص اُس وقت جبکہ یہ اورام معدہ اور جگر جیسے اعضاء میں ہوں +

واذا حان وقت تحلیلها فلا یجب ان تخلی عن ادویة قابضة طیبة الریح کما اومأنا الیه فیما سلف والکبد والمعدة احوج الی ذلك من الریة

پھر جب ان اورام کے تحلیل کرنے کا وقت آجائے (اور وہ ابتدائی وقت گذر جائے، جبکہ محض روادع کا استعمال کیا جاتا ہے)، تو اس وقت یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ محلل دواؤں کو قابض اور خوشبودار دواؤں سے خالی رکھا جائے، جیسا کہ ہم گذشتہ بیانات میں اس طرف اشارہ کرچکے ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ بمقابلہ پھیپھڑے کے جگر اور معدہ اس بات کے زیادہ محتاج ہیں (یعنی ان کے محللات میں خوشبودار قابضات ملانے کی اہمیت پھیپھڑے کے مقابلہ میں زیادہ ہے) +

شیخ نے گذشتہ بیانات میں یہ ہدایت کی ہے کہ "اعضائے رئیسہ وشریفہ کے اورام میں انحطاط کے وقت محلل قوی کا استعمال نہ کیا جائے، مبادا ان کی قوتیں تحلیل ہوجائیں، بلکہ اس کے ساتھ کچھ قابض اجزاء بھی ملا دیئے جائیں، جن سے ان اعضاء کے جرم میں قوت پہونچے، اور ان کی قوتیں تحلیل ہونے سے محفوظ رہیں۔ نیز ان اجزاء میں کچھ خوشبو بھی ہو، جو باعث تقویت بنیں، کیونکہ خوشبو سے قوتیں قوی ہوا کرتی ہیں" +

اندرونی اعضاء کے اورام میں ضمادات باہر سے ان اورام کے مقامات کے مقابل لگائے جاتے ہیں +

ویجب ان تکون الملینات للطبیعة التی تستعمل فیها ادویة فیها انضاج وموافقة للاورام مثل عنب الثعلب والخیار شنبر

اورام باطنہ میں جو ملین شکم دوائیں استعمال کیجائیں، اُن میں ایسی دوائیں بھی شامل کردی جائیں، جن میں مادہ کو نضج دینے کی قوت ہو، اور جو ورموں کے لئے بھی مناسب ہوں، مثلاً عنب الثعلب اور مغز املتاس +

ولعنب الثعلب خاصیة فی تحلیل

عنب الثعلب میں (باوجود بارد ہونے کے) اورام

الاورام الحارة الباطنة

حارّہ باطنہ کے تحلیل کرنے کی خاصیت پائی جاتی ہے (خواہ اسے اندرونی طور پر استعمال کیا جائے، یا بیرونی طور پر، اس بارہ میں یہ ایک بے نظیر دوا ہے) +

ویجب ان لا یغذی ارباب‌ها الا لطیفًا وفی غیر وقت النوبة ان کانت وابتدائها الا لضعف شدید

اورام باطنہ کے مریضوں کو سوائے لطیف غذاؤں کے (جن میں تغذیہ کافی ہو) کوئی دوسری چیز نہ دی جائے، علے ہذا اگر اسکے ساتھ (بخار ہو، اور بخار کی) باریاں ہوں، تو یہ لطیف غذائیں باری کے اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات میں دیں۔ نیز باری کی ابتدا میں بھی نہ دیں، ہاں اگر ضعف شدید ہو، تو یہ ایک مجبوری ہے[1]

ومن بلی باجتماع ورم الاحشاء مع سقوط القوة فهو فی طریق الموت وذلك لان القوة لا تنتعش الا بالغذاء والغذاء اضر شیٔ

شذرہ اگر کوئی شخص ورم احشاء میں مبتلا ہو، اور اس کے ساتھ ہی اسکی قوتیں بھی ساقط ہوں، تو سمجھنا چاہیئے کہ یہ موت کا راستہ ہے۔ کیونکہ قوتوں میں بیداری و برانگیختگی اگر آسکتی ہے، تو محض غذاء سے آسکتی ہے، اور غذاء ایسی ناتوانی کی حالت میں مضر ترین شئے ہے +

فان تحللت فما احسن ما یکون وان انفجرت فیجب ان یشرب ما یغسلها مثل ماء العسل وماء السکر ثم یتناول ما ینضج برفق مع تجفیف ثم اخر الامر یقتصر علے المجففات وستعلم هذا من الکتاب المشتمل علے الامراض الجزئیة علمًا مشروحًا

بہرحال اگر ایسے اورام تحلیل ہو جائیں، تو کیا ہی خوب بات ہے۔ اور اگر (پختہ ہو کر) پھوٹ جائیں، تو ایسی دوائیں پلائی جائیں، جو ان کو دھو ڈالیں، مثلاً ماء العسل، اور ماء السکر وغیرہ۔ اس کے بعد ایسی دوائیں اندرونی طور پر استعمال کرائیں، جو نرمی و آہستگی کے ساتھ ورم کے پختہ کرنے والی ہوں، اور جن میں قدرے تجفیف بھی ہو (تاکہ پیپ بھی بنے، اور قرحہ میں خشکی بھی آتی چلی جائے)۔ پھر آخر میں فقط مجففات پر قناعت کریں۔ چنانچہ عنقریب امراض جزئیہ کی کتاب (کتاب چہارم) میں اس کی پوری تفصیل معلوم ہوگی

[1] اور ظاہر ہے کہ مجبوری کے وقت ناجائز باتیں بھی جائز ہو جاتی ہیں۔ عربی کا مقولہ ہے: اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ (ضرورتیں ممنوعات اور ناجائز امور کو بھی جائز بنا دیتی ہیں) +

ذکہ علاج قروح میں آخر کار محض مجففات کیونکر استعمال کئے جاتے ہیں) +

وقد یغلط فی الاورام الباطنۃ والتی تحت الباطن انھا ربما لم تکن اورامًا بل کانت فتقا فیکون بطھا غیر خطأ

شذرہ بعض اوقات اورام باطنہ میں اور اُن امراض میں جو شکم کے اندر ہوتے ہیں (یا: شکم کے نیچے ہوتے ہیں)، یہ مغالطہ ہوجایا کرتا ہے کہ یہ حقیقت میں اورام نہیں ہوا کرتے، بلکہ "فتق" ہوتے ہیں، اسلئے ایسے اورام میں شگاف لگانا ایک خطرناک غلطی ہوجاتی ہے +

وربما کانت اورامًا باطنۃ ولیس فی الصفاق بل فی المعاء نفسہ وکان فی بطہ خطر

علیٰ ہذا بعض اوقات یہ اگرچہ اورام باطنہ تو ضرور ہوتے ہیں، لیکن صفاق میں نہیں ہوتے، بلکہ نفس امعاء میں ہوتے ہیں اور اس حالت میں بھی شگاف لگانا اور ایسے اورام کو چیرڈالنا اندیشہ ناک ہوا کرتا ہے +

الفصل السادس والعشرون فی البط

فصل (۲۶) چیرنا شگاف لگانا

بَطّ: خراجات اور سلعات وغیرہ کو چیرنا۔ بَطّاط: شگاف دینے والا، چیرنے والا +

من اراد ان یبط بطًّا یجب ان یذھب بشقہ مع الاسرۃ والغضو التی فی ذلک العضو

قانون جو شخص (کسی پھوڑے یا رسولی کو) چیرنا چاہے، اُسے چاہئے کہ اُس عضو کے اَسِرّۃ اور غُضُون (جلدی شکنوں اور جھُنّٹوں) کو دیکھکر اُن کی رفتار کے مطابق اپنے شگاف کی رفتار رکھے (بشرطیکہ شگاف اتنا گہرا ہو کر جلد کے حدود سے متجاوز ہوکر عضلات تک پہونچنے کا اندیشہ ہو) +

یہاں اَسِرّۃ اور غضون سے وہ جلدی چنٹیں اور شکن مراد ہیں، جو زیرجلد عضلی ریشوں کے ابھرنے سے جلد پر پیدا ہوجاتی ہیں، ورنہ بہت سی باریک چنٹیں بدن کی جلد پر ایسی موجود ہیں، جو لیفات عضلیہ کی رفتار سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی ہیں، بلکہ وہ محض جلدی موڑ اور خم ہیں (گیلانی) +

بہرحال اس ہدایت کی ضرورت یہ ہے کہ عضلی ریشے نشتر سے حتی الامکان کم سے کم کٹیں، ورنہ بہت ممکن ہے کہ وہ عضلہ کٹ کر مسترخی ہوجائے، اور عضو متعلق عضو مفلوج کی شکل اختیار کرلے +

الا ان یکون العضو مثل الجبھۃ

ہاں اگر وہ عضو پیشانی کی طرح ہو (جس میں جلدی

فان ابط اذا وقع علے مذھب اَسِرّتہ وغُضُونہ انقطعت عضلة الجبھة وسقطت علے الحاجب وفی الاعضاء التی تخالف مذاھب اسرتہ مذھب لیف عضلھا

شکن کی رفتار عضلة الجبھة کے عضلی الیاف کی رفتار کے مخالف ہے، تو جلدی چنٹوں کے مطابق شگاف لگانے کی کوئی وجہ نہیں ہے)۔ اگر ایسی حالت میں شگاف جلدی شکن کی رفتار کے مطابق لگایا گیا، تو عضلہ الجبھہ کٹکر بھوؤں پر گر پڑیگا۔ اسی طرح اُن اعضاء کا بھی حال ہوگا، جنکی شکن کی رفتار عضلی لیفات کی رفتار کے خلاف ہوگی +

کتاب عمل التشریح میں جالینوس کا قول ہے: "جب تم عضلۂ جبھہ کے ریشوں کی وضع پر غور کروگے، تو تمھیں یہ معلوم ہوگا کہ انکی رفتار سیدھی اوپر سے نیچے کی طرف ہے"۔ اگر پیشانی کی جلد کو ارادۃً اوپر تلے حرکت دی جائے، تو اسکا مشاہدہ و معائنہ اچھی طرح ہوجاتا ہے (گیلانی) +

ویجب ان یکون ابطّا طاً عارفا بالتشریح تشریح العصب والاوردة والشرائین لئلا یخطی فیقطع شیئا منھا

بَطّاط کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ علم تشریح — تشریح اعصاب، تشریح اوردہ، اور تشریح شرائین (وغیرہ) سے بخوبی آگاہ ہو، تاکہ وہ شگاف لگانے میں غلطی نہ کرجائے، اور ان میں سے کسی کو کاٹ نہ ڈالے +

ویجب ان یکون عندہ عدۃ من الادویة الحابسة للدم ومن المراھم المسکنة للوجع والالات التی تجانس ذلك فیکون معہ مثل دواء جالینوس ومثل وبر الارنب ونسج العنکبوت وبیاض البیض والمکاوی وکلھا لمنع نزف الدم ان جلبہ خطأ منا وضرورة ویکون معہ الادویة المرخیة

علیٰ ھذا بَطّاط کے پاس چند حابس خون دوائیں، مسکن درد مراہم، اور اسی قسم کے چند ضروری آلات وسامان مہیا رہنے چاہئیں، مثلاً اُس کے پاس دواء جالینوس، پشم خرگوش، مکڑی کا جالا، انڈے کی سفیدی، (رفائدِ عصائب) اور داغنے کے آلات (مَکاوی) موجود ہونے چاہئیں۔ یہ ساری چیزیں اسلئے ہیں کہ اگر غلطی سے جریان خون پیدا ہوجائے یا کوئی ضرورت ہی دامنگیر ہو، تو ان سے خون کو بند کیا جائے، نیز عامل کے پاس ادویہ مرخیہ بھی رہنی چاہئیں (تاکہ حسب ضرورت تلیین وارخاء کے لئے یہ استعمال کی جاسکیں) +

واذا بط خراجا فاخرج مافیہ لم

جب کوئی پھوڑا چیرا جاچکے، اور اُس کی آلائشیں دور

لہ عضلہ جبہیہ قمحدویہ کے پیشانی والے حصے کو قدماء "عضلہ جبہیہ" سے کہتے ہیں۔ گویا یہ عضلہ دراصل دو عضلات سے مرکب ہے، جو غلط نہیں ہے +

یجب ان یقرب منہ دھناً ولا ماءً کی جا چکیں، تو اب یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی روغن، یا پانی، یا
ولا مرهماً فیه شحم وزیت غالب ایسے مرہم کا استعمال کیا جائے، جس میں چربی اور روغن زیتون
کالباسلیقون بل مثل مرهم پڑا ہو، اور انکا اثر غالب ہو، مثلاً باسلیقون، بلکہ اگر مرہم استعمال
القلقطار ویستعمله اذا احتاج الیه کرنے کی ضرورت بھی پڑے، تو مرہم قلقطار جیسے مراہم (مراہم
ویضع فوقها اسفنجة مغموسة فی مجفف) استعمال کئے جائیں، اور شراب قابض میں اسفنج کا ٹکڑا
شراب قابض بھگو کر اسکے اوپر رکھدیا جائے +

روغن، پانی اور مراہم دُہنیہ کے استعمال سے بسا اوقات زخم بگڑ جاتا ہے، اس میں تعفن و فساد بڑھ جاتا ہے، اور رطوبت کی زیادتی سے دیر میں اندمال ہوا کرتا ہے +

شرائط بط و بطاط اسی فصل کے ذیل میں گیلانی نے مندرجہ ذیل اضافہ کیا ہے: (۱) بطّاط کو چاہئے کہ جس پھوڑے یا ورم میں شگاف لگانا ہے، اُسے برابر دیکھتا رہے، تاکہ اُسے پتہ چل سکے کہ اب پھوڑا پورے طور پر پک گیا ہے +

(۲) پھوڑے میں شگاف اُس جگہ لگائیں، جہاں کی جلد پیپ کی وجہ سے رقیق ترین ہو، نیز وہ ایسا پست ترین مقام ہو، جہاں سے پیپ بآسانی خارج ہوتی رہے، اور اسکے بہنے میں رکاوٹ نہ ہو، ورنہ بہت ممکن ہے کہ پیپ کے اندر رُکے رہنے کی وجہ سے ناسور پیدا ہو جائے، جسے "کہف"[1] بھی کہا جاتا ہے +

(۳) شگاف دن کے معتدل ترین حصے میں لگانا چاہئے، جبکہ معدہ میں کوئی مقوی شوربہ یا شربت پڑا ہوا ہو +

(۴) شگاف لگانے سے پہلے مناسب ملین شربتوں یا حقنوں سے آنتوں کو صاف کر لیا جائے +

(۵) شگاف کی حد فاسد گوشت سے لحم صحیح تک ہونی چاہئے +

(۶) بطاط کی انگلیاں اور پوروے ملائم ہونے چاہئیں، جنکو سخت کاموں سے اور سخت اور کھردری چیزوں کے چھونے سے حتی الامکان بچایا جائے، تاکہ ان کی حس ذکی رہے +

(۷) شگاف کے بعد پیپ قوت کی برداشت کے مطابق نکالی جائے۔ اگر پیپ کی مقدار بہت زیادہ ہو تو ایک ہی بار میں ساری پیپ نہ خارج کی جائے، بلکہ کئی دفعات میں۔ ورنہ قوتیں نڈھال ہو جائینگی +

(۸) بہترین پیپ وہ ہے جو سفید اور چکنی ہو، نیز قوام، بو، اور مقدار کے لحاظ سے معتدل ہو (گیلانی) +

---

[1] کہف: جیب یا کہف اُس مخصوص ناسور کو بھی کہتے ہیں جس میں دوسرا منہ کسی جوف دار عضو کے جوف میں نہ کھل رہا ہو +

الفصل السابع والعشرون فی علاج فساد العضو وقطعه فصل (۲۷) فساد عضو کا علاج اور اسکا کاٹ ڈالنا

عضو کے فساد (یا اسکے مردہ ہونے) کی وجہ یہ ہوا کرتی ہے کہ قوت حیوانیہ (قوتِ حیات) کا فعل اس عضو میں باطل ہوجاتا ہے۔ اسکی وجہ بعض اوقات یہ ہوتی ہے کہ اس عضو سے روح حیوانی کا سلسلہ سدد و ورم، ضغطہ، یا سدۂ شریانیہ وغیرہ کے باعث بند ہوجاتا ہے۔ بعض اوقات اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہاں کی قوت حیات اور روح حیوانی شدتِ حرارت یا شدتِ برودت کی وجہ سے بگڑ جاتی ہے۔ خواہ یہ مادی ہوں، یا سادہ؛ بعض اوقات قوت حیات کے بطلان وفساد کی وجہ کوئی سمی کیفیت۔ یا انسداد واختناق ہوتی ہے +

یہ فساد جب ہڈی میں ہوتا ہے، تو اسے ریاحُ الشوکہ کہا جاتا ہے، اور جب دوسرے (نرم) اعضاء میں ہوتا ہے، تو اسے شفاقلوس کہا جاتا ہے۔ اور جب وہ عضو فساد کے رستے میں ہوتا ہے، بایں معنے کہ ابھی اُس میں پورے طور پر فساد لاحق نہیں ہوا ہے، اور اُس عضو کی حس ابھی کلیۃً باطل نہیں ہوئی ہے، تو متأخرین اسے غانغرانا کہتے ہیں۔ مگر متقدمین شفاقلوس کو غانغرانا سے زیادہ عام مفہوم میں استعمال کرتے ہیں۔ گیلانی + اسکے بعد گیلانی فرماتے ہیں کہ "پچھنے لگانا (نشتر لگانا)، پھر محاجم سے چوسنا، جونکیں لگانا، گل مختوم، گلِ ارمنی، سرکہ۔ اور گلاب کا طلا کرنا بعض اوقات اس حالت کے ابتدائی زمانہ میں مفید پڑا کرتا ہے"+

ان العضو اذا فسد لمزاج ردی مع مادة او غیر مادة ولم یغن فیه الشرط والطلاء بما یصلح مما هو مذکور فی الکتب الجزئیة فلا بد من اخذ اللحم الفاسد الذی علیه

جب کوئی عضو کسی ردی مزاج کی وجہ سے فاسد ہوجائے خواہ وہ مزاج ردی مادی ہو، یا غیر مادی، اور پچھنے لگانے سے اور مصلح[1] دواؤں کے طلا کرنے سے، جو کتب جزئیہ میں بتائی گئی ہیں، اس فساد کی کوئی اصلاح نہ ہو، تو اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا کہ اس عضو کے فاسد گوشت کو الگ کر لیا جائے +

والاولی ان یکون بغیر الحدید ان امکن فان الحدید ربما اصاب شظایا العضل والعروق النابضة اصابة مجحفة

لیکن اس فاسد گوشت کے جدا کرنے میں بہتر یہ ہے کہ حتی الامکان لوہا استعمال نہ کیا جائے (لوہے کے تیز آلات نہ استعمال کئے جائیں)، کیونکہ لوہے سے بسا اوقات عضلی ریشے، اور عروق نابضہ (شرائین) اس بری طرح مجروح و ماؤف ہوجاتی ہیں کہ پھر ان کی اصلاح نہیں ہوسکتی +

فان لم یغن ذلك وکان الفساد

لیکن اگر اس قسم کے اعمال سے بے نیازی حاصل نہ ہو،

---

[1] مصلح دوائیں: جو فساد عضو کی اصلاح کرنے والی ہو، جیسا کہ اوپر گیلانی کے قول میں چند دوائیں مذکور ہیں +

قد تعدى الى اللحم فلابد من قطعه وكيّ قطعه بالدهن المغلي فانه يأمن بذلك جاره غائلته وينقطع النزف وينبت على قطعه لحم وجلد غريب غير مناسب اشبه شئ باللحم يصلا بته

اور فساد بڑھ کر گوشت تک پہونچ گیا ہو (اور برابر ترقی کرتا جارہا ہو) تو اب اسکے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ اس عضو کو کاٹ ڈالا جائے (قطعِ عضو: عملِ بتر)، اور کاٹنے کے بعد اسکو کھولتے ہوئے روغن زیتون سے داغ دیا جائے۔ چنانچہ داغنے کی وجہ سے اُس عضو کے مجاورات تک فساد کے مزید اثرات سرایت کرنے سے رُک جاتے ہیں، جریان خون بند ہوجاتا ہے، اور اس عضو مقطوع پر گوشت اور اجنبی وغیر مناسب سی جلد پیدا ہوجاتی ہے، جو اپنی سختی کی وجہ سے لحم سے مشابہ ہوا کرتی ہے (جلد غریب: لیسیجے نُدبی)۔

وان اريد ان يقطع فيجب ان يدخل المجس فيه ويدور حول العظم فحيث يجد التصاقاً صحيحاً وهناك يشتد الوجع بادخال المجس فهو حد السلامة وحيث يجد رهلاً وضعف التصاق فهو في جملة ما يجب ان يقطع

امتحان حدود فساد

جب کسی عضو کو کاٹنا چاہیں تو (کاٹنے سے پہلے) یہ ضروری ہے کہ (فساد وسلامت کے حدود متعین کرنے کی غرض سے) مِجَسّ[1] نامی سلائی اندر داخل کریں، اور ہڈی کے گرد گھمائیں (اور اس سے ٹوہ لگائیں)۔ چنانچہ اس ٹوہ میں جس مقام پر یہ معلوم ہو کہ یہاں اتصال والتصاق بالکل درست ہے (مثلاً عضلات واغشیہ ہڈی وغیرہ کے ساتھ چسپاں ہیں)، اور اسی مقام پر (سلائی پہونچانے میں) درد بھی بڑھ جایا کرتا ہے، تو سمجھنا چاہیئے کہ یہی حدِّ سلامت ہے (اور اس سے پہلے کے اجزاء سارے فاسد ہیں)۔ اور جن مقامات میں سلائی داخل کرنے سے ترہّل اور اتصال وچسپیدگی میں کمزوری محسوس ہو، تو ان سب اجزاء کو فاسد اور واجب القطع سمجھنا چاہیئے۔

فتارة يثقب ما يحيط بالعظم الذي يريد قطعه حتى يحيط به المثاقب فينكسر به وينقطع

چنانچہ بعض اوقات یہ کیا جاتا ہے کہ ہڈی کے جتنے حصے کو کاٹ کر الگ کرنا ہے، اُتنے حصے کے گرد مِثقَب[2] سے بہت سے چھید کردیئے جاتے ہیں، جس سے اتنا حصہ ٹوٹ کر

[1] مِجَسّ: وہ کُند سلائی ہوتی ہے، جس سے زخموں کی گہرائی وغیرہ دیکھی جاتی ہے۔

[2] مِثقَب: برما۔ چھید کرنے کا آلہ۔

وتارۃ ینشر الگ ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات ہڈی کو آری سے کاٹ کر الگ کر دیا جاتا ہے (ثَقَب : چھید کرنا۔ نَشَر : آری سے کاٹنا) +

گیلانی کہتے ہیں کہ پہلی صورت (چھیدنے کی صورت) اُس وقت عمل میں لائی جاتی ہے: جبکہ عظام قحف جیسی کوئی ہڈی فاسد ہوتی ہے، جسکا طریقہ عمل یہ ہے کہ ہڈی کے فاسد حصہ کے گرد نہایت تیز اور باریک مِثقَب سے بہت سے چھید کئے جاتے ہیں۔ اس برمے کے سرے کی درازی تخمینہ سے محض اسی قدر ہونی چاہئے، جتنی ہڈی کی موٹائی ہوتی ہے، تاکہ برماتے وقت ہڈی سے آگے تجاوز کرکے اغشیہ اور دماغ کو ماؤف نکردے۔ پھر اس ٹکڑے کو توڑ کر الگ کر لیا جاتا ہے، اور اسکی جگہ کسی دوسرے حیوان کی ہڈی یا سینگھ کا ٹکڑا لگا دیا جاتا ہے، اس کے بعد ٹانکے لگا کر ادویہ ملحمہ سے زخم کو بھر دیا جاتا ہے +

اور دوسری صورت (آری سے کاٹنے کی صورت) اُس وقت عمل میں لائی جاتی ہے، جبکہ عظم فاسد کلائی، پنڈلی، بانہ، یا ران کی لمبی ہڈیوں کی طرح ہو +

جالینوس نے اپنی کتب میں ایک حکایت لکھی ہے کہ مارکوس کاتب کے غلام کے سینے میں ایک پھوڑا نکلا، جو اطباء کی غلط تدبیروں سے ناصور بنگیا۔ چنانچہ ہماری رائے یہ قرار پائی کہ جو کچھ جلد مردہ ہوگئی ہے، اسے دور کر دیا جائے، چنانچہ جب جلد کاٹی گئی، تو معلوم ہوا کہ فساد کا اثر جلد کے نیچے ہڈی تک پہونچ گیا ہے۔ چنانچہ ہڈی کے فاسد حصے کو ریتی سے ریت دیا گیا، وہاں کی جھلی (غشاء الصدر) بھی ایسی حالت میں تبدیل ہوگئی تھی کہ سینے کے اندر غلاف القلب نظر آتا تھا، اور قلب کی حرکتیں دکھائی دیتی تھیں۔ اس کے بعد جراحت کے اطراف کا علاج کیا گیا، اور مریض شفایاب ہوگیا (گیلانی) +

واذا ارید ان یفعل بہ ذلک حیل بین المقطع والمثقب وبین اللحم لئلا یوجع جب یہ کام کرنا ہو (یعنی جب چھید کرنا یا آری سے کاٹ کر ہڈی کو الگ کرنا ہو) تو جس جگہ کاٹنا یا چھیدنا مقصود ہے، اسکو لحم صحیح سے جُدا کر دیا جائے، تاکہ (عملِ ثقب ونشر سے غیر معمولی) درد نہ پیدا ہو +

تحریر مقامی مگر یہاں پر گیلانی لحم صحیح سے مقام قطع ومقام ثقب کو جُدا کرنے کی صورت یہ بتاتے ہیں کہ لحم صحیح پر ادویہ مخدرہ لگا دی جائیں، تاکہ عمل قطع وغیرہ کا اثر لحم تک منتقل نہ ہو سکے۔ بے حسی کی وجہ سے لحم صحیح گویا اُس مقام سے بے تعلق ہو جائیگا +

فان کان العظم الذی یحتاج الی قانون لیکن جس ہڈی کو کاٹنا ہے، اگر وہ ہڈی کی کوئی اُبھری

قطعہ شظیۃ ناتیۃ لیس یتھندم ولا یرجی صلاحھا ویخاف ان یفسد فیفسد ما یلیھا فنحینا اللحم عنھا اما بالشق ثم بالرباط والمد الی خلاف الجھۃ واما بحیل اخری تھدی الیھا المشاھدۃ	ہوئی کرچ ہو (شظیۃ ناتیۃ[1] ہو، یا بنسخۂ دیگر: ہڈی کی کوئی کرچ ہو، جو جُدا ہوگئی ہو — شظیۃ نائیۃ[2])، جو اپنی جگہ پر کسی طرح نہ بیٹھتی ہو، اور اُسکے ٹھیک ہونے کی کوئی امید نہ ہو، اور یہ اندیشہ ہو کہ یہ بگڑ کر قرب وجوار کی ساختوں کو بگاڑ دیگی، تو اُس شظیہ سے لحم کو ہٹانے کے لئے اُس مقام کے گوشت وغیرہ کو چیر کر، اور گرفت میں لیکر مخالف جانب کھینچا جائے (تاکہ ہڈی صاف طور پر نمودار ہوجائے، اور اسے آری وغیرہ سے کاٹ کر جُدا کر لیا جائے)۔ یا اس مقصد کے لئے دوسرے حیلے اختیار کئے جائیں، جنکی طرف موقعہ اور محل کو دیکھنے سے رہبری ہو سکتی ہے +
وحلنا بینہ وبین عضو شریف اذا کان ھناک یجب من الخرق نبعدہ بھا عنہ ثم قطعنا	**قانون** اگر اُس ہڈی کے پاس، جسے ہم کاٹنا چاہتے ہیں، کوئی عضو شریف موجود ہو (اور یہ اندیشہ ہو کہ عملیت جراحیہ سے وہ مجروح یا ماؤف ہوجائیگا) تو اس ہڈی کے اور اُس شریف عضو کے درمیان خرقے[3] رکھکر ہمیں آڑ کر لینی چاہیے، تاکہ ان خرقوں (کے حائل ہونے) سے وہ عضو کم وبیش دور ہوجائے، اسکے بعد اُس ہڈی کو کاٹ لینا چاہیے +

اسکی ضرورت زیادہ تر اُس وقت پیش آتی ہے، جبکہ یہ عمل پسلیوں میں کیا جاتا ہے، اور کسی ضرورت سے پسلیوں کو کاٹنا پڑتا ہے (آملی) +

اس قسم کا تحفظ نہ صرف ہڈی کے کاٹنے کی صورت میں اختیار کیا جاتا ہے، بلکہ دوسرے عملیات میں بھی +

وان کان العظم مثل عظم الفخذ وکان کبیرا قریبا من اعصاب وشرائین واوردۃ وکان فسادہ کثیرا فعلی الطبیب الھرب	**شذرہ** اگر کوئی فاسد ہڈی عظم الفخذ کی طرح ہو (جو خاصرہ کی طرف سے فاسد ہوگئی ہو، اور اس میں خاصرہ بھی شریک ہو) یعنی وہ ہڈی بڑی ہو، اور اعصاب، شرائین اور اوردہ سے قریب ہو، اور اُس میں فساد بھی بہت زیادہ ہو، تو ایسی حالت میں طبیب کو (عمل قطع سے) دستکش ہوجانا چاہیے +

---

[1] ناتیہ: نتو سے مشتق ہے + [2] نائیہ: نأی سے مشتق ہے، بمعنے "بُعد" +

[3] خرقے (خرقہ کی جمع) وہ پاک صاف، ملائم اور باریک کپڑے کی دھجیاں جو عملیت جراحیہ میں کام آتی ہیں +

کیونکہ ایسی حالت میں عفونت و فساد رکتا نہیں ہے؛ بلکہ آگے تجاوز کرتا ہوا چلا جاتا ہے، حتیٰ کہ موت واقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر مہرے فاسد ہو گئے ہوں، یا کمر کے پاس فساد ہو، تو بھی عمل تبر جائز نہیں ہے +

الفصل الثامن والعشرون فی معالجات تفرق الاتصال واصناف القروح — فصل (۲۸) تفرق اتصال و اقسام قروح کی معالجات

تفرق الاتصال فی الاعضاء العظمیة یعالج بالتسویة والرباط الملائم المقول فی صناعة الجبر وسیأتیك فی موضعه ثم بالسکون واستعمال الغذاء المغری الذی یرجی ان یتولد منه غذاء غضروفی ویشد شفتی الکسر ویلزمهما کالکفشیر

اعضائے عظمیہ کا تفرق اتصال وہ تفرق اتصال جو ایسے اعضاء میں لاحق ہو، جن میں ہڈیاں (اور کریاں) موجود ہیں اسکے علاج کا اصول یہ ہے کہ پہلے اس تفرق اتصال کو ہموار اور درست کر لیا جائے (تسویہ)، اس کے بعد اُس عضو کو مناسب طریقے سے باندھ دیا جائے، جیسا کہ "صناعت جبر" میں بیان کیا گیا ہے اور جو اپنی جگہ پر آئیگا (جبر: ہڈی کا جوڑنا)، اسکے بعد اُسے سکون بخشا جائے (تاکہ اس عرصہ میں عضو کا "تفرق" التحام و اتصال میں تبدیل ہو جائے)، اور اغذیۂ مغریہ (لسدار غذائیں، مثلاً کلے پائے) کھلائی جائیں؛ کیونکہ اسی قسم کی غذاؤں سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ ان سے بدن کے اندر غضروفی غذائیں (غضروفی مواد، جوڑنے والے مواد) حاصل ہوں، جو ٹوٹی ہوئی ہڈی کے دونوں لبوں (دونوں سروں) کو مضبوطی کے ساتھ جوڑ دیں، اور ان سروں کے ساتھ کفشیر (جھال) کی طرح چپک جائیں +

کفشیر: فارسی لفظ ہے، جسکے معنے جھال کے ہیں، جس سے تانبے کے برتنوں اور چادروں کو جوڑا جاتا ہے؛ جسے اردو میں "جھال لگانا" کہتے ہیں +

فانه من المستحیل ان ینجبر العظم وخصوصًا فی الابدان البالغة الا علی هذه الصفة فانه لا یعود الی الاتصال البتة وسنتکلم فی الجبر کلامًا مستقصًی فی الکتب الجزئیة

کیونکہ یہ تو محال ہے کہ ہڈی، علی الخصوص بالغوں کی ہڈی (جوانوں کی ہڈی، جو سن نمو سے تجاوز کر چکے ہوں) سوائے اس صورت کے (سوائے جھال کی سی صورت کے) کسی اور طریقے پر جڑ سکے؛ ہڈی باردیگر اپنے سابقہ اتصال پر کسی طرح عود نہیں کیا کرتی ہے +

ہم عنقریب "کتب جزئیہ" میں "جبر" کے متعلق ایک مفصل بیان لکھینگے +

واما تفرق الاتصال الواقع فی الاعضاء اللینۃ فالغرض فی علاجہا مراعاۃ اصول ثلثۃ ان کان السبب ثابتا

اعضائے لینہ کا تفرق اتصال وہ تفرق اتصال جو نرم اعضاء میں لاحق ہو، تو اُسکے علاج میں تین اصول کا لحاظ کیا جاتا ہے، بشرطیکہ اس تفرق کا سبب ثابت ہوتا ہے :

اعضائے لینہ کے تفرق اتصال کی بلحاظ سبب کے دو قسمیں ہیں : پہلی قسم وہ ہے، جس میں عضو ماؤف ہی کے اندر مادہ پیدا ہوتا ہے، یہ مادہ کسی دوسرے مقام سے نہیں آتا۔ اس قسم کو "سببِ ثابت"[1] کہا جاتا ہے۔ دوسری قسم وہ ہے، جس میں مادہ دوسرے عضو سے بہکر آیا کرتا ہے، وہاں نہیں پیدا ہوتا۔ اس قسم کو "سبب غیر ثابت" کہا جاتا ہے۔ لیکن تینوں اصول کا لحاظ تفرق اتصال کی دونوں قسموں میں کرنا ضروری ہے (گیلانی)+

فاول ما یجب ہو قطع ما یسیل وقطع مادتہ ان کان لمجاورۃ مادۃ

پہلا اصول تو یہ ہے کہ جو مادہ اس عضو سے (تفرق اتصال کے باعث) بہ رہا ہے، اُسے روکا جائے اور مادۂ سیلان کو قطع کیا جائے، بشرطیکہ سیلان کا مادہ اسکے کسی عضو مجاور میں ہو (اور وہیں سے آکر بہ رہا ہو؛ یا بہ نسخۂ دیگر: بشرطیکہ مادہ متحرک اور جاری ہو) +

والثانی الحام الشق بالادویۃ والاغذیۃ الموافقۃ

دوسرا اصول یہ ہے کہ شق اور تفرق کو جوڑا جائے (اِلحام)، اور اس مقصد کے لئے مناسب دوائیں اور غذائیں استعمال کی جائیں +

والثالث منع العفونۃ ما امکن

تیسرا اصول یہ ہے کہ حتی الامکان تفرق اتصال میں عفونت کو روکا جائے +

واذا کفیت من الثلثۃ واحدا صرفت العنایۃ الی الباقیین

جب ان تینوں امور میں سے کسی ایک امر میں کامیابی ہوجائے، تو اس وقت باقی دو امور کی طرف توجہ کرنی چاہیئے + مثلاً کسی شریان کے تفرق اتصال کی صورت میں جب سیلان خون کے روکنے کی تدبیر کارگر ہو جائے،

[1] لیکن آملی نے سبب ثابت کی توجیہ ایسے الفاظ میں کی ہے، جسکا مفہوم یہ ہے کہ جب تفرق اتصال کا سبب نفس عضو میں حاصل ہوتا ہے، کسی دوسرے مقام سے منتقل ہو کر نہیں آتا ہے، تو اس وقت اسے "سبب ثابت" کہتے ہیں؛ ورنہ "سبب غیر ثابت" +

تو باقی دونوں امور کی طرف توجہ کی جائے +

اما قطع ما یسیل فقد عرفت الوجہ فیہ

چنانچہ سیلان مواد کے روکنے کے طریقے تو (گذشتہ بیانات میں) معلوم ہو چکے +

واما الالحام فبجمع الشفاه اذا اجتمعت وبالتجفیف وتناول المغریات

تفرق کو جوڑنے (الحام) کی صورت یہ ہے کہ زخم یا شگاف کے لبوں کو باہم ملانے کی کوشش کی جائے، بشرطیکہ وہ مل سکیں (اور باہم قریب ہو سکیں)۔ مجففات استعمال کئے جائیں، اور مغریات کھلائے جائیں +

زخم کے لب بعض اوقات سکڑ کر اتنے دور ہو جاتے ہیں کہ باہم ملتے نہیں، اور بعض اوقات بیچ کا حصہ اتنا کٹ کر ضائع ہو جاتا ہے کہ انکا باہم ملنا محال ہوتا ہے +

زخم کے لبوں کو جوڑنے کے لئے بسا اوقات ٹانکے لگائے جاتے ہیں (خیاطت)، اور پرانے زمانے میں یہ بھی دستور تھا کہ زندہ چیونٹوں کو پکڑ کر ان کے زنبوری سروں کو چپکا دیتے تھے، اور پھر قینچی سے چیونٹے کے جسم کے پچھلے حصے کو کاٹ دیا کرتے تھے +

وینبغی ان تعلم ان الغرض فی مداواة القروح ہو التجفیف

قروح کا اصول علاج یہ معلوم ہونا چاہئے کہ قروح کے علاج میں اصلی غرض تجفیف ہوا کرتی ہے (یعنی یہ مقصود ہوا کرتا ہے کہ قرحہ کے اندر جتنے مواد فاسدہ اور رطوبات ردیہ موجود ہیں وہ کم ہو جائیں، اور آیندہ ایسے فاسد مواد کی پیدائش بند ہو جائے) +

فما کان منہا نقیا جفف فقط

چنانچہ اگر قروح پاک صاف (قروح نقیہ) ہوں (ان میں عفونت اور آلائش کی کثرت نہ ہو)، تو محض مجففات کا استعمال کرنا کافی ہے (اور کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں)+

وما کان منہا عفنا استعملت فیہ الادویة الحادة الاکالة کالقلقطار والزاج والزرنیخ والنورة فان لم ینجع فلا بد من النار

اور اگر قروح گندے ہوں (قروح عفنہ) ہوں، تو ان میں ایسی دوائیں استعمال کی جائیں، جو تیز اور اکال ہوں (گوشت کو کھا جانے والی ہوں)، مثلاً قلقطار، زاج، ہڑتال، چونہ (اور توتیا)؛ پھر اگر ایسی دواؤں سے فائدہ نہ ہو تو مجبوراً آگ استعمال کرنی پڑے گی (یعنی داغنا پڑیگا جس کے

لئے سونا بہتر سمجھا جاتا ہے) +

والدواء المرکب من الزنجار والشمع والدھن ینقی بزنجارہ ویمنع افراط اللذع بدھنہ وبشمعہ فھو دواء معتدل فی ھذا الشان

جو دوا زنجار، موم، اور روغن سے مرکب ہو، وہ زنجار کی وجہ سے قرحہ کا تنقیہ کرتی ہے، اور روغن اور موم کی وجہ سے سوزش اور جلن کی زیادتی کو روکتی ہے (جو زنگار سے متوقع ہے)، اسلئے ایسی دوا اس کام کے لئے (تجفیف قروح کے لئے) ایک معتدل دوا ہے +

جالینوس کا قول ہے: میں نے قیروطی کو (موم روغن کو) منبت لحم پایا، مگر اس سے پیپ میں زیادتی ہو جاتی ہے، اور زنگار کو مانع تقیح پایا، مگر اس سے سوزش بڑھ جاتی ہے، اس لئے قروح کے اندمال میں تاخیر واقع ہوتی ہے۔ اس وجہ سے میں نے زنگار کو قیروطی کے ساتھ ملا دیا، تاکہ ایک کی اصلاح دوسرے سے ہو جائے اور اس لحاظ سے یہ معتدل بن جائے۔ گیلانی +

ونقول ان کل قرحۃ لا یخلوا اما ان یکون مفردۃ واما ان یکون مرکبۃ

قرحۂ مفردہ ومرکبہ ہم کہتے ہیں: کوئی قرحہ دو حال سے خالی نہیں ہو سکتا:۔ یا وہ مفرد ہوگا، یا مرکب (یعنی قرحہ کی دو قسمیں ہیں: مفردہ، اور مرکبہ) +

قَرْحَۂ مُفْرَدَہ اُس معمولی قرحہ کو کہتے ہیں، جس میں کوئی غیر معمولی بات نہ ہو، نہ غیر معمولی درد ہو، نہ وہاں کی ساخت میں کوئی غیر معمولی فساد وعفونت ہو، نہ کسی مادّہ کا وہاں غیر معمولی انصباب ہو، مثلاً سیلان خون، اور جریان رطوبت، نہ غیر معمولی تفرق ہوا اور جوہر عضو میں کوئی کمی آئی ہو، نہ وہاں کوئی غیر معمولی سوء مزاج ہو، نہ اُس میں کوئی شئے زائد ہڈی وغیرہ کی قسم سے ہو، جو اُسکے اندمال میں رکاوٹ پیدا کرے۔ اور اگر اسکی مخالف صورتیں موجود ہوں، تو اُسے قرحۂ مُرَکَّبَہ کہا جاتا ہے (ماخوذ از بیان جالینوس) +

مگر شیخ نے ان دونوں اصطلاحات کی کوئی صراحتاً تعریف نہیں کی، اسلئے مختلف اقوال کی تطبیق میں دشواریاں پیدا ہو رہی ہیں، اور شکوک بڑھ گئے ہیں +

فالمفردۃ ان کانت صغیرۃ ولم یتاکل من وسطھا شئی فیجب ان تجمع شفتاھا ویعصب بعد توقی وقوع شئی فیما بینھما من دھن او غبار فانھا تلتحم

چنانچہ قرحۂ مفردہ (قرحۂ بسیط) اگر چھوٹا سا ہو، اور اُسکے اندر کسی قسم کا آکل نہ ہو، تو اس وقت اُسکا علاج یہ ہے کہ اسکے دونوں لبوں کو (خیاطت وغیرہ کے ذریعہ) ملا کر پٹی باندھ دی جائے، اور یہ احتیاط برتی جائے کہ دونوں کے درمیان (قرحہ کے اندر) روغن، گرد وغبار (اور دیگر اجسام غریبہ

اور مواد موذیہ) نہ داخل ہونے پائیں۔ ایسا زخم محض اسی تدبیر سے مندمل ہو جائیگا +

گیلانی کہتے ہیں: جراحت جس قدر زیادہ تازہ ہوگی، اور مدت کم گذری ہوگی، اُسی قدر یہ تدبیر زیادہ سود مند ثابت ہوگی اور اندمال جلدتر ہوگا۔ اسی تدبیر کو فارسی میں "خشک بند" کہا جاتا ہے +

وکذلک الکبیرۃ التی لم تذھب من جوھرھا شئ ویمکن اطباق جزء منہا علی الآخر — اسی طرح اگر قرحہ بڑا ہو، اور اس عضو کے اصلی اجزا میں سے کوئی چیز کم نہ ہوئی ہو، اور اسکے سرے اور لب ایک دوسرے کے ساتھ مل سکتے ہوں۔ تو بھی دہی مذکورہ اصول علاج بتنہا علاج کے لئے کافی ثابت ہوگا +

مگر پہلے حسب ضرورت تنقیہ کرنا، مجففات اور جالیات کا استعمال کرنا ضروری ہے +

فاما الکبیرۃ التی لا یمکن ضمہا شقاً کان او فضاءً مملوا صدیداً او قد ذھب منہا شئ من جوھر العضو فعلاجہ التجفیف — لیکن اگر قرحہ بڑا ہو، اور اسکے لبوں کا اور اجزا کا باہم ملانا ممکن نہ ہو، خواہ وہ معمولی شق اور شگاف ہو، یا پیپ سے بھری ہوئی کوئی فضا رہو، یا جوہر عضو کا کوئی حصہ غائب ہو چکا ہو، تو اس وقت اسکا علاج تجفیف ہے +

یہ اخیر صورت قرحہ کے مرکب ہونے کی ہوسکتی ہے، اگرچہ اسکے علاوہ اور صورتیں بھی ممکن ہیں۔ اگر اس صورت کو "قرحہ مرکبہ" کی مثال بنادی جائے، تو کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ اگرچہ بعض شارحین اس سے متفق نہیں ہیں +

گیلانی کہتے ہیں کہ بعض اوقات دوا مجفف قرحہ میں تجفیف پیدا کرنے سے عاجز ہوتی ہے؛ چنانچہ ایسے وقت میں شگاف لگانا پڑتا ہے۔ شگاف گاہے قرحہ کے زیرین حصے میں لگایا جاتا ہے (تاکہ سیلانِ مواد میں سہولت رہے)، اور رطوبات عفنہ اور جواہر فاسدہ کو قرحہ سے صاف کرلیا جاتا ہے، پھر دوا مجفف استعمال کی جاتی ہے، اغذیہ لطیفہ اور صالحہ سے بدنی تغذیہ کو درست کیا جاتا، اور خونِ صالح پیدا کرنے کی کوشش کیجاتی ہے، اور تقویت مزاج اور تقویت اعضائے رئیسہ کا خیال کیا جاتا ہے۔ اس بارہ میں یہ ایک بڑا اصول ہے، جسے نظر انداز نہ کرنا چاہیے +

فان کان الذاھب جلداً فقط احتیج الی ما یختم وھو اما بالذات فالقوابض واما بالعرض فالحادۃ — لیکن قرحہ سے جو جوہر کم ہوگیا ہے، وہ اگر محض جلد ہے، تو اس وقت ایسی دواؤں کی ضرورت لاحق ہوگی جو قرحہ پر کھرنڈ بنادیتی ہیں (ادویہ خاتمہ)۔ چنانچہ جو

استعمل منها قليل معلوم مثل الزاج والقلقطار فانها اعون على التجفيف واحداث الخشكريشة فان كثر اكل وزاد فى القروح	دوائیں بالذات یہ خدمت انجام دیتی ہیں، وہ تو قابضات ہیں اور جو دوائیں بالعرض[1] کھرنڈ لاتی ہیں، وہ زاج اور قلقطار جیسی ادویہ حادّہ (اکالہ منفعیہ) ہیں، بشرطیکہ قلیل مقدار میں استعمال کی جائیں، جیسا کہ (کتاب الادویہ میں) بتایا گیا ہے۔ ایسی دوائیں تجفیفِ قرحہ میں اور کھرنڈ پیدا کرنے میں امداد کرتی ہیں۔ لیکن اگر ان دواؤں کو زیادہ مقدار میں استعمال کیا گیا، تو یہ زخم کو کھا کر اس میں زیادتی پیدا کر دینگی +
واما اذا كان الذاهب لحما كالقروح الغائرة فلا يجب ان يبادر الى الختم بل يجب ان يعتنى اولا بانبات اللحم وانما ينبت اللحم ما لا يتعدى تجفيفه الدرجة الاولى كثيرا	لیکن قرحہ سے جو جوہر گھٹ گیا ہے، وہ اگر لحم ہو، مثلاً قروح غائرہ (جن میں گہرائی اسی وجہ سے حاصل ہوتی ہے کہ اندر کا گوشت گل کر ضائع ہو جاتا ہے)، تو اس حالت میں یہ کسی طرح مناسب نہ ہوگا کہ کھرنڈ پیدا کرنے میں عجلت کی جائے بلکہ اس وقت گوشت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور گوشت وہی دوائیں پیدا کر سکتی ہیں (مُنبتِ لحم) جن کی قوتِ تجفیف پہلے درجہ سے زیادہ متجاوز[2] نہ ہو +
بل ههنا شرائط ينبغى ان يراعى	**شرائط استعمال مجففات** بلکہ (مجففات کے استعمال میں) یہاں چند شرائط ہیں، جنکا لحاظ کرنا ضروری ہے:
من ذلك اعتبار حال مزاج العضو الاصلى ومزاج القرحة	(۱) عضو کے اصلی مزاج کا اور قرحہ کے مزاج کا لحاظ کیا جائے:
فان كان العضو فى مزاجه شديد الرطوبة والقرحة ليست بشديدة	چنانچہ اگر عضو کا اصلی مزاج بہت مرطوب ہو، اور قرحہ میں رطوبت زیادہ نہ ہو، تو پہلے درجہ کی ہلکی سی تجفیف کافی ثابت ہوگی

[1] کیونکہ یہ دوائیں کاوی (داغنے والی) ہیں (گیلانی)

[2] جالینوس نے کتاب "جوامع اغلوقن" میں لکھا ہے: جن دواؤں سے قروح کا علاج کیا جاتا ہے، وہ ساری کی ساری مجفف ہیں، اگرچہ تجفیف و یبوست میں اختلافِ مدارج ضرور ہے، چنانچہ جن دواؤں سے انبات لحم مقصود ہو، وہ قرحہ کی ادویہ مستعملہ میں سے بلحاظ تجفیف کے کمترین ہونی چاہئیں۔ لیکن اگر الزاق مقصود ہو، تو ان میں تجفیف زیادہ ہونی چاہئے (گیلانی ملخصاً) +

الرطوبة كفى تجفيف يسير في الدرجة الاولى لان المرض لم يبعد عن طبيعة العضو كثيرا

کیونکہ اس حالت میں مرض عضو کی اصلی طبیعت سے بہت زیادہ دور نہیں ہو گیا ہے +

واما اذا كان العضو يابسا والقرحة شديد الرطوبة احتيج الى ما يجفف في الدرجة الثانية والثالثة ليرده الى مزاجه

لیکن اگر عضو کا اصلی مزاج خشک ہو، اور قرحہ میں رطوبت زیادہ ہو، تو اسکے اصلی مزاج کے لوٹانے کے لئے دوسرے اور تیسرے درجہ کی دوا مجفف کی ضرورت پڑیگی +

ويجب ان يعدل الحال في المعتدلين

اسی طرح جب دونوں کے مزاج معتدل ہوں، تو اس قیاس پر اس تدبیر میں اعتدال اختیار کرنا پڑیگا +

ومن ذلك اعتبار مزاج البدن كله لان البدن اذا كان شديد اليبوسة وكان العضو الزائد في رطوبته معتدلا في الرطوبة بحسب البدن المعتدل فيجب ان يجفف بالمعتدل

(۲) سارے بدن کے مزاج کا لحاظ کیا جائے: چنانچہ اگر بدن میں یبوست شدید ہو (مثلاً بڑھاپے کا زمانہ ہو)، اور عضو متقرح[1] میں رطوبت زیادہ ہو، لیکن اسے اگر معتدل بدن کے لحاظ سے دیکھا جائے، تو اسکی رطوبت معتدل اور اوسط درجہ کی ہو (زیادہ بڑھی ہوئی نہ ہو)، ایسی صورت میں معتدل مجفف سے تجفیف پیدا کرنی چاہیے +

وكذلك ان كان البدن زائد الرطوبة والعضو الى اليبوسة فان خرجا جميعا الى الزيادة فان كان الخروج الى الرطوبة جفف تجفيفا اكثر والى اليبوسة جفف تجفيفا اقل

اسکے برعکس اگر بدن رطب المزاج ہو، اور عضو متقرح[2] یابس ہو، پھر یہ دونوں خارج ہو کر اپنے مزاج سے تجاوز کر جائیں جسکی دو صورتیں ہیں: اگر خروج کے بعد رطوبت کی زیادتی ہوگئی ہو، تو (انبات لحم کے لئے) زیادہ تجفیف پیدا کریں، اور اگر خروج کے بعد یبوست کی زیادتی ہوگئی ہے، تو کم تجفیف پیدا کریں +

جالینوس کے کلام سے یہ واضح ہے کہ انبات لحم کے لئے مجففات کے استعمال میں درجہ بس مقرر کرنے کے لئے مزاج بدن، مزاج عضو، اور قرحہ کی رطوبت کو دیکھنا چاہیے :

ومن ذلك اعتبار قوة المجففات فان المجففات المنبتة وان لم يطلب منها التجفيف الشديد مثله يمنع المادة المنصبة الى العضو التي منها يتهيأ

(۳) مجففات کی قوت کا لحاظ کیا جائے: چنانچہ جو مجففات منبت لحم ہیں (زخم کے اندر گوشت بھر لانے والی ہیں)، اگرچہ ان سے ایسی شدید تجفیف مطلوب نہیں ہوا کرتی ہے، جو عضو متقرح کی طرف مادہ (مادۂ صالحہ) کی آمد کو روک دیا جس سے

---

[1] مثلاً عضو متقرح لحم یا گلٹی کی جنس سے ہو + [2] مثلاً عضو متقرح غضروفی عضو ہو +

انبات اللحم کما یطلب فی مجففات لا تستعمل لانبات اللحم بل للختم فانہ یطلب منہا ان یکون اکثر جلاءً وغسلاً للصدید من المجففات الخاتمۃ التی لا یراد منہا الا الختم والالحام والادمال	قرحہ کے اندر انبات لحم ممکن ہے (اور بلا ایسے صالح مادہ کی آمد کے نیا گوشت پیدا ہونا غیر ممکن ہے)، جیسا کہ (تجفیف شدید) اُن مجففات سے مطلوب ہوا کرتی ہے، جو انبات کے لئے استعمال نہیں کئے جاتے، بلکہ کھرنڈ بنانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، لیکن ان مجففات منبتِ لحم سے یہ ضرور مطلوب ہوا کرتا ہے کہ ان میں جلاء کی، اور صدید (زرداب) کے دھونے کی قوت بمقابلہ اُن مجففات خاتمہ کے زائد ہو، جن سے محض یہ مقصود ہوا کرتا ہے کہ زخم پر کھرنڈ آجائے، اور یہ جُڑ کر مندمل ہو جائے (جہاں گوشت پیدا کرنے کی ضرورت ہی نہیں) +

خاتمہ: کھرنڈ بنانے والی۔ خَتْم: کھرنڈ بنانا۔ اِلْحام: زخم کو جوڑنا۔ اِدْمال: زخم کو بھرنا۔

صدید: جب پیپ کچھ عرصہ تک قائم رہتی ہے، اور اسکا قوام رقیق ہو جاتا، اور اسکی رنگت سفیدی سے زردی وغیرہ کی طرف مائل ہو جاتی ہے، تو اُسے اصطلاحاً صدید کہا کرتے ہیں، جسے فارسی میں "زرداب" کہا جاتا ہے۔ اور قرحہ کے وہ غلیظ فضلات، جن سے قرحہ کے اندر ایک غلیظ، لیسدار، اور بدبودار چیز پیدا ہو جاتی ہے، اُسے اطباء وَضَر کہتے ہیں۔ رہی پیپ، تو وہ قرحہ کا ایک معمولی فضلہ ہے +

شیخ کے مذکورہ بالا قول کا خلاصہ ہے کہ ادویۂ منبتۂ لحم میں دو باتیں مطلوب ہوا کرتی ہیں: (۱) ان کی تجفیف شدید نہ ہو، ورنہ انباتِ لحم حاصل نہ ہو سکیگا۔ (۲) ان میں قوتِ جلاء اور زرداب اور پیپ کے دھونے کی قوت زیادہ ہو (گیلانی) +

وجمیع الادویۃ التی تجفف بلا لذع فہی داخلۃ فی انبات اللحم	شذرہ وہ دوائیں جو بغیر لذع کے مجفف ہیں، وہ انباتِ لحم میں داخل ہیں (یعنی مجفف دوائیں، جن میں لذع، سوزش اور حدت نہ ہو، وہ منبتِ لحم ہوا کرتی ہیں) +
وکل قرحۃ فی موضع غیر لحیم فہی غیر مجیبۃ بسرعۃ الی الاندمال وکذلک المستدیرۃ	شذرہ جو قرحہ غیر لحمی مقام میں ہوا کرتا ہے (مثلاً وہ قرحہ جو مفصل میں ہوا کرتا ہے)، وہ جلد مندمل نہیں ہوا کرتا؛ علیٰ ہٰذا وہ قرحہ بھی بدیر اندمال پذیر ہوا کرتا ہے، جو گول ہو (اس کے برعکس وہ قروح جلد مندمل ہو جاتے ہیں، جنکے لب باہم مل سکیں) +

لہ یہ مسئلہ رسالہ "مابال" (ارسطاطالیس) میں میری نظر سے گذرا (مترجم)

الی منع غذاء فیجب ان یکون الطبیب متدبرًا فی ذالک	پیش آتی ہے (اور تقویت تکثیر غذاء ہی سے ممکن ہے)، اور جب پیپ بڑھ جاتی ہے، تو غذا کے روکنے کی ضرورت پیش آتی ہے (الغرض، یہ دونوں غرضیں باہم متضاد ہیں)، اسلئے طبیب کو اس وقت نہایت تدبر اور غور و فکر سے کام لینا چاہئے (اور اس ہوشیاری سے کام کرنا چاہئے کہ باوجود کمی غذا کے قوتیں ضعیف نہ ہونے پائیں، اور غذا کی زیادتی سے برائیاں نہ بڑھ جائیں) +
وان کانت القرحۃ فی الابتداء والتزید فلا ینبغی ان یدخل الحمام او یصاب بماء حار فینجذب الیہا ما یزید فی الورم فاذا سکنت القرحۃ وقاحت فلعلہ یرخص فیہما	قانون جب قرحہ زمانۂ ابتداء اور تزید میں ہو، تو مریض کو حمام میں داخل نہ کرنا چاہئے، اور نہ اسکے زخم پر گرم پانی پڑنا چاہئے، ورنہ مواد کے انجذاب سے ورم میں زیادتی ہو جائے گی۔ ہاں جب قرحہ میں سکون آجائے (یعنی اسکے عوارض کم ہو جائیں)، اور پیپ ہو جائے، تو اس وقت شاید ان دونوں چیزوں کی اجازت دی جا سکے +
وکل قرحۃ تنکث بسرعۃ کلما اندملت فہی فی طریق التنصر	شذرہ اگر کوئی قرحہ اندمال پاکر جلد جلد پھوٹا کرتا ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ وہ ناصور بن رہا ہے (تنصر: ناصور بننا) +
ویجب ان یتامل دائما لون المدۃ ولون شفۃ الجرح	قانون معالج کے لئے یہ ضروری ہے کہ پیپ کی رنگت، اور زخم کے کناروں کی رنگت پر برابر نظر رکھے +

چنانچہ پیپ کا سفید ہونا، معتدل القوام ہونا، غیر معمولی بدبو سے اسکا خالی ہونا، غیر معمولی طور پر اسکا زیادہ نہ ہونا، اور قرحہ کے کناروں کا سُرخ ہونا اس امر کی علامت ہے کہ قرحہ اپنے مدارج خوبی کے ساتھ طے کر رہا ہے۔ اسکے برعکس پیپ کا بدرنگ، بدقوام، اور بدبودار ہونا، اور زخم کے کناروں کا زرد، سبز، بھورا، یا سیاہ ہونا بری علامتیں ہیں، اور یہ اندیشہ ظاہر کرتی ہیں کہ زخم ناصور بننے والا ہے، (یا یہ کہ یہ بدیر اندمال پذیر ہونے والا ہے)۔ گیلانی +

واذا کثرت المدۃ من غیر استکثار من الغذاء فذلک للنضج	اگر غذاء میں زیادتی کے بغیر پیپ کی کثرت ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ اسکی وجہ تنضیج ہے (یعنی طبیعت مواد کو پکا کر خارج کر رہی ہے)۔ (یا بہ نسخۂ دیگر: اسکی وجہ تقیح ــــ غیر معمولی تقیح ــــ ہے) +

علاج فسخ

ولنتکلم الآن فی علاج الفسخ فنقول انہ لما کان الفسخ تفرق اتصال غائر وراء الجلد فمن البین ان ادویتہ یجب ان تکون اقوی من ادویۃ المکشوفۃ

اب ہمیں فسخ کا علاج بیان کرنا چاہیے (جو عضلات کے تفرق اتصال کا نام ہے) چنانچہ ہم کہتے ہیں: چونکہ فسخ ایک گہرا تفرق اتصال ہے، جو جلد کے بعد کی ساختوں (یعنی عضلات میں) لاحق ہوتا ہے، اسلئے ظاہر ہے کہ اسکے علاج میں بہ نسبت سطحی اور جلدی تفرق اتصالات کے زیادہ قوی دواؤں کی ضرورت ہوگی +

ولما کان الدم یکثر انصبابہ الیہ احتاج ضرورۃ الی ما یحلل ویجب ان یکون ما یحللہ یبس بکثیر التجفیف لئلا یحلل اللطیف ویحجر الکثیف

پھر چونکہ مقام فسخ کی طرف خون کا بکثرت انصباب ہوجایا کرتا ہے، اس لئے یہ ضروری ہے کہ محللات استعمال کرائے جائیں، لیکن محلل دوائیں بہت زیادہ خشک بھی نہ ہوں، ورنہ لطیف اجزاء تحلیل ہوجائینگے، اور کثیف اجزاء متحجر ہوکر رہ جائینگے +

اگر اسکے اندر عروق سے نکلنے کے بعد خون جمکر اور مردہ ہوکر رہ جائے، تو اس مقام پر پچھنے اور شگاف لگا کر اس خون کو نکال ڈالا جائے، خون کو محاجم کے ذریعہ زور سے چوسا جائے، پھر اس کے بعد محلل کمادات اور نطولات استعمال کئے جائیں۔ اگرچہ بمقابلہ کمادات کے نطولات بہتر ہیں (گیلانی) +

اگر فسخ کے مقام پر کوئی مادہ محتبس ہوکر بستہ اور منجمد ہوجائے، تو اسے تحلیل کرنے کیلئے نطولات استعمال کئے جائیں، اسپر سیسے کا ایک طبقہ رکھکر باندھ دیا جائے (گیلانی) +

فاذا قضی الوطر من المحلل فیجب ان یستعمل الملحم المجفف لئلا یرتبك فیما بین الاتصال وسخ یتحجر ثم یعفن بادنی سبب او ینقلع فیعود تفرق الاتصال

پھر جب یہ ضرورت پوری ہوجائے (اور محللات سے مادۂ فسخ تحلیل ہوجائے)، تو اب ملحم اور مجفف دوائیں استعمال کی جائیں، تاکہ ساختوں کے اندر آلائش (وسخ) قائم رہ کر متحجر نہ ہوجائے، جو پھر ادنی اسباب سے متعفن ہوسکے، یا (کسی وجہ سے) وہ پھر حرکت میں آئے، اور تفرق اتصال دوبارہ پیدا کردے +

مُلحِم: سے یہاں مراد وہ دوائیں ہیں، جو تفرق کی اصلاح کرسکتی ہیں (جوڑنے والی)، اور مُجَفِّف: سے یہاں مراد وہ دوائیں ہیں، جو مقام فسخ سے فضلات کو زائل کردیں (گیلانی)، خواہ وہ یبوست رکھتی ہوں، یا کسی خصوصیت سے وہ یہ کام انجام دے سکتی ہوں +

واذا كان الفسخ اغور شرط الموضع ليكون الدواء اغوص

جب فسخ زیادہ گہرائی میں ہو (اور خون اس کے اندر جم کر مر جائے، جو محللات وغیرہ سے تحلیل نہ ہو سکے) تو اس مقام پر پچھنے (اور نشتر سے شگاف) لگائے جائیں، تاکہ دوائیں اندر گھس سکیں (اور گھس کر اپنا کام کر سکیں) +

واما الفسخ والرض الخفيف فربما كفى في علاجه الفصد

لیکن اگر فسخ اور رض خفیف ہوں، تو بسا اوقات محض فصد ان کے علاج کے لئے کافی ثابت ہوا کرتی ہے +

آملی و گیلانی کے کلام سے ظاہر ہے کہ فسخ اور رض اکثر اوقات دونوں بطور مترادف بولے جاتے ہیں، اور بعض اوقات رض کا اطلاق فسخ سے کم درجہ کے تفرق اتصال پر کیا جاتا ہے +

فان كان الفسخ مع الشدخ عولج الشدخ اولا بالادوية الشدخية حتى يمكن علاج الفسخ

اگر فسخ کے ساتھ شدخ بھی ہو (یعنی عضلہ کے ساتھ اس کا مجاور عصب بھی مجروح ہو گیا ہو)، تو پہلے ادویہ شدخیہ سے شدخ کا علاج کیا جائے، تاکہ اس کے بعد فسخ کا علاج ممکن ہو۔

علاج شدخ

والشدخ ان كان كثيرا عولج بالمجففات

(شدخ یعنی عصبی جراحت کی دو صورتیں ہیں: بلحاظ عدد کے کثیر ہو، یا قلیل)۔ چنانچہ اگر شدخ کثیر ہو، تو (فصد کے بعد) مجففات (وقویہ) کے ذریعہ علاج کیا جائے (شدخ کے گرد مقویات بطور لطوخ کے استعمال کئے جائیں) +

وان كان قليلا كنخس الابرة سلم امره الى الطبيعة نفسها الا ان يكون سميا متلفا او يكون شديد الايجاع او يكون نال عصبا فيخاف منه تولد الورم والضربان

اور اگر سوئی کے چبھنے کی طرح شدخ قلیل ہو، تو اسے طبیعت مدبرہ بدن پر چھوڑ دیا جائے۔ لیکن اگر عصبی جراحت سمی اور مہلک ہو (جو کسی زہریلے حربہ وغیرہ سے پیدا ہوا ہو) یا زیادہ دردناک ہو، یا کسی عصب میں (کسی بڑے عصب میں) واقع ہوا ہو، تو ان تمام صورتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ اس سے ورم اور ضربان پیدا ہو جائے (ان تینوں صورتوں میں علاج و تدبیر کی طرف توجہ کرنی چاہئے، اور طبیعت پر نہ چھوڑنا چاہئے) +

چنانچہ اگر جراحت میں سمیت ہو، تو مقام ماؤف پر پچھنے لگائیں، محاجم سے خون چوسا جائے، اور اسکے

بعد اسپرادویہ مقرحہ لگائی جائیں. نیز اندرونی طور پر ادویہ تریاقیہ اور مقوی قلب کھلائی جائیں. غذا لطیف اور زود ہضم دیں، اور تلیین شکم جاری رکھیں +

علی ہذا اگر عصبی جراحت زیادہ دردناک ہو، یا کسی بڑے عصب میں ہو، ان دونوں صورتوں میں مسکنات الم اور مخدرات استعمال کرائیں، تنقیہ بدن کریں اور غذا میں تخفیف و تلطیف کا خیال رکھیں. گیلانی +

تعصیب | نسخ، ہتک، اور شدخ، اگر ورم سے خالی ہو، تو پٹی مضبوطی کے ساتھ باندھی جائے، اور اگر ورم ہو تو ہلکی +

واما الوثی فیکفی فیہ شد رفیق غیر موجع وان یوضع علیہ الادویۃ الوثیۃ

علاج وثی | وَثی یعنی موچ کے علاج میں یہی کافی ہے کہ نرمی کے ساتھ اُس عضو کو (بے حرکت کرنے اور آرام دینے کے لئے) باندھ دیا جائے، نہ اس قدر شدید طور پر کسکر کہ اس سے درد پیدا ہو جائے، اور (پٹی باندھنے سے پہلے) اُس پر موچ کی دوائیں لگائی جائیں (یعنی ادہان محللہ و مقویہ، مثلاً روغن گل وغیرہ) +

موچ والے عضو کو اس ہدایت کے مطابق آرام دینا، بے حرکت کر دینا، اور پٹی باندھ دینا ہی صحیح اصول علاج ہے. اس میں مالش کرنا، اور مالش کر کے اُسے اور زیادہ دُکھانا بہت مُضر ثابت ہوا کرتا ہے. نیز موچ میں تلیین شکم کا بھی خاص طور پر خیال رکھا جائے +

واما السقطۃ والضربۃ فیحتاج فی مثلہما الی فصد من الخلاف وتلطیف الغذاء وہجر اللحم ونحوہ واستعمال الاطلیۃ والمشروبات المکتوبۃ لذلک فی الکتب الجزئیۃ

سقطہ اور ضربہ کا علاج | سقطہ اور ضربہ کے علاج میں اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ مخالف جانب کی فصد کھولی جائے، لطیف غذائیں استعمال کی جائیں، اور گوشت جیسی غلیظ غذائیں ترک کر دی جائیں، اور اُن طلاؤں اور اُن مشروبات کا استعمال کیا جائے، جو اس مقصد کے لئے کتب جزئیہ (کتاب چہارم۔ معالجات امراض) میں لکھے گئے ہیں +

واما تفرق الاتصال فی الاعضاء العصبیۃ وفی العظام فلنؤخر القول فیہا الی ان نتکلم فی الامور الجزئیۃ

رہ گیا وہ تفرق اتصال، جو اعضائے عصبیہ (مثلاً اغشیہ، حجب، صفاقات، معدہ، مثانہ وغیرہ)، اور ہڈیوں میں لاحق ہوتا ہے، اسکو ہم ان اعضا کے امراض کے ساتھ اُس وقت بیان کریں گے، جبکہ ہم (اس کلیات اور ادویہ کے بعد) امراض میں کلام کریں گے +

الفصل التاسع والعشرون فی الکی — فصل (۲۹) کَیّ (داغ)

داغ اعضاء میں کا ہے آگ سے دیا جاتا ہے، گاہے ادویہ کا دیہ سے مثلاً حوامض کا دیہ اور بورقیات کا دیہ سے "اور کاہے اس طرح کہ محاجم کے ذریعہ کئی روز تک تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس مقام کو چوسا جاتا ہے جس سے وہاں پہلے آبلہ پڑتا ہے، پھر اس میں کَیّ بالنّار کی طرح پیپ پڑجاتی ہے" (گیلانی)

الکی علاج نافع لمنع انتشار الفساد — داغ چند مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے: (۱) کسی عضو کے فساد کو (دوسرے صحیح اعضاء تک) پھیلنے سے داغ بازرکھتا ہے +

ولتقویۃ العضو الذی برد مزاجہ — (۲) باردالمزاج عضو کی تقویت کے لئے مفید ہے (مثلاً وجع الورک میں کولھے کے مقام پر داغ لگایا جاتا ہے) +

ولتحلیل المواد الفاسدۃ المتشبثۃ بالعضو — (۳) موادفاسدہ کو، جو اعضاء کی ساخت میں سختی سے ساتھ چسپاں ہوں، تحلیل کرتا ہے +

ولحبس النزف — (۴) خون وغیرہ کے جریان وسیلان کو بند کردیتا ہے +

(۵) لحم فاسد کو داغ پگھلا دیتا ہے، جس سے دوائیں عاجز ہوتی ہیں +

(۶) نزلات اور رطوبات کے انصباب وسیلان کو بند کردیتا ہے +

وافضل ما یکوی بہ الذھب — جن چیزوں سے داغ ڈالا جاتا ہے، ان سب میں بہترین چیز سونا ہے +

ولا یخلو موضع الکی اما ان یکون ظاھراً فیوقع علیہ الکی بالمشاھدۃ اویکون غائراً فی داخل عضو کالانف والفم والمقعدۃ ومثل ھذا یحتاج الی قالب یطلی علیہ الطلق والمغرۃ مبلولۃ بالخل ثم یلف علیہ خرق وتبرد جداً بماء ورد او ببعض العصارات — داغ کا مقام گاہے ظاہر اور بیرونی اعضاء ہوتے ہیں، جن میں آنکھوں سے دیکھکر داغ لگایا جاتا ہے، اور گاہے داغ کا مقام گہرا، کسی عضو کے اندر ہوتا ہے، مثلاً ناک، منہ، اور مقعد کے اندر، ایسی صورت میں داغ ڈالنے کے لئے ایک سانچہ (قالب) کی ضرورت ہوتی ہے، جس پر ابرک اور مغرہ (گل ارمنی، یا، گیرو) سرکہ میں بھگو کر طلا کردیتے ہیں، پھر اس پر کپڑا لپیٹ دیتے ہیں، اور اسے گلاب یا کسی عصارہ (آب نباتات) سے خوب ٹھنڈا کرکے اس منفذ میں داخل کرتے ہیں۔ جہاں

فيدخل القالب في ذلك المنفذ حتى يلتقم موضع الكي ثم يدس فيه المكوى فيصل الى موضعه ولا يوذى ما حوله وخصوصاً اذا كان المكوى ادق من فضاء القالب فلا يلقى حيطان القالب

داغنا مقصود ہے، اس طرح کہ داغ کا مقام سانچہ کے جوف میں آجاتا ہے۔ پھر اس سانچہ کے اندر داغ کا آلہ (مکوی) داخل کرکے اسے مقام مقصود تک اس طرح پہونچا دیا جاتا ہے کہ اردگرد کی ساختیں اس سے اذیت نہیں پاتیں، علی الخصوص ایسی صورت میں جبکہ آلۂ داغ قالب کی فضا، اور اس کے سوراخ سے باریک ہو، کہ قالب کی دیواروں سے آلۂ داغ کی ملاقات نہ ہوسکے۔

مثلاً کسی لکڑی کی نلکی یا نے ہو، جسکے سوراخ میں مکوی داخل کرکے داغ لگایا جائے؛ اور جب یہ اندیشہ ہو کہ مکوی کی گرمی سے نلکی (انبوبہ) کی دیواریں گرم ہوجائینگی، تو اسے نکالکر اسپر کپڑا لپیٹا جائے، اور آب کاہو، آب خرفہ وغیرہ سے اسے ٹھنڈا کیا جائے؛ تاکہ کَیّ کی گرمی سے اعضائے مجاورہ متاذی نہ ہوں۔

وليتوق الكاوى ان يتادى قوة كيه الى الاعصاب والاوتار والرباطات

داغ دینے والا شخص اس امر کی احتیاط رکھے کہ داغ کا اثر اور کَیّ کی گرمی اعصاب، اوتار، اور رباطات تک نہ پہونچے (جنکا داغنا مقصود نہ ہو۔ ورنہ ممکن ہے کہ آفت و اذیت غیر معمولی طور پر بڑھ جائے)۔

وان كان كيه لنزف الدم فيجب ان يجعله قوياً ليكون لخشكريشة عمق وثخن فلا يسقط بسرعة فان سقوط الخشكريشة من كي النزف يجلب آفة اعظم مما كانت

نزف دم اگر نزف دم کے لئے داغ لگایا جائے، تو یہ کافی قوی ہونا چاہئے، تاکہ اس سے کافی دبیز اور موٹا کھرنڈ بنے جو آسانی کے ساتھ گر نہ پڑے۔ کیونکہ اس قسم کا داغ جو نزف کو روکنے کے لئے لگایا جاتا ہے، جب اس سے خشک ریشہ گرجاتا ہے تو پہلے سے زیادہ آفت برپا ہوجاتی ہے (اور جریان خون پہلے سے شدید تر ہوجاتا ہے)۔

واذا كويت لاسقاط لحم فاسد واردت ان تعرف حد الصحيح فهو حيث يوجع

لحم فاسد جب لحم فاسد کے اسقاط اور اسکو علیحدہ کرنے کے لئے داغ لگایا جائے، اور یہ معلوم کرنا چاہیں کہ صحیح اور تندرست حصہ کی حد (اور فاسد لحم کی حد) کہاں پر ہے، تو یہ حد وہیں ہوگی جہاں درد کا احساس ہوگا (جس کے ادراک کا طریقہ ستائیسویں فصل میں بتایا گیا ہے)۔

وربما احتجت ان تکوی مع اللحم العظم الذی تحتہ وتمکنہ علیہ حتی یبطل جمیع فسادہ	عظم فاسد کا ہے اس امر کی ضرورت درپیش ہوتی ہے کہ گوشت کے ساتھ اُس ہڈی کو بھی داغ دیا جائے، جو گوشت کے نیچے دبا اُسکے اندر ہے۔ اور اُسے اتنی دیر تک اُس پر رکھا جائے کہ ہڈی کا سارا فساد جاتا رہے۔

جیسا کہ قروح متعفنہ اور قروح اکالہ میں کیا جاتا ہے، جبکہ تاکل و فساد کا اثر نرم ساختوں سے متجاوز ہوکر ہڈی تک پہنچ جاتا ہے۔

واذا کان مثل القحف فلطفہ حتی لا یغلی الدماغ ولا یشنج الحجب وفی غیرہ لا تبال بالاستقصاء	پھر اگر کوئی فاسد ہڈی عظم قحف کی طرح (دماغ جیسے نازک اور شریف عضو پر محیط) ہو، تو داغ زیادہ گہرا نہ لگانا چاہئے، مبادا داغ کی گرمی سے دماغ میں جوش وغلیان پیدا ہو، اور حجب واغشیہ سکڑ جائیں، لیکن اگر ایسی نازک صورت نہ ہو، تو گہرا داغ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

الفصل الثلثون فی تسکین الاوجاع　　فصل (۳۰) درد کی تسکین

قد علمت اسباب الاوجاع وانہا تنحصر فی قسمین تغیر المزاج دفعۃ وتفرق الاتصال	یہ تمھیں معلوم ہی ہو چکا ہے کہ درد کے اسباب دو قسموں میں منحصر ہیں: (۱) یک لخت مزاج کا بدل جانا۔ (۲) تفرق اتصال۔
ثم علمت ان آخر تفصیلہا ینتہی الی سوء مزاج حار او بارد او یابس بلا مادۃ او مع مادۃ کیموسیۃ او ریحیۃ او ورم	نیز تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ اسباب مزاجیہ کی آخری تفصیل و تقسیم سوء مزاج حار، بارد، اور یابس پر ختم ہوتی ہے، خواہ یہ قسمیں بغیر مادہ کے (سادہ) ہوں، یا مادۂ کیموسیہ (خلطیہ) یا مادۂ ریحیہ کے ساتھ؛ نیز خواہ یہ ورم کے ساتھ ہوں، یا بغیر ورم کے۔

علاوہ ازیں بقول گیلانی، درد کا سبب مادۂ مائیہ سے بھی حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ بول حاد سے حرقت بول، اور کا ہے مادۂ ثقلیہ سے، جس طرح اسہال محرق سے آنتوں میں جلن لاحق ہوتی ہے، اور کا ہے مادۂ بخاریہ سے، مثلاً درد سر وغیرہ۔

فتسکین الوجع یکون بمضادۃ	بہر حال تسکینِ درد کی یہی صورت ہے کہ اسباب کا

الاسباب وقد علمت مضادة کل واحد منہا کیف یکون وعلمت ان سوء المزاج والورم والریح کیف یعالج	مقابلہ کیا جائے، اور انکی ضد سے ان کو توڑا جائے۔ چنانچہ تمھیں ان تمام اسباب کے مضاد ومخالف تدابیر بتائے جاچکے ہیں۔ اور تمھیں یہ بھی معلوم ہوچکا ہے کہ سوء مزاج، ورم، اور ریح کا علاج کیونکر کیا جاتا ہے +
وکل وجع یشتد فانہ یقتل ویعرض منہ اولاً برد البدن وارتعادہ ثم یصغر النبض ثم یبطل وذلک لانہ یجلب من البرد علی البدن ما یستغنی بہ عن تنفس الحار الغریزی ثم یموت	**شذرہ** کوئی درد جب شدید ہوتا ہے، تو مہلک اور قاتل ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ درد کی شدت سے اولاً بدن ٹھنڈا ہوجاتا ہے اور کانپنے لگتا ہے، پھر نبض صغیر ہوکر باطل ہوجاتی ہے، اور وہ مرجاتا ہے۔ اس حالت میں نبض کے باطل ہونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بدن میں برودت کا اتنا غلبہ ہوجاتا ہے کہ حرارت غریزی کو تنفس کی ضرورت ہی نہیں رہتی (یعنی وہ اتنی ٹھنڈی ہوجاتی ہے کہ اب اُسے ٹھنڈی ہوا کی ضرورت ہی نہیں رہتی اسلئے حرکتِ نبض اور حرکت تنفس بند ہوجاتے ہیں) +

یہ تو شیخ کے الفاظ کی اُنہیں کے مفہوم کے مطابق ترجمانی ہے، جس میں بہت کچھ غور کی گنجائش ہے۔ ورنہ درد کی شدت سے نبض کیوں باطل ہوجاتی ہے؟ اس کے اسباب دوسرے ہیں۔ اور یہ کہنا بہت دشوار ہے کہ غلبۂ برودت سے حرکتِ نبض کی ضرورت باطل ہوجاتی ہے، اور یہ کہ نبض سے اعضاء کے اندر ہوائے بارد پہونچا کرتی ہے، جو ٹھنڈک کا ذریعہ بنتی ہے +

وجملۃ ما یسکن الوجع اما مبدل المزاج واما محلل المادۃ واما مخدر	**مسکنات درد** درد کے سارے مسکنات یا مبدل مزاج ہیں، یا محلل مادہ، یا مخدر +

چنانچہ پہلی دونوں قسمیں تو اسباب درد — سوءِ مزاج اور تفرق اتصال — کو دور کرکے تسکین کا ذریعہ بنتی ہیں، اور تیسری قسم آلۂ حساس — اعصاب — میں اثر کرکے نفس درد کو زائل کردیتی ہے +

والتخدیر یزیل الوجع لانہ یذھب بحس ذلک العضو وانما یذھب بحسہ لاحد الشیئین اما لفرط التبرید واما لسمیۃ فیہ مضادۃ لقوۃ ذلک العضو	چنانچہ تخدیر (جو مخدر کا عمل ہے) اسلئے درد کو زائل کرتی ہے کہ اسکی وجہ سے دردناک عضو کی قوتِ احساس ہی مفقود ہوجاتی ہے۔ اور تخدیر سے قوتِ احساس دو طور پر زائل ہوا کرتی ہے: (۱) گاہے تبرید کی زیادتی کی وجہ سے (جیسا کہ برف سے عضو سُن اور بے حس ہوجاتا

ہے)؛ اور (۲) گا سہے اس وجہ سے کہ دوا رمخدر کے اندر کوئی مخصوص سمیت ہوتی ہے، جو اس عضو کی قوّت کے مضاد اور دشمن کی طرح عمل کرتی ہے +

والمرخیات من جملة ما یحلل برفق مثل الشبت وبزر الکتان واکلیل الملك والبابونج وبزر الکرفس واللوز المر وکل حار فی الاولے وخصوصًا اذا کان هناك تغریة ما مثل صمغ الاجاص والنشا والاسفیداجا والزعفران واللادن والخطمی والحماما والکرنب والشلجم وطبیخهما والشحوم والزوفا الرطب ادهان مما ذکر

مُرخِیات (یعنی وہ دوائیں جو اعضاء میں استرخاء پیدا کردیتی ہیں) بھی جملہ محللات میں داخل ہیں، جو بتدریج اور نرمی کے ساتھ تحلیل کرتی ہیں، مثلاً شبت، تخم کتان، اکلیل الملک، بابونہ، تخم کرفس، بادام تلخ، اور وہ تمام دوائیں جو پہلے درجہ میں حار ہوں، علی الخصوص جبکہ اُن میں کچھ تغریہ (لیس) بھی ہو، مثلاً صمغ اِجّاص (گوند درخت آلو بخارا)، نشاستہ، اسفیداجات (سفیدۂ قلعی وغیرہ)، زعفران، لادن، خطمی، حماما، کرنب، شلجم، اور کرنب و شلجم کے جوشاندے، زوفائے سبز، اور روغن (جو اس بارہ میں) بتائے گئے ہیں +

مرخیات سے چونکہ ساختیں ڈھیلی پڑجاتی ہیں، اور عضلات کے ریشے اپنے انقباض کو کم کردیتے ہیں، اسلئے تناؤ کم ہوجایا کرتا ہے، جو ازدیاد درد کا عموماً باعث ہوتا ہے۔ نیز مرخیات کے مذکورہ اعمال سے تحلیل مواد میں بھی امداد ملتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مادۂ درد کی تحلیل سے بدرد میں یقیناً خفت حاصل ہوگی +

مذکورہ بالا ادویہ میں سے سب دوائیں پہلے درجہ میں اگرچہ حار نہیں ہیں، لیکن انکو ترکیب دیکر پہلے درجہ کی حار بنا سکتے ہیں (آملی) +

والمسهلات والمستفرغات کیف کانت من هذا القبیل

مُسْہِلات اور مُسْتَفْرِغات، خواہ کیسے ہی ہوں (ضعیف ہوں، یا قوی، حار ہوں، یا بارد)، مرخیات یا جملہ محللات و مسکنات میں سے ہیں (کیونکہ مسہلات اور مستفرغات سے کچھ تو مادۂ الم خارج ہی ہوجاتا ہے، اور بقیہ کی تحلیل میں سہولت پیدا ہوجاتی ہے، جس سے درد میں کمی ہوجاتی ہے) +

چنانچہ سر، آنکھ، کان وغیرہ کے اکثر دردوں میں قبض کھولنے سے درد میں کمی ہوجایا کرتی ہے، اور قبض کی موجودگی سے درد کی شدت میں اضافہ ہوا کرتا ہے +

ویجب ان تستعمل المرخیات بعد الاستفراغ ان احتیج الی الاستفراغ حتی ینقطع المادة المنصبة الی ذلک العضو

قانون مناسب یہ ہے کہ تسکین درد کے لئے مرخیات استعمال کرنا چاہیں، تو پہلے مادہ کا استفراغ کرلیں، بشرطیکہ استفراغ کی ضرورت ہو، تاکہ جو مادہ اس عضو کی طرف متوجہ ہے، اور انصباب پارہا ہے، اس کا انصباب رُک جائے +

وایضا جمیع ما ینضج الاورام او یفجرها

اسی طرح جو چیزیں اورام کو پختہ کرتی ہیں، اور ان کو پھاڑ ڈالتی ہیں (مُنضِجات اورام اور مُفجِرات) وہ بھی اسی قبیلے سے ہیں +

یعنی یہ بھی مرخیات کی طرح مسکنات درد میں سے ہیں، یا یہ کہ: ان کو بھی استفراغ کے بعد استعمال کرنا چاہیے (گیلانی) +

والمخدرات اقواها الافیون و من جملتها اللفاح وبزره وقشور اصله والخشخاشان والبنج والشوکران وعنب الثعلب المخدر وبزر الخس

ادویۂ مُخدِّرہ میں قوی ترین چیز افیون ہے۔ علیٰ ہذا جملہ مخدرات میں یہ چیزیں بھی داخل ہیں: لفاح، تخم لفاح، پوست بیخ لفاح، دونوں خشخاش (خشخاش سیاہ، اور خشخاش سفید)، اجوائن خراسانی، شوکران، عنب الثعلب مخدر (یعنی مکو کی مخدر قسم)، اور تخم کاہو +

ومن هذه الجملة الثلج والماء البارد

نیز مخدرات میں سے برف اور ٹھنڈا پانی بھی ہے +

وکثیرا ما یقع الغلط فی الاوجاع فیکون اسبابها امورا من خارج مثل حر او برد او سوء وساد او فساد مضطجع او صرعه فی السکر وغیره فیطلب لها سبب من البدن فیغلط فلهذا یجب ان یتعرف ذلک ویتعرف هل هناک امتلاء

شذرہ بسا اوقات دردوں میں (اسباب کے لحاظ سے) اس طرح مغالطہ ہو جایا کرتا ہے، کہ درد کے حقیقی اسباب تو بیرونی ہوتے ہیں، مثلاً گرمی، سردی، تکیہ کی خرابی، فرش کا بگاڑ، یا مستی و مدہوشی وغیرہ کی حالت میں گر پڑنا، مگر ان کے لئے اندرونی اسباب تلاش کئے جاتے ہیں، جس میں غلطی ہو جاتی ہے۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ پہلے اس کی پوری تحقیق کرلی جائے (کہ اس قسم کے بیرونی

ام لیس ویتعرف هل کانت هناك اسباب الامتلاء المعلومة	اسباب تو لاحق نہیں ہوئے)، اور یہ معلوم کر لیا جائے کہ اس وقت امتلاء ہے، یا نہیں، اگر امتلاء موجود ہے، تو اس سے پہلے امتلاء کے اسباب معلومہ تھے، یا نہیں +
وربما کان السبب ایضا قد ورد من خارج فتمکن داخلا مثل من لشرب ماءً باردًا فیحدث به وجع شدید فی نواحی معدته وکبده وکثیرا مالا یحتاج الی امر عظیم من الاستفراغ ونحوه فانه کثیرا ما یکفیه الاستحمام والنوم البالغ فیه	نیز بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ گو وہ سبب خارجی ہوتا ہے، لیکن اندر جا کر وہی سبب متمکن، جاگزیں، اور پائدار ہوجاتا ہے (جس سے اور بھی مغالطہ بڑھ جاتا ہے)، مثلاً بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ نہایت ٹھنڈا پانی پیا جاتا ہے (جو اندر جا کر پائدار ہوجاتا ہے) جس سے نواحی معدہ اور جگر میں شدید درد لاحق ہوجاتا ہے؛ جس کے لئے بسا اوقات کسی بڑے استفراغ وغیرہ کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی، بلکہ محض حمام کرنے اور پورے طور پر سُلانے سے درد میں سکون ہوجاتا ہے +
ومثل من یتناول شیئًا حارًا فیصدع صداعًا عظیمًا فیکفیه شرب ماء مبرد	اور مثلاً بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ کسی گرم چیز کے کھانے سے سخت درد سر لاحق ہوجاتا ہے، جسکے لئے (بسا اوقات) محض ٹھنڈا پانی پلانا کافی ہوجاتا ہے +
وربما کان الشئی الذی من قبله یرجی زوال الوجع ما بطی التاثیر لا یحتمل الوجع الی ذلك الوقت مثل استفراغ المادة الفاعلة لوجع القولنج المحتبسة فی لیف الامعاء	**شذرہ** جس چیز سے درد کے زائل ہونے کی امید ہوسکتی ہے یا یہ کہ اتنی دیر طلب اور بطی العمل ہوتی ہے کہ مریض اتنی دیر تک درد کو برداشت نہیں کرسکتا، مثلاً درد قولنج میں اُس مادہ کا استفراغ، جو آنتوں کے الیاف میں بند ہوتا (اور درد کا باعث بنتا) ہے +
واما سریع التاثیر لکنه عظیم الغائلة مثل تخدیر العضو الوجع فی القولنج بالادویة التی من شانها ان یفعل ذلك فیتحیر المعالج فی ذلك فیجب ان یکون	اور یا ۲ـ اسکے برعکس وہ چیز اگرچہ سریع التاثیر ہوتی ہے (اور اس سے درد میں بہت جلد سکون حاصل ہوسکتا ہے) مگر وہ بہت خطرناک ہوتی ہے، مثلاً درد قولنج میں دردناک عضو کو ادویہ مخدرہ سے بحس کرنا (جس میں سدوں کے شدید ہوجانے کا خطرہ ہے) +

عنده حدس قوی لیعلم ای المدتین اطول: مدة ثبات القوة ومدة الوجع

ایسی حالت میں معالج متحیر اور پریشان ہو جاتا ہے کہ کیا کرے (استفراغ مادہ کی طرف توجہ کرے، یا تخدیر سے درد میں سکون بخشے)۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ معالج ایسی حالت میں اپنی فراست اور حذاقت سے یہ پتہ چلائے کہ دونوں مدتوں میں سے کونسی مدت دراز ہے: قیام قوت کی مدت لمبی ہے، یا درد کی مدت لمبی ہے؟ (یعنی آیا بدن میں اتنی قوت ہے کہ ایک عرصہ تک درد کو برداشت کر سکتی ہے، یا درد کی مدت اتنی دراز ہے کہ اتنے عرصہ تک قوت اسکو برداشت نہیں کر سکتی)+

وایضا ای الحالین اضر فیہ الوجع او الغائلۃ المتوقعۃ فی التخدیر فیؤثر تقدیم ما ھو اصوب

نیز یہ بھی پتہ چلائے کہ دونوں باتوں میں سے زیادہ مضر اور نقصان دہ کونسی بات ہے: آیا درد زیادہ مضر اور قابل توجہ ہے، یا وہ خطرہ زیادہ اہمیت رکھتا ہے، جو دوار مخدر کے عمل تخدیر سے پیدا ہو سکتا ہے؟ تاکہ ان میں سے (استفراغ اور تخدیر میں سے) جو زیادہ اہم اور صحیح تر ہو، اُسے مقدم رکھا جائے+

فربما کان الوجع ان بقی قتل بشدتہ وبعظمہ والتخدیر ربما لم یقتل وان اضر من وجہ اخر

چنانچہ بعض اوقات درد اتنا شدید اور عظیم ہوتا ہے کہ وہ اگر کچھ دیر تک قائم رہے، تو باعث ہلاکت بن جاتا ہے (ایسی حالت میں کسی خطرہ کا خیال کئے بغیر جان بچانے کی غرض سے فوراً تیز تر دوار مخدر دیدینی چاہئے، مثلاً افیون اور جوہر افیون)۔ کیونکہ دوار مخدر کے عمل تخدیر سے عام طور پر ہلاکت اور موت نہیں ہوا کرتی، اگرچہ یہ دوسرے طور پر مضر ہے لیکن بہرحال اس کی مضرت موت کی مضرت سے کمتر ہی ہے)+

وربما امکنک ان تتلافی مضرتہ وتعاود وتعالج بالعلاج الصواب

علاوہ ازیں بسا اوقات یہ ممکن ہوتا ہے کہ (بعد کو دوسرے ذرائع سے) اس مضرت کی تلافی کر دی جائے (جو دوار مخدر کے استعمال سے لاحق ہوتی ہے)، اور لوٹ کر علاج کا صحیح طریقہ اختیار کر لیا جائے (جو ضرورتاً تھوڑی دیر کیلئے

ملتوی ہو گیا تھا) +

ومع ذلك فيجب ان ينظر في تركيب المخدر وكيفيته ليستعمل اسهله ويستعمل مركبة مع ترياقاته الا ان يكون الامر عظيماً جداً فيحتاج الى تخدير قوي

لیکن ان باتوں کے ساتھ دوا مخدر کی ساخت اور اسکی کیفیت پر بھی نظر رکھنی چاہئے، اور سہل ترین مخدر (جس سے مقصد حاصل ہو سکے) استعمال کرنا چاہئے، اور اُسے بھی تریاقات کے ساتھ مرکب کرکے (تاکہ مخدر کی ہیئت کی اصلاح ہو جائے)۔ لیکن اگر معاملہ بڑا اہی ہو، تو مجبوراً تخدیر قوی استعمال کرنی پڑیگی +

وربما كان بعض الاعضاء غير مبالى باستعمال المخدر عليه فانه لا يؤدى الى غائلة عظيمة مثل الاسنان ونحو وضع عليها المخدر

شذرہ بعض اعضاء ایسے بھی ہیں، جن میں مخدرات (قویہ) کا استعمال پوری بے پروائی سے کیا جا سکتا ہے، اور اس میں کسی بڑے اندیشہ کا احتمال نہیں ہو سکتا؛ مثلاً دانتوں کے علاج میں قوی مخدر (بغیر تریاق ملائے) کا استعمال کیا جا سکتا ہے (یعنی دانتوں کے اندر شدتِ درد کے وقت افیون جیسی قوی چیز بھی بھری جا سکتی ہے) +

وربما كان الشرب ايضا سليماً في مثله مثل شرب المخدر لاجل وجع العين فان ذلك قل ضرراً بالعين من ان يكتحل به وربما سهل تلافى ضرر شربها بالاعضاء الاخرى

شذرہ اسی طرح بعض اعضاء میں دوا مخدر کا کھلانا (بمقابلہ بیرونی استعمال کے) سلیم و بے خطر ہوتا ہے؛ مثلاً آنکھ کے درد میں دوا مخدر کا کھلانا بمقابلہ اسکے بے ضرر ہے کہ آنکھ میں بطور سرمہ کے ایسی دوا لگائی جائے۔ پھر اگر اس کے اندرونی استعمال سے دوسرے اعضاء کو کوئی ضرر لاحق ہوگا، تو دوسرے طریقے سے اُسکی تلافی بسہولت ہو سکیگی +

واما في مثل القولنج فيعظم الغائلة لان المادة تزداد برداً وجموداً واستغلاقاً

لیکن قولنج جیسے مرض میں تو دوا مخدر کے استعمال سے بڑی مضرت کا اندیشہ ہے، کیونکہ مخدر کے استعمال سے مواد میں برودت بڑھ جاتی ہے، اور یہ زیادہ منجمد اور بستہ ہو کر مجاری کو زیادہ بند کر دیتا ہے +

اسلئے قولنج جیسے مرض میں دوا مخدر بڑی احتیاط کے ساتھ، تریاقات اور مصلحات ملا کر استعمال کرنی چاہئے اور وہ بھی شدتِ ضرورت کے وقت +

والمخدرات قد تسكن الوجع

شذرہ بعض مخدرات نیند لانے کی وجہ سے درد میں سکون

بما تنوم فان النوم احد اسباب سكون الوجع وخصوصاً اذا استعمل الجوع معه في وجع مادي

بخشتی ہیں، کیونکہ نیند بھی تسکین درد کے اسباب میں سے ایک سبب ہے، علی الخصوص اُس وقت، جبکہ نیند کے ساتھ فاقہ بھی کرایا جائے، لیکن ایسا فاقہ اُن دردوں میں مفید پڑیگا جو کسی مادہ کے ساتھ ہوں +

والمخدرات المركبة التي تكسر قواها ادوية كالترياق لها اسلم مثل الفلونيا ومثل الاقراص المعروفة بالمثلثة لكنها اضعف تخديرا والطري منها اقوى تخديرا والعتيق يكاد لا يخدر والمتوسط متوسط

شذرہ مخدرات مرکبہ، جنکی قوتیں دوسری دواؤں سے ٹوٹ جاتی ہیں، جو ان کے لئے تریاق کے مانند ہوں، وہ زیادہ اچھی اور بے ضرر ہوتی ہیں، مثلاً فلونیا، اور مثلاً اقراص مثلثہ. لیکن ایسی مرکب دوائیں فعل تخدیر میں کمزور ہوا کرتی ہیں. پھر جو تازہ بنی ہوئی ہوتی ہیں، وہ زیادہ مؤثر ہوتی ہیں. اور پُرانی تقریبًا بے عمل سی ہوجاتی ہیں. اور جو تازہ اور پُرانی کے بین بین ہیں، وہ عمل تخدیر میں بھی اسی طرح درمیانی حالت میں ہوتی ہیں +

ومن الاوجاع ما هو شديد الشدة سهل العلاج احيانا مثل الاوجاع الريحية وربما سكنها وكفاها صب الماء الحار عليها

شذرہ بعض قسم کے درد نہایت شدید اور بے چین کرنیوالے ہوتے ہیں، مگر علاج سے بہ آسانی دور ہوجاتے ہیں، مثلاً ریاحی درد، جنکے لئے اکثر اوقات محض یہی کافی ہوتا ہے کہ گرم پانی اُنپر ڈالا جائے +

ولكن في ذلك خطر واحد وذلك لانه ربما كان السبب ورما فيظن انه ريح فان استعمل عليه وخصوصا في ابتدائه تنطيل بماء حار عظم الضرر

لیکن اس میں ایک خطرہ ضرور ہے، اور وہ یہ کہ بسا اوقات درد کا سبب حقیقی تو ورم ہوتا ہے، مگر گمان یہ ہوتا ہے کہ یہ درد ریاحی ہے. ایسی صورت میں اگر گرم پانی کا نطول استعمال کیا گیا، اور خصوصًا ابتدائی زمانہ میں، تو نقصان بڑھ جائیگا (اور درد و ورم میں اضافہ ہوجائیگا) +

وهذا مع ذلك ربما اضر بالريحي وذلك اذا ضعف عن تحليل الريح وزاد في انبساط حجمه

اس خطرہ کے علاوہ گرم پانی کا نطول بعض اوقات ریحی دردوں کے لئے بھی مضر ہوجایا کرتا ہے. چنانچہ ایسے ضرر کی صورت اُس وقت واقع ہوتی ہے، جبکہ نطول ریاح کے تحلیل کرنے پر قادر نہیں ہوتا. بلکہ ریاح کے حجم میں اور زیادہ انبساط پیدا

کر دیتا ہے (جس سے تناؤ اور بھی بڑھ جاتا ہے) +

والتکمید ایضا من المعالجات للریاح وافضله بما جف مثل الجاورس الا فی عضو لا یحتمله مثل العین فیکمد بالخرق

تکمید (ٹکور) تکمید بھی ریاح کے معالجات میں سے ہے (یعنی ریاحی دردوں میں تکمید بھی مفید ثابت ہوا کرتی ہے)۔ لیکن بہترین تکمید وہ ہے، جو باجرہ جیسی کسی خشک چیز سے کی جائے لیکن اگر کوئی عضو ایسا ہو، جو ایسی تکمید کو برداشت نہ کر سکے، جیسے آنکھ، تو اس کی تکمید کسی کپڑے سے (سادہ طور پر گرم کرکے) کی جائے +

ومن الکمادما یکون بالدھن المسخن

تکمید کی ایک قسم وہ بھی ہے جو گرم تیل سے کیجاتی ہے +

ومن التکمیدات القویۃ ان یطبخ دقیق الکرسنۃ بالخل و یجفف ثم یتخذ منہ کماد و دونہ ان یطبخ النخالۃ کذلک

ایک قوی تکمید یہ ہے کہ مٹر کا آٹا سرکہ میں پکا کر خشک کر لیا جائے، پھر اس سے تکمید کی جائے۔ اس سے کم قوی تکمید یہ ہے کہ بھوسی کو اسی طرح سرکہ میں پکا کر اس سے تکمید کی جائے +

والملح لذاع البخار والجاورس اصلح منہ واضعف

نمک کی تکمید بخارات میں لذع (حدت پیدا کر دیتی ہے (یعنی رطوبت کو زیادہ جذب کر لیتی ہے)۔ اسلئے باجرہ کی تکمید نمک کی تکمید سے بہتر، مگر اس سے کمزور ہے +

وقد یکمد بالماء فی مثانۃ من مثانات وھو سلیم لین لکن قد یفعل الفعل المذکور اذا لم یداع

گاہے تکمید اس طرح بھی کی جاتی ہے کہ کسی جانور کے مثانہ میں گرم پانی بھر لیا جاتا ہے۔ اس قسم کی تکمید بے ضرر اور نرم ہوتی ہے۔ لیکن اگر خیال نہیں کیا جاتا ہے، تو گاہے اس سے وہی عمل ہو جاتا ہے (جو اوپر بتایا گیا ہے کہ ورم کو ریاح تصور کر لیا جاتا ہے، جس سے ضرر میں اضافہ ہو جاتا ہے) +

والمحاجم بالنار من قبیل ھذا و قوی علی اسکان الوجع الریحی وا ذا کرر ابطل الوجع اصلا لکنہ قد یعرض منہ ما یعرض مما ذکرا

محاجم ناریہ محاجم ناریہ بھی تکمیدات ہی کے قبیلے سے ہیں، اور ریاحی دردوں کی تسکین میں بمقابلہ تکمید کے زیادہ قوی اور مؤثر ہیں۔ چنانچہ اگر چند بار محاجم لگائے جائیں، تو درد کو بالکل زائل کر دیتے ہیں۔ لیکن ان سے بھی وہی نقصانات پیدا ہو سکتے ہیں، جو (نطول میں) پہلے بتائے جا چکے ہیں (بشرطیکہ ریح کی جگہ ورم باعث درد ہو) +

ومن مسکنات الاوجاع الملس

دلک لین کسی عضو کو نرمی کے ساتھ دیر تک چھونا (سہلانا)

الرفیق الطویل الزمان لما فیہ من الارخاء

بھی مسکن درد ہے، کیونکہ اس سے بھی ایک قسم کی ارخا پیدا ہوتی ہے (جس سے تناؤ کم ہوجاتا ہے)۔

وکذلک الشحوم اللطیفۃ المعروفۃ والادھان التی ذکرناھا والغناء الطیب خصوصاً اذا نوم بہ التشاغل بما یفرح مسکن قوی للوجع

شحوم وادہان اسی طرح مشہور لطیف چربیاں، اور روغن جنکو ہم بتا چکے ہیں (یعنی جن میں ارخا اور تلیین کی خاصیت ہو) تسکین درد کے باعث بنتے ہیں۔ اسی طرح اچھے راگ اور گانے، علی الخصوص جبکہ ان سے نیند آجائے، اور مفرحات اور دلچسپیوں میں مشغول ہوجانا نہایت قوی مسکن درد ہیں۔

الفصل الحادی والثلثون وصیۃ کالخاتمۃ

فصل (۳۱) آخری وصیت

فی انا بای المعالجات نبتدی

اس بارہ میں کہ (جب چند امراض اکٹھے ہوجائیں، تو) ہمیں اولاً کس کا علاج شروع کرنا چاہئے۔

اذا اجتمعت امراض فان الواجب ان نبدأ بما یخصہ احدی الخواص الثلث

چنانچہ جب متعدد امراض ایک شخص میں (بیک وقت) جمع ہوجائیں، تو ان میں سے پہلے اس مرض کا علاج کرنا چاہئے، جس میں مندرجہ ذیل تین خواص میں سے کوئی ایک خاصیت پائی جائے:

احدھا التی لا یبرأ الثانی بدون برئہ مثل الورم والقرحۃ اذا اجتمعتا فانا نعالج الورم اولاً حتی یزول سوء المزاج الذی یصحبہ ولا یمکن ان تبرأ معہ القرحۃ ثم نعالج القرحۃ

اوّل یہ کہ دو مرض اگر اس قسم کے جمع ہوں کہ ایک کا اچھا ہونا دوسرے پر موقوف ہو، تو پہلے اسی مرض کا علاج کرنا چاہئے، جسکی شفایابی پر دوسرے کا شفایاب ہونا موقوف ہے؛ مثلاً اگر ورم اور قرحہ اکٹھے ہوجائیں، تو پہلے ہم ورم کا علاج کریں گے، تاکہ ورم کے علاج سے وہ سوء مزاج زائل ہوجائے، جو ورم کے ساتھ عضو میں ہوا کرتا ہے، اور جس کی موجودگی میں قرحہ کا اچھا ہونا ناممکن ہے پھر ورم کے علاج کے بعد قرحہ کا علاج کرینگے۔

قرحہ کا اندمال اسی وقت ہوا کرتا ہے، جبکہ عضو کی تغذیہ درست ہو، اور عضو کا تغذیہ اسیوقت

ف الذی

درست رہ سکتا ہے، جبکہ اُس کا مزاج درست ہو، اور اُس میں مواد غریبہ موجود نہ ہوں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ورم کے ساتھ سوء مزاج لازمی طور پر ہوا کرتا ہے۔ اور اسکے ساتھ غیر معمولی مواد بھی عضو میں ہوتے ہیں۔ اس لئے تا وقتیکہ ورم زائل نہ ہو، قرحہ کا اندمال ناممکن ہے +

والثانیۃ منہا ان یکون احدھما ھو السبب فی الثانی مثل انہ اذا عرضت سدۃ وحمی عالجنا السدۃ اولا ثم الحمی ولم نبال من الحمی ان احتجنا الی ان نفتح السدۃ بما فیہ شئ من التسخین

دویم یہ کہ ایک مرض دوسرے مرض کا سبب ہو، تو پہلے سبب کا علاج کرنا چاہئے۔ مثلاً اگر دو مرض اس طرح جمع ہو جائیں کہ ایک سدّہ ہے، اور دوسرا حُمّٰی عفونیہ (جن میں سے سدہ عفونی بخار کا سبب ہے) تو پہلے ہم سدہ کا علاج کرینگے، اور اسکے بعد بخار کا۔ چنانچہ اگر سدوں کے کھولنے کے لئے (تفتیح سدۃ کے لئے) ہمیں کسی ایسی چیز کی ضرورت لاحق ہو، جس میں کچھ تسخین بھی ہو، تو ہم اس کے استعمال کرنے میں بخار (کے بڑھ جانے) کی قطعاً پرواہ نکرینگے +

کیونکہ گرم دواؤں سے اگرچہ یہ اندیشہ ہے کہ بخار کی حرارت میں کچھ اضافہ ہو جائے، لیکن جب سُدے کھل جائینگے، اور بخار کا اصلی سبب زائل ہو جائیگا، تو بہت ممکن ہے کہ بخار بھی جاتا رہے۔ کیونکہ سبب کے رفع ہونے پر مسبب خود بخود رفع ہو جاتا ہے +

ونعالج السل بالمجففات ولا نبالی بالحمی لان الحمی یستحیل ان تزول وسببھا باق وعلاج سببھا التجفیف وھو یضر الحمی

اسی طرح ہم سل کا علاج (قرحۂ ریہ کا علاج) مجففات سے کرتے ہیں، اور بخار کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے، کیونکہ (قرحۂ سلیہ بخار کا اصلی سبب ہے، اور) یہ تو ناممکن ہی کہ سبب قائم رہے، اور بخار جاتا رہے، اور بخار کے سبب (قرحۂ سلیہ) کا علاج تجفیف ہے، جو بخار کے لئے مضر ہے +

لیکن یہ معالج کی ہوشیاری اور دانشوری ہے کہ مرض اصلی کے ازالہ کے لئے جو دوائیں استعمال کرے، وہ حتی الامکان ایسی انتخاب کرے جو دوسرے مرض کے لئے مفید ہوں، یا یہ کہ اسکے لئے مضر نہ ہوں، یا بحالتِ مجبوری اُسکے لئے کم سے کم مضر ہو، چنانچہ مثال مذکور — سدہ اور حمی عفونیہ — میں مثلاً تفتیح سدہ کے لئے سکنجبین ہے، جو باوجود بخار کے لئے مفید ہونے کے مفتح سدہ

بھی ہے. لیکن اگر ایسی مفید دوا، ہاتھ نہ آئے، جس سے دوہرا فائدہ متصور ہو، تو بحالت مجبوری سبب کو اہمیت دی جائے، اور اسکے بڑھ جانے کی پرواہ نہ کی جائے +

والثالث ان یکون احدھما اشد اھتماما کما اذا اجتمع سوناخس والفالج فانا نعالج سوناخس بالتطفیۃ والفصد ولا نلتفت الی الفالج وان تضرر بالفصد

سویم یہ کہ ایک مرض بمقابلہ دوسرے مرض کے زیادہ اَھَمّ ہو (یعنی زیادہ تیز اور خطرناک ہو، اور اس کی منتہا قریب ہو)، تو مرض اہم کا علاج پہلے کرنا چاہیے. چنانچہ اگر سوناخس (حمائے دموی غلیانی) اور فالج، دونوں، ایک شخص میں اکٹھے ہوجائیں، تو ہم پہلے سوناخس کا علاج تطفیہ (تبرید) اور فصد سے کرینگے، اور فالج کی طرف التفات نکرینگے، اگرچہ فصد سے (اور تبرید سے) فالج میں مضرت پہونچنے کا اندیشہ ہے +

سوناخس ایک مرض حاد ہے، اور فالج مرض مزمن، اور یہ ظاہر ہے کہ طبیعت مرض حاد کی طرف شدتِ نکایت کی وجہ سے زیادہ اہتمام کرتی، اور اُس سے مقابلہ کرنے کی زیادہ کوشش کرتی ہے +

اسی طرح جب استسقاء اور عفونی بخار اکٹھے ہوجائیں، تو پہلے بخار کا علاج کرنا چاہیئے. علی ھذا جب خفقان اور ضعف کبد اکٹھے ہوجائیں، تو خفقان کے علاج کو مقدم رکھا جائے، اور ان تمام صورتوں میں حتی الامکان دوسرے مرض کا بھی خیال کیا جائے، اُسے یونہی نہ چھوڑ دیا جائے. گیلانی +

واما اذا اجتمع المرض والعرض فانا نبدأ بعلاج المرض الا ان یغلبہ العرض فحینئذٍ نقصد قصد العرض ولا نلتفت الی المرض کما نسقی المخدرات فی القولنج الشدید الوجع اذا صعب وان کان یضر نفس القولنج

اجتماع مرض وعرض جب کسی بدن میں مرض اور عرض اکٹھے ہوجائیں، تو پہلے مرض کا علاج کرنا چاہیے (تاکہ مرض کے ازالہ کے بعد عرض خود بخود جاتا رہے، جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے)، لیکن اگر اصل مرض سے عرض زیادہ قوی اور شدید ہو تو اس وقت پہلے عرض ہی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے، اور مرض کی طرف التفات نہ برتنی چاہیئے، مثلاً جب قولنج میں درد کی شدت بہت سخت ہوتی ہے، تو اس میں (افیون جیسے) مخدرات کھلا دیئے جاتے ہیں، خواہ نفس قولنج میں اس سے ضرر پہونچے +

اسی طرح جب بخار کے ساتھ غشی شریک حال ہوجاتی ہے، تو شراب جیسی گرم چیزیں، جو

مقوی قلب ہیں، استعمال کرائی جاتی ہیں، اور بخار کی حرارت کے بڑھ جانے کی پرواہ نہیں کی جاتی +

عربی	اردو
وکذلک ربما اخرنا لو اجب من الفصد لضعف المعدۃ او لاسھال متقدم او غثیان فی الحال	شذرہ علے ہذا کا ہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ بحالت موجودہ فصد ضروری ہے. مگر ضعفِ معدہ کی موجودگی کی وجہ سے، یا اس وجہ سے کہ پہلے دست آچکے ہیں، یا اس وجہ سے کہ فی الحال متلی کی شکایت ہے، فصد کرنے میں تاخیر کردیتے (اور بجائے اس وقت کرنے کے اسکو دوسرے وقت کے لئے ٹال دیتے) ہیں +
وربما لم نؤخر ولکن فصدنا ولم نستوف قطع السبب کلہ کما انا فی علۃ التشنج لا نتحری لنفض الخلط کلہ بل نترک منہ شیئا تحللہ الحرکۃ التشنجیۃ لئلا تحلل من الرطوبۃ الغریزیۃ	اور بعض اوقات ایسا بھی کرنا پڑتا ہے کہ اس میں تاخیر تو نہیں کرتے، فصد تو کردیتے ہیں. مگر پورے طور پر سبب کا ازالہ نہیں کرتے (یعنی فصد کے وقت پورے طور پر خون خارج نہیں کرتے، جس سے سبب کا کلیۃً ازالہ ہوجائے)، جیسا کہ تشنج میں ہم یہ نہیں چاہتے کہ سارے مواد (استفراغ کی صورت میں) خارج کردیئے جائیں، بلکہ ہم کچھ تھوڑا سا مادہ بدن کے اندر اسلئے چھوڑ دینا بھی چاہتے ہیں کہ تشنجی حرکات سے وہ تحلیل ہوتی رہیں؛ مبادا ان مواد کی غیر موجودگی میں تشنجی حرکات سے بدن کی اصلی رطوبتیں تحلیل ہونے لگیں +
فلیکن ھذا القدر من کلامنا المختصر فی الاصول الکلیۃ لصناعۃ الطب کافیا ولناخذ فی تصنیف کتابنا فی الادویۃ المفردۃ انشاء اللہ تعالی	ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مختصر بیان علم طب کے شعبۂ کلیات کے لئے کافی ہوگا. اور اب ہمیں ادویہ مفردہ کی کتاب کی تصنیف میں مشغول ہوجانا چاہیے (انشاء اللہ تعالیٰ) +

(بوعلی سینا)



وقتِ فراغت ۲۲۔ ماہ رمضان ۱۳۵۰ھ
مطابق ۳۱۔ جنوری ۱۹۳۲ء وقت ۲ بجے شب

فہرست ہجائی

کلیات قانون ہر دو جلد

الف

پ

ز

س